محرم کے بغیر خواتین کا سفر
احکام ومسائل

[اسلامک فقہ اکیڈمی(انڈیا) کے انتیسویں فقہی سمینار منعقدہ ۲۳ تا ۲۴؍ صفر المظفر۱۴۴۳ھ
مطابق۱تا۲؍اکتوبر ۲۰۲۱ء المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد (تلنگانہ)
میں پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات ومناقشات کا مجموعہ]

ایفا پبلی کیشنز - نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	محرم کے بغیر خواتین کا سفر۔ احکام ومسائل
صفحات	:	٦٤٠
قیمت	:	٤٨٥؍روپے
سن طباعت	:	اکتوبر ٢٠٢٣ء

باہتمام: اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

ناشر

ایـفـا پبلیکیشنز - نئی دہلی
١٦١- ایف، جوگابائی،جامعہ نگر، نئی دہلی-١١٠٠٢٥
ای میل: fiqhacademyindia@gmail.com
فون: ٠١١ - ٢٦٩٨١٧٧٩

مجـــلـــــس ادارتـــــــــــ

۱- مولانا محمد نعمت الله اعظمی
۲- مولانا بدر الحسن قاسمی
۳- مولانا خالد سیف الله رحمانی
۴- مولانا عتیق احمد بستوی
۵- مفتی محمد عبید الله اسعدی


بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

عنوان	مقالہ نگار	صفحہ
پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	٩
باب اول: تمہیدی امور		
تجاویز		١٣
سوالنامہ		١٤
تلخیص مقالات	مولانا امتیاز احمد قاسمی	١٦
عرض مسئلہ (سوال ١-٤)	مفتی ظہیر احمد کانپور	٦٨
عرض مسئلہ (سوال ٥ -٧)	مولانا نور الحق رحمانی	٨١
باب دوم: تفصیلی مقالات		
خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی نقطہ نظر	مفتی شبیر احمد قاسمی	٩٩
بغیر محرم کے خواتین کا سفر - احکام ومسائل	ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی	١١٢
محرم کے بغیر سفرحج وعمرہ	مولانا ولی اللہ مجید قاسمی	١٢٤
محرم کے بغیر خواتین کا سفر- فقہی نقطۂ نظر	مفتی محمد عثمان بستوی	١٣٧
موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مفتی ظہیر احمد قاسمی	١٥١
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا کلیم اللہ عمری مدنی	١٦٣
محرم کے بغیر خواتین کا سفر - تقاضے اور احکام	ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی	١٨٦
خواتین کا محرم کے بغیر سفر کی شرعی حیثیت	قاضی محمد حسن ندوی	٢٠٠
بغیر محرم کے خواتین کا سفر - قرآن ، حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں	ڈاکٹر مبین سلیم ندوی ازہری	٢٢٢
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا محمد راشد قاسمی	٢٣٥
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مفتی فرید احمد کاوی	٢٤٤
عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا	مفتی سلمان پالنپوری قاسمی	٢٦٤
خواتین کا بغیر محرم کے سفر کرنے کی شرعی حیثیت	قاضی محمد فیاض عالم قاسمی	٢٧٥
خواتین کا بغیر محرم کے سفر کا حکم	مولانا ممتاز خان ندوی	٢٩٢

بلا محرم عورت کا سفر -شریعت کی نگاہ میں	مفتی سید باقر ارشد بنگلوری	٣٠٦
خواتین کا محرم کے بغیر سفر شریعت کی روشنی میں	مولانا عبد الرب سعادتی	٣٢٥
خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی احکام	مولانا ثابت شمیم رشادی	٣٤٠
موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولاناعزیر اختر قاسمی	٣٥٧
بغیر محرم خواتین کا سفر	مولانا محمد فلاحی	٣٨١
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا محمد شاہد حسین قاسمی	٤٠٣
محرم کے بغیر خواتین کا سفر	مولانا محمد توصیف قاسمی	٤١٤
عورتوں کے سفر سے متعلق چند مسائل	مولانا محمد شکیل سعادتی	٤٢٨
بغیر محرم کے خواتین کا سفر کرنا	مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی	٤٤١
خواتین کا محرم کے بغیر سفر- شریعت کی روشنی میں	مفتی محمد اکرام سعادتی	٤٥٠
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا مقیم احمد ندوی	٤٦٤
باب سوم: مختصر تحریریں		
خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی وفقہی نقطہ نظر	قاری ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی	٤٧٥
محرم کے بغیر خواتین کا سفر - احکام ومسائل	مولانا بدر احمد مجیبی	٤٨٢
شریعت میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا نور الحق رحمانی	٤٨٨
خواتین کا محرم کے بغیر سفر کا حکم	مفتی حبیب اللہ قاسمی	٤٩٧
موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد الاعظمی	٥٠٠
محرم کے بغیر خواتین کا سفر	مفتی شاہد علی قاسمی	٥٠٨
خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مفتی محمد عفان منصورپوری	٥١٦
بغیر محرم کے عورتوں کا سفر	مفتی نثار احمد گودھروی	٥٢٢
محرم کے بغیر خواتین کا سفر	مفتی نذیر بن یوسف کرجیکر	٥٣٠
خواتین کا بغیر محرم سفرکرنے کا تفصیلی حکم	مفتی محمدجنید پالنپوری	٥٣٨
خواتین کا محرم کے بغیر سفر - احکام ومسائل	مولانا حفیظ الرحمن اعظمی مدنی	٥٤٤
فقہ اسلامی میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا ڈاکٹر عبد المالک مغیثی	٥٥٢
خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی نقطہ نظر	مولانا نعیم اختر قاسمی	٥٦٠
موجودہ دور میں خواتین کا بغیر محرم سفر حج	مفتی عبد الحمید قاسمی	٥٦٧
محرم کے بغیر خواتین کاسفر	مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی	٥٧٣
اسلام میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنا	مولانا عبد المنان قاسمی	٥٨١
خواتین اسلام کا محرم کے بغیر سفر	مولانا محمد شفیق مظاہری	٥٨٦

خواتین اسلام کا محرم کے بغیر سفر کرنے کے شرعی احکام	مولانا غلام رسول قاسمی	۵۹۳
محرم کے بغیر خواتین کا سفر کے شرعی احکام	مولانا رفیق احمد قاسمی	٦۰۲
موجودہ دور میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر	مولانا محمد ثناء اللہ	٦۰۸
خواتین کا بغیر محرم سفر حج ۔ شرعی احکام	مولانا محمد مغفور باندوی	٦۱٤
اسلام میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنا	مولانا عطاء اللہ بخاری	٦۲۱
باب چہارم: مناقشہ		
مناقشہ		٦۳۱

پیش لفظ

یہ بات ظاہر ہے کہ خواتین کو زیادہ تحفظ اور سیکوریٹی کی ضرورت پیش آتی ہے؛ اس لئے شریعت نے ان کے لئے بعض خصوصی قواعد مقرر کئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ خواتین جب سفر پر جائیں تو تنہا نہ جائیں، ان کے ساتھ ان کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار ہو؛ تاکہ وہ ناپسندیدہ اور اوباش قسم کے لوگوں سے محفوظ رہیں اور مامون حالات میں عزت وآبرو کی حفاظت کے ساتھ سفر کریں۔

چوں کہ خود حدیث نبوی میں اس کی تاکید کی گئی ہے؛ اس لئے بنیادی طور پر قریب قریب یہ مسئلہ متفق علیہ ہے؛ لیکن تفصیلات میں کسی قدر اختلاف رائے ہے، مثلاً یہ کہ محرم کی رفاقت ایک دن ورات کے سفر میں بھی ضروری ہے یا تین دن ورات کے سفر میں ہی؟ سفر میں مدت کا اعتبار ہے یا مسافت کا؟ موجودہ دور میں ایک اہم مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ لمبی مسافت اگر کم وقت میں انجام دی جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ یہ حکم تعبدی ہے کہ مقررہ مدت یا مسافت کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں ہے یا یہ حکم علت پر مبنی ہے اور وہ علت ہے امن وحفاظت ، اور اگر کسی دوسرے طریقہ پر یہ مقصد حاصل ہو جائے تو محرم کی رفاقت ضروری نہیں ہوگی ؟وغیرہ۔

آج کل حج کے لئے بھی سعودی حکومت نے محرم کی شرط ختم کر دی ہے، بہت سے لوگ دور دراز ملکوں میں ملازمت کرتے ہیں اور اس میں سہولت ہوتی ہے کہ بیوی کو ایک جگہ جہاز میں بٹھا دیا جائے اور اپنی منزل پر پہنچ کر وہ اتر جائے، اس میں صرف چند گھنٹوں کا سفر ہوتا ہے، اس سلسلہ میں بھی موجودہ دور کی سہولتوں اور ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے اہل علم کی آراء میں کسی قدر اختلاف رائے پایا جاتاہے۔

ان جہتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے انتیسویں فقہی سمینار منعقدہ ۲۳، ۲۴، صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۱، ۲، اکتوبر ۲۰۲۱ء المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (تلنگانہ) کے لئے ایک عنون '' خواتین کا محرم کے بغیر سفر '' بھی رکھا، اور اس کے لئے سات سوالات پر مشتمل سوالنامہ جاری کیا، بحمد اللہ گزشتہ معمول کے مطابق اہل علم نے بڑی محنت اور تحقیق کے ساتھ مقالات سپرد قلم کئے، جن میں تفصیلی مقالات ۲۵ ہیں، جب کہ ۲۲ مختصر مقالات بھی شامل ہیں، اکیڈمی کے مجلات کے گزشتہ معمول کے مطابق سمینار کے اندر ہونے والا مناقشہ بھی شامل ہے، رفیق شعبۂ علمی مولانا امتیاز احمد قاسمی کے قلم سے مقالات کی تلخیص ہے اور مولانا موصوف ہی نے اس مجلے کی ایڈیٹنگ وترتیب کا کام انجام دیا ہے، سات سوالات کو دو عرض مسئلہ میں سمیٹتے ہوئے مفتی ظہیر احمد قاسمی (کانپور) اور مولانا نورالحق رحمانی (پٹنہ) نے

عرض تیار کیا ہے، جو سمینار میں پیش کیا گیا، نیز معمول کے مطابق اس ضخیم اور وقیع مجموعہ مقالات کے شروع میں سمینار کی تجاویز بھی شامل اشاعت کی گئیں۔

اکیڈمی تمام اہل علم کے تعاون کا شکر گزار ہے اور دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے۔

۱۵؍ صفر ۱۴۴۴ھ — **خالد سیف اللہ رحمانی**

۱۳؍ ستمبر ۲۰۲۲ — (جنرل سکریٹری: اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

* * *

پہلا باب

تمہیدی امور

تجاویز:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے انتیسویں فقہی سمینار منعقد ۲۴ تا ۲۶ صفر المظفر۱۴۴۳ھ مطابق ۲ تا ۴؍ اکتوبر ۲۰۲۱ء کے موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ‘‘ خواتین کا محرم کے بغیر سفر ’’ کا ہے ، اس موضوع پر موصول ہونے والے تمام مقالات ، پھر تیار ہونے والا عرض مسئلہ اور اس پر ہونے والے مناقشات کی روشنی میں درج ذیل تجاویز مرتب کی گئیں :

۱- خواتین کے سفر کے لئے محرم کی شرط کا مدار فتنہ پر ہے، خواہ مسافت قصر کے مقدار مسافت ہو یا اس سے کم مسافت ہو، اس لئے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو سفر شرعی کی مسافت سے کم کا سفر بھی کسی خاتون کے لئے بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا ؛ البتہ نماز کے قصر و اتمام کا مدار مسافت شرعی کے سفرپر ہوگا ۔

۲- عام حالات میں کوئی عورت سفر شرعی کی مسافت کا سفر تنہا نہ کرے ، اگرچہ بظاہر محفوظ نظام سفر ممکن ہو ؛ البتہ اگر کوئی اہم ضرورت درپیش ہو اور شوہر یا محرم کی رفاقت ممکن نہ ہوتو محفوظ نظام سفر کے ساتھ سفر کی اجازت ہے ۔

۳- چونکہ عمرہ اور حج کا سفر طویل ہوتاہے اور کئی دنوں کا ہوتا ہے ، اس پوری مدت میں عورت کو کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے ، جو بغیر شوہر یا محرم کے پوری نہیں ہوسکتی ہے ، شرعی قباحتوں سے بچنا بہت مشکل ہے ، اس لئے بغیر شوہر یا محرم کے محض ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورتوں کے لئے سفر عمرہ اور حج پر جانا جائز نہ ہوگا --- بوڑھی عورتوں کو تو اور زیادہ کسی مرد کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے ، اس لئے ان کے لئے بھی بغیر محرم کے صرف ثقہ عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۴- کوئی عورت محرم کے موجود نہ ہونے یا محرم کے اخراجات سفر حج کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں بھی حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر حج و عمرہ پر نہیں جاسکتی ہے ۔

۵- البتہ دفعہ :۳ و ۴ میں سفر حج کی جو ممانعت مذکور ہے تو جن مسالک میں محرم و شوہر کے بغیر ثقہ عورتوں کے ساتھ بھی سفر حج کی اجازت ہے ، ان مسالک کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرسکتے ہیں ۔

سوالنامہ:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر

یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کو جن امتیازات سے نوازا ہے، ان میں ایک عفت وپاکدامنی ہے؛ اسی لئے شریعت میں نکاح کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اور ایسے تمام مواقع سے دور رہنے کو کہا گیا ہے ، جو انسان کو فتنے میں مبتلا کرسکتے ہوں اور جن کی وجہ سے آدمی جو ہر عفت سے محروم ہوجائے، یہ حکم یوں تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے؛لیکن چونکہ عورتیں جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہیں، اس لئے ان کے تحفظ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

ان ہی تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ خواتین شوہر یا محرم مرد کی رفاقت کے بغیر لمبا سفر نہیں کریں، خود نبی کریم ﷺ نے اس کی ہدایت دی ہے، موجودہ دور میں ہوائی جہاز کے ذریعہ طویل سفر دوچار گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہے، اس میں حکومت اور ایئر لائنس کی طرف سے حفاظت کا معقول نظم ہوتا ہے اور اگر ایئر لائنز والوں سے کہاجائے کہ انہیں یہاں سوار کر کے فلاں جگہ بحفاظت اتار اجائے اور اس مسافر کو ان کے ان رشتہ داروں کے حوالہ کردیاجائے جو ان کے استقبال کے لئے اس دوسری جگہ پر آئے ہوں تو ایئر لائنس اس کا خصوصی انتظام کرتی ہے، نیز حج وعمرہ پر جانے والی خواتین کے لئے پہلے سعودی حکومت کی طرف سے یہ پابندی تھی کہ وہ محرم کے ساتھ ہی سفر کریں، اس لئے حکومت ہند بھی اس کی پابندی کرتی تھی، لیکن اب سعودی عرب کی طرف سے اس کا لزوم ختم کردیاگیا ہے، ان حالات میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

١-خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت، حکم کی بنیاد ہے یا تین شب و روز کی مدت؟

٢-سفر میں محرم کے ساتھ کی شرط ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کے کیا مذاہب ہیں اور اگر محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو کیا اس کو کافی قراردیاجاسکتا ہے؟

٣-اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو،مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہوتو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اس عورت کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہرایئر پورٹ آکر اسے لے لے؟

٤-اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو یا وہ اتنے اخراجات ادا کرنے کی متحمل نہ ہو تو کیا عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ مل کر وہ عمرہ کے لئے جاسکتی ہے؟

۵-سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی کیا حیثیت ہے اور اس بارے میں ائمہ کا کیا اختلاف ہے؟

۶-مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک عورت پر حج فرض ہے، لیکن کوئی محرم میسر نہیںہے، جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے ،یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات کو برداشت کرسکے، ایسی صورت میں وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جاسکتی ہے؟

۷-محرم یا شوہر کے ساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے اور بہ وقت ضرورت مدد حاصل کرنے کے لئے ہے، لیکن معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں کیا ان کے لئے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیاجاسکتا ہے؟ اور اگر اختیار کیاجاسکتا ہے تو کیا اس کے لئے کسی خاص عمر کی حد مقررکی جاسکتی ہے؟

* * *

تلخیص مقالات:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر

مولانا امتیاز احمد قاسمی•

''إن الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ جمیعاً''۔

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے انتیسویں فقہی سمینار میں جن چار اہم موضوعات پر بحث وتحقیق اور مناقشہ ہونا ہے ان میں ایک موضوع ''خواتین کا بغیر محرم کے سفر'' ہے، جس میں کل سات سوالات قائم کئے گئے ہیں، اور اہل علم وتحقیق سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ ان سوالات کا مفصل جواب قرآن وسنت، آثار صحابہ اور اجتہادات فقہاء کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

چنانچہ اکیڈمی کو اس موضوع پر کل ۴۵؍مقالات موصول ہوئے ،جس کی تلخیص کی ذمہ داری اکیڈمی نے مجھے دی ہے، تاکہ ایک دوسرے کی آراء اور دلائل سے واقف ہوا جاسکے، ان مقالات میں سے بعض بہت مفصل ہیں، جس میں موضوع کے تمام گوشوں اور پہلوؤں کا احاطہ ہے، بلکہ بہت سے متعلقات بھی ذکر کئے گئے ہیں جن سے اصل مسئلہ کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، بعض مفصل ہیں اور سوالا ت کے مکمل جوابات مع دلائل موجود ہیں، جبکہ بعض مقالے مختصر ہیں، یہ موضوع اہم ہے اور اس میں پیش آنے والے مسائل وجزئیات کثیر الوجود اور کثیر الوقوع ہیں، اس لئے مقالہ نگار حضرات نے اپنی بہترین نگارشات پیش کی ہیں اور مدلل جوابات قلم بند کئے ہیں، جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا نور الحق رحمانی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی قاسمی، مفتی شبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ظہیر احمد قاسمی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا کلیم اللہ عمری، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، ڈاکٹر محمد مبین سلیم ندوی ازہری، مولانا عزیر اختر قاسمی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی، مفتی نثار احمد گودھرا، مفتی سلمان پالنپوری قاسمی، مفتی فرید احمد کاوی، مولانا رفیق احمد قاسمی، مفتی ابو حماد غلام رسول

• رفیق شعبۂ علمی اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا۔

قاسمی، مولانا محمد فلاحی بن مولانا عبد الجبار، مولانا محمد ثناء اللہ قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مفتی محمد توصیف صدیقی، مولانا محمد مغفور باندوی، مولانا مستقیم احمد ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا محمد شکیل سعادتی، مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی، مفتی نذیر بن یونس کرجیکر، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مفتی محمد اکرام سعادتی، مولانا محمد شفیق بن عبد الشکور فلاحی، مولانا عبد المنان قاسمی، مولانا عطاء اللہ بخاری۔

سوال نمبر ۱ :

۱-خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت ،حکم کی بنیاد ہے یا تین شب و روز کی مدت؟

اس سوال کے جواب میں بیشتر مقالہ نگاران کی رائے ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے، نہ کہ تین شب وروز کی مدت [قاری ظفر الاسلام اعظمی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی عثمان بستوی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، حافظ کلیم اللہ عمری مدنی، مولانا باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، مفتی اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مفتی محمد اشرف گونڈوی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مولاناثناء اللہ قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مفتی محمد توصیف صدیقی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی نذیر کرجیکر، مولانا محمد شفیق فلاحی، مفتی اکرام سعادتی، مفتی مغفور احمد باندوی وغیرہ]۔

مسافت سفر شرعی:

حنفیہ نے تین دن ورات والی حدیث کو اختیار کرتے ہوئے مسافت شرعی تین دن اور تین رات قرار دیا ہے اور نہی کی علت اسی مقدار کو قرار دیا ہے، جو پیدل یا جانور پر سوار ہوکر درمیانی رفتار سے چلتے ہوئے اور آرام کرتے ہوئے مسافت طے کی جائے، تین دنوں کی مدت مطلوب نہیں ہے، جس کی صراحت خود نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے منقول ہے اور وہ ‘‘مسیرۃ ثلاثۃ أیام ’’ کا لفظ ہے (صحیح مسلم)، لہذا ‘‘یفسر بعضہ بعضاً’’ کے ضابطہ سے ایک حکم سے متعلق مطلق روایات کو مقید روایت پر محمول کردیا جائے گا، اس بنا پر جس روایت میں مسیرۃ کا لفظ نہیں ہے، اس میں بھی مسیرۃ کا لفظ مقدر مانا جائے گا، یعنی آپ ﷺ نے تین دن کی مسافت کا سفر بغیر محرم کرنے سے منع فرمایا ہے، وہ مسافت چاہے تین یوم میں پوری ہو یا اس سے کم وزائد میں ، پھر فقہاء

متاخرین نے لوگوں کی آسانی کے لئے میلوں اور فراسخ کے ذریعہ اس کو متعین کردیا، جو سولہ فرسخ یعنی ۴۸؍ میل یا اسّی کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہو تو ایسے مسافر کے لئے افطار کرنا اور نماز میں قصر کرنا جائز ہوگا، پس یہ مسافت ہی سفر شرعی ہے، عورت کے لئے ایسا طویل سفر کرنا محرم کے بغیر جائز نہیں۔

اس مسئلہ کی توضیح اور تائید مندرجہ ذیل عبارتوں سے ہوتی ہے:

- ''أما إذا كان السفر بالطائرة أو بالسيارة كما فى زماننا فإن المسافة إذا كانت أكثر من ثمانين كيلومتراً يحق له الإفطار وقصر الصلاة، فهذه المسافة هى السفر الشرعى'' (روائع البيان للصابونى ۱۸۸؍۱) [مولانا نور الحق رحمانى]۔

- ''اختلف الفقهاء فى تقدير مسافة السفر التى يقصر فيها، فقال الحنفية: أقل تقصر فيه الصلاة مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة فى البلاد المعتدلة، بسير الإبل ومشى الأقدام ولا يشترط سفر كل يوم إلى الليل، بل أن يسافر فى كل يوم منها من الصباح إلى الزوال (الظهر) فالمعتبر هو السير الوسط مع الاستراحات العادية، فلو أسرع وقطع تلك المسافة من أقل من ذلك كما فى وسائل المواصلات الحديثة، جاز له القصر، فإذا قصد الإنسان موضعا بينه وبين مقصده مسيرة ثلاثة أيام، جاز له القصر، فإن لم يقصد موضعاً وطاف الدنيا من غير قصد إلى قطع مسيرة ثلاثة أيام لا يترخص بالقصر'' (الفقه الاسلامى وادلتہ۱۳۴۲؍۲) [مفتى شاہد على قاسمى، مولانا حفيظ الرحمن اعظمى مدنى، مولانا صبغت الله مولوى زاده]۔

- قارى ظفر الاسلام اعظمى نے بين الفقہاء اور خود حنفيہ کے درميان پائى جانے والى اختلافى آراء کو بالتفصيل ذكر كيا ہے:

''اب عرض ہے کہ حنفيہ کے نزديک محرم کے بغير تين دن اور تين رات يا اس سے زيادہ کا سفر کرنا جائز نہيں، اكثر حنفيہ نے نہى کى علت اسى مقدار کو بلکہ سفر شرعى اسى مقدار کو قرار ديا ہے اور اس سے کم مقدار کے لئے اصل مذہب ميں ممانعت کا حكم نہيں لگايا ہے، امام ابويوسفؒ کى ايک روايت کے مطابق عورت کا محرم کے بغير ايک دن کا سفر بھى مكروہ ہے، اسى کو بعض متاخرين فقہاء نے فسادزمان کے باعث عام حالات ميں اختيار كيا ہے، ليكن حنفيہ کا اصل مذہب تين دن والا ہى ہے: ''وقال الفقيہ أبو جعفر اتفقت الروايات فى الثلاث الخ'' (المحيط البرہانى فى الفقہ النعمانى۳۹۴؍۵)، ''قال أبويوسفؒ أكره لہا أن تسافر يوما بغير محرم'' (حوالہ مذكورہ)، روايتوں کے باہم متعارض ہونے کے سبب (گو کہ ہر ايک ميں تطبيق دى جاسكتى ہے) فقہاء کى دو جماعتيں ہوگئى ہيں، بعض حضرات نے مسافت کى مقدار کو زمانے کے ساتھ مقرر كيا ہے، يعنى جس سفر ميں تين دن اور تين رات يا دو دن دورات يا ايک دن يا ايک رات يا پورے ايک دن يا پورى ايک رات کا زمانہ خرچ ہو اس کا محرم کے بغير سفر کرنا جائز نہيں، حافظ ابن حجرؒ لكھتے ہيں:''ولذلک اختلفت الألفاظ فى ذلک ويؤيد ذلک أن الحكم فى نہى المرأة عن السفر وحدہا متعلق بالزمان ولو قطعت مسيرة ساعة واحدة مثلاً فى يوم تام لتعلق بہا

النہی'' (فتح الباری۲؍۷۲۱، اشرفیہ)۔

دکتور وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: ''وقال الجمہور غیر الحنفیۃ السفر الطویل المبیح للقصر المقدر بالزمن'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۲؍۲۸۸ تہانویہ)۔ ''ولا یتوقف امتناع سیر المرأۃ علی مسافۃ القصر خلافاً للحنفیۃ'' (اعلاء السنن۱۰؍۱۳-۱۴)، عورت کے باہر نہ نکلنے کی بنیاد قصر کی مسافت پر موقوف نہیں ہے، لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک اسی پر موقوف ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد۱؍۲۳۷ سلمان عثمان کمپنی دیوبند)، بعض دوسرے حضرات نے ممانعت کی مقدار کو مکان کے ساتھ مقید کیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ جو سفر چار برید یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کی مسافت پر مشتمل ہو (جس پر آج کل عام طور پر فتوی دیا جاتا ہے) کی ممانعت اس صورت میں ہے اور بعض حضرات کا قول اس سے بھی مختلف ہے، علامہ بدر الدین عینی نے ''فی حکم المرأۃ التی تسافر '' قائم کرکے پانچ مذاہب نقل کئے ہیں: ''الأول: مذہب الحسن البصری والزہری وقتادۃ فإنہم قالوا ما یجوز للمرأۃ أن تسافر لیلتین بلا زوج أو محرم، الثانی:مذہب إبراہیم النخعی والشعبی وطاؤس والظاہریۃ فإنہم قالوا لا یجوز للمرأۃ أن تسافر مطلقاً سواء کان السفر قریباً أو بعید إلا إذا کان معہا زوج أو ذو محرم لہا ، الثالث: مذہب عطاء وسعید بن کیسان وقوم من الطائفۃ الظاہریۃ فإنہم قالوا یجوز سفر المرأۃ فیما دون البرید فإن کان بریدا فصاعدا فلیس لہا أن تسافر إلا بمحرم، الرابع: مذہب الأوزاعی واللیث ومالک والشافعی فإنہم قالوا للمرأۃ أن تسافر فیما دون الیوم بلا محرم، وفیما زاد علی ذلک لا إلا بزوج أو محرم، لکن عند مالک والشافعی لہا أن تسافر للحج الفرض بلا زوج ومحرم، الخامس:مذہب الثوری والأعمش وأبی حنیفۃ وأبی یوسف ومحمد فإنہم قالوا لیس للمرأۃ أن تسافر مسافۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا مع زوج أو محرم'' (عمدۃ القاری۵؍۵۷۹ زکریا)۔

- علامہ ظفر احمد عثمانی نے بھی مسیرۃ ثلاثۃ والی روایت سے تین یوم کی مسافت پر تمام احکام سفر کو مرتب کیا ہے، وقت کو اس میں دخیل نہیں مانا ہے، ''فإن نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالمسافۃ أیضاً کالمسافر دون الزمان لما فی طرق أخری من لفظ مسیرۃ ثلاث لیال'' (اعلاء السنن۷؍۲۷۵) [مفتی عثمان بستوی]۔

- ''وہو ثلاثۃ أیام ولیالیہا، فیباح لہا الخروج إلی ما دونہ لحاجۃ بغیر محرم وروی عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف رحمہما اللہ کراہۃ خروجہا، وحدہا مسیرۃ یوم واحد وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان'' (فتاوی شامی۲؍۴۶۴) [مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

- ''لا تسافر المرأۃ بغیر محرم ثلاثۃ أیام فما فوقہا، واختلفت الروایات فیما دون ذلک، قال أبویوسف: أکرہ أن تسافر یوماً بغیر محرم، وہکذا روی عن أبی حنیفۃ، وقال الفقیہ أبو جعفر: اتفقت الروایات فی الثلاث، أما ما دون الثلاث قال أبو جعفر: ہو أہون من ذلک، کذا فی المحیط'' (فتاوی ہندیہ۵؍۴۲۲) [مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

- ''وأما التقدیر بثلاثۃ أیام فہو ظاہر المذہب وہو الصحیح لإشارۃ قولہ ﷺ: یمسح المقیم یوماً ولیلۃ والمسافر ثلاثۃ أیام ولیالیہا، ومن ضروراتہ عموم التقدیر، وتمام تحقیقہ فی

الفتح على الهداية، والمراد باليوم النهار دون الليل، لأن الليل للاستراحة فلا يعتبر، والمراد ثلاثة أيام من أقصر أيام السنة'' (البحر الرائق۲،۲۴۷-۲۴۸) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

- ''ثم المحرم أو الزوج إنما يشترط إذا كان بين المرأة وبين مكة ثلاثة أيام فصاعداً، فإن كان أقل من ذلک حجت بغير محرم، لأن المحرم يشترط للسفر، وما دون ثلاثة أيام ليس بسفر فلا يشترط فيه المحرم، كما لا يشترط للخروج من محلة إلى محلة'' (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۲،۱۲۴) [ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی، مفتی حبیب اللہ قاسمی]۔

- ''ومعتبر فی حق المرأة أن تكون لها محرم يحج بها أو زوج ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام فصاعداً'' (قدوری،۵۶) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی عبد الرب سعادتی]۔

- ''بخلاف المسافر فإنه لو قطع مسيرة نصف يوم مثلاً فی يومين لم يقصر'' (فتح الباری، حدیث نمبر: ۱۰۸۸) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

- ''حتى لو كانت المسافة ثلاثاً بالسير المعتاد فسار إليها على الفرس جرياً حثيثاً فوصل فی يومين أو أقل قصر'' (الموسوعة الفقهیہ۲۵،۳۰) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

- ''وروى عن أبی حنيفة فيمن سار فی الماء يوماً وذلک فی البر ثلاثة أيام أنه يقصر الصلاة لأنه لا عبرة للأسرع (ولا الإبطأ) بل أوسطها'' (بدائع الصنائع۱،۲۶۳) [مفتی عثمان بستوی، مولانا بدر احمد مجیبی]۔

* تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات نے اس سوال کے ذیل میں عورت کے لئے سفر سے ممانعت والی احادیث کو درج کیا ہے اور وہ چار طرح کی احادیث ہیں، پہلے وہ احادیث جن میں تین شب وروز کا تذکرہ ہے:

- ''عن ابن عمرؓ قال أن النبیﷺ قال: لا تسافر المرأةثلاثة أيام إلا مع ذی محرم'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۶)۔

- ''عن ابن عمرؓ عن النبیﷺ قال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذو محرم'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۸)۔

* وہ احادیث جن میں دو دن کے سفر کی ممانعت ہے۔

- ''عن عبد الله بن عمرؓ عن رسول اللهﷺ قال لا تسافر المرأة يومين إلا مع زوجها أو ذی محرم'' (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۲۵۲۲)۔

- ''عن أبی سعيد الخدریؓ عن النبیﷺ قال: لا تسافر المرأة يومين إلا معها زوجها أو ذو محرم'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۱۹۷)۔

- ''عن أبی ہريرةؓ عن النبیﷺ قال: لا يحل لامرأة أن تسافر يوماً فما فوقه إلا ومعها ذو حرمة'' (مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۴۹۸)۔

* وہ احادیث جن میں ایک دن کے سفر کی ممانعت ہے:

- ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معہا حرمۃ’’(صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۸)۔

- ‘‘عن أبی ہریرۃ عن النبیﷺ قال : لا یحل لامرأۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعہا رجل ذو حرمۃ منہا’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۸)۔

- ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم إلا مع ذی محرم’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۹)۔

- ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال: لا تسافر امرأۃ مسیرۃ یوم تام إلا مع ذی محرم’’ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۷۴۱)۔

* وہ احادیث جن میں بغیر محرم کے مطلق سفر کی ممانعت وارد ہوئی ہے:

- ‘‘عن ابن عباسؓ قال قال النبیﷺ : لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیہا رجل إلا ومعہا محرم، فقال رجل یا رسول اللہ إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا کذا وامرأتی ترید الحج فقال: اخرج معہا’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۸۶۲، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۱)۔

* انہیں میں سے بعض حضرات نے مذکورہ بالا مختلف احادیث کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، چنانچہ مفتی ظہیر احمد کانپوری لکھتے ہیں:

یہ ساری احادیث صحیح ہیں، ان کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہےکہ آپﷺ نے عورت کو فتنہ کی وجہ سے ممانعت فرمائی ہے، آپ نے جب بھی فتنہ محسوس کیا تو اس سفر سے عورت کو بغیر محرم کے منع فرمادیا، یہ فتنہ مطلقاً سفر میں بھی ہوسکتا ہے اور تین دن سے زائد سفر میں بھی ہوسکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن عبد البر قرطبی تحریر فرماتے ہیں:

- ‘‘ویجمع معانی الآثار فی ہذا الباب وإن اختلفت ظواہرہا الخطر علی المرأۃ أن تسافر سفراً یخلف علیہا الفتنۃ بغیر محرم قصیراً کان أو طویلا’’ (التمہید لابن عبد البر القرطبی۲۱،۵۵) [مفتی ظہیر احمد قاسمی]۔

* دوسری جگہ علامہ ابن عبد البر قرطبی فرماتے ہیں:

- ‘‘والذی جمع معانی آثار ہذ الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنۃ إلا مع ذی محرم أو زوج قصیراً کان السفر أو طویلاً’’ (الاستذکار۸،۵۳۳)۔

* علامہ انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری میں فرماتے ہیں:

‘‘لا تسافر المرأۃ ثلاثاً فإنہ لم یقع فی مسئلۃ الإتمام والقصر بل ورد فی سفر الحاجات واختلفت فیہ الروایات وفی بعضہا مسیرۃ یوم ولیلۃ وہو عندی مختلف باختلاف الأحوال والأحادیث فی ہذا الباب صدّرت عن حضرۃ الرسالۃ تارۃً کذا وتارۃ کذا ولیست محمولۃ علی

اختلاف الروایۃ وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم قلنا ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ، وقد وجدت مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث أما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن" (فیض الباری۲،۵۳۴ کتاب تقصیر الصلاۃ)۔

اس سے پتہ چلا کہ علامہ کشمیری کے نزدیک عورت کو تین دن کے سفر کی ممانعت کی احادیث اتمام وقصر کے اعتبار سے سفر شرعی کی مقدار کو بیان کرنے کے سلسلہ میں وارد نہیں ہوئی ہیں، بلکہ سفر حاجات کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس سلسلہ میں احادیث مختلف ہیں جن کا مقصود فتنہ پر مبنی سفر کرنے کی ممانعت کو بیان کرنا ہے۔

علامہ کشمیریؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''لا تسافر المرأۃ یومین الخ، وہذا یختلف عندی باختلاف الأحوال فلا تعین فیہا وقد مر الکلام فیہ'' (فیض الباری۲،۵۹۱)۔

علامہ کشمیریؒ ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں:

''واعلم أن الحدیث فی السفر غیر سفر الحج وأما العلماء فیذکرون مسئلۃ سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث وکذلک الطحاوی وغیرہ فعل مثل ہذا أی ذکر سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث ثم ورد فی الأحادیث لا تسافر المرأۃ فوق ثلاثۃ أیام وفی بعض الروایات سفر یوم، وفی بعض الروایات سفر یوم ولیلۃ وغیرہا من الألفاظ ومذہب أبی حنیفۃ أن سفر الحج إن کان ثلاثۃ أیام فلا تسافر إلا ومعہا محرم وإذا کان أقل من ثلاثۃ أیام فیجوز لہا السفر فیقال إن الأحادیث تردعلی أبی حنیفۃ: أقول لا ترد علی أبی حنیفۃ فإن الأحادیث لیست بواردۃ فی سفر الحج بل فی غیرہ من الأسفار والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد" (العرف الشذی۲،۴۰۷ کتاب الرضاع باب ما جاء وحدہا)۔

ان اکابر اور معاصر علماء (علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ یوسف القرضاوی) کی عبارات وتحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اصل علت عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کی ''فتنہ'' ہے، نہ کہ محض سفر (شرعی) اور احادیث میں سفر سے مراد لغوی سفر یعنی مطلق قطع مسافت اور خروج ہے اور آپ ﷺ نے حسب موقع الگ الگ اشخاص (عورتوں) کے بارے میں جتنی مقدار میں فتنہ کو محسوس فرمایا اس سے منع فرمایا، خواہ سفر ایک دن یا اس سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

لہذا حکم کا مدار فتنہ ہونا چاہئے اور سفر سے یہاں مراد مطلق (لغوی) سفر لیا جانا چاہئے، اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو پھر تمام احادیث کے مابین کوئی تعارض بھی نہیں رہے گا [مفتی ظہیر احمد کانپوری]۔

* مولانا سید اسرار الحق سبیلی لکھتے ہیں: اب رہی بات کہ حدیث میں تین دن کے سفر کی ممانعت کے علاوہ دودن اور ایک دن کا بھی ذکر ہے، اسی طرح ایک برید اور تین

میل کا بھی ذکر آیا ہے، اس کا جواب علامہ ابن الہمام اور دوسرے فقہاء نے دیا ہے:

''قال المنذری: لیس فی ہذہ تباین فإنہ یحتمل أنہ ﷺ قالہا فی مواطن مختلفۃ بحسب الأسئلۃ، ونحتمل أن یکون ذلک کلہ تمثیلاً لأقل الأعداد، والیوم الواحد أول العدد وأقلہ،والاثنان أول الکثیر وأقلہ، والثلاث أول الجمع، فکانہ أشارأن مثل ہذا فی قلۃ الزمن لا یحل لہا السفر مع غیر محرم، فکیف بما زاد، وحاصلہ أنہ فیہ بمنع الخروج أقل کل عدد علی منع خروجہا عن البلد مطلقاً إلا بمحرم أو زوج'' (فتح القدیر۲؍۴۲۱)۔

البتہ حنابلہ اور دوسرے فقہاء کے یہاں جنہوں نے محرم کی شرط رکھی ہے، ان کے یہاں مطلق سفر کی ممانعت ہے اور یہی حکم کی بنیاد ہے، چنانچہ ابن قدامہ کا بیان ہے:

''قال أبو عبد اللہ: أما أبوہریرۃ فیقول: (یوماو لیلۃ) ویروی عن أبی ہریرۃ: ''لا تسافر سفراً'' أیضاً، وأما حدیث أبی سعید یقول: (ثلاثۃ أیام) قلت: ما تقول أنت؟ قال: لا تسافر سفراً قلیلاً ولا کثیراً إلا مع ذی محرم'' (المغنی لابن قدامہ۳؍۲۲۹)۔

اور علامہ محمد بن اسماعیل صغانی (م۱۱۸۲ھ) نے بھی مطلق سفر کو حکم کی بنیاد قرار دیا ہے:

''ودل أیضاً علی تحریم سفر المرأۃ من غیر محرم وہو مطلق فی قلیل السفر وکثیرہ، وقد وردت أحادیث مقیدۃ لہذا الإطلاق، إلا أنہا اختلفت ألفاظہا ، قال النووی:لیس المراد من التحدید، بل کل ما یسمی سفراً فالمرأۃ منہیۃ عنہ إلا بالمحرم، وإنما وقع التحدید عن أمر واقع فلا یعمل بمفہومہ'' (سبل السلام۲؍۳۷۱-۳۷۲، دار الفکربیروت)۔

* مفتی عثمان بستوی مختلف روایات میں تطبیق اس طرح دیتے ہیں:

''اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دونوں روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ''مسیرۃ یوم '' والی روایت فتنۂ حقیقیہ پر محمول ہے، یعنی اگر ایک دن کے سفر میں بلا محرم فتنہ کا اندیشہ ہو تو شرعاً حرام اور ناجائز ہے، اور مسیرۃ ثلاثۃ ایام والی روایت فتنہ حکمیہ پر محمول ہے، یعنی اگر بظاہر کوئی فتنہ نہ بھی ہو تو بھی تین یوم کا سفر یا اس کی مسافت بذات خود فتنہ کے قائم مقام ہوکر سفر کے لئے مانع ہوگی۔

* جبکہ مولانا محمد شاہجہاں ندوی، مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا شکیل سعادتی، مولانا عطاء اللہ بخاری اور مولانا نعیم اختر قاسمی کی رائے ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کی بنیاد وہ مسافت ہے جس میں اس کی عفت وپاکدامنی کو خطرہ لاحق ہو، خواہ یہ ایک گھنٹہ کی مسافت ہو۔

* اس لئے کہ آپ ﷺ نے مختلف حالات کے اعتبار سے مختلف اوقات کا ذکر فرمایا ہے:

- ''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنۃ إلا مع ذی محرم أو زوج، قصیراً کان السفر أو طویلاً'' (الاستذکار

الجامع بمذاہب فقہاء الأمصار لابن عبد البر قرطبی۵۳۳٫۸) [ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ‘‘وحاصلہ أنہ نبہ بمنع الخروج أقل کل عدد علی منع خروجہا عن البلد مطلقاً إلا بمحرم أو زوج وقد صرح بالمنع مطلقاً، إن حمل السفر علی اللغوی فی الصحیحین عن أبی معبد عن ابن عباسؓ مرفوعاً ‘‘لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم’’، والسفر لغۃ ینطلق علی ما دون ذلک’’ (فتح القدیر۴۲۲٫۲) [مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی]۔

- اسی طرح مولانا نثاراحمد گودھروی، ڈاکٹر مبین سلیم ازہری اور مولانا محمد عفان منصورپوری کی رائے ہے کہ حکم کی بنیاد تین شب وروز ہے جو احناف کے یہاں اصل بنیا دہے:

- ‘‘لا تسافر المرأۃ من غیر محرم ثلاثۃ أیام فما فوقہا، اختلف الروایات فیما دون ذلک، قال أبویوسفؒ أکرہ لہا أن تسافر یوماً بغیر محرم وہکذا روی عن أبی حنیفۃؒ، قال الفقیہ أبوجعفر: اتفق الروایات فی الثلاث، فأما ما دون ذلک ہو أہون من ذلک’’ (المحیط البرہانی ۳۹۴٫۵) [مولانا نثار احمد گودھروی، مولانا مظاہر حسین حماد مظاہری]۔

- ‘‘عن ابن عمرؓ عن النبیﷺ قال:لا تسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلا مع ذی محرم’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۳۶) [مولانا محمد عفان منصورپوری]۔

- امام محمدؒ فرماتےہیں:‘‘قلت أرأیت المسافر ہل یقصر الصلاۃ فی أقل من ثلاثۃ أیام؟ قال: لا، قلت فإن سافر مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً قال: یقصر الصلاۃ حین یخرج من مصرہ، قلت ولم وقت لہ ثلاثۃ أیام لأنہ جاء أثر عن النبیﷺ أنہ قال: لا تسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلا ومعہا ذو محرم فقست علی ذلک’’ (المبسوط۲۶۵٫۱) [مولانا عفان منصورپوری]۔

* اسی طرح مولانا ممتاز خان ندوی کی رائے ہے کہ اس کے حکم کی بنیاد نہ مسافت قصر ہے اور نہ تین شب وروز، بلکہ حکم کی بنیاد سفر کی بنیاد پر ہے اور سفر کس کو کہینگے اس کے بارے میں حدیث وفقہ میں کوئی صراحت موجود نہیں ہے، بلکہ عرف میں جتنی مسافت کو سفر کہا جائے گا عورت بغیر محرم یا شوہر کے اتنی مسافت کا سفر نہیں کرسکتی ہے:

‘‘فالحاصل أن کل ما یسمی سفراً تنہی عنہ المرأۃ بغیر زوج أو محرم سواء کان ثلاثۃ أو یومین أو یوماً أو بریداً أو غیر ذلک’’ (فتح الملہم۴۸۷٫۶)۔

* قاضی فیاض عالم قاسمی کی رائے ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم ہونے کی شرط کی بنیاد سفر شرعی کی مسافت اور تین دن تین رات کی مدت بھی ہے، جو پہلے مکمل ہوجائے اس پر عمل کیا جائے گا۔

* بیشتر مقالہ نویس حضرات نے اس سوال کے ذیل میں بالتفصیل یا بالاختصار مذاہب فقہاء اور ان کی آراء ذکر کی ہیں۔

* حافظ کلیم اللہ عمری نے اس مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن عثیمینؒ، علامہ

ابن بازؒ اور دائمی کمیٹی برائے افتاء کے فتاوی کو نقل کیا ہے۔

سوال نمبر (۲):

۲-سفر میں محرم کے ساتھ کی شرط ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کے کیا مذاہب ہیں اور اگر محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو کیا اس کو کافی قراردیاجاسکتا ہے؟

اس سوال کی پہلی شق کا جواب دیتے ہوئے تمام مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ فرض حج کے علاوہ عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر سفر شرعی (طویل سفر) کرنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ نفل حج وعمرہ کا ہو یا زیارت وتجارت کا، یا کوئی ایسا سفر ہو جو شرعاً واجب نہ ہو، البتہ صرف فرض حج میں شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے، جبکہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک فرض حج میں بھی شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ ابن حجر نے باب حج النساء کے تحت امام بغوی کا یہ قول نقل فرمایا ہے: ''قال البغوی: لم یختلفوا فی أنہ لیس للمرأة السفر فی غیر الفرض إلا مع زوج أو محرم إلا کافرة أسلمت فی دار الحرب أو أسیرة تخلصت'' (فتح الباری۴،۹۳)۔

دلائل:

اس لئے کہ متعدد احادیث میں بغیر محرم کے سفر کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

''اتفق الفقہاء علی أنہ یحرم علی المرأة أن تسافر بمفردہا وأنہ لابد من وجود محرم أو زوج معہا لقول النبیﷺ: ''لا یحل لامرأة تؤمن باللّٰہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة لیس معہا حرمة''، ولحدیث ابن عباسؓ مرفوعاً:''لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، ولا یدخل علیہا رجل إلا ومعہا محرم، فقال رجل: یا رسول اللہ! إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج، فقال: اخرج معہا'' (الموسوعة الفقہیہ۲۵،۳۷) [مولانا نور الحق رحمانی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی]۔

- عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ قال: ''لا تسافر امرأة إلا مع ذی محرم'' (مسند مستخرج علی صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۱۲۴، بیہقی فی شعب الایمان، حدیث نمبر: ۵۴۴۰) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج'' (احکام القرآن للجصاص۲،۳۰۹) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

- ''لا یحل لامرأة تؤمن باللّٰہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثة أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو أخوہا أو زوجہا أو ابنہا أو ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم۱،۴۳۴، سنن ترمذی۱،۲۲۰، سنن ابی داؤد۱،۲۴۲) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا باقر ارشد قاسمی،

مولانا حفیظ الرحمن مدنی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی غلام رسول قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- عن عبد الله بن عمرؓ قال: قال رسول اللهﷺ: ''لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذی محرم'' (صحيح البخاری١٤٧،١، صحيح مسلم٤٣٣،١) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی اعظمی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی غلام رسول قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مفتی سلمان پالنپوری، قاضی محمد حسن ندوی]۔

- ''أما اشتراط الزوج أو المحرم للمرأة فی السفر وہو علی مسيرة ثلاثة أيام فصاعداً فلقولہ ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو محرم منہا'' رواہ مسلم، وأبوداؤد، وقال علیہ السلام: ''لا تسافر المرأة ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم'' (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق٥،٢) [مفتی ظہیر احمد کانپوری قاسمی]۔

- ''ويلاحظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين باقی الفقہاء محصور فی سفر الفريضة ومنہ سفر الحج فلا يقاس عليہ سفرا الاختيار بالإجماع، خطب النبیﷺ: لا يخلون رجل بامرأة إلا ومعہا ذومحرم، ولا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال: يا رسول الله، إن امرأتی خرجت حاجّة وإنی اكتتبت فی غزوة كذا وكذا فقال: انطلق، فحج مع امرأتک'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ٣٦،٣) [مفتی عثمان بستوی، مولانا ولی الله مجید قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

اس حدیث کے ذیل میں علامہ شوکانیؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: اگر عورت کا سفر میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہ ہوتا تو رسول اللهﷺ انہیں اپنی بیوی کے ساتھ جانے اور ترک جہاد کا حکم نہ دیتے جس میں نام لکھا دینے کی وجہ سے ان کا جانا متعین اور ضروری ہوچکا تھا..... (شرح العمدة لابن تيميہ٧٧،٤) [مولانا ولی الله مجید قاسمی]۔

- ''ولنا ما روی عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ: ''ألا تحجن امرأة إلا ومعہا محرم''، وعن النبیﷺ قال: ''لا تسافر امرأة ثلاثة أيام إلا ومعہا محرم أو زوج''، ولأنہا إذا لم يكن معہا زوج ولا محرم لا يؤمن عليہا، إذ النساء لحم علی وضم إلا ما ذب عنہ، ولہذا لا يجوز لہا الخروج وحدہا.....'' (بدائع الصنائع١٢٣،٢) [ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی، مفتی غلام رسول قاسمی]۔

- ''لا تسافر امرأة ثلاثاً إلا ومعہا ذو رحم وفی لفظ لہما فوق ثلاث وفی لفظ فوق ثلاث وفی لفظ للبخاری ثلاثة أيام..... وبہذا قال أبو حنيفة وأحمد رحمہم الله'' (مرقاة المفاتيح١٧٤٤،٥) [مفتی سلمان پالنپوری]۔

- صاحب عود المعبود ''باب فی المرأة تحج بغير محرم '' کے تحت فرماتے ہیں:

''فالحاصل أن كل ما يسمی سفرا تنتہی عنہ المرأة بغير زوج أو محرم سواء كان ثلاثة أيام أو يومين أو يوماً أو بريداً أو غير ذلک لرواية ابن عباس المطلقةوہی آخر روايات مسلم

السابقۃ ‘‘لا تسافر امرأۃ إلا مع ذی محرم’’، وہذا یتناول جمیع ما یسمی سفراً وأجمعت الأمۃ علی أن المرأۃ یلزمہا حجۃ الاسلام إذا استطاعت..... واستطاعتہا کاستطاعۃ الرجل، لکن اختلفوا فی اشتراط المحرم لہا’’ (عون المعبود۳،۴۱۶-۴۱۷) [مفتی محمد فلاحی]۔

- ‘‘ذہب الفقہاء إلی أنہ لیس للمرأۃ أن تسافر بغیر الفرض کحج التطوع والزیارۃ والتجارۃ والسیاحۃ وطلب العلم ونحو ہذامن الأسفار التی لیست واجبۃ إلامع زوج أو محرم، قال النووی: اتفق العلماء علی أنہ لیس لہا أن تخرج فی غیر الحج والعمرۃ إلا مع ذی محرم’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۳۶،۲۰۶) [مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی]۔

- قال العلامۃ جمال الدین زیلعی فی تخریج احادیث سفر المرأۃ مبینا حیثیۃ تلک الأحادیث:

‘‘حدیث لا تحجن امرأۃ إلا ومعها محرم البزار من حدیث ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال لا تحج امرأة إلا ومعها محرم فقال رجل يا نبي الله إني اكتتبت في غزوة كذا وامرأتي حاجّة قال ارجع فحج معها وأخرجه الدارقطني بنحوه وإسناده صحيح وهو في الصحيحين من هذا الوجه بلفظ لا تسافر المرأة الا مع ذي محرم وروى الطبراني عن أبي أمامة رفعه لا يحل لامرأة مسلمة أن تحج إلا مع زوج أو ذي محرم وفيه أبان بن أبي عياش وهو متروك وأخرجه الدارقطني من وجه آخر بنحوه بلفظ لا تسافر امرأة ثلاثة أيام أو تحج إلا ومعها زوجها وفيه جابر الجعفي وأصل الحديث بالنهي عن السفر بغير تقييد بالحج مشهور كما تقدم عن ابن عباس وفي الصحيحين عن ابن عمر لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم وفي لفظ ثلاث ليال وفي لفظ فوق ثلاث ولها عن ابي سعيد لا تسافر المرأة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو محرم منها ولهما عن أبي هريرة لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي رحم عليها وأخرجه أبو داود وابن حبان والحاكم بلفظ أن تسافر بريدا وللطبراني ثلاثة أميال’’ (الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ۲،۵) [مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ]۔

- ‘‘(و) مع (زوج أو محرم) ولو عبداً .....(مع) وجوب النفقۃ لمحرمہا (علیہا) لأنہ محبوس (علیہا) ..... ولو عجوزا فی سفر ’’ (الدر المختار ورد المحتار۲،۴۶۴) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

- ‘‘إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لا یؤمن علیہا، إذ النساء لحم علی وضم إلا ماذب عنہ، ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عند اجتماعہن أکثر’’ (بدائع الصنائع۲،۱۲۳) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ‘‘ویشترط للمرأۃ إذا کان بینہا وبین مکۃ مسافۃ السفر أو أکثر أن یکون معہا محرم أو زوج، لما فی الصحیحین عن أبی ہریرۃؓ أن النبیﷺ قال: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم عنہا’’ (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید۱،۴۵۳) [مفتی باقر ارشد قاسمی]۔

- ‘‘ویشترط أن یصحب المرأۃ فی سفر الحج زوجہا أو محرم منہا إذا کانت المسافۃ بینہا

وبين مكة ثلاثة أيام وإلى هذا ذهب الحنفية والحنابلة'' (الموسوعة الفقهيہ۳۵،۱۷) [مفتی رفیق احمد قاسمی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا مظاہر حسین قاسمی]۔

- ''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم'' (فیض الباری۳۹۷،۲) [مولانا محمد عفان منصورپوری]۔

- ''وحمل أكثر العلماء على السفر اللغوى بقرينة ما روى من النهى عن السفر إلى مسيرة يوم أو ليلة أو يومين أو ليلتين وغير ذلك'' (اعلاء السنن۳۸۵،۱۷) [مولانا محمد راشد قاسمی]۔

حنابلہ کے دلائل بھی وہی ہیں جو حنفیہ کے یہاں ہیں، مثلاً:

- ''وحكم المرأة إذا كان لها محرم كحكم الرجل ، ظاهر هذا أن الحج لا يجب على المرأة التى لا محرم لها، وقد نص عليه أحمد وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعى دون الوجوب، فمتى فاتها الحج بموت أو مرض لا يرجى برؤه، أخرج عنها حجة لأن شروط الحج المختصة به قد كملت وإنما المحرم لحفظها فهو كتخلية الطريق وإمكان المسير، وعنه رواية ثالثة: أن المحرم ليس بشرط فى الحج الواجب، أما فى حجة الفريضة فأرجو لأنها تخرج إليها مع النساء ومع كل من أمنته، وأما فى غيرها فلا، والمذهب الأول وعليه العمل'' (المغنى لابن قدامہ۱۹۲،۳) [مفتی عثمان بستوی، مفتی شکیل سعادتی]۔

- ''وظاهر هذا أن الحج لا يجب على المرأة التى لا محرم لها، لأنه جعلها بالمحرم كالرجل فى وجوب الحج فمن لا محرم لها لا يكون كالرجل فلا يجب عليها الحج، وقد نص أحمد ..... وقال أيضاً المحرم من السبيل وهذا قول الحسن والنخعى وإسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأى'' (المغنى لابن قدامہ المقدسی۱۹۰،۳)۔

- ''لا تسافر قليلاً ولا كثيراً إلا مع ذى محرم'' (شرح الزركشى على مختصر الخرقى۴۵۷،۱) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''ويشترط لوجوب الحج على المرأة شابة كانت أو عجوزاً مسافة قصر ودونها وجود محرم وكذا يعتبر لكل سفر يحتاج فيه إلى محرم لا فى أطراف البلد مع عدم الخوف، وهو معتبر لمن لعورتها حكم، وهى بنت سبع سنين فأكثر .....'' (الاقناع کتاب الحج۳۴۴،۱) [مفتی باقر ارشد قاسمی]۔

- ''ولأنها أنشأت سفراً فى دار الإسلام، فلم يجز بغير محرم كحج التطوع والزيارة والتجارة وظاهره لا فرق بين العجوز والشابة، لكن شرطه أن يكون لعورتها حكم، وهى بنت سبع'' (المبدع فى شرح المقنع۹۵،۳) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

مالکیہ وشافعیہ کے نزدیک حج فرض کے لئے خواتین بلامحرم وزوج صرف ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرسکتی ہیں۔

مالکیہ کے دلائل:

- ''أوجب المالكية عليها الحج مع رفقة مأمونة من النساء فقط أو الرجال فقط أو المجموع

من الجنسين، ودليل الشافعية والمالكية عموم آية: ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلاً'' (آل عمران: ۹۷)، فإذا أمنت المرأة الفساد على نفسها لزمها الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۶) [مفتی عثمان بستوی، مولانا باقر ارشد قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی]۔

- ''والمشهور تسافر فی الفريضة خاصة ثم قال: ونقل صاحب الإكمال الاتفاق على المنع فی غير الفريضة'' (مواہب الجليل فی شرح مختصر خليل۲،۵۲۳) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

- ''وقالوا: فإن كان الحج تطوعاً لم يجز أن تخرج فيه إلا مع محرم وكذا السفر المباح كسفر الزيارة والتجارة لا يجوزخروجها فی شئی من ذلک إلا مع محرم أو زوج'' (المجموع شرح المہذب۸،۳۴۱) [مولانا بدر احمد مجیبی]۔

- ''أذن عمرؓ لأزواج النبیﷺ فی آخر حجة حجها فبعث معهن عثمان بن عفانؓ وعبد الرحمن بن عوفؓ '' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۸۶۰)، ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا سفر حج محرم کے بغیر ہوا تھا اور خود عائشہؓ کا فتوی بھی یہی ہے کہ محرم کے بغیر عورت سفر حج کے لئے جاسکتی ہے، چنانچہ ان سے کہا گیا کہ فلاں صحابی کہتے ہیں کہ عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی ہے، تو انہوں نے فرمایا: ہر عورت کا محرم نہیں ہوتا ہے، ''ليس كل النساء تجد محرماً'' (المحلی۷،۴۶) [مولانا ولی اللہ مجید قاسمی]۔

- ''حضرت عائشہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عروہ بن زبیرؒ سے منقول ہے کہ سفر حج میں عورت محرم کے بغیر جاسکتی ہے (السنن الکبری۵،۳۷۰) [مولانا ولی اللہ مجید قاسمی]۔

- ''فقہ مالکی کے ترجمان قاضی عبد الوہاب بغدادی مالکی لکھتے ہیں:

''ليس المحرم للمرأة من الاستطاعة، فإن وجد رفقة مأمونة لزمها الحج رجالاً كانوا أو نساء'' (التلقین فی الفقہ المالکی۱،۷۹) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''ومالک لا يشترطه ويحمل حديث النهی عن سفر المرأة على سفر التطوع'' (اوجز المسالک۳،۷۳۸) [مولانا عفان منصورپوری]۔

شافعیہ کے دلائل:

- ''وقال الشافعية: لا يجب الحج على المرأة إلا إذا وجدت من يخرج معها للحج من محرم لها أو زوج أو نسوة ثقات.....إلى أن قال: ..... وبهذا الجواز فی فريضة الحج، أما فی حج التطوع فلا بد لها من زوج أو محرم ولا تكفی رفقة النساء على الصحيح فی مذهب الشافعية'' (الام للشافعی۲،۱۱۷، المجموع۷،۶۴ وغیرہ) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی سلمان پالنپوری]۔

- ''أوجب الشافعية على المرأة الحج مع نسوة ثقات لا مع واحدة فقط، دليل الشافعية ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلاً، فإذا أمنت المرأة الفساد على نفسها لزمها الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۶) [مفتی عثمان بستوی]۔

- ''وذهب الشافعية إلى أنها إن وجدت نسوة ثقات اثنين فأكثر تأمن معهن على نفسها كفى

ذلک بدلاً عن المحرم أو الزوج بالنسبة لوجوب حجة الإسلام على المرأة..... فإن وجدت امرأة واحدة ثقة فلا يجب عليها الحج، لكن يجوز لها أن تحج معها حجة الفريضة أو النذر، بل يجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفرض أو النذر إذا أمنت" (الموسوعة الفقهيہ۳۶،۱۷) [مفتی ظہیر احمد قاسمی، مفتی عثمان بستوی]۔

- ‘‘وقال البغوی على الشافعية:القول باشتراط المحرم أولى، واتفقوا على أنها لا تخرج بغير محرم فی غير الفرض" (اوجز المسالک۷۳۸،۳) [مولانا عفان منصورپوری]۔

- ‘‘(وأما) حج التطوع وسفر الزيارة والتجارة وكل سفر ليس بواجب فلا يجوز على المذهب الصحيح المنصوص إلا مع زوج أو محرم" (المجموع شرح المہذب۳۴۲،۸) [مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد فلاحی]۔

- فقہ شافعی کے ترجمان علامہ شہاب الدین احمد بن نقیب مصری مذکورہ مسئلہ پر بیان کرتے ہیں:

‘‘والمرأة فی كل ذلک كالرجل، وتزيد بأن يكون معها من تأمن معه على نفسها من زوج أو محرم أو نسوة ثقات وإن لم يكن مع أحد منهن محرم" (عمدة السالک وعدة الناسک۱۲۳،۱) [ڈاکٹر سید اسرار الحق]۔

- ‘‘فقال مالک: تخرج مع جماعة النساء، وقال الشافعی: تخرج مع ثقة حرة مسلمة وقال ابن سيرين: تخرج مع رجل من المسلمين وقال الأوزاعی: تخرج مع قوم عدول" (اعلاء السنن۱۴،۱۰) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی اعظمی، مولانا عزیر اختر قاسمی]۔

- ‘‘إن المحرم ليس بشرط فی الحج الواجب، قال الأثرم: سمعت أحمد يسأل: بل يكون الرجل محرماً لا مرأة يخرجها إلى الحج؟ فقال: أما فی حجة الفريضة فأرجو، لأنها تخرج إليها مع النساء ومع كل من أمنته، أما فی غيرها فلا، والمذهب الأول وعليه العمل، وقال ابن سيرين ومالک والأوزاعی والشافعی: ليس المحرم شرطاً فی حجها بحال" (اوجز المسالک۶۴۸،۸ طبع بيروت) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

- ‘‘للمرأة أن تسافر فيما دون اليوم بلا محرم وفيما زاد على ذلک لا إلا بزوج أو محرم" (عمدة القاری شرح صحيح البخاری۵۷۹،۵)، امام اوزاعی، امام لیث، امام مالک اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں، ان کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: ‘‘لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم إلا مع ذی محرم" (صحيح مسلم كتاب الحج) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

* ڈاکٹر مبین سلیم ازہری، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی اور مولانا عفان منصورپوری کی تحریروں سے یہ رائے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ عام حالات میں تو وہی حکم ہے جو مذکورہوا، لیکن مجبوری اور شدید دشواری کی صورت میں بلامحرم سفر کی گنجائش دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ سفر مامون ہو۔

*اسی طرح قاری ڈاکٹر ظفر الاسلام اعظمی اس مسئلہ میں مختلف فقہاء کی آراء، علامہ کشمیری اور علامہ یوسف قرضاوی کی تحریروں کے بعد ارباب افتاء وقضاء سے ان

الفاظ میں اپنی فکر مندی کا اظہار کیا ہے:

''بڑے ادب کے ساتھ ارباب فقہ وافتاء وقضاء سے درخواست ہے کہ اس کے مثبت پہلو پر غور کریں، جبکہ سعودی حکومت نے محرم کا لزوم ختم کردیا ہے، ورنہ خواتین بغیر محرم سفر حج کرتی رہینگی اور گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی رہینگی ''۔

* مفتی جنید محمد پالنپوری اور مفتی سلمان پالنپوری وغیرہ نے علامہ کشمیری کی رائے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں شاہ صاحب کا تفرد ہے، ان کےعلاوہ ائمہ کرام، مجتہدین ودیگر فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

سوال نمبر ۲ (ب) :

سوال ۲ کی دوسری شق کا جواب دیتے ہوئے تمام مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک ثقہ عورتوں کی ایک جماعت کا ساتھ ہونا کافی نہیں ہے۔

- ''فأفاد بذا كله أن النسوة الثقات لا تكفى'' (البحر الرائق) [قاضی فیاض عالم قاسمی]۔

- ''ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها والخوف عند اجتماعهن أكثر ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبية وإن كان معها امرأة أخرى'' (بدائع الصنائع۲،۲۹۹) [مولانا محمد راشد قاسمی، مفتی شکیل سعادتی]۔

- ''المرأة عرضة للفتنة وباجتماع النساء تزداد الفتنة ولا ترتفع، إنما ترتفع بحافظ يحفظها، ولا يطمع فيها، وذلك المحرم'' (المبسوط للسرخسی۴،۱۰۰ طبع بیروت) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''عن جابر قال قال رسول اللهﷺ: إن المرأة تقبل فی صورةشيطان وتدبر فی الشيطان'' (صحيح مسلم، حديث نمبر: ۱۴۰۳) [مولانا ممتاز خان ندوی]۔

- ''المرأه عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان'' (سنن الترمذی، حديث نمبر: ۱۱۷۳) [مولانا ممتاز خان ندوی]۔

- ''والراجح ما ذهب إليه أبو حنيفة وأحمد رحمهما الله لموافقة ظاهر الحديث، قال ابن قدامه فی المغنی:ظاهر أن الحج لا يجب على المرأة التی لا محرم لها، لأنه جعلها بالمحرم كالرجل فی وجوب الحج، فمن لا محرم لها لا تكون كالرجل فلا يجب الحج، وقد نص عليه أحمد، فقال أبوداؤد قلت لأحمد:امرأة موسرة لم يكن لها محرم هل يجب عليها الحج، قال: لا'' (الهدايه الديباجه۴،۱۵۷) [مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی]۔

جبکہ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی عورت سفر کرسکتی ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک ثقہ عورت محرم کے قائم مقام ہوجاتی ہے۔

- ''أو كانت المرأة فی جماعة نساء يعين بعضهن بعضاً، يعنی أن لا ينضم الرجال إليهم عند النزول والركوب وكانت الطرق مأمونة'' (الاستذكار۴،۶۰۵) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''وعلى كل حال لابد فی سفرها من محرم أو زوج أو رفقة مأمونة فإنها تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرهما، لكن فی حج الفرض دون النفل'' (الفواكه الدوانی۱،۳۶۳)

[قاضی محمد حسن ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی]۔

- ‘‘ولعل ہذا الذی ذکرہ بعض أصحابنا إنما ہو فی حال الانفراد والعدد الیسیر، فأما القوافل العظیمۃ والطرق المشترکۃ العامرۃ المأمونۃ، فإنہا عندی مثل البلاد التی یکون فیہا الأسواق والتجار، فإن الأمن یحصل لہا دون ذی محرم ولا امرأۃ’’ (المنتقی شرح الموطا للباجی المالکی۳؍۱۷) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ‘‘ذہب الشافعیۃ إلی أنہا إن وجدت نسوۃ ثقات إثنین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلاً عن المحرم إذ الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأۃ’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۱۷؍۳۵-۳۶) [مفتی ظہیر احمد کانپوری، مفتی سلمان پالنپوری]۔

- ‘‘کما أجاز المالکیۃ والشافعیۃ للمرأۃ أن تسافر للحج الواجب مع الرفقۃ المأمونۃ’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۲۵؍۳۸) [مولانا عزیر اختر قاسمی]۔

- ‘‘وزاد المالکیۃتوسعاً فقالوا: المرأۃ إذا لم تجد المحرم أو الزوج تسافر لحج الفرض أو النذر مع الرفقۃ المأمونۃ ..... والرفقۃ المأمونۃ جماعۃ مأمونۃ من النساء أو الرجال الصالحین’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۱۷؍۳۷) [قاضی محمد حسن ندوی، مفتی سلمان پالنپوری]۔

- ‘‘تحج کل امرأۃ آمنۃ مع عدم المحرم وقال: ہذا متوجہ فی کل سفر طاعۃ’’ (الانصاف۳؍۲۹۱) [مفتی شاہجہاں ندوی]۔

- ‘‘وقال خلیل فی مناسکہ: لیس من شروطہ استطاعۃ المرأۃ وجود زوج أو محرم علی المشہور، بل یکتفی بالرفقۃ المأمونۃ، ہذا فی حج الفریضۃ وأما فی النافلۃ فلا’’ (مواہب الجلیل۲؍۵۲۱) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

- ‘‘وحاصلہ أنہ یجوز الخروج للحج الواجب مع زوج أو محرم أو امرأۃ ثقۃ، ولا یجوز من غیر ہولاءوإن کان الطریق آمناً’’ (المجموع شرح المہذب۸؍۳۴۲)۔

‘‘وأما سفر الحج فإنہا تسافر مع جماعۃ النساء إذا لم یکن لہا محرم’’ (مواہب الجلیل۳؍۴۹۲)۔

‘‘واختلفوا من ہذا الباب ہل من شرط وجوب الحج علی المرأۃ أن یکون معہا زوج أو ذو محرم منہا یطاوعہا علی الخروج معہا إلی السفر للحج، فقال مالک والشافعی: لیس من شرط الوجوب ذلک وتخرج المرأۃ إلی الحج إذا وجدت رفقۃ مأمونۃ، وقال أبوحنیفۃ وأحمد وجماعۃ: وجود ذی المحرم ومطاوعتہ لہا شرط فی الوجوب’’ (بدایۃ المجتہد۱؍۳۲۲) [مولانا بدر احمد مجیبی ندوی]۔

- ‘‘فہم من قول المصنف بفرض أن سفرہا فی التطوع لا یجوز إلا بزوج أو محرم وہو کذلک فیما کان علی مسافۃ یوم ولیلۃ فأکثر وسواء کانت شابۃ أو متجالۃ..... ونص کلام الزناتی إذا کانت فی رفقۃ مأمونۃ ذات عدد وعدد أو جیش مأمون من الغلبۃ والمحلۃ العظیمۃ فلا خلاف فی جواز سفرہا من غیر ذی محرم فی جمیع الأسفار الواجب منہا والمندوب والمباح من قول مالک وغیرہ، إذ لا فرق بین ما تقدم ذکرہ وبین البلد بکذا ذکرہ القابسی’’ (مواہب

الجلیل۳،۴۹۳،۴۹۲) [مولانا محمد فلاحی]۔

- امام نوویؒ نے بعض شافعیہ سے نقل کیا ہے: ''ومن أصحابنا من قال: ''لہا الخروج بغیر محرم فی أی سفر کان واجباً أو غیرہ'' (المجموع شرح المہذب۸،۲۴۳) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''وإن کانت امرأة لم یلزمہا إلا أن تأمن علی نفسہا بزوج أو محرم أو نساء ثقات'' (المجموع شرح المہذب۷،۵۵) [قاضی محمد حسن ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی شکیل سعادتی]۔

- ''وقال المالکیۃ:إذا لم تجد المرأة محرماً ولا زوجاً تخرج معہ أو امتنعا من الخروج معہا جاز أن تخرج للسفر الواجب مع رفقۃ مأمونۃوقالوا:والرفقۃ المأمونۃ رجال صالحون أو نساء صالحات وأولی إن اجتمعا'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۲،۲۹۹۔۳۰۰) [مفتی ظہیر احمد کانپوری]۔

- ''المرأة کالرجل وزیادة استصحاب زوج أو محرم، فإن أبی أو لم یکن، فرفقۃ مأمونۃ نساء أو رجل تقوم مقامہ علی المشہور'' (جامع الامہات۱،۱۸۴) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- امام شافعی فرماتے ہیں:''وإذا کان یروی عن النبیﷺ ما یدل علی أن السبیل الزاد والراحلۃ، وکانت المرأة تجدہما وکانت مع ثقۃ من النساء فی طریق ما ہولۃ آمنۃ فہی ممن علیہ الحج عندی واللہ أعلم، وإن لم یکن معہا ذو محرم؛ لأن رسول اللہﷺ لم یستثن فیما یوجب الحج إلا الزاد والراحلۃ، وإن لم تکن مع حرۃ مسلمۃ ثقۃ من النساء فصاعداً لم تخرج مع رجال لا امرأة معہم ولا محرم لہا منہم، وقد بلغنا عن عائشۃ وابن عمرو وابن الزبیر مثل قولنا فی أن تسافر المرأة للحج، وإن لم یکن معہا محرم، أخبرنا مسلم عن ابن جریج قال:سئل عطاء عن امرأة لیس معہا ذو محرم ولا زوج معہا، ولکن معہا ولائد مولیات یلین إنزالہا وحفظہا ورفعہا''، قال:نعم، فلتحج'' (الام للشافعی۲،۱۲۷۔۱۲۸) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''وشروط للوجوب علی المرأة مع ما ذکرنا أن یخرج معہا محرم أو زوج أو نسوة ثقات'' (فتح المعین،۳۸۳) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

* قاضی محمد حسن ندوی لکھتے ہیں:

''اس شق میں امام مالکؒ وامام شافعیؒ جواز کے قائل ہیں، البتہ دونوں کے یہاں اس اعتبار سے فرق ہے کہ امام مالک کے یہاں قافلہ کے ساتھ عورت جاسکتی ہے، چاہے مردوں کی جماعت ہو یا عورتوں کی یا دونوں کی، لیکن امام شافعی کے یہاں صرف ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ ہی عورت حج کے لئے جاسکتی ہے۔

سوال نمبر ۳:

۳-اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو،مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہوتو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اس عورت کو دہلی سے اس کے

محرم رشتہ دار سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہرایئر پورٹ آکر اسے لے لے؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگار کی رائے ہے کہ اگر محفوظ نظام سفر ہو اور سفر ناگزیر اور اہم امور کے لئے ہو تو ایسی صورت میں چند شرائط وقیود کے ساتھ خاتون بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی، مولانا نور الحق رحمانی، قاری ظفر الاسلام اعظمی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عفان منصورپوری، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا عبد المالک مغیثی، ڈاکٹر مبین سلیم ازہری، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی سلمان پالنپوری، مولانا عبد الرب سعادی، مفتی محمد فلاحی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا مغفور احمد باندوی، مولانا محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی نذیرکرجیکر، مولانا اکرام سعادتی، مولانا مظاہر حسین حماد مظاہری، مولانا عطاء اللہ بخاری۔

بطور دلیل وتائید کے مندرجہ ذیل روایات اور فقہی عبارات پیش کی ہیں:

* جیسا کہ فقہاء نے دار الحرب سے ہجرت، جان ومال اور عزت وآبرو کا خون، دین کی ادائیگی، ودیعت کی واپسی اور نشوز سے رجوع کی خاطر تنہا عورت کے سفر کی اجازت دی ہے:

''ویجوز سفر المرأة وحدہا فی الہجرة من دار الحرب والمخافة علی نفسہا ولقضاء الدین ورد الودیعة والرجوع من النشوز وہذا مجمع علیہ'' (سبل السلام٢،٣٧١) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے:

''..... لترین الظنیعة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف أحداً إلا اللہ'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ٣٥٩٥) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا اکرام سعادتی]۔

- ''منہا أمر النبیﷺ أبا العاصؓ أن یرسل زینبؓ مع رجل لم یکن لہا محرم ومجیئة عائشةؓ فی قصة الإفک'' (حاشیة فیض الباری٢،٣٩٧) [مفتی محمد شاہد حسین قاسمی]۔

- ''مسلک حنفی کے محدث کبیر علامہ انور شاہ کشمیری کی رائے بھی یہی ہے کہ قابل اعتماد لوگوں کےساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کرسکتی ہے:

''یجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت لہ مادة کثیرة فی الأحادیث'' (فیض الباری٢،٣٩٧) [مفتی شبیر احمد قاسمی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، مولانا عفان منصورپوری، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی،

مولانا ثابت شمیم رشادی، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا اکرام سعادتی]۔

- اس لئے کہ ایرلائنس میں اس کا محفوظ نظم ہوتا ہے [مولانا نور الحق رحمانی]۔

- سفر میں خاتون کے ساتھ محرم ہونے کی شرط اس کی عزت وآبروکے تحفظ کے پیش نظر ہے، لہذا اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو اور سفر کے بغیر خاتون کی اہم مصلحت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو سفر کرسکتی ہے [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- محرم کے ساتھ خاتون کے سفر کی بنیاد سد ذریعہ ہے، اور کسی ذریعہ کو اسی وقت ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ وہ مفسدہ کا سبب بکثرت بنے [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ''وقال الباجی:ولعل ہذا الذی ذکرہ بعض أصحابنا إنما ہو فی الانفراد والعدد الیسیر، فأما القوافل العظیمۃ والطرق المشترکۃ العامرۃ المأمونۃ فإنہا عندی مثل البلاد التی یکون فیہا الأسواق والتجار فإن الأمن یحصل دون ذی محرم ولا امرأۃ وقد روی ہذا عن الأوزاعی'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۵،۳۸) [مولانا نور الحق رحمانی، قاری ظفر الاسلام اعظمی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مفتی اکرام سعادتی]۔

- ''المشہور عند الشافعیۃ اشتراط الزوج أو المحرم أو النسوۃ الثقات، وفی قول تکفی امرأۃ واحدۃ ثقۃ، وفی قول نقلہ الکرابیسی وصححہ فی المذہب تسافر وحدہا إذا کان الطریق آمنا وہذا کلہ فی الواجب من حج وعمرۃ وأغرب القفال فطردہ فی الأسفار کلہا واستحسنہ الرویانی قال: ''إلا أنہ خلاف النص'' (البیان۴،۳۰) [مفتی نذیر کرجیکر]۔

- ''قال حماد: لا بأس لمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (فتاوی ہندیہ۵،۵۶۶) [مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

- ''فقال مالک: تخرج مع جماعۃ النساء، وقال الشافعی: تخرج مع ثقۃ حرۃ مسلمۃ، قال ابن سیرین تخرج مع رجل من المسلمین وقال الأوزاعی تخرج مع قوم عدول'' (اعلاء السنن۱۰،۱۴) [مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

* امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے:

''إن المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب قال الأثرم سمعت أحمد یسأل ہل یکون الرجل محرماً..... امرأتہ یخرجہا إلی الحج، فقال: أما فی حجۃ الفریضۃ فأرجو لأنہا تخرج إلیہا مع النساء ومع کل من أمنتہ، فأما فی غیرہا فلا، والمذہب الأول وعلیہ العمل وقال ابن سیرین ومالک والأوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطاً فی حجہا بحال'' (اوجز المسالک قدیم۳،۷۳۷) [مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

* فتاوی دار العلوم دیوبند میں لکھتے ہیں :

''تجربہ شاہد ہے کہ ہوائی جہاز کے سفر میں کوئی فتنہ نہیں ہے، پس عورت بلا

محرم ہوائی جہاز کا سفر کرنا چاہے تو ایئر ہوسٹس کی نگرانی میں سفر کرنے کی گنجائش ہے، ہوائی جہاز تک محرم پہنچادے اور منزل پر ایئر ہوسٹس محرم یا شوہر کو سونپے، ایسا ایئر لائنز سے انتظام ہوتاہے " (حاشیہ فتاوی دار العلوم دیوبند۲۰۴،۱۶) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

* یہی رائے علامہ یوسف قرضاوی حفظہ اللہ کی بھی ہے، فرماتے ہیں:

''میری رائے یہ ہے کہ اگر سفر محفوظ ہو جیسا کہ آج کل ہوائی جہاز کا سفر ہوتا ہے اور ساتھ میں نیک عورتوں یا مردوں کی جماعت ہوتو عورت بغیر کسی محرم اور شوہر کے ؛حج یا کسی اور سفر کے لئے نکل سکتی ہے " (فتاوی یوسف قرضاوی،۱۸۱) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

* حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک سوال کے جواب میں لکھا:

''ولو لم تجد بدا من السفر فی وطنها من بلد إلی آخر، ولم تجد أحدا من محارمها ففی مثل هذه الحالة فقط یسع لها أن تأخذ بمذهب مالک و الشافعی حیث جوزوا لها السفر مع النساء المسلمات الثقات" (بحوث فی قضایا معاصرہ،۳۳۷) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

* فقہاء کا قاعدہ ہے:''ما حرم لذاتہ لا یباح إلا للضرورة، وما حرم لسد الذریعة یباح لحاجتہ" (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۱۴۳۳) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

شرائط وقیود:

* مفتی شبیر احمد قاسمی اپنی کتاب ''انوارمناسک '' میں تحریر کرتے ہیں:

''یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر رہتے ہیناور ان پر ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہے وطن نہیں آسکتے یا اتنی آمدنی نہیں ہے کہ جس سے بار بار وطن آسکے،اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گذاررہی ہیں، بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آتا ہے اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دوری کی وجہ سے پریشان ہیں،اورعورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تواپنے اخراجات کے ساتھ محرم شرعی کا خرچ بھی برداشت کرنابہت دشوار اور بار گراں ہے جو برداشت سے باہر ہے، تو ایسے پریشان کن حالات میں میاں بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں عورت وطن سے محرم کے ساتھ ایئر پورٹ تک پہونچ جائے اور ادھر سے جدہ یا مدینہ ایئر پورٹ سے بیوی کو شوہر یامحرم ساتھ لے لے،اور درمیان میں چار پانچ گھنٹے کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابل اعتماد لوگوں کی معیت میں ہوگا، اس طریقہ سے دوکام اور دو فائدے حاصل ہوجائیں گے:

نمبر۱ :میاں بیوی دونوں کی آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنۂ عظیم اور معصیت سے حفاظت ہوجائے گی۔

نمبر۲ : اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوی دونوں ایک ساتھ حج بیت اللہ بھی کرلیں گے

تو کیا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ بلا محرم چار پانچ گھنٹے یا پانچ سات گھنٹے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہوسکتا ہے؟

تو حضرت امام ابو حنیفہ ؒکے نزدیک سفر حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے جائز نہیں، اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک قابل اعتماد ثقہ لوگونکے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے؛ لہٰذا اوپر ذکر کردہ خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

قیود و شرائط یہ ہیں:

نمبر۱ :میاں بیوی بعد ملاقات اور طول فراق کی وجہ سے پریشان ہوں۔

نمبر۲ :ایسی قابل اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں۔

نمبر۳ : ایسی قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

نمبر۴ :ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ بھی نہ ہو۔

نمبر۵ :عورت اپنے یہاں کے ایر پورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔

نمبر۶ :دوسری طرف کے ایر پورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے، پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کر کے مذکورہ تمام قیودات و شرائط کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم سفر حج کے لئے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے، اور اس میں بھی یہی کوشش کی جائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے " [مقالہ مولانا عبد الرب سعادتی]۔

* قاضی محمد حسن ندوی نے اس صورت کو ضرورت وحاجت شمار کرتے ہوئے شرعی بنیاد پر گنجائش کی رائے پیش کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے:

یہاں دو چیزیں ہیں: ایک ہے عزیمت اور دوسری ہے رخصت، مذکورہ بالا حالات کی بنیاد اس عورت کو بغیر محرم کے دہلی سے ریاض جانا درست ہوگا اور یہ رخصت کا تقاضا ہے، لیکن عزیمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان حالات میں بھی وہ اپنی بیوی کو بغیر محرم کے نہ بلائے۔

* مولانا بدر احمد مجیبی لکھتے ہیں: اس صورت میں بھی اخف المفسدتین پر عمل ہوگا، اس لئے اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

* مولانا مغفور احمد باندوی اور مولانا مظاہر حسین حمادقاسمی مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ گنجائش کی رائے اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لیکن یہ گنجائش کراہت سے

خالی نہیں۔

* مولانا عزیر اختر قاسمی لکھتے ہیں:

''ان سب باتوں کو ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو اور سفر تیز رفتار سواری سے ہو جیسے ہوائی جہاز کا سفر اور یہ بھی ممکن ہو کہ ایک خاتون کا محرم ان کو ہوائی جہاز پر اپنی نگہداشت میں سوار کرلیں اور درمیان میں سواری بدلنے کی نوبت نہ آئے اور سفر کے اختتام پر اس کا شوہر یا اس کا محرم ایئرپورٹ پر اس کو وصول کرلے تو ایسے سفر کو عورت کے لئے جائز قرار دیا جائے گا، اگرچہ وہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ تو نہیں ہوئی مگر کھلی اور کشادہ جگہ میں مردوں اور عورتوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ کسی بھی عورت کو کوئی اجنبی شخص فتنہ میں نہیں ڈال سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اس لئے بھی فتنہ میں نہیں ڈال سکتا ہے کہ اس میں حکومت اور کمپنی کی طرف سے ہر شخص کی حفاظت کا اور خود ہوائی جہاز کی حفاظت کا انتہائی مضبوط اور معقول نظم ہوتا ہے اور اگر سوار کرانے والے محرم کمپنی کے حفاظتی دستہ سے یہ درخواست کریں کہ اس مسافر خاتون کو ان کے رشتہ داروں کے پاس پہنچا دیا جائے اور حوالہ کردیا جائے جو ان کے استقبال کے لئے اختتام سفر پر ایئرپورٹ میں موجود ہونگے تو ائیرلائنس کمپنی اس کا خصوصی انتظام بھی کرتی ہے، لہذا کہا جائے گا کہ عورت کی حفاظت نفس اور عدم ابتلاء فتنہ کی اتنی مضبوط اور مستحکم صورتیں ہیں تو اس خاتون کے لئے ریاض کا سفر بغیر معیت محرم کے جائز ہوگا، یعنی دہلی ایئرپورٹ پر مثلاً اس کا محرم ہوائی جہاز پر سوار کرادے اور اترنے کی جگہ پر اس کے استقبال کے لئے آئے ہوئے شوہر یا محرم کے حوالہ کردیئے جانے کی کمپنی ایئرلائنس سے درخواست کردی جائے تو ایسی خاتون کے لئے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہوگا، عدم امکان فتنہ کی وجہ سے۔

اور بار بار کے تجربات سے بھی یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ہوائی جہاز میں سفر کرنا عام طور پر محفوظ انداز میں ہوتا ہے، کسی عورت کے مبتلائے فتنہ ہونے کی خبر نہیں ملتی ہے ''۔

تاہم اس رائے کے حاملین کے نزدیک بھی عام حالات میں سفر شرعی کی صورت میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔

جبکہ باقی مقالہ نگاران کی رائے ہے کہ شریعت نے عورت کے سفر کے پس منظر میں محرم یا شوہر کی موجودگی ضروری قرار دیا ہے، اگرچہ نظام سفر محفوظ ومامون ہو [مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی عثمان بستوی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا محمد راشد قاسمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی اشرف قاسمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی فرید کاوی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا توصیف

صدیقی، مفتی شکیل سعادتی]۔

دلائل:

۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة ثلاث لیال إلا ومعہا ذومحرم'' (صحیح مسلم) [مفتی عثمان بستوی، مفتی باقر ارشد قاسمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی]۔

۔ ''لأن الفتنة المتوقعة فی سفرہا أخف من المتوقعة فی إقامتہا فی دار الحرب، فکان جوازہ بحکم الإجماع علی أن أخف المفسدتین یجب ارتکابہا عند لزوم إحداہما، فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إلیہ دفعاً لمفسدة تفوق مفسدة عدم المحرم والزوج فی السفر فی دار الإسلام'' (فتح القدیر ۲،۴۲۱) [مفتی عثمان بستوی]۔

۔ ''عن أبی سعید الخدریؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ''لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثة أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا، أو أخوہا، أو زوجہا، أو ابنہا، أو ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم ۱،۴۳۴) [مولوی صبغت اللہ مولوی زادہ]۔

۔ ''لا تسافر المرأة ثلاثاً إلا ومعہا ذومحرم'' (صحیح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وعمرہ) [مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی رفیق احمد قاسمی]۔

۔ ''عن أبی معبد قال: سمعت ابن عباس یقول: سمعت النبی ﷺ یخطب یقول:لا یخلون رجل بامرأة إلا ومعہا ذو محرم ولا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم فقام رجل فقال: یا رسول اللہ إن امرأتی خرجت حاجّة وإنی اکتتبت فی غزوة کذا وکذا قال انطلق فحج مع امرأتک'' (صحیح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وعمرة) [مفتی باقر ارشد قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی]۔

۔ ''لأن المرأة لا تقدر علی الرکوب والنزول بنفسہا فتحتاج إلی من یرکبہا وینزلہا ولا یجوز ذلک لغیر الزوج والمحرم'' (بدائع الصنائع ۲،۲۹۹) [مولانا محمد راشد قاسمی]۔

۔ اس لئے کہ نصوص میں مطلق ممانعت ہے: ''قال رسول اللہ ﷺ: لا تسافر امرأة ثلاثة أیام إلا ومعہا محرم أو زوج، أخرجہ البخاری فی صحیحہ فی تقصیر الصلاة ولأنہا إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لا یؤمن علیہا إذ النساء لحم علی وضم إلا مأذب عنہ ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا، والخوف عند اجتماعہن أکثر ولہذا حرمت الخلوة بالأجنبیة وإن کان معہا امرأة أخری'' (بدائع الصنائع ۲،۲۹۹) [مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، مفتی غلام رسول قاسمی]۔

۔ ''ومعتبر فی حق المرأة أن یکون لہا محرم یحج بہا أو زوج ولا یجوز لہا أن یحج بغیر ہما إذا کان بینہما وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام فصاعداً'' (مختصر القدوری ۵۶) [مفتی شکیل سعادتی]۔

* شیخ محمد بن عمر بن صالح العثیمین اسی طرح فلائٹ میں بغیر محرم کے سفر سے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''قال النبی ﷺ: لاتسافر امرأة إلا مع ذی

محرم وہو یخطب علی المنبر فی أیام الحج قال ذلک فقام رجل فقال: یا رسول اللہ إن امرأتی خرجت حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا فقال النبیﷺ انطلق فحج مع امرأتک فأمرہ النبیﷺ أن یدع الغزو ویحج مع امرأتہ ولم یقل النبیﷺ لہ ہل امرأتک آمنۃ علی نفسہا أو ہل معہا نساء أو ہل معہا جیرانہا؟ فدل ذلک علی عموم النہی عن سفر المرأۃ بلا محرم، ولأن الخطر حاصل حتی فی الطائرۃ ولنمش جمیعا فی تتبع ذلک" [مفتی شکیل سعادتی] ۔

* شرعی اور فقہی نقطۂ نظر سے ہٹ کر عملی طور پر بھی خواتین کا ساتھ سفر حج میں شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروری محسوس ہوتا ہے، آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتی ہے، مقام کی اجنبیت ازدحام اور زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے خواتین کو بار بار مدد کی ضرورت پیش آتی ہے، بہت سی جگہ طویل قیام کرنا پڑتا ہے، اور بہت سی دشوار قانونی کارروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان مواقع پر محرم رشتہ دار یا شوہر کا قدم قدم پر تعاون مطلوب ہوتا ہے (کتاب الفتاوی: ۴، ۴۴-۴۳) [مفتی شکیل سعادتی]۔

* شریعت مطہرہ نے قدر مسافت سفر ہی کو فتنہ حکمی کے درجہ میں رکھ کر اس سے منع کردیا [مفتی عثمان بستوی]۔

* مفتی فرید احمد کاوی اور مولانا ثابت شمیم رشادی کی رائے ہے کہ اگر شرط محرم یا ممانعت سفر کی علت خوف فتنہ کو مانیں جیسا کہ حنفیہ نے متعدد فروعات میں اس علت کا اعتبار کیا ہے تو درست ہوسکتا ہے۔

*اسی طرح مفتی جنید محمد پالنپوری اور مولانا محمد راشد قاسمی کی رائے ہے کہ ناگزیر حالات میں حضرت کشمیری کی رائے پر عمل کی گنجائش دی جائے تو حرج نہیں۔

*مفتی شاہد علی قاسمی کی رائے ہے کہ غیر معمولی حالات میں عورت کے لئے تنہا سفر کی اجازت ہوسکتی ہے۔

*مفتی توصیف صدیقی نے ضرورت کی بنا پر تنہا سفر کی اجازت دی ہے، مثلاً زیادہ دن تک میاں بیوی کا علاحدہ رہنا فتنہ کا سبب ہوسکتا ہے۔

*مفتی عثمان بستوی لکھتےہیں:

''ضرورت اور مجبوری کے احکام جداگانہ ہوتے ہیں، چنانچہ مالکیہ اور شافعیہ نے حج فرض اور حج نذر کوضرورت شرعیہ کا درجہ دے کر اس کی اجازت دی ہے، اور سفر ہجرت کو حنفیہ نے ضرورت اور مجبوری کے درجہ میں رکھ کر جائز کہا ہے''۔

سوال نمبر ۴ :

۴-اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو یا وہ اتنے اخراجات ادا کرنے کی متحمل نہ ہو تو کیا عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ مل کر وہ عمرہ کے لئے جاسکتی ہے؟

چند ایک مقالہ نگار کے علاوہ تمام مقالہ نویس حضرات کی رائے ہے کہ حنفیہ وحنابلہ کے یہاں حج فرض میں عورتوں کے لئے بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں ہے، خواہ ثقہ خواتین کی جماعت کے ساتھ ہو تو عمرہ کے سفر کی اجازت بغیر محرم کے کیسے دی جاسکتی ہے، جبکہ عمرہ نہ فرض ہے حج کی طرح اور نہ واجب، لہذا ایسی عورت جس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر نہ ہو، خواہ عدم وجود کے اسباب کچھ بھی ہوں، وہ عمرہ کے سفر پر نہیں جاسکتی ہے، بلکہ وہ گناہ گار بھی ہوگی [قاری ظفر الاسلام اعظمی، مولانا نور الحق رحمانی، مفتی عثمان بستوی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مولانا عفان منصورپوری، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، مفتی باقر ارشد قاسمی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی فرید کاوی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مفتی توصیف صدیقی، مولانا مغفور احمد باندوی، مفتی شکیل سعادتی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا محمد شفیق فلاحی]۔

دلائل:

- ‘‘لا تسافر المرأة إلا مع ذی رحم محرم فقام رجل فقال: یا رسول اللہ! إن امرأتی خرجت حاجة وإنی اکتتبت فی غزوة کذا وکذا فقال:انطلق فحج مع امرأتک’’ (متفق علیہ) [مفتی عثمان بستوی، مفتی باقر ارشد قاسمی]۔

- ‘‘لا تحجن امرأة إلا ومعہا زوج’’ دارقطنی وصححہ أبوعوانہ (نیل الاوطار۴؍۴۹۱) [مفتی عثمان بستوی]۔

- ‘‘فإنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم، لأن ما روینا من الحدیث لا یفصل بین الشابة والعجوز وکذا المعنی لا یوجب الفصل بینہما لما ذکرنا من حاجة المرأة إلی من یرکبہا وینزلہا بل حاجة العجوز إلی ذلک أشد لأنہا أعجز’’ (بدائع الصنائع۲؍۱۲۴) [مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی]۔

- ‘‘أما حج النفل فلا یجوز للمرأة السفر لہ إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا ولا یجوز لہا السفر بغیرہما بل تأثم بہ’’ (الموسوعة الفقہیہ۲۲؍۳۶) [مولانا نور الحق رحمانی، مفتی رفیق احمد قاسمی]۔

- ‘‘أما سفر التطوع والمباح فلا یجوز لہا الخروج فیہ إلا مع محرم أوزوج’’ (الموسوعة الفقہیہ ۲۲؍۳۰) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

- ‘‘ومن لا محرم لہا لا تکون کالرجل ولا یجب علیہا الحج وہو قول الحسن والنخعی وإسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأی’’ (المغنی لابن قدامہ۳؍۱۹۲) [مفتی عثمان بستوی، مفتی

باقر ارشد قاسمی]۔

- ‘‘أما حج التطوع وغیرہ من الأسفار التی لا تجب فلیس للمرأۃ أن تخرج إلیہ مع امرأۃ بل ولا مع النسوۃ الخلص’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۲۰۹۸،۳) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

- ‘‘ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا غیرہا’’ (ہدایہ۲۱۳،۱، البحر الرائق۵۵۱،۲) [مفتی غلام رسول منظور قاسمی]۔

- حج کے وجوب کی شرائط میں امن طریق بھی ہے، اور وہ بغیر شوہر یا محرم کے نہیں ہوسکتا :

‘‘ومنہا أمن الطریق وأنہ من شرائط الوجوب عند بعض أصحابنا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ، وہکذا روی ابن سجاع عن أبی حنیفۃ، وجہ قول من قال إنہ شرط الوجوب وہو الصحیح، أن اللہ شرط الاستطاعۃ ولا استطاعۃ بدون أمن الطریق، کما لا استطاعۃ بدون الزادوالراحلۃ، بیان کفایۃ یستدل بالمنصوص علی غیرہ، لاستوائہما فی المعنی، وہو إمکان الوصول إلی البیت، والآیۃ لا تتناول النساء حال عدم الزوج والمحرم معہا، لأن المرأۃ لا تقدر علی الرکوب والنزول بنفسہا’’ (بدائع الصنائع۲۹۹،۲) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی اعظمی]۔

- ‘‘والمحرم فی حق المرأۃ شرط شابۃ کانت أو عجوزۃ’’ (المحیط البرہانی۹،۳) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

- ‘‘فأفاد ہذا کلہ أن النسوۃ الثقات لا تکفی قیاساً علی المہاجرۃ والمأسورۃ، لأنہ قیاس مع النص مع وجود الفارق’’ (البحر الرائق۵۵۱،۲) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا محمد ثناء اللہ قاسمی]۔

- ‘‘أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا، فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہ الحج، وہذا متفق علیہ للحدیث السابق:لا تسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام ومعہا ذو محرم، ولحدیث: لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا زوج’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۲۰۹۲،۲) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

- ایسا کرنا شرعی قوانین کی بے حرمتی اور شرعی مصالح وحکم کے خلاف ہے [مفتی باقر ارشد قاسمی]۔

* البتہ مالکیہ اور شافعیہ نے صرف حج کی فرضیت کے پیش نظر محرم کے عدم موجودگی کی صورت میں عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، لیکن انہوں نے فرض کے علاوہ دوسرے سفر کے لئے بغیر محرم کے عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی ہے [مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی عثمان بستوی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی نذیر کرجیکر، مولانا اشرف گونڈوی]۔

* بلکہ علامہ ابن حجر ہیتمی اور امام عبد الحمید شروانی نے اسے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ فقہ مالکی کے ترجمان خلیل بن اسحاق مالکی کے شارح فرماتےہیں:

''قال ابن حبیب:لہا أن تخرج للفرض بلا إذن وإن لم تجد محرماً، ولا بد فی التطوع من إذنہ والمحرم'' (التاج والاکلیل۳،۴۹۶) [ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی، مولانا اشرف گونڈوی، قاضی محمد حسن ندوی]۔

* فقہ شافعی کے ترجمان علامہ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:

''ہذا کلہ فی الفرض ولو نذراً أو قضاء علی الأوجہ، أما النفل فلیس لہا الخروج لہ مع نسوۃ، وإن کثرن حتی یحرم علی المکیۃ التطوع بالعمرۃ من التنعیم مع النساء'' (تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج۴،۲۵) [ڈاکٹر اسر ار الحق سبیلی]۔

- ''أما سفرہا وإن قصر لغیر فرض فحرام مع النسوۃ مطلقاً'' (حوالہ سابق) [مولانا اسرار الحق سبیلی]۔

- نفل عمرہ کے لئے جمہور کی طرح شافعیہ کے نزدیک بھی محرم کی شرط ہے:

''أما حج التطوع وسفر الزیارۃ والتجارۃ وکل سفر لیس بواجب، فلا یجوز علی المذہب الصحیح المنصوص إلا مع زوج أو محرم وقیل: یجوز مع نسوۃ أو امرأۃ ثقۃ کالحج الواجب'' (المجموع شرح المہذب للنووی۸،۲۴۳) [ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ''أما حج التطوع وغیرہ من الأسفار التی لا تجب فلیس للمرأۃ أن تخرج إلیہ مع امرأۃ بل ولا مع النسوۃ الخلص'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۲۰۹۸) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

* علامہ نووی نے لکھا ہے:

''واختلف أصحابنا فی خروجہا لحج التطوع وسفر الزیارۃوالتجارۃ ونحو ذلک من الأسفار التی لیست واجبۃ فقال بعضہم: یجوز لہا الخروج فیہا مع نسوۃ ثقات کحجۃ الإسلام وقال الجمہور: لا یجوز إلا مع زوج أو محرم، ہذا ہو الصحیح للأحادیث الصحیۃ'' (شرح النووی علی مسلم۹،۱۰۴) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- اسی طرح علامہ ابو القاسم العبدری المالکی نے نقل کیا ہے:

''لہا أن تخرج للفرض بلا إذن الزوج وإن لم تجد محرماً ولابد فی التطوع من إذنہ والمحرم وقال الخلیل فی مناسکہ: لیس من شروط استطاعۃ المرأۃ وجود زوج أو محرم علی المشہور، بل یکتفی بالرفقۃ المأمونۃ، ہذا فی حج الفریضۃ وأما فی النافلۃ فلا'' (مواہب الجلیل۲،۵۲۱) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

- ''(و) إلا في (زيادة محرم، أو زوج لها) فيجب عليها الحج (كرفقة أمنت بفرض) عند عدم الزوج، أو المحرم، أو امتناعهما أو عجزهما ولا بد أن تكون مأمونة في نفسها ... والحاصل أنّ السفر إذا كان فرضا جاز لها أن تسافر مع المحرم والزوج والرفقة وأما إن كان مندوبا جاز لها السفر مع الزوج والمحرم دون الرفقة... '' (الشرح الكبير للشيخ الدردير وحاشية الدسوقي ۲،۹) [مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ]۔

- العمرۃ فریضۃ عند الشافعیۃ و لکن یشترط لوجوبہا علی المرأۃ اجرۃ من تستصحبہ زائدا علی وجود من یرافقہا فی سفرہا ہذا فإن لم یکن لدیہا ما یکفیہما من الأجرۃ فلا یسمح

لها بالخروج فی السفر لأداء العمرة۔ۂ

والعمرة فرض في الأظهر لقوله تعالى ‘‘وأتمّوا الحج والعمرة لله’’ (الاقناع في حل الفاظ ابي شجاع١٫٢٥٠)[مولانا صبغت الله مولوی زاده]۔

- ‘‘ہذا ویلاحظ أن الخلاف بین الشافعیۃ والمالکیۃ وبین باقی الفقہاء محصور فی سفر الفریضۃ ومنہ سفر الحج فلا یقاس علیہ سفر الاختیار بالإجماع’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ٣٫٢٠٩٣) [مفتی رفیق احمد قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مفتی جنید محمد پالنپوری]۔

- ‘‘وقال الجمہور لا یجوز إلا مع زوج أو محرم وہذا ہو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ وقد قال القاضی واتفق العلماء علی أنہ لیس لہا أن تخرج فی غیر الحج والعمرۃ إلا مع ذی محرم إلا الہجرۃ من دار الحرب’’ (المنہاج شرح صحیح مسلم٩٫١٠٤) [مفتی محمد فلاحی]۔

* علامہ ابن بازؒسے پوچھا گیا کہ اگر خاتون کو ا س کے رشتہ دار ایر پورٹ پر لاکر چھوڑ دیں اور مطلوبہ ایرپورٹ سے اس کا شوہر یا کوئی محرم آکر اس کو لے لے تو کیا اس صورت میں عورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے؟ اس پر آپ نے جو جواب لکھا ہے وہ قابل توجہ ہے، وہ فرماتے ہیں:السفر بغیر محرم ولو کان معہا من یوصلہا إلی المطار ومن یتلقاها فی المطار والمقصود إن السفر ممنوع إلا بمحرم والخطر علی النساء إذا ذہبن بغیر محرم خطر کبیر والذی یتلقاها فی المطار قد لا یتلقاها قد یکون معہا مواعید فی الطائرۃ مع بعض الناس’’ (فتاوی الامام ابن باز) [مفتی عبد الحمید قاسمی]۔

* ‘‘ہل یجوز للمرأۃ أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زیارۃ و تجارۃ و نحوہا مع نسوۃ ثقات أو امرأۃ ثقۃ؟ فیہ وجہان وحکاهما الشیخ أبو حامد و الماوردی و المحاملی و آخرون من الأصحاب فی بابہ الإحصار وحکاهما القاضی حسین و البغوی والرافعی وغیرهم۔

أحدهما یجوز کالحج والثاني و هو الصحیح باتفاقهم وهو المنصوص في الأم وکذا نقلوه عن النص لایجوز لأنہ سفر لیس بواجب’’ (المجموع شرح المہذب ٨٧٫٧) [مفتی مغفور احمد باندوی]۔

- ‘‘ویشترط فی الوجوب علی المرأۃ لا فی الأداء..... أو نسوۃ ثقات أی بالغات متصفات بالعدالۃ ولو إماء ..... لأنہن إذا کثرن وکن ثقات انقطعت الأطماع عنہن ..... إنما ہو للوجوب، أما الجواز فلہا أن تخرج لأداء فرض الإسلام مع امرأۃ ثقۃ ..... ولہا أیضاً أن تخرج لہ وحدہا إذا تیقنت الأمن علی نفسہا ہذا کلہ فی الفرض ولو نذراً أو قضاء علی الأوجہ’’ (تحفۃ المحتاج٢٫١١) [مفتی نذیر کرجیکر شافعی]۔

* امام نووی فرماتے ہیں:

‘‘فالحاصل أن کل ما یسمی سفراً تنہی عنہ المرأۃ بغیر زوج أو محرم سواء کان ثلاثۃ أیام أو یومین أو یوما أو بریداً أو غیر ذلک لروایۃ بن عباس المطلقۃ ..... وأجمعت الأمۃ علی أن المرأۃ یلزمہا حجۃ الإسلام إذا استطاعت لعموم قولہ تعالی ولله علی الناس حج البیت وقولہ ﷺ بنی الإسلام علی خمس الحدیث ..... والشافعی فی المشہور عنہ لا یشترط المحرم بل یشترط الأمن علی نفسہا قال أصحابنا یحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوۃ ثقات ولا

يلزمها الحج عندنا إلا بأحد هذه الأشياء فلو وجدت امرأة واحدة ثقة لم يلزمها لكن يجوز لها الحج معها هذا هو الصحيح'' (المنهاج شرح مسلم ٣،٤٦٦، مغنى المحتاج٢،٦٦٠-٦٦١، النجم الوهاج٣،٤١٢-٤١٣، حاشية الترمشى ٦،٦٠-٦١) [مفتى نذير كرجيكر شافعى]۔

*بعض شافعیہ کے نزدیک نفلی حج وعمرہ کےلئے بھی عورت بلا محرم سفر کرسکتی ہے:

- ''يجوز مع نسوة أو امرأة ثقة'' (المجموع للنووى٨،٢٤٣) [ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری]۔

- ''وشرط للوجوب على المرأة مع ما ذكرنا أن يخرج معها محرم أو زوج أو نسوة ثقات'' (فتح المعين،٣٨٣) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

* اسی طرح عبادات غیر واجبہ کے لئے بغیر محرم کے سفر کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے، البتہ مالکیہ کے یہاں قافلہ بہت بڑا ہو تو غیر واجبہ عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت ہے [مفتی عثمان بستوی، مفتی جنید محمد پالنپوری]۔

موجودہ حالات میں ایک نئی رائے:

انہیں میں سے بعض مقالہ نویس کی دوسری رائے یہ ہے کہ موجودہ دور میں چونکہ سفر آسان ہے اور خاتون کی عصمت وعفت کے فتنہ کی زد میں آنے کا امکان نادر ہے، لہذا ایسی خاتون دوسری قابل اعتماد خواتین کے ساتھ عمرہ کرسکتی ہے [ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، حافظ کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی] (بعض شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے) [ڈاکٹر مبین سلیم ازہری]، (امن ودیگر شروط کے ساتھ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے) [مولانا مظاہر حسین حماد] (شرائط کے ساتھ) [مولانا اکرام سعادتی] (علامہ باجی مالکی اور علامہ انور شاہ کشمیری کے موقف کو اختیار کرتے ہوئے) [مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری]۔

- ''وكان ابن عمرؓ يحج معه نسوة من جيرانه'' (شرح صحيح البخارى لابن بطال) [حافظ کلیم اللہ عمری]۔

قاضی فیاض عالم قاسمی اور مولانا ممتاز خان ندوی کی رائے ہے کہ عمرہ کرنے کی مشتاق عورت اگر بوڑھی ہے تو غیر محرم کے ساتھ یا عورتوں کی جماعت کے ساتھ جن میں ان کے محرم مرد موجود ہوں، سفر کرسکتی ہے۔

اس سوال کے ذیل میں بعض مقالہ نگار نے اس پر بھی بحث کی ہے کہ کن ائمہ کے نزدیک عمرہ واجب ہے، کن کے نزدیک سنت اور کن کے نزدیک نفل وتطوع ہے۔

عمرہ واجب ہے:

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، ابو ثور، ابو عبید، سفیان ثوری، اوزاعی، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک عمرہ واجب ہے(بداية المجتهد ونهاية المقتصد٢،١٠٦) [قاری ظفر الاسلام اعظمی، ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی، مولانا

صبغت اللہ مولوی زادہ، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عبد الرب سعادتی وغیرہ]۔

عمرہ سنت ہے:

امام مالک اور ایک دوسری جماعت کے نزدیک عمرہ سنت ہے (بدایۃ المجتہد۲،۱۰۶) [قاری ظفر الاسلام اعظمی، مفتی شاہجہاں ندوی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عبد الرب سعادتی]۔

عمرہ نفل اور تطوع ہے:

امام ابوحنیفہ، ابو ثور اور داؤد کے نزدیک عمرہ نفل عبادت ہے (حوالہ سابق) [قاری ظفر الاسلام اعظمی، قاضی فیاض عالم قاسمی]۔

ابو اسحاق شیرازی لکھتے ہیں کہ حج فرض ہے اور عمرہ کے سلسلہ میں دو قول ہیں، ان میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ وہ فرض ہے (التنبیہ۱۵۲) [قاری ظفر الاسلام اعظمی]۔

موسوعہ فقہیہ کی تحقیق کے مطابق مالکیہ اور احناف کے راجح قول میں پوری عمر میں ایک بار عمرہ سنت مؤکدہ ہے اور حنابلہ وشوافع کے نزدیک پوری عمر میں ایک بار عمرہ کرنا واجب ہے اور بعض حنفیہ کی رائے ہے کہ عمر میں ایک بار عمرہ کرنا واجب ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰،۳۱۴) [مفتی عثمان بستوی، مفتی شاہد علی قاسمی]۔

* عمرہ کی تحقیق قاموس الفقہ کے حوالہ سےیہ ہے:

''عمرہ شوافع وحنابلہ کے یہاں واجب ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، تاہم احناف کے یہاں بعض مشائخ نے عمرہ کو واجب بھی قرار دیا ہے، علامہ کاسانی نے اس کو واجب کہا ہے، صاحب جوہرہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے تاہم احناف کے یہاں فتوی عمرہ کے سنت مؤکدہ ہونے پر ہے (قاموس الفقہ ۴،۴۱۳) [قاری ظفر الاسلام اعظمی]۔

سوال نمبر ۵ :

۵-سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی کیا حیثیت ہے اور اس بارے میں ائمہ کا کیا اختلاف ہے؟

محرم کی شرط کی حیثیت:

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک عورت کے لئے سفر میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، جبکہ مالکیہ کے نزدیک عورت پر حج واجب ہونے کے لئے شوہر یا محرم کا وجود لازمی شرط نہیں ہے، اسی طرح شافعیہ کے یہاں حج کے وجوب کے لئے محرم یا شوہر کا پایا جانا شرط نہیں ہے، تمام مقالہ نویس کی تحریروں کا خلاصہ یہی ہے۔

پھر حنفیہ کےدرمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا شرط وجوب ہے یا شرط وجوب ادا؟

چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ فتح القدیر میں اس بات کو اختیار کیا ہے کہ صحت وتندرستی اور راستہ کے پرامن ہونے کے ساتھ ادائیگی کے وجوب کی شرط ہے، لہذا اگر مرض یا راستہ کا خوف یا شوہر یا محرم کا نہ پایا جانا حج سے روک دے تو حج

بدل کرادینے کی وصیت واجب ہوگی ..... اور پہلے قول کے مطابق اس میں سے کچھ واجب نہیں ہے، جیسا کہ ''البحر '' اور ''النہر '' میں ہے۔

البدائع میں پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ ''النہایہ '' میں قاضی خان کی تبعیت میں دوسرے قول کو راجح قرار دیا گیاہے، اور فتح القدیر میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

- ''المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء، والذی اختاره فی الفتح أنہ مع الصحۃ، وأمن الطریق شرط وجوب الأداء، فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق، أو لم یوجد زوج ولا محرم ..... وعلی الأول لا یجب شئ من ذلک، کما فی البحر، وفی النہر، وصحح الأول فی البدائع، ورجّح الثانی فی النہایۃ، تبعاً لقاضی خان، واختاره فی الفتح'' (ابن عابدین، رد المحتار ٢،٤٦٥ بیروت، دار الفکر)۔

[مفتی محمد شاہجہاں ندوی، دیکھئے مقالہ: مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی غلام رسول قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا نثار احمد گودھری، مولانا محمد ثناء اللہ قاسمی، مفتی مغفور احمد باندوی، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مفتی شفیق فلاحی وغیرہ]۔

- ''ولو امتنع (الزوج أو المحرم) من الخروج لإرادۃ زاد وراحلۃ ہل یلزمہا ذلک، ذکر القدوری فی شرح مختصر الکرخی أنہ یلزمہا ذلک ویجب علیہا الحج بنفسہا'' (بدائع الصنائع ٢،٢٩٩) [مولانا اشتیاق احمد اعظمی]۔

- ''وذکر القاضی فی شرح مختصر الطحاوی أنہ لا یلزمہا ذلک ولا یجب الحج علیہا'' (بدائع الصنائع ٢،٢٩٩) [مولانا اشتیاق احمد اعظمی]۔

* مولانا محمد شاہجہاں ندوی لکھتے ہیں کہ راجح یہی ہے کہ محرم ادائیگی کے وجوب کی شرط ہے، کیونکہ حج تو مالی وبدنی استطاعت سے ہی واجب ہوجاتا ہے، البتہ ادائیگی کے وجوب کی شرط محرم وغیرہ ہے۔

- منصور بن یونس بہوتی حنبلی تحریر فرماتے ہیں:

''ویشترط لوجوبہ أی الحج والعمرۃ علی المرأۃ وجود محرمہا'' (الروض المربع شرح زاد المستنقع فی اختیار المقنع ١،١٧٣) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- علامہ ابن قدامہ مقدسی لکھتے ہیں:''الحج لا یجب علی المرأۃ التی لا محرم لہا ..... وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب ..... وعنہ روایۃ ثالثۃ أن المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب'' (المغنی لابن قدامہ ٣،١٩٢) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

مسئلہ مذکور میں ائمہ کا اختلاف:

حنفیہ اور حنابلہ، اوزاعی، نخعی، اسحاق، ابوثور وغیرہ کے نزدیک حج کی فرضیت کے لئے شوہر یا محرم کا وجود لازمی شرط یعنی شرط وجوب ہے، لہذا اگر عورت محرم

کے سفر حج کے لئے اخراجات پر قادر نہ ہو یا کوئی محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا [مولانا نور الحق رحمانی، قاری ظفر الاسلام اعظمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی عثمان بستوی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی ظہیر احمد کانپوری، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مولانا عفان منصورپوری، حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا عبد المالک مغیثی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولاناثناء اللہ قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا توصیف صدیقی، مولانا مغفور احمد باندوی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا مظاہر حسین حماد، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری]۔

دلائل:

* ان حضرات کی بنیادی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ایک صحابیؓ کو جہاد سے روک کر بیوی کےساتھ حج کے لئے روانہ کیا گیا: ''عن ابن عباس: جاء رجل فقال: إن امرأتی خرجت إلی الحج وإنی اکتتبت فی غزوة کذوکذا، قال رسول اللہﷺ: انطلق فاحجج مع امرأتک'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۰۰۶، صحیح مسلم: ۱۳۴۱) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا توصیف صدیقی، مولانا مقیم احمد ندوی]۔

- ''وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج لما روی عن النبیﷺ أنہ قال: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً فوق ثلاث إلا مع ذی محرم أو زوج'' (احکام القرآن للجصاص۲،۳۰۹) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مولانا توصیف صدیقی، مولانا شاہد حسین قاسمی]۔

- ''عن ابن عمر أن النبیﷺ قال:لا تسافر المرأة ثلاثة أیام إلا مع ذی محرم'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۶، ۱۰۸۷) [مولانا سید اسرار الحق سبیلی، مفتی محمد فلاحی]۔

- ''عن أبی ہریرة قال قال رسول اللہﷺ: ''لا یحل لامرأة أن تسافر ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۹) [مولانا سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''وعدم قیام العدة فی حق المرأة وخروج الزوج أو المحرم معہا'' (البحر الرائق۲،۳۳۱) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

- ''أن الحج لا یجب علی المرأة التی لا محرم لہا، وقد نص علیہ أحمد ..... وعن أحمد: أن المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب ..... وعنہ روایة ثالثة: أن المحرم

لیس بشرط فی الحج الواجب ..... لأنہا تخرج إلیہا مع النساء، ومع کل من أمنتہ، وأما فی غیرہا فلا، والمذہب الأول، وعلیہ العمل'' (المغنی لابن قدامہ۲۲۸،۳) [مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی شاہجہاں ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مفتی محمد فلاحی]۔

- ''وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' (آل عمران: ۹۷)، وقال أیضاً:المحرم من السبیل'' (المغنی۲۲۹،۳) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ''ذہب الحسن والنخعی وأبو حنیفۃ وأصحابہ وأحمد وأبوثور إلی أن المحرم أو الزوج من السبیل، فإن لم تجدہما فلا حج علیہا'' (اعلاء السنن۱۵،۱۰) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ''أما الذی یختص النساء فشرطان: أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا .....أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ إذا لا یمکنہا الحج بدونہ کما لا یمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ الخ'' (بدائع الصنائع قدیم۱۳۳،۳) [مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا عفان منصورپوری، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی محمد فلاحی، مفتی مغفور احمد باندوی، مولانا عبد المنان آسام]۔

- ''یعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج، ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما'' (ہدایہ۲۳۳،۱) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا عفان منصورپوری، مولانا اشرف گونڈوی، مفتی نذیر کرجیکر، مولانا ثابت شمیم رشادی، مفتی نثار احمد گودھروی، مولانا توصیف صدیقی]۔

- ''وفی حج المرأۃ ثلاثۃ أمور:أحدہا:لا یحل لہا السفر إلیہ بغیر محرم لما روی أبوہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم إلا ومعہا ذو محرم'' (الکافی۳۸۴،۱) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی محمد فلاحی، مولانا توصیف صدیقی]۔

- ''ویشترط لوجوبہ أی الحج والعمرۃ علی المرأۃ وجود محرمہا'' (الروض المربع۱۷۳،۱) [مفتی شاہجہاں ندوی]۔

- ''وعند النخعی وأبی حنیفۃ وأحمد وإسحاق وأبی ثور والأوزاعی ہو شرط فی وجوب الحج علیہا وبہ قال بعض الشافعیۃ ومن الزیدیۃ السید أبو طالب'' (المعانی البدیعۃ فی معرفۃ اختلاف أہل الشریعۃ۳۵۰،۱) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''وعنہ أن المحرم من شرائط لزوم الأداء وجزم بہ فی الوجیز'' (الانصاف۲۹۱،۳) [مولانا عبد المالک مغیثی]۔

- ''ویشترط لوجوب الحج علی المرأۃ وجود محرمہا، نقلہ الجماعۃ وہو المذہب'' (المبدع لابن مفلح۴۰،۳) [مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا مقیم احمد ندوی]۔

- ''ویشترط أن یصحب المرأۃ فی سفر الحج زوجہا أو محرم منہا إذا کانت المسافۃ بینہا وبین مکۃ ثلاثۃ أیام وہی مسیرۃ القصر فی السفر وإلی ہذا ذہب الحنفیۃ والحنابلۃ وذہب

الشافعیۃ إلی أنہا إن وجدت نسوۃ ثقات، اثنین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلاً عن المحرم أو الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأۃ'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۳؍۳۰۰) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

* بلکہ اس مسئلہ میں موسوعہ فقہیہ کی تحقیق ہے کہ یہ فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہے:

''أما المرأۃ فلا یجب علیہا الحج ولا یجوز لہا السفر إلا مع محرم أو زوج ..... وہذا محل اتفاق بین الفقہاء'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۳؍۳۰۰) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

* قاری ظفر الاسلام اعظمی نے اس سلسلہ میں اوجز المسالک کی مختلف عبارتوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: اس اعتبار سے امام مالک کے ماسوا دیگر ائمہ کے یہاں محرم کی شرط ہوئی۔

شافعیہ کا مسلک:

شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ حج کے وجوب کے لئے محرم یا شوہر کا پایا جانا شرط نہیں ہے، بلکہ قابل اعتماد ثقہ عورتوں کو پالے دو یا دو سے زیادہ کو اور ان کے ساتھ جانے میں اپنے کو مامون سمجھے اور کوئی خطرہ محسوس نہ ہو تو یہ محرم اور شوہر کے بدلہ میں کافی ہے (تمام مقالہ نویس کی تحریروں کا خلاصہ یہی ہے)۔

دعوی ودلائل:

- ''وذہب الشافعیۃ إلی أنہا إن وجدت نسوۃ ثقات إثنین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلاً عن المحرم أو الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأۃ'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۳؍۳۰۰) [مولانا نور الحق رحمانی]۔

- ''وعند الشافعی ومالک وأکثر العلماء اعتبار المحرم فی حق المرأۃ لیس بشرط فی وجوب الحج وبہ قال من الزیدیۃ الناصر واختارہ المؤید منہم .....'' (المعانی البدیعۃ۱؍۳۵۰) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''أوجب الشافعیۃ علی المرأۃ الحج مع نسوۃ ثقات لا مع واحدۃ فقط ..... ودلیل الشافعیۃ عموم آیۃ: ''ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' فإذا أمنت المرأۃ الفساد علی نفسہا لزمہا الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳؍۳۵) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی]۔

- ''لا یلزم المرأۃ الحج إلا إذا أمنت علی نفسہا بروج أو محرم أو غیر نسب أو نسوۃ ثقات، فأی ہذہ الثلاثۃ وجد لزمہا الحج بلا خلاف'' (المجموع شرح المہذب۷؍۵۶) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی محمد فلاحی، مولانا توصیف صدیقی]۔

- ''وقال عطاء وسعید بن جبیر وابن سیرین ومالک والأوزاعی والشافعی فی المشہور عنہ لا یشرط المحرم بل یشترط الأمن علی نفسہا .....قال أصحابنا:یحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوۃ ثقات'' (شرح النووی علی مسلم۹؍۱۰۴) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ‘‘جواز حج المرأة بلا محرم إذا أمنت على نفسها وهو مذهبنا’’ (شرح النووی علی مسلم۹۸،۹) [مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی نذیر کرجیکر]۔

- ‘‘ویجوز لها أن تحج معها أی مع امرأة واحدة ثقة حجة الفریضة أو النذر بل یجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفرض أو النذر .....’’ (الموسوعة الفقهیہ۱۷،۳۶) [مفتی عثمان بستوی، مفتی ظہیر عالم کانپوری]۔

مالکیہ کا مذہب:

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت واجب سفر کے لئے بھروسہ کے قابل رفقاء کے ساتھ نکل سکتی ہے، اور وہ صالح مرد اور صالح عورتیں ہیں اور اگر دونوں ہوں تو زیادہ بہتر ہے [مولانا نور الحق رحمانی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی شاہجہاں ندوی، حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا راشد قاسمی، قاضی حسن ندوی، مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا عزیر اختر قاسمی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی رفیق قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا شاہد حسین قاسمی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری]۔

دعوی ودلیل:

- ‘‘قال المالکیۃ إذا لم تجد المرأة محرماً ولا زوجاً تخرج معہ أو امتنعا من الخروج معها جاز أن تخرج للسفر الواجب مع رفقة مأمونة، وقالوا:والرفقة المأمونة رجال صالحون أو نساء صالحات وأولی إن اجتمعا’’ (الموسوعة الفقهیہ۲۳،۳۰۰)[مولانا نور الحق رحمانی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- ‘‘ویشترط فی وجوب الحج علی المرأة أیضاً وجو د زوج أو محرم، فإن لم یکن لها محرم ولا زوج فیجب علیها الخروج للحج فی الفرض فی رفقة مأمونة’’ (مواہب الجلیل۳ھ۴۸۸) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی]۔

- ‘‘إذا کانت فی رفقة مأمونة ذات عدد أو جیش مأمون من الغلبة والمحلة العظیمة فلا خلاف فی جواز سفرها من غیر ذی محرم’’ (مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل۲،۵۲۴) [مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا توصیف صدیقی]۔

- ‘‘فإن وجد رفقة مأمونة لزمها الحج رجالاً کانوا أو نساء’’ (التلقین فی الفقہ المالکی۱،۷۹) [مولانا عبد المالک مغیثی]۔

- ‘‘وعلی کل حال لا بد فی سفرها من محرم أو زوج أو رفقة مأمونة فإنها تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرہما’’ (الفواکد الدوانی۲،۷۹۱) [مولانا عبد المالک مغیثی، مولانا نثار احمد گودھروی]۔

- مولانا عبد الرحمن الجزیری مالکیہ کا مذہب ذکر کرتے ہیں:

''وكل ما تقدم فی الاستطاعۃ معتبر فی حق الرجال والمرأۃ، ویزادفی حق المرأۃ أن یکون معہا زوج أو محرم من محارمہا أو رفقۃ مأمونۃ'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱/۳۷۰) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ''علامہ شمنی نے فرمایا:''مذہب مالک إذا وجدت المرأۃ صحبۃ مأمونۃ لزمہا الحج لأنہ مفروض کالہجرۃ'' (التعلیق الصبیح علی مشکاۃ المصابیح۳/۱۷۴) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

- ''وأوجب المالکیۃ علیہا الحج مع رفقۃ مأمونۃ مع النساء فقط أو الرجال فقط أو المجموع من الجنسین ودلیل الشافعیۃ والمالکیۃ عموم آیۃ:''وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' فإذا أمنت المرأۃ الفساد علی نفسہا لزمہا الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳/۳۵) [مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا حفیظ الرحمن مدنی]۔

* مولانا ثابت شمیم رشادی نے مالکیہ اور شافعیہ کے مزید دلائل ذیل میں نقل کرتے ہیں:

امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے : حضرت عدی ابن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کی شکایت کی ، پھر ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے راستے میں راہزنوں کے موجود ہونے کی شکایت کی، اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عدی ابن حاتمؓ سے دریافت فرمایا:

''یا عدی ! ھل رأیت الحیرۃ''؟عدی تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟

عدیؓ کہتے ہیں : میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں ہے، البتہ مجھے اس کے بارے میں کچھ معلومات ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فإن طالت بک حیاۃ لترینّ الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف أحدا إلا اللہ'' (بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، حدیث نمبر: ۳۵۹۵)۔

اس حدیث سے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین اسلام کی تعریف کرتے ہوئے اور اسلام کی روشنی پھیلنے کا ذکر فرماتے ہوئے یہ خبر دی ہے کہ اس دور میں اس قدر امن ہوگا کہ ایک عورت تنہاء ''حیرہ ''سے حج کے لئے روانہ ہوگی۔

تو گویا امن وامان کی صورت میں عورت کا تنہاء سفر حج پر روانہ ہونا جائز ہے۔

''وأجاب بعضہم عن ھذا بأنہ خبر فی سیاق المدح و رفع منار الإسلام فیحمل علی الجواز'' (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۷/۵۵۸)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا'' (آل عمران: ۹۷)۔

(لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جواس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے)۔

اس آیت میں لفظ ''الناس '' وارد ہوا ہے جس کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا

ہے ، اور استطاعت سواری اور زاد راہ کے مہیا ہونے سے حاصل ہوجاتی ہے، لہذا عورت پرزاد و راحلہ کی موجودگی میں حج فرض ہے۔ علاوہ ازیں محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے کی غرض یہ ہے کہ عورت فتنے سے محفوظ رہے، اور عورتوں کی جماعت کی ہمراہی اور قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ ہونے سے یہ غرض حاصل ہوجاتی ہے۔

محرم اور شوہر کی معیت کے بغیر حج پر جانے کے جواز میں یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ ازواج مطہرات نے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جو آخری حج کیا اس میں ان کے ہمراہ کوئی محرم نہیں تھا اور حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کو ازواج مطہرات کے ہمراہ بھیجا تھا۔

''أذن عمرؓ لأزواج النبی ﷺ فی آخر حجۃ حجھا، فبعث معھن عثمان بن عفان و عبد الرحمن رضی اللہ عنھما .....

اس حدیث کے ذیل میں علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں:

''وکان عمرؓ متوقفا فی ذلک أولا، ثم ظھر لہ الجواز فأذن لھن و تبعہ جماعۃ من غیر نکر''۔

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''منعنا عمرؓ الحج والعمرۃ حتی إذا کان آخر عام فأذن لنا ''۔

کہ حضرت عمرؓ نے ابتدءاً ہمیں حج و عمرہ سے منع فرمایا، لیکن پھر دوسرے سال اجازت دیدی، اسی کو علامہ عینیؒ نے فرمایا ابتداءاً حضرت عمرؓ اس سلسلہ میں متوقف تھے ،لیکن پھر جب ان کے سامنے جواز کے دلائل راجح ہوگئے تو ازواج مطہرات کو اجازت دیدی اور صحابہ کی جماعت نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی ، جو خود جواز پر دلالت کرتا ہے (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۵۵،۷)۔

بعض حضرات کی طرف سے بطور جواب کے کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان اورحضرت عبد الرحمنؓ بن عوف امہات المؤمنین کے محرم تھے، کیونکہ امہات المؤمنین؛ مؤمنوں پر حرام کردی گئی ہیں یعنی وہ سب مؤمنوں کی مائیں ہیں۔

حالانکہ فلا تخضعن بالقول(الاحزاب: ۳۲) اور فسئلوھن من وراء حجاب (الاحزاب: ۵۳) کا حکم بھی انہیں کے سلسلہ میں دیا گیا ہے تو پھر صرف سفر کے حق میں محرم کے درجہ میں کیسے ہوں گے؟

اس کے علاوہ سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرما جانے کے بعد حضرت زید اور ابورافع کو مکہ روانہ کیا تاکہ وہ آپ ﷺ کے بعض اہل خانہ کو لے آئیں۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

مدینہ میں آکر آپ نے حضرت زیدؓ (اور اپنے غلام ابو رافعؓ) کو دو اونٹ اور

پانچ سو درہم دے کر بھیجا کہ مکہ جاکر صاحبزادیوں اور حرم نبوی ؐ کو لے آئیں------
------- حضرت زید ؓ حضرت فاطمہ زہراء ؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت سودہؓ (زوجۂ محترم نبویؐ)کو لے آئے، حضرت عائشہ اپنے بھائی عبد اللہ کے ساتھ آئیں(سیرۃ النبی: سید سلیمان ندویؒ ١٦٧،١، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امن و امان کی صورت میں قابل اعتماد رفقاء کے ساتھ سفر درست ہے، غالباً حضرت عمر ؓ کے سامنے اس قسم کے واقعات ہوں گے جس کی وجہ سے ہی انہوں نے ازواج مطہرات کو سفر حج کی اجازت دی۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کی وضاحت:

حضرت امام شافعی ؒ نے کتاب الام میں اس سلسلہ میں تفصیل سے گفتگو کی ہے، انہوں نے لکھا ہے :

''وإذا كان فيما يروى عن النبى ﷺ ما يدل على أن السبيل الزاد والراحلة و كانت المرأة تجدهما وكانت مع ثقة من النساء فى طرق مأهولة اٰمنة فهى ممن عليه الحج عندى والله أعلم، وإن لم يكن معها ذو محرم لأن رسول الله ﷺ لم يستثن فيما يوجب الحج إلا الزاد والراحلة'' (كتاب الام للشافعى٢،١٢٧)۔

''وقد بلغنا عن عائشة وابن عمر وابن الزبير مثل قولنا فى أن تسافر المرأة للحج وإن لم يكن معها محرم .....

..... أخبرنا مسلم عن ابن جريج قال سئل عطاء عن امرأة ليس معها ذو محرم ولا زوج معها ولكن ولائد ومواليات يلين إنزالها وحفظها ورفعها، فقال نعم فلتحج (كتاب الام للشافعى٢،١٢٨)۔

* مولانا محمد عفان منصورپوری لکھتے ہیں: ''لہذا صورت مسئولہ میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ،امام محمد بن سیرین، امام اوزاعی اور امام حماد کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

* مولانا عبد المالک مغیثی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک:

مالکیہ اور شافعیہ کا قول راجح معلوم ہوتاہے؛ کیونکہ اگر امن و امان ہو اور عصمت پر داغ آنے کا کوئی خطرہ نہ ہو تو محض محرم یا شوہر کی بنیاد پر فرض کا سقوط مستبعد معلوم ہو تاہے، جہانتک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں جہاد چھوڑکر خاتون کے ساتھ جانے کو کہا گیاہے، تو اس کا تعلق عام حالات سے ہے، جہاں خاتون کی عصمت پر داغ آنے کا اندیشہ ہو، اور امن و امان کی عمومی کیفیت نہ ہو اور نہ محفوظ سفر کا انتظام ہو، اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ''أن عمرؓ أذن لأ زواج النبيﷺ في آخر حجّة حجّها، يعني فى الحج، وبعث معهن عبدالرحمن بن عوف، و عثمان بن عفان''

(صحیح البخاری ۵۱۳٫۴ تعلیقا، حدیث نمبر : ۱۸۶۰)۔

* ڈاکٹر مبین سلیم ازہری کی رائے ہے کہ امن کی شرط کو بقدر ضرورت کافی سمجھا جائے گا۔

* حافظ ڈاکٹر کلیم اللہ عمری نے ائمہ کا اختلاف نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ سفر حج خواہ وہ سفر واجب ہو یا سفر تطوع محرم کی شرط کمال ہے، نہ کہ شرط صحت یا شرط واجب، نیز ''فمن استطاع إلیہ سبیلا'' کی تشریح میں محرم کی شرط شامل نہیں ہے، اور جو نصوص اس سلسلہ میں وارد ہیں، وہ قواعد وضوابط احتیاط اور تحفظ کے لئے ہیں، عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت کی خاطر ہیں، ان پر عمل کا معاملہ مکلف کے لئے بطور احتیاطی تدابیر کے ہیں۔

* البتہ مفتی شاہد علی قاسمی اور مولانا بدر احمد مجیبی نے اخیر میں لکھا ہے:

''اگر حنفی عورت عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفر حج کرے اور حج ادا کرلے تو اس کا حج کراہت کے ساتھ ادا ہوجائے گا، یعنی اسے محرم کے بغیر سفر کا گناہ ہوگا:

''ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراہۃ'' (الدر المختار مع رد المحتار ۴۶۵٫۲)۔

''(قولہ مع الکراہۃ) أی التحریمیۃ للنہی فی حدیث الصحیحین: لا تسافر امرأۃ ثلاثاً إلا ومعہا محرم، وزاد مسلم فی روایۃ: أو زوج'' (حوالہ سابق)۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے مولانا نور الحق رحمانی اور مفتی محمد فلاحی نے حج کی فرضیت کے شرائط ذکر کئے ہیں اور وہ پانچ ہیں:

- ''شروط وجوب الحج خمسۃ:وہی الإسلام والعقل والبلوغ والاستطاعۃ ووجود محرم مع المرأۃ''(روائع البیان ۵۸۷٫۱)۔

سوال نمبر ۶ :

۶-مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک عورت پر حج فرض ہے، لیکن کوئی محرم میسر نہینہے، جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے ،یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات کو برداشت کرسکے، ایسی صورت میں وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جاسکتی ہے؟

حج کی فرضیت کے لئے صرف مالی استطاعت کافی نہیں ہے، بلکہ محرم کا میسر ہونا بھی شرط ہے، لہذا اگر محرم میسر نہیں ہے یا اس کو ساتھ لے جانے کےلئے اخراجات ناکافی ہیں تو ایسی صورت میں ایسی خواتین پر حج فرض ہی نہیں ہوگا، یہ حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں راجح مذہب ہے [مولانا نور الحق رحمانی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی عثمان بستوی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا صبغت اللہ مولودی زادہ، مولانا عفان منصورپوری، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مفتی باقر ارشد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مولانا نعیم اختر

قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مولاناثناء الله قاسمی، مفتی عبد الحمید قاسمی، مولانا توصیف صدیقی، مفتی مغفور احمد باندوی، مولانا عبد الرب سعادتی، مفتی شکیل سعادتی، مولانا شاہد حسین قاسمی، مفتی اکرام سعادتی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا شفیق فلاحی]۔

دلائل:

- ''لا یجب علیہا الحج للحدیث: لا تسافر المرأة ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم ولا تحجن امرأة إلا ومعہا زوج'' (صححہ ابوعوانہ، نیل الاوطار۴٫۴۹۱) [مفتی عثمان بستوی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا صبغت لله مولوی زادہ]۔

- ''عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللهﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثة أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم، کتاب الحج) [مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا توصیف صدیقی]۔

- ''عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللهﷺ: لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیہا رجل إلا ومعہا محرم، فقال رجل یا رسول اللہ! إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج، فقال: أخرج معہا'' (مسلم، کتاب الحج) [مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا عبد الرب سعادتی]۔

فقہاء کی آراء:

- ''وأما الذی یختص النساء فشرطان:أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا، إلی قولہ: أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلة الزاد والراحلة إذ لا یمکنہا الحج بدونہ کما لا یمکنہا الحج بدون الزاد والراحلة الخ'' (بدائع الصنائع قدیم۳٫۱۳۳) [مفتی شبیر احمد قاسمی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا صبغت الله مولوی زادہ، مولانا عفان منصورپوری، مفتی حبیب الله قاسمی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا توصیف صدیقی، مولانا شفیق فلاحی، مفتی شکیل سعادتی]۔

- ''ومع زوج أو محرم مع وجوب النفقة لمحرمہا علیہا لأنہ محبوس علیہا الخ'' (الدر المختار۲٫۴۶۴) [مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مفتی باقر ارشد قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا اشرف گونڈوی]۔

- ''أن ہذا من شرائط وجوب الحج ولا یجب علی الإنسان تحصیل شرط الوجوب بل إن وجد الشرط وجب وإلا لا'' (بدائع الصنائع۲٫۳۰۰) [مولانا اشتیاق احمد قاسمی]۔

- ''فإنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم'' (بدائع الصنائع۲٫۱۲۴) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

- ‘‘ویزاد فی حق المرأة أن یکون معہا زوج أو محرم بنسب أو رضاع أو صہریۃ من محارمہا’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳؍۲۹) [مولانا اشتیاق احمد اعظمی]۔

- ‘‘ویعتبر فی المرأة أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج، ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما، إذا کان بینہا وبین مکۃ ثلاثۃ أیام’’ (ہدایہ، کتاب الحج۱؍۲۳۳) [مولانا حفیظ الرحمن مدنی، مولانا عفان منصورپوری]۔

- ‘‘والنوع الثانی:شروط الأداء وہی التی إن وجدت بتمامہا مع شروط الوجوب وجب أداءہ بنفسہ، وإن فقد بعضہا مع تحقیق شروط الوجوب فلا یجب الأداء وہی خمسۃ ..... والمحرم أو الزوج للمرأة’’ (فتاوی شامی، کتاب الحج ۳؍۴۵۶) [مولانا عبد المنان آسام]۔

- ‘‘قال الدکتور وھبۃ الزحیلی:قال الحنفیۃ؛ الاستطاعۃ أنواع ثلاثۃ؛ بدنیۃ و مالیہ و أمنیۃ، أما الاستطاعۃ البدنیۃ، فھی صحۃ البدن، ..... والاستطاعۃالمالیہ ؛ فہی ملک الزاد و الراحلۃ .....وأما الاستطاعۃ الأمنیۃ فہی أن یکون الطریق آمناً بغلبۃ السلامۃ ولو بالرشوۃ..... و أمن المرأۃ؛ أن یکون معھا أیضاً محرم بالغ عاقل أو مراہق مأمون غیر فاسق، برحم أو صہریۃ، أو زوج، یحج بھا علی نفقتھا، و یکرہ تحریماً أن تحج المرأۃ بغیر المحرم أو الزوج، إذا کان بینھا و بین مکۃ مدۃ سفر؛ وہی میسرۃ ثلاثۃ أیام و لیالھا فصاعداً ،..... لکن لا تسافر المرأۃ مع أخیھا رضاعاً فی زماننا لغلبۃ الفساد،لکراہۃ الخلوۃ بھا کا لصہرۃ (الحمایۃ) الشابۃ...(الفقہ الاسلامی و ادلتہ؛ الباب الخامس ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳؍ ۲۵-۲۷)[مولانا سید باقر ارشد قاسمی]۔

- ‘‘ظاہر ہذا أن الحج لا یجب علی المرأة التی لا محرم لہا لأنہ جعلھا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لا محرم لہا لا یکون کالرجل فلا یجب علیھا الحج وقد نص علیہ أحمد ..... وقال أیضاً المحرم من السبیل وہذا قول الحسن والنخعی وإسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأی’’ (المغنی لابن قدامہ المقدسی۳؍۱۹۰) [مفتی باقر ارشد قاسمی]۔

* جہاں تک اس کے جواز کے سلسلہ میں علامہ کشمیری کی رائے ہے تو وہ ان کے تفردات میں سے ہے [مفتی جنید محمد پالنپوری]۔

البتہ مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مفتی اکرام سعادتی اور مولانا شفیق فلاحی لکھتے ہیں:

اگر ایسی بوڑھی عورت جو مشتہاۃ نہ ہو اور نہ اسے عفت وعصمت کے سلسلہ میں کسی فتنہ وخطرہ کا اندیشہ ہو، نیز اس کے ساتھ حج پر جانے والی ایسی عورت بھی ہو جو بوقت ضرورت اس کی خدمت بھی کرسکے تو ایسی صورت میں بدون محرم حج کمیٹی یا ٹور میں اسے جانے کی گنجائش ہوگی ۔

- ‘‘قال حماد: لا بأس للمرأة أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین’’ (فتاوی ہندیہ۵؍۳۶۶) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

* ‘‘اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو ۷۰ سال کی بوڑھی عورت غیر محرموں

کے ساتھ سفر حج پر جاسکتی ہے " (کتاب النوازل : مفتی سلمان منصورپوری۶۲۳،۷) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

جواز کی رائے:

جبکہ اس مسئلہ میں بعض مقالہ نگار کی رائے ہے کہ ایسی خواتین بغیر محرم کے حج کمیٹی یا ٹور کے ساتھ جاسکتی ہیں [قاری ظفر الاسلام اعظمی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، مولانا عفان منصورپوری، قاضی محمد حسن ندوی، ڈاکٹر کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، ڈاکٹر مبین سلیم ازہری، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا مظاہر حسین حماد، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی نذیر کرجیکر]۔

*قاری ظفر الاسلام اعظمی نے تائید میں مالکیہ وشافعیہ کا اختیار کردہ مسلک، علامہ کشمیری اور علامہ یوسف قرضاوی کی رائے پیش کی ہے اور اخیر میں فکرمندی کا اظہار بھی کیا ہے۔

*مفتی ظہیر احمد کانپوری نے لکھا ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی ضرورت اور حاجت ہے اور ''الضرورات تبیح المحظورات'' کی روشنی میں اس کی اجازت ہے۔

*قاضی محمد حسن ندوی لکھتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں امام مالک کی رائے عرف وعادت اور ضرورت کی وجہ سے راقم کے نزدیک اصوب الی الحق ہے۔

*حافظ کلیم اللہ عمری کے نزدیک راجح رائے یہ ہے:

مذکورہ مسئلہ میں مستطیع عورت پر زاد سفر اور سواری میسر ہوتومزید محرم کا خرچ برداشت کرنا یا انتظار کرتے رہنا تا آنکہ کوئی محرم میسر ہوجائے یا موت تک نہ ملنے کی صورت میں حج بدل کی وصیت کرنا کوئی ضروری نہیں ہے ، دین میں کوئی حرج یا سختی پیدا کرنا جائز نہیں ہے، اور محرم کا خرچ بھی عورت پر مسط کرنا تکلیف مالا یطاق ہے، جو شرعا جائز نہیں ہے ، لہذا وہ حج واجب کی استطاعت کے ساتھ فورا دوسرے حجاج کے ساتھ حج کا پروگرام طے کرلے، تاخیر نہ کرے، ورنہ وہ عورت بھی حج میں تاخیر کرنے کی وجہ سے وعید کے ضمن میں آجائے گی، حج نہ کرنے پر اللہ تعالی کے پاس گرفت ہوگی ''۔

*ڈاکٹر عبد المالک مغیثی اور مولانا مقیم احمد ندوی لکھتے ہیں کہ ماضی کی طرح کا سفر موجود دور میں نہیں ہوتا ہے، جہاں سفر مختلف خطرات سے بھرا ہوا تھا، جنگلوں اور بیابانوں کو پار کرنا ہوتا تھا اور جان ومال اور عزت وآبرو کا خطرہ رہتا تھا۔

اب چونکہ سفر عام طور پر محفوظ ہوتا ہے، ہر جگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے، سیکوریٹی اور حفاظتی دستے ہر جگہ فراہم ہوتے ہیں، خود خاتون کو اپنی عصمت کا پورا اعتماد ہوتا ہے، وہ اپنے بارے میں خوف محسوس نہیں کرتی ہے، کیونکہ وہ تنہا نہیں ہوتی اور اس لئے بھی کہ یہ مقدس سفر حج ہے جس میں روحانیت کی گرم بازاری ہوتی اور خواہشات ونفسیات بجھی بجھی سی رہتی ہیں۔

*مولانا ثابت شمیم رشادی خلاصہ بحث پیش کرتے ہوئے لکھتےہیں:

''خلاصۂ کلام: ممانعت کا تعلق حکم تعبدی سے نہیں ہے، بلکہ سد ذریعہ کے طور پر ہے، دین کا مزاج یسر و سہولت ہے نہ کہ تنگی و حرج، پھر اس عورت پر حج فرض ہوچکا ہے ، کیونکہ اکثر مشائخ کا قول ہے کہ محرم کا پایا جانا شرط ادا ہے نہ کہ شرط وجوب، اور اسی کو اصح قرار دیا گیا ہے: ''واختلفوا فی کون المحرم شرط الوجوب أم شرط الأداء حسب اختلافهم فی أمن الطریق------ فی السغناقی: والصحیح أنہ شرط الأداء'' (الفتاوی التاتارخانیہ۳؍۴۷۵، الفتاوی الہندیہ۱؍۳۱۹)۔

لہذا ملک کے موجودہ قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ کے قول کو اختیار کرتے ہوئے خواتین کے لئے محرم کے بغیر بھی سفر حج کی گنجائش ہوگی، بشرطیکہ وہ سفر حج فرض کے لئے ہو ، اور قافلہ میں قابل اعتماد مرد و خواتین موجود ہوں جو ضرورت کے مواقع پر تعاون کر سکیں ''، واللہ اعلم بالصواب۔

*مولانا عفان منصورپوری لکھتے ہیں: لہذاصورت مسئولہ میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالک وامام شافعی وغیرہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

*مفتی نذیر کرجیکر شافعی لکھتے ہیں:

''چونکہ حج کمیٹی اور حج ٹور میں ثقہ عورتیں بھی موجود رہتی ہیں، لہذا اس صورت میں عورت کے لئے حج میں جانا واجب ہے ''۔

- ''المرأة کالرجل فی الحج یلزمها إذا وجدت الشرائط التی ذکرناها فی الرجل، فإذا وجدت الاستطاعة والأمن وجب الحج علیها، ولها أن تحج من غیر محرم، واشترط الشافعی صحبة النساء الثقات فی حقها، إذا کان الطریق آمنا جاز لها أن تخرج وحدها'' (بحرالمذہب، کتاب الحج۵؍۳۰)۔

- ''وإن لم تجد محرماً ولم یساعدها زوج، واتفق جمع من النسوة الثقات یصطحبن، فذلک یبعدہن من تقدیر الطمح فیہن، فمن أصحابنا من أوجب علیہن الخروج فی رفقة مأمونة، ومنہم من لم یوجب ذلک، حتی یکون مع واحدة فیہن محرم'' (نہایۃ المطلب، کتاب الحج۴؍۳۰، الدیباج فی توضیح المنہاج۱؍۳۰۴، مغنی المحتاج۲؍۶۵۱، عمدة المحتاج۵؍۳۳۳)۔

سوال نمبر ۷:

۷-محرم یا شوہر کے ساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے اور بہ وقت ضرورت مدد حاصل کرنے کے لئے ہے، لیکن معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں کیا ان کے لئے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیاجاسکتا ہے؟ اور اگر اختیار کیاجاسکتا ہے تو کیا اس کے لئے کسی خاص عمر کی حد مقررکی جاسکتی ہے؟

جمہور فقہاء کے نزدیک قول قوی یہی ہے کہ خواتین کے لئے خواہ وہ کسی عمر

کی ہوں، محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں ہے، اس لئے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار نہیں کیا جاسکتا ہے، یہ رائے مندرجہ ذیل مقالہ نویس حضرات کی ہے [مولانا نور الحق رحمانی، مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ، مفتی باقر ارشد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا عزیز اختر قاسمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی رفیق احمد قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مفتی مغفور احمد باندوی، مفتی شکیل سعادتی]۔

دلائل:

- حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے حکم کو عام رکھا ہے، عورت عورت ہے خواہ جوان ہو یا معمر۔

''لما روی عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ أنہ قال: ألا لا تحجن امرأة إلا ومعہا زوج أو محرم'' (اخرجہ البزار فی مسندہ، والدارقطنی فی سننہ بحوالہ بدائع الصنائع۲،۲۹۹) [مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی غلام رسول قاسمی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا سید اسرار الحق سبیلی]۔

- ''ثم الحدیث عام للشابۃ والعجوز وقال جماعۃ من الأئمۃ: یجوز للعجوز السفر من غیر محرم، وکأنہم نظروا إلی المعنی فخصصوا بہ العموم، وقیل لا یخصص بل العجوز کالشابۃ'' (سبل السلام۲،۳۷۳)۔

* صاحب بذل المجہود نے حدیث ابن عباسؓ ''لا تسافر امرأة ثلاثۃ أیام إلا ومعہا محرم أو زوج'' کے تحت لکھا ہے: ''ولأنہا إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لا یؤمن علیہا'' (بذل المجہود۷،۱۴) [قاضی محمد حسن ندوی]۔

* ''عند علمائنا الحنفیۃ لایجوز للمرأۃ شابۃ کانت أو شیخۃ أن تحج و تعتمر وحدها إذا کانت بینها و بین الکعبۃ مدۃ السفر وإن هجمت فریضۃ الحج علیها لإطلاق قول النبی علیه السلام:لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر یوماً ولیلۃ إلا ومعہامحرم'' بلا فرق بین العجوز والشابۃ نعم لو کان بین المرأۃ و البیت أقل من ثلاثۃ أیام فلیس للزوج أن یمنعها من الحج کما صرح به ابن الهمام''۔

قال العلامۃ المیدانی فی لبابه:(ویعتبر في المرأة) ولو عجوزاً (أن یکون لها محرم) بالغ عاقل غیر فاسق، برحم أو صهریۃ (یحج بها، أو زوج؛ ولا یجوز لها) :أي یکره تحریماً علی المرأة (أن تحج بغیرهما):أي المحرم والزوج (إذا کان بینها وبین مکۃ) مدۃ سفر، ویجوز حجها، وهي (مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیها) فصاعداً (اللباب في شرح الکتاب ۱،۱۷۸) [مولانا صبغت اللہ مولوی زادہ]۔

- و العینی نقل فی شرحه علی الهدایۃ مرافقۃ بعض العلماء فی ذلک الحنفیۃ:

... وسواء کانت المرأة شابۃ، أو عجوزۃ، قاله فی قاضی خان، والولوالجي... وقال محب

الدين الطبري: وافق أبوحنيفة في اشتراط المحرم، أو الزوج أصحاب الحديث، وهو قول النخعي، والحسن البصري، وسفيان الثوري، وأبي ثور، وابن حنبل، وإسحاق بن راهويه، وأحد قولي الشافعي، وقال ابن المنذر: والمحرم لها من السبيل، وقال البغوي من الشافعية: المنقول باشتراط المحرم أولى، واتفقوا على أنها لا تخرج بغير محرم في غير الفرض، وقال ابن سيرين: تخرج مع رجل من المسلمين، وقال حمادؒ: لا بأس أن تسافر مع قوم صالحين بغير محرم (البنايہ شرح الهدايہ ١٤٩،٤) [مولانا صبغت الله مولوى زاده]۔

- صاحب بذل المجہود مزید لکھتے ہیں:''لأن المرأة لا تقدر على الركوب والنزول بنفسہا فتحتاج إلى من يركبہا وينزلہا'' (بذل المجہود١٤،٧) [قاضى محمد حسن ندوى]۔

- صحيح مسلم وسنن ترمذى کی حدیث کے ذیل میں ملا على قارى نے لکھا ہے:

''وتستوى الشابۃ والعجوز لأن المرأة مظنۃ الشہود إذ لكل ساقطۃ لاقطۃ'' (مرقاة المفاتيح ٤٢٩،٥) [قاضى محمد حسن ندوى]۔

- حج کے احکام دونو نکے حق میں مساوی ہیں، فقہاء نے اس حکم میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے:''ويعتبر فى المرأة وإن كان عجوزاً (أن يكون لہا محرم) كابن أو عم وكما يشترط المحرم كذا يشترط عدم العدة وقالوا فى الصبيۃ التى لم تبلغ حد الشہوة تسافر بغير محرم إذا بلغت لا تسافر إلا بہ'' (فتح القدير ٤٢٦،٢) [مولانا نور الحق رحمانى]۔

- ''سواء كانت المرأة شابۃ أو عجوزاً أنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روينا من الحديث لا تفصيل بين الشابۃ والعجوز'' (بدائع الصنائع٣٠٠،٢) [مولانا اشتياق احمد اعظمى، مولانا سيد اسرار الحق سبيلى، قاضى محمد حسن ندوى، مفتى سلمان پالنپورى، مفتى غلام رسول قاسمى، مفتى عبد الحميد قاسمى، مولانا عبد الرب سعادتى، مفتى شكيل سعادتى]۔

- ''ولو عجوز ا فى سفره''، علامہ شامى اس کے تحت تحرير فرماتے ہيں: ''أى لإطلاق النصوص، بحر، قال الشاعر: لكل ساقطۃ فى الحى لاقطۃ وكل كاسدة يوما لہا سوق'' (رد المحتار مع الدر المختار ٤٦٥،٣ زكريا) [مولانا اشتياق احمد اعظمى، مفتى باقر ارشد قاسمى]۔

- ''ويشترط فى حج المرأة من سفر زوج أو محرم بالغ... وأطلق المرأة فشمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النصوص'' (البحر الرائق٥٥٢،٢) [مفتى غلام رسول منظور قاسمى، مفتى رفيق احمد قاسمى]۔

- ''أجمعوا على أن العجوز لا تسافر بغير محرم ولا تخلو برجل شاباً كان أو شيخاً ولا تصافح الشيوخ'' (فتاوى قاضى خان٨٧،١) [مفتى رفيق احمد قاسمى، مفتى عبد الحميد قاسمى]۔

- ''ولا تثبت الاستطاعۃ للمرأة إذا كان بينہا وبين مكۃ مسيرة سفر شابۃ كانت أو عجوزاً إلا بمحرم'' (حوالہ سابق١٣٥،١) [مولانا عبدالرب سعادتى]۔

- ''أطلق المرأة تشتمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النصوص'' (البحر الرائق٣١٩،٢) [مفتى حبيب الله قاسمى]۔

- ‘‘ولا تجوز للمرأة أن تسافر يوماً وليلة إلا إذا كان معها محرم سواء كانت المرأة شابة أو هرمة’’ (المنهل العذب المورود ١٠،٢٦٦) [مفتی حبیب اللہ قاسمی]۔

- ‘‘والمحرم فی حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزاً إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام’’ (المحيط البرہانی٢،٦٩١) [مولانا بدر احمد مجیبی]۔

- ‘‘ومنہا:المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزاً إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام، ہكذا فی المحيط’’ (فتاوی ہندیہ٣،١٩٥) [مولانا اشتیاق احمد اعظمی، مفتی سلمان پالنپوری]۔

- ‘‘أما الذی يخص النساء فشرطان: أحدہما أن يكون معہا زوجہا أو محرم لہا، فإن لم يوجد أحدہما لا يجب عليہا الحج وہذا عندنا’’ (بدائع الصنائع٢،٢٩١) [مولانا نور الحق رحمانی، قاضی محمد حسن ندوی]۔

- اللجنة الدائمة للافتاء سے ایک پچاس سالہ عورت جس نے سوال میں خود اپنی عمر ‘‘ أنا امرأة فی الخمسين من عمری’’ کہہ کر ظاہر کی، جس کا کوئی محرم یا شوہر اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھا تو ایسی عورت کے حج سے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: ‘‘إذا كان الواقع من عدم تيسر سفر زوجک أو محرم لک معک لتأدية فريضة الحج فلا يجب عليک مادمت على ہذه الحال لأن صحبة الزوج أو المحرم لک فی السفر للحج شرط فی وجوبہ عليک الخ’’ (اللجنة الدائمة للافتاء ، فتاوی المراة المسلمة: ٢٣٧)[مفتی شکیل سعادتی]۔

- علامہ ابن عثیمین نے ایک سوال کا جواب اس طرح دیا ہے:

سوال: ‘‘امرأة مشہورة بالصلاح وہو فی أوسط عمرہا وأقرب إلى الشيخوخة وأرادت أن تحج حجة الإسلام ولكن ليس لہا محرم ويوجد من أعيان البلد من يريد الحج وہو مشہور بالصلاح ومعہ نسوة من محارمہ فہل يصح لہذه المرأة أتحج مع ہذا الخير لعدم وجود محرم مع أنہا مستطيعة من ناحية المال افتونا بارک الله فيكم لأننا اختلفنا مع بعض الإخوان؟

الجواب: لايحل لہذه المرأة أن تحج بلا محرم حتى وإن كانت مع نساء و رجل أمين لأن النبیﷺ خطب فقال لاتسافر امرأة إلا مع ذی محرم فقام رجل وقال يا رسول اللہﷺ إن امرأتی خرجت حاجة وإنی اكتتبت فی غزوة كذا وكذا فقال النبیﷺ انطلق وحج مع امرأتک ولم يستفسر النبیﷺ منہ، ہل كانت آمنة أو غير آمنة وہل كان معہا رجال مامونون أم لم يكن؟ مع أن الحال تقتضی ذلک ومع أن زوجہا قد اكتتب فی غزوة كذا فقد أمره النبیﷺ أن يدع الغزوة وأن يخرج مع امرأتہ’’ (فتاوی المرأة المسلمة: ٢٤١) [مفتی شکیل سعادتی]۔

- ‘‘ فلا يجوز لامرأة بالغة ولو عجوزا ولو معہا غيرہا نساء ثقات و الرجال الصالحون أن تخرج للحج مسيرة سفر بغير محرم أو زوج وكره أبو حنيفةؒ و أبو يوسفؒ خروجہا مسيرة يوم واحد بغير محرم أو زوج لفساد الزمان’’ (الفقہ الحنفی وادلتہ: ١،٣٥٠) [مفتی شکیل سعادتی]۔

- مفتی رشید احمد صاحب احسن الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں:

‘‘عورت خواہ کتنی ہی بوڑھی ہو اس کےلئے بلامحرم سفر حج حرام ہے، اگرچہ اس کے ساتھ دوسری عورتیں بھی اپنے محارم کے ساتھ ہوں، اگر مرتے دم تک محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج بدل کی وصیت فرض ہے ’’ (احسن الفتاوی ۵۳۲،۴) [مفتی غلام رسول قاسمی]۔

*جب کہ بیشتر مقالہ نگار کی رائے ہے کہ فقہاء کے یہاں اس طرح کے سفر کی معمر خواتین کے لئے گنجائش نظر آتی ہے، اس بنیاد پر قدرے نرم گوشہ اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے [مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی عثمان بستوی، قاری ظفر الاسلام اعظمی، مفتی شبیر قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مولانا عفان منصورپوری، مفتی جنید محمد پالنپوری، مفتی شاہ جہاں ندوی، مفتی ظہیر احمد کانپوری، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا ممتاز خان ندوی، ڈاکٹر مبین سلیم ازہری، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی فرید احمد کاوی، مفتی محمد فلاحی، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا توصیف صدیقی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا شاہد حسین قاسمی، مولانا اکرام سعادتی، مولانا شفیق فلاحی، مفتی نذیر کرجیکر، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مظاہر حسین حماد قاسمی]۔

دلائل اور تائیدات:

*ایسی عورتوں کے بارے میں قرآن کریم میں پردہ کے سلسلہ میں تخفیف کی گئی ہے:

‘‘والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحاً فلیس علیہن جناح أن یضعن ثیابہن غیر متبرجات بزینۃ وأن یستعففن خیر لہن’’ (سورہ نور: ۶۰) [مفتی عثمان بستوی]۔

*‘‘قال جماعۃ لأئمۃ یجوز للعجوز السفر من غیر محرم’’ (سبل السلام۲،۲۶۹) [مولانا ثابت شمیم رشادی]۔

* ‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا’’ (الدر المختار مع رد المحتار۶،۳۶۸) [مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی عثمان بستوی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مفتی جنید پالنپوری، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مولانا عفان منصورپوری، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا ممتاز خان ندوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی رفیق احمد قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا شاہد حسین قاسمی، مولانا اکرام سعادتی، مولانا شفیق فلاحی، مولانا عبد المنان آسام]۔

*فیض الباری میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتےہیں کہ میرے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے ،جبکہ عورت قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

قلت :ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاًبشرط الاعتماد و الأمن من الفتنۃ ،و قد وجدت لہ مادۃ کثیرۃً فی الأحادیث، أما فی الفقہ فہو من المسائل الفتن،... وفی حاشیۃ فیض الباری:یقول العبد الضعیف: منہا أمر النبی ﷺ أبا العاص أن یرسل زینب رضی اللہ عنہا مع رجل لم یکن لہا محرماً ومجیئ عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الإفک" (فیض الباری۲،۵۳۴،کتاب التقصیر الصلاۃ، باب: في کم یقصر الصلاۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

ملفوظاتِ محدثِ کشمیریؒ میں مذکور ہے:

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ممانعتِ سفر بلا محرم کی تمام احادیث عام اسفار حاجات سے متعلق ہیں ، سفرِ حج فرض سے ان کا تعلق نہیں ہے ،لہذا اگرفتنہ کا گمان نہ ہو اور دوسری حج کو جانے والی ثقہ عورتوں کا بھی ساتھ ہونے سے اطمینا ن ہو تو بغیر محرم کے بھی فریضۂ حج ادا کر سکتی ہے اور دوسرے اسفار میں بھی فتنہ پر مدار ہے ، اگر تین دن سے کم کے سفر میں خوفِ فتنہ ہو تو وہ بھی بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا، میرے نزدیک حنفی مذہب کی بھی یہی تحقیق ہے، اگر چہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی (ملفوظاتِ محدثِ کشمیری: ۳۷۱، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)[مفتی محمد فلاحی، مولانا عبد المنان آسام]۔

* حضرت تھانوی سے بوڑھی عورت کے بارے میں بغیر محرم کے سفر کا حکم معلوم کیا گیا تو جواب میں حضرت نے فرمایا:

''فی الدر المختار أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا، وتکلم فیہ صاحب رد المحتار بشئی'' (۳۶۲،۵)، میں نے شاید درمختار کے اسی جزئیہ پر کہا ہوگا، گو اچھی طرح یاد نہیں، بہرحال گنجائش ضرور ہے (امداد الفتاوی۲۰۱،۴) [مفتی عثمان بستوی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا عفان منصورپوری، مولانا محمد راشد قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، قاضی فیاض عالم قاسمی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار گودھروی، مفتی رفیق قاسمی، مفتی محمد فلاحی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا عبد الرب سعادتی، مولانا عبد المنان ، مولانا اکرام سعادتی]۔

* مولانا محمد راشد قاسمی نے لکھا ہے کہ موجودہ دور کے علماء میں مفتی شبیر احمد صاحب مرادآبادی مدظلہ نے اپنی کتاب ''انوار مناسک ۱۷۷، پر اور مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی مدظلہ نے اپنی کتاب ''نفائس الفقہ ۱۶۰،۴ " پر اسی رائے کو ترجیح دی ہے کہ بوڑھی عورت مذکورہ حکم سے مستثنی ہونی چاہئے۔

البتہ جن مقالہ نگار حضرات نے گنجائش کی رائے اختیار کی ہے ان کے نزدیک بھی اولی اور بہتر ہے کہ خواتین خواہ جوان ہوں یا بوڑھی ان کے ساتھ محرم یا شوہر ہو۔

اسی طرح فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کے یہاں بھی جوان اور بوڑھی عورت کے سفر کے حکم میں فرق ملتا ہے، لیکن ان کے یہاں بھی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، جو اس طرح ہے:

مالکیہ:

* ‘‘وقال بعض المالکیۃ: ہذا عندی فی الشابۃ، وأما الکبیرۃ غیر المشتہاۃ فتسافر حیث شاءت فی کل الأسفار بلا زوج ولا محرم، وخالفہ بعض المتأخرین من الشافعیۃ من حیث إن المرأۃ مظنۃ الطمع فیہا ومظنۃ الشہوۃ، ولو کانت کبیرۃ، وقد قالوا:لکل ساقطۃ لاقطۃ والذی قالہ المالکی: تخصیص للعموم بالنظر إلی المعنی، وقد اختار ہذا الشافعی: أن المرأۃ تسافر فی الأمن، ولا تحتاج لأحد، بل تسیر وحدہا فی جملۃالقافلۃ، فتکون آمنۃ وہذا مخالف لظاہر الحدیث’’ (احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام۲،۵۵) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

* بعض مالکیہ نے بوڑھی غیر مشتہاۃ کو محرم کے بغیر سفر کی اجازت دی ہے:

‘‘واستثنی بعض المالکیۃ المتجالۃ أی العجوزۃ التی لا تشتہی فلہا أن تسافر کیف شاءت’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۳۶،۲۰۶) [مفتی شاہد علی قاسمی]۔

- ‘‘وظاہر الحدیث شمولہ للشابۃ والمتجالۃ وقیدہ بعض الشیوخ لابن رشد بالشابۃ وأما المتجالۃ فیجوز لہا ذلک، وینبغی حملہ علی التی انقطع أرب الرجال منہا جملۃ وسافرت مع من مثلہ لا یتوہم میلہ إلیہا’’ (الفواکہ الدوانی۲،۳۳۷) [قاری ظفر الاسلام اعظمی]۔

- ‘‘وقیدنا بالشابۃ احترازا من المتجالۃ فإنہا یجوز لہا ذلک’’ (کفایۃ الطالب الربانی۴،۴۲۶) [قاری ظفر الاسلام اعظمی]۔

- ‘‘أجاز الشاذلی من المالکیۃ خلوۃ الشیخ الہرم بالمرأۃ الشابۃ أو المتجالۃ وخلوۃ الشابۃ بالمتجالۃ وضابط الخلوۃ اجتماع لا تؤمن معہ الریبۃ عادۃ’’، اس عبارت کے ایک سطر قبل ہے: ‘‘وذہب الحنفیۃ إلی جواز الخلوۃ بالعجوز الشوہاء ..... أما إذا کانت عجوزاً فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا لانعدام خوف الفتنۃ، بہذا صرح صاحب الہدایۃ من الحنفیۃ ..... وتعقبوہ بأن لکل ساقطۃ لاقطۃ، والمتعقب راعی الأمر النادر وہو الاحتیاط’’ [قاری ظفر الاسلام اعظمی]۔

شافعیہ:

- ‘‘قال العیاض، قال الباجی ہذا عندی فی الشابۃ وأما الکبیرۃ غیر مشتہاۃ فتسافر کیف شاءت فی کل الأسفار بلا زوج ولا محرم’’ (شرح النووی۹،۱۰۴) [مولانا ثابت شمیم رشادی، ڈاکٹر مبین سلیم ازہری]۔

- ‘‘واختلفوا فی سفر الحج الواجب، فذہب الجمہور إلی أنہ لا یجوز للشابۃ إلا مع محرم ونقل قولاً عن الشافعی أنہا تسافر إذا کان الطریق آمناً ولم ینہض دلیلہ’’ (سبل السلام۲،۳۷۲) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، قاضی محمد حسن ندوی]۔

* مفتی نذیر کرجیکر شافعی شافعیہ کا مسلک یوں نقل کرتے ہیں:

لیکن جب سفر امن والا ہو تو عورت کے لئے جائز ہے کہ واجب حج وعمرہ کے لئے تنہا سفر پر جائے، نیز معمر خواتین جو شہوت سے خالی ہوں تو ان کے لئے بغیر شوہر اور بغیر محرم کے مطلقا سفر میں نکلنا جائز ہے، جبکہ سفر ضروری ہو، ورنہ جائز نہیں ہے۔

- ‘‘أنہ یجب أن تخرج للحج وحدہا إذا کان الطریق مسلوکاً کما یلزمہا .....وہذا القول ہو اختیار المصنف ..... وہو المشہور من نصوص الشافعی’’ (المجموع۷؍۵۵، کتاب الام۳؍۲۹۱)۔

- ‘‘ویجوز لہا أن تسافر لنفل الحج والعمرۃ مع زوج أو محرم لا مع نسوۃ وإن کثرن وکذا سائر الأسفار غیر الواجبۃ’’ (فتح العلام۴؍۱۶۵)۔

- ‘‘وأما الکبیرۃ غیر المشتہاۃ فتسافر کیف شاءت فی کل الأسفار بلا زوج ولا محرم وہذا الذی قالہ الباجی لا یوافق علیہ لأن المرأۃ مظنۃ الطمع فیہا ومظنۃ الشہوۃ ولو کانت کبیرۃ، وقد قالوا: لکل ساقطۃ لاقطۃ’’ (شرح النووی علی صحیح مسلم۷؍۴۶۷)۔

حنابلہ:

امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ ہے:

‘‘لا یشترط المحرم فی القواعد من النساء اللاتی لا یخشی منہن ولا علیہن فتنۃ، ذکرہا المجد، ولم یرتضہ صاحب الفروع’’ (الانصاف للمرداوی۳؍۲۹۱) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

عمر کی تحدید:

بعض مقالہ نویس حضرات نے سوال ۷ کی اس شق کا جواب دیا ہے، جبکہ اکثر نے سکوت اختیار کیا ہے۔

* مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا بدر احمد مجیبی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا محمد راشد، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا اشرف گونڈوی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی محمد فلاحی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا ثابت شمیم رشادی اور مولانا توصیف صدیقی کی رائے ہے کہ ساٹھ (۶۰) سال یا اس سے زیادہ عمر والی خواتین معمر اور بوڑھی شمار ہونگی، جو بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہیں۔

*ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی، ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مولانا ممتاز خان ندوی اور مولانا مقیم احمد ندوی کی رائے ہے کہ اگر ۵۵؍سال کی عمر کو پہنچ گئی ہوں تو وہ معمر ہیں، جیسا کہ راجح قول میں ‘‘آیسہ ’’ کی تحدید اسی عمر سے کی گئی ہے:

‘‘الآیسۃ وہی بنت خمس وخمسین علی الأظہر’’ (البحر الرائق۳؍۲۵۹)۔

*مفتی ظہیر احمد کانپوری کی رائے یہ ہے کہ یہ ملک اور افراد کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، مگر ہندوستان میں ۴۵ سے ۵۰ سال کی عورتوں کو عجوز کہا جاسکتا ہے، جن کی طرف عموماً مردوں کا میلان نہیں ہوتا۔

*ڈاکٹر مبین سلیم ازہری نے معمر خاتون کی تقریبی عمر ۵۰ سال قرار دی ہے، اور لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے نماز کے سلسلہ میں ایسی معمر خواتین کو مسجد حاضر ہونے کی اجازت دی ہے۔

* جبکہ قاری ظفر الاسلام اعظمی، قاضی فیاض عالم قاسمی اور مفتی فرید احمد کاوی کی رائے ہے کہ عمر کی کوئی تحدید نہیں کی جاسکتی ہے، فقہی نظائر سے صرف

اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ عمر کی اس منزل پر پہنچ چکی ہو کہ مردوں کا میلان اور خود اس کا میلان ایک دوسرے کی طرف نہ ہو۔

* مولانا عبد الرب سعادتی نے دونوں رائے کو اختیار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''عام کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کے لئے بھی بغیر محرم کے سفر حج سے منع کیا گیا ہے اور اس میں عمر کی بھی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے، تاہم بعض اکابر مفتیان کرام کے فتاوی میں ستر سالہ بوڑھی کے لئے بلامحرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر حج کرنے کی گنجائش دی گئی ہے، پہلا قول احوط ہے اور دوسرا قول اوسع ہے، دونوں پر عمل کی گنجائش ہے۔

* * *

عرض مسئلہ:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر
(سوال نمبر۴-۱)

مفتی ظہیر احمد قاسمی•

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

احقر کواس موضوع ''خواتین کا محرم کے بغیر سفر '' سے متعلق ۴۵ مقالات موصول ہوئے، ماشاء اللہ سبھی مقالہ نگار حضرات نے بہت ہی عمدہ اور معیاری مقالات تحریر فرمائے ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ آپ حضرات نے بہت عرق ریزی اور محنت و لگن سے ان مقالات کو لکھا ہے، آپ سبھی حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں، اللہ تعالی مزید ترقی عطا فرمائے، آمین۔

احقر نے اس عرض میں اپنی پوری کوشش کی ہے کہ تمام مقالہ نگار حضرات کی صحیح اور معتبر رائے سامنے آجائے لیکن بعض حضرات کے مقالوں میں سوال سے متعلق واضح جواب مذکور نہیں ہے، کچھ مقالونمیں صرف اقوال نقل کردیئے گئے ہیں اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے، اور کچھ مستقل مضمون کی شکل میں تحریر کئے ہوئے ہیں گوکہ وہ بہت اچھے اور معیاری ہیں مگر سوال سے متعلق جواب واضح طورپر موجود نہیں ہوتاتو ایسے مقالات میں حکم کا تلاش کرنامشکل ہوتا ہے، اس لئے ممکن ہے سعی بسیار کے باوجود کسی کی رائے اس کے موقف کے برعکس نقل ہوگئی ہو احقر اس کے لئے معذرت خواہ ہے۔

اس لئے آپ حضرات سے درخواست ہے کہ ہر سوال کا جواب آئندہ واضح انداز میں تحریر فرمائیں ، کم از کم تلخیص مقالات ہی میں تحریر کردی جائے۔

احقر کے ذمہ اس موضوع کے اول ۴،سوالات سے متعلق عرض مسئلہ پیش کرنے کی ذمہ داری دی گئی تھی جو پیش خدمت ہے،اس موضوع کے پہلے سوال ''عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کی بنیاد ''مقالہ نگار حضرات نے دوعلتیں بتائی ہیں:

مسافت،مدت اورفتنہ ان دونوں بنیادونو علتوں کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کے اعتبار سے چار شکلیں بنتی ہیں۔

جن میں دو شکلوں میں اتفاق ہے اور دو میناختلاف۔

۱-مسافت ومدت اورفتنہ ہے تو اس صورت میں حکم ناجائز ہونے کا ہے۔

• کانپور۔

۲-اگر یہ دونوں بنیادیں اور علتیں نہ پائی جائیں تو بالاتفاق سفر جائز ہے۔
۳-فتنہ پایاجائے اور مسافت،مدت نہ پائی جائے یہ مختلف فیہ ہے۔
۴-فتنہ نہ پایاجائے اور مسافت،مدت پائی جائے تو یہ بھی مختلف فیہ ہے۔
اس کے علاوہ ایک شکل اور ہے جس میں سبھی کا اتفاق ہے وہ ہے اضطراری حالت میں سفر، یہ صورت بھی سبھی کے نزدیک جائز ہے۔

سوال نمبر ۱ :اس مسئلہ میں تین آراء ہیں:

۱-بنیاد مسافت ہے، اس کے درج ذیل حضرات قائل ہیں:

مولانا ابو الربیع عبد الرب سعادتی، مولاناڈاکٹر محمد مبین سلیم ندوی، مولانا حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا ولی اللہ مجیدقاسمی، مولانا صبغت اللہ افغانی، مولانا محمد شاہد حسین ، مفتی اکرام سعادتی، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا محمد شفیق فلاحی، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد فیاض عالم قاسمی ، مولانا عزیر اختر قاسمی، مفتی نذیر، مولانا ممتاز خان ندوی، مفتی فرید احمد کاوی، مولانانثار احمد گودھروی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، مولانا عبد المنان، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا محمد راشد قاسمی، مفتی جنیداحمد پالنپوری، مولاناڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا محمد اشرف گونڈوی،مولانا محمد عثمان بستوی ، مولانا محمد توصیف نیمچ،مولانا محمد فلاحی بن مولانا عبد الجبار، مولانا مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا عبد المجید ، مولانا محمد مغفور باندوی، مفتی سید باقر ارشد بنگلوری، مولانا رفیق احمد قاسمی، مولانا ابوحماد غلام رسول۔

دلائل:

۱-''روی عن ابی حنیفۃ فیمن سار فی الماء یوما وذلک فی البرثلاثۃ ایام أنہ یقصر الصلوۃ لانہ لا عبرۃ للاسراع'' (بدائع الصنائع ۲۶۳،۷)۔

۲-''وکذا لو سار فی البر إلی موضع فی یوم أی یومین وانہ یسیر الإبل والمشی المعتاد ثلاثۃ ایام یقصر اعتبارا للسیر المعتاد'' (بدائع الصنائع۲۶۲،۱)۔

۳-''اقل مسافۃ تتغیر فیہا الاحکام مسیرۃ ثلاثۃ أیام کذا فی التبین ہو الصحیح کذا فی جواہر الاخلاطی الاحکام التی تتغیر بالسفر ہی قصر الصلوۃ واباحۃ الفطر وامتداوہ مدۃ المسح إلی ثلاثۃ ایام وسقوط وجوب الجمعۃ والعیدین والأضحیۃ وحرمۃ الخروج علی الحرۃ بغیر محرم والمعتبر السیر الوسط کذا فی السراجیۃ وہو سیر الابل ومشیٔ الاقدام فی اقصرأیام السنۃ کذا فی التبیین''(ہندیہ۱۳۸،۱)۔

۴-''وعامۃ مشائخنا قدروہ بالفراسخ أیضا واختلفوا فیما بینہم...والفتویعلی ثمانیۃ عشر لأنہا اوسط الأعداد'' (فتاوی تاتارخانیہ۵۰۱،۱)۔

۵-''وفی النہایۃ الفتوی علی اعتبار ثمانیۃ عشر فرسخا''(البحر الرائق۱۴۰،۲)۔

سوال نمبر۱:دوسری رائے:اصل بنیاد ''زمان ''ہونا چاہئے:

اس رائے کے حاملین صرف تین حضرات ہیں:قاضی محمد حسن ندوی، مولانا مظاہر حسین عماد القاسمی، اورراقم الحروف مفتی ظہیر احمد۔

دلائل:

۱-''عن عبدا لله بن عمر لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذى محرم''(بخاری۱،۱۴۷، مسلم ۱،۴۳۳)۔

۲-''لا يحل لأمرأة تومن بالله واليوم الآخر ان تسافرسفراً يكون ثلاثة ايام فصاعدا إلا معها أبوها أوابنها أوزوجها أو أخوها أو ذومحرم منها''(ترمذی۱،۲۲۰، مسلم ۱،۴۳۴، ابودائود ۱،۲۴۲، طحاوی۱،۳۰۲)۔

۳-''واشار المصنف إلى أنه لااعتبار بالفراسخ وهو الصحيح لأن الطريق لو كان عسراً بحيث يقطع فى ثلاثة ايام أقل من خمسة عشر فرسخا قصر بالنص وعلى التقدير بها لا يقصر فيعارض النص فلا يعتبر سوى سيرالثلاثة...وأنا اتعجب من فتوى من فتواہم فى ہذا وأمثالہ بما يخالف مذہب الإمام خصوصا الامام للنص الصريح''(۲،۱۴۰ البحر الرائق باب المسافر دار الكتاب الاسلامى)۔

۴-''فى الشامى:ؒ(ولا اعتبار فالفراسخ على المذہب)لأن المذكور فى ظاہر الرواية اعتبار ثلاثة أيام كما فى الحلية وقال فى الهداية ہو الصحيح احترزا عن قول عامة المشائخ من تقديرہا بالفراسخ'' (ردالمحتار۲،۶۰۲)۔

۵-''وأما التقدير بثلاثة أيام ہو ظاہر المذہب وہو الصحيح الاشارة قولہ ﷺ '' (البحرالرائق۲،۲۲۷)۔

۶-''قال العلامة ابن حجر: نہى المرأة عن السفر وحدہا متعلق بالزمان فلو قطعتہ مسيرة ساعة واحدة مثلاً فى يوم تام لتعلق بہا النہى بخلاف المسافر فانہ لو قطع مسيرة نصف يوم مثلاً فى يومين لم يقصر'' (فتح البارى شرح صحيح البخارى۲،۵۶۷)۔

۷-''قولہ فى سفر:ہو ثلاثة ايام ولياليها فيباح لہا الخروج إلى مادونہ لحاجة بغير محرم'' (ردالمحتار۶،)۔

۸-''قال العلامة ظفر احمد عثمانى: فالحاصل ان حالة السفر نفسہا مانعة من خروج المرأة بغير زوج أو محرم بخلاف حالة الحضر فان نفسہا ليست بمانعة بل منعہا لعارض فيمنع من الخروج لمدة السفر على الاطلاق ولا يمنع من الخروج إلى اقل من مدة السفر على النہى للعارض ومواقع من الاختلاف فى تحديد تلك المدة على اختلاف الاقوال''(اعلاء السنن۱۷،۳۸۵)۔

سوال نمبر۱:تیسری رائے:زمان و مکان کے جائے اصل ممانعت کی وجہ فتنہ ہے:

اس رائے کے حاملین ہیں:مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا محمد شکیل سعادتی، مولانا عطاء الله بخاری، مولانا ڈاکٹر عبد

المالک مغیثی ،مفتی سلمان پالنپوری، ڈاکٹر مفتی شاہ جہاں ندوی، راقم الحروف مفتی ظہیر احمد کانپوری۔

دلائل:

۱-''قال حماد لا بأس لمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين'' (ہندیہ قدیم ۵۶۶،۵، وجدید۴۲۳،۵)۔

۲-''فقال مالک تخرج مع جماعۃ النساء وقال الشافعی تخرج مع ثقۃ حرۃ مسلمۃ وقال ابن سیرین تخرج مع رجل من المسلمین وقال الاوزاعی تخرج مع قوم عدول''(اعلاء السنن کراچی۱۰،۱۴، بیروت۱۰،۸۷)۔

۳-''قال العلامۃ ابن عبد البر:ویجمع معانی الآثار فی ہذا الباب وإن اختلفت ظواہرہا الحظر علی المرأة أن تسافر سفرایخاف علیہا الفتنۃ بغیر محرم قصیرا کان أو طویلا واللہ اعلم''(التمہید لابن عبد البر القرطبی۲۱،۵۵، باب السین سعید بن سعید)۔

۴-''قال العلامۃ انور شاہ کشمیریؒ: لا تسافر المرأة ثلاثا فانہ لم یقع فی مسئلۃ الاتمام والقصر بل ورد فی سفر الحاجات واختلفت فیہ الروایت وفی بعضہا مسیرۃ یوم ولیلۃ وہو عندی مختلفۃ باختلاف الاحوال والاحادیث فی ہذا الباب صدرت عن حضرۃ الرسالۃ تارۃ کذا وتارۃ کذا ولیست محمولۃ علی اختلاف الرواۃ وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر ا معہ محرم قلت ویجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ وقدوجبت مادۃ کثیرۃ فی الاحادیث أما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن'' (فیض الباری۲،۵۳۴، کتاب تقصیر الصلوۃ)۔

۵-''فی بدائع الصنائع: ولہذا قالوا ان المحرم اذا مامونا علیہا لم یجز لہا أن تسافرمعہ'' (بدائع الصنائع۲،۳۰۰)۔

۶-''قال العلامۃ انور شاہ کشمیریؒ فی العرف الشذی: فان الأحادیث لیست بواردۃ فی سفر الحج بل فی غیرہ من الاسفار والمحقق فیہا ان یدار الأمر الی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد''(العرف الشذی۲،۴۰۷، کتاب الصناع باب)۔

۷-''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف الفاظہ أن تکون المرأة تمنع من کل سفر یخشیٰ علیہا فیہ الفتنۃ الامع ذی محرم أو زوج تصیرا کان السفر أو طویلا الاستذکار لابن عبد البر القرطبی کتاب الاستیشان باب ماجاالسفر فی الوحدۃ''(۸،۵۳۳)۔

۸-''فالعلۃ ورا ہذا النہی ہو الخوف علی المرأة من سفرہا وحدہا...وقال بعضہم تسافر وحدہا اذا کان الفریق آمنا وصححہ صاحب المذہب من الشافعیۃ وہذا فی سفر الحج والعمرۃ وطرده بعض الشافعیۃ فی الاسفار کلہا کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ لیوسف القرضاوی''(۱،۱۲۹)۔

سوال نمبر ۱ سے متعلق عرض:

حنفیہ کا قصر واتمام کے سلسلہ میں اصل مذہب، ظاہر الروایۃ کے مطابق تین دن

،تین رات کی مدت ہے اور مسافت اس کا اندازہ ہے، اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں:''انہ لا اعتبار بالفراسخ وہو الصحیح لأن الطریق لو کان ومرا بحیث یقطع فی ثلاثۃ أیام أقل من خمسۃ عشرفرسخا قصر بالنص وعلی التقدیر بہا لا یقصر فیعارض النص فلا یعتبر سوی سیر الثلاثۃ وفی النہایۃ الفتوی علی اعتبار ثمانیۃ عشر فرسخا...وانا اتعجب من فتواہم فی ہذا وأمثالہ بما یخالف الامام خصوصا المخالف للنص الصرح''(البحر الرائق۲،۱۴۰، باب صلوۃ المسافر)۔

اسی طرح شامی میں ہے:''قولہ (ولا اعتبار بالفراسخ علی المذہب)لأن المذکور فی ظاہر الروایۃ اعتبار ثلاثۃ أیام کما فی الحلیۃ وقال فی الہدایۃ ہو الصحیح احترازا عن قول عامۃ المشائخ من تقدیرہا بالفراسخ ''(ردالمحتار مع الدرالمختار۲،۶۰۲)، یہی بات علامہ ابن حجر نے (فتح الباری۲،۵۶۷)میں فرمائی ہے۔

۲-اس تقدیر فراسخ یعنی۴۸ میل کی مسافر کو صرف قصر واتمام کے مسائل تک ہی محدود رکھاجائے عورت کے بغیر محرم کے سفر سے متعلق نہ کیاجائے، جیسا کہ علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:''لا تسافر والمرأۃ ثلاثا، فانہ لم یقع فی أسئلۃ الإتمام والقصر بل ورد فی سفر الحاجات''(فیض الباری۲،۵۳۴)،اور مسافت متعینہ پر حکم نہ رکھاجائے بلکہ اس مسئلہ میں عورت کا بغیر محرم کے سفر کا مدار فتنہ پر رکھاجائے، جیسا کہ علامہ ابن عبد البر قرطبی فرماتے ہیں:

''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنۃ الامع ذی محرم أو زوج قصیرا کان السفر أو طویلا'' (الاستذکار لابن عبد البر القرطبی۸،۵۳۳)۔

اور یہی بات علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم قلت ویجوز عندی مع غیر محرم ایضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ وقد وجدت مادۃ کثیرۃ فی الاحادیث أما فی الفقہ فہو، من مسائل الفتن''(فیض الباری۲،۵۳۴)۔

اشکال:ورنہ اگرہم قصرواتمام اور محض مسافر ومقیم ہونے پر ہی عورت کے تنہا سفر(بغیر محرم) کے جواز و عدم جواز کا مداررکھیں گے یعنی اگر عورت مسافر ہے تو محرم کی ضرورت ہے اور اگر وہ مقیم ہے تو محرم کی ضرورت نہیں مثلاً اگر کوئی عورت اپنے سفر کی منزل پر پہنچ کر ۱۵دن سے کم کی نیت کرتی ہے تو پھر اس کو ابھی بھی محرم کی ضرورت ہوگی اور اگر وہ ۱۵دن سے زائد اقامت کی نیت کرلیتی ہے تو پھر وہ مقیم ہوگی، لہذا اس کو محرم کی ضرورت نہ ہوگی؟

سوال نمبر۲-الف:اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، جملہ مقالہ نگارحضرات نے نقل کیا ہے کہ احناف و حنابلہ کے نزدیک ناجائز اور مالکیہ وشوافع کے نزدیک جائز۔

سوال نمبر۲-ب:ثقہ عورتوں کے ساتھ عورت کا تنہا سفر:

اس مسئلہ میں دو رائے ہیں:۱-جواز:اس کے قائلین درج ذیل ہیں:

مولانا ابوالربیع عبد الرب عبد الوہاب، مفتی محمد شاہد حسین مدھوبنی، قاضی محمد حسن، مولانا ثابت شمیم رشادی، مولانا محمد شفیق فلاحی، مولانا محمد فیاض عالم قاسمی، مولانا کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر محمد مبین سلیم ندوی ازہری، مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی، مولاناڈاکٹرظفر الاسلام صدیقی، مفتی شبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہانندوی، راقم الحروف مفتی ظہیر احمد کانپوری۔

مجوزین کے دلائل:

۱-''أذن عمرؓ لازواج النبیﷺ فی آخر حجۃ حجہا فبعث عثمان وعبد الرحمن بن عوف'' (بخاری۸۶،۴، رقم الحدیث ۱۸۶۰ باب حج النساء)۔

۲-''قال حماد لا بأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین''(ہندیہ۳۶۶،۵)۔

۳-''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع المحرم قلت ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ وقد وجلت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث''(فیض الباری۳۹۷،۲)۔

۴-''وفی حاشیۃ فیض الباری: منہا أمر النبی ﷺ أبا العاص أن یرسل زینبؓ مع رجل لم یکن لہا محرما وومجئی عائشۃؓ فی قصۃ الافک''(حاشیہ فیض الباری۳۹۷،۲)۔

۵-''ومن الأدلۃ علی جواز سفر المرأۃ مع النساء الثقات إذا أمن الطریق اول احادیث الباب لاتفاق عمرؓ وثمان وعبد الرحمن بن عوف ونساء النبی ﷺ علی ذلک وعدم نکیر غیرہم'' (فتح الباری۹۱،۴-۹۰)۔

۶-''واختلفت أصحابنا فی خروجہا الحج التطوع وسفر الزیارۃ والتجارۃ ونحوذلک من الاسفار التی لیست بواجبۃ فقال بعضہم بہا الخروج فیہا مع نسوۃ ثقات کحجۃ الاسلام وقال الجمہور لا یجوز إلا مع زوج أو محرم ہذا ہو الصحیح للاحادیث الصحیحۃ''(شرح النووی علی مسلم۱۰۴،۹)۔

۷-''حیث جاء فی مواہب الجلیل المالکی:إذا کانت فی رفقۃ مامونۃ ذات عدد أو جیش مامون من الغلبۃ والمحلۃ العظیمۃ فلا خلاف فی جواز سفرہا من غیر ذی محرم'' (مواہب الجلیل فی شرح مختسر خلیل۵۲۴،۲)۔

۸-''حیث جاء فی الشامی: فالاولی الجمع بین مذہبین مذہب أبی حنیفۃ ومالک لانہ کالتلمیز لأبی حنیفۃ لذاقال أصحابنا إلی بعض أقوال مالک ضرورۃ'' (ردالمحتار۴۱۱،۳)۔

۹-''لا بأس بالتقلید عند الضرورۃ ولکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجہ ذلک الامام'' (الدرالمختار۳۵۶،۱)۔

۱۰-''الظاہر أنہ أراد بالضرورۃ ما فیہ نوع مشقۃ''(۳۵۶،۱)۔

۱۱-قاعدۃ فقہیۃ: ''الامراذا ضاق اتسع''(الاشباہ والنظائر،۲۰۳)۔

۱۲-''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف الفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل

سفر يخشي عليها فيه الفتنة إلا مع ذی محرم أو زوج قصيرا كان السفر أو طويلا''(الاستذكار لابن عبد البر القرطبی٨٫٥٣٣ كتاب الاستيئذان باب ما جاء فی الوحدة فی السفر للرجال والنساء)۔

١٣-''ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق و(قولہ) مع الكراہة التحريمية للنہی '' (غنية جديد٢، الدرالمختار٢٫٤٦٥، زكريا ، بدائع الصنائع٢٫١٢٤)۔

١٤-مجالس حکیم الامت میں ہے، حضرت نے ایک استفسار کے جواب میں فرمایا:حنفی مذہب میں تو اس صورت میں اجازت نہیں اور شافعی مذہب میں اگر ثقہ عورتیں ہمرا ہ ہوں تو اجازت ہے، اور حنفی کو کسی خاص مسئلہ میں شافعی کی تقلید بوقت ضرورت جائز ہے (مجالس حکیم الامت٦٠٫٢٩٠مرتب حضرت مفتی شفیع)۔

سوال نمبر٢(ب)، دوسری رائے عدم جواز:

اس رائے کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں:

مولانا عطاء اللہ بخاری، مولانا محمد شکیل سعادتی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مولانا ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مفتی سلمان پالنپوری، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا عبد المجید قاسمی، مولانا محمد مغفور باندوی، مفتی سید باقر ارشد بنگلوری، مولانا رفیق احمد قاسمی، مفتی ابوحماد غلام رسول، مولانا محمد فلاحی، مفتی محمدتوصیف نیمچ، مفتی محمد عثمان بستوی، مولانا محمد اشرف گونڈوی، مفتی جنید محمد پالنپوری، مولانا محمد راشدقاسمی، مولانا ثناء اللہ، مولانا عبد المنان قاسمی، مولانا حفیظ الرحمن مدنی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا نثار احمد گودھروی، مولانا فرید احمد کاوی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا نذیر بن یونس، مولانا عزیر اختر قاسمی، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولاناصبغت اللہ افغانی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا نور الحق رحمانی، مفتی اکرام سعادتی۔

دلائل:

١-''عن أبی سعيد الخدریؓ قال رسول اللہ ﷺ:لا يحل لا مرأة تؤمن باللہ واليوم الآخر ان تسافر سفرا يكون ثلاثة ايام فصاعدا إلا ومعها أبوها أو أخوها أوزوجها أوابنها أوذومحرم منها'' (مسلم١٫٤٣٤، ترمذی١٫٢٢٠، ابودائود١٫٢٤٢، طحاوی١٫٣٠٢)۔

٢-''لا يحل لإمرأة أن تسافر مسيرة ثلاثة ايام الامع محرم'' (شرح معانی الآثار كتاب مناسک الحج ، حديث: ٣٥٠٦)۔

٣-''حيث جاء فی بدائع الصنائع:ولأنها اذا لم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها إذالنساء لهم علی وظم الاماذب عنہ ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها والخوف عند اجتماعهن أكثر ولهذا حرمت الخلوة بالاجنبية وان كان معها امرأة أخری''(بدائع الصنائع٢٫٢٩٩)۔

٤-''قال البغوی لم يختلفوا فی أنہ ليس للمرأة السفر عی غير الفرض الامع زوج أو محرم الاكافرة اسلمت فی دار الحرب أو سرة تخلصت'' (فتح الباری باب حج النساء٤٫٩٣)۔

٥-''قال الشافعية: لا يجب الحج علی المرأة إلا اذا وجدت من يخرج معها للحج من محرم لها أو زوج أو نسوة ثقات...وہذا الجواز فی فريضة الحج، أما فی حج التطوع فلا بدلها من زوج

أو محرم ولا تكفى رفقة النساء على الصحيح فى مذهب الشافعية'' (الأم للشافعى۲،۱۱۷، المجموع ۷،۶۴-۶۶، نهاية المحتاج۳،۲۴۳، مغنى المحتاج۱،۴۶۷، المفصل فى احكام المرأة والبيت المسلم فى الشريعة الاسلامية۲،۱۶۵)۔

۶-''وقال المالكية:يشترط لوجوب الحج على المرأة أن تجد محرما من محارمها يسافرمعها للحج أو يخرج معها زوجها ان كانت ذات زوج ويقوم مقام المحرم الرفقة المأمونة فى سفر الفرض فقط والرفقة المأمونة قد تكون من النساء فقط أو من الرجال فقط أو من الرجال والنساء''(حاشية الصاوى۱،۲۶۳، حاشية الدسوقى ۲،۱۰۰۹، المفصل فى احكام المرأة ۲،۱۶۶)۔

۷-''ولأنها أنشأت سفرا فى دار الاسلام فلم يجز بغير محرم كحج التطوع والزيارة والتجارة وظاهره لافرق بين العجوز والشابة لكن شرطه أن يكون لعورتها حكم وهى بنت سبع'' (المبدع فى شرح المقنع۳،۹۵)۔

۸-''ذهب الفقهاء أنه ليس للمرأة أن تسافر لغير الفرض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم ونحو هذا من الاسفار التى ليست واجبة إلا مع زوج أو محرم قال النووى: اتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج فى غير الحج والعمرة الامع ذى محرم'' (الموسوعة الفقهيه كويت۳۶،۲۰۶)۔

۹-''فى ردالمحتار مع الدر المختار: قوله فى سفر الخ هو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى مادونه لحاجة بغير محرم وروى عن أبى حنيفة وابى يوسف كراهية خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغى أو يكون الفتوى عليه لفساد الزمان''(ردالمحتارمع الدرالمختار۳،۵۶۴ زكريا)۔

عورت کا تنہا ہوائی سفر:

سوال نمبر۳-اس مسئلہ میں دو رائے ہیں:

۱-عدم جواز-اس کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں:

مولانا محمد شکیل سعادتی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولانا ممتاز خاں ندوی، مولانا محمد فرید کاوی، ڈاکٹر سیداسرار الحق سبیلی، مولانا حفیظ الرحمن اعظمی، مولانا ثناء اللہ قاسمی ، مفتی جنید پالنپوری، مولانا محمد اشرف گونڈوی، مولانا محمد عثمان بستوی، مولانا ابوحماد غلام رسول قاسمی، مولانا رفیق احمد قاسمی، مفتی سید باقر ارشد بنگلوری، مولانا عبد الحمید قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا ابو الربیع عبد الرب خاں۔

مانعین کے دلائل:

۱-''لايحل لا مرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تسافر سفرا يكون ثلاثة ايام مضاعدا إلا ومعها أبوها أو ابنها أوزوجها أواخوها أو ذومحرم منها''(مسلم۱،۴۳۴)۔

۲-''ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة ان تسافر لغير المريض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم ونحوهذا من الاسفار التى ليست بواجبة، واجبة الا مع زوج أو محرم قال النووى: اتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج فى غير الحج والعمرة الا مع ذى

محرم''(موسوعہ فقہیہ۳۶،۲۰۶)۔

۳-فتوی الشیخ محمد بن عمر بن صالح-جس کو مولانا محمد شکیل سعادتی نے اپنے مقالے ۸و۹پر ذکر کیا ہے، طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کر رہا ہوں، انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ دور میں ہوائی سفر بھی خطرات و فتنوں سے خالی نہیں (دیکھئے: فتاوی المرأة المسلمۃ للشیخ محمد بن عمر،ص۵۴۲،فتوی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل۱،۲۴۱، فتوی مفتی عبد الرحیم لاجپوری،فتاوی رحیمیہ۴،۱۹۶)۔

سوال نمبر۳-دوسری رائے جواز کی ہے:

اس کے قائلین درج ذیل ہیں:

مفتی شبیر احمدقاسمی، مولانانعیم اختر قاسمی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مفتی سلمان پالنپوری، مولانا عطاء اللہ بخاری، مولانا مظاہر حسین عماد القاسمی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا محمد مغفور باندوی،مولانا صبغت اللہ افغانی، مولانا محمد شفیق مظاہری، مولانا محمد فیاض عالم قاسمی، مفتی محمد اکرام سعادتی، مفتی محمد شاہد حسین قاس،ہ، قاضی محمد حسن ندوی، مولانا کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر مبین سلیم ندوی، مولانا محمد فلاحی، مفتی محمد توصیف صدیقی،ڈاکٹر مولانا ظفر الاسلام صدیقی، مولانا محمد راشدقاسمی، مولانا عبد المنان قاسمی، مولانا نثار احمد گودھروی، مفتی نذیر بن یوسف، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولاناثابت شمیم رشادی، راقم الحروف مفتی ظہیر احمد کانپور۔

مجوزین کے دلائل:

۱-''عن عدی قال بینا انا عندی النبي ﷺ اذا تاہ رجل...لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف أحدا الا اللہ البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ '' (رقم الحدیث:۳۴۶۸، ایضا رقم الحدیث ۳۵۹۵، بخاری، صحیح بن حبان حدیث ۶۶۷۹)۔

۲-''قال حماد ؒ لا بأس لمرأة تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (فتاوی عالمگیریہ قدیم۵،۵۶۶، جدید۵،۴۲۳)۔

۳-''یجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث'' (فیض الباری۲،۳۹۷، ملفوظات محدث کبیر،۴۱۶)۔

۴-''ذکر العلامۃ ابو الولید الباجی المالکی: و...ہذا الذی ذکرہ بعض اصحابنا انما ہو فی حال الانفراد والعدد الیسیر فاما القوافل العظیمۃ والطرق المشترکۃ العامرۃ المأمونۃ فانہا عندی مثل البلاد التی یکون فیہا الاسواق والتجار فان الأمن یحصل لہا دون محرم ولا امرأۃ وقدروی ہذا عن الاوزاعی'' (المنتقی شرح المؤطا ۳،۱۷)۔

''کذا قال الباجی وہذا عندی فی الانفراد والعدد الیسیر واما القوافل العظیمۃ فہی عندنا کالبلاد تسافر فیہا دون نساء ودون محرم وقال غیرہ ہذا فی الشابۃ وأما المتجالۃ فتسافر کیف شاءت فی الفرض والنفل دون ذی محرم'' (اوجز المسالک۸،۶۵۲)۔

۵-''قال الشیخ عبد الرزاق العفیفی بالجواز فی فتاواہ ورسائلہ'' (فتاوی ورسائل الشیخ عبد الرزاق ۱،۲۰۱، مقالہ ڈاکٹر اشتیاق احمد،ص۵)۔

۶-قاعدہ:''ماحرم لذاتہ لا یباح الا للضرورۃ وماحرم لسد الذریعۃ یباح للحاجۃ'' (مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی موضوع التامین الصحی۱۳،۱۴۳۳)۔

۷-مفتی شبیر احمد قاسمی (انوار مناسک۱۸۰-۱۷۹)۔

۸-بنیاد اگر ''زمان''کو بنایاجائے اور علت فتنہ کو قرار دیاجائے ،''حیث قال العلامۃ ظفر احمد عثمانی فالحاصل ان حالۃ السفر نفسہا مانعۃ من خروج المرأۃ بغیر زوج أو محرم بخلاف حالۃ الحضر فان نفسہا لیست بمانعۃ بل منعہا لعارض فیمنع من الخروج لمدۃ السفر علی الاطلاق ولا یمنع من الخروج إلی أقل من مدۃ السفر علی النہی العارض''(اعلاء السنن۱۷،۳۸۵)۔

سوال نمبر۴-اس مسئلہ میں تین آراء ہیں:

۱-عدم جواز:

اس رائے کے حامل درج ذیل حضرات ہیں:

مفتی محمد توصیف، مفتی محمد شاہد حسین قاسمی، مولانا رفیق احمد قاسمی، مفتی شاہدعلی قاسمی ،ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی، مفتی جنیداحمد پالنپوری، مولانا ثناء اللہ قاسمی، مولانا اشرف قاسمی، مولانا عبد الحمید قاسمی، مفتی سید باقر ارشد بنگلوری، مفتی ابوحماد غلام رسول، مفتی محمد عثمان بستوی، مولانا ثابت شمیم رشادی، ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولانا محمد مغفور باندوی، مولانا عزیر اختر قاسمی، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مفتی فرید احمد کاوی، قاضی محمد حسن ندوی، مفتی سلمان پالنپوری، مولانا صبغت اللہ افغانی، مولانا نثا احمد گودھروی، مولانا عبد المنان قاسمی، مولانا ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا ابوالربیع عبد الرب سعادتی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا حفیظ الرحمن اعظی، مولانا محمد فلاحی، مولانا محمد شکیل سعادتی ، مولانا محمد راشد قاسمی۔

مانعین کے دلائل:

۱-''العمرۃ وتسمی الحج الاصغر وہی فی العمرۃ سنۃ موکدۃ لمن استطاع وہو المذہب'' (غنیۃ،۱۹۶، الدر المختار۲،۴۷۲، انوار مناسک،۳۱۲)۔

۲-''والمحرم فی حق المرأۃ شرط شابۃ کانت أو عجوزۃ''(المحیط البرہانی۳،۹)۔

۳-''أما سفر التطوع والمباح فلا یجوز لہا الخروج فیہ الامع محرم أوزوج'' (موسوعہ فقہیہ۲۲،۳۰)۔

۴-''وفی غنیۃ المناسک:المحرم أو الزوج لأمرأۃ بالغۃ ولو عجوزا ومعہا غیرہا من النساء الثقات'' (غنیۃ المناسک۶،۱۰، زبدۃ المناسک۶،۳۲)۔

۵-''قال الحنفیۃ علی المذہب والمالکیۃ علی أرجح القولین: العمرۃ سنۃ مؤکدۃ مرۃ واحدۃ فی العمر...وقال الشافعیۃ فی الاظہر والحنابلۃ:العمرۃ فرض کالحج''(الفقہ الاسلامی

وادلتہ۳،۸۷)۔

۶-''ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ وان کان معہا غیرہا'' (ہدایہ۱،۲۱۳، البحر الرائق۲،۵۵۱)۔

۷-''ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عنداجتماعہن اکثر''(بدائع الصنائع ۲،۲۹۹)۔

۸-''ذکر صاحب التاج والاکلیل فی کتابۃ: لہا ان تخرج للغرض بلا إذن وان لم تجد محرما ولا بدمی التطوع من اذنہ والمحرم''(التاج والاکلیل لمختصر خلیل۳،۴۹۶)۔

۹-''وقد قال القاضی واتفق العلماء علی أنہ لیس لہا أن تخرج فی غیر الحج والعمرۃ الامع ذی محرم إلا الہجرۃ من دارالحرب''(المنہاج شرح صحیح مسلم ۹،۱۰۴، بال السفر المرأۃ مع محرم الی الحج وغیرہ)۔

۱۰-''واختلف اصحابنا فی خروجہا الحج التطوع وسفر الزیارۃ والتجارۃ ونحوذلک من الاسفار التی لیست واجبۃ، فقال بعضہم یجوز لہا الخروج فیہا مع نسوۃ ثقات کحجۃ الاسلام وقال الجمہور لا یجوز الامع زوج أو محرم ہذا ہو الصحیح للاحادیث الصحیحۃ'' (شرح النووی علی مسلم۹،۱۰۴)۔

۱۱-''قال ابو القاسم العبدی المالکی:وقال خلیل فی مناسکہ لیس من شروط استطاعۃ المرأۃ وجود زوج أو محرم علی المشہور بل یکتفی بالرفقۃ المامونۃ ہذا فی حج الفریضۃ وأما فی النافلۃ فلا'' (مواہب الجیل۲،۵۲۱)۔

۱۲-''فتوی عبد اللہ بن باز:لایجوز السفر بغیر محرم ولو کان محرما من یوصلہا إلی المطار من یتلقا ہا فی المطار والمقصود ان السفر ممنوع الا بمحرم والخطر علی النساء اذا دہبن بغیرمحرم خطر کبیر والذی یتلقاہا فی المطار، قدلایتلقاہا قد یکون معہا مواعد فی الطائرۃ مع بعض الناس''(فتاوی ابن باز، مقالہ مولانا عبد الحمید بنگال،ص۶)۔

سوال نمبر۴-(جواز)

دوسری رائے کے قائلین درج ذیل ہیں:

مفتی محمد اکرام سعادتی، مولانا نعیم اختر قاسمی، مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا مقیم احمد ندوی، مولانا مظاہر حسین عماد القاسمی، مولاناعطاء اللہ بخاری، مولانا ڈاکٹر عبد المالک مغیثی، مفتی نذیر بن یونس، مولانا حافظ کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر مبین سلیم ندوی، راقم الحروف مفتی ظہیر احمد اور ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی۔

مجوزین کے دلائل:

۱-''قال حمادؒ لا بأس لمرأۃ ان تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (فتاوی عالمگیری قدیم۵،۵۶۶، جدید۵،۴۲۳)۔

۲-''ان المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب...وقال ابن سیرین ومالک والأوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطا فی حجہا بحال الخ''(اوجز المسالک قدیم۳،۷۳۷، دید۸،۶۴۸ کتاب الحج)۔

۳-''فقال مالک تخرج مع رجل من المسلمین وقال الاوزاعی تخرج مع قول عدول''

(اعلاء السنن کراچی ۱۰،۱۴، بیروت۱۰،۱۷)۔

۴-''قال العلامۃ انور شاہ کشمیری وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر الامع محرم قلت ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط لاعتماد والأمن من الفتنۃ وقد وجدت مادۃ کثیرۃ فی الاحادیث، اما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن''(۲،۳۹۷ فیض الباری، فی نسخۃ اخری۲،۵۳۴)۔

۵-حاشیہ فیض الباری میں اور ملفوظات محدث کشمیری میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت زینب کے شوہر حضرت ابو العاص کو مکہ المکرمۃ بھیجا کہ وہ کسی کے ساتھ حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں اور انہوں نے غیر محرم کے ساتھ بھیج دیا (ملفوظات محمد کشمیری،۳۷۲-۳۷۱، مرتب مولانا سیداحمد رضا بجنوری)۔

۶-''وقال الفقیہ الجعفر واتفقت الروایات فی الثلاث اما مادون الثلاث قال ابو جعفر ہو أہون من ذلک '' (کذا فی المحیط ہندیہ ۵،۴۲۲)۔

۷-''قال العلامۃ: والمحقق فیہا ان یدارالأمر علی الفتنۃ وعلیہا ویحول الامر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وان لم یصرح بہ أحد''(العرف الشذی۲،۴۰۷)۔

۸-''وکان ابن عمر یحج معہ نسوۃ من جیرانہ''(شرح صحیح البخاری لابن یطال ،مقالہ مولانا حافظ کلیم اللہ عمری،ص۱۶)۔

۹-''أذن عمرؓ لازواج النبیﷺ فی آخرحجۃ حجہا فبعث عثمان وعبد الرحمن بن عوف'' (صحیح البخاری مع الفتح۴،۸۴،رقم الحدیث ۱۸۶۰ باب حج النساء)۔

۱۰-''قال ابن حجر:ومن الأدلۃ علی جواز سفر المرأۃ مع النساء الثقات اذا أمن الطریق اول احادیث الباب، لاتفاق عمرو عثمان وعبد الرحمن بن عوف ونساء النبیﷺ علی ذلک وعدم نکیر غیرہم من الصحابۃ علیہن فی ذلک''(فتح الباری شرح البخاری۴،۹۱،۹۰)۔

۱۱-''قال العلامۃ ابن عبد البر:والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف الفاظہ ان تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشیٔ علیہا فیہ الفتنۃ الامع ذی محرم أوزوج قصیراکان السفر أو طویلا'' (الاستذکار لابن عبد البر القرطبی۸،۵۲۳)۔

۱۲-''قال الباجی المالکی:وہذا عندي فی الانفراد والعدد الیسیر وأما القوافل العظیمۃ فہی عندنا کالبلاد تسافر فیہا دون نساء ودون محرم وقال غیرہ ہذا فی الشابۃ وأما المتجالۃ فتسافر کیف شاء ت فی الفرض والنفل دون ذی محرم''(أوجز المسالک۸،۶۵۲)۔

۱۳-''قال العلامۃ یوسف القرضاوی: فالعلۃ وراء ہذا النہی ہو الخوف...بل قال بعضہم تکفی امرأۃ واحدۃ ثقۃ وقال بعضہم تسافر وحدہا اذا کان الطریق آمنا، وصححہ صاحب المذہب من الشافعیۃ وہذا فی سفر الحج والعمرۃ، ورده بعض الشافعیۃ فی الاسفار کلہا''(کیف تتعامل مع السنۃ النبویۃ۱،۱۲۹)۔

۱۴-''عن عطاء بن ابی رباح:أن عائشۃ کانت تسافر بلا محرم''(اعلاء السنن۱۰،۱۴)۔

سوال نمبر۴-تیسری رائے:

یعنی جوان عورت کے لئے ممنوع اورعجوزۃ کے لئے جائز، اس رائے کے صرف تین حضرات ہیں:

مولانا محمد شفیق ابن عبدالشکور،مولانا محمدفیاض عالم قاسمی، مولانا ممتاز خاں ندوی۔

دلائل:

''أما العجوز التي لاتشتہی فلا بأس بالمس بمصافحتہا ومس یدہا إن أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ'' (ردالمحتار ۶،۶۸، وفی نسخۃ اخری۹،۵۲۹)۔

۲-''وفی روایۃ یشترط أن یکون الرجل أیضا غیر مشتہی''(۶،۶۸ ردالمحتار)۔

* * *

عرض مسئلہ:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر
(سوال نمبر ۵ تا ۷)

مولانا نورالحق رحمانی•

اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی نے اپنے ۲۹وینفقہی سمینار کے لیے(جودارالعلوم وقف دیوبند میں مورخہ ۳۰، نومبر تا۲،دسمبر ۲۰۱۹ء کومنعقدہورہاہے)جن اہم موضوعات کاانتخاب کیاہے ، ان میں سے اس دورکاایک اہم اورحساس موضوع ،''خواتین کامحرم کے بغیرسفر ''بھی ہے ،جس میں عورت کے سفر حج ودیگر اسفارسے متعلق اہم اورضروری سوالات مرتب کرکے ماہرین فقہ وفتاوی کی خدمت میں جواب کے لیے پیش کیاگیاہے ،اس عاجز کوبھی اسی موضوع پرسوال نمبر۵تا۷کاعرض پیش کرنے کاحکم دیاگیا۔

اس موضوع پراکیڈمی کی طرف کل ۴۵ ،مقالات موصول ہوئے جن میں سے صرف ایک مقالہ عربی میں ہے باقی سب اردو میں ہے ، اکثرمقالہ نگاروں نے سوال نامہ کی روشنی میں جواب سپر دقلم کیاہے لیکن دومقالات اس موضوع سے متعلق توہیں لیکن ان میں سوال نامہ میں قائم کردہ جملہ سوالات کے جوابات کاالتزام نہیں کیا گیاہے مثلا مفتی شبیر احمد قاسمی صاحب کامقالہ ؛ بہرحال متعلقہ سوالات کاعرض پیش خدمت ہے :

سوال نمبر ۵:محرم کی شرط کی حیثیت -سفرحج کے لیے محرم کی شرط کی کیا حیثیت ہے اوراس بارے میں ائمہ کاکیااختلاف ہے ؟

اس سوال کے جواب کے میں تمام مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے اورانہوں نے اس سلسلے میں ائمہ اربعہ اوربعض دیگرفقہاء کے مذاہب دلائل کے ساتھ ذکرکیے ہیں ۔ڈاکٹرسیداسرارالحق سبیلی لکھتے ہیں :امام ابوحنیفہ ، امام احمدبن حنبل ، امام اوزاعی ،امام نخعی ،امام اسحاق ، امام ابوثور ،بعض شوافع اورفقہاء زیدیہ میں سے سیدابوطالب کے نزدیک عورت پرحج واجب ہونے کے لیے شوہر یامحرم کاہوناشرط ہے اگرشوہر یامحرم موجود نہیں تواس پرحج لازم نہیں ہوگا ، (بشرطیکہ اس کے درمیان اورمکہ مکرمہ کے درمیان مسافت سفر ہو)جیساکہ امام جمال الدین محمدبن عبداللہ الریمی (م : ۷۹۲ھ) تحریرفرماتے ہیں : عندالشافعی ومالک وأکثرالعلماء اعتبارا لمحرم فی حق المرأة لیست بشرط فی وجوب الحج وبہ قال من الزیدیہ الناصر واختارہ المؤید منہم ، وعندالنخعی وابی حنیفة

• استاذالمعہدالعالی للتدریب فی القضاء والافتاء، امارت شرعیہ پٹنہ۔

واحمد واسحاق وأبی ثور والأوزاعی ہوشرط فی وجوب الحج علیہاوبہ قال بعض الشافعیۃ ومن الزیدیۃ السیدابوطالب(المعانی البدیعہ فی معرفۃ اختلاف أہل الشریعۃ ۱،۳۵۰)۔

مولانامفتی شاہدعلی قاسمی لکھتے ہیں :حنفیہ کے نزدیک عورت کے سفرکے لیے محرم یاشوہر کاہوناضروری ہے ، اگرعورت محرم کے سفرحج کے لیے اخراجات پرقادرنہ ہو یاقادر ہو لیکن کوئی محرم میسرنہ ہو تو اس پرحج فرض نہیں ہوتاہے ، گویامحرم یاشوہر کی رفاقت ضروری ہے ، چنانچہ علامہ ابن نجیم المصری شرائط وجوب حج پرروشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: وعدم قیام العدۃ فی حق المرأۃ وخروج الزوج أوالمحرم معہا (البحرالرائق شرح کنزالدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری ۲،۳۳۱)۔

مفتی سلمان پالنپوری لکھتے ہیں :حنفیہ کے نزدیک حقیقتًا محرم کاساتھ ہوناشرط ہے، حکماً محرم یعنی ثقات عورتوں یا صالحین کا قافلہ کافی نہیں ہے۔ اور ہمارے اکابر بھی آج تک یہی فتوی دیتے آئے ہیں ۔ اس سے عدول کرکے ثقات یاصالحین کے قافلہ کوحقیقی محرم کے قائم مقام قراردے کر سفرکرنے کی گنجائش دینے کی واقعی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں ۔

البتہ شافعیہ کے نزدیک اگردویازیادہ ثقہ عورتیں اوربعض کے نزدیک ایک ثقہ عورت کابھی سفرمیں ساتھ مسیرہوتووہ حج فرض میں محرم کی طرف سے کافی ہوجاتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک اگرمردو عوررت کامشترک مامون قافلہ ہو اوراورعورت کی طرف سے بھی امن ہوتو فرض حج کے لیے عورت کو محرم کے بغیرسفر پرجانا لازم ہوجاتاہے، کیونکہ مذکورہ صورتوں میں فتنہ سے امن حاصل ہوجاتاہے لہذایہ قافلہ محرم کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

مولاناعبدالرب عبد الوہاب خاں سعادتی مدرسہ نورالاسلام د من انڈیا ،مالکیہ اورحنابلہ کے مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں :مالکیہ کامذہب نفل اورفرض کے سلسلے میں شافعیہ کے مثل ہے، البتہ بقول ابن حاجب مالکی مالکیہ کے نزدیک اگرمحرم عورت کے ساتھ سفرحج پرجانے سے انکار کردے یامحرم سرے سے موجودہی نہ ہو تومشہورقول کے مطابق قابل اعتماد نیک لوگون کاقافلہ یاقابل بھروسہ عورتوں کاقافلہ محرم کے قائم مقام ہوجائے گا اورعورت کے لیے ان کے ساتھ بلامحرم سفرکرنا جائز ہے۔

ومذہب مالک فی حج الفرض والنفل کمذہب الشافعی، غیرأن عندہم -کماقال ابن حاجب- أنہ إذا أبی المحرم أولم یکن فرفقۃ مامونۃ نساء أورجالا تقوم مقامہ علی المشہور (ہدایۃ السالک ۱،۱۹۹-۲۰۰)۔

حنابلہ کامسلک: محرم سفرطویل میں شرط ہے، خواہ فرض حج ہویانفل، ثقہ عورتوں کی جماعت کافی نہیں۔

سفرشرعی کی مسافت مین محرم کاہوناشرط ہے یانہیں؟ دوروایتیں ہیں، راجح مذہب یہ ہے کہ شرط ہے، نیزمحرم کاہوناشرائط وجوب میں سے ہے یاشرائط اداء میں سے؟ اس

میں بھی دوروایتیں ہین ، صاحب محرر کے کلام کامقتضی یہ ہے کہ شرط وجوب ہوناراجح ہے۔ وعند الحنابلۃ أن المحرم شرط فی السفرالطویل سواء کان الحج فرضا أم تطوعا، وأنہ لایکفی النساء الثقاۃ، وأن فی اشتراط المحرم فیمادون مسافۃ القصر روایتین، المذہب منہا فی شرح الخرقی للقاضی اشتراط ۔۔ وأن فی کون المحرم شرطا للوجوب أو السعی روایتین ، وکذافی الأمن علی النفس فی الطریق روایتان عندہ، وایرادصاحب المحرریقتضی ترجیح کونہاشرطا للوجوب (حوالہ سابق)۔

دیگرمقالہ نگارحضرات نے بھی چاروں فقہی مذاہب کے اقوال دلائل کے ساتھ ذکر کیے ہیں ، دلائل کی روشنی میں ان فقہاء کرام کامذہب راجح معلوم ہوتاہے جوسفرشرعی کی مسافت کی صورت میں شوہر یامحرم کی رفاقت کولازمی قراردیتے ہیں اور اس کے بغیر عورت کوحج کے لیے جانے کی جازت نہیں دیتے ۔اس سلسلہ میں ابن عمررضی اللہ عنہ اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت جوصحیحین میں مروی ہے اورجس میں اللہ اور قیامت کے دن پریقین رکھنے والی کسی خاتون کوتین دن یاایک دن بغیرمحرم کے سفرکرنے سے منع کیاگیاہے ۔ بخاری ہی کی ایک دوسری روایت جوحضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺنے ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایاکہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفرنہ کرے توایک صحابی نے عرض کیایارسول اللہ ! میں نے فلاں غزوہ میں شرکت کے لیے اپنانام لکھادیاہے اورمیری بیوی حج کاارادہ رکھتی ہے تورسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کوحکم دیاکہ اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے جائو تواگر صالح رفقاء محرم کابدل بن سکتے توحضور ﷺ انہیں جہاد چھوڑ کر بیوی کے ساتھ سفرکرنے کاحکم نہ دیتے جبکہ جہاد بھی فرض ہے ۔

مولانااسرارالحق سبیلی ترجیح کے ذیل میں لکھتے ہیں : ابن قدامہ مالکیہ اورشوافع کی دلائل کاجواب دیتے ہوئے حنفیہ اورحنابلہ کے مسلک کوترجیح دیتے ہیں واشتراط واحد منہم فی محل النزاع شرطامن عند نفسہ لامن کتاب ولامن سنۃ ، فماذکرہ النبی ﷺ أولی بالاشتراط، ولوقدرالتعارض فحدیثنا أخص وأصح وأولی بالتقدیم ، وحدیث عدی یدل علی وجود السفر لاعلی جوازہ ، و۔۔اذاتخلصت من أیدی الکفار فان سفرہا سفرضرورۃ لایقاس علیہ حالۃ الاختیار (المغنی ۳،۳۲)۔

اسی طرح ابن منذ رنے مالکیہ اورشوافع کے مذہب پرتنقید کرتے ہوئے حنفیہ اورحنابلہ کے مذہب کوترجیح دی ہے : وأغفل قوم القول بظاہر الحدیث ، وشرط کل رجل منہم شرطالاحجۃ معہم فیہااشترطوہ ۔۔ قال ابوبکر :ظاہرالحدیث أولی ، ولایعلم مع ہؤلاء حجۃ توجب ماقالوا (الاشراف علی مذہب العلماء لابن المنذر۳،۱۷۶)۔

پھرجوحضرات عورت کے لیے محرم کوشرط قراردیتے ہیں ان میں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ شرط وجوب یاشرط اداء ؟ اس سلسلہ میں علماء حنفیہ سے دونوں قول

منقول ہے ، علامہ کاسانی ، سروجی ، طحاوی ، ابوحفص بخاری نے اسے نفس وجوب کے لیے شرط قراردیاہے اورقاضی خان اورقدوری کے نزدیک یہ وجوب اداء کی شر ط ہے، مقالہ نگار حضر ات میں سے بھی کچھ لوگوں نے پہلے قول کوترجیح دی ہے اورکچھ حضرات نے دوسرے قول کو۔ زیادہ حضرات کارجحان یہی ہے۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں :

واختلفوا فی أن المحرم شرط الوجوب أوشرط الأداء ، علی حسب اختلافہم فی أمن الطریق۔

علامہ ابن الہمام لکھتے ہیں :

(قولہ واختلفوا الخ)ثمرتہ تظہرفی وجوب الو صیۃ بالحج اذا مات مثلا قبل أمن الطریق، أوہی قبل وجود المحرم أونفقتہ علی القول باشتراطہا، فمن قال : ان ذلک شرط الوجوب یقول : لایجب الایصاء لأن الموت قبل الوجوب ، ومن قال : بأنہا شرط الأداء قال :یجب لأن الموت بعدالوجوب ، وانما عذرت فی التأخیر وفی وجوب التزوج علیہابمن یحج بہا ان لم تجد محرما(فتح القدیر)۔

یعنی : اس اختلاف کاثمرہ یہ ظاہرہوگا کہ جوحضرات اسے شرط وجوب قراردیتے ہین ان کے نزدیک محرم یاشوہر نہ ہونے کی صورت میں حج ہی واجب نہ ہوگا نہ اس کے لیے کسی مرد سے شادی کرناضروری ہوگا ، نہ موت کے وقت وصیت ضروری ہوگی ، البتہ جوحضرات اسے شرط اداء کہتے ہیں ان کے نزدیک ان وسائل کااختیارکرناضروری ہوگا، اورموت کے وقت وصیت ضروری ہوگی (ملخص ازمقالہ مفتی فریداحمد کاوی)،

اوران ائمہ کے نزدیک جومحرم کی شرط کولازم قراردیتے ہیں اگرکسی عورت نے محرم کے بغیر حج کرلیا تواس کاحج کراہت کے ساتھ صحیح ہوجائے گا اوروہ گنہ گار ہوگی ، اس پرتوبہ ضروری ہے ۔

واذاحجت المرأۃ بغیرمحرم صح حجہا وأثمت لخروجہا دونہ (فقہ السنۃ وأدلتہ ٢،٦٦)۔

سوال نمبر (٦) : مالی استطاعت کے اعتبارسے ایک عورت پر حج فرض ہے ، لیکن کوئی محرم میسرنہیں ہے ، جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے ،یااتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک ااورشخص کے اخراجات کوبرداشت کرسکے ، ایسی صورت میں وہ حج کمیٹی یاحج ٹورکے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے حج کے لیے جاسکتی ہے ؟

جواب : اس سوال کے جواب میں اکثرحضرات نے فقہ حنفی وحنبلی کی روسے اس سفرکو ممنوع قرارد یاہے ، جبکہ کچھ حضرات نے علی الاطلاق اس کی اجازت دی ہے۔ اورکچھ حضرات نے اصل مذہب تومانعت وحرمت ہی کوقرارد یاہے ، البتہ بعض حضرات نے بعض اکابر مفتیان کرام کے فتاوی کی روشنی میں کچھ حدود وقیود کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے، لیکن پرہیز کرنے کو احوط کہاہے ۔

پہلے ہم ان حضرات کی رائے نقل کرتے ہیں جنہوں نے اسے ممنوع کہا ہے ۔

(۱)مفتی محمدعثمان بستوی لکھتے ہیں :احناف اورحنابلہ کے راجح مذہب کے مطابق حج کمیٹی یاٹورکے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے سفرکرناجائزنہیں ، کیونکہ ان کے نزدیک حج کی ادائیگی اس پرواجب نہیں ،لہذا اس کے لیے سفربغیرمحرم کے ناجائز ہوگا کیونکہ یہ سفربلاضرورت شرعیہ کے ہے ---حضرت زینب اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے واقعہ (ہجرت) سے استدلال کافاسد ہونابالکل واضح ہے ، کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہاکاسفرسفرہجرت تھا جس کے لیے محرم کی شرط نہیں ہے ، بغیرمحرم کے بھی ایسی ہجرت فرض و واجب ہوتی ہے اوراسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے بھی استدلال صحیح نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاکایہ سفر بغیر محرم کے سفرشرعی کے بقدرنہ تھا، نیزیہ سفربھی مجبوری کی بناپر ہوا تھا ، توسفراضطرار پرغیر اضطراری سفرکوقیاس کرناقیاس فاسد ہے ---واقعہ افک سے استدلال ممانعت پرتوہوسکتا ہے جوازپر نہیں (ص ۲۳)۔

(۲)مولاناابولربیع عبدالرب لکھتے ہیں : صورت مسئولہ میں عورت پرحج ہی فرض نہیں ہے --- اس لیے خواتین کومحرم کے بغیرحج کاسفرکرنے سے گریز کرنا چاہئے ، کیونکہ عبادتوں کاا صل مقصود اللہ تعالی کی رضا اورخوشنودی حاصل کرناہے اورجب شریعت میں ایک بات سے منع کردیا گیا ہے تواس کے ارتکاب کی وجہ سے بجائے ثواب کے گناہ کااندیشہ ہے (ص ۴۱)۔

(۳)مولاناصبغۃ اللہ افغانی نے بھی بلامحرم کے عورت کے سفرحج کو ممنوع قراردیاہے ، وہ لکھتے ہیں : مماعلم أن عندنا معاشر الحنفیۃ مصاحبۃ المحرم أوالزوج ونفقات سفرہ لیست من شرائط وجوب الحج علیہا بل ہی من شرائط أداء الحج ، فکی تخرج من التاثم اشترطنا علیہاأن تحج بمرافقۃ ذی محرم منہاأو زوجہا ولوکان الطریق آمنا ، فلوخرجت وحیدہ وسافرت لأداء الحج أساء ت وان صح حجہا وفرغت ذمتہا (ص ۱۴)۔

(۴)مولانامحمداشرف قاسمی گونڈوی لکھتے ہیں :سوالنامہ میں بیان کردہ صورت میں محرم یازوج کی عدم دستیابی کی صورت میں وہ حج کمیٹی یاقافلہ حج ٹور کے ساتھ حج کے لیے نہیں جاسکتی ہے ، امداد الفتاوی میں ایسی صورت کے تعلق سے حضرت تھانوی ؒ تحریرفرماتے ہیں کہ اگرروپیہ کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کو کافی ہوجائے تب توحج فرض ہی نہیں ہے (مقالہ ص۹)۔

(۵)مفتی سیدباقر ارشد قاسمی بنگلوری نے بھی اس سفرکوناجائز لکھا ہے اوربغیرمحرم کے سفرکو سختی سے منع کیاہے اورجواز کے لیے جن احادیث سے استدلال کیاجاتاہے یاآج کے دورمیں محفوظ سفریافتنے سے امن کی بات کہی جاتی ہے ان کی تردید کی ہے اورلکھاہے کہ اس وقت راستہ جتناپرخطر ہے اتناکسی زمانے میں نہیں تھا۔

(۶)مفتی جنید پالنپوری لکھتے ہیں : عندالاحناف عورت کے لیے محرم نہ ہونے کی صورت میں صرف عورتوں یامردوں یاان دونوں کے مجموعہ کے ساتھ حج میں جانا ناجائز

نہ گا اوریہ احناف کامتفق علیہ مسئلہ ہے ، پھرعلامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :مگر یہ حضرت کے تفرد ات میں سے ہے ، اس مسئلہ میں کوئی ضرورت اشد ہے نہ ابتلائے عام ، لہذاایک حنفی مقلد کے لیے اس پرعمل کرنا درست نہ ہوگا بلکہ احناف کے متفق علیہ مسئلہ پر عمل کرناضروری ہوگا (آخری صفحہ)۔

(۷)مولانامحمدارشد قاسمی لکھتے ہیں : عندالاحناف ایسی عورت پرحج فرض ہی نہیں ہوتا، محرم کوشرط وجوب کہیں توسرے سے حج فرض نہیں ہوتا اورشرط اداء کہیں تو محرم ملنے تک ادائیگی ضروری نہیں ، اس کے بعدممانعت کے سلسلہ میں بدائع ، شامی اورالبحرالرائق کی عبارتیں نقل کرنے کے بعدلکھتے ہیں : ان واضح عبارات کے ہوتے ہوئے عورت کوحج ٹورقافلہ کے ساتھ نکلنے کی کسی حال میں اجازت نہیں دی جاسکتی ۔

(۸) مفتی محمدتوصیف صدیقی کی بھی یہی رائے ہے وہ لکھتے ہیں : زمانے کے پرفتن حالات وواقعات کے پیش نظر قطعا قطعا بغیرمحرم کے سفرکی اجازت نہیں دی جانی چاہئے ، لہذامحرم نہ ملنے یااس کے اخراجات کابندوبست نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ جاناجائزنہیں ہے ۔

(۹) ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی تحریرفرماتے ہیں :عورت پرحج کی فرضیت کے لیے فقط مالی استطاعت ہی کافی نہیں ہے ، بلکہ علاوہ ازیں اس پر حج کی فرضیت کے لیے وجودمحرم یاشوہر کاہوناشرط ہے ، ۔۔شرط وجوب قراردینے کی صورت میں عورت پرحج فرض ہی نہیں ہوتا کہ وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کی معیت میں بدون محرم کے جائے ۔

(۱۰)مولاناحفیظ الرحمن اعظمی مدنی نے بھی عور ت بلامحرم سفرحج کوٹور یاقافلہ کے ساتھ ناجائزقراردیا ہے اس لیے کہ اس پرحج فرض نہیں ہے ۔

(۱۱)مفتی ابوحماد غلام رسول منظور القاسمی کی رائے بھی عدم جواز کی ہے ، وہ لکھتے ہیں :

سفرکی حالت میں عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت جس قدر شوہر اوردیندارمحرم کرسکتاہے عورتیں اورٹور والے نہیں کرسکتے ہیں ، بلکہ عورتیں توخود اپنی عصمت وناموس کی حفاظت کے لیے دوسرے کی محتاج ہیں اورحدیث پاک کی روسے عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں تووہ دوسری عورتوں کی عصمت وناموس اوردین کی کیاخاک حفاظت کریں گی بلکہ اندیشۂ فتنہ میں مزیداضافہ ہوگا اورصرف عورتیں ہی عورتیں ہونے کی صورت میں فتنہ کاخوف اوربڑھ جائے گا ۔

عورت کے حق میں محرم کی شرط اورضرورت حج سے محرومی کا باعث نہیں ہے، بلکہ اس کی عصمت وناموس کی حفاظت اوربدگمانی وبدنامی اورتہمت سے بچانے کے لیے ہے جس کے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں، لہذاعورتوں کوچاہئے کہ احکام شرعیہ کی قدرکریں اورشریعت کومحسن سمجھیں اوربغیرشوہر یامحرم کے حج کمیٹی یاٹور کے

ساتھ سفر حج نہ کریں بلکہ محرم نہ ملنے کی صورت میں حج بدل کرالیں ، پوراثواب ملے گا اورشرعی حکم پرعمل کرنے کی وجہ سے اجرعظیم اورمزید ثواب کی مستحق ہوں گی۔

(۱۲)مفتی سلمان پالنپوری قاسمی لکھتے ہیں : نیزحج میں چونکہ ایک بڑامجمع ہوتاہے اورسفر طویل اورکئی دنوں کاہے جس مینبسااوقات محرم کے ساتھ جانے والی عورتین بھی متعدد مسائل کی شکار ہوجاتی ہیں ، انہیں تعاون کی اورمحرم کی ضرورت پڑتی ہے ، نیز محرم کی عدم موجودگی مین اس پرحج فرض نہیں لہذا اس عورت کے لیے حج کمیٹی یاٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے حج کے لیے جانامذہب حنفی کے اعتبارسے درست نہیں۔

(۱۳)مولانانثاراحمدگودھروی لکھتے ہیں : اگرمحرم یاشوہر نہ ہو توعورت کے ذمہ حج کی ادائیگی لازم نہیں بلکہ وہ انتظارکرے کہ یہ میسر آجائے ، اگراس کے باوجود میسرنہ آئے تواپناحج بدل کرانے کی وصیت کر دے ۔

(۱۴) مفتی محبوب احمدفروغ قاسمی لکھتے ہیں : صرف استطاعت مالی کی وجہ سے عورت پرحج فرض ہوتاہی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے سلامت الیدین والرجلین والعینین وامن الطریق بھی ضروری ہے ، اسی طرح عورت کے لیے معیت زوج یامحرم بھی شرط ہے ، لہذااس کے مفقود ہونے کی صورت میں عورت پرحج فرض نہ ہوگا تواس کی ادائیگی کے لیے اس قدر فکر مندہونے کی کیاضرورت ہے اورحیلے بہانے تلاش کرنافضول ہے ۔

(۱۵) مولانانعیم اختر قاسمی لکھتے ہیں : حج وغیرہ کی ادائیگی کے دوران محرم کاہونا ضروری ہے ، کیونکہ اس مینایک لمبے عرصہ تک قیام کرنا پڑتاہے ، نیززبردست ازدحام کی وجہ سے ہرموقع پرمحرم کے سہارے کی اشد ضرورت پیش آتی ہے ، اس کے بغیر مناسک حج کی ادائیگی میں کافی دقت پیش آسکتی ہے ، اس لیے محرم کاہوناضروری ہے اورصرف عورتوں کی جماعت کاہوناکافی نہیں ہے ۔

(۱۶) ڈاکٹراسرارالحق سبیلی لکھتے ہیں : امام ابوحنیفہ ؒ اور امام احمدوغیرہ کے مذہب کے مطابق عورت کابغیرمحرم کے حج کرناجائزنہیں ہوگا۔

(۱۷) مولانامحمدفلاحی لکھتے ہیں : ایسی عورت پرحج فرض ہی نہیں ہوتا،اس بناء پر عورت کوشوہریامحرم رشتہ دار کے بغیرسفر شرعی یاس سے زیادہ مقدار کاسفرکرنا جائزنہیں ہے ، چاہے عورت نوجوان ہو یابوڑھی ہو ، بلکہ ایساسفر سخت گناہ کاسبب ہے ، کیونکہ عبادتوں کااصل مقصد اللہ کی رضاوخوشنودی حاصل کرناہے ، اگرکسی کے حق میں سفر حج ثواب کے بجائے گناہ کاسبب ہوجائے توایساسفرنہ کرناہی بہترہے ۔

(۱۸) مولانابدراحمد مجیبی ندوی لکھتے ہیں : احناف کامسلک یہی ہے کہ عورتیں محرم یاشوہر کے بغیر حج فرض کے لیے سفرمیں نہیں جاسکتی ہیں ، یہ سفرمحرم کے بغیر ان کے لیے جائزنہیں ہے خوا ہ وہ حج کمیٹی سے جائیں یاحج ٹور سے جائیں ۔

(۱۹)مولاناقاضی محمدحسن لکھتے ہیں : جس طرح سفرشرعی میں عورت کے ساتھ

شوہر یامحرم کاہوناضروری ہے ، اسی طرح سفر حج میں بھی ، اوراحناف کے یہاں حج کمیٹی یاحج ٹور محرم کے قائم مقام نہیں ہے ۔

(۲۰)مولانامحمدمغفور کے نزدیک بھی عورت کاتنہا ٹوریاحج کمیٹی کے ذریعہ سفر حج پرجانا جائزنہ ہوگا ۔

(۲۱) مولانامحمد شفیق مظاہری لکھتے ہیں : عورت پرحج فرض ہونے کے لیے مالی استطاعت کافی نہیں ، محرم کاہونا بھی شرط ہے ، ہاں شرط وجوب اورشرط اداہونا مختلف فیہ ہے بہت معمر عورت کے لیے گنجائش ہوسکتی ہے ، شابہ کے لیے نہیں۔

(۲۲) مولاناعبدالمنان قاسمی لکھتے ہیں : لہذاحج کمیٹی یاٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے حج کے لیے عورت کاجاناجائزنہ ہوگا ، حنفی کے نزدیک

(۲۳) مفتی فرید احمدکاوی لکھتے ہیں : احناف کے راجح قول کے مطابق حج میں عورت کے لیے محرم کی شرط وجوب اداکی شرط ہے اورمحرم نفقہ کامطالبہ کرے تو بشرط غنی وہ عورت کے ذمہ ہوگا ، اگر عورت کے لیے اس کی گنجائش نہ پیداہو سکے تووصیت واجب ہو گی ۔

(۲۴)مفتی محمداکرم سعادتی لکھتے ہیں : ایسی صورت مین پہلی بات تویہ ہے کہ اس پرحج فرض بھی ہے یانہیں ؟جن علماء کے نزدیک وجودمحرم نفس وجوب کی شرط ہے ان کے نزدیک اس صورت مین عورت پرحج سرے سے واجب ہی نہیں ہے جیساکہ علامہ کاسانی اورابن نجیم مصری کاموقف ہے اورجن علماء کے نزدیک محرم وجوب اداکی شرط ہے ان کے یہاں محرم یاشوہر کے سفرکے اخراجات عورت پرواجب ہوں گے ،بہرکیف مذکورہ صورت مین عورت پرواجب نہیں ہوگا کہ وہ حج کمیٹی یاٹور کے ساتھ حج فرض اداکرے ، تاہم اگر حج کرناچاہتی ہے توعام حالات میں اس کے خروج کے جواز کافتوی نہیں دیاجائے گا، مخصوص حالات میں چندشرائط کے ساتھ اجازت کی گنجائش معلوم ہوتی ہے ، فتنہ وفساد سے کامل اطمینان ہو، حج کاشوق اضطراب کی حدتک پہنچ گیاہو ، حج کمیٹی یاٹور کے قافلہ کے ساتھ ایسے بااعتماد مرد وخواتین ہوں جو اس کے ضروری کام سنبھال سکیں ۔

(۲۵) مولانامتازخان ندوی تحریر کرتے ہیں کہ ایسی عورت کے لیے حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے جانا راقم کے نزدیک جائزنہیں ہے ،البتہ آخری عمر میں اس کو وصیت کردینی ضروری ہے۔

(۲۶) مولانامحمدثناء اللہ مظفرپوری لکھتے ہیں : جب کوئی محرم میسرنہیں یااس کے اخراجات کی متحمل نہیں توحج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفرکرنا اس کے لیے ممنوع ہوگا ۔اخیروقت میں اس پرحج بدل کی وصیت کرنا واجب ہوگا (یعنی محرم کاوجود شرط ادا ء ہے)۔

(۲۷)مولانا محمدشکیل سعادتی لکھتے ہیں : علامہ ابن عثیمین اورحضرت مولانا

خالد سیف اللہ رحمانی کے حوالے سے بیان کردہ خرابیوں کی بنیادپر تنہاعورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ، بلکہ ایسی عورت کوچاہئے کہ یاتومحرم کاانتظارکرے یاپھر اگر آخر وقت تک محرم میسر نہ ہوتو اس کی وصیت کرجائے۔

(۲۸)مولاناعبدالحمید قاسمی لکھتے ہیں : اس میں کوئی شک نہیں کہ حج کمیٹی یاحج ٹور والے کے اپنے انتظامات ہوتے ہیں ، عورت کی جان ، مال ، عزت وآبرو کے سلسلے میں خطرات نہیں ہوتے ، لیکن حدیث شریف میں عورت کے لیے بلامحرم سفرکومطلقا حرام قرار دیاگیاہے اس میں اس کی کوئی قیدنہیں کہ اگرخطرات ہوں توبلامحرم سفرکی اجازت نہیں اورخطرات نہ ہوں تواجازت ہے ، اوربلاضرورت واقتضاء کے حدیث شریف کے اطلاق کوختم کرکے اسے مقیدکرناشرعا درست نہیں ہے ۔ اس لیے اگرعورت حنفی مسلک پرعمل کرتی ہے تواسے بلامحرم سفرکرنے سے گریز کرناچاہئے ورنہ وہ گنہ گار ہوگی ۔

(۲۹) مولانارفیق احمدقاسمی لکھتے ہیں : (اس) صورت میناحناف کے نزدیک عورت کے ذمہ حج کی ادائیگی ہی واجب نہیں ہے ، لہذا جب تک محرم کاکوئی انتظام نہ ہو تب تک حج کے مؤخرکرنے کی وجہ سے عورت کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا ، پس وہ ایسی صورت مین بغیرمحرم کے حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ حج نہ کرے ۔

(۳۰) مولاناراشد قاسمی لکھتے ہیں : ایسی صورت میں عندالاحناف ایسی عورت پرحج فرض ہی نہیں ہوتا ، جب اس کے اوپرحج فرض ہی نہیں توظاہر ہے کہ حج ٹور یاحج کمیٹی کے ساتھ سفرکرنے کا تکلف بے معنی سی بات ہے ، اس لیے فقہاء احناف نے بغیرمحرم کے کسی بھی طرح کی جماعت کے ساتھ سفرحج پرنکلنے سے سختی سے منع کیاہے ، کیونکہ محرم کے ساتھ ہونے کے جوفوائد ہیں رکوب ونزول اورفتنوں سے اما ن وہ عورتوں یاکسی جماعت سے حاصل نہیں ہوتے ، اس کے بعد بدائع اورالبحر کی عبارت نقل کرکے لکھتے ہیں ۔ان واضح عبارات کے ہوتے ہوئے عورت کوحج ٹور قافلہ کے ساتھ نکلنے کی کسی حال میں اجازت نہیں دی جائے ۔

(۳۱) مفتی محمد شاہدحسین قاسمی لکھتے ہیں : ایسی صورت میں علی اختلاف الائمہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لیے نہیں جاسکتی ، دلائل پہلے گذرچکے۔

(۳۲) اس راقم عاجز نے بھی اس صورت میں عورت کے سفر حج کوبلامحرم حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ ممنوع لکھاہے ، اکثرمقالہ نگاروں کے نے سوال نمبر ۶ کے جواب میں ایسی عورت کے لیے بلامحرم حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ حج کاسفر کرنے کوممنوع قرار دیاہے جیساکہ پچھلے صفحات میں ذکرکیاگیا ۔لیکن کچھ حضرات نے اس سفر کو جائز قراردیاہے ، یاتوا س لیے کہ ان کی نظر میں امام مالک اورامام شافعی رحمہماالله کاقول راجح ہے یااس لیے کہ آج کانظام سفر محفوظ اورخطرات

سے خالی ہے اوراحادیث میں جوممانعت وارد ہے وہ عام حالات یاپچھلے زمانہ کے غیرمحفوظ نظام سفر سے متعلق ہے جب جنگلوں اوربیابانوں سے گزرہوتاتھا اورکچھ حضرات کے نزدیک حکم کامدارتحفظ پر ہے ، اگریہ تحفظ حاصل ہوتومحرم کے بغیرسفر کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں ، ذیل میں ہم ان حضرات کاموقف اورنقطہ ٔ نظرذکرکرتے ہیں :

(۱)مولاناولی اللہ مجید قاسمیلکھتے ہیں : سفرمیں محرم کی شرط کامقصد عفت وعصمت کاتحفظ ہے ، اس لیے محرم کے ہونے کے باوجود بسااوقات اس مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے سفرحج سے منع کیاگیاہے جیسے کہ محرم فاسق اورناقابل اعتبار ہوتو اس کے ساتھ سفرکی اجازت نہیں دی جائے گی ، اوربعض حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں غلبہ فساد کی وجہ سے دودھ شریک بھائی کے ساتھ سفرجائز نہیں ہے حالانکہ وہ محرم ہے اورامام مالکؒ کہتے ہیں کہ کسی عورت کے لیے سابق شوہر کے بیٹے کے ساتھ سفر درست نہیں ہے کیونکہ لوگوں میں بگاڑ آگیاہے ۔

اوراس کے برعکس فتنہ کااندیشہ نہ ہونے کی وجہ سے بوڑھی عورت کے لیے نامحرم مردوں کے ساتھ سفرکی اجازت دی گئی ہے اس لیے اصل اعتباراس کاہے کہ محرم کے ساتھ یااس کے بغیر عورت کاسفرمحفوظ ہے یامحفوظ نہیں ہے ، اگرعورت کی عصمت وعفت کوخطرہ نہیں ہے تومحرم کے بغیر سفرکی اجازت دی جائے گی اوراگر اندیشہ ہے تو محرم کے ساتھ ہونے کے باوجود سفرکرنادرست نہیں ہے ، اس کے بعدانہوں نے العرف الشذی اورفیض الباری سے علامہ کشمیری رحمہ اللہ کاقول نقل کیاہے ۔

(۲) ڈاکٹر مفتی محمدشاہ جہاں ندوی لکھتے ہیں :جسمانی اورمالی استطاعت کے اعتبارسے ایک خاتون پر اوروہ بظاہرپاکدامن ہے اوراسے حج کمیٹی یاحج ٹور کے ساتھ نکلنے میں عفت وعصمت کے سلسلے میں کسی فتنہ اورخطرہ کااندیشہ نہیں ہے تووہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ فرض حج کے لیے بغیرمحرم کے سفرکرسکتی ہے البتہ سفرمیں پوری احتیاط ملحوظ رکھے۔

(۳) مولانامقیم احمدندوی لکھتے ہیں :۔ حج کے لیے مالی استطاعت رکھنے والی خاتون کے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے حج کوجائے ، کیونکہ ایام گذشتہ کی طرح موجودہ زمانے کاسفرنہیں ، طریقے بدل گئے ، حالات مختلف ہوگئے ، اس زمانہ میں سفرمختلف خطرات پرہوتاتھا ، اس وقت جنگلوں اوربیابانوں کوپاڑ کرنا پڑتاتھا، اس لیے جان ومال اورعزت وآبرو کازیادہ خطرہ لگارہتاتھا ، اوراس زمانہ میں چونکہ سفربالعموم مامون ہوتاہے ، کیونکہ اولاتوجنگلوں کاراستہ نہیں رہا ، لہذا اس کے اثرسے ہونے والے خطرات ختم ہوگئے ، ثانیا یہ کہ ہرجگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے ، سکوریٹی اورحفاظتی دستے ہرپرازخطر مقام پرفراہم ہوتے ہیں ،عورت کے اوپر خطرہ کاسختی سے نبٹارہ کی شکل موجودہوتی ہے ۔

(۴)ڈاکٹر محمد مبین سلیم ندوی ازہری دونوں فریق کے نقطۂ نظر اوردلائل کاجائزہ

لینے کے بعد لکھتے ہیں : راجح رائے یہی ہے کہ حج کے سفرمیں اصل تو محرم کاہوناہی شرط ہے ، عورتوں کوبھی ترجیح دیناچاہئے ، لیکن اگراس کے ساتھ کسی مردکاہونامشکل ہو،چاہے وہ عدم وجودگی کہ وجہ سے ہو، چاہے نفقات سفرکاعدم تحمل ، دونوں شکلوں میں فرض حج ادا کرنے کی ا ہمیت کوپیش نظر رکھتے ہوئے تمام امن کے وسائل کے ساتھ تربیت یافتہ عورت کومذکورہ مراتب کے اعتبار سے حج پرجانے کی ا جازت دی جاسکتی ہے ، معاصرعلماء مین ان علماء کی رائے یہی ہے : یوسف القرضاوی ، عبداللہ جبیری ،ابن جبیر، نجاح العزام ، مشتہی ، واللہ اعلم ۔

۵- مولاناظہیراحمدکانپوری لکھتے ہیں : گوکہ ہماری کتب فقہ میں ایسی عورت پر یاتوحج ہی فرض نہیں ہوتا یاحج کااداکرنا فرض نہیں ہوتا ،لہذاجب حج کااداکرناہی ضروری نہیں توپھر اس کی اجازت کہانہوسکتی ہے ؟ جیساکہ تمام فتاوی میں یہی مذکورہے ۔لیکن اگرہم محرم کے شرط ہونے کی بنیاد مدت سفر یعنی تین دن تین رات کوبنائیں توپھراس کی گنجائش بلاشبہ نکل سکتی ہے ، خصوصاجب کہ موجودہ دورکامحفوظ سفر اورحسن انتظام کوپیش نظر رکھاجائے تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے ،بشرطیکہ وہ فتنہ سے خالی ہو ۔

۶-مفتی شبیراحمد قاسمی کامقالہ بھی اس موضوع پر ہے لیکن اس میں اکیڈمی کے سوالات کے جواب کا ترتیب واراہتمام نہیں ہے تاہم اکثرسوالات کاجواب آگیاہے ۔بلامحرم تین دن یااس سے زائد مسافت کاسفر کے عنوان کے تحت انہوننے سفرشرعی یعنی ۸۲کیلومیٹر سے زیادہ کے سفرکو عورت کے لیے بلامحرم یابلاشوہر حج کوجانے کومکروہ تحریمی قراردیاہے ، پھرہوائی جہازمیں بلامحرم عورت کے سفر کے عنوان سے سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کی دشواریوں کاذکرکرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہیں وطن نہیں آسکتے یاانتی آمدنی نہیں ہے کہ جس سے باربار وطن آسکیں اوران کی بیویاں وطن میں تجردکی زندگی گزاررہی ہیں ، بعض دفعہ فتنہ اورمعصیت کااندیشہ بھی سامنے آتاہے اورمیاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اوردوری کی وجہ سے پریشان ہیں ، ایسے حالات میں دونوں چاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں وطن سے محرم کے ساتھ ایرپورٹ تک پہنچ جائے اورادھرسے جدہ یامدینہ ایئرپورٹ سے بیوی کوشوہر یامحرم ساتھ لے لے ، اوردرمیان میں چارپانچ گھنٹے کاسفر بلامحرم ہوگا، مگرقابل اعتمادلوگوں کی معیت میں ہوگا ، اس طریقہ سے دوکام اوردو فائدے حاصل ہوجائیں گے !

۱-میاں بیوی دونوں کی آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنۂ عظیم اورمعصیت سے حفاظت ہوجائے گی ۔

۲- اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوی دونوں ایک ساتھ حج بیت اللہ بھی کرلیں گے --- لہذا اوپرذکرکردہ خاص عذر اورشدیدمجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لیے حضرت امام مالک ، امام شافعی رحمہمااللہ وغیرہ کے قول پرعمل کرنے کی گنجائش ہے ، اس کے بعد انہوں نے چھ قیود کاذکر کیاہے جنہیں متعدد مقالہ نگاروں نے

بھی ان کے فتاوی سے نقل کیاہے ،یعنی احتیاطی تدابیر ۔

۷- مولاناکلیم اللہ عمری مدنی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں : محرم کاوجود کسی عورت کے حج کے لیے لازمی شرط نہیں ہے ، لہذابقول امام شافعی وامام مالک رحمہمااللہ سفرکے لیے رفقہ مامونہ یادیگر عورتوں کی رفاقت میں حج کے لیے روانہ ہوجائے ، نیزحج کمیٹی یاحج ٹور سروس مینماشاء اللہ عورتوں کی بڑی تعدا رہتی ہے لہذا اس قافلہ میں حج کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے ۔

۸- مولاناڈاکٹرظفرالاسلام صدیقی لکھتے ہیں : جی ہاں وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے ساتھ جاسکتی ہے بدون محرم کے ، آگے جواز کے دلائل نمبر ۲ کے جواب کے ذیل میں مفصل لکھے جاچکے ہیں ، پھرلکھتے ہیں : بڑے ادب کے ساتھ ارباب فقہ وافتاء وقضاء سے درخواست ہے کہ اس کے مثبت پہلو پرغورکریں جبکہ سعودی حکومت نے محرم کالزوم ختم کردیا ہے ورنہ خواتین بغیرمحرم سفرحج کرتی رہیں گی اورگناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی رہیں گی ۔

۹- مفتی نذیربن یونس لکھتے ہیں : ایسی صورت میں حج کمیٹی یاٹور کے ساتھ وہ عورت بغیرمحرم کے حج کے لیے جاسکتی ہے ، چونکہ اس میں ثقہ عورتیں بھی موجودرہتی ہیں لہذا اس صورت میں عورت کے لیے حج کے لیے جاناواجب ہے ۔

۱۰- مولانامظاہرحسین عمادقاسمی جامعہ اسلامیہ شانتا پورم کیرلا لکھتے ہیں : (مذکورہ) خاتون حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ بغیرمحرم یابغیر شوہر کے سفرحج کرسکتی ہے :

۱-رشتہ دار اورجان پہچان کی کم ازکم ایک ثقہ عورت قافلہ کے ساتھ ہو، اگر دویازیادہ ہوتوبہت بہتر ہے۔

۲-حج کمیٹی اورٹور والے یہ گارنٹی دیں کہ عورتوں کوہوائی جہاز اورہوٹلوں میں مردوں کے ساتھ نہیں رکھاجائے گا۔

۳-سفرحج تین دن اورتین رات سے کم کاہو ۔

۴- جان وآبرو کی حفاظت کامکمل یقین ہو ۔

۵- حج کمیٹی اورحج ٹورکے افراد قابل عتماد ہوں ۔

۱۱-مولاناعطاء اللہ بخاری لکھتے ہیں : حج کی مالی استطاعت رکھنے والی خاتون کے لیے گنجائش ہے کہ وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیرمحرم کے حج کے لیے جائے ،کیونکہ ماضی کی طرح کاسفر موجودہ دورمیں نہیں ہوتاہے ، جہاں سفرمختلف خطرات سے بھراہوا تھاا ورجنگلون اوربیابانوں کوپارکرناہوتاتھا ، جان ومال اورعزت وآبرو کاخطرہ رہتاتھا ، اب چونکہ اس دورمیں سفرعام طورپر محفوظ ہوتاہے ، ہرجگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے ، سکیوریٹی اورحفاظتی دستے ہرجگہ فراہم ہوتے ہیں،لہذا مکمل احتیاط کے ساتھ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ

فرض حج کے لیے بغیرمحرم کے سفر کرے ۔

۱۲-مولاناعبدالمالک مغیثی سہارنپور نے بھی تقریبا اسی رائے کااظہارکیاہے ، الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ۔

۱۳- مولانافیاض قاسمی لکھتے ہیں : احناف اورحنابلہ کے یہاں اس پرحج فرض نہیں ہے یاتومحرم کے انتظام ہونے کاانتظار کرے یاپھر حج بدل کرالے یاپھر اخیر میں وصیت کرکے دنیاسے جائے ۔۔لیکن بغیر محرم کے سفرکی ممانعت کی علت اورحکمت کی طرف نظرکرکے بعض فقہاء نے جس طرح بوڑھی عورت کوغیرمحرم کے ساتھ سفرحج کرنے کی اجازت دی ہے ، اسی طرح اگرعورت جوان ہو اورفتنے کے مواقع کم ہوں تواسے بھی سفرحج واجب کی اجازت ملنی چاہئے ۔

۱۴-مولاناثابت شمیم رشادی لکھتے ہیں : ملک کے موجودہ قانون کومدنظر رکھتے ہوئے ائمہ ثلاثہ اورامام محمدؒ کے قول کواختیار کرتے ہوئے خواتین کے لیے محرم کے بغیربھی سفرحج کی گنجائش ہوگی بشرطیکہ وہ سفرحج فرض کے لیے ہواورقافلہ میں قافل اعتماد مردو خواتین موجودہوں جوضرورت کے وقت تعاون کرسکیں ۔

سوال نمبر ۷: محرم یاشوہر کے ساتھ رہنے کی شرط عورت کوفتنہ سے بچانے اوربوقت ضرورت مددحاصل کرنے کے لیے ہے ،لیکن معمرخواتین کے حق میں فتنہ کااندیشہ کم ہوجاتاہے ، ایسی صورت میں کیاان کے لیے اس شرط میں نرمی کاپہلو اختیارکیاجاسکتاہے ؟اوراگراختیارکیاجاسکتاہے توکیااس کے لیے کسی خاص عمرکی حد مقرر کی جاسکتی ہے ؟

جواب: جن حضرات نے بلامحرم عورت کے سفر حج کو حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ کچھ شرطون کے ساتھ جائزقراردیاہے ، ان کی تعداد : ۱۴ ہے ، انہوں نے معمر اوربوڑھی خواتین کے بلامحرم سفرکوبھی ان شرطوں کے ساتھ جائز قراردیاہے ، بلکہ اس کاجواز ان کے نزدیک بدرجہ اولی ہے ، البتہ جن ارباب افتاء نے اس سفر کوممنوع قراردیاہے ان کی تعداد اکیس ہے ،ان میں سے ۱۷ ،حضرات نے بوڑھی اورغیرمشتہات خواتین کوانہیں شرطوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے اور اس کی گنجائش نکالی ہے ۔ان کے نام یہ ہیں :

مفتی جنید،۲-مولاناشفیق مظاہری، مولاناعبدالمنان قاسمی ،مفتی محمد اکرام سعادتی، مولاناولی اللہ مجید قاسمی، مولانامحمد اشرف قاسمی ، مفتی شاہد علی قاسمی ، مولانا محمدفلاحی ،مولانا نثاراحمد گودھروی ،مولانابدر احمدمجیبی ندوی،مولانامحمدراشد قاسمی، ۱۲-مفتی فرید احمد کاوی ،مفتی محمد شاہد حسین ،مولاناممتازخان ندوی ، مولاناثناء اللہ قاسمی ،مفتی محمدتوصیف ، مولاناابوالربیع عبدالرب سعادتی ۔

ان کاکہناہے کہ سفرمیں محرم یاشوہر کی معیت کی شرط کااصل مقصد عورت کوفتنہ اورابتلائے معصیت سے بچانااور سوارہونے اوراترنے کی ضرورت پوری کرناہے اگر اس کے زیادہ معمر اورغیرمشتہات ہونے کی وجہ سے فتنہ کااندیشہ نہ ہو تو صالحین

وصالحات کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ، شریعت کے بعض دیگرمسائل میں بھی جوان اوربوڑھی عورت کے درمیان فرق ملحوظ رکھاگیاہے ، آج کے دورمیں سفرکانظام بہت حدتک محفوظ ہے ، قدم قدم پرحفاظتی عملہ مدد کے لیے موجودہوتاہے ، پھریہ ایک مقدس اورروحانی سفر ہے جس میں جنسی جذبات مغلوب ہوتے ہیں اورخشیت الہی کاغلبہ ہوتاہے ۔

البتہ جن حضرات نے جوان اوربوڑھی دونوں طرح کی خواتین کے لیے بلامحرم سفرحج کوممنوع قراردیا ہے ان کایہ فتوی حنفیہ اورحنابلہ کے مفتی بہ قول اورظاہر الروایت کے مطابق ہے ، ان کی تعد۱۴ہ ہے ۔ممانعت کے سلسلہ میں جواحادیث واردہیں ان میں جوان کی کوئی تخصیص نہیں ہے ، اور فقہی کتابوں مینبھی دونوں کاحکم یکساں بیان کیاگیاہے ، اور بوڑھی عورتوں کوضعف ونقاہت کی بناپر تعاون کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جوشوہر یامحرم ہی پوری کرسکتاہے ۔

اوریہ کہنا کہ آج کاسفرمحفوظ ہے ، بعض مقالہ نگاروں نے اس کی تردید کی ہے اورلکھاہے کہ آج کاسفر جتناپرخطر اورغیرمحفوظ ہے ماضی میں کبھی نہیں تھا۔ فسادزمانہ ہی کی وجہ سے بعض فقہاء نے رضاعی بھائی اورسابق شوہر کے بیٹے کے ہمراہ سفرکوممنوع کہاہے حالانکہ وہ دونوں محرم ہیں ۔

متاخرین فقہاء میں سے بعض کی عبارتوں میں جوبوڑھی خواتین کے لیے نرمی کاپہلو نکلتاہے اورسفرحج کے سلسلے میں جوگنجائش پائی جاتی ہے ، وہ ان کے اجتہاد پرمبنی ہے اور''المجتہد یخطی ویصیب ''اس لیے ان میں غلطی کاامکان ہے ،لہذا چندفقہاء کی رائے پرجوازکافتوی دینامحل نظرہے ۔

مجھے یادآتاہے کہ دوسرے فقہی سیمنارمیں جوتقریبا ۳۰ہسال قبل جامعہ ہمدرد دہلی یونیورسٹی میں منعقد ہوا تھا اس میں پاکستان سے مفتی محمدشفیع صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے مفتی محمدرفیع عثمانی مدظلہ تشریف لائے تھے اس سمینارمیں سودسے متعلق بھی کوئی مسئلہ زیربحث تھا، اسی کے ذیل میں محتاج کے لیے استقراض بالربح کامسئلہ بھی سامنے آیا ،جسے علامہ ابن نجیم مصری صاحب ''الاشباہ والنظائر '' نے جائز کہاہے ،جب یہاں کے بعض علماء نے اس کاتذکرہ کیاتوانہوننے اس پرتعجب کااظہارکیا ، کہاگیاکہ ہندوستان کے علماء کاتو اس کے جواز پرتقریبا اتفاق ہے توانہوں نے جواب مینکہاکہ ''جس طرح آپ کے یہاں اس کے جواز پراتفاق ہے ویسے ہی ہمارے یہاں اس کی حرمت پراتفاق ہے سود کی حرمت قرآن وحدیث مینبڑی تاکید کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ محض علامہ ابن نجیم اور''الاشباہ والنظائر '' کی عبارت سے کیسے حلال ہوسکتاہے ''کیاایک بڑے فقیہ کی رائے ایک شیء حرام کے جواز کی دلیل بن سکتی ہے ؟ پھر ان سے کہاگیا کہ دونوں ملکوں کے حالات مختلف ہیں اس لیے یہاں بعض احکام میں کچھ تخفیف ہوسکتی ہے ۔

اسی طرح بعض فقہی کتابوں مینبھی معمر اورغیرمشتہات خواتین کے سفر کے سلسلے میں بھی نرم پہلو اختیارکیاگیاہے اورفتنوں سے تحفظ کی شرط کے ساتھ غیرمحرم

کے ساتھ سفر کی اجازت دی گئی ہے ،لیکن فقہائے کرام کی اس عبارت اور اس رائے کوکتاب وسنت کے نصوص کادرجہ حاصل نہیں ہے ، اس لیے محض ان عبارتوں کوبنیادبناکر سفرکے جواز کافتوی دینامحل نظر اورقابل غور ہے ۔اگربوڑھی عورتوں کاحکم مختلف ہوتاتوکہیں توحدیث میں اس کاذکرہوتا ، جیساکہ پردہ کے سلسلے میں ان کے بارے میں قرآن میں تخفیف کاذکر ہے ۔

اورجہا ں تک حکم کی علت کاتعلق ہے توجہاں حکم کی علت بھی منصوص ہوتوبے شک اس پرمدار حکم ہوتاہے لیکن اس مسئلے میں حدیث میں کوئی علت منصوص نہیں ہے، بعض فقہاء نے عفت وعصمت کے تحفظ کواس حکم کی علت قراردیاہے یہ بھی فقہاء کااجتہاد ہے جس میں غلطی کاامکان ہے ، پھرایک حکم کی متعددعلتین ہوتی ہیں ،اگرایک علت نہیں پائی گئی تودوسری علتیں حرمت کی موجودہوتی ہیں ، اس لیے اس کے جوازکاحکم نہیں دیاجاسکتا۔

پھرمسئلہ صرف سفر کانہیں ہے جوہوائی جہازاورتیز رفتاربسوں سے چندگھنٹونمیں طے ہوجاتاہے بلکہ مکمل چالیس پینتالیس دنوں کے پرمشقت سفرکا اورمناسک حج کی ادئیگی کاہے ، مکہ اور مدینہ میں اب تک ایسانظام نہیں بن سکا ہے کہ عورتوں کے قیام کانظام الگ اورمردوں کاالگ ہو ، بلکہ ان مقدس مقامات مین بھی ہوٹلوں میں اب تک مخلوط نظام ہے اوراس میں غیر محرم مرد بھی عورتوں کے ساتھ ایک حجرے میں ہوتے ہیں ۔ اورمدینہ منورہ میندو بیڈ اورتین بیڈ کے روم ہوتے ہیں اور اس میں غیر محرم مرد کا قیام بھی ہوسکتاہے جبکہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے ، پھرمنی ، عرفات ، مزدلفہ کاازدحام اوراورمکمل پانچ دنوں کاقیام ۔یہ ساری باتیں مدنظر رہنی چاہئے ۔

خیرالقرون میں بھی عہد رسالت سب سے بہتر اوربابرکت زمانہ ہے اس میں ایک صحابی جوکسی غزوہ مین شرکت کے لیے نام لکھاچکے ہیں اوران کی اہلیہ حج کے لیے جارہی ہیں توحضور ﷺ انہیں جہادمیں شرکت سے روک کر بیوی کے ساتھ حج کے لیے بھیجتے ہیں ، حالانکہ مدینہ سے مکہ معظمہ کاسفر ہے اورصحابہ کرام کے قافلے کے ساتھ جن کے بارے میں قرآن کہتاہے :أولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی (سورۂ حجرات:)، اس سے زیادہ خیرکاغلبہ کس دورمیں ہوگا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی اہلیہ کوصحابہ کے قافلہ کے ساتھ حج کے لیے جانے کی اجازت نہیں دی بلکہ شوہرکو ساتھ روانہ کیا ، اس سے شوہر یامحرم کی شرط کی اہمیت اس سفرکے لیے واضح ہوتی ہے ۔عہدرسالت میں جوامن وسلامتی اورفتنوں سے تحفظ کادورتھا آج اس کاتصور بھی نہیں کیاجاسکتا، پھریہ بات بے معنی ہے آج کانظام سفر پہلے سے زیادہ محفوظ ہے ۔

جن واقعات سے بلامحرم عورت کے سفر کے جواز پراستدلال کیاجاتاہے ان میں سے رسول اللہ ﷺکی بنات حضرت زینب ، حضرت ام کلثوم اورحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن کاسفرہجرت ہے ،یاام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ اورحضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کاسفرہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آدمیوں کوبھیج کر اپنی بیوی اوربیٹیوں

کومنگوایا، توسفر ہجرت میں محرم کی شرط نہیں ہے ، اس لیے کہ بلامحرم سفرکرنے میں موہوم خطرہ ہے اوردارالکفرمیں قیام میں جان وایمان اورعزت وآبرو کایقینی خطرہ ہے ، اس لیے یقینی خطرہ سے بچنے کے لیے موہوم خطرے کواختیارکیاجائے گا، اورحضرت زینب رضی اللہ عنہا شوہر کے لیے حلال نہیں تھیں اس لئے کہ شوہر اپنے قدیم دین پرقائم تھے ، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے قید سے آزاد کرتے ہوئے یہ عہد لیا تھا کہ وہ زینب کومدینہ منورہ بھیج دیں اورآپ ﷺنے انہیں لانے کے لیے حضرت زیدبن حارثہ اورایک انصاری صحابی کوبھیجاتھا وہ مکہ سے باہربطن یأجج میں ٹھہرے اورابوالعاص نے انہیں اپنے بھائی کنانہ کے ہمراہ وہاں بھیج دیا اوریہ دونوں انہیں بحفاظت مدینہ لے آئے جب دوبارہ ابوالعاص مدینہ آئے تھے تو حضورﷺ نے اپنی بیٹی کوکہہ دیاتھا کہ ''أکرمی مثواہ'' لیکن یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ ازدواجی تعلق سے بچیں کیونکہ وہ ان کے لیے حلال نہیں ہیں، اس لیے حرام سے بچانے کے لیے یہ انتظام فرمایا،بہرحال ہجرت کاسفر اضطراری ہے ،جس پرا ختیاری حالت کوقیاس نہیں کیاجاسکتا، اورحضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت میں محض ایک خبراورپیش گوئی ہے جواس کے جواز کی دلیل نہیں جیساکہ علامہ ابن حجر نے بھی اس کی صراحت فرمائی ہے ، فرماتے ہیں : ''لأنہ لیس فی کل شییء أخبربہ النبی ﷺ بأنہ سیکون محرما ولاجائزا ''(فتح الباری۴؍۷۶)۔

بہرحال دلائل کی روشنی میں اس عاجز کے نزدیک بلامحرم عوورت کاسفر حج درست نہیں اورکوئی ایسی ضرورت بھی نہیں کہ مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف عدول کیاجائے ، اگرمحرم میسرنہیں تواس پرحج ہی فرض نہیں ،یاحج کا سفر واجب نہیں وہ اخیرعمر میں حج بدل کی وصیت کرجائے ۔

سعودی عرب کی ''ہیئۃ کبار العلماء '' اور ''اللجنۃ الدائمۃ للافتاء '' کافتوی بھی عو رت کے لیے بلامحرم سفر حج کے عدم جواز کاہے خواہ وہ جوان ہویابوڑھی ، شیخ ابن باز اورمفتی محمد بن صالح عثیمین رحمہماااللہ نے اسے ناجائز کہاہے علامہ ابن عثیمین نے بوڑھی عورت کے استفسار پرانہیں حج میں جانے سے منع کیاہے .بعض مقالہ نگاروں نے ان کے فتوی کواپنے مقالہ میں نقل کیاہے ۔

اوربڑھاپے کی عمرکے سلسلے میں کچھ حضرات نے سن ایاس کی تحدید کی ہے یعنی جب اسے حیض آنابند ہوجائے اورکچھ لوگوں نے ۴۵؍ ۵۰؍ اورکچھ نے ۵۵ ، کچھ نے ساٹھ ۶۰؍ کچھ نے ۶۵؍ اورکچھ نے ۷۰؍ سال کی تحدید کی ہے اوربعض حضرات نے کوئی تحدید نہیں کی ہے بلکہ اس کامدارغیرمشتہات ہونے پررکھاہے کہ جب وہ عمر کی اس منزل کوپہنچ جائے کہ نہ اس کاصنفی میلان مردوں کی طرف ہو نہ مردوں کامیلان ان کی طرف ہواوریہی رائے زیادہ مناسب ہے ۔

* * *

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی نقطہ نظر

مفتی شبیر احمد قاسمی•

خواتین کا محرم یا شوہر کے ساتھ قریب یادور کے سفر میں جانا، کسی طرح قابل اشکال بات نہیں، چاہے حج یا عمرہ کا سفر ہو یا تبلیغی سفر ہو یا اپنے روز گار کے سلسلے میں سفر ہو یا سیر و تفریح کی غرض سے سفر ہو، اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں۔

یہاں مسئلہ زیر غور خواتین کا بلا محرم سفر کرنے سے متعلق ہے، عورتوں کے بلامحرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنے میں خوف فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے، اس لئے حدیث پاک میں بلا محرم سفر کرنے سے عورتوں کو منع کیا گیاہے، پھر حضرات فقہاء نے اس ممانعت کی علت خوف فتنہ کو قرار دیا ہے؛ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تین دن تین رات کے سفر کو یعنی مسافت سفر کی دوری پر سفر کرنے کو خوفِ فتنہ کا اندیشہ قرار دیا۔

اور امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک دن ایک رات کے سفر کو بھی خوف فتنہ کا اندیشہ قرار دیا ہے، حنفیہ کا فتوی فساد زمانہ کی وجہ سے اسی قول پر ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً خوف فتنہ کی شرط ہے، زمان اور مدت کی شرط نہیں، یہی حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے ہے۔

اور آج کے زمانہ میں سعودی حکومت اورحکومت ہند کے اتفاق رائے سے خواتین کو بلا محرم حج یا عمرہ کے سفر کی اجازت دی گئی ہے، اس لئے اس وقت یہ مسئلہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے؛ لہٰذا اس سلسلے میں چند مسائل ذیلی سرخیوں کے ساتھ پیش خدمت ہے، جن میں سوال نامہ کے جوابات بھی ساتھ ساتھ واضح ہوجائیں گے:

محرم کی معیت کی شرط میں ائمہ کا مذہب:

سفر میں محرم کے ساتھ شرط ہونے کے سلسلے میں فقہاء کے کیا مذاہب ہیں؟ اور اگر محرم ساتھ نہ ہو؛ لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ہو تو کیااسے کافی قرار دیا جاسکتا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: عورت کے ساتھ محرم کے ہونے کی شرط خوف فتنہ ہے، اور خوف فتنہ سے متعلق حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تین دن تین رات کی مسافت کی قید لگائی ہے؛ اس لئے کہ عام طور پر ایسے لمبے سفر میں فتنہ کا خطرہ ہوتا ہے اور حضرت امام مالکؒ، شافعیؒ، اوزاعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ وغیرہ نے مطلقاً خوف فتنہ کی قید لگائی

• شیخ الحدیث ومفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، یوپی۔

ہے؛ چنانچہ اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو ان حضرات کے نزدیک نیک لوگوں کے قافلے کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے، یہی حضرت امام احمد بن حنبل کا بھی مسلک ہے۔

''قال حماد: لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين'' (ہندیہ ۴۲۳٫۵، اتحاد دیوبند)۔

''فقال: مالک: تخرج مع جماعة النساء، وقال الشافعي: تخرج مع ثقة حرة مسلمة، وقال ابن سيرين: تخرج مع رجل من المسلمين، وقال الأوزاعي: تخرج مع قوم عدول'' (اعلاء السنن کراچی ۱۴٫۱۰، بیرت ۱۷٫۱۰)۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا عورت کے لئے بلاکراہت جائز ہے،اور اس میں مسافت کی کوئی قید نہیں، تین دن تین رات سے زیادہ ہو یا کم ہو، ہرحال میں جائز ہے۔

''ويجوز عندي مع غير محرم أيضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث ... '' (فیض الباری ۲/۳۹)۔

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط :

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط سفر شرعی کی مسافت طے کرنے کے ارادے سے نکلنے میں ہے یا تین روز تین رات کے سفر کے ساتھ مقید ہے؟ اس سلسلے میں جو حکم شرعی قدیم زمانہ میں لکھا گیا ہے، وہ اس زمانہ کے سفر کے پیش نظر لکھا گیا اور اس زمانہ میں تین دن تین رات کا سفر جو ہوا کرتا تھا، وہ عام طور پر مسافت شرعی کے دائرہ میں ہوتا تھا، اور آج کے زمانہ میں وہ مسافت تین دن تین رات کے بجائے چند گھنٹوں میں طے ہوجاتی ہے، اس لئے محرم کی شرط کی قید تین شب وروز کے ساتھ مقید نہیں ہوگی؛ بلکہ مسافت شرعی کے ساتھ مقید ہوگی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تین دن تین رات کی جو قید لگائی ہے، اس سے مسافت شرعی ہی مراد ہے؛ لہٰذا مسافت شرعی پر سفر کرنے کی صورت میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا عورت کے لئے لا زم ہے، یہی ذیل کی عبارت کا مقصد ہے، ملاحظہ فرمائیے:

''وهو ثلاثة أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى مادونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها، وحدّها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان'' (شامی کراچی ۲/۴۶۴، شامی زکریا ۳/۴۶۵)۔

مذکورہ عبارت میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ایک دن ایک رات کی مسافت کے سفر کو بلا محرم کرنا ناجائز اور مکروہ تحریمی قرار دیا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد محرم کی قید لگانے میں خوف فتنہ سے بچنا ہے۔

''ولاتسافر المرأة بغير محرم ثلاثة أيام فما فوقها، واختلفت الروايات فيما دون ذلک، قال

أبویوسف: أکرہ أن تسافر یوماً بغیر محرم، وہکذا روي عن أبي حنیفۃ، وقال الفقیہ أبوجعفرؒ: واتفقت الروایات في الثلاث، أما ما دون الثلاث قال أبوجعفر: ہو أہون من ذلک، کذا في المحیط'' (ہندیہ ۵،۴۲۲، اتحاد دیوبند)۔

شرعی محارم کون کون؟

عورت اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے اور شوہر کے علاوہ ان تمام محرم مردوں کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے، مثلاً باپ، دادا، پردادا، بیٹے پوتے پڑپوتے، نو اسے اور ان کی اولادیں، داماد، خسر، خسر کا باپ، شوہر کا نانا، حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، ماں شریک بھائی، رضاعی بھائی اور ان کی اولادیں، رضاعی باپ، حقیقی چچا، تایا، ماموں، نانا وغیرہ یہ سب عورت کے لئے محارم ہیں، اور ان میں سے کسی کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں؛ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے۔

''ثم صفۃ المحرم أن یکون ممن لا یجوزلہ نکاحہا علی التأبید إما بالقرابۃ أوالرضاع أو الصہریۃ لأن الحرمۃ المؤبدۃ تزیل التہمۃ في الخلوۃ إلخ'' (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، جدید زکریا دیوبند ۲/۳۰۰)۔

''والمحرم من لا یجوز لہ مناکحتہا علی التأبید بقرابۃ أو رضاع أو صہریۃ إلخ'' (شامی کراچی ۲/۴۶۴، زکریا دیوبند ۳/۴۶۴)۔

اسی طرح شوہر کے لڑکوں کے ساتھ سفر حج کو جانا جائز ہے؛ اس لئے کہ وہ بھی عورت کے لئے محرم ہیں۔

''إذا سافرت مع ابن زوجہا لابأس بہ لأنہ محرم .....(غنیۃ جدید ص:۲۸)۔

مگر تایازاد، چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی شرعی محرم نہیں ہیں، ان کے ساتھ نکاح جائز ہے؛ اس لئے ان کے ساتھ سفر شرعی جائز نہیں (مستفاد: معلم الحجاج ص:۸۴)۔

محرم کے ساتھ معصیت کاخطرہ ہو تو کیا کریں؟

عورت کے لئے بلا محرم سفرکرنا اس لئے ناجائز اور ممنوع ہے کہ بلا محرم شرعی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے میں معصیت اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ غالب ہوتا ہے؛ لہٰذا ممانعت کی اصل وجہ اور علت ابتلاء معصیت ہے، حتی کہ اگرمحرم شرعی کے ساتھ ابتلاء معصیت کا اندیشہ ہوتو ایسے محرم شرعی کے ساتھ سفر کرنا بھی جائز نہیں ہے؛ اس لئے صرف محرم شرعی میسر ہونا کافی نہیں ہے؛ بلکہ وہاں بھی ایسے محرم شرعی کا میسر ہونا لازم ہے جس کے ساتھ ابتلاء کا شبہ نہ ہو۔

''والمحرم إنما یجوز لہ المسافرۃ معہا إذا أمن علی نفسہ الشہوۃ أما إذا لم یأمن وکان أکبر رأیہ أنہ لو خلابہا أو سافر معہا أو مسہا أن یشتہیہا لم یحل لہ ذلک إلخ'' (غنیۃ جدید ص:۲۸)۔

‘‘ولہذا قالوا: إن المحرم إذا لم یکن مأمونًا علیہ لم یجزلہا أن تسافر معہ وسواء کان المحرم حراً أو عبداً .....’’ (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، جدید زکریا دیوبند ۲/۳۰۰)۔

بوڑھی عورت کے لئے بلامحرم سفر حج:

محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کی شرط اور مقصد اصلی اثناء سفر ابتلاء معصیت اور فتنہ سے حفاظت ہے؛ لہٰذا عجوزہ اور بوڑھی عورت جس میں ابتلاء معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو،اس کا غیر محرم کے ساتھ سفر حج کو جانا جائز ہے۔

‘‘أما العجوز التي لا تشتہي فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلوا إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا ’’ (الدر المختار کراچی ۶/۳۶۸، زکریا دیوبند ۹/۵۲۹)۔

چنانچہ فتنہ کاخطرہ نہ ہونے کی وجہ سے حضرت تھانوی قدس سرہ نے بھی بوڑھی عورت کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے؛ اس لئے محرم یا شوہر کی معیت کی شرط سے ساٹھ ستر سالہ عورت مستثنیٰ ہوگی، مگر بوڑھی کمزور عورت کی خدمت و سہارے کے لئے کسی کا ساتھ میں ہونا ضرروی ہے (مستفاد: امداد الفتاوی ۴/۲۰۱)۔

مشتہاۃ عورت کے لئے بلامحرم تین دن سے کم کاسفر :

اگر مسافت تین دن سے کم کی ہے، یعنی سفر شرعی سے کم ہے،اور فتنہ اور معصیت کا خطرہ بھی نہیں ہے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول مشہور کے مطابق عورت کے لئے بلامحرم اور بلا شوہر سفر کر کے حج کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

‘‘ثم المحرم أو الزوج إنما یشترط إذا کان بین المرأۃ وبین مکۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً فإن کان أقل من ذلک حجت بغیر محرمٍ لأن المحرم یشترط للسفر ومادون ثلاثۃ أیام لیس بسفر فلا یشترط فیہ المحرم کما لا یشترط للخروج من محلۃ إلی محلۃ ’’ (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، زکریا جدید دیوبند ۲/۳۰۰)۔

‘‘أما في أقل منہا فیجب علیہا الحج والخروج إلیہ بغیر محرم أوزوج’’ (غنیۃ جدید ص:۲۶)۔

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول غیر مشہور کے مطابق جو حضرت امام ابویوسف کا بھی ایک قول ہے عورت کے لئے ایک یوم کی مسافت کا سفر بھی بلا محرم یا بلاشوہر کرنا مکروہ ہے، اور فساد زمانہ کی وجہ سے اسی قول غیر مشہور پر ہی فتویٰ جاری کرنا چاہئے۔

‘‘وہو ثلاثۃ أیام ولیالیہا فیباح لہا الخروج إلی مادونہ لحاجۃ بغیر محرم، وروی عن أبي حنیفۃؒ وأبي یوسف کراہۃ خروجہا وحدہا مسیرۃ یوم واحد وینبغي أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان’’ (شامی کراچی ۲/۴۶۴، زکریا جدید دیوبند ۳/۴۶۵، غنیۃ جدید ص:۲۶)۔

بلا محرم تین دن یا اس سے زائد مسافت کا سفر:

اگر سفر شرعی اور تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہے، یعنی ۸۲؍ کلو میٹر

۲۹۶ء میٹر سے زیادہ کا ہے تو حنفی مسلک کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کا سفر طے کر کے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن حج کر لے گی تو بالاتفاق اس کا حج صحیح اور درست ہوجائے گا اور اس پر کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا؛ البتہ کراہت تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا اور اسی پر حنفی مسلک کا فتوی ہے (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، جدید زکریا دیوبند ۲/۳۰۰، غنیہ جدید ص:۲۹)۔

''ولوحجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق (وقوله) لكن مع الكراهة التحريمية للنهي إلخ'' (غنیۃ جدید ص:۲۹، الدرالمختار کراچی ۲/۴۶۵، زکریا دیوبند جدید ۳/۴۶۵)۔

لیکن حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک اگر فتنہ اورمعصیت کا اندیشہ نہ ہو تو قابل اعتماد نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ یا قابل بھروسہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلا محرم سفر کرنا عورت کے لئے بلا کراہت جائز ہے (اوجز المسالک قدیم ۳/۷۳۷، جدید ۸/۶۴۸، دار القلم دمشق، نووی ۱/۴۳۳، حاشیۃ ابوداؤد ۱/۲۴۲، ایضاح الطحاوی ۳/۳۰۸، ہندیہ ۵/۳۶۶، جدید ۵/۴۲۲)۔

نیز مسلک حنفی کے شہرۂ آفاق محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے، شاہ صاحبؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

''ويجوز عندي مع غيرمحرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث'' (فیض الباری ۲/۳۹، ملفوظات محدث کشمیری ص:۴۱۶)۔

ہوائی جہاز میں بلا محرم، عورت کا سفر:

یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر رہتے ہیںاور ان پر ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہے وطن نہیں آسکتے یا اتنی آمدنی نہیں ہے کہ جس سے بار بار وطن آسکے،اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گذاررہی ہیں، بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آتا ہے اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دوری کی وجہ سے پریشان ہیں،اورعورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تواپنے اخراجات کے ساتھ محرم شرعی کا خرچ بھی برداشت کرنابہت دشوار اور بار گراں ہے جو برداشت سے باہر ہے، تو ایسے پریشان کن حالات میں میاں بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں عورت وطن سے محرم کے ساتھ ایئر پورٹ تک پہونچ جائے اور ادھر سے جدہ یا مدینہ ایئر پورٹ سے بیوی کو شوہر یامحرم ساتھ لے لے،اور درمیان میں چار پانچ گھنٹے کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابل اعتماد لوگوں کی معیت میں ہوگا، اس طریقہ سے دوکام اور دو فائدے حاصل ہوجائیں گے:

نمبر۱: میاں بیوی دونوں کی آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنۂ عظیم اور معصیت

سے حفاظت ہوجائے گی۔

نمبر۲: اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوی دونوں ایک ساتھ حج بیت اللہ بھی کر لینگے، تو کیا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ بلا محرم چار پانچ گھنٹے یا پانچ سات گھنٹے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہوسکتا ہے؟

تو حضرت امام ابو حنیفہ ؒکے نزدیک سفر حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے جائز نہیں، اور حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک قابل اعتماد ثقہ لوگونکے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے؛ لہٰذا اوپر ذکر کردہ خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

قیود و شرائط یہ ہیں:

نمبر۱: میاں بیوی بعد ملاقات اور طول فراق کی وجہ سے پریشان ہوں۔

نمبر۲: ایسی قابل اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں۔

نمبر۳: ایسی قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

نمبر۴: ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ بھی نہ ہو۔

نمبر۵: عورت اپنے یہاں کے ایر پورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔

نمبر۶: دوسری طرف کے ایر پورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے، پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کر کے مذکورہ تمام قیودات و شرائط کے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم سفر حج کے لئے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے، اور اس میں بھی یہی کوشش کی جائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے۔

مذکورہ ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

''قال حماد رحمہ اللہ تعالیٰ:لابأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين'' (فتاوی عالمگیریہ قدیم ۵/۵۶۶، جدید ۵/۴۲۳، اتحاد دیوبند)۔

(امام حماد نے فرمایا کہ عورت کے لئے نیک لوگوں کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔

''فقال مالک تخرج مع جماعة النساء وقال الشافعي تخرج مع ثقة حرة مسلمة، قال ابن سيرين تخرج مع رجل من المسلمين، وقال الأوزاعي تخرج مع قوم عدول'' (اعلاء السنن کراچی ۱۰/۱۴، بیروت ۱۰/۱۷)۔

(امام مالکؒ نے فرمایا کہ عورت کے لئے جائز ہے کہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ مسافت کو نکلے اور امام شافعی نے فرمایا کہ مسلمان آزاد قابل اعتماد جماعت کے ساتھ سفر کو جاسکتی ہے، امام محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے کسی قابل اعتماد مرد کے ساتھ سفر کو جاسکتی ہے، اور امام اوزاعیؒ نے فرمایا کہ عادل لوگوں کے ساتھ سفر کو جاسکتی ہے)۔

نیز حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔

''إن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب، قال الأثرم سمعت أحمد يسأل ہل يكون الرجل محرما لازم امرأتہ يخرجہا إلى الحج فقال أما في حجۃ الفريضۃ فأرجو لأنہا تخرج إليہا مع النساء ومع كل من أمنتہ فأما في غيرہا فلا والمذہب الأول وعليہ العمل وقال ابن سيرين ومالک والأوزاعي والشافعي ليس المحرم شرطاً في حجہا بحالٍ'' (أوجز المسالک قديم ۳/۷۳۷، جديد بيروت، كتاب الحج ۸/۶۴۸)۔

نیز مسلک حنفی کے شہرہ آفاق محدث کبیر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کرسکتی ہے۔

''يجوز عندي مع غير محرم أيضا بشرط الإعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃً كثيرۃً في الأحاديث'' (فيض الباری ۲/۳۹۷، ملفوظات محدث كبير كشميری۴۱۶)۔

پھر اسی طرح حج کے بعد واپسی میں سرکاری قانون کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایئر پورٹ تک پہنچنے میں جہاں تک ممکن ہو وہاں تک شوہر یا محرم ساتھ ہو،اور پھر ہوائی جہاز کا سفر بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ ہو اور وطن کے ایئر پورٹ سے محرم آکر لیجائے،تو مذکورہ شرائط وقیودات کے ساتھ جائز ہو جائے گا (انواررحمت ۸۳تا ۸۷، میں تفصیل موجود ہے)۔

اثنائے سفر محرم کی موت واقع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر اثنائے سفر عورت کے محرم کی موت واقع ہوجائے تو عورت کیا کرے؟ تو اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر اپنے ملک سے سفر کے لئے جہاز پر سوار ہونے سے قبل حادثہ پیش آیا ہے تو عورت کے لئے آگے کا سفر بلا محرم کرنا ممنوع اور مکروہ تحریمی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا؛ لہٰذا وہاں سے سفر کو ملتوی کر کے واپس ہوجانا لازم ہو جائے گا اور اگر جہاز پر سوار ہونے کے بعد جہاز کی پرواز کے درمیان موت کا حادثہ پیش آیا ہے تو جہاز اس حادثہ کی وجہ سے واپس نہیں ہوگا؛ بلکہ جدہ یامدینہ ایئر پورٹ پر جاکر رکے گا؛ اس لئے پرواز کی حالت میں موت واقع ہوجائے یامدینہ ایئر پورٹ اور جدہ ایئر پورٹ پر اتر نے کے بعد موت واقع ہوجائے دونوں کا حکم برابر ہوگا اور ایسی صورت

میں جائے واقعہ سے وطن کی مسافت دورہوگی،اور مکۃالمکرمۃ کی مسافت قریب ہوگی اور حکم شرعی یہی ہے کہ جب جائے حادثہ سے مکۃ المکرمۃ کی مسافت قریب ہو تو عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ ارکان حج ادا کرسکتی ہے اور حج کو ملتوی نہیں کرے گی، اور ا سی طرح مکۃ المکرمۃ پہنچنے کے بعد محرم کی موت واقع ہوجائے یا محرم لا پتہ ہوجائے تو بھی عورت بلا محرم حاجیوں کے قافلے کے ساتھ فریضہ حج کے ارکان ادا کرے گی؛ کیونکہ عورت کے لئے سعودی عرب پہنچنے کے بعد موضع امن مکۃ المکرمۃ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں اور مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد بلا محرم ارکان حج ادا کرنا جائز ہوجاتا ہے۔

‘‘أما الواقعة في السفر (إلى قوله) وإن كانت في قرية أو مفازة لا تأمن على نفسها فلها أن تمضي إلى موضع أمن’’ (شامی زکریا ۳/۴۶۶، کراچی ۲/۴۶۵)۔

‘‘وإن كان إلى مكة أقل من مدة سفر وإلى منزلها مدة سفر مضت إلى مكة لأنها لا تحتاج إلى المحرم في أقل من مدة السفر (إلى قوله) وإن كان ذلك في المفازة إذ بعض القرى بحيث لا تأمن على نفسها ومالها فلمأن تمضي فتدخل موضع الأمن’’ (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، جدید زکریا دیوبند ۲/۳۰۱، تاتارخانیۃ ۲/۴۳۵، جدید زکریا دیوبند ۳/۴۷۶، غنیۃ جدید ص:۲۹)۔

اثنائے سفر شوہر کا انتقال ہوجائے یا طلاق بائن ہوجائے تو عورت کیا کرے؟

اگر میاں بیوی ساتھ میں حج یا عمرہ کرنے جائیں اور اتفاق سے ارکان حج یا ارکان عمرہ ادا کرنے سے قبل شوہر کا انتقال ہوجائے یا عورت پر طلاق بائن یا طلاق مغلظہ واقع ہوجائے اور ساتھ میں عورت کا کوئی محرم بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں بحالت عدت بلا محرم عورت ارکان حج یا ارکان عمرہ ادا کر کے تکمیل کرسکتی ہے یا نہیں؟

تو اس بارے میں ہمارے سامنے کل سات شکلیں آتی ہیں، ان میں سے پانچ شکلیں جواز کی ہیں اور ایک عدم جواز کی اور ایک اختلافی ہے ، سب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

شکل نمبر۱: مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد حادثہ پیش آجائے توسب کے نزدیک بلامحرم عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے ارکان ادا کرکے تکمیل کرنا بلا کراہت جائز ہے، حضرات فقہاء نے اس مسئلہ کو ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

‘‘إن كان بينها وبين منزلها مسيرة سفر فصاعدا وبينها وبين مكة دون ذلك فعليها أن تمضي عليها’’ (تاتارخانیۃ ۲/۴۳۵، زکریا جدید دیوبند ۳/۴۷۶، بدائع الصنائع کوئٹہ ۲/۱۲۴، زکریا ۲/۳۰۱)۔

(اور اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافت سفر یا اس سے زیادہ دوری پر ہے اوروہاں سے مکۃ المکرمہ مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو عورت پر لازم ہے کہ ارکان کی تکمیل کرے)۔

شکل نمبر۲: مکۃ المکرمہ پہنچنے سے قبل حادثہ پیش آجائے، تواگر جائے حادثہ

سے مکۃ المکرمہ مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تب بھی سب کے نزدیک بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنا عورت کے لئے جائز ہے، لہٰذا اگر جدہ پہنچنے کے بعد آفاقی عورت کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے تو بھی عورت مکۃ المکرمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کر کے آسکتی ہے؛ اس لئے کہ مسجد حرام سے جدہ کی آبادی کے کنارے تک صرف ۶۷ء کلو میٹر ہے، اس سے مسافت سفر پوری نہیں ہوگی؛ لہٰذا جس آفاقی عورت کا شوہر جدہ شہر میں داخل ہو نے کے بعد فوت ہوجائے یا عورت پر طلاق بائن واقع ہوجائے تو اس کے لئے بلامحرم مکۃ المکرمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کی تکمیل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ حضرات فقہاء کی اس قسم کی عبارت سے واضح ہوتا ہے:

‘‘وإن كان إلى مكة أقل من مدة سفر وإلى منزلها مدة سفر مضت إلى مكة لأنها لا تحتاج إلى المحرم في أقل من مدة السفر’’ (بدائع قديم ۲/۱۲۴، جديد زكريا ديوبند ۲/۳۰۱)۔

(اور اگر جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ مسافت سفر سے کم ہے اور وطن مسافت سفر پر ہے تو عورت مکۃ المکرمہ پہنچ جائے؛ اس لئے کہ مدت سفر سے کم میں عورت کو محرم کی ضرورت نہینہے)۔

شکل نمبر۳: جائے حادثہ سے مکۃ المکرمہ اوروطن دونوں مسافت سفر سے کم پر ہیں توایسی صورت میں سب کے نزدیک عورت کو بلا محرم مکۃ المکرمہ پہنچ کر حج یا عمرہ کرنے کا اختیار ہے، اور یہ بھی اختیار ہے کہ وطن واپس آجائے ؛ لیکن اگر عورت نے احرام باندھ لیا ہے تو واپس نہ آئے؛ بلکہ احرام کی شرائط کے مطابق ارکان کی تکمیل کے لئے ضرور مکۃ المکرمہ پہنچ جائے، تاکہ احرام کی جنایت سے محفوظ ہوجائے، اس مسئلہ کو حضرات فقہاء نے اس قسم کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

‘‘وأجمعوا أنه إذا كان دون مسيرة سفر من الجانبين فلها أن تختار إلى أيهما شاءت’’ (تاتارخانية ۲/۴۳۶، زكريا جديد ديوبند ۳/۴۷۶، شامي زكريا ديوبند ۳/۴۶۶)۔

(اور تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب دونوں جانب مسافت سفر سے کم ہوں تو عورت کو اختیار ہے، چاہے جانب مکۃ کو اختیار کرے یا جانب وطن کو)۔

یہ شکل صرف سعودی عرب کی عورتوں کے ساتھ پیش آسکتی ہے آفاقی کے ساتھ نہیں۔

شکل نمبر۴: ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں رہ کر عدت گذار نے میں عورت کے لئے اپنی عفت نفس اور مال کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے،تو وہاں سے موضع امن میں پہنچ جانا سب کے نزدیک جائز ہے، تو ظاہر بات ہے کہ جدہ ایئر پورٹ اس کے لئے موضع امن نہیں بن سکتا، اور مکۃ المکرمہ سے جدہ ایئر پورٹ سو کلو میٹر سے زیادہ مسافت پر ہے، اور عورت کی عفت اور امن کی جگہ وہاں پر مکۃ المکرمہ سے زیادہ اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی ہے؛ اس لئے اگر جدہ ایئر پورٹ میں حادثہ پیش آجائے تو سب

کے نزدیک قافلہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ پہنچ جانا اس کے لئے جائز ہوجائے گا، اور جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے گی تو اس کے بعد بلا محرم حج یا عمرہ کرنا سب کے نزدیک اس کے لئے جائز ہوگا۔ نیز اسی طرح اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے جہاز کی اڑان کے بعد اگر حادثہ پیش آجائے تب بھی مکہ مکرمہ پہنچ کر بلا محرم حج یاعمرہ ادا کرنا مذکورہ طریقہ سے جائز ہوگا؛ کیونکہ اڑان کے بعداس حادثہ کی وجہ سے جہاز واپس نہیں ہوگا؛ بلکہ سعودیہ ایئر پورٹ ہی پہنچ کر چھوڑے گا، وہاں پہنچنے کے بعد اس کے لئے مکہ مکرمہ سے زیادہ موضع امن اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی۔

یہ مسئلہ حضرات فقہاء کی اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے:

‘‘وإن كانت مسيرة ثلاثة أيام إن شاء ت رجعت وإن شاء ت مضت سواء كان معها ولي أو لم يكن، معناه إذا كان إلى المقصد ثلاثة أيام أيضا لأن المكث في ذلك المكان أخوف عليها من الخروج’’ (ہدایۃ ۲/۴۰۹)۔

(اور جائے حادثہ دونوں طرف سے تین دن کی مسافت پر ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے وطن واپس ہوجائے یا مکہ مکرمہ پہنچ کر فریضہ ادا کرے،اس کے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو، دونوں صورتونمیں جائز ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مقصد کا مقام تین دن کی مسافت پر ہے، اس لئے کہ اس مقام پر رکنا اس کے حق میں وہاں سے سفر کرنے سے زیادہ خطرناک ہے)۔

بنایہ میں ہے: ‘‘الخوف عليها من خوف الخروج بغير محرم’’(بنایہ ۲/۴۳۸)۔

(بلا محرم سفر کرنے سے وہاں رک جانے میں زیادہ خطرہ ہے)۔

‘‘وإن كان ذلك بالمفازة أو في بعض القرىٰ لا تأمن حتى تدخل موضع الأمن’’ (تاتارخانیۃ ۲/۴۳۵، زکریا جدید دیوبند ۳/۴۷۶)۔

(اور اگر یہ حادثہ جنگل یا گاؤں میں پیش آجائے جہاں اس کے مال وعفت کی حفاظت نہیں، تو موضع امن میں پہنچ جانا لازم ہے)۔

شکل نمبر۵: اگر راستہ میں جہاز جدہ پہنچنے سے قبل کسی اور شہر میں اترتاہے، مثلا دبئی، ریاض، طہران وغیرہ میں جہاز اتر جائے اور وہاں حادثہ پیش آجائے تو بھی جدہ پہنچ کر پھر وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ جانا جائز ہوگا؛ کیونکہ دونوں جانب مسافت سفر پر ہیں اور جہاز چونکہ وطن کی طرف نہیں آئے گا؛ بلکہ جدہ ہی اس کا رخ ہے، اور جائے حادثہ موضع امن نہیںہے؛ بلکہ نتیجۃً مکہ مکرمہ ہی موضع امن بن جائے گا؛ اسی لئے مدینہ منورہ میں اگرحادثہ پیش آجائے تب بھی قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ کر فریضہ ادا کرنا جائز ہوجائے گا؛ اس لئے کہ مدینہ منورہ میں اتنی مدت تک رکنے کی اجازت نہیں ہوتی کہ جس میں وہ عدت گذار سکے، نیز وہ اس کے حق میں اجنبی جگہ ہونے کی وجہ سے موضع امن بھی نہیں ہے۔

نوٹ: یہ پانچ شکلیں ایسی ہیں جن میں عورت کے لئے اسی حالت میں بلا محرم حج یا عمرہ کرنا جائز ہے اور سات شکلوں میں سے نمبر ۶، عدم جواز کی ہے، اور نمبر ۷ر اختلافی ہے، جوذیل میں درج ہیں:

شکل نمبر۶: جائے حادثہ سے وطن مسافت سفر سے کم پرہے، اور مکہ مکرمہ مسافت سفر یااس سے زائد پر ہے اور وہاں سے وطن واپس آنے میں کوئی خطرہ یا رکاوٹ بھی نہیں ہے تو وطن واپس آجانا لازم ہے؛ لہٰذا جو آفاقی اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے ستر پچھتر کلو میٹر دوری پر رہتے ہیں، ان کے ساتھ اگر حج آفس یا ایئر پورٹ میں طلاق بائن یا انتقال کا حادثہ پیش آجائے تو وطن لوٹ جانا عورت پر لازم ہوگا، عدت کی حالت میں حج یا عمرہ کے لئے آگے کا سفر جاری رکھنا محرم کے ساتھ بھی جائز نہ ہوگا، اس کو حضرات فقہاء نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

‘‘فإن كان منزلها أقل من مدة سفر وإلى مكة مدة سفر فإنها تعود إلى منزلها’’ (بدائع الصنائع قديم ۲/۱۲۴، زكريا جديد ۲/۳۰۱)۔

(لہٰذا اگر جائے حادثہ سے عورت کا وطن مسافت سفر سے کم پر ہے اور مکہ مکرمہ مسافت سفر پر ہے تو وطن لوٹ جانا چاہئے)۔

تاتارخانیہ میں ہے:‘‘فعليها أن تعود إلى منزلها’’ (تاتارخانية ۲/۴۳۵، زكريا جديد ديوبند ۳/۴۷۶)۔

(عورت پر وطن لوٹ جانا لازم ہے)۔

شکل نمبر۷: ایسی جگہ حادثہ پیش آجائے جہاں سے مکہ مکرمہ اور وطن دونوں مسافت سفر پر ہیں اور یہ حادثہ ایسے شہر میں پیش آجائے جس میں بظاہر اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک محرم کے ساتھ میں ہونے کے باوجود مکہ مکرمہ جانا اس کے لئے جائز نہیں ہے اور حضرات صاحبین کے نزدیک اگر محرم ساتھ میں ہو تو اس کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ کر فریضہ کا ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

لہٰذا آفاقی کا وطن اگر اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے مسافت سفر پر ہے، اور ایئر پورٹ پہنچ کر حادثہ پیش آجائے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھر واپس آنا لازم ہوگا، یا آس پاس میں رشتہ دار رہتے ہوں تو وہاں جا کر عدت گذارنی لازم ہوگی اور حضرات صاحبین کے نزدیک ساتھ میں محرم ہو تو ٹکٹ کینسل کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اس کے ساتھ حج کر کے آسکتی ہے، اس کو حضرات فقہاء کرام نے اس طرح کے الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

‘‘وإن كان من الجانبين مسيرة سفر فإنه ينظر إن كان في المصر فليس لها أن تخرج حتى تنقضي عدتها في قول أبي حنيفةؒ وإن وجدت محرما وفي قولهما جاز أن تخرج إذا كان معها محرم ولا تخرج بغير محرم بالإجماع’’ (تاتارخانية ۲/۴۳۵، زكريا جديد ديوبند ۳/۴۷۶)۔

عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا خرچ بھی مہیا کرنا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا یا عورت کے ساتھ عورت کا شوہر سفر حج کو جائے تب لازم ہے ورنہ نہیں؛ لہٰذا اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔

‘‘وأما الذي يخص النساء فشرطان:أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج، وهذا عندناإلى قوله أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجها بمنزلة الزاد والراحلة إذ لا يمكنها الحج بدونه كما لا يمكنها الحج بدون الزاد والراحلة’’ (بدائع قديم ۳/۱۳۳، زكريا جديد ديوبند۲/۲۹۹)۔

‘‘ومع زوج أو محرم مع وجوب النفقة لمحرمها عليها لأنه محبوس عليها إلخ’’ (در مختار كراچی ۲/۴۶۴، زكريا ديوبند جديد ۳/۴۶۴)۔

کیا شوہر کا سفر خرچ عورت پر لازم ہے؟

اگرعورت مالدارہے اور اس پر حج فرض ہوچکا ہے اور شوہر مالدار نہیں اور اس پر حج فرض نہیں ہوا اور عورت اپنے ساتھ بجائے محرم کے شوہر کو لے جانا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق عورت پر شوہر کے تمام سفر خرچ لازم ہوجائیں گے، ہاں البتہ حالت حضر میں ہمیشہ کھانے پینے کا جو خرچ شوہر کیا کرتا تھا وہ خرچ بدستور شوہر پر لازم رہے گا، باقی تمام اخراجات شوہر کے عورت پر اسی طرح واجب رہیں گے، جس طرح محرم کے لئے ہوتے ہیں۔

‘‘قيد بالحر لأنه لوخرج معها زوجها فهي لانفقة له عليها بل لها عليه النفقة نفقة الحضر دون السفر ولا يجب الكراء فينظر إلى قيمة الطعام في الحضر لا في السفر’’ (غنية جديد ص:۲۷)۔

محرم اور شوہر کا نفقہ عورت پر کب لازم ہوتا ہے:

عورت پر محرم یا شوہر کا سفر خرچ اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب محرم یا شوہر پر حج فرض نہ ہو، یا ان لوگوں نے اپنا حج ادا کر لیا ہو، اور اگر ان پر بھی اپنا حج فرض ہے اور ان کو بھی اپنا فریضہ حج ادا کرنے کے لئے جانا ہے تو ایسی صورت میں عورت پر ان کا سفر خرچ لازم نہیں؛ بلکہ ہر ایک پر اپنا اپنا خرچ لازم ہوجائے گا۔

‘‘وأما المحرم أو الزوج لو امتنع من الخروج معها إلا أن تنفق عليه وتحمله وجب عليها ذلک إن كان لها غِنىً إلخ’’ (غنية جديد ص:۲۷) ‘‘(وقوله) هذا إذا أبي أن يحج معها إلا بالنفقة منها والراحلة فأما إذا حج معها من غير اشتراط ذلک فلايجب إلخ’’ (غنية جديد ص:۲۷)۔

محرم میسر ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر فریضۂ حج کو جانا:

اگر عورت پر حج فرض ہوچکاہے اور محرم شرعی کا پورا سفر خرچ بھی مہیا ہوگیا ہے، مگرشوہر عورت کو حج فرض کی ادائیگی سے منع کر رہا ہے تو ایسی صورت

میں عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے محرم کے ساتھ سفر حج کو جانا جائز ہے۔

‘‘ولوكان معها محرم فلها أن تخرج مع المحرم في الحجة الفريضة من غير إذن زوجها عندنا إلخ’’ (بدائع قدیم ۲/۱۴۴، جدید زکریا دیوبند ۲/۳۰۰)۔

‘‘وليس للزوج منعها عن حجة الإسلام إذا كان معها محرم إلخ’’ (غنیۃ جدید ص:۲۸)۔

نفلی حج کے لئے شوہر کی اجازت لازم:

اگر عورت نے اپنا حج فرض ادا کرلیا ہے، اور اب نفلی حج کے لئے جانا چاہتی ہے اور اس کے پاس محرم کا سفر خرچ بھی پورا موجود ہے، مگر شوہر کی طرف سے اجازت نہیں، تو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کے لئے جانا عورت کے لئے جائز نہیں؛ اس لئے کہ شوہر کا حق نفلی حج سے بھی زیادہ ہے۔

‘‘حتى لو أرادت الخروج إلى حجة التطوع فللزوج أن يمنعها كما في صلوة التطوع وصوم التطوع إلخ’’ (بدائع قدیم ۲/۱۲۴، زکریا جدید دیوبند ۲/۳۰۰)۔

ضروری ہدایت:

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دوچیزیں الگ الگ ہیں:

نمبر۱: حکم عدت اور اس کی پابندی۔

نمبر۲: بلا محرم عورت کے لئے سفر حج جائز نہیں؛ بلکہ محرم یا شوہر کا ہونا لازم ہے، اب ان دونوں امور کے بارے میں غور طلب بات یہ ہے کہ کس کی اہمیت زیادہ ہے؟

تو مذکورہ دلائل سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حکم عدت اور اس کی پابندی کی اہمیت زیادہ ہے؛ اس لئے محرم ہونے کے باوجود سفر منقطع کر کے عدت میں آکر بیٹھ جانا لازم ہے۔

اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک حکم محرم کی اہمیت زیادہ ہے؛ لہٰذا اگر محرم موجود ہے تو عدت کی پابندی چھوڑ کر محرم کے ساتھ سفر حج کو جاری رکھنا ہے۔

لہٰذا مبتلیٰ بہ اپنے حالات کے پیش نظر دونوں قولوں میں سے کسی بھی ایک کو اختیار کرسکتا ہے، اوربہتر یہی ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے حالات کسی عالم دین کے سامنے پیش کر ے، اور وہ عالم ان دونوں قولوں کو پیش نظر رکھ کر مبتلیٰ بہ کو حالات کے پیش نظر ایک قول پر عمل کرنے کا مشورہ دے۔

بغیر محرم کے خواتین کا سفر - احکام ومسائل

ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی•

تمہید:

انسان کی انفرادی اور سماجی زندگی میں جوہر عفت کی بڑی اہمیت ہے، اسی لئے اس کا شمار شودہ اور عمدہ خصلتوں میں ہوتا ہے، اسی جوہر عفت کی بدولت فرد اور سماج گندگیوں، بدکاریوں اور بری خصلتوں سے دور رہتے ہیں، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو مسلم معاشرہ میں فواحش ورذائل پھیلانا چاہتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: ''إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون'' (النور: ۱۹) (جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا میں بھی دردناک سزا ملے گی اور آخرت میں بھی، اللہ جانتا ہے اور تم ناداں ہو)۔

اس کے مصداق وہ تمام لوگ ہیں جو کسی بھی ذریعہ کا استعمال کرکے مسلم معاشرہ کو اخلاقی اعتبار سے برباد کرتے ہیں، اس میں ذرائع ابلاغ، آرٹ، کلچر اور فلم انڈسٹری سب داخل ہیں۔

نبی کریمﷺ نے جو ہر عفت سے آراستہ شخص کو ان سات خوش نصیب افراد میں شمار کیا ہے جنھیں اللہ تعالی اپنے خصوصی سایہ میں جگہ دے گا جبکہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، جیسا کہ ارشاد ہے: ''ورجل طلبتہ امرأۃ ذات منصب وجمال، فقال:إنی أخاف اللہ'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۶۰، ۱۴۲۳، ۶۸۰۶، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۳۱، مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۶۶۵) (اور ایک وہ شخص جس کو عہدہ اور خوبصورتی سے آراستہ خاتون نے دعوت بدکاری دی، جس پر اس نے کہا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں)۔

نیز عفت تنگی اور پریشانی سے نجات کا ذریعہ اور اللہ تعالی کی مدد کا سبب ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

جواب نمبر ۱۔ محرم کے ساتھ خواتین کے سفر کی بنیاد:

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ، لیس معہا حرمۃ'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۸، مسند احمد، حدیث نمبر: ۷۲۲۲)۔

• مدیر معہد الامام النورسی للمتخرجین، لکھنؤ، جامعۃ الامام احمد بن عرفان الشہید، کٹولی، لکھنؤ۔

(کسی خاتون کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک دن ورات کی مسافت کا سفر اس حال میں کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو)۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ''نہی أن تسافر المرأة مسيرة يومين إلا ومعها زوجها أو ذو محرم'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۸۲۷، مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۱۲۹۴)۔

(اس بات سے منع فرمایا کہ خاتون شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر دو دن کی مسافت کا سفر کرے)۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثاً إلا ومعها ذو محرم منها'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۹) (کسی خاتون کے لئے حلال نہیں کہ اپنے محرم رشتہ دار کی معیت کے بغیر تین دن کی مسافت کا سفر کرے)۔

اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے فرمایا: ''لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً يكون ثلاثة أيام فصاعداً إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذو محرم منها'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۰، مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۱۴۰۹)۔

(کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر اس حال میں کرے کہ اس کی معیت میں اس کا باپ، یا بیٹا، یا شوہر، یا بھائی یا اس کا محرم رشتہ دار نہ ہو)۔

ان تمام احادیث سے واضح ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں حکم کی بنیاد وہ مسافت ہےجس میں اس کی عفت وپاکدامنی کو خطرہ لاحق ہو، خواہ یہ ایک گھنٹہ کی مسافت ہو، آپﷺ نے مختلف حالات کے اعتبار سے مختلف اوقات کا ذکر فرمایا ہے، ابن عبد البر نمری قرطبی، ابو عمر یوسف (و: ۴۶۳ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأة تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنة إلا مع ذی محرم أو زوج، قصیراً کان السفر أو طویلاً'' (ابن عبد البر، الاستذکار الجامع لمذاہب فقہاء الأمصار ۵۳۳،۸، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۰، تحقیق: سالم محمد، محمد علی، ع۔أ۔ : ۹)۔

(الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کی مختلف روایتوں کے مفاہیم کو سمیٹنے والی بات یہ ہے کہ خاتون کو ہر اس سفر سے منع کیا جائے گا جس میں اس کے حق میں فتنہ کا اندیشہ ہو، مگر یہ کہ اس کے ساتھ ذو محرم رشتہ دار یا شوہر ہو، خواہ سفر مختصر ہو یا لمبا ہو)۔

(الف) احناف کا مسلک:

جبکہ احناف کے نزدیک خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں حکم کی بنیاد سفر شرعی کی مسافت ہے جو تین شب وروز کی مدت ہے، چنانچہ علامہ کاسانی(و: ۵۸۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''فلو لم تکن المدة مقدرة بالثلاث، لم یکن لتخصیص الثلاث معنی'' (کاسانی، بدائع الصنائع۱،۹۴، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، ع۔أ۔: ۷)۔

(سو اگر سفر کی مدت تین دن کے ساتھ متعین نہ ہو، تو تین دن کو خاص کرنے کا کوئی مفہوم نہیں ہوگا)۔

اور علامہ ابن عابدین (و: ۱۲۵۲ھ) رقمطراز ہیں:

''ہو ثلاثة أیام ولیالیها، فیباح لها الخروج إلی ما دونہ لحاجة بغیر محرم، وروی عن أبی حنیفة وأبی یوسف کراہة خروجها وحدها مسیرة یوم واحد، وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان'' (ابن عابدین ۲،۴۶۴۔۴۶۵، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰ء، ع۔أ۔: ۸)۔

(وہ یعنی سفر تین شب وروز کی مدت ہے، لہذا اس سے کم مدت میں ضرورت کے لئے محرم کے بغیر نکلنا عورت کے لئے مباح ہے، اور شیخین سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک دن کی مسافت میں بھی اس کے لئے تنہا نکلنا مکروہ ہے، اور فساد زمانہ کی وجہ سے اسی پر فتوی ہونا چاہئے)۔

(ب) مالکیہ کا مسلک:

عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ ایک دن ورات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرے، چنانچہ حطاب رعینی مالکی شمس الدین ابوعبد اللہ محمد طرابلسی مغربیؒ (و: ۹۵۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ولا ینبغی أن تسافر المرأة مع غیر ذی محرم منہا سفر یوم ولیلة، والفرق بین ما دون الیوم واللیلة وبینہما، ہو أنہا لو منعت من السفر والسیر فی الأرض جملة إلا مع ذی محرم، لشق ذلک علیہا، وضاق وأدی إلی فوات أکثر حوائجہا'' (رعینی، مواہب الجلیل لشرح مختصر الخلیل۳،۴۹۴، بیروت، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۳ء، تحقیق: زکریا عمیرات)۔

(عورت کے لئے جائز نہیں کہ محرم کے بغیر ایک روز وشب کا سفر کرے، اور ایک دن ورات سے کم اور ایک دن ورات کے درمیان فرق یہ ہے کہ اگر خاتون کو محرم کے بغیر مکمل طور پر سفر اور زمین کی سیاحت سے روک دیا جائے، تو یہ اسے مشقت میں ڈال دے گا،اور تنگی کا باعث ہوگا، اور اس کی بہت سی ضروریات کے فوت ہونے کا سبب بنے گا)۔

(ج) شافعیہ کا مسلک:

خاتون کے لئے جائز نہیں کہ محرم کے بغیر اتنی مسافت کا سفر کرے جسے عرف

میں سفر کہا جائے، امام نووی، ابو زکریا یحیی بن شرف شافعیؒ (و: ۶۷۶ھ) رقمطراز ہیں:

''یحرم علی المرأة أن تسافر وحدہا من غیر ضرورة إلی ما یسمی سفراً سواء بعد أم قرب'' (نووی، المجموع ۳۴۶،۴، بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۷ء)۔

(خاتون کے حق میں حرام ہے کہ وہ تنہا بلا ضرورت ایسی مسافت کا سفر کرے جسے عرف میں سفر کہا جاتا ہو، خواہ مسافت لمبی ہو یا نزدیکی ہو)۔

(د) حنابلہ کا مسلک:

ایک دن ورات کے مسافت کا سفر خاتون کے لئے بغیر محرم کے جائز نہیں ہے۔ ابن قدامہ مقدسی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد (و: ۶۲۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ولنا ما روی أبوہریرةؓ قال رسول اللہﷺ:لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم إلا ومعہا محرم'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۸)۔

''..... لا تسافر سفراً قلیلاً ولا کثیراً إلا مع ذی محرم'' (ابن قدامہ، المغنی۱۹۲،۳، بیروت، دار الفکر، ط: ۱، ۱۴۰۵ھ، ع۔أ۔: ۱۰)۔

(اور ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ سرکار دوعالمﷺ نے فرمایا کہ کسی خاتون کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک دن کی مسافت کا سفر کرے مگر اس حال میں اس کے ساتھ اس کا محرم ہو، ..... عورت محرم کے بغیر نہ کم مسافت کا سفر کرے گی اور نہ زیادہ مسافت کا)۔

جواب نمبر۲۔ سفر میں محرم کی معیت کی شرط ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب:

۱۔ احناف، حنابلہ اور ظاہریہ کا مسلک:

احناف، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک خاتون کے لئے حلال نہیں کہ محرم کے بغیر سفر کرے ، اور اس سلسلہ میں ثقہ عورتوں کی ایک جماعت کا ساتھ ہونا کافی نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا تسافر امرأة إلا مع ذی محرم'' (مسند مستخرج علی صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۳۱۲۴ ، بیہقی، شعب الایمان، حدیث نمبر: ۵۴۴۰، مسند طیالسی، حدیث نمبر: ۲۷۳۲، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (خاتون محرم کے بغیر سفر نہ کرے)۔

علامہ کاسانی (و: ۵۸۷ھ) رقمطراز ہیں:

''إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لا یؤمن علیہا؛ إذا النساء لحم علی وضم إلا ما ذبّ عنہ، ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا، والخوف عند اجتماعہن أکثر'' (کاسانی، بدائع الصنائع۱۲۳،۲، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، ع۔أ۔: ۷) (اگر خاتون کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو اس کے حق میں امن نہیں ہے، کیونکہ خواتین قصاب کی لکڑی کے گوشت کی طرح ہیں، مگر جس قدر اس کا بچاؤ کیا جائے، اور اسی وجہ سے خاتون کے

لئے تنہا نکلنا جائز نہیں ہے، اور کئی عورتوں کے جمع ہونے کی صورت میں خوف زیادہ ہے)۔

اور علامہ سرخسی ابوبکر، شمس الدین محمد بن ابی سہل (و: ۴۹۰ھ) رقمطراز ہیں:

''المرأة عرضة للفتنة، وباجتماع النساء تزداد الفتنة، ولا ترتفع، إنما ترتفع بحافظ يحفظها، ولا يطمع فيها، وذلک المحرم'' (سرخسی، المبسوط ۱۰۰،۴، بیروت، دار الفکر، ط: ۱، ۱۴۲۱ھ۲۰۰۰ء، تحقیق: خلیل میس) ۔

(عورت فتنہ کی زد میں ہے، اور کئی خاتون ہونے کی صورت میں فتنہ بڑھ جاتا ہے، اور ختم نہیں ہوتا ہے، فتنہ تو بس ایسے محافظ سے ختم ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرے، اور اس کے سلسلہ میں حرص میں مبتلا نہ ہو، اور و ہ محرم ہے)۔

اور زرکشی مصری حنبلی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ (و: ۷۷۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''لا تسافرقليلاً ولا كثيراً إلا مع ذى محرم'' (شرح الزركشى على مختصر الخرقى ۴۵۷،۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ۲۰۰۲ء)۔

(امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ خاتون محرم کے ساتھ ہی کم یا زیادہ مسافت کا سفر کریں)۔

۲۔ بعض مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک:

بعض مالکیہ اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ خاتون کو اگر اپنے بارے میں اطمینان ہو تو وہ محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے، اسی طرح ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے، ابن عبد البر مالکی، ابو عمر یوسفؒ (و: ۴۶۳ھ) رقمطراز ہیں:

''أو كانت المرأة فى جماعة نساء يعين بعضهن بعضاً، يعنى أن لا ينضم الرجال إليهن عند النزول والركوب، وكانت الطرق مأمونة'' (ابن عبد البر، الاستذکار۱۰۵،۴، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء، ع۔أ: ۹)۔

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین نفل حج کرسکتی ہیں جبکہ خواتین کی ایسی جماعت میں ہوں جو ایک دوسرے کی مدد کرے، یعنی اترنے اور سوار ہونے کے وقت مردوں کا ان سے اختلاط نہ ہو، اور راستے پرامن ہوں)۔

اور امام باجی مالکی، ابو الولید سلیمان بن خلفؒ (و: ۴۷۴ھ) رقمطراز ہیں:

''ولعل بذا الذى ذكره بعض أصحابنا إنما هو فى حال الانفراد والعدد اليسير، فأما القوافل العظيمة والطرق المشتركة العامرة المأمونة، فإنها عندى مثل البلاد التى يكون فيها الأسواق والتجار، فإن الأمن يحصل لها دون ذى محرم ولا امرأة'' (باجی مالکی، المنتقی شرح الموطأ ۱۷،۳، ط: شاملہ)۔

(خاتون نفل حج بغیر محرم کے نہ کرے، شاید یہ بات جو ہمارے بعض علماء نے

کہی ہے یہ تنہا اور کم عدد ہونے کی حالت میں ہے، بہرحال عظیم قافلے اور مشترک پرامن اور آباد راستے تو یہ ہمارے نزدیک ان شہروں کی طرح ہیں جن میں بازار اور بہت سے تاجر ہوتے ہیں ، تو ایسی صورت میں عورت کو محرم اور کسی خاتون کے بغیر بھی حفاظت حاصل ہوجائے گی)۔

اور شیخ تقی الدین، ابو العباس، احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ حرانی حنبلیؒ (و: ۷۲۸ھ) کا کہنا ہے:

''تحج کل امرأة آمنة مع عدم المحرم، وقال:ہذا متوجہ فی کل سفر طاعة'' (مرداوی حنبلی، الانصاف۳؍۲۹۱، ط: ۱، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۹ھ)۔

(ہر امن رکھنے والی خاتون محرم نہ ہونے کے باوجود حج کرے گی، اور ان کا کہنا ہے کہ یہی حکم ہر سفر طاعت میں لگے گا)۔

اور امام نوویؒ نے بعض شوافع سے نقل کیا ہے:

''ومن أصحابنا من قال: لہا الخروج بغیر محرم فی أی سفر کان واجباً کان أو غیرہ'' (نووی، المجموع ۸؍۲۴۳)۔

اور بعض شوافع نے سفر زیارت اور سفر تجارت وغیرہ مباح سفر میں بھی ایک یا ایک سے زائد قابل اعتماد خاتون کے ساتھ نکلنے کو جائز ٹھہرایا ہے:

''وقیل: یجوز مع نسوة أو امرأة ثقة کالحج الواجب'' (مرجع سابق۸؍۲۴۳)۔

جواب نمبر ۳۔ محرم کے بغیر خاتون کے جہاز وغیرہ سے سفر کرنے کا حکم:

سفر میں خاتون کے ساتھ محرم ہونے کی شرط اس کی عزت وآبرو کے تحفظ کے پیش نظر ہے، لہذا اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو، اور سفر کے بغیر خاتون کی اہم مصلحت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو ایسی صورت میں خاتون محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے، مثلاً: عورت کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہر ایئر پورٹ آکر اسے لے لے۔

محرم کی شرط چونکہ فتنہ کے پیش نظر ہے، لہذا نادر واقعات کا اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً: ہنگامی حالات میں ہوائی جہاز کا کہیں اترنا، یا طویل وقت تک فضا ہی میں پرواز کرتے رہنا، یا خواتین کے ہراساں کئے جانے کے نادر واقعات وغیرہ۔

محرم کے ساتھ خاتون کے سفر کی بنیاد سد ذریعہ ہے، اور کسی ذریعہ کو اسی وقت ممنوع قرار دیا جائے گا جبکہ وہ مفسدہ کا سبب بکثرت بنے، چنانچہ اس حدیث پاک میں جو حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے اسی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لترین الظعینة ترتحل من الحیرة حتی تطوف بالکعبة لا تخاف أحداً إلا اللہ'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۳۵۹۵، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۶۶۷۹)۔

(تم ضرور دیکھوگے کہ ایک خاتون عراق کے شہر حیرہ سے کوچ کرے گی یہاں

تک کہ خانۂ کعبہ کا طواف کرے گی، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس قدر امن وامان ہو کہ خواتین کو تنہا نکلنے میں عزت وآبرو کے خطرہ میں پڑنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو، تو وہ محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے۔

بعض اہل علم کایہ کہنا ہے کہ اس سے سفر کا وجود معلوم ہوتا ہے نہ کہ جواز، یہ ایک کمزور بات ہے، ابن حجر عسقلانی احمد بن علیؒ (و: ۸۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''وتعقب بأنہ یدل علی وجود ذلک، لا علی جوازہ، وأجیب بأنہ خبر فی سیاق المدح، ورفع منا الإسلام، فیحمل علی الجواز'' (ابن حجر، فتح الباری۴،۷۶، بیروت، دار المعرفہ، ع۔أ۔: ۱۳)۔

(محرم کے بغیر تنہا حج کے لئے عورت کے سفر کے جواز پر استدلال کے سلسلہ میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ حدیث سفر کے وجود پر دلالت کرتی ہے نہ کہ جواز پر، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث مدح وستائش اور مرکز اسلام کے بلند ہونے کے محل میں وارد ہے، لہذا حدیث کو سفر کے جواز پر محمول کیا جائے گا)۔

جواب نمبر ۴۔ عمرہ کی مشتاق خاتون کا محرم کے بغیر سفر کرنا:

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک عمرہ حج کی طرح واجب ہے، جبکہ مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک عمرہ سنت ہے، فرض عمرہ کے لئے شافعیہ کے نزدیک قابل اعتماد خواتین کے ساتھ مل کر کوئی عورت عمرہ کے لئے جاسکتی ہے، البتہ نفل عمرہ کے لئے جمہور کی طرح شافعیہ کے نزدیک بھی محرم کی شرط ہے، البتہ ایک قول یہ ہے کہ قابل اعتماد خواتین یا ایک قابل اعتبار خاتون کے ساتھ نفل عمرہ بھی کرسکتی ہے، چنانچہ امام نووی یحییٰ بن شرف (و: ۶۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''وأما حج التطوع، وسفر الزیارۃ والتجارۃ، وکل سفر لیس بواجب، فلا یجوز علی المذہب الصحیح المنصوص إلا مع زوج أو محرم، وقیل: یجوز مع نسوۃ أو امرأۃ ثقۃ کالحج الواجب'' (نووی، المجموع ۸،۲۴۳)۔

(بہرحال حج نفل، سفر زیارت، سفر تجارت اور ہر وہ سفر جو واجب نہیں ہے وہ صحیح مذہب کے مطابق شوہر یا محرم کے ساتھ ہی جائز ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قابل اعتماد خواتین یا ایک قابل اعتبار خاتون کے ساتھ یہ سفر بھی حج واجب کے سفر کی طرح جائز ہے)۔

موجودہ دور میں چونکہ سفر آسان ہے اور خاتون کی عصمت وعفت کے فتنہ کی زد میں آنے کا امکان نادر ہے، لہذا عمرہ کی مشتاق خاتون دوسری قابل اعتبار خواتین کے ساتھ مل کر عمرہ کے لئے سفر کرسکتی ہے، ہنگامی حالات اور نادر قسم کے واقعات کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے۔

جواب نمبر ۵۔ سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت اور اس سلسلہ میں ائمہ کا اختلاف:

۱۔ حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک:

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک سفر حج کے لئے محرم شرط ہے، البتہ حنفیہ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ شرط وجوب ہے یا شرط وجوب ادا ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی محمد امین بن عمر دمشقیؒ (و: ۱۲۵۲ھ) رقمطراز ہیں:

''المحرم شرط وجوب، أم شرط وجوب الأداء، والذی اختاره فی الفتح أنہ مع الصحۃ، وأمن الطریق شرط وجوب الأداء، فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق، أو لم یوجد زوج ولا محرم ..... وعلی الأول لا یجب شئ من ذلک، کما فی البحر، وفی النہر، وصحح الأول فی البدائع، ورجّح الثانی فی النہایۃ، تبعاً لقاضی خان، واختاره فی الفتح'' (ابن عابدین، رد المحتار ۲؍۴۶۵، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰ء)۔

(محرم وجوب کی شرط ہے یا ادائیگی کے وجوب کی شرط ہے، ''فتح القدیر '' میں اس بات کو اختیار کیا ہے کہ صحت وتندرستی اور راستہ کے پر امن ہونے کے ساتھ ادائیگی کے وجوب کی شرط ہے، لہذا اگر مرض یا راستہ کا خوف یا شوہر یا محرم کا نہ پایا جانا حج سے روک دے تو حج بدل کرادینے کی وصیت واجب ہوگی، ..... اور پہلے قول کے مطابق اس میں سے کچھ واجب نہیں ہے، جیسا کہ ''البحر '' اور ''النہر '' میں ہے، ''البدائع '' میں پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ ''النہایہ '' میں قاضی خان کی تبعیت میں دوسرے قول کو راجح قرار دیا گیا ہے، اور ''فتح القدیر '' میں اسی کو اختیار کیا ہے)۔

راجح یہی ہے کہ محرم ادائیگی کے وجوب کی شرط ہے، کیونکہ حج تو مالی وبدنی استطاعت سے ہی واجب ہوجاتا ہے، البتہ ادائیگی کے وجوب کی شرط محرم وغیرہ ہے۔

اور منصور بن یونس بہوتی حنبلی (و: ۱۰۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ویشترط لوجوبہ أی: الحج والعمرۃ علی المرأۃ وجود محرمہا'' (بہوتی، الروض المربع شرح زاد المستنقع فی اختصار المقنع ۱؍۱۷۳، بیروت، دار الفکر، تحقیق: سعید محمد لحام)۔

(عورت کے حق میں حج وعمرہ کے وجوب کے لئے اس کے محرم کا وجود شرط ہے)۔

اور علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ (و: ۶۲۰ھ) رقمطراز ہیں:

''الحج لا یجب علی المرأۃ التی لا محرم لہا .....وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب..... وعنہ روایۃ ثالثۃ أن المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب'' (ابن قدامہ، المغنی ۳؍۱۹۲)۔

(اس خاتون پر حج واجب نہیں جس کا محرم نہ ہو .....اور امام احمد سے ایک دوسری روایت یہ ہے کہ محرم وجوب نہیں، بلکہ حج کی سعی کے لزوم کی شرطوں میں سے ہے .....اور امام احمد سے تیسری روایت یہ ہے کہ محرم حج فرض میں شرط نہیں ہے)۔

ان حضرات کی بنیادی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ایک شخص کو جہاد سے روک کر بیوی کے ساتھ حج کے لئے روانہ کیا گیا۔

''عن ابن عباس، جاء رجل فقال: إن امرأتی خرجت إلی الحج وإنی اکتتبت فی غزوة کذا وکذا، قال النبیﷺ: انطلق مع امرأتک'' (صحیح البخاری: ۳۰۰۶، صحیح مسلم: ۱۳۴۱)۔

عورت پر حج واجب ہونے کے لئے شوہر یا محرم کا وجود لازمی شرط نہیں ہے، بلکہ محرم کے بغیر بھی حج واجب ہوجاتا ہے، جبکہ قابل اطمینان ساتھیوں کی رفاقت حاصل ہو، چنانچہ حطاب رعینی مالکی (و: ۹۵۴ھ) رقمطراز ہیں:

''ویشترط فی وجوب الحج علی المرأة أیضاً وجود زوج أو محرم، فإن لم یکن لہا محرم ولا زوج، فیجب علیہا الخروج للحج فی الفرض فی رفقة مأمونة'' (رعینی، مواہب الجلیل ۴۸۸٫۳)۔

(خاتون پرحج واجب ہونےکے لئے شوہر یا محرم کا پایا جانا شرط ہے، سو اگر خاتون کا محرم یا شوہر نہ ہو تو اس پر قابل اعتماد ساتھیوں کی رفاقت میں فرض حج کے لئے نکلنا واجب ہے)۔

اورقابل اعتماد ساتھیوں کی جماعت میں نیک مرد حضرات یا نیک خواتین شامل ہیں، اور اگر دونوں صنف جمع ہوں تو بہتر ہے، امام مالکؒ (و: ۱۷۹ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''تخرج مع من تثق بہ من الرجال والنساء '' (مالک، المدونة الکبری ۴۵۷٫۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ، تحقیق: زکریا عمیرات) (مردوں اور خواتین میں سے قابل اعتماد اشخاص کے ساتھ نکلے گی)۔

اور رعینی مالکیؒ (و: ۹۵۴ھ) رقمطراز ہیں:

''وإذا أرادت المرأة الحج، ولیس لہا ولی، فلتخرج مع من تثق بہ من الرجال والنساء .....وإن کان لہا ولی فأبی أن یحج معہا فلا أری بأساً أن تخرج مع مثل من ذکرت ..... تخرج مع المرأة الواحدة المأمونة'' (رعینی، مواہب الجلیل ۴۹۶٫۳)۔

(عورت حج کرنا چاہے اور اس کا کوئی ولی نہ ہو، تو مردوں اور عورتوں میں سے قابل اعتماد اشخاص کے ساتھ نکلے، اور اگر ولی ہو اور اس کے ساتھ حج کرنے سے انکار کردے، تو ان اشخاص کے ساتھ نکلنے میں کوئی حرج نہیں جو میں نے بیان کیا .....اور ایک خاتون ایک قابل اعتماد عورت کے ساتھ بھی نکل سکتی ہے)۔

۳۔ شافعیہ کا مسلک:

حج کے وجوب کے لئے محرم یا شوہر کا پایا جانا شرط نہیں ہے، بلکہ قابل اعتماد خواتین کا پایا جانا کافی ہے، خواہ سفر پر قادر محرم یا شوہر موجود ہی کیوں نہ ہوں، چنانچہ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''لا یلزم المرأة الحج إلا إذا أمنت علی نفسہا بزوج، أو محرم نسب، أو غیر نسب، أو نسوة ثقات، فأی ہذہ الثلاثة وجد لزمہا الحج بلا خلاف'' (نووی، المجموع ۵۶٫۷)۔

(عورت پر حج لازم نہیں مگر جبکہ اسے اپنے نفس کے سلسلہ میں اطمینان ہو، شوہر یا نسبی یا غیر نسبی محرم کی وجہ سے، یا قابل اعتماد خواتین کی وجہ سے، تو ان تینوں باتوں میں سے جو بات بھی پائی جائے، تو عورت پر بلا اختلاف حج لازم ہے)۔

بلکہ ایک عورت ایک قابل اعتماد خاتون کے ساتھ بھی حج فرض ادا کرسکتی ہے، شربینی محمد خطیب شافعیؒ (و: ۹۷۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ما جزم بہ المصنف من اشتراط النسوۃ ہو شرط للوجوب، أما الجواز فیجوز لہا أن تخرج لأداء حجۃ الإسلام مع المرأۃ الثقۃ علی الصحیح'' (شربینی، مغنی المحتاج۱؍۴۶۷، بیروت، دار الفکر، ع۔أ۔: ۴)۔

(مصنف نے ایک سے زائد خواتین کے شرط ہونے کا جو جزم کیا ہے، یہ حج کے وجوب کی شرط ہے، بہرحال حج کے لئے نکلنے کا جواز، سو عورت کے لئے جائز ہے کہ صحیح قول کے مطابق ایک قابل اعتماد خاتون کے ساتھ فرض حج کی ادائیگی کے لئے نکلے)۔

بلکہ اگر راستہ پرامن ہو تو خاتون تنہا بھی فرض حج کے لئے جاسکتی ہے، چنانچہ علامہ شیرازی ابواسحاق ابراہیم بن علی (و: ۴۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''إذا کان الطریق آمنا جاز من غیر نساء، وہو الصحیح'' (شیرازی ، المہذب مع المجموع ۷؍۵۴)۔

(اگر راستہ پرامن ہو تو خواتین کے بغیر بھی فرض حج کے لئے نکلنا جائز ہے، اور یہی صحیح ہے)۔

لیکن شوافع کا راجح مذہب یہی ہے کہ حج کے وجوب کے لئے ایک سے زائد قابل اعتماد خواتین کی معیت لازم ہے، چنانچہ امام نووی یحییٰ بن شرفؒ (و: ۶۷۶ھ) رقمطراز ہیں:

''وقول ثالث أنہ یجب أن تخرج للحج وحدہا، إذا کان الطریق مسلوکا .... وہذا القول اختیار المصنف وطائفۃ، والمذہب عند الجمہور ما سبق، وہو المشہور من نصوص الشافعی'' (نووی، المجموع ۷؍۵۵)۔

(اور تیسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے کہ عورت تنہا حج کے لئے نکلے، جبکہ راستہ ہموار ہو .....اور یہ قول مصنف اور ایک جماعت کا اختیار کردہ ہے، اور جمہور شوافع کے نزدیک صحیح مذہب وہی ہے جو گزرا، اور امام شافعی کی نصوص سے یہی مشہور ہے)۔

گویا مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک محرم کے بغیر سفر کی علت خاتون کا فتنہ میں پڑنا، مقدس سفر حج میں قابل اعتماد مردوں (بہ قول مالکیہ) یا خواتین کی جماعت کی صورت میں نادر ہے، لہذا فرض کا وجوب اس علت کو نظر انداز کرکے ہوجائے گا، نیز امہات مؤمنین اور صحابیات کا سفر حج محرم کے بغیر ثابت ہے۔

جواب نمبر۶۔ خاتون کا حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جانے کا حکم:

بعض حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں خاتون کے لئے گنجائش ہے کہ وہ نیک افراد کے ساتھ سفر کرے، ''فتاوی عالمگیری '' میں ہے:

''وقال حمادؒ لا بأس للمرأة أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (ہندیہ۵،۳۶۶، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۱ھ۱۹۹۱ء۔ ع۔أ۔: ۶)۔

(عورت کے لئےکوئی حرج نہیں کہ نیک اشخاص کے ساتھ محرم کے بغیر سفر کرے، یہ حمادؒ کا قول ہے)۔

اور مرداوی حنبلیؒ (و: ۸۸۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ونقل الأثرم: لا یشترط المحرم فی الحج الواجب، قال الإمام أحمد: إنہا تخرج مع النساء، ومع کل من أمنتہ'' (مرداوی، الانصاف۳،۲۹۱)۔

(فقیہ اثرم نے نقل کیا ہے کہ فرض حج میں محرم شرط نہیں ہے، امام احمد کا قول ہے کہ خاتون عورتوں کے ساتھ اور ہر اس شخص کے ساتھ نکلےگی جس کے بارے میں اسے اطمینان ہو)۔

لہذا جسمانی اور مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک خاتون پر حج فرض ہے اور وہ بہ ظاہر پاکدامن ہے اور اسے حج کمیٹی یا حج ٹور کے ساتھ نکلنے میں عفت وعصمت کے سلسلہ میں کسی فتنہ اور خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے، تو وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ فرض حج کے لئے بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، البتہ سفر میں پوری احتیاط ملحوظ رکھے۔

جواب نمبر ۷۔ معمر خواتین کے حق میں محرم یا شوہر کی معیت کی شرط میں نرمی:

امام احمد سے ایک روایت ہے: ''لا یشترط المحرم فی القواعد من النساء اللاتی لا یخشی منہن ولا علیہن فتنۃ، ذکرہا المجد، ولم یرتضہ صاحب الفروع'' (مرداوی، الانصاف ۳،۲۹۱)۔

(گھر میں بیٹھنے والی بوڑھی عورتیں جن سے کسی فتنہ کا اندیشہ ہو، اور نہ ان کے حق میں کسی فتنہ کا خوف ہو، ان کے حق میں محرم شرط نہیں ہے، اس روایت کو مجد ابن تیمیہ حرانیؒ (و: ۶۵۲ھ) نے ذکر کیا ہے، اور ''الفروع '' کے مصنف نے اس قول کو پسند نہیں کیا ہے)۔

لیکن احناف کے یہاں اس سلسلہ میں سخت احتیاط ہے، حتی کہ جنسی خواہشات سے محروم بوڑھی عورتوں کے حق میں بھی ان کے یہاں نرمی نہیں ہے، چنانچہ علامہ حصکفیؒ (و: ۱۰۸۸ھ) رقمطراز ہیں:

''لامرأة حرۃ ولو عجوزاً فی سفر'' (حصکفی، الدر المختار، کتاب الحج ۲،۴۶۴، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ع۔أ۔: ۶)۔

(سفر میں آزاد خاتون کے لئے خواہ بڑھیا ہو شوہر یا محرم کی شرط ہے)۔

اور علامہ ابن عابدین شامیؒ (و: ۱۲۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

‘‘قال فی القنیۃ: وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغیر محرم’’ (ابن عابدین، رد المحتار ۳۶۸٫۶)۔

(قنیہ میں لکھا ہے کہ فقہاء احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بوڑھی عورت محرم کے بغیر سفر نہیں کرے گی)۔

البتہ میری رائے یہ ہے کہ معمر خواتین کے حق میں چونکہ فتنہ کا اندیشہ نادر ہے، اس لئے ان کے بارے میں محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کرنے کی شرط میں نرمی برتی جاسکتی ہے، کیونکہ وقت ضرورت مدد حاصل کرنے سے زیادہ خواتین کے حق میں شوہر یا محرم کی معیت کی شرط کی علت ان کو فتنہ سے بچانا، اور ان کی عزت وعفت کی حفاظت ہے۔

معمر خواتین کے لئے عمر کی حد بندی:

وہ عورتیں معمر خواتین کے دائرہ میں داخل سمجھی جائینگی جو پچپن سال کو عمر کو پہنچ گئی ہوں، جیسا کہ راجح قول کے مطابق ‘‘آیسہ’’ کی تحدید اسی عمر سے کی گئی ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ (و: ۹۷۰ھ) رقمطراز ہیں:

‘‘الآیسۃ وہی بنت خمس وخمسین علی الأظہر’’ (ابن نجیم، البحر الرائق۲۵۹٫۳، بیروت، دار المعرفہ)۔

(ماہواری سے ناامید عورت راجح قول کے مطابق وہ ہے جو پچپن سال کی عمر کو پہنچ گئی ہو)۔

اگرچہ ملک وماحول کے اعتبار سے آیسہ کی عمر مختلف ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت ہے: ‘‘ولا یحد إیاس بمدۃ’’ (حصکفی، الدر المختار ۳۰۳٫۱)۔

(حیض سے ناامید ہونے کی تحدید کسی مدت سے نہیں کی جائے گی)۔

اگرچہ زمانہ کے حالات کو دیکھتے ہوئے بعض فقہاء نے مفتی بہ پچاس سال کی حد کو قرار دیا ہے، اور عدت کے باب میں پچپن سال مقرر کیا گیا ہے (مرجع سابق ۳۰۴٫۱)۔

لیکن عام طور سے پچپن سال کی خاتون کے اندر جنسی خواہشات ختم ہوجاتی ہیں اور وہ شہوانی میلان کا محل بھی نہیں رہتی ہے، لہذا محرم کے بغیر حج وعمرہ کے باب میں ایسی خاتون کو رعایت دی جاسکتی ہے۔

محرم کے بغیر سفرحج وعمرہ

مولانا ولی اللہ مجید قاسمی•

انسان کا ایک امتیازی جوہر اور مخصوص وصف عصمت وعفت ہے، اور اسلامی شریعت میں اس آبگینے کی حفاظت کا خصوصی نظم کیا گیا ہے، اور اس راستے پر پابندی لگائی گئی ہے جس کے ذریعہ پاکدامنی پر دھبہ لگنے کا خطرہ ہو، اس لئے مرد وعورت میں سے ہرایک کو ایسی جگہوں سے دور رہنے کا حکم دیاگیا ہے، جہاں فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔

چونکہ عورتیں جسمانی لحاظ سے کمزور ہوتی ہیں، اس لئے مردوں کی بہ نسبت ان کے تحفظ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور انھیں محرم یا شوہر کے بغیر لمبا سفر کرنے سے منع کیاگیا ہے، تاکہ جوہر انسانیت اور زیور عزت وکرامت پر کوئی آنچ نہ آئے، کیونکہ ہر عقل مند شخص بخوبی جانتا ہے کہ سفر میں اکیلی عورت کی عزت کس قدر خطرے کی زد میں ہوتی ہے، ''لأن المقصود من المحرم الحفظ والصیانۃ'' (البحر الرائق۲؍۳۱۵)۔

سفر کی مسافت:

کوئی عورت محرم کے بغیر کتنی دور کا سفر کرسکتی ہے یا نہیں کرسکتی ہے؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے: امام نخعی، شعبی، طاؤس اور ظاہریہ کے نزدیک قریب یا دور کی تفصیل کے بغیر ہر طرح کا سفر محرم کے بغیر ممنوع ہے (دیکھئے: نخب الافکار للعلامۃ عینی ۹؍۱۰)، کیونکہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم'' (صحیح بخاری: ۱۸۶۲) (کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے)۔

اس طرح کی حدیث حضرت ابوہریرہ سے بھی منقول ہے (دیکھئے شرح معانی الآثار مع نخب الافکار۹؍۱۰)، اور ان احادیث میں کسی تفصیل کے بغیر عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام مالک، اوزاعی، لیث اور شافعی کے نزدیک ایک دن سے کم کا سفر محرم کے بغیر جائز ہے اور ایک دن یا اس سے زیادہ کا سفر جائز نہیں ہے (نخب الافکار۹؍۱۳)، اس لئے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے منقول حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

• استاذ ومفتی جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ ، یوپی۔

‘‘لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معہا حرمۃ’’ (صحیح بخاری: ۱۰۸۸، امام مالک، بخاری مسلم، اور ابوداؤد نے رات اور دن دونوں نے ذکر کیا ہے، اس کے برخلاف امام مسلم وغیرہ کی بعض سندوں میں صرف رات کا اور بعض میں صرف دن کا ذکر ہے)۔

(اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر کرے)۔

امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، سلیمان بن مہران، اور ابویوسف ومحمد کے نزدیک تین دن سے کم کا سفر محرم کے بغیر جائز ہے اور تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر حرام ہے، ان کے دلائل یہ ہیں (نخب الافکار ۹؍۱۸):

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: ‘‘لا تسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلا مع ذی محرم’’ (بخاری : ۱۰۸۶، مسلم: ۱۳۳۸) (کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے)۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:‘‘لا تسافر المرأۃ ثلاثاً إلا مع ذی محرم’’ (صحیح مسلم: ۸۲۷)۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

‘‘لا یحل لامرأۃ أن تسافر ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم منہا’’ (صحیح مسلم: ۱۳۳۹)۔

(کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر محرم کے بغیر طے کرے)۔

محرم کے بغیر سفر کی ممانعت کی روایات کے الفاظ میں اختلاف ہے، کسی میں ‘‘برید’’ (۱۲ میل) کسی میں ایک دن اور کسی میں دو دن اور کسی میں تین دن کا ذکر ہے، جس میں سے تین دن والی روایت پر اتفاق ہے ، یعنی جن راویوں نے تین دن سے کم والی روایت نقل کی ہے، انہوں نے تین دن والی حدیث بھی ذکر کی ہے، اس طرح سے تین دن والی روایت یقینی ہے اور اس سے کم میں شک ہے، لہذا اسی کو ترجیح ہوگی، چنانچہ امام طحاوی کہتے ہیں:

‘‘فقد اتفقت ہذہ الآثار کلہا عن النبیﷺ فی تحریم السفر ثلاثۃ أیام علی المرأۃ بغیر محرم واختلفت فیما دون الثلاث’’ (شرح معانی الآثار ۱؍۳۸۵)۔

(ان تمام احادیث میں اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے لئے محرم کے بغیر تین دن کا سفر کرنا درست نہیں ہے اور تین دن سے کم کی روایات میں اختلاف ہے)۔

اور علامہ بیہقی وغیرہ کہتے ہیں کہ سوالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے جو اب میں اختلاف ہوا ہے، کسی نے ایک دن کے سفر کے بارے میں پوچھا تو اس کے جواب میں ایک دن کا حکم ذکر کردیا گیا، اسی طرح سے کسی نے دودن اور کسی نے تین دن کے

متعلق دریافت کیا تو آنحضرتﷺ نے ہر ایک کے سوال کے مطابق جواب دے دیا، غرضیکہ ان روایتوں میں مسافت سفر کی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے، اس لئے ہر وہ مسافت جسے طے کرنے کو سفر کہا جائے عورت کو اس سفر میں محرم کے بغیر جانے سے روکا جائے گا (المنہاج مع صحیح مسلم۱،۴۳۲)۔

اورعلامہ ظفر احمد عثمانی کہتے ہیں: ابتداء میں اسلامی حکومت کا دائرہ بہت محدود تھا، مسلمان کمزور تھے اور خوف کا غلبہ تھا، ایسے حالات میں صرف ایک ''برید'' (بارہ میل) سے کم کی اجازت دی گئی اور پھر جیسے جیسے اسلامی حکومت کا دائرہ بڑھتا رہا اور مسلمانوں کو قوت وشوکت حاصل ہوگئی اور فتنہ کا اندیشہ کم ہوگیا تو مسافت سفر کا دائرہ بھی ایک دن، دودن اور تین دن تک وسعت اختیار کر گیا (اعلاء السنن۱۰،۱۳)، گویا کہ اس معاملے میں آخری چھوٹ تین دن کی دی گئی اور اس سے زیادہ کی نہیں۔

واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے ایک قول یہ منقول ہے کہ عورت کے لئے محرم کے بغیر ایک دن کا سفر بھی ممنوع ہے، اور علامہ شامی کہتےہیں کہ فساد زمانہ کی وجہ سے اسی کے مطابق فتوی دینا چاہئے:

''وینبغی أن یکون علیہ الفتوی لفساد الزمان'' (رد المحتار۳،۴۶۵)۔

۱۔ مسافت سفر یا مدت سفر؟

پہلے زمانہ میں مسافت سفر اور مدت سفر میں کوئی فرق نہیں تھا، اور سفر شرعی (۴۸ میل) کی مسافت عام طور پر تین دن میں طے کی جاتی تھی، موجودہ دور میں فاصلے سمٹ چکے ہیں اور اب مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرلی جاتی ہے، اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ احکام سفر کی بنیاد مسافت سفر پر ہے یا مدت سفر پر؟

مسافر کے لئے نماز قصر کرنے کے مسئلے میں فقہاء نے صراحت کردی ہے کہ اس کی بنیاد مدت سفر پر نہیں ہے، بلکہ مسافت سفر پر ہے، اس لئے اگر کوئی شخص تین دنوں کی مسافت دو ایک دن میں طے کرلیتا ہے تو وہ مسافر سمجھا جائے گا اور وہ نماز میں قصر کرے گا (رد المحتار۲،۶۰۳، الہندیہ۱،۱۳۹)۔

اسی طرح سے فقہ وفتاوی کی کتابوں میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ عورت کے لئے سفر سے ممانعت کا تعلق بھی مسافت سے ہے، مدت سے نہیں، لہذا عورت کے لئے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر ممنوع ہے، اگرچہ یہ مسافت چند گھنٹوں میں طے ہوجائے، اس لئے یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ کوئی عورت اپنے محرم یا شوہر کے ساتھ مقامی ایرپورٹ تک جائے اور پھر دوسری جگہ ایرپورٹ پر اس کا محرم موجود ہو اور درمیانی سفر ہوائی جہاز کے ذریعہ محرم کے بغیر طے ہو۔

۲۔ سفر حج میں محرم کی شرط:

تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ کہ نفلی حج اور دوسرے اسفار کے لئے محرم کے

بغیر سفر کرنا ممنوع ہے (المجموع ۸۷،۷، فتح الباری۶۴،۴)، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کسی خاتون پر حج فرض ہوجائے تو وہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے یا نہیں؟ حضرت حسن بصری، امام نخعی، ابوحنیفہ، احمد بن حنبل، اسحاق راہویہ اور ابن منذر کے نزدیک فریضہ حج کی ادائیگی کے سفر میں بھی محرم شرط ہے، اور اس کے بغیر تین دن یا اس سے زائد کی مسافت طے کرنا درست نہیں ہے (المغنی۵،۳۰، ''یشترط أن یصحب المرأة فی سفر الحج زوجہا أو محرم منہا إذا کانت المسافة بینہا وبین مکة ثلاثة أیام وإلی ہذا ذہب الحنفیة والحنابلة'' الموسوعہ ۳۵،۱۷)۔

مشہور تابعی محمد بن سیرین، امام مالک، اوزاعی، اور امام شافعی کے نزدیک فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے عورت کے ساتھ محرم کی موجودگی شرط نہیں ہے، امام احمد سے بھی ایک قول اسی کے مطابق منقول ہے، لیکن حنابلہ کے نزدیک فتوی اور عمل پہلے قول پر ہے (المغنی ۵،۳۰)۔

امام مالک اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک محرم کے بغیر حج کے لئے عورت اسی وقت جاسکتی ہے جب کہ اس کے ساتھ بھروسہ مند عورتوں کی ایک جماعت ہو، اور اگر ساتھ میں صرف ایک لائق اعتماد عورت ہو تو اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک اس پر حج فرض نہیں ہے، البتہ اس کے ساتھ حج کا سفر کرنا درست ہوگا اور امام مالک کے نزدیک نہ تو حج فرض ہے اور نہ اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے (المجموع ۳۴۳،۸، الموسوعہ ۳۶،۱۷)۔ امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ اگر راستہ مامون ومحفوظ ہو اور عورت کوفتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتو وہ تنہا سفر حج کے لئے جاسکتی ہے، مشہور شافعی فقیہ اور ابواسحاق شیرازی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے (المہذب۶۶۹،۲)۔

مالکیہ وغیرہ کے دلائل:

امام مالک اور امام شافعی کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ حج فرض ہونے کے لئے صرف استطاعت شرط ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' (سورہ آل عمران: ۹۷)۔

(اورجو لوگ اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے واسطے اس کا حج فرض ہے)۔

اور استطاعت کی وضاحت ایک روایت میں ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''عن أنس قیل یا رسول اللہ ما السبیل قال الزاد والراحلة'' (حضرت انس سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سبیل سے مراد کیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ توشہ اور سواری کا نظم)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی تفریق کے بغیر مرد وعورت دونوں پر حج فرض ہونے کے لئے صرف توشہ اور سواری کی استطاعت شرط ہے اور اس کے علاوہ

کوئی دوسری چیز شرط نہیں ہے۔

اس سلسلہ کی کوئی بھی حدیث سندی اعتبار سے صحیح نہیں ہے، لیکن متعدد سندوں سے منقول ہونے کی وجہ سے ان میں قوت آجاتی ہے، اور استدلال کے لائق ہوجاتی ہے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس طرح کی روایتیں جو حسن، مرسل اور موقوف طریقوں سے منقول ہیں دلالت کرتی ہیں:

''إن مناط الوجوب الزاد اولراحلۃ'' (حج فرض ہونے کا مدار توشہ اور سواری پر ہے)۔

اور علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

''ولا یخفی أن ہذہ الطرق یقوی بعضہا بعضا فتصلح للاحتجاج بہا'' (نیل الاوطار ۲۸۸،۴)۔

(یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ سندیں ایک دوسرے کو قوت پہنچاتی ہیں جس کی وجہ سے حدیث استدلال کے لائق ہوجاتی ہے)۔

اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی بھی اس سے متفق ہیں کہ متعدد طریقوں اور راست کی طرف سے قبولیت کی وجہ سے حدیث میں قوت آجاتی ہے اور اسی کا لحاظ کرتے ہوئے امام ترمذی نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے (درس ترمذی۵۴،۳)۔

''یوشک أن تخرج الظعینۃ من الحیرۃ توم البیت لا جوار معہا لا تخاف إلا اللہ'' (دیکھئے: صحیح بخاری: ۳۵۹۵ وغیرہ)۔

(جلد ہی ایسا وقت آنےو الا ہے جب ایک عورت تن تنہا ہودج میں سوار ہوکر ''حیرہ'' شہر سے بیت اللہ آئے گی، وہ کسی کی ذمہ داری اور پناہ میں نہیں ہوگی، لیکن اس کے باوجود اسے اللہ کے سواکسی اور کا خوف نہیں ہوگا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج کے لئے کوئی عورت تنہا سفر کرسکتی ہے، امام نووی کہتے ہیں کہ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس سے محرم کے بغیر عورت کے لئے سفر حج کا جواز معلوم نہیں ہوتا ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے امن وسلامتی کی عمومی حالت کو بیان کرنے کے لئے اس طرح کے واقعے کی پیش گوئی فرمائی ہے، قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ جیسے کہ بعض حدیثوں میں کہا گیا ہے کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے اور فریبی پیدا ہونگے اور نبوت کا دعوا کرینگے، لیکن اس سے اس عمل کا جواز ثابت نہیں ہوتا ہے، اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ مذکورہ حدیث مذمت کے طور پر لائی گئی ہے اور حضرت عدی کی حدیث تعریف اور فضیلت کے لئے بیان کی گئی ہے، جس میں اسلام کی بلندی اور رفعت وعظمت کی پیشیں گوئی کی گئی ہے، لہذا اس عمل کو عدم جواز پر محمول نہیں کیا جاسکتا ہے (المجموع ۳۴۶،۸)۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ خود امام نووی نے ایک موقع پر لکھا ہے:

''لأنہ لیس فی کل شئی أخبر النبی ﷺ بأنہ سیقع یکون محرماً ولا جائزاً'' (فتح

الباری۴،۷۶)۔

(جس چیز کے واقع ہونے کی نبیﷺ نے خبر دی ہے اس کا حرام یا جائز ہونا لازم نہیں آتا ہے)۔

علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ متعدد احادیث میں عورت کو محرم کے بغیر سفر حج سے منع کیا گیا ہے، اس لئے صریح احادیث کی روشنی میں اس کی تاویل ضروری ہے، تاکہ تضاد لازم نہ آئے اور کہا جائے گا کہ حضرت عدی بن حاتم کی حدیث میں محض ایک واقعہ کے وجود کی خبر دی گئی ہے، اور اس سے اس کا جواز معلوم نہیں ہوتا ہے (نیل الاوطار ۴،۲۸۸)، اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے الفاظ میں: مذکورہ روایت میں عورت کے تنہا سفر کرنے کی تعریف نہیں کی گئی ہے، بلکہ صرف اس زمانے کی تعریف مقصود ہے، اس سے قطع نظر کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں (فتح الملہم۳،۳۷۶)، اور اسی بنیاد پر فریضہ حج کے علاوہ دوسرے سفر کے لئے کسی کے یہاں بھی محرم کے بغیر اجازت نہیں ہے۔

۳۔ ''أذن عمر لأزواج النبیﷺ فی آخر حجۃ حجہا فبعث معہن عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف'' (صحیح بخاری: ۱۸۶۰)۔

(حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج میں ازواج مطہرات کو حج کرنے کی اجازت دی اور حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف کو ان کے ساتھ بھیجا)۔

ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا سفر حج محرم کے بغیر ہوا تھا، اور خود حضرت عائشہ کا فتوی بھی یہی ہے کہ محرم کے بغیر عورت سفر حج کے لئے جاسکتی ہے، چنانچہ ان سے کہا گیا کہ فلاں صحابی کہتے ہیں کہ عورت محرم کے بغیر حج کے لئے نہیں جاسکتی ہے، تو انھوں نے فرمایا: ہر عورت کا محرم نہیں ہوتا ہے: ''لیس کل النساء تجد محرماً'' (المحلی۷،۴۶) (یعنی کیا کسی عورت کا محرم موجود نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا؟)۔

۴۔ حضرت عائشہ، عبد اللہ بن عمر اور عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ سفر حج میں عورت محرم کے بغیر جاسکتی ہے (السنن الکبری۵،۳۷۰)۔

۵۔ غیر مسلموں کے قید سے کوئی مسلمان عورت آزاد ہوجائے یا کوئی عورت دار الحرب میں اسلام قبول کرلے تو اس کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنا صحیح ہے، کیونکہ ان کے لئے وہاں سے اسلامی مملکت کی طرف کوچ کرنا ضروری ہے، اس لئے بہ اتفاق اس سفر کے لئے محرم شرط نہیں ہے، اس طرح سے مالی وسعت کے بعد سفر حج لازم ہوگیا ہے، لہذا اس کے لئے بھی محرم شرط نہیں ہے (معالم السنن ۲،۱۴۴)۔

۶۔ سفر میں محرم کی شرط کا مقصد عصمت وعفت کا تحفظ ہے، ''لأن المقصود من

المحرم الحفظ والصیانۃ''(البحر الرائق۳۱۵،۲)، اس لئے محرم کے ہونے کے باوجود بسااوقات اس مقصد کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے سفر سے منع کیا گیا ہے، جیسے کہ محرم فاسق اور ناقابل اعتبار ہو تو اس کے ساتھ سفر کی اجازت نہیں دی جائے گی (حوالہ مذکور)، اور بعض حنفی فقہاء کہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں غلبہ فساد کی وجہ سے دودھ شریک بھائی کے ساتھ سفر جائز نہیں ہے، حالانکہ وہ محرم ہے (رد المحتار۳ھ۴۶۴)، اور امام مالک کہتے ہیں کہ کسی عورت کے لئے سابق شوہر کے بیٹے کے ساتھ سفر درست نہیں ہے، کیونکہ لوگوں میں بگاڑ آگیا ہے (عمدۃ القاری۵۵۸،۷)۔

اور اس کے برعکس فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے کی وجہ سے بوڑھی عورت کے لئے نامحرم مردوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی گئی ہے (رد المحتار۵۲۹،۹)، اس لئے اصل اعتبار اس کا ہے کہ محرم کے ساتھ یا اس کے بغیر عورت کا سفر محفوظ ہے یا محفوظ نہیں ہے، اگر عورت کی عصمت وعفت کو خطرہ نہیں ہے تو محرم کے بغیر سفر کی اجازت دی جائے گی اور اگر اندیشہ ہے تو محرم کے ساتھ ہونے کے باوجود سفر کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ علامہ کشمیریؒ کہتے ہیں:

''والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد'' (العرف الشذی مع الترمذی۲۲۱،۱)۔

(تحقیقی بات یہ ہے کہ اس مسئلے کا مدار فتنہ کے ہونے یا نہ ہونے پر رکھا جائے اور اسے اس کی صواب دید پر چھوڑ دیا جائے جسے سفر درپیش ہے، اور اس میں دن کی مقدار کی حد بندی نہ ہو، فقہ حنفی کی تحقیق سے مجھے یہی معلوم ہوا، اگرچہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی ہے)۔

نیز وہ لکھتے ہیں:

''ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأ من عن الفتنۃ'' (فیض الباری ۳۹۷،۲)۔

(میرے نزدیک محرم کے بغیر بھی سفر جائز ہے بشرطیکہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے مامون اور بے خوف ہو)۔

۷۔ محرم کےبغیر سفر کی ممانعت سے متعلق احادیث کا فریضہ حج سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ ان سے مراد عام اسفار یا سفر حج نفل ہے۔

حنفیہ وغیرہ کے دلائل:

۱۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا'' (سورہ آل عمران: ۹۷)۔

(اور اللہ تعالی نے ان لوگوں کے لئے حج فرض قرار دیا ہے جو بیت اللہ تک آنے

کی استطاعت رکھتے ہیں)۔

حج کی فرضیت کے لئے جس طرح سے زاد راہ، سواری، صحت مندی، تندرستی اور راستے کا مامون ہونا شرط ہے، اسی طرح سے عورت کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس کی عصمت وعفت کے لئے اندیشہ اور فتنہ میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ ہے، لہذا اس کے لئے استطاعت میں یہ بات داخل ہے کہ سفر حج میں اس کے ساتھ محرم ہو، چنانچہ امام نخعی کہتے ہیں: ''إن ہذا من السبیل الذی قال اللہ ولیس لک محرم فلا تحجی إلا مع بعل أو محرم'' (مصنف ابن ابی شیبہ۳،۳۸۵)۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطبہ فرمایا:

''لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ومعہا ذو محرم ولا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم فقال رجل یا رسول اللہ إن امرأتی خرجت حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا فقال انطلق فحج مع امرأتک'' (صحیح مسلم: ۱۳۴۱، صحیح بخاری: ۳۰۰۶)، ''وفی روایۃ إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج فقال اخرج معہا'' (صحیح بخاری: ۱۸۶۲)۔

(کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، الا یہ کہ اس عورت کے ساتھ اس کا محرم بھی ہو اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، ایک صاحب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لئے جاری ہے اور میں نے فلاں جنگ میں جانےکے لئے لکھا لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے اور میں فلاں لشکر کے ساتھ جہاد میں جانا چاہتا ہوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ)۔

اللہ کے رسول ﷺ کے اس بیان سے کہ ''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے'' صحابی نے یہی سمجھا کہ اس میں سفر حج بھی شامل ہے، اور آپ ﷺ نے ان پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، اگر سفر حج آپ کی مراد نہ ہوتی تو ان کے اس مفہوم کی تردید کرتے، بجائے اس کے بہ صراحت آپ نے ان کی تائید کی اور فرمایا کہ جاؤ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کرو، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے میدان جنگ سے جہاں ایک ایک فر دکی بڑی اہمیت ہوتی ہے، ان کی غیرحاضری کو گوارا کرلیا، لیکن اسے برداشت نہیں کیا کہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر حج کو بھی جائے، اگر محرم کے بغیر عورت کے لئے سفر جائز ہوتا تو جہاد جیسے اہم کام سے انھیں نہ روکتے (دیکھئے احکام القرآن للجصاص ۲،۳۰۹)۔

علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر جائز ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے صحابی کی اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی کہ تم نے کیوں اسے محرم کے بغیر سفر پر جانے دیا، اس کے جواب میں علامہ

شوکانی لکھتے ہیں کہ اگر محرم کا ہونا شرط نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے جہاد سے روک کر اس کے ساتھ جانے کاحکم نہ دیتے (نیل الاوطار۴،۲۸۸)۔

اور علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اگر عورت کے سفر میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہ ہوتا تو رسول اللہ انھیں اپنی اہلیہ کے ساتھ جانے اور ترک جہاد کا حکم نہ دیتے جس میں نام لکھا رہنے کی وجہ سے ان کا جانا متعین اور ضروری ہوچکا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ دریافت کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی کہ اس کے ساتھ بھروسہ مند عورتیں یا لائق اعتماد مرد ہیں یا نہیں، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ سفر سے ممانعت کی حدیثوں سے سفر حج کو خاص کر لیا جائے، حالانکہ عورتوں کو عام طور پر اسی سفر کی ضرورت پڑتی ہے، کیونکہ وہ نہ تو جہاد میں شریک ہوتی ہیں اور نہ ہی عام طور پر تجارت کے لئے سفر کرتی ہیں، وہ تو بس حج کے لئے سفر کرتی ہیں اور اسی لئے نبی ﷺ نے حج کو ان کے لئے جہاد قرار دیا ہے (شرح العمدۃ لابن تیمیہ۴،۷۷)۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''قال رسول اللہ ﷺ: لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا ذو محرم'' (سنن دارقطنی۲،۳۲۲)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت محرم کے بغیر ہرگز سفر حج کے لئے نہ جائے)۔

محدث ابوعوانہ (فتح الباری۴،۷۶) اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (الدرایۃ مع الہدایہ۱،۲۳۴)، اور اسی کے ساتھ یہ حدیث اس بات کے لئے بالکل صریح ہے کہ محرم کے بغیر حج میں بھی جانے کی اجازت نہیں ہے، اس طرح کی ایک روایت حضرت ابوامامہؓ سے بھی منقول ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے اور نہ ہی حج کے لئے جائے۔

''لا تسافر المرأۃ سفر ثلاثۃ أیام أو تحج إلا ومعہا زوجہا''، مگر حدیث کے ایک راوی جابر جعفی پر سخت جرح کی گئی ہے، لیکن علامہ ظفر احمد عثمانی کی رائے ہے کہ متعدد سندوں سے منقول ہونے اور مذکورہ دوصحیح حدیثوں سے تائید ہوجانے کی وجہ سے اس کے ضعف کی تلافی ہوجائے گی (اعلاء السنن۱۰،۱۳)۔

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''لا تسافر المرأۃ ثلاثاً إلا مع ذی محرم'' (صحیح بخاری: ۱۰۸۷، صحیح مسلم: ۱۳۳۸) (کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے)۔

اس طرح کی روایت حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدری سے بھی منقول ہے جس کی تفصیل گذر چکی ہے اور یہ احادیث بالکل عام ہیں جس میں ہر طرح کا سفر

شامل ہے، خواہ سفر حج ہو یا کوئی دوسرا سفر، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

''فہذہ نصوص من النبیﷺ فی سفر المرأۃ بغیر محرم ولم یخصص سفراً من سفر مع أن سفر الحج من أشہرہا وأکثرہا'' (شرح العمدہ ۷۷،۴) (عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنے کے معاملے میں نبیﷺ کے یہ واضح اور صاف ارشادات ہیں، جس میں کسی سفر کی تخصیص نہیں کی گئی ہے، حالانکہ سفر حج زیادہ مشہور ہے اور زیادہ پیش آنے والا ہے (یعنی اگر اس کے لئے الگ سے کوئی حکم ہوتا تو رسول اللہﷺ اسے ضرور بیان فرماتے)۔

نیز وہ کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ عورت کے لئے سفر جائز نہیں ہے، مگر اس طرح کہ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اس کے لئے لوگوں نے طرح طرح کی شرطیں لگائی ہیں جیسے کہ اس کے ساتھ بھروسہ مند عورتیں یا قابل اعتماد مرد ہوں اور اس کے بغیر اس کے لئے سفر کو ممنوع قرار دیا ہے، لیکن اللہ کے رسولﷺ نے جو شرط لگائی ہے (یعنی محرم یا شوہر کا ہونا) وہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور وہ زیادہ لائق اطمینان ہے (حوالہ مذکور ۷۸،۴)۔

دلائل پر ایک نظر:

حنفیہ وغیرہ کی طرف سے پیش کردہ زیادہ تر حدیثوں کے صحیح ہونے پر کوئی کلام نہیں ہے، اور معنی ومفہوم کے اعتبار سے وہ دو طرح کی ہیں: کچھ عام ہیں اورہر طرح کے سفر سے متعلق ہیں جس میں سفر حج بھی شامل ہے، البتہ ان میں تخصیص کی گنجائش ہے، اور بعض احادیث سفر حج کے ساتھ خاص اور بالکل واضح ہیں۔

اس کے برعکس مالکیہ وغیرہ کی طرف سے پیش کردہ دلائل غیر واضح اور موضوع سے غیر متعلق ہیں، چنانچہ پہلی حدیث میں عمومی طور پر حج کی بعض شرطوں کا ذکر ہے اور بہت سی صریح احادیث کی وجہ سے عورت کے لئے اس میں ایک شرط کا اضافہ کرلیا جائے گا، جیسا کہ خود مالکیہ وغیرہ نے عورت کے لئے بعض شرطوں کا لحاظ رکھا ہے، اور مرد کی طرح سے مطلقاً اس کو سفر کی اجازت نہیں دی ہے، اور اپنی طرف سے شرط عائد کرنے سے بہتر ہے کہ احادیث میں جو شرط لگائی گئی ہے اس کا لحاظ رکھا جائے۔

حضرت عدی بن حاتم کی روایت بھی موضوع سے غیر متعلق ہے، کیونکہ اس میں محض ایک واقعہ کے ہونے کی خبر دی گئی ہے، قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں، نیز اگر عورت کے لئے تنہا لمبا سفر کرنا جائز ہو تو فریضہ حج کے علاوہ دوسرے سفروں میں بھی اس کی اجازت ہونی چاہئے، جب کہ عورت کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو، علاوہ ازیں حدیث میں عورت کے تنہا سفر کرنے کا ذکر ہے، جب کہ مجوزین اس

کے لئے عورتوں کی جماعت یا کم سے کم ایک عورت کی رفاقت کی شرط لگاتے ہیں، علامہ نووی اس اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں:

''اگر کہا جائے کہ حدیث کا ظاہر بہ اتفاق متروک ہے، کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ عورت تنہا سفر کرے گی، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورت تنہا سفر حج نہیں کرسکتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے اس کے لئے تنہا سفر کو جائز قرار دیا ہے، اور امام شافعی کے قول کے مطابق بھی حدیث کا ظاہر متروک نہیں ہے، کیونکہ حدیث کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ عورت کے ساتھ کوئی نہ ہو اور ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بالکل قریب ہو، اور ہم بالکل قریب ہونے کی شرط نہیں لگاتے، بلکہ اگر کوئی عورت قافلہ سے آگے یا اس سے بہت پیچھے ہو جب بھی اس کے لئے سفر جائز ہے'' (المجموع ۳۴۶،۸)۔

اس جواب میں جو تکلف ہے اسے ہر شخص محسوس کرسکتا ہے، اس لئے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تیسری روایت کے متعلق امام ابوحنیفہ کہتے ہیں:

''کان الناس لعائشۃ محرماً فمع أیہم سافرت فقد سافرت بمحرم'' (شرح معانی الآثار مع نخب الافکار ۳۰،۹)۔

(تمام لوگ حضرت عائشہ کے لئے محرم تھے تو وہ جس کےساتھ بھی سفر کریں جائز ہے)۔

وجہ یہ ہے کہ نبیﷺ کی ازواج مطہرات کو قرآن حکیم نے تمام مومنوں کی ماں قرار دیا ہے، جس کی بنیاد پر کسی کے لئے بھی ان سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، اور محرم کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔

اور علامہ ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم اس لئے دیا گیا، تاکہ کسی کے دل میں ان کے تعلق سے نامناسب وسوسہ پیدا نہ ہو، نیز اس میں ان کی عظمت ورفعت بھی پیش نظر ہے (اعلاء السنن ۱۴،۱۰)۔

رہا حضرت عائشہ کا فتوی کہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر حج کرسکتی ہے تو وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کے راوی امام زہری نے حضرت عائشہ سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔

اور پانچویں دلیل کے متعلق علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ مسلم خاتون کا دار الحرب یا غیر مسلم کے قید سے نکل بھاگنا سفر شمار نہیں ہوگا، کیونکہ کوئی متعین منزل پیش نظر نہیں ہوتی ہے، بلکہ اصل مقصد کافروں کی چنگل سے نجات ہے، اس لئے کہ اگر اسے وہاں سے نکلنے کے بعد کوئی پناہ گاہ مل جائے جیسے کہ قریب ہی میں مسلمانوں کی کوئی فوجی چھاونی ہے یا کوئی لشکر خیمہ زن ہے تو اس کے لئے وہاں سے محرم کے

بغیر سفر کرنا درست نہ ہوگا، اور اگر اسے سفر مان بھی لیا جائے تو یہ ایک مجبوری کا سفر ہے، کیونکہ دوران سفر جس فتنہ کا اندیشہ ہے اس سے زیادہ خطرہ دار الحرب میں رکے رہنے میں ہے، لہذا دوخرابیوں میں سے ہلکے درجے کی خرابی کو گوارا کرلیا جائے گا (فتح القدیر۲،۳۳۱)۔

اور علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ دار الحرب میں قیام کا ضرر یقینی ہے اور وہاں سے سفر کا ضرر موہوم ہے، اس لئے موہوم خطرہ کے مقابلے میں یقینی ضرر کو ترجیح دینگے، اور عورت کے لئے وہاں سے سفر کی اجازت ہوگی، اس کے برخلاف سفر حج نہ کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے، اس لئے اس کی گنجائش نہیں (المغنی۵،۳۲)۔

اور چھٹی دلیل کے متعلق عرض یہ ہے کہ فتنہ کا اندیشہ محرم کے بغیر سفر کی ممانعت کی مصلحت اور حکمت تو ہے مگر علت اور بنیاد نہیں اور یہ معلوم ہے کہ حکم کا مدار علت پر ہوا کرتا ہے، حکمت ومصلحت پر نہیں، اس لئے فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے کی وجہ سے عورت کو تنہا سفر کی اجازت دینا اور فتنہ کا خطرہ ہونے یا نہ ہونے کو عورت کی صواب دید پر چھوڑ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ ذکر کردہ احادیث بالکل واضح ہیں اور انھیں سفر حج نفلی اور دوسرے اسفار کے ساتھ خاص کرنا غلط ہے اور کسی مقصد یا حکمت کو بنیاد بنا کر انہیں ترک کردینا صحیح نہیں ہے، علامہ ابن منذر کے الفاظ میں:

''ترکوا القول بظاہر الحدیث واشترط کل واحد منہم شرطاً لا حجۃ معہ علیہ'' (المغنی ۵،۳۱)۔

(حدیث کے ظاہر سے جو معلوم ہورہا ہے وہ لوگ اس شرط کے قائل نہیں، البتہ ان میں سے ہر ایک ایسی شرط لگارہا ہے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے)۔

حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی عورت محرم کے بغیر سفر حج کے لئے چلی جائے اور حج مکمل کرلے تو فریضہ حج ادا ہوجائے گا اور اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے گا، اگرچہ ایسا کرنے کی وجہ سے وہ سخت گنہ گار ہوگی، ''ولو حجت بلا محرم جازت مع الکراہۃ أی التحریمۃ'' (الدر المختار مع الرد۳،۴۶۵، نیز دیکھئے: شرح العمدہ لابن تیمیہ۴،۸۲)۔

جوان اور بوڑھی عورت میں فرق:

عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کی ممانعت سے متعلق احادیث بالکل عام ہیں اور جوان اور عمر دراز ہر طرح کی عورتیں اس کے عموم میں شامل ہیں، اس لئے فقہ حنفی اور حنبلی میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس معاملے میں بوڑھی یا جوان میں کوئی فرق نہیں، لہذا بوڑھی عورت کے لئے بھی محرم کے بغیر سفر حج میں جانا جائز نہیں (الدر المختار مع الرد۳،۴۶۵، کشاف القناع۲،۳۹۴)، لیکن امام احمد سے دوسرا قول یہ منقول ہے کہ بہت زیادہ بوڑھی عورت جس کے بارے میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے، اس کے لئے محرم شرط نہیں ہے، اسی طرح سے فقہ حنفی میں بھی ایک قول یہ ہے کہ بوڑھی عورت

جو ناقابل شہوت ہو اور اس کے تعلق سے کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کےلئےمحرم کے بغیر سفر جائز ہے (رد المحتار۹،۵۲۹)، اور حضرت تھانویؒ کا فتوی بھی یہی ہے کہ ‘‘بہرحال حال گنجائش ضرور ہے ’’ (امداد الفتاوی۴،۲۰۱)۔

شرط وجوب یا شرط ادا:

عورت کے ساتھ سفر حج میں محرم کا ہونا شرط وجوب ہے یا شرط ادا؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک شرط وجوب ہے اور حنابلہ کے یہاں یہی نقطہ نظر راجح ہے، اور امام ابوحنیفہ سے ایک قول اسی کے مطابق منقول ہے، البتہ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک محرم کی غیر موجودگی میں بھروسہ مند عورتوں کی رفاقت اس کے قائم مقام ہوجاتی ہے (الموسوعۃ الفقہیہ۱۷،۳۶)۔

امام ابوحنیفہؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ محرم کی رفاقت شرط ادا ہے، اور علماء احناف میں سے زیادہ تر لوگوں نے اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اسی پر فتوی ہے (رد المحتار ۳،۴۶۵، الموسوعہ ۱۷،۳۶)۔

شرط وجوب کا مطلب یہ ہے کہ حج کی فرضیت اس پر موقوف ہے اور اس کے بغیر عورت پر حج فرض نہیں ہوگا، کیونکہ حج فرض ہونے کے لئے استطاعت شرط ہے اور محرم کے بغیر عورت غیر مستطیع سمجھی جائے گی، اور شرط ادا سے مفہوم یہ ہےکہ عورت پر حج فرض ہوچکا ہے، لیکن اس کی ادائیگی اسی وقت لازم ہوگی جب کہ محرم ساتھ ہو، ایسی صورت میں اس کے لئے ضروری ہوگا کہ محرم کا انتظار کرے اور جب محرم کے ملنے یا شوہر کے ہونے کی امید ختم ہوجائےتو حج بدل کے لئے وصیت کردے، کیونکہ زاد راہ اور سواری وغیرہ کا نظم ہوجانے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہوچکا ہے، لیکن وہ اس کی ادائیگی سے معذور ہے، اس لئے حج بدل کرانا ضروری ہے۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر - فقہی نقطہ نظر

مفتی محمد عثمان بستوی•

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

''وإذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلاۃ'' (سورہ النساء)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ، لیس معہا حرمۃ''، ''وعن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ: لا تسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلا مع ذی محرم'' (بخاری مع فتح الباری ۵۶۶،۲)۔

اور حضرت ابن عمرؓ سے ایک دوسری روایت میں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ ثلاث لیال إلا ومعہا ذو محرم'' (مسلم شریف ۴۳۳،۱)۔

مذکورہ بالا روایات میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے کہ ایک روایت میں ایک دن کے سفر کی ممانعت ہے اور دوسری روایت میں تین دن کے سفر کی، لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو دونوں میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ مسیرۃ یوم والی روایت فتنہ حقیقیہ پر محمول ہے، یعنی اگر ایک دن کے بلا محرم کے سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو شرعاً حرام اور ناجائز ہے اور مسیرۃ ثلاثۃأیام والی روایت فتنہ حکمیہ پر محمول ہے، یعنی اگر بظاہر کوئی فتنہ نہ بھی ہو تو بھی تین یوم کا سفر یا اس کی مسافت بذات خود فتنہ کے قائم مقام ہوکر سفر کےلئے مانع ہوگی، اب اس کے بعد ہم سوالات کے جوابات عرض کرتے ہیں:

جواب ۱:

احکام سفر میں موثر وقت نہیں، بلکہ مسافت ہے، یعنی قصر واتمام کا تعلق اور بغیر محرم کے سفر کی ممانعت کا تعلق وقت سے نہیں ہے، بلکہ مسافت سے ہے، جس کی صراحت خود نبی پاک ﷺ کی زبان سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ''مسیرۃ ثلاثۃ أیام '' کا لفظ ارشاد فرمایا ہے (مسلم شریف ۴۳۳،۱)، لہذا یفسر بعضہ بعضاً کے ضابطہ سے ایک حکم سے متعلق مطلق روایت کو مقید روایت پر محمول کردیا جائے گا، ''لا یحمل المطلق علی المقید إلا أن یکون فی حکم واحد'' (نور الانوار،۱۶۳)۔

• استاذ ومفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور، یوپی۔

اس بنا پر جس روایت میں مسیرۃ کا لفظ نہیں ہے، اس میں بھی مسیرۃ کا لفظ مقدر مانا جائے گا، یعنی آپ ﷺ نے تین دن کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ مسافت چاہے تین یوم میں پوری ہو یا اس سے کم وزائد میں، لہذا اگر کوئی تین یوم کی مسافت کو گھنٹہ دو گھنٹہ میں طے کرلیتا ہے تو بھی اس پر احکام سفر مرتب ہونگے، بلا محرم کے سفر ناجائز ہوگا، اور اگر کوئی ایک دن کی مسافت کو پانچ دن میں طے کرتا ہے تو اس پر احکام سفر مرتب نہیں ہونگے اور وہ قصر نہیں کرسکتاہے، بلکہ اس کے ذمہ اتمام لازم ہے، اسی طرح اگر کوئی عورت ایک دن کا سفر پانچ مرحلے میں طے کرتی ہےاور فتنہ کا کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں ہے تو اس کے لئے اس کی اجازت ہوگی، مثلاً ایک یوم کی مسافت سفر میں اعزہ واقارب رہائش پذیر ہوں اور ان کے یہاں ہوتے ہوئے یہ مسافت پانچ دن میں پوری کرے تو اس پر گناہ نہیں، فقہائے احناف نے بھی احکام سفر میں موثر مسافت کو مانا ہے، وقت کو نہیں، جیسا کہ صاحب بدائع نے اس کی تصریح کی ہے، چنانچہ علامہ کاسانی امام ابوحنیفہؒ سے نقل کرتے ہیں:

‘‘وروی عن أبی حنیفۃ فیمن سار فی الماء یوماً، وذلک فی البر ثلاثۃ أیام أنہ یقصر الصلاۃ لأنہ لا عبرۃ للأسرع (ولاالإبطأ) بل أوسطہا، وقال النبیﷺ: ‘‘خیر الأمور أوسطہا’’ (بدائع ملخصاً۱،۲۶۳)۔

اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے بھی مسیرۃ ثلاثۃ والی روایت سے تین یوم کی مسافت پر تمام احکام سفر کو مرتب کیا ہے، وقت کو اس میں دخیل نہیں مانا ہے۔

‘‘فإن نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالمسافۃ أیضاً کالمسافر دون الزمان لما فی طرق أخری من لفظ مسیرۃ ثلاث لیالٍ’’ (اعلاء السنن۷،۲۷۵)۔

علامہ ابن حجر کی رائے:

صاحب فتح الباری علامہ ابن حجرؒ نے عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کی ممانعت میں مؤثر وقت کو مانا ہے، مسافت کو نہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

‘‘أن الحکم فی نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالزمان، فلو قطعت مسیرۃ ساعۃ واحدۃ مثلاً فی یوم تام لتعلق بہا النہی، بخلاف المسافر فإنہ لو قطع مسیرۃ نصف یوم مثلاً فی یومین لم یقصر فافترقا’’ (فتح الباری۲،۵۶۷)۔

علامہ ظفر احمد عثمانی کا رد:

علامہ ظفر احمد عثمانی نے حافظ ابن حجر کی رائے پر رد کیا ہے اور ‘‘مسیرۃ ثلاث لیال ’’ والی روایت سے ثابت کیا ہے کہ احکام سفر میں موثر مسافت ہے، زمانہ اور وقت نہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ سے بھی نقل کیا جاچکا ہے کہ حکم کا تعلق مسافت سے ہے، اسی لئے امام صاحب نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کشتی کے ذریعہ

ایک دن میں اتنی مسافت طے کرلے جس کو خشکی کے راستے سے تین دن میں طے کیا جاسکتا ہو تو ایک دن سفر کرنے والا شخص مسافر کہلائے گا اور نماز وغیرہ میں قصر کرے گا، تو اس سے معلوم ہوا کہ موثر مسافت ہے، وقت نہیں، ورنہ ایک دن کے سفر سے امام صاحب کے نزدیک اس کے لئے قصر جائز نہ ہوتا (بدائع الصنائع۱؍۲۶۳)۔

علامہ ظفر صاحب کا کلام ملاحظہ ہو:

''وبما ورد فی لفظ الحدیث عند مسلم من مسیرة ثلاث لیال، اندفع ما قالہ الحافظ فی الفتح إن الحکم فی نہی المرأة عن السفر وحدہا متعلق بالزمان، فلو قطعت مسیرة ساعة واحدة مثلاً فی یوم تام لتعلق بہا النہی، بخلاف المسافر فإنہ لو قطع مسیرة نصف یوم مثلاً فی یومین لم یقصر فافترقا اھ، قلنا: لم یفترقا، فإن نہی المرأة عن السفر وحدہا متعلق بالمسافة أیضاً کالمسافر دون الزمان کما زعمہ، لما فی طرق أخری من لفظ مسیرة ثلاث لیال، والعجب من الحافظ کیف غفل عن ہذا اللفظ مع ذکر وإیاہ بعد صفحة؟'' (اعلاء السنن۷؍۲۷۵)۔

حاصل یہ کہ سفر کی ممانعت کا تعلق مسافت سے ہے، وقت اور زمانہ سے نہیں، علامہ ابن حجرؒ قصر صلاۃ اور سفر کے حکم میں فرق کرتے ہیں، قصر صلاۃ میں وہ بھی مسافت ہی کو موثر مانتے ہیں، الخ۔

جواب نمبر ۲ :

علامہ قرطبیؒ نے سفر کی اولاً دو قسمیں کی ہیں: (۱) ہرباً، یعنی دینی یا دنیوی مشقتوں سے نجات کے لئے سفر، (۲) طلباً: دینی یا دنیوی منافع کے حصول لئے سفر، پہلی قسم کی کل چھ قسمیں شمار کرائی ہیں:(۱)سفر ہجرت، (۲) ہجرت عن المعصیۃ، (۳) ہجرت عن مقام المعصیۃ، (۴) جسمانی خطرات سے حفاظت کےلئے سفر کرنا، (۵) فضا وغیرہ کی خرابی سےحفظان صحت کے لئے سفر کرنا، (۶) سفر برائے حفاظت مال، ''قسم العلماء الذہاب فی الأرض قسمین ہرباً وطلباً:فالأول ینقسم إلی ستة أقسام: الہجرة من دار الحرب، الخروج من أرض غلب علیہا الحرام، الخروج من أرض البدعة، الفرار من الأذیة فی البدن، خوف المرض، الفرار خوف الأذیة فی المال'' (الجامع لاحکام القرآن ملخصاً۵؍۳۵)۔

سفر کی دوسری قسم (دینی وشرعی نفع کے حصول کے لئے سفر) کی کل نو قسمیں بیان کی گئی ہیں: (۱) سفر عبرت، (۲) سفر حج، (۳) سفر جہاد، (۴) سفر معاش، (۵) سفرتجارت، (۶) سفر طلب علم، (۷) سفر زیارۃ مسجد النبیﷺ، (۸) سفر برائے حفاظت سرحد، (۹) سفر برائے زیارت اخوان فی اللہ۔

''أما طلب الدین فیتعدد بتعدد أنواعہ إلی تسعة أقسام: الأول، سفر العبرة، الثانی: سفر الحج، الثالث: سفر الجہاد، الرابع: سفر المعاش، الخامس: سفر التجارة والکسب، السادس: فی طلب العلم، السابع: قصد البقاع، الثامنَ: الثغور للرباط بہا، التاسع: زیارة الإخوان فی اللہ تعالی'' (قرطبی ملخصاً۵؍۳۵۱)۔

احکام بعض اقسام السفر:

قرطبی کے حوالے سے سفر کی جو کل پندرہ قسمیں بیان کی گئی ہیں اس میں سے تین قسموں کا حکم ہم درج کرتے ہیں: سفر ہجرت، سفر مباح، سفر حج۔

سفر ہجرت کا حکم:

اگر کوئی خاتون کسی ایسے ملک میں ہو، جس ملک میں خاتون کے لئے اپنی عزت وآبرو وغیرہ کی حفاظت ممکن نہ ہو، تو اس ملک سے اس کے لئے بغیر شوہر یا محرم کے بھی نکل جانا جائز ہے، تاکہ وہ اپنے دین وایمان کی حفاظت کرسکے، اسی طرح جب کوئی خاتون کسی ایسے شخص کے زیر حراست ہو، جس سے وہ اپنے آبرو وغیرہ کا خطرہ محسوس کرےاور کوئی محرم موجود نہ ہو تو اس کے لئے تنہا سفر کرنے کی شرعاً اجازت ہے، اس میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ درحقیقت یہ اسفار، اسفار نہیں بلکہ معصیت اور آبرو کے خوف سے راہ نجات تلاش کرنا ہے اور اس سفر کا نام سفر اضطرار ہے، سفر کا متوقع فتنہ، جس فتنے میں وہ مبتلا ہے اس سے بہرحال کمتر ہے، جیسا کہ ابن ہمام فرماتے ہیں:

‘‘فإن الموجود من المہاجرۃ والمأسورۃلیس سفر لأنہا لا تقصد مکاناً معیناً، ولو سلم ثبوت سفرہا، فہو للاضطرار لأن الفتنۃ المتوقعۃ فی سفرہا أخف من المتوقعۃ فی إقامتہافی دار الحرب، فکان جوازہ بحکم الإجماع علی أن أخف المفسدتین یجب ارتکابہا عند لزوم إحداہما، فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إلیہ دفعاً للمفسدۃ تفوق مفسدۃ عدم المحرم والزوج فی السفر فی دار الإسلام’’ (فتح القدیر۲،۴۲۱)، حاصل یہ کہ ضرورت ومجبوری کے وقت سفر کےلئے محرم کا ہونا ضروری نہیں۔

سفر مباح:

خاتون کے لئے ہر ایسا سفر جو ضرورت ومجبوری کے تحت نہ ہو، بلکہ کسی جائز مقصد کے تحت کیا جائے، مثلاً اعزہ سے ملاقات، تعزیت وتیمارداری وغیرہ جیسے اسفار اگر مسافت شرعی کا سفر ہو تو باتفاق فقہاء بغیر محرم اور شوہر کے سفر کرنا ناجائز وحرام ہے، نبی پاکﷺ نے اس سے صراحتً منع فرمایا ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے:

‘‘ویلاحظ أن الخلاف بین الشافعیۃ والمالکیۃ وبین باقی الفقہاء محصور فی سفر الفریضۃ ومنہ سفر الحج، فلا یقاس علیہ سفر الاختیار بالإجماع، خطب النبیﷺ:لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ومعہا ذومحرم، ولا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال:یا رسول اللہ، إنی امرأتی خرجت حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا، فقال: انطلق، فحج مع امرأتک’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۶)۔

تو حاصل یہ نکلا کہ جو سفر بلا ضرورت اور مجبوری شرعی کے ہو اس کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے، البتہ اگر سفر، سفر اصطلاحی نہ ہو، بلکہ اپنے ہی شہر میں یا کسی دوسرے قریبی شہر میں یا ضروریات زندگی کے لئے دکان ومارکیٹ جانے کی ضرورت ہو اور اس میں فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو مسافت شرعی سے کم مسافت کا سفر کرنے کی شرعاً اجازت ہوگی، لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو جیسا کہ زمانۂ موجودہ میں ہے تو ایسے سفر کی اجازت نہیں ہے، گرچہ مسافت شرعی سے کم ہو۔

‘‘واتفقت الروایات عن ابن عمر بذکر الثلاث، والمعتمد علیہا، وہی الأصل فی الحکم، وذکر الیومین ومسیرۃ یوم واحد إنما ہو لعارض اختلاف الأحوال من فساد الزمان ونحوہ، ولذا قال أبو حنیفۃ وأبویوسف مرۃ بکراہۃ خروجہا مسیرۃ یوم واحد، واستحسن العلماء الإفتاء بہ لفساد الزمان’’ (اعلاء السنن۱۱،۱، شامی۴۶۵،۴)۔

سفر حج:

اگر حج فرض ہو یعنی کسی خاتون کو مالی استطاعت حاصل اور صحت وقدرت بھی رکھتی ہو، لیکن اس کے ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم یا شوہر نہ ہو، اگر ہو تو وہ آمادہ نہ ہو یا اس کے نفقہ کی استطاعت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس خاتون پر حج فرض ہوگا یا نہیں، اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے:

مذہب احناف:

احناف کے نزدیک عورت پر حج کے فرض ہونے کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ جانا فرضیت حج کے لئے شرط ہے، البتہ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ نفس وجوب کے لئے شرط ہے یا وجوب ادا کے لئے، بعض علماء احناف محرم کو نفس وجوب کو شرط قرار دیتے ہیں، اور اسی کو علامہ کاسانی صاحب بدائع نے راجح قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

‘‘أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ إذ لا یمکنہا الحج بدونہ کما لا یمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ، وفیہ فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا لقول النبی ﷺ: ‘‘ألا لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم’’ (بدائع الصنائع۲۹۹،۲)۔

اور کچھ علماء احناف وجوب ادا کی شرط مانتے ہیں، اور اسی کو علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے راجح قرار دیا ہے: ‘‘أن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب الأداء الذی اختارہ فی الفتح’’ (شامی ۴۶۵،۳)۔

اختلاف کا فائدہ:

اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب محرم وغیرہ کا ساتھ نہ ملنے کی وجہ سے بغیر حج کئے مرجائے، تو جو لوگ نفس وجوب کی شرط مانتے ہیں، ان کے مطابق اس کے ذمہ حج بدل کی وصیت واجب نہ ہوگی، اور بلا حج کے مرنے کی وجہ سے

گنہگار نہ ہوگی، لیکن اس کے برعکس جو لوگ وجوب ادا کی شرط مانتے ہیں ان کے نزدیک ایسی صورت میں اس پر حج بدل کی وصیت واجب تھی، جس کے چھوڑنے کی وجہ سے وہ شرعاً گنہگار ہوگی:''ثمرتہ تظہر فی وجوب الوصیۃ بالحج إذا مات قبل وجود المحرم فمن قال:إن ذلک شرط الوجوب یقول:لا یجب الإیصاء لأن الموت قبل الوجوب، فمن قال: بأنہا شرط الأداء قال: یجب، لأن الموت بعد الوجوب'' (فتح القدیر۲،۴۲۲)۔

ترجیح:

ان دونوں اقوال میں سے حضرات مفتیان کرام وفقہاء عظام نے وجوب ادا کی شرط ہونے کو ترجیح دیا ہے اوراسی کو اصحاب فتاوی نے بھی اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ قول اوفق بالنصوص اور احوط بھی ہے، اور باب عبادات میں احوط ہی کو ترجیح دی جاتی ہے، چنانچہ حضرت گنگوہیؒ زبدۃ الناسک میں فرماتے ہیں کہ عورت حرۃ کے حق میں محرم امین یا زوج کا ہونا وجوب ادا میں سے ہے، یہ شرط اس وقت ہے کہ عورت کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان شرعی سفر کی مسافت ہو (زبدۃ المناسک،۳۲)۔

اور غنیۃ الناسک میں ہے:

''أما شرائط وجوب الأداء خمسۃ علی الأصح..... الرابع: المحرم أو الزوج لامرأۃ بالغۃ ولو عجوزاً، ومعہا غیرہا من النساء الثقات والرجال الصالحین'' (غنیۃ الناسک،۳۰)۔

حاصل: محرم یا زوج کا ساتھ ہونا اداء حج کے واجب ہونے کے لئے شرط ہے، یہی احناف کا راجح مذہب ہے، اس کے برعکس کچھ علماء نفس وجوب کی شرط مانتے ہیں۔

مذہب شوافع:

اگر عورت حج کے لئے مالی اور بدنی استطاعت رکھتی ہو، لیکن شوہر یا محرم میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں شافعیہ کے نزدیک اگر حج فرض ہو اور دو یا دو سے زیادہ ثقہ عورتوں کا ساتھ مل جائے تو حج فرض کے لئے اس کے اوپر بغیر محرم کے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج کے لئے سفر کرنا فرض ہوگا، لیکن اگر ساتھ ثقہ عورتوں کی جماعت نہ ہو، بلکہ صرف کوئی ایک قابل اعتماد خاتون ساتھ میں ہو تو اس کے اوپر سفر کرنا واجب نہیں، لیکن حج فرض یا حج نذر کے لئے تنہا سفر کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ حج کی فرضیت میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں، کیوں کہ ''ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' میں خطاب مرد وعورت دونوں کو مساوی ہے:

''ذہب الشافعیۃ إلی أنہا إن وجدت نسوۃ ثقات اثنتین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلاً عن المحرم أو الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأۃ، فإن وجدت امرأۃ واحدۃ ثقۃ فلا یجب علیہا الحج، لکن یجوز لہا أن تحج معہا حجۃ الفریضۃ أو النذر، بل یجوز لہا أن تخرج وحدہا لأداء الفرض أو النذر إذا أمنت'' (الموسوعۃ الفقہیہ۱۷،۳۶)۔

''وأوجب الشافعیۃ علی المرأۃ الحج مع نسوۃ ثقات لا مع واحدۃ فقط، دلیل الشافعیۃ: ولله

على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا، فإذا أمنت المرأة الفساد على نفسها لزمها الحج" (الفقہ الاسلامی ۳،۳۶)۔

مالکیہ کا مذہب:

شافعیہ کی طرح مالکیہ کے نزدیک بھی حج فرض کی ادائیگی کے لئے محرم کی شرط نہیں ہے، لہذامالکیہ بھی اس عورت پر حج کو فرض قرار دیتے ہیں جس کو محرم یا شوہر کا ساتھ میسر نہ ہو، لیکن قابل اطمینان مردوں کی یا قابل اطمینان عورتوں کی یا دونوں کے مجموعہ کی جماعت ساتھ میں ہو تو اس پر حج فرض اور حج نذر کے لئے سفر کرنا ضروری ہے، مالکیہ اور شوافع کے مذہب میں فرق صرف یہ ہے کہ شوافع کے نزدیک فرضیت سفر کے لئے ثقہ عورتوں کی جماعت کا ہونا شرط ہے اور مالکیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت کا ہونا شرط نہیں، بلکہ اگر صرف لائق اعتماد مردوں کا ساتھ میسر ہو اور فتنہ کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو اس کے اوپر حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض ہوگا، کیونکہ مرد کی طرح سے عورت بھی حج کی فرضیت کی مخاطب ہے:

''ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلاً''، ''وأوجب المالكية عليها الحج مع رفقة مأمونة من النساء فقط أو الرجال فقط أو المجموع من الجنسين، فإذا أمنت المرأة الفساد على نفسها لزمها الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۶)۔

اور ان حضرات کے نزدیک قافلے کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کی اجازت اس وجہ سے ہے کہ بڑے قافلے اور آباد مامون مشترک راستے یہ مارکیٹ اور تجارت گاہوں کی طرح ہیں، تو جس طرح سے عورت کا اپنی ضروریات کے لئے مارکیٹ وغیرہ جانا جائز ہے، اس طرح سے حج بھی فرض ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ موجودہ میں جہاز جس میں کوئی تخصیص نہ ہو ایک بڑے مکان کی طرح ہے:

''فأما فی القوافل العظیمۃ والطرق المشترکۃ العامرۃ المأمونۃ فإنہا عندی مثل البلاد التی یکون فیہا الأسواق والتجارفإن الأمن یحصل لہا دون ذی محرم ولا امرأۃ'' (موسوعہ فقہیہ ۳۸،۲۵)۔

مذہب حنابلہ:

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے محرم کی شرط ہونے کے سلسلہ میں کل تین اقوال منقول ہیں:

پہلا قول حنفیہ کی طرح ہے کہ بغیر محرم کے اس پر حج فرض نہیں اور یہی حضرت امام حسن، امام نخعی، اسحاق، ابن منذر وغیرہ کا بھی مذہب ہے۔

دوسرا قول امام احمد کا یہ ہے کہ محرم سفر کی شرائط میں سے ہے، وجوب حج کی شرائط میں سے نہیں، لہذا جس خاتون کو محرم کا ساتھ نہ ملے اور دیگر شرائط موجود ہوں تو اس پر حج فرض ہوگیا اور حج بدل کرانا ضروری ہوگا۔

تیسرا قول امام احمدؒ کا امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ کی طرح سے ہے کہ محرم کا وجود نہ تو حج کی شرائط میں سے ہے اور نہ سفر کی، لہذا ثقہ قابل اطمینان عورتوں یا مردوں کی جماعت کے ساتھ حج کے لئے جانا واجب ہوگا۔

ترجیح:

امام احمد بن حنبلؒ کا پہلا قول جو حنفیہ کے موافق ہے وہی راجح اور معمول بہا ہے، ''وحكم المرأة إذا كان لها محرم كحكم الرجل ، ظاہر ہذا أن الحج لا يجب على المرأة التى لا محرم لها، وقد نص عليه أحمد وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعى دون الوجوب فمن فاتها الحج بموت أو مرضى لا يرجى برؤه، أخرج عنها حجة لأن شروط الحج المختصة به قد كملت، وإنما المحرم لحفظها فهو كتخلية الطريق وإمكان المسير، وعنه رواية ثالثة أن المحرم ليس بشرط فى الحج الواجب، أما فى حجة الفريضة فأرجو لأنها تخرج إليها مع النساء ومع كل من أمنته، وأما فى غيرها فلا،و المذهب الأول وعليه العمل'' (المغنى لابن قدامہ٣،١٩٢)۔

جواب نمبر٣:

اگر کوئی عورت بغیر کسی محرم یا شوہر کے مسافت سفر کے بقدر سفر کے ارادے سے نکلے تو حنفیہ کے نزدیک عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، سوائے ضرورت ومجبوری کے، اگرچہ نظام سفر کتنا ہی محفوظ کیوں نہ ہو، کیونکہ شریعت مطہرہ نے قدر مسافت سفر ہی کو فتنہ حکمی کے درجہ میں رکھ کر اس سے منع کردیا اور رسول پاکﷺ نے بغیر کسی قید کے ارشاد فرمایا:

''لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذومحرم'' (مسلم)۔

لہذا احناف کا اصل مسلک نظام سفر سے متعلق نہیں ہے، بلکہ مسافت سفر سے متعلق ہے، ممانعت کی علت ہے، اس لئے حکم میں نظام سفر کے محفوظ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، عدم جواز کا حکم اس صورت میں بھی عائد ہوگا، اگر شریعت میں نظام سفر کی رعایت مطلوب ہوتی تو اس کی طرف ضرور اشارہ کیا گیا ہوتا، لیکن تمام نصوص کو مطلق رکھا گیا، یہاں تک کہ بعض صورتوں میں ایک دن کی مسافت پر بھی یہی حکم عائد کیا گیا، شریعت کا منشا فتنے کے دروازے کا بالکلیہ بند کرنا ہے، اگر اس کی اجازت دے دی جائے تو مقصد شریعت فوت ہوجائے گا، مثلاً خاتون اپنے شوہر سے حقیقت حال کو مخفی رکھ کر یا کوئی عورت اپنے اولیاء سے حقیقت حال کو مخفی رکھ کر نظام سفر کی حفاظت کا حیلہ وبہانہ بناکر گھر سے باہر نکلے گی اور اس کے جو نتائج بد سامنے آئینگے وہ اہل دانش سے مخفی نہیں ہیں، ذرا غور تو کیا جائے کہ اگر نظام سفر کی حفاظت کا حوالہ دے کر اس حکم منصوص میں تغیر وتبدل کیا گیا تو اس پر فتن دور میں کیا معصیت کے دروازے کے کھل جانے کا شدید خطرہ نہیں اور کیا یہ اجازت حکم شریعت کے مقصد

کے خلاف نہیں، مقصد شریعت فتنہ کا سد باب ہے اور اس صورت میں اجازت دینے سے فتنہ کا دروازہ کھلنے کا ظن غالب ہے، اس لئے اس کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی۔

ضرورت ومجبوری کا حکم:

اگر بلا محرم کے سفر کرنے کی ضرورت اور مجبوری ہو تو مجبوری کے احکام جداگانہ ہوتے ہیں، چنانچہ مالکیہ اور شوافع نے حج فرض اور حج نذر کو ضرورت شرعیہ کا درجہ دے کر اس کی اجازت دیا اور سفر ہجرت وغیرہ کو حضرات احناف نے ضرورت اور مجبوری کے درجہ میں رکھ کر جائز کہا ہے، چنانچہ صاحب فتح القدیر نے سفر ہجرت وغیرہ کی علت بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

''لأن الفتنۃ المتوقعۃ فی سفرہا أخف من المتوقعۃ فی إقامتہا فی دار الحرب، فکان جوازہ بحکم الإجماع علی أن أخف المفسدتین یجب ارتکابہا عند لزوم إحداہما فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إلیہ دفعاً لمفسدۃ تفوق مفسدۃ عدم المحرم والزوج فی السفر فی دار الإسلام" (فتح القدیر ۲،۴۲۱)۔

حاصل یہ کہ ہجرت کے سفر سے عام اسفار کے حکم پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ہجرت کے سفر کا تعلق ضرورت ومجبوری سے ہے، اس میں اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے، بلکہ ہلکی مصیبت کو اختیار کرکے بڑی مصیبت کو دفع کیا جاتا ہے۔

اجازت کی چند شکلیں:

۱۔ اگر کوئی خاتون اپنے شوہر سے ایک لمبے عرصہ سے دور رہ رہی ہو اور شوہر خود حقوق زوجیت کی ادائیگی کے لئے خواہ کسی وجہ سے بھی بیوی سے ملاقات کےلئے نہ آتا ہو، بلکہ بیوی ہی کو اپنے پاس بلاتا ہو اور بیوی کے اختیار میں محرم وغیرہ کے اخراجات سفر برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو اور کوئی محرم تبرع کرنے اور ساتھ لے جانے کے لئے تیار نہ ہو اور بیوی کا شوہر سے جدا رہنا ناقابل برداشت مشقت کا باعث ہو یا ابتلائے معصیت کا خطرہ ہو تو ایسی حالت میں بیوی کے لئے سفر کرنے کی اجازت ہوگی، کیونکہ یہ سفر انتہائی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہوگا اور بڑی معصیت سے بچنے کےلئے چھوٹی معصیت کو گوارہ کرنا ہوگا، ھذا ما عندی، جیسا کہ صاحب فتح القدیر وغیرہ کی بیان کردہ علت ہے''فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إلیہ دفعاً لمفسدۃ تفوق مفسدۃ عدم المحرم والزوج فی السفر" (فتح القدیر ۲،۴۲۱)۔

یعنی سفر کے اباحت کی اصل علت سفر کے لئے مجبور ہونا اور بڑے مفسدہ کو چھوٹے مفسدہ کے ذریعہ دفع کرنا ہے۔

سفر حج:

شوافع اور مالکیہ سفر حج کی اجازت بھی ضرورت اور مجبوری کو علت بنا کر دیتے ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک حج کی فرضیت محرم کی شرط سے مشروط نہیں ہے،

لہذا جب حج فرض ہوجائے اور محرم کا ساتھ نہ ہو تو حتی الامکان مفاسد کے خطرات کو کم کرکے ضرورتاً ومجبوراً فریضۂ حج کی ادائیگی کی اجازت دیتے ہیں، توبہر حال یہ اجازت ضرورت شرعیہ کی بنا پر ہے، جیسے کہ سفر ہجرت کی اجازت ضرورت شرعیہ کی بنا پر دی گئی ہے، چنانچہ مواہب الجلیل میں ہے:

''أما سفر الحج فإنہا تسافر مع جماعۃ النساء إذا لم یکن لہا محرم، لأنہا لو أسلمت فی دار الحرب لوجب علیہا أن تخرج مع غیر ذی محرم إلی دار الإسلام، وکذا إذا أسرت وأمکنہا أن تہرب منہم یلزمہا أن تخرج مع غیر ذی محرم، فکذلک یلزمہا أن تؤدی کل فرض علیہا إذا لم یکن لہا ذو محرم من حج أو غیرہ'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۰)۔

غیر واجبی عبادت کے لئے عورت کا سفر کرنا:

جن علماء نے حج فرض اور حج نذر کے لئے محرم نہ ہونے کی صورت میں قابل اطمینان قافلے کے ساتھ عورت کو سفر کرنے کی اجازت دی ہے، ان کے نزدیک اجازت کی علت ضرورت ہے اور اس ضرورت کی وجہ سے بڑے قافلے کو شہر کے درجہ میں رکھا، نیز آباد راستوں کو بھی جو محفوظ ہوں شہر اور محلے کے درجہ میں رکھ کر اجازت دی ہے، اور ظاہر ہے کہ ضرورۃً اور مجبوراً سفر کو سفر ہی نہیں مانا، بلکہ اپنے شہر کے محلے اور دکان وغیرہ تک جانے کے حکم میں رکھا:

''فأما فی القوافل العظیمۃ فہی عندی کالبلاد یصح فیہا سفرہا دون نساء وذوی محارم'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۲)۔

اسی بنا پر بڑے قافلے کے ساتھ سفر مباح اور سفر واجب دونوں کی اجازت دی ہے، کیونکہ درحقیقت یہ سفر ہی نہیں، البتہ اگر قافلہ چھوٹا ہو تو صرف حج فرض اور حج نذر یعنی سفر واجب کی اجازت ہوگی، غیر واجبی سفر کی اجازت نہیں، کیونکہ واجبی عبادت ضرورت ہے اور غیر واجبی عبادت کوئی ضرورت نہیں۔

''حکم سفرہا الواجب جمیعہ حکم سفرہ لحج الفریضۃ فی الخروج مع الرفقۃ المأمونۃ، وکذلک کل سفر یجب علیہا..... وأن سفرہا فی التطوع لا یجوز إلا بزوج أو محرم'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۲)۔

حاصل یہ کہ حج فرض ہو یا کوئی دوسرا واجبی سفر تو شوافع اور مالکیہ کے نزدیک بلا محرم کے سفر کی اجازت ہے، اگرچہ وہ حج نفل ہی کیوں نہ ہو، البتہ اگر قافلہ بہت بڑا ہو تو حج نفل کی بھی مالکیہ کے نزدیک گنجائش معلوم ہوتی ہے:

''إذا کانت لرفقۃ غیر مأمونۃ أو مأمونۃ وہی متطوعۃ بالحج فلا یباح لہا ذلک، ہذا مخالف لما تقدم (فلا خلاف فی جواز سفرہا من غیر ذی محرم فی جمیع الأسفار الواجب منہا والمندوب والمباح) إلا أن یحمل علی العدو الیسیر'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۳)۔

عدول عن المذہب:

بغیر محرم کے سفر حج کے لئے کسی مقلد کا اپنے مذہب سے عدول کرتے ہوئے دوسرے کے مسلک پر فتوی دینا یہ بلا ضرورت ہے، عدول عن المذہب ضرورت اور مشقت وغیرہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور مذہب حنفی پر عمل کرنے میں نہ کوئی مشقت ہے، نہ حرج وتنگی، اس لئے عدول عن المذہب بلا ضرورت ہوگا اور بلا ضرورت عدول عن المذہب ناجائز ہے؛ لہذا شافعیہ یا مالکیہ کے مذہب کے مطابق بلا ضرورت کے سفر کی اجازت نہ ہوگی:

''ولا بأس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط أن يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الإمام، والظاہر أنه أراد بالضرورة ما فيه نوع مشقة قوله: عند الضرورة: ظاہره أن عند عدمها لا يجوز'' (شامی ۲،۴۶)۔

جواب نمبر ۴ :

سوال ۴ کے تحت مذکور شکل کا حکم سمجھنے کے لئے چند اصولی مسئلوں کا سمجھنا ضروری ہے اور وہ مسائل درج ذیل ہیں:

۱۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عبادات واجبہ کےلئے بغیر محرم کے سفر کی اجازت ہے، بشرطیکہ فتنہ سے امن ہو، خواہ ثقہ عورتوں کاساتھ ہو، نیز اسی طرح مالکیہ قابل اعتماد مردوں کے ساتھ بھی سفر کی اجازت دیتے ہیں:

''لو أسلمت فی دار الحرب لوجب عليها أن تخرج مع غير ذی محرم، فكذلك يلزمها أن تؤدی كل فرض عليها إذا لم يكن لها ذو محرم من حج أو غيره'' (مواہب الجلیل ۳،۴۹۰)۔

۲۔ عبادت غیر واجبہ کےلئے بغیر محرم کے سفر کی حرمت پر اتفاق ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک اگر قافلہ بہت بڑا ہو تو غیر واجبہ عبادت کے لئے بھی سفر کی اجازت ہے:

''فہم من قول المصنف: بفرض أن سفرہا فی التطوع لا يجوز إلا بزوج أو محرم وہو كذلك فيما كان على مسافة يوم وليلة فأكثر سواء كانت شابة أو متجالة'' (مواہب الجلیل ۳،۴۹۲)۔

۳۔ مالکیہ اور احناف کے راجح قول کے مطابق عمرہ سنت ہے، واجب وفرض نہیں، البتہ حنابلہ اور شوافع کے نزدیک پوری عمر میں کم ازکم ایک مرتبہ ہر صاحب استطاعت مسلم مرد وعورت کے ذمہ عمرہ کرنا واجب ہے:

''والأظہر عند الشافعية وہو المذہب عند الحنابلة أن العمرة فرض فی العمر مرة واحدة، ذہب المالكية وأكثر الحنفية إلى أن العمرة سنة مؤكدة فی العمر مرة واحدة، وذہب بعض الحنفية إلى أنها واجبة فی العمر مرة واحدة'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰،۳۱۴)۔

سوال نمبر ۴ کا حکم:

مذکورہ بالا تینوں مسائل اصولیہ کی روشنی میں درج ذیل حکم متعین ہوتا ہے:

۱۔ شوافع کے نزدیک بغیر محرم کے مذکورہ صورت میں عمرہ کے سفر کی اجازت

ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ واجب ہےاور عبادت واجبہ کے لئے سفر بھی جائز ہے:

''بدلیل إجماعہم علی أن المرأۃ إذا أسلمت فی دار الحرب لزمہا الخروج منہما وحج الفریضۃ بالقیاس علی الإجماع'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۰)۔

۲۔ مالکیہ کے نزدیک چونکہ عمرہ واجب نہیں، اس لئے بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں، البتہ اگر قافلہ بہت بڑا ہو تو ان کے نزدیک بھی اجازت ہے:

''أن سفرہا فی التطوع لا یجوز إلا بزوج أو محرم..... أما فی القوافل العظیمۃ وہی عندی کالبلاد یصح فیہما سفرہا دون نساء وذو محارم، فلا خلاف فی جواز سفرہا من غیر ذی محرم فی جمیع الأسفار الواجب منہما والمندوب بالإجماع'' (مواہب الجلیل۳،۴۹۲)۔

۳۔ حنابلہ اور احناف کے نزدیک جب بغیر محرم کے حج فرض کے لئے سفر کی اجازت نہیں تو عمرہ (اگرچہ حنابلہ اور بعض احناف کے نزدیک واجب ہے) کی اجازت بغیر محرم یا شوہر کے بدرجہ اولی نہ ہوگی۔

''ومن لا محرم لہا لا تکون کالرجل ولا یجب علیہا الحج وہو قول الحسن والنخعی وإسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأی'' (المغنی لابن قدامہ۳،۱۹۲)۔

''ولا تسافر المرأۃ إلا مع ذی رحم محرم فقام رجل فقال: یا رسول اللہ! إن امرأتی خرجت حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا فقال: انطلق فحج مع امرأتک'' (متفق علیہ)۔

''ولا تحج امرأۃ إلا ومعہا زوج'' دار قطنی وصححہ أبوعوانۃ (نیل الاوطار ۴،۴۹۱، الفقہ الاسلامی وادلتہ۳ھ۳۶)۔

جواب نمبر ۵ :

سفر حج کے لئے محرم کی شرط اور عدم شرط سے متعلق تفصیلی حکم جواب نمبر دو کے تحت لکھ دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احناف کے نزدیک محرم کی شرط وجوب اداء کے لئے ہے، یہی فقہاء احناف کا راجح قول ہے، البتہ بعض احناف محرم کو نفس وجوب کے لئے شرط مانتے ہیں، علامہ کاسانی صاحب بدائع نے اسی کو ترجیح دی ہے، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک اور ایک قول کے مطابق حنابلہ کے نزدیک بھی محرم کی شرط نہ تو نفس وجوب کے لئے ہے، نہ ہی وجوب اداء کےلئے، لہذا بغیر محرم کے بھی ان کے نزدیک حج فرض ہوگا اور ثقہ عورتوں کی جماعت یا قابل اعتماد مردوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ہوگی اور حج کرنا ان کے اوپر فرض ہوگا، البتہ حنابلہ کا راجح مذہب احناف کی طرح ہے، کہ بغیر محرم کے حج فرض ولازم نہ ہوگا۔

خلاصہ بحث:

۱۔ احناف اور حنابلہ کے راجح مذہب کے مطابق محرم یا زوج شرط وجوب ہے۔

۲۔ شوافع اور مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک محرم یا زوج شرط وجوب حج نہیں، البتہ فرضیت سفر کے لئے شرط ہے، یعنی اگر محرم وغیرہ میسر نہ

ہوں تو حج کے لئے سفر کرنا فرض نہیں ہوگا، لیکن امن کی شرط کے ساتھ جائز بہرحال رہے گا اور اگر محرم وغیرہ کا ساتھ ہو تو حج فرض کے لئے سفر فرض ہوگا۔

''یجوز لہا أن تحج معہا أی مع امرأة واحدة ثقة حجة الفرضیة أو النذر بل یجوز لہا أن تخرج وحدہا لأداء الفرض أو النذر وزاد المالکیة توسعاً مع رجال الصالحین'' (الموسوعة الفقہیہ ملخصا۱۷؍۳۶)۔

جواب نمبر ۶ :

احناف اور حنابلہ کے راجح مذہب کے مطابق حج کمیٹی یا ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک حج کی ادائیگی اس پر واجب نہیں، لہذا اس کے لئے سفر بغیر محرم کے ناجائز ہوگا، کیونکہ یہ سفر بلاضرورت شرعیہ کے ہے، لیکن مالکیہ اور شوافع کے نزدیک اگر حج کمیٹی یا ٹور قافلہ کے لوگ قابل اطمینان ہوں تو بغیر محرم کے بھی حج فرض کےلئے سفر کرنا جائز ہے۔

''لا یجب علیہا الحج للحدیث: لا تسافر المرأة ثلاثة إلا ومعہا ذو محرم ولا تحجن امرأة إلا ومعہا زوج'' (صححہ ابوعوانہ، نیل ۴؍۴۹۱)۔

''وأوجب الشافعیة علی المرأة الحج مع نسوة ثقات، وأوجب المالکیة علیہا الحج مع رفقة مأمونة من النساء فقط أو الرجال فقط'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳؍۳۶)۔

علامہ انور شاہ کشمیری کی رائے:

بعض علماء احناف، علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے پر عمل کرنے کی گنجائش دیتے ہیں، علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ قافلے کے لوگوں پر اعتماد اور فتنے سے حفاظت کی شرط کے ساتھ بغیر محرم کے بھی سفر کرنا جائز ہے:

''قلت ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت لہ مادة کثیرة فی الأحادیث'' (فیض الباری۲؍۳۹۷)۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کے واقعہ سے استدلال:

فیض الباری کے حاشیہ میں مکہ مکرمہ سے حضرت زینب کے بغیر محرم کے سفر کا واقعہ مذکور ہے، اور اسی طرح سے واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ کا بغیر محرم کے قافلے کے ساتھ ملنے کے لئے سفر کا واقعہ مذکور ہے، اور کچھ حضرات ان دونوں واقعات سے بلا محرم کے سفر حج کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، لیکن بندہ کے نزدیک یہ استدلال نہیں ہے۔

الراجح عندی:

حضرت زینبؓ اور حضرت عائشہؓ کے واقعہ سے استدلال کا فاسد ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ حضرت زینبؓ کا سفر، سفر ہجرت تھا جس کے لئے محرم کی شرط نہیں، بغیر محرم کے بھی ایسی ہجرت فرض وواجب ہوتی ہے، اور اسی طرح حضرت عائشہ کے

واقعہ سے استدلال بھی صحیح نہیں، کیونکہ حضرت عائشہؓ کا یہ سفر بغیر محرم کے سفر شرعی کے بقدر نہ تھا، نیز یہ سفر بھی مجبوری کی بنا پر ہوا تھا، تو سفر اضطرار پر غیر اضطراری سفر کو قیاس کرنا قیاس فاسد ہے، کیونکہ مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان مناسبت نہیں ہے، نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ کے واقعہ افک سے استدلال عدم جواز پر تو ہوتا ہے جواز پر نہیں، کیوں کہ جب غیر محرم کے ساتھ تھوڑی مدت کے سفر میں اتنا بڑا فتنہ وجود میں آسکتا ہے، جس کے اثرات بد آج تک قائم ہیں اور یہ فتنہ بھی خیر القرون کے زمانہ میں امت کے سب سے افضل اور جنت کی بشارت پانے والی شخصیات کے بارے میں پیش آیا تو اس فتنہ وفساد کے دور میں اور قرب قیامت کے زمانہ میں فتنہ سے کوئی سی چیز مانع ہوگی، اب تو فتنہ کا وقوع بدرجہ اولی ہوگا، اس لئے واقعہ افک سے استدلال ممانعت پر تو ہوسکتا ہے جواز پر نہیں۔

''أما الأسيرة إذا تخلصت من أيدى الكفار فإن سفرها سفر ضرورة لا يقاس عليه حالة الاختيار ولذلك تخرج فيه وحدها ولأنها تدفع ضرراً متيقناً بتحمل الضرر المتوهم فلا يلزم تحمل ذلك من غير ضرر أصلاً'' (المغنى لابن قدامہ۳،۱۹۳)۔

جواب نمبر ۷ :

اتنی بوڑھی عورت جس کی طرف میلان ختم ہوجائے تو ایسی بوڑھی عورت کے بارے میں قرآن کریم میں حکم ہے:

''والقواعد من النساء اللاتى لا يرجون'' (الایہ)، اس آیت میں بوڑھی عورتوں کے پردہ میں تخفیف کی گئی ہے، اسی وجہ سے حضرات فقہاء نے بوڑھی عورتوں سے مصافحہ یعنی مسّ ید وغیرہ کو جائز کہا ہے، اسی بنا پر حضرت تھانویؒ نے بوڑھی عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کی اجازت دی ہے، حضرت سے بوڑھی عورت کے بارے میں بغیر محرم کے سفر کا حکم معلوم کیا گیا تو جواب میں حضرت نے فرمایا:

''فى الدر المختار أما العجوز التى لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا، وتكلم فيه صاحب رد المحتار شئى'' (۵،۳۶۲)۔

میں نے شاید درمختار کے اسی جزئیہ پر کہا ہوگا، گو اچھی طرح یاد نہیں، بہرحال گنجائش ضرور ہے (امداد الفتاوی۴،۲۰۱)۔

حضرت کے فتوی سے ایسی عمردراز خاتون جس کی طرف میلان نہ ہوتا ہو بغیر محرم کے سفر کی گنجائش ہے، لیکن احتیاط بہرحال ممانعت ہی میں ہے۔

موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مفتی ظہیر احمد قاسمی•

یہ موضوع موجودہ دور میں بہت اہم ہوگیا ہے، لوگوں کی مختلف ضروریات کی وجہ سے اور قدیم زمانہ کے سفر اور موجودہ دور کے سفر میں زمین وآسمان کا فرق واقع ہوجانے کی وجہ سے۔

قدیم زمانہ میں جو سفر مہینوں، بلکہ سالوں میں طے ہوتا تھا وہ اب چند گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہے، اور پہلے سفر عموماً غیر محفوظ تھا جبکہ اب سفر عموماً محفوظ اور مامون ہے۔

اس فرق کے واقع ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے شرعی حکم میں بھی فرق واقع ہونا چاہئے، کیونکہ شریعت میں ضرورت کی وجہ سے حکم بالکل بدل (الگ ہو) جاتا ہے، گو وہ وقتی ہی کیوں نہ ہو اور شخصی ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح شریعت میں تغیر احوال سے بھی احکام بدل جاتے ہیں، ہم شرعی حکم اور فقہاء کے اقوال نقل کرنے سے پہلے ان تمام احادیث کو نقل کرتے ہیں جو اس موضوع سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔

اس موضوع سے متعلق احادیث کچھ تو تین دن تین رات کے سفر سے ممانعت کے بارے میں وارد ہوئیں اور کچھ دو دن کے سفر سےممانعت کے بارے میں ہیں اور کچھ ایک دن ایک رات کے سفر کی ممانعت کے بارے میں ہیں اور کچھ میں مطلقاً بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کے بارے میں آئی ہوئی ہیں۔

الف: سب سے پہلے میں تین دن تین رات سے متعلق احادیث ذکر کرتا ہوں:

۱۔ ‘‘عن ابن عمرؓ قال إن النبیﷺ قال لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذی محرم’’ (رواہ البخاری، رقم الحدیث: ۱۰۸۶، ابواب تقصیر الصلاۃ ، باب کم یقصر الصلاۃ)۔

۲۔ ‘‘عن ابن عمرؓ عن النبیﷺ قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذو محرم’’ (رواہ مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۳۸ کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم إلی حج)۔

ب: دو دن یا ایک دن سے زائد کے سفر کی ممانعت کے بارے میں:

۱۔ ‘‘عن عبد الله بن عمرؓ عن رسول اللهﷺ قال لا تسافر المرأة يومين إلا مع زوجها أو ذی محرم’’ (رواہ صحیح ابن خزیمۃ، رقم الحدیث: ۲۵۲۲ کتاب المناسک)۔

• کانپور، یوپی۔

۲۔ ‘‘عن أبی سعید الخدری عن النبیﷺ قال لا تسافر المرأة یومین إلا معہا زوجہا أو ذو محرم’’ (رواہ البخاری، رقم الحدیث: ۱۱۹۷ کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، ورواہ مسلم، رقم الحدیث: ۸۲۷، ۴۱۶)۔

۳۔ ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال لا یحل لامرأة أن تسافر یوما فما فوقہ إلا ومعہا ذوحرمۃ’’ (رواہ مسند احمد، رقم الحدیث: ۹۴۹۸)۔

ج: ایک دن کے سفر کی ممانعت کے بارے میں:

۱۔ ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معہا حرمۃ’’ (رواہ البخاری، رقم الحدیث: ۱۰۸۸، ابواب تقصیر الصلوۃ باب کم یقصر الصلاۃ)۔

۲۔ ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن رسول اللہﷺ قال لا یحل لامرأة مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعہا رجل ذو حرمۃ منہا’’ (رواہ مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۳۸، ۴۱۹، کتاب الحج باب سفر المرأة إلی حج وغیرہ)۔

۳۔ ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم إلا مع ذی محرم’’ (رواہ مسلم۴۲۰۱۳۳۹ کتاب الحج باب منع المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ)۔

۴۔ ‘‘عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ لا تسافر امرأة مسیرۃ یوم تام إلا مع ذی محرم’’ (رواہ مسند احمد، رقم الحدیث: ۹۷۴۱)۔

د: مطلقا سفر کرنے کی ممانعت یعنی بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنے کی مطلقاً ممانعت کے بارے میں احادیث خواہ ایک دن سے کم ہی کیوں نہ ہو:

‘‘عن ابن عمرؓ قال إن رسول اللہﷺ قال:لا تسافر المرأة إلا ومعہا ذو محرم’’ (رواہ ابن حبان، رقم الحدیث: ۲۷۲۹، کتاب الصلاۃ باب المسافر فصل فی سفر المرأة)۔

‘‘عن ابن عباسؓ قال النبیﷺ لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیہا رجل إلا ومعہا محرم فقال رجل یا رسول اللہ إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج فقال اخرج معہا’’ (رواہ البخاری، رقم الحدیث: ۱۸۶۲، کتاب جزء الصید باب حج النساء، ورواہ مسلم، رقم الحدیث: ۱۳۴۱، ۴۲۴، کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ)۔

یہ احادیث تین دن سے زائد سے لے کر مطلقاً بغیر محرم کےعورت کو سفر کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہیں اور یہ ساری احادیث صحیح ہیں، تو پھر ان کی تطبیق کی صورت نکالنی ہوگی، تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ آپﷺ نے عورت کو فتنہ کی وجہ سے ممانعت فرمائی ہے آپ نے جب بھی فتنہ محسوس کیا، تو اس سفر سے عورت کو بغیر

محرم کے ممانعت فرمادی، یہ فتنہ مطلقاً سفر میں بھی ہوسکتا ہے اور تین دن سے زائد سفر میں بھی ہوسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابن عبد البر یہی فرماتے ہیں:

ویجمع معانی الآثار فی ہذا الباب وإن اختلفت ظواہرہا الخطر علی المرأۃ أن تسافر سفراً یخاف علیہا الفتنۃ بغیر محرم قصیراً کان أو طویلاً''، واللہ اعلم (التمہید لابن عبد البر القرطبی ۵۵،۲۱، باب السین سعید بن سعد)۔

(یعنی اس باب میں آثار کے معانی کو جمع کیا جائے گا، اگرچہ ان کا ظاہر مختلف ہے، وہ اس طرح سے کہ عورت کو بغیر محرم کے ایسا سفر کرنا ممنوع ہوگا جس میں فتنہ کا خوف ہو وہ مختصر ہو یا طویل ، واللہ اعلم)۔

دوسری جگہ علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں:

''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنۃ إلا مع ذی محرم أو زوج قصیراً کان السفر أو طویلاً'' (الاستذکار لابن عبد البر القرطبی۵۳۳،۸، کتاب الاستئذان باب ما جاء فی الوحدۃ فی السفر للرجال والنساء بحوالہ محرم کے بغیر سفر کا حکم،۵۳۴)۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ فیض الباری میں فرماتے ہیں:

''لا تسافر المرأۃ ثلاثاً فإنہ لم یقع فی مسئلۃ الإتمام والقصر بل ورد فی سفر الحاجات واختلفت فیہ الروایات وفی بعضہا مسیرۃ یوم ولیلۃ وہو عندی مختلف باختلاف الأحوال والأحادیث فی ہذا الباب صدرت عن حضرۃ الرسالۃ تارۃ کذا وتارۃ کذا ولیست محمولۃ علی اختلاف الروایۃ وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم قلنا ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ، وقد وجدت مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث، أما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن'' (فیض الباری ۵۳۴،۲ کتاب تقصیر الصلاۃباب تقصیر إذا خرج من موضعہ)۔

(نہیں سفر کرے گی عورت تین دن کا، یہ حدیث اتمام وقصر کے مسئلہ میں واقع نہیں ہوئی ہے، بلکہ سفر حاجات کے سلسلہ میں واقع ہوئی ہے، اور اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، بعض میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا ذکر ہے اور یہ احادیث میرے نزدیک احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہیں، اور اس باب میں احادیث رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے کبھی کسی حالت اور کبھی کسی حالت کے متعلق صادر ہوئی ہیں اور یہ راویوں کے مختلف ہونے پر محمول نہیں ۔

اور حنفیہ کی کتب میں محرم کے بغیر عام طور پر سفر (سفر شرعی) کا عدم جواز مذکور ہے۔

مگر میں کہتا ہوں (حضرت علامہ کشمیریؒ) کہ میرے نزدیک عورت کو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ اعتماد اور فتنہ سے امن ہو اور میں نے احادیث

میں اس کا بہت بڑا مواد پایا ہے اور فقہی اعتبار سے یہ فتن کے مسائل سے تعلق رکھتا ہے)۔

اس سے پتہ چلاکہ علامہ کشمیری کے نزدیک عورت کو تین دن کے سفر کی ممانعت کی احادیث اتمام وقصر کے اعتبار سے سفر شرعی کی مقدار کو بیان کرنے کے سلسلہ میں وارد نہیں ہوئی ہیں، بلکہ سفر حاجات کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں اور حالات کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس سلسلہ میں احادیث مختلف ہیں جن کا مقصود فتنہ پر مبنی سفر کرنے کی ممانعت کو بیان کرنا ہے۔

علامہ کشمیری دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''لا تسافر المرأة یومین الخ وہذا یختلف عندی باختلاف الأحوال فلا تعیین فیہا وقد مر الکلام فیہ'' (فیض الباری۲٫۵۹۱ کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ)۔

(یعنی یہ قول کہ ''نہیں سفر کرے گی عورت دو دن کا الخ یہ حکم میرے نزدیک احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے، پس اس میں (کسی خاص مقدار والے سفر) کی تعیین نہیں، جس پر کلام گذرچکا ہے)۔

علامہ کشمیریؒ ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں:

''واعلم أن الحدیث فی السفر غیر سفر الحج وأما العلماء فیذکرون مسئلۃ سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث وکذلک الطحاوی وغیرہ فعل مثل ہذا أی ذکر سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث ثم ورد فی الأحادیث لا تسافر المرأة فوق ثلاثۃ أیام، وفی بعض الروایات سفر یوم، وفی بعض الروایات سفر یوم ولیلۃ وغیرہا من الألفاظ ومذہب أبی حنیفۃ أن سفر الحج إن کان ثلاثۃ أیام فلا تسافر إلا ومعہا محرم وإذا کان أقل من ثلاثۃ أیام فیجوز لہا السفر فیقال إن الأحادیث ترد علی أبی حنیفۃ، أقول لا ترد علی أبی حنیفۃ فإن الأحادیث لیست بواردۃ فی سفر الحج بل فی غیرہ من الأسفار والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد'' (العرف الشذی ۲٫۴۰۷ کتاب الرضاع باب ما جاء وحدہا)۔

(اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ سفر کے مسئلہ کی حدیث حج کے سفر کے علاوہ ہے، مگر علماء نے سفر حج کے مسئلہ کو ان احادیث کے تحت ذکر کردیا اور اسی طریقہ سے طحطاوی وغیرہ نےبھی یہی طرز عمل اختیار کیا ہے، یعنی سفر حج کو ان احادیث کے تحت ذکر کردیا۔

پھر احادیث میں یہ بات آئی ہے کہ عورت تین دن سے زیادہ کا سفر نہیں کرے گی، اور بعض روایات میں ایک دن کے سفر کا ذکر ہے، اور بعض روایات میں ایک دن اور ایک رات کے سفر کا ذکر ہے، اور اس کے علاوہ بھی دوسرے الفاظ کا ذکر ہے، اور امام ابوحنیفہ ؒ کا مذہب یہ ہے کہ حج کا سفر اگر تین دن کا ہو تو عورت محرم کے بغیر سفر نہیں کرے گی اور جب تین دن سے کم کا ہوتو اس کو سفر کرنا جائز ہے، اس پر یہ کہا جاتا

ہے کہ احادیث ابوحنیفہ کے خلاف ہیں، میں کہتا ہوں احادیث امام ابوحنیفہ کے خلاف نہیں ہیں، کیونکہ یہ احادیث سفر حج کے بارے میں وارد نہیں ہوئیں، بلکہ دوسرے اسفار کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، اور تحقیقی بات یہ ہے کہ حکم کا دارومدار فتنہ اور عدم فتنہ پر رکھا جائے اور معاملہ کو مبتلی بہ کی رائے پر چھوڑ دیا جائے جس میں ایام کی کوئی تحدید نہیں ہے، میرے نزدیک مذہب کی تحقیق اس سلسلہ میں یہی ہے اگرچہ کسی نے اس کی تصریح نہیں کی (انظر ایضا: اعلاء السنن۱۸،۳۸۵ کتاب الحظر والاباحۃ، العرف الشذی)۔

اور یہی رائے علامہ یوسف القرضاوی کی ہے، وہ فرماتےہیں:

''فالعلۃ وراء ہذا النہی ہو الخوف علی المرأۃ من سفرہا وحدہا بلا زوج أو محرم فی زمن کان السفر فیہ علی الجمال والبغال أو الحمیر وتجتاز فیہ غالباً صحاری ومفاوز تکاد تکون خالیۃ من العمران والأحیاء .....ولکن إذا تغیر الحال کما فی عصرناوأصبح السفر فی طائرۃ ثقل مائۃ راکب أو أکثر، أو فی قطار لیحمل مئات المسافرین ولم یعد ہناک مجال للخوف علی المرأۃ إذا سافرت وحدہا فلا حرج علیہا شرعاً فی ذلک ولا یعد ہذا مخالفۃ للحدیث بل قد یؤید ہذا حدیث عدی بن حاتم مرفوعاً عند البخاری، یوشک أن تخرج الظعینۃ من الحیرۃ (تطوف) البیت (أی الکعبۃ) بظہور الإسلام وارتفاع منارۃ فی العالمین وانتشار الأمان فی الأرض، فیدل علی الجواز وہد ما استدل بہ ابن حزم علی ذلک، ولا غرو أن وجدنا بعض الأئمۃ یجیزون للمرأۃ أن تحج بلا محرم ولا زوج إذا کانت مع نسوۃ ثقات أو فی رفقۃ مأمونۃ وہکذا حجت عائشۃ وطائفۃ من أمہات المؤمنین فی عہد عمر ولم یکن معہن أحد من المحارم بل صحبہن عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کما فی صحیح البخاری۔

بل قال بعضہم تکفی امرأۃ واحدۃ ثقۃ، وقال بعضہم تسافر وحدہا إذا کان الطریق آمنا وصححہ صاحب المہذب من الشافعیۃ وہذا فی سفر الحج والعمرۃ وطردہ بعض الشافعیۃ فی الأسفار کلہا'' (کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ للقرضاوی ۱،۱۲۹، الباب الثالث سفر المرأۃ مع المحرم)۔

(پس (عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی) اس ممانعت کے پیچھے علت دراصل عورت پر اس کے تنہا سفر بغیر شوہر یا محرم کے کرنے میں ''خوف '' ہے، جو اس زمانہ میں پایا جاتا تھا، جبکہ سفر اونٹ یا گھوڑے یا گدھے پر ہوتا تھا، اور یہ سفر عام طور پر جنگل اوربیابان علاقوں مینطے کیا جاتا تھا، جو عام طور پر آبادی اور محلوں سے خالی ہوتے تھے، لیکن جب حالت بدل جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں، اب سفر ہوائی جہاز سے ہونے لگا جس میں سو یا اس سے زائد سوار ہوتے ہیں یا کسی ریل گاڑی سفر کیا جائے جس میں سینکڑوں سوار ہوتے ہیں اور اس سفر میں محرم کے بغیر عورت کو سفر کرنے میں کوئی خوف نہ پائے تو عورت کو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، اور یہ حدیث کی مخالفت نہیں کہلائے گی، بلکہ اس کی تائید عدی بن حاتم کی اس مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو بخاری میں ہے کہ ''قریب ہے کہ ہودج والی عورت حیرۃ مقام سے

نکل کر بیت اللہ یعنی کعبہ کا طواف کرے گی جس کا شوہر ساتھ نہ ہوگا ''۔

او ریہ حدیث اسلام کے غلبہ کی تعریف کے موقع پر لائی گئی ہے، جبکہ عالم میں اسلام بلند ہوگا اور زمین میں امن وامان پھیلا ہوا ہوگا، تو یہ جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے، ابن حزم نے بھی اس پر اسی سے استدلال کیا ہے۔

اور یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ بعض ائمہ عورت کو بغیر محرم اور بغیر شوہر کے حج کی اجازت دیتے ہیں، جبکہ ذمہ دار عورتوں کے ساتھ ہو یا مامون قافلہ ہو، اور اسی طریقہ سے حضرت عائشہ اور امہات المومنین میں سے ایک جماعت نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حج کیا جن کےساتھ کوئی محرم نہیں تھا، بلکہ ان کے ساتھ حضر ت عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، بلکہ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ ایک ذمہ دار عور ت بھی کافی ہے، اور بعض نے فرمایا کہ عورت تنہا سفر کرسکتی ہے، جبکہ راستہ مامون ہو جس کو شافعیہ میں سے صاحب مہذب نے صحیح قرار دیا ہے اور یہ حج وعمرہ کے سفر میں ہے، اور بعض شافعیہ نے تمام اسفار میں اس کو اختیار کیا ہے)۔

ان اکابر اور معاصر علماء (علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ یوسف القرضاوی) کی عبارات وتحریرو نسے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اصل علت عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کی ''فتنہ '' ہے، نہ کہ محض سفر (شرعی) اور احادیث میں سفر سے مراد لغوی سفر یعنی مطلق قطع مسافت اور خروج ہے اور آپ ﷺ نے حسب موقع الگ الگ اشخاص (عورتوں) کے بارے میں جتنی مقدار میں فتنہ کو محسوس فرمایا اس سے منع فرمایا، خواہ سفر ایک دن یا اس سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

لہذا حکم کا مدار فتنہ ہونا چاہئے اور سفر سے یہاں مراد مطلق (لغوی) سفر لیا جانا چاہئے، اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو پھر تمام احادیث کے مابین کوئی تعارض بھی نہیں رہے گا۔

اور موجودہ دور میں بھی بعض علاقہ مامون ہوتے ہیں اور بعض نہیں، اسی طرح بعض اسفار مثلاً عموماً ٹرین اور ہوائی جہاز کے سفر مامون ہوتے ہیں، لہذا جن اسفار میں امن وحفاظت ہو، فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، ان کو بغیر محرم کے بھی عورت کےلئے جائز قرار دیا جائے گا، خواہ طویل ہی ہوں، لیکن سفر مامون ومحفوظ نہ ہو اور فتنہ کاقوی اندیشہ ہو تو پھر اس سفر کو عورت کے لئے بغیر محرم کے جائز قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ عقلاً تو ایسے اسفار محرم کے ساتھ بھی درست نہ ہونگے جہاں پر خوف ہو امن نہ ہو اور فتنہ کا قوی اندیشہ ہو۔

شابہ وعجوزہ عورت: اور اسی علت فتنہ پر ہی شابہ اور عجوزہ عورت کے مختلف مسائل متفرع ہوتے ہیں۔

نوجوان اور شابہ عورت میں چونکہ فتنہ وشہوت میں مردوں کے پڑجانے کا اندیشہ

ہے، اس لئے جوان عورتوں کو خصوصاً ان نمازوں میں آنے سے روک دیا جائے گا جن میں فتنہ کا اندیشہ ہو۔

''ذہب الشافعیۃ وصاحبا أبی حنیفۃ إلی أن المرأۃ إذا أرادت حضور المسجد للصلاۃ، وإن کانت عجوزاً لا تشتہی فلہا الخروج، ومثلہ مذہب أبی حنیفۃ بالنسبۃ للشابۃ، أما العجوز فإنہا تخرج عندہ فی العیدین والعشاء والفجر فقط'' (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۱۹؍۱۱۰-۱۱۱)۔

اسی طرح شابہ اس کے چہرہ کے کھولنے سے روکا جائے گا فتنہ کی وجہ سے نہ کہ محض ستر کی وجہ سے۔

چنانچہ درمختار میں ہے:

''وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین الرجال لا لأنہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ کمسہ وإن أمن الشہوۃ وجاء رد المحتار وتمنع المرأۃ الخ أی تنہی عنہ وإن لم یکن عورۃ (بل لخوف الفتنۃ) أی الفجور بہا قاموس أو الشہوۃ والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجہہا فتقع الفتنۃ لأنہ مع الکشف قد یقع النظر إلیہا بشہوۃ'' (۲؍۷۹، الدرالمختار مع الشامی زکریا دیوبند)۔

بس تمہیدی بحث کے بعد اب ہم موضوع سے متعلق سوالات کے جوابات کی طرف آتے ہیں:

سوال نمبر ۱ کا جواب:

ظاہر الروایت کے مطابق تو حکم کی بنیاد شب وروز کی مدت ہے، مگر فتوی سفر شرعی کی مسافت پر ہے، چنانچہ صاحب البحر الرائق تعجب فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں:

''وأشار المصنف إلی أنہ لا اعتبار بالفراسخ وہو الصحیح لأن الطریق لو کان وعراً بحیث یقطع فی ثلاثۃ أیام أقل من خمسۃ عشر فرسخاً قصر بالنص وعلی التقدیر بہا لا یقصر فیعارض النص فلا یعتبر سوی سیر الثلاثۃ، وفی النہایۃ الفتوی علی اعتبار ثمانیۃ عشر فرسخاً، وفی المجتبی فتوی أکثر أئمۃ خوارزم علی خمسۃ عشر فرسخا، وأنا أتعجب من فتواہم فی ہذا وأمثالہ بما یخالف مذہب الإمام خصوصاً المخالف للنص الصریح'' (البحر الرائق ۲؍۱۴۰ باب صلاۃ المسافر)۔

(کہ اگر راستہ اوبڑ کھابڑ ہو، یعنی اتنا خراب ہو کہ تین دن میں پندرہ فرسخ سے اگر کم مسافت طے کرے تو قصر کرے گا، نص کی بنا پر اور مسافت کی بنا پر قصر نہ کرے گا، لہذا نص کے معارض ہوجائے گا، لہذا صرف تین دن چلنے کا اعتبار ہوگا، جبکہ فتوی ۱۸ فراسخ یا ۱۵ فراسخ کی مسافت پر ہے، صاحب البحر الرائق فرماتےہیں کہ مجھے ان کے اس بارے میں فتوی سے تعجب ہے جو کہ صرف امام صاحب کے مذہب کے خلاف ہے بلکہ نص کے بھی خلاف ہے۔

اسی طرح شامی میں ہے:

''قولہ (ولا اعتبار بالفراسخ علی المذہب) لأن المذکور فی ظاہر الروایۃ اعتبار ثلاثۃ أیام

کما فی الحلیۃ وقال فی الہدایۃ ہو الصحیح احترازاً عن قول عامۃ المشائخ من تقدیرہا بالفراسخ" (رد المحتار مع الدر۲،۶۰۲)۔

علامہ ابن حجر بھی تین دن تین رات کی مدت کے قائل ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالزمان فلو قطعت مسیرۃ ساعۃ واحدۃ مثلاً فی یوم تام لتعلق بہا النہی بخلاف المسافر فإنہ لو قطع مسیرۃ نصف یوم مثلاً فی یومین لم یقصر'' (فتح الباری شرح صحیح البخاری۲،۵۶۷، قولہ باب کم یقصر الصلاۃ)۔

یعنی جس سفر میں تین دن تین رات یا اس سے زائد وقت خرچ ہوتا ہے عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت ہوگی، اور اگر سفر میں تین دن سے کم وقت خرچ ہوتا ہے تو عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت ہوگی، گویا کہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ کوئی عورت سفر کی مخصوص مقدار سے کم کا سفر محرم کے بغیر کرے، واللہ تعالی اعلم۔

جبکہ مسافت (۴۸ میل) کی رعایت کی جائے۔

سوال نمبر ۵،۲ کا جواب:

الف: سفر میں محرم کے ساتھ شرط ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کرام کے مذاہب:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کو محرم کے بغیر تین دن اور تین رات یا اس سے زائد کا سفر کرنا جائز نہیں اور اس سے کم مقدار میں اصل مذہب میں ممانعت کا حکم نہیں لگایا گیا، جیسا کہ تبیین الحقائق میں ہے:

''وأما اشتراط الزوج أو المحرم للمرأۃ فی السفر وہو مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً فلقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو محرم منہا'' (رواہ مسلم وابوداؤد) ''وقال علیہ الصلاۃ والسلام: لا تسافر المرأۃ ثلاثاً إلی ومعہا ذو محرم''(تبیین الحقائق شرح کنزالدقائع۲،۵)۔

''وکذا جاء بدائع الصنائع:

وأما بعد انقضاء العدۃ لہا فلہا أن تخرج إلی ما دون مسیرۃ سفر بلا محرم لأنہا تحتاج إلی ذلک فلو شرط لہ المحرم لضاق الأمر علیہا، وہذا لا یجوز'' (بدائع الصنائع ۲۰۸،۳ فصل فی احکام العدۃ)۔

البتہ امام ابویوسف کی ایک روایت کے مطابق ایک دن کا سفر بھی بغیر محرم کے عورت کے لئے مکروہ ہے۔

''وقد روی عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف کراہۃ الخروج لہا مسیرۃ یوم بلا محرم، لکن المذہب أنہ یباح لہا الخروج إلی ما دون مدۃ السفر بغیر محرم إذا کان لحاجۃ'' (کما فی الہدایۃ شرح مسند ابی حنیفۃ للعلی القاری ۲۵۱،۱، لاتسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم)۔

اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ایک دن یا اس سے زائد کا سفر عورت کو بغیر محرم کے جائز نہیں، اس سے کم جائز ہے، مگر ان دونوں حضرات کے نزدیک حج فرض کی ادائیگی کے لئے عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے، چاہے وہ مدت سفر سے زائد ہی کیوں نہ ہو، عمدۃ القاری میں ہے:

''الرابع مذہب الأوزاعی واللیث ومالک والشافعی فإنہم قالوا للمرأۃ أن تسافر فیما دون الیوم بلا محرم وفیما زاد علی ذلک لا إلا بزوج أو محرم لکن عند مالک والشافعی لہا أن تسافر للحج الفرض بلا زوج ومحرم وإن کان بینہما وبین مکۃ سفر أو لم یکن فإنہا خصا النہی عن ذلک بالأسفار الغیر الواجبۃ واحتجوا فی ذلک بما رواہ مسلم من حدیث أبی سعید أن أباہ أخبرہ أنہ سمع أبا ہریرۃؓ یقول قال رسول اللہ ﷺ:لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم إلا مع ذی محرم'' (عمدۃ القاری ۲۶۴،۷ باب مسجد بیت المقدس، وانظر أیضاً الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۲۲،۲۹۹۔۳۰۰، ۱۷،۳۵۔۳۶)۔

سوال ۲(ب) ثقہ عورتوں کے ساتھ عورت کے سفر کا حکم:

حضرات شوافع کے نزدیک دو یا دو سے زیادہ ثقہ عورتیں سفر میں ساتھ ہوں تو وہ فرض حج کا سفر کرسکتی ہے۔

''ذہب الشافعیۃ إلی أنہا إن وجدت نسوۃ ثقات اثنتین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلاً عن المحرم أو الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأۃ'' (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۱۷،۳۵۔۳۶، وانظر ایضا: نفس المرجع۲۲،۲۹۹۔۳۰۰، مرقاۃ المفاتیح۵،۱۷۴۴ کتاب المناسک)۔

اور مالکیہ کے نزدیک مرد وعورتوں کا مشترک ثقہ ومامون قافلہ میسر ہو تو اور عورت کی طرف سے بھی امن ہو تو پھر فرض وواجب حج کے لئے عورت کو محرم کے بغیر سفر پر جانا نہ صرف جائز بلکہ لازم وواجب ہوجاتا ہے۔

''وقال المالکیۃ إذا لم تجد المرأۃ محرماً ولا زوجاً تخرج معہ أو امتنعا من الخروج معہا جاز أن تخرج للسفر الواجب مع رفقۃ مأمونۃ وقالوا: والرفقۃ المأمونۃ رجال صالحون أو نساء صالحات وأولی إن اجتمعا'' (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ۲۲،۲۹۹۔۳۰۰، وانظر أیضا نفس المرجع ۱۷،۳۵۔۳۶)۔

اور احناف وحنابلہ کے نزدیک اس کی گنجائش نہیں اگر سفر تین دن تین رات یا اس سے زائد کی مسافت ہو، کما مر تبیین الحقائق۲،۵، الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۱۷،۳۵۔۳۶، ۲۲،۲۹۹۔۳۰۰۔

سوال ۳ کا جواب: محفوظ نظام سفر میں عورت کا سفر بغیر محرم کے:

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر سفر شرعی کی مسافت کے بجائے تین دن تین رات کی مدت کو (خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کی) بنیاد بنایا جائے تو پھر اس کی پوری گنجائش ہے کہ صورت مسئولہ میں جواز کا حکم دیا جائے۔

چونکہ دہلی سے ریاض کا ہوائی سفر تقریباً ساڑھے پانچ یا پانچ گھنٹہ کا ہوتا ہے، ظاہر ہے جو ایک دن سے بھی کم ہے۔

خصوصاً علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ یوسف قرضاوی کی تحریرات کی روشنی میں جو صفحہ ۵ تا ۱۱ پر گذر چکی ہیں۔

اور ضرورت کی بنیاد پر بھی اس سفر کی گنجائش دی جاسکتی ہے، ''الضرورۃ تبیح المحظورۃ'' اگر اس عورت کو یہ سفر کرنا ناگزیر ہو (سفر شرعی کی مسافت کو بنیاد بنانے کی صورت میں)۔

سوال۴:

حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق (یعنی جبکہ سفر شرعی کی مسافت کو محرم کے شرط ہونے کی بنیاد بنایا جائے) تو اس کی بالکل گنجائش نہ ہوگی۔

البتہ اگر بنیاد تین دن تین رات کی مدت کو بنیاد بنایا جائے اور عورت کو کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، سابقہ تحریروں کی روشنی میں (علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور علامہ یوسف القرضاوی کی تحریروں کی روشنی میں وانظر ص۵۔۱۱)، اور آج کل کے سفر اور منظم انتظامات کی صورت میں، البتہ شوافع کے نزدیک چونکہ عمرہ فرض ہے، اس لئے ان کے نزدیک اس طرح کا سفر بالکل جائز ہوگا۔

اور امام مالک کے نزدیک بھی دیگر عورتوں کے ساتھ اس کا عمرہ کرنا بھی جائز ہوگا۔

''وقید الباجی من المالکیۃ المنع بالعدد القلیل من الرفقۃ أما القوافل العظیمۃ فہی کالبلادفیجوز فیہا سفرہا دون نساء أو محارم'' (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتہ۲۲؍۳۰۰)۔

سوال ۶ کا جواب:

یہ بھی ایک قسم کی ضرورت اور حاجت ہے، ''والضرورۃ تبیح المحظورۃ'' کی روشنی میں اس کی اجازت ہونی چاہئے، بشرطیکہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، گو کہ ہماری کتب فقہ میں ایسی عورت پر یا تو حج ہی فرض نہیں ہوتا یا حج کا ادا کرنا فرض نہیں ہوتا، لہذا جس حج کا ادا کرنا ہی ضروری نہیں تو پھر اس کی اجازت کہاں ہوسکتی ہے؟ جیسا کہ تمام فتاوی میں یہی مذکور ہے۔

لیکن اگر ہم محرم کے شرط ہونے کی بنیاد مدت سفر یعنی تین دن تین رات کو بتائیں تو پھر اس کی گنجائش بلاشبہ نکل سکتی ہے، خصوصاًجبکہ موجودہ دور کا محفوظ سفر اور حسن انتظام کو پیش نظر رکھا جائے تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہ فتنہ سے خالی ہو۔

سوال ۷ (الف) : محرم یا شوہر کے ساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانا:

جیسا کہ ۴،۵ پر گذرا کہ علامہ ابن عبد البر کی رائے یہی ہے کہ طویل وقصیر سفر

پر مدار رکھنے کے بجائے اصل علت (عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی) ممانعت کی ''فتنہ '' ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''ویجمع معانی الآثار فی ہذا الباب وإن اختلفت ظواہرہا الحظر علی المرأۃ أن تسافر سفراً یخاف علیہا الفتنۃ بغیر محرم قصیراً کان أو طویلاً، واللہ اعلم'' (التمہید لابن عبد البر۲۱،۵۵)۔

دوسری جگہ پر فرماتے ہیں:

''والذی جمع معانی آثار ہذا الحدیث علی اختلاف ألفاظہ أن تکون المرأۃ تمنع من کل سفر یخشی علیہا فیہ الفتنۃ إلا مع ذی محرم أو زوج قصیراً کان السفر أو طویلاً'' (الاستذکار لابن عبد البر۸،۵۳۳ کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی الوحدۃ فی السفر للرجال والنساء)۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ بھی مدت سفر سے کم کے سفر کو جائز قرار دیتے ہیں، الا یہ کہ اس صورت میں فتنہ ہو تو حضرت کے نزدیک بھی فتنہ کی وجہ سے عورت کے سفر کو بغیر محرم کے کرنے کی ممانعت کی جاسکتی ہے، ہاں اگر مدت سفر تین دن رات یا اس سے زائد ہو تو پھر اسی مدت سفر ہی کو علت قرا ردیتے ہیں۔

لیکن ہمارے موضوع سے متعلق مسئلہ میں ہوائی سفر میں مدت سفر سے کم ہی وقت لگتا ہے، اس لئے اس کی بھی ممانعت جب ہونی چاہئے جب کہ اس سفر میں فتنہ ہو۔

حضرت ظفر احمد عثمانی صاحب اعلاء السنن میں فرماتے ہیں:

''فالحاصل أن حالۃ السفر نفسہا مانعۃ من خروج المرأۃ بغیر زوج أو محرم بخلاف حالۃ الحضر فإن نفسہا لیست بمانعۃ بل منعہا لعارض فیمنع من الخروج لمدۃ السفر علی الإطلاق ولا یمنع من الخروج إلی أقل من مدۃ السفر علی النہی لعارض وما وقع من الاختلاف فی تحدید تلک المدۃ علی اختلاف الأحوال'' (اعلاء السنن ۱۷،۳۸۵ کتاب الحظر والاباحۃ، باب عدم جواز الخروج المرأۃ إلی مدۃ السفر إلا ومعہا زوج أو محرم)۔

(حاصل یہ ہے کہ سفر کی حالت بذات خود عور ت کے بغیر شوہر یا محرم کے خروج کے لئے مانع ہے، بخلاف حالت حضر کہ وہ بذات خود مانع نہیں، بلکہ وہ کسی عارض کی وجہ سے مانع ہے، لہذا مدت سفر پر مطلقاً خروج سے منع کیا جائے گا، اور مدت سفر سے کم پر خرچ سے منع نہیں کیا جائے گا، مگر کسی عارضی نہی کی وجہ سے اور جو اس مدت کی تحدید میں اختلاف ہے وہ احوال کے مختلف ہونے پر مبنی ہے)۔

حضرت علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم قلت: ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد وإلا من الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث أما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن'' (فیض الباری۲،۵۳۴ کتاب تقصیر الصلاۃ باب یقصر إذا خرج من موضعہ)۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''قولہ لا تسافر المرأۃ یومین الخ، وہذا یختلف عندی باختلاف الأحوال فلا تعیین فیہا،

وقد مر الکلام فیہ'' (فیض الباری ۲،۵۹۱ کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ)۔

اسی طرح علامہ یوسف قرضاوی کی تحریر بھی گذر گئی، وہ بھی احوال کے بدل جانے اور فتنہ کے ختم ہوجانے کی وجہ سے عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت دیتے ہیں، جیسا کہ صفحہ ۸۔۱۱ پر گذرا۔

سوال نمبر ۷ (ب) معمر خواتین کے حق میں فتنہ کم ہے:

جیسا کہ اس سےپہلے گذرا کہ شابہ اور عجوزہ کے بارے میں فقہاء نے فرق کیا ہے، شابہ میں فتنہ کا اندیشہ ہے اور عجوزہ میں نہیں ہے، اس لئے شابہ کو بہت جگہوں پر حاضر ہونے سے روکا گیا ہے اور عجوزہ کو اجازت دی گئی ہے، اس طرح یہاں پر فرق کیا جاسکتا ہے، اور عجوز عورت کو تنہا سفر کرنے کی بغیر محرم کے اجازت دی جاسکتی ہے، جبکہ خارجی فتنہ سے بھی خالی ہو، مثلاً وہ گروپ کےساتھ ہو، سفر محفوظ ہو، تو گویا عجوز عورت داخلی فتنہ سے توخالی ہے ہی خارجی فتنہ سے بھی اگر خالی ہوگی تو اس کو سفر کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

جہاں تک عمر کا تعلق تو یہ ملک اور افراد کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، مگر ہمارے ہندوستان میں ۴۵ سال سے اوپر کی عورتوں کو عجوز کہا جاسکتا ہے جن کی طرف عموماً مردوں کا میلان نہیں ہوتا، واللہ اعلم بالصواب۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا کلیم اللہ عمری مدنی•

دورجاہلیت میں عورت سب سے زیادہ مظلو م تھی ، اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی، ہر طاقتور اس پر حکومت کرتا ، اس کے حقوق غصب کرلیتا ، حقیقت تو یہی ہے کہ اسے ایک انسان تصور کرنے کے لئے کوئی تیار نہ تھا ، اس کی دینی ، تعلیمی، اخلاقی اور سماجی آزادی چھین لی گئی تھی،اسے ہر لحاظ سے ذلیل کیا گیا، خصوصا عورتوں کو بالکل ہی حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا، اور اسے توجہ کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا , وراثت میں انہی لوگوں کو حق دیا جاتا تھا جو جنگ کے میدان میں اپنی قوت وطاقت کے جوہر دکھاسکیں، اور شہ سواری میں اپنا کمال دکھا سکھیں, اپنی قوت کے ذریعہ مقابل کو گراسکیں، بعض قبائل کا حال یہ تھا کہ بچی کی ولادت کو نحوست گردانتے تھے، لڑکی کی ولادت کے بعد چہرہ چھپا کر شرم او رعار کی وجہ سے محفلوں اور بازاروں سے دور بھاگتے اور کنارہ کشی اختیار کرلیتے تھے، جیساکہ ارشاد ربانی ہے: ''وَاِذَا بُشِّرَاَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْم، یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ اَیُمْسِکُہٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ اَلَا سَاءَ مَا یَحْکُمُوْن'' (سورہ نحل۵۸۔۵۹)۔

(جب اُن میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدا ئش) کی خبر دی جاتی ہے تو اُس کا چہرہ کالا پڑجاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے، اور دی ہوئی خبر سے عار کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اورسوچتا ہے کہ آیا اس لڑکی کو ذلت کے باوجود زندہ ہی رہنے دے یا زمین میں گاڑدے ؟دیکھو یہ لوگ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں)۔

نیز مکہ مکرمہ کے مشرکین اپنا خود ساختہ نظام کی پیروی کرتے تھے، جس کے مطابق میراث میں مردوں کا حصہ توہوتا تھا مگر عورتیں اور بچے اس سے کلی طور پرمحروم رکھے جاتے ، حد تو یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد عورت خود میراث کا حصہ بن کر سوتیلے بیٹوں کے حصے میں آجاتی تھی، جہاں عورت کو سامان زندگی کی حیثیت دے دی گئی ہو وہاں اس کو وارث بنانے کا سوال کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟

دین اسلام نے عورت کی عزت وناموس کی حفاظت کا بڑا اہتمام فرمایا ، بلکہ ہرلحاظ سے اس کی شان وشوکت اور اس کے مراتب ودرجات، نیز اس کے جملہ حقوق کی رعایت کرتے ہوئے وہ بلند مقام سے نوازا کہ سارے ادیان اور انسان کے وضعی قوانین

• استاذ ومفتی جامعہ دار السلام عمرآباد۔

ایسے حقوق ومقام دینے سے عاجز آگئے، اس کی تعظیم وتکریم بجالانے کا حکم جابجا صادر فرمایا، اور ہر اس چیز سے منع فرمایا جو اس کی عفت وعصمت میں مخل ہو،یا اس کی شان میں گستاخی کا موجب ہو، سچی بات یہ ہے کہ اسلامی قوانین میں عورت کی تعظیم وتکریم پوشیدہ ہے۔

مذہب اسلام چونکہ فطرت انسانی کے بالکل قریب ہے، اس کے احکام میں صنف نازک کا بڑا لحاظ ہے، پرمشقت کاموں کی ذمہ داریاں مردوں پر ڈالی گئی ہیں، مرد کو اس کا نگران اور حاکم بنایا گیا، عورت کو تنہا سفر کرنے سے منع کرتے ہوئے ،محرم، قریبی رشتہ کو محافظ بنا کرسفر کرنے کی اجازت مرحمت فرمایا، تاکہ محرم اس کی پوری رعایت کرے، سفر کے دوران درپیش حالات میں دوسروں کے رحم وکرم پر باقی نہ رہے، بلکہ اس کا محافظ اور اس کا نگران قدم بہ قدم ساتھ رہے، اس لئے موجودہ دور میں قدم قدم بلائیں ساتھ چلتی ہیں۔

احادیث شریفہ میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مطلقا محرم کے بغیر اکیلے کسی بھی سفر سے منع فرمایا ہے ،چونکہ سفر کسی بھی صورت میں خطرہ سے خالی نہیں ہوتا، مصائب وپریشانیوں کے امکانات گھیرے ہوئے ہوتے ہیں، نیز عورت تنہا سفر کرے تو پریشانیوں کی صورت میں صحیح فیصلہ نہیں کرسکتی ،اس کی عصمت و عفت کا محفوظ رہنا سب سے بڑامسئلہ ہے، خطرات کا اندازہ کرنا بھی محال ہے ،صنف نازک کو اسلام مرد کے مساوی قرار نہیں دیتا ، بلکہ اسے گھر کی ملکہ یا وزیر داخلہ کا درجہ دیتا ہے، اس کا تحفظ گھر کے چار دیواری کے اندر ہی ممکن ہے ،وہ مرد کے شانہ بہ شانہ چل نہیں سکتی، اس کی فطر ی کمزوریوں کی وجہ سے مرد کے تابع بنادی گئی ، مرد کو دوسبب سے اس پر فوقیت بھی دی گئی ہے ،ارشادباری تعالی ہے : ''الرجال قوامون على النساء بمافضل الله بعضهم على بعض وبما أنفقوا من أموالهم''(النساء : ٣٥) (مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس برتری کی بدولت جو اللہ نے ان میں سے بعض کوبعض پردے رکھی ہے، اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے)۔

اللہ تعالی نے مردکو عورت پرفضیلت بخشا، اور اسے اپنے خاندان کا حاکم ونگران، وزیر خارجہ اور سرپرست بنایا ہے، اس لئے کہ مرد عقل ودانش میں عورت سے زیادہ ہوتا ہے، اس کی نگاہ دور بین ہوتی ہے، ملک وقوم کی قیادت کرنا، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے تن من دھن کی قربانیاں پیش کرنا ،اذان وامامت، خطبہ جمعہ اور عید ین کی امامت کرنا، نکاح میں ولی بننا اورگواہی دینا، طلاق ورجعت، تعدد ازدواج کا حقدار بننا اور وراثت میں دوگنا حصہ لینا اور عصبہ ہونا وغیرہ، اس طرح کی اور بھی صفات ہیں جو مردوں کے ساتھ خاص ہیں، مرد کے اندر ان تمام صلاحیتوں اور خوبیوں کا پایا جانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں قیادت وسیادت مرد کے ہاتھ رہے ۔

شریعت اسلامیہ میں بنیادی حکم تو یہی ہے کہ عورت تن تنہا سفر نہ کرے, خواہ سفر کی نو عیت کسی بھی طرح کی ہو،جیساکہ درج ذیل احادیث نبویﷺ سے ثابت ہے:

(١) ''عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺلایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة ثلاث لیال إلا ومعہا ذو محرم'' (مسلم: ١٣٣٨) (حضرت ابن عمرؓنے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین رات کی مسافت طے کرے مگر اس کے ساتھ کوئی محرم موجود ہو)،کہیں ثلاث لیال کی جگہ ثلاثا بھی وارد ہے : ''وفی روایۃ لاتسافر المرأة ثلاثا إلا ومعہا ذومحرم'' (بخاری : ١٠٣٦،مسلم: ١٣٣٨)۔

(٢) ''عن أبی سعید الخدریؓ قال سمعت من رسول اللہ ﷺ أربعا فأعجبنی وآنقنی: نہی أن تسافر المرأة مسیرة یومین إلا ومعہا زوجہاأو ذو محرم'' (البخاری: ١٨٦٤، مسلم: ١٣٣٨)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے چار باتیں آپ سے سنا جو مجھے اچھی لگیں، آپ نے عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر دو دن کاسفرکرنے سے منع فرمایا)۔

(٣) ''عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ:لایحل لامرأة تومن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا'' (مسلم: ٣٣٣٤، ١٣٤٠، صحیح مسلم: ٣٣٣٤)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے تین دن یا تین دن سے زیادہ کا سفرکرے، مگر یاتو اس کے ساتھ اس کے والد موجودہوں یا بیٹا، شوہر ، بھائی یا اس کا کوئی محرم موجود ہو)۔

(٤) ''عن أبی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ:لایحل لامرأة مسلمۃ تسافر مسیرة لیلۃ إلا ومعہا رجل ذو حرمۃ منہا'' (البخاری : ١٠٨٨، مسلم : ١٣٣٩)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلم خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کی مسافت طے کرے مگر اس کا کوئی محرم موجود رہو)۔

''وفی روایۃ : لایحل لامرأة أن تسافر ثلاثا إلا و معہا ذو محرم''(مسلم: ١٣٣٩) ۔

(ایک روایت کے مطابق کسی مسلم خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن کی مسافت طے کرے مگر اس کا کوئی محرم موجود رہے)۔

(٥) ''لاتحجن امرأة إلا ومعہا زوج'' (رواہ الدار قطنی وصححہ أبوعوانۃ، نیل الاوطار ٤،٤٩١)۔

(۶) ‘‘لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم إلا مع ذی محرم’’ (البخاری : ۱۰۳۸،مسلم: ۱۳۳۹) ‘‘واللفظ لہ ’’۔

(کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن کی مسافت طے کرے مگر اس کا کوئی محرم موجود رہے)۔

(۷)کسی خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن کی مسافت طے کرے مگر اس کا کوئی محرم موجود رہے، پھر مطلقا سفر کا تذکرہ ہے کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے (مسلم)۔

(۸)ایک صحابی ؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو فلاں لشکر جہاد میں جارہاہوں، میری بیوی کا ارادہ حج کرنے کا ہے، میری بیوی کس طرح حج کرے گی؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ حج پر چلے جاؤ (بخاری: باب حج النساء)، مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ تم ابھی سفر جہاد چھوڈ دو، اور بیوی کے ساتھ حج کرلو۔

مذکورہ احادیث میں مطلقا عورتوں کو تنہا سفر کرنے سے منع کیا جارہا ہے، بالخصوص سفر حج بھی شامل ہے، اس لئے کہ اس دور میں عورت کا سفر حج کے لئے ہی ہوتا تھا نہ کہ تجارت اور جہاد کے لئے۔

اس بارے میں اور بھی بہت سی روایتیں مروی ہیں جن میں عورت کو بغیر محرم کے سفر سے روکا گیا ہے،ان احادیث میں سفر کی ساری قسمیں شامل ہیں، سفرواجب ، سفر تطوع اورسفر مباح وغیرہ، ان روایتوں میں لفظ سفر کی تعیین بھی ضروری ہے، ان روایات میں زیادہ سے زیادہ مقدار تین دن اور تین رات کی مسافت ہے، فقہاء کرام کے اندازہ کے مطابق یہ تقریبا پچاسی کلو میٹر بنتا ہے، خواہ یہ مسافت گاڑی یا جہاز یا موٹر کار سے طے کی جائے، فقہاء نے اس مقدار کا اندازہ ایک اونٹ کی رفتار سفر سے لگایا ہے کہ تین دن اور تین راتوں میں ایک اونٹ تقریبا اتنی مسافت یعنی ۸۵کیلو میٹر طے کرسکتا ہے۔

فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں جو اختلاف درج کیا ہے ، وہ یہ ہے کہ کس نوعیت کے سفر میں محرم کا وجود ضروری ہے ؟ کیا سفر واجب اور سفر مباح، تطوع میں فرق ہے؟ یا ہر سفر کے لئے مطلقا ایک ہی حکم ہے ؟ اصل سبب اختلاف یہ ہے کہ سفر میں قصر کے لئے مسافت معتبرہ کیا ہے؟ کس سفر کو سفر شرعی کہا جائے؟ جب کہ سواد اعظم کا خیال یہ ہے کہ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے ۔

حج کے شرائط :

ارشاد باری تعالی ہے:‘‘وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ

فَاِنَّ اللهَ غَنِیّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ'' (آل عمران : ٩٧) (اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو شخص اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اُس کا حج کرے اور جو اُس کے حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی تمام دنیا والونسے بے نیاز ہے)۔

١۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ہمیں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو، تم پر اللہ نے حج فرض قراردیا ہے، لہذا حج کیا کرو، ایک شخص نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہرسال؟ آپ خاموش رہے، حتی کہ اس نے تین بار یہی گزارش کی، تو آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو یہ ہرسال واجب ہوجاتا اور تمہیں اس کی استطاعت نہ ہوتی'' (مسلم: ١٣٣٧)۔

٢۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: ''لاَاِ لٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ '' کی شہادت دینا ،نماز قائم کرنا زکوٰۃ اداکرنا، حج کرنا، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا '' (بخاری، مسلم) ۔

٣۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ ما السبیل ؟ سبیل سے کیا مراد ہے،آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''زاد وراحلۃ'' ، یعنی سفر خرچ اور سواری (السنن الکبری : ٨٤٢٠)۔

مذکورہ نصوص کی روشنی میں حج ہر مسلمان، عاقل، بالغ، صاحب حیثیت، مرد وعورت پر فرض ہے جس کے پاس کعبۃ اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو،نیز راستہ پر امن ہو، البتہ عورت کے لئے خاوند یا کسی محرم (باپ, دادا, بھائی, بیٹا, پوتا, چچا, یا ماموں وغیرہ) کا ہونا بعض اہل علم اور فقہاء کے نزدیک شرط ہے، لیکن امام مالک اور امام شافعی ر حمہما اللہ کے پاس عورت مامون جماعت (رفقہ مامونۃ، نیک صالح لوگ، جن میں کچھ عورتیں بھی ہوں) کے ساتھ حج کرسکتی ہے (محفوظ رفاقت میسر آجائے تو عورت حج کے لئے نکل سکتی ہے) اور محرم کا ہونا شروط حج میں سے نہیں ہے، اور من استطاع إلیہ سبیلا، کی تفسیر زاد وراحلۃ ہے، یعنی سفر خرچ اور سواری کا انتظام ہے (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد لابن رشد٢/٨٢)۔

مذکورہ آیت میں حج کی فرضیت کا اعلان ہوا ہے ، نیز جو شخص فرضیت حج کا منکر ہو، حج کو فرض نہ سمجھتا ہو اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہونا اور کافر ہونا ظاہر ہے، اسی طرح استطاعت کے باوجود (مرد ہویا عورت) اگر حج نہ کرے وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہے، اس پر لفظ ''و من کفر'' کا اطلاق بطور تہدید وتاکید کے ہے کہ یہ شخص بھی کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہے (تفسیر معارف القرآن :مولانا عبد القیوم صاحب قاسمی)۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن کی جماعت (اور وہ آٹھ تھیں) نے حضرت عمر فاروقؓ سے سفر حج کی اجازت طلب کیں، تو آپ نے

انہیں اجازت مرحمت فرمائی اور ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ کو روانہ فرمایا (البخاری : ۱۸۶۰)، نیز خلافت عثمانی حضرت عثمانؓ نے ازواج مطہرات کو حج کرا یا (فتح الباری۴/۹۷۴)۔

علامہ بدر الدین العینی نے عمدۃ القاری میں فرمایا:

''و کان عمر متوقفا فی ذلک أولا ثم ظہر لہ الجواز، فأذن لہن وتبعہ علی ذلک جماعۃ من غیر نکیر، وروی أیضا طریق أم درۃ عن عائشۃؓ قالت:منعنا عمر الحج والعمرۃ حتی إذا کان آخر عام فأذن لنا، وبنحوہ فی الفتح'' (۴،۸۸۔۸۹)۔

(حضرت عمرؓ نے شروع میں حج وعمرہ کرنے سے ازواج مطہراتؓ کو منع فر مایا تھا، توقف اختیار کیا تھا، پھر بعد میں شرح صدر ہوا تو حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت دی، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے ہمیں حج وعمرہ کرنے سے منع فرمایا تھا ،یہاں تک کہ جب آخری سال تھا تو آپ نے اجازت دی (عمدۃ القاری ۱۰/۲۱۹)۔

حضرت عثمانؓ حج کے دوران یہ منادی کرتے تھے کہ خبر دار! کوئی شخص امہات المومنین کے قریب نہ جائے اور نہ ان کی طرف دیکھے، علماء کرام نے اس روایت کا یہ جواب دیا کہ ازواج مطہرات تو مومنوں پر حرام کردی گئی ہیں، وہ سب اہل اسلام کی مائیں ہیں، حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے لئے بھی وہ مائیں ہی تھیں، لیکن یہ حرمت ان سے نکاح کے لئے تھی، پردہ کا تو باقی تھا،کیایہ مذکورہ روایتیں عام خواتین کے لئے وجہ جواز نہیں بن سکتیں؟

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا:

''واستدل بہ علی جواز حج المرأۃ بغیر محرم'' (۴،۸۶) (اسی دلیل کی بنیاد پر عورت کے لئے محرم کے بغیر حج کرنے کو جائز قراردیا گیا ہے)۔

نیز ابن بطالؒ نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا: ''ألا تری أن علیہا أن تہاجر من دار الکفر إلی دار الإسلام إذا أسلمت فیہ ۔بغیر محرم ۔ وکذلک کل واجب علیہا أن تخرج فیہ'' (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۴/۵۳۳) (دار الکفر، دار الحرب میں کوئی عورت مسلمان ہوجاتی ہے تو اس پر محرم کے بغیر بھی ہجرت کرنا واجب ہے ،اسی طر ح عورت کو ہرواجب میں بھی بغیر محرم کے سفر کرنا چاہئے)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ازواج مطہراتؓ کی حیثیت بیان فرمایا : ''إنہن أمہات المؤمنین فی التحریم دون المحرمیۃ'' (امہات المومنین کی حیثیت امت کے لئے ماں کی طرح ہیں، تحریم نکاح کے سلسلہ میں ، یعنی ان سے کبھی کوئی شادی نہیں کرسکتا ، لیکن امت کا کوئی بھی فرد محرم نہیں بن سکتا)(منہاج السنۃ ۴،۲۰۷) ۔

نیز جن علماء کے پاس عورت کے لئے سفر حج میں محرم کا ہونا شرط نہیں ہے، انہوں نے ذیل کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے , حضرت عدیؓ سے نبی کریم ﷺ نے

فرمایا کہ اے عدی ! کیا تم نے حیرۃ(عراق) علاقہ دیکھا ہے ؟ تو عدیؓ نے فرمایا کہ ہاں ! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی توتم ضرور دیکھو گے کہ ایک عورت اکیلی حیرۃ سے سفر کرکے آئے گی، یہاں تک کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے سوائے اللہ تعالی کے اور کسی کا خوف نہیں ہوگا ، حضرت عدیؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی کے مطابق دیکھا کہ ایک عورت حیرۃ سے سفر کرکے آئی، یہاں تک کہ اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے کسی کا ڈر نہ تھا (صحیح بخاری : ۳۴۰۰،۳۵۹۵)۔

فرضیت حج کے شرائط :

کتاب وسنت کی روشنی میں فرضیت حج کے پانچ متفق علیہ شرائط ہیں: مثلا اسلام ، عقل صحیح، بلوغت ، آزادی اور استطاعت ۔

ابن قدامہؒ نے بیان کیا: ''لانعلم فی ہذا کلہ اختلافا'' (المغنی ۲۱۸،۳) ''وذکر الإجماع الرملی فی نہایۃ المحتاج'' (۳۷۵،۲) (یعنی ابن قدامہ کا کہنا یہ ہے کہ ہماری معلومات کے مطابق ان تمام شرائط میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ نیز رملی نے نہایۃ المحتاج میں اجماع امت نقل کیا ہے) ۔

استطاعت میں بعض شرائط مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک ہیں، مثال کے طور پر: ۱۔ زاد سفر، ۲۔ سواری، ۳۔راستہ کا پرامن ہونا اور۴۔ سفر کے امکانات کا پایا جانا ،یعنی مکلف میں شرائط حج کا پایا جانا اور وقت بھی اتنا موجود اور میسر ہو کہ کوئی حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کرسکے۔

استطاعت میں بعض وہ مخصوص شرائط جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، مثلا: ۱۔ محرم یا شوہر کی رفاقت میسر ہو،۲۔ عدت کے ایام نہ ہوں ، خواہ وہ عدت وفات ہویا عدت طلاق ، یہ شرط علماء کے درمیان متفق علیہ ہے (بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ ۳۹۔۲۷،۱۷)۔

صحت حج کے شرائط :

صحت حج کے چار شرائط ہیں جن پر حج کی صحت موقوف ہے ، او راگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو حج باطل ہوجائے گا، مثلا اسلام ، بلوغت ، میقات زمانی اور میقات مکانی (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتہ ۴۰۔۱۷/۳۹)۔

کتاب وسنت کی روشنی میں ضرورت کے وقت عورت محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے، ممانعت کی اصل وجہ امن وامان کا مسئلہ او ران کی عصمت وناموس کی حفاظت کا معاملہ ہے ، نیز وہ حدیث بھی دلیل ہے جس میں قبیلہ خشعم کی عورت کو والد کی طرف سے اجازت دی گئی تھی، جس کے والد بوڑھے تھے ، سفر کے قابل نہ تھے (مسلم)، نیز

وہ عورت جس کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا ، اس نے حج کا نذر مان لیا تھا ، مگر موقع نہ مل سکا ، جب اس نے آپ ﷺ سے والدہ کی طرف سے وفاء نذر کی اجازت طلب کی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی (السنن الکبری للبیہقی : ۱۲۳۸۲) ۔

دونوں حدیثوں میں محرم کی شرط کے بغیر دونوں عورتوں کو حج بدل کی اجازت دی گئی ہے ، اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہے کہ عورت کے لئے سفر حج خواہ وہ سفر واجب ہو یا سفرمباح یا خواہ سفر تطوع محرم کی شرط شرط کمال ہے نہ کہ شرط صحت، نیز وہ حدیثیں جن میں یوم ولیلۃ یا یومین یا ثلاثۃ ایام وغیرہ کی تحدید کے ساتھ عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے ممانعت وارد ہے ، اس کا جواب علماء نے اس طرح دیا ہے کہ یہ سب الفاظ مختلف موقع پر مختلف لوگوں کے مختلف سوالات کے سیاق میں وارد ہیں ، اس سے نہ تحدید مسافت مراد ہے اور نہ ہی ایام کی تحدید بالضبط مطلوب ہے،نبی کریم ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی ضابطہ وارد نہیں ہے، لہذا جن حدیثوں میں ممانعت ثابت ہے اس سے مراد تنبیہ اور تاکید یا احتیاط برتنا مقصود ہے، نہ کہ تحریم وغیرہ کا حکم ثابت ہوگا، بلکہ ان حدیثوں کا جواب اہل علم نے اس طرح دیا ہے کہ یہ ممانعت اس وقت کے لئے ہے، جب امن عام مفقود، نیز علی جمعہ سابق مفتی مصر نے فرمایا: ''یجوز للمرأة السفر لأداء الحج بدون محرم إذا أمنت علی نفسہا و دینہا'' (یعنی عورت کیلئے محرم کے بغیر حج کی ادائیگی کے لئے سفر کرنا جائز ہے جب کہ وہ اپنی جان اور دین پر امن وامان پائے)، الحمد للہ دور جدید میں سارے امکانات موجود ہیں کہ عورت تنہا سفر کرسکے ،مزاج دین میں آسانی پیدا کرنا شامل ہے نہ کہ دین پر عمل کو مشکل بناکر پیش کیا جائے اور کہا جائے کہ ہر حال میں محرم کی شرط شرط واجب ہے ، عورت پوری زندگی محرم کی تلاش مینہو اور اگر محرم مل بھی جائے تو اس کا نفقہ اور سواری کا بھی انتظام خود عورت کرے، اگر میسر نہ ہو مرنے سے پہلے اس کی جانب سے حج بدل کے لئے وصیت کرجائے، یہ کوئی معقول بات تو نہیں ہے کہ عورت اپنے سفر خرچ کے ساتھ محرم کا بھی خرچ برداشت کرے یا محرم نہ ہونے کی صورت میں کسی سے شادی کرلے پھر وہ مستطیع نہ ہوتو اس کے لئے سفر کے سارے اخرجات کا بوجھ اٹھائے ، واللہ المستعان، اسی وجہ سے علماء سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا اس عورت کا حج صحیح ہے جس نے محرم کے بغیر حج کرلیا ہے ؟ جواب دیا گیا کہ حج صحیح ہے، لیکن وہ گنہگار ہوگی، جن حدیثوں میں ایک دن اور ایک رات ، یا دو دن او ردو راتیں، یا تین دن اور تین راتوں کی مسافت کے سفر میں محرم کی رفاقت کی شرط رکھی گئی ہے ، او ران حدیثوں کی روشنی میں فقہاء احناف ؒ نے تین دن کی مسافت کے سفر میں محرم کی رفاقت لازم اور اس سے کم میں رفاقت محرم کے بغیر بھی سفر کی اجازت دی ہے ، مگر آج کے تیز رفتار سواریوں اور جدید ٹکنالوجی کی

مدد سے مسافر نصف یوم کے اندر دور دور کی مسافت طے کرلیتا ہے، جیسے کوئی بھی مسافر ہندوستان، ایشیاکے کسی بھی ایئرپورٹ سے نماز فجر کے بعد نکلے تو ظہر کی نماز حرم میں ضرور ادا کرسکتا ہے، ان شاء اللہ، تو ایسی صورت میں نصوص کی مخالفت کے بغیر سفر حج یا سفر عمرہ کرتے ہوئے دنیا کے کسی بھی کونے سے بآسانی کعبہ پہنچا جاسکتا ہے توپرامن طریقے سے کوئی بھی عورت تنہا سفر کرتے ہوئے مشرق سے مغرب یا حرمین کا سفر کرسکتی ہے ۔

''وکان ابن عمرؓ یحج معہ نسوۃ من جیرانہ'' (حضرت ابن عمرؓ کی رفاقت میں آپ کے پڑوسن عورتیں بھی حج کیا کرتی تھیں)، اسی کے (محرم کے بغیر سفر کرنے کے جواز کے) قائلین میں حضرت عطاء ، سعید بن جبیر ، ابن سیرین اور حسن بصری رحمہم اللہ ہیں، بلکہ حسن بصریؒ کا قول ہے: ''المسلم محرم ولعل بعض من لیس بمحرم أوثق من المحرم'' (ایک مسلمان محرم ہے، بعض حالات میں غیرمحرم محرم کے بالمقابل زیادہ قابل اعتماد بھی ہوتے ہیں) (شرح صحیح البخاری لابن بطال۴/۵۳۲، نخب الأفکار فی تنقیح مبانی الأخبار۹/۲۷)۔

علماء اسلام کے گران قدر فتاوے:

سوال:کسی عذر کی بناء پر جہاز میں اکیلے سفر کرنے کا کیا حکم ہے ؟

۱۔ ''لابأس بذلک عند المشقۃ علی المحرم ،کالزوج أو الأب، إذا اضطرت المرأۃ إلی السفر، ولم یتسر للمحرم صحبتہا، فلا مانع من ذلک بشرط أن یوصلہا المحرم الأول إلی المطار، فلا یفارقہا حتی ترکب الطائرۃ، ویتصل بالبلاد التی توجہت إلیہا، ویتاکد من محارمہا ہناک أنہم سوف یستقبلونہا فی المطار، ویخبرہم بالوقت الذی تقدم فیہ ورقم الرحلۃ، لأن الضرورات لہا أحکامہا، واللہ أعلم'' (فتاوی ابن جبرینؒ)۔

(یعنی اگر محرم کے لئے اس میں مشقت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ، چنانچہ اگر عورت کو سفر کی اشد ضرورت ہے اور کوئی محرم اس کے ساتھ جانے والا نہیں ہے تو اس میں ممانعت نہیں ہے ، بشرطیکہ ایک محرم اسے ایک ائیر پورٹ تک پہنچائے اور جہاز میں سوار ہونے تک اس کے ساتھ ہی رہے ، پھر جہاں انہوں نے سفر کرنا ہے وہاں پر رابطہ کرے اور اطمینان کرلے کہ اس کے محرم اسے لینے کے لئے ائیر پورٹ پر پہنچ رہے ہیں ، انہیں پہنچنے کا وقت اور فلائٹ نمبر بتلادے، کیونکہ اشد ضرورت کے وقت احکام کچھ خاص ہوتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب)۔

۲۔مشرقی ریجن کی المحیسنی جامع مسجد کے امام وخطیب شیخ عادل الکلبانی نے کہا کہ خاتون محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے ، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، انہوں نے توجہ دلائی کہ علامہ ابن جبرین کی رائے یہ ہے کہ اگر خاتون ایک دن اور ایک رات تک مسلسل سفر کررہی ہو تو ایسی صورت میں محرم کا ہونا ضروری ہے ، آج مواصلاتی

وسائل میں ترقی کی بدولت ۲۴گھنٹے سے زیادہ سفر میں نہیں لگتے، کوئی بھی خاتون امریکہ بھی بغیر محرم کے جاسکتی ہے، کیونکہ طیارے سے سفر میں ۱۲ گھنٹے صرف ہوتے ہیں ، ایک دن اور ایک رات کی شرط پوری نہیں ہوتی ۔

۳۔سوال (۱) کیا عورت پر فرضیت حج کے لئے اس کے ساتھ محرم کا ہونا بھی شرط ہے، جیسے زاد اور راحلہ یعنی اگر اس کے ساتھ جانے والا شوہر یا محرم موجود نہ ہوتو عورت پر حج فرض ہوگا یا نہیں ؟

جواب۔عورت پر فرضیت حج کے لئے وہی شروط ہیں جو مردوں کے لئے مقرر ہیں، یعنی مسلمان ہونا ، عاقل وبالغ ہونا، زاد وراحلہ کی شرط، مالی استطاعت، صحت وتندرستی، راستہ کا پر امن ہونا وغیرہ، لیکن ان شروط کے ساتھ مزید دو شرطوں کا ذکر اکثر علماء نے بیان کیا ہے۔

یعنی (۱) شوہر یا محرم کا ساتھ رہنا، (۲) عدت طلاق ،عدت خلع ،عدت وفات کے ایام نہ ہوں ، جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے:''لاتخرجوہن من بیوتہن ولا یخرجن إلاأن یأتین بفاحشۃ مبینۃ'' (الطلاق۱/۶۵)، چونکہ حج کسی اور وقت میں کرناممکن ہے جب کہ عدت وفات یا عدت طلاق ایک مخصوص وقت میں ہی ممکن ہے ۔

نیز اس مسئلہ میں اہل علم کے دو مشہور قول منقول ہیں :

۱۔سفر کے لئے عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، یعنی سفر واجب ہو یا سفر مباح ،دونوں صورتوں میں محرم کے ساتھ رہنا ضروری ہے، اس کے قائلین میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت مروی ہے، یہی قول حسن بصری ، عکرمہ ، ابراہیم نخعی ، طاووس بن کیسان، شعبی ، ابو ثور ، الثوری وغیرہم ؒ سے مروی ہے (مصنف ابن أبی شیبہ ۳/۳۶۶، المحلی۷/۴۷، المغنی ۵/۳۰، الاستذکار ۱۳/۳۶۹)۔

ائمہ اربعہ میں امام ابو حنیفہ ؒ اور صاحبین (الہدایۃ مع فتح القدیر ۱/۳۳۰، تحفۃ الفقہاء ۱/۳۸۷) ، ایک قول مالکیہ کا بھی ہے (التبصرۃ للخمی۲/۱۰۱، التحریر و التحبیر، ۹۴۹)، یہی رائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ نے پسند کیا ہے (شرح العمدۃ)، دور جدید کے مؤقر اہل علم میں شیخ ابن بازؒ، علامہ ناصر الدین الالبانی ؒ اور شیخ ابن عثیمین ؒ کی رائے بھی یہی ہے (فتاوی ابن باز ؒ۶/۵۳، مناسک الحج والعمرۃ لابن عثیمین ص۱۶، فتاوی ارکان الاسلام لابن عثیمین ص، ۵۰۷، فتاوی الالبانی ، شریط رقم: ۹۳)۔

۲۔ عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا درست ہے ،حج کے واجبات یا شرائط میں سے محرم کا وجود اصل شرط نہیں ہے ، بلکہ سفر کا مامون ہونا ہی اصل شرط ہے، یہ قول حضرت عائشہ اور ابن عمر ؓ سے منقول ہے (شرح معانی الاثار ۲/۱۱۵۔۱۱۶، الاستذکار۱۳/۳۶۹)، ائمہ میں امام مالک ؒ وامام شافعیؒ کا مشہور مسلک ہے (المحرر الوجیز ۳/۱۷۴، التاج والاکلیل ۲/۵۲۱ ،حلیۃ العلماء۲/۲۳۸)، اور امام داؤد ظاہری کا بھی یہی

مسلک ہے (المحلی لابن حزم۷/۴۸)۔

نیز ان علماء نے امن کے حصول کے طریقہ پر اختلاف کیا، یعنی امام مالکؒ کا قول یہ ہے کہ اگر محرم موجود نہ ہوتو وہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرے گی اور حج کرے گی (المؤطا ۱/۵۶۹، المنتقی ۳/۱۸۲)،جب کہ امام شافعیؒ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اگر شوہر یا محرم موجود نہ ہوتو قابل اعتماد عورتوں کی جماعت کے ہمراہ وہ سفر حج کرے گی،نیز امام شافعیؒ سے یہ قول بھی منقول ہے کہ ''تخرج ولومع امرأة واحدة حرة ثقة مسلمة'' (یعنی وہ عورت محرم کی غیر موجودگی میں ایک آزادقابل اعتمادمسلمان عورت کے ساتھ ہی کیوں نہ سفر کرے گی) (حلیۃ العلماء ۳/۲۳۸، رحمۃ الأمۃ :ص۹۷) ۔

(۲) اگر عورت بغیر محرم کے حج کرآے تو کیا فرضیت حج ساقط ہوجائے گی ؟ یعنی پھر اگر کبھی محرم اس کے ساتھ جانے والاہو اور زاد وراحلہ بھی ہوتو اس پر حج فرض تو نہ ہوگا؟

جواب ۔امام احمدؒ اورامام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت پر فرضیت حج کے لئے شوہر یا محرم کا موجود ہونا ،زاد وراحلہ کی طرح شرط ہے ، بغیر شوہر اور محرم کے وجود کے عورت پر حج فرض نہیں ہوگا، لیکن اگر وہ بغیر محرم یا شوہر کے حج کو چلی جائے، تو امام احمد کے نردیک یہ حج اس کو کفایت کرجائے گا ''قال فی الروض المربع:وإن حجت بدونہ حرم وأجزأ۔انتہی'' (الروض المربع ۳/۵۲۷)۔

حنفیہ کی دلیل: ''عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم: ۳۳۳۴)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ تین دن یا تین دن سے زیادہ کا سفرکرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کے والد موجودہوں یا بیٹا، شوہر، بھائی یا اس کا کوئی محرم موجود ہو)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''إنہ یصح الحج من المراۃ بغیر محرم و من غیر المستطیع وحاصلہ أن من لم یجب علیہ لعدم الاستطاعۃ مثل المریض والفقیر و المقطوع طریقہ والمرأة بغیر محرم وغیر ذلک إذا تکلفوا شہود المشاہد أجزأہم الحج''(سبل السلام ۳/۴۲۰)۔

(عورت کا محرم کے بغیر حج کرنے سے حج صحیح ہوجائے گا، اسی طرح غیر مستطیع اگر حج کرے وہ حج بھی صحیح ہوگا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن لوگوں پر حج واجب نہ ہو عدم استطاعت کی وجہ سے وہ لوگ اگر حج کے مناسک ادا کریں تو ان کا حج کافی ہو جائے گا، جیسے بیمار ، مفلس ونادار، وہ مسافر جو پہنچ نہ پائے اور وہ عورت جو

محرم کی رفاقت کے بغیر حج کرلے)۔

حنابلہ کے پاس ایک دن کی مسافت سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر جائز نہیں ہے، البتہ ایک دن کی مسافت سے کم کا سفر ہوتو محرم کے بغیر یہ سفر درست ہوگا، جیساکہ انہوں نے حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت کردہ حدیث سے استدلال کیا ''لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخرتسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم علیہا'' (صحیح مسلم: ۳۳۳۲)۔

بعض حنابلہ کے پاس اگر کوئی عورت محرم کے بغیر حج کرلے تو اس کا حج صحیح ہوگا، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کی وجہ سے گنہگار ہوگی،جب کہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس جب راستہ پر امن ہو تو محرم کے بغیر بھی عورت کا سفرجائز ہے۔

ان دونوں اماموں کے نزدیک عورت کے حق میں استطاعت مشروط فی القرآن سے مراد زاد وراحلہ اور محرم کا مجموعہ ہے ،اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''لا تحج امرأۃ إلا ومعہا محرم فقال رجل یا نبی اللہ إنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا، أخرجہ البزار عن ابن عباسؓ،قال الحافظ فی الدرایۃ (۲/۴) وأخرجہ الدار قطنی بنحوہ، وإسنادہ صحیح، وہو فی الصحیحین من ہذا الوجہ بلفظ :لا تسافرالمرأۃ إلا مع ذی محرم'' (البخاری: ۱۸۶۲، مسلم: ۱۳۴۱)، ''وقال فی الفتح:صحح حدیث أبوعوانۃ، علامہ شوکانی کا میلان اسی قول کی طرف ہے۔ ''کما لایخفی علی من طالع النیل'' ۔

امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک عورت کے لئے زاد وراحلہ کے ساتھ محرم یا شوہر یا شوہر کی ضرورت تو ہے ، لیکن جس عورت کا خاوند یا محرم موجود نہ ہو یا ہو لیکن ساتھ جانے سے انکار کردے یا جانے سے عاجزومعذرت ہو،تو ایسی دیندار ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جو اپنے شوہروں یا محرموں کے ساتھ حج کو جارہی ہو نچلی جائے، ان دونوں اماموں کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت شوہر یا محرم کے قائم مقام ہوجائے گی، یعنی جس عورت کو زاد وراحلہ پر قدرت ہو اور محرم یا شوہر موجودنہ ہو، لیکن مومن ثقہ عورتوں کی جماعت عازم حج موجودہے تو اس پر حج فرض ہوجائے گا، غرض کہ ان کے نزدیک عورت پر فرضیت حج کے لئے محرم یا شوہر شرط نہیں ہے ''کما صرح بذلک ابن رشد، النووی وابن قدامۃ'' اس دوسرے مذہب پر نودلیلیں پیش کی جاتی ہیں ۔

میرے نزدیک دوسرا مذہب راجح ہے، یعنی وہ عورت جو زادوراحلہ پر قدرت رکھتی ہو، لیکن اس کا محرم یا خاوند موجودنہ ہو،وہ دیندار متقی عورتوں کے ساتھ جو اپنے شوہروں یا محرموں کی معیت میں حج کوجارہی ہوں چلی جائے، ''لوقوع إجماع الصحابۃؓ فی عہد عمرؓ علی جواز سفر المرأۃ للحج من غیر زوج أو محرم''، رہ گئی حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ''لاتحج امرأۃ إلا ومعہا محرم''، تو اولا یہ حدیث صحاح میں

بجائے اس لفظ کے ،''لاتسافر امرأۃ'' کے لفظ کے ساتھ مروی ہے، صرف بزار اور دار قطنی کی روایت میں ''لاتحج'' کا لفظ وارد ہے اور اس کی سند بقول حافظ اگر چہ صحیح ہے لیکن صحت متن کو مستلزم نہیں ہے ۔

اور ثانیا اگر یہ لفظ ''لاتحج'' محفوظ ہوتو اس کو نفلی حج پر محمول کریں گے، ''لتجتمع الروایات'' (محدث دہلوی، فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوریؒ ۲/ ۱۷۰۔۱۷۱)۔

۴۔ بے چاری ایک عورت نے اجنبی لوگوں کے ساتھ حج کیا کیوں کہ اس نے اپنے قرابت داروں سے اپنے ساتھ جانے کی دروخواست کی اور انہوں نے انکار کردیا ، لہذا وہ ایک آدمی کے ہمراہ جس کے ساتھ دوعورتیں تھینحج کرنے چلی گئی ، تو کیا اس کا حج صحیح ہے یا نہیں ؟

جواب۔ اس کا حج صحیح ہے؛ لیکن بغیر محرم کے سفر کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار سمجھی جائے گی ، کیوں کہ اس پر شرعی دلائل موجود نہیں ، اس پر اس کام سے اللہ کی جانب میں توبہ کرنا لازم ہے (شیخ ابن بازؒ ، فتاوی برائے خواتین :ص ۱۸۲۔۱۸۳، شرح کتاب الحج من صحیح البخاری ، شریط رقم ۱۹، الوجہ الثانی)۔

فضیلۃ الشیخ ابن عثیمینؒ نے فرمایا:''جب کوئی کہتا ہے کہ امہات المومنینؓ کے ساتھ کوئی محرم نہیں تھا ، انہوننے محرم کے بغیر ہی حج کیا تھا ، تو کیایہ حکم محرم کے بغیر حج کرنے کا جواز ازواج مطہراتؓ کے ساتھ خاص ہے ؟اس لئے کہ یہ امہات المومنین ہیں ، یہاں محرم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن احترم کا معاملہ بدرجہ أولی مقدم ہے ،یا یہ کہا جائے کہ یہ معاملہ مسکوت عنہا ہے ، ان کے ساتھ دو جلیل القدر صحابیؓ محرم کی موجودگی کے باوجود کیوں بھیجے گئے ؟ پہلی صورت کا احتمال ہے ، نیز دوسری صورت کا بھی احتمال ہے، ایسی صورت میں شرعی ضوابط کا لحاظ رکھ کر فیصلہ کیا جائے، یعنی متشابہ کو محکم پر محمول کیا جائے؟

جواب یہ ہوگا :کہ ہم احتمال ثانی کو مد نظر رکھینگے اور کہینگے کہ ان ازواج مطہراتؓ کے ساتھ ان کے محارم ضرور رہے ہوں گے، لیکن ان دو جلیل القدر صحابہ کو امہات المومنینؓ کے احترام میں ساتھ میں بھیجاگیا تھا ''(شرح کتاب الحج من صحیح البخاری لابن عثیمینؒ)۔

۶۔فتاوی ہندیہ''من شرائط وجوب الحج المحرم للمرأۃ : شابۃ کانت أو عجوزا إذا کانت بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام، ہکذا فی المحیط البرہانی ۲،۴۱۹، وإن کان أقل من ذلک حجت بغیر محرم، کذا فی البدائع۲، ۱۲۴) (حج کے وجوب کے شروط میں سے ایک شرط محرم کی رفاقت بھی ہے ، خواہ جوان عورت ہویا بوڈھی جب اس کے اور مکہ کے مابین تین دن کی مسافت موجود ہو ، اور اگر مسافت اس سے کم ہوتو محرم کی رفاقت کے بغیر بھی حج کرسکتی ہے) (الفتاوی العالمگیریۃ۳/۱۹۵)۔

۷۔فتاوی عثمانی: حنفی مسلک میں حکم یہ ہے کہ جب تک محرم نہ ملے ، حج پر نہ جائے، اور آخر عمر تک محرم نہ ملے تو وصیت کرجائے کہ میری طرف سے حج بدل کرادیا جائے (فتاوی عثمانی، مو لانامفتی تقی عثمانی صاحب عفی عنہ۲/۲۰۱)۔

۸۔محمود الفتاوی:جس عورت کا محرم یا شوہر نہیں ہے اور وہ حج کرنا چاہتی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کسی نیک صالح مرد سے نکاح کرکے اس کے ساتھ جائے، چنانچہ ایک روایت کے بموجب فرض حج کے لئے نکاح کو واجب لکھا ہے، اگرچہ وہ قول مختار نہیں (شامی ۲/۱۵۸، زبدۃ المناسک ۱/۲۲، بحوالہ محمود الفتاوی۴/۴۸۶)۔

البتہ اگر وہ اتنی بوڑھی ہوگئی کہ بوڑھاپے کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہی یا اپاہج بن گئی یا اندھی ہوگئی تو زندگی ہی میں کسی کو حج بدل کے لئے بھیج سکتی ہے ، اگر اس سے قبل کسی کو حج بدل کے لئے بھیج دیا اور محرم وشوہر نہ ہونے والا اس کا یہ عذر وفات تک رہا تو درست ہے ورنہ نہیں (شامی۲/۲۵۹)، فقط واللہ تعالی اعلم، کتبہ : العبد احمد خانپوری عفی عنہ (محمود الفتاوی۴/۴۸۶)۔

۹۔امداد الفتاوی: عورت کے لئے محرم ہونا اور نہ ہونے پر اخیر عمر میں وصیت کرنا۔

اگر روپئے کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافی ہوجائے تب توحج فرض ہی نہیں،''فی الدر المختار ۔ مع زوج أو محرم بالغ عاقل إلی قولہ مع وجوب نفقۃ لمحرمہا علیہا، وفی رد المحتار: قولہ مع وجوب النفقۃ الخ فیشترط أن تکون قادرۃ علی نفقتہا ونفقتہ" (۲/۲۳۴)۔

اور دوشخصونکے خرچ ہیں تو نفس وجوب تو اس پر ہوگیا ہے وجوب ادا نہیں ہوا ، بوجہ محرم نہ ہونے کے، اس لئے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں ، لیکن روپیہ محفوظ رکھے شاید کوئی محرم میسر ہوجائے اور اگر اخیر عمر تک میسر نہ ہوتو وصیت کرجائے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرادیا جائے (امدادالفتاوی: حضرت مولانااشرف علی تھانوی ؒ ۳۰۹،۴)۔

مذکورہ موضوع کے سوالات کے جوابات پیش خدمت ہیں:

جواب (۱)۔ احادیث شریفہ میں سفر شرعی کی بنیاد سے متعلق مختلف روایتیں جو کتب ستہ اور سنن ومسانید ومصنفات میں وارد ہیں ، راقم نے المکتبۃ الشاملۃکے وساطت سے تلاش کیا تو یہ نتیجہ نکلا جو درج ذیل ہے:یوم ولیلۃ تقریبا ۲۵/ بار ، یوم واحد ۸ /بار ، یوم تام ۶ /بار ، یومین ۲۴/بار ، ثلاثۃ أیام و لیالیہن تقریبا ۸/بار، ثلاثۃ أیام فصاعدا تقریبا دومرتبہ وارد ہے ۔

شارحین نے ان روایتوں کی روشنی میں یہ فرمایا کہ متعدد روایتیں اس بات کی دلیل ہیں ، مختلف موقعوں سے وارد مختلف سوالات کے جوابات تھے، اس لئے یہ تعدد ثابت ہوا، نیز مسافت کے اعتبار سے بھی مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں ، تین فرسخ یا چار برد وغیرہ

، لیکن یہ بات مسلم ہے کہ نبی کریم نے سفر شرعی کی بنیاد پر کوئی مسافت بالضبط تحدیدنہیں فرمائی ، بلکہ شہر کے حدود سے باہر نکلنے کے ساتھ قصر شروع فرمادی، منزل مقصود پہنچ کر بھی مختلف سفروں میں کہیں کم یا کہیں زیادہ رکنا پڑا قصر فرماتے رہے، یعنی کہیں بیس دن بھی قصر فرمایا تو کہیں پندرہ دن وغیرہ ، ان ہی احادیث کی روشنی میں حنفیہ نے یوم کا لحاظ کرتے ہوئے تین دن کی مدت کو ہی سفر شرعی کے لئے معیار تسلیم کیا او راس سے کم کی مدت میں عورت کو بدون محرم سفر کی اجازت دی، الغرض سفر شرعی کی بنیاد کے طور پر نہ مسافت کا بالکلیہ لحاظ رکھا جائے گا اور نہ ہی تین شب وروز کا اعتبار کیا جائے گا، بلکہ بعض اہل علم کے پاس عرف کا اعتبار صحیح ہے، نیز مسافت کی مقدارتقریب کے لئے ہے نہ کہ تحدید کے لئے،یہی رائے اکثر اہل علم کی ہے (الانصاف۲/۳۱۸)۔

مذکورہ روایتوں میں اکثر وبیشتر شب وروز کے ساتھ مسیرۃ کا تذکرۃ ہے ، یعنی شب وروز کے ساتھ مسیرۃ کا شرعا اعتبار ہے ، مطلقا شب وروز کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے ، لہذا سفر شرعی میں مسا فت کا اعتبار بھی ضروری ہے ، جمہور اہل علم نے عرف عام کے لحاظ سے چار برد والی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے(تین فرسخ کے بالمقابل) ۴۸ میل جو تقریبا ۸۰ کیلومیٹر ہے ، اسی کو راجح قراردیا ہے ۔

فقہاء کرام کی مسافت قصر کی تحدید سے متعلق چار آراء:

۱۔حنفیہ نے اونٹ کی رفتار اور عام چال (پیدل) چلنے کے لحاظ سے تین دن اور تین رات کی مسافت کا اعتبار کیا ہے ،بطور دلیل وہ حدیث پیش کیا ہے جس میں آپ نے موزوں پر مسح کے لئے ارشاد فرمایا کہ مسافر تین دن اور تین راتیں اور مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے(مسلم عن علی ؓ)، اور وہ حدیث جو حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ تین دن یا تین دن سے زیادہ کا سفرکرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کے والد موجودہوں یا بیٹا، شوہر ، بھائی یا اس کا کوئی محرم موجود ہو (مسلم: ۱۳۳۸)، پھر حنفیہ نے مسافت کی تحدید میں اختلاف کیا ، ۸۳۔۱۰۰یا ۱۲۰کیلو میٹرتقریبا (بدائع الصنائع ۱/۹۳، تبیین الحقائق۱/۲۱۰)۔

۲۔امام اہل شام اوزاعی آور ابن منذر ؒنے ایک دن کی مسافت کا اعتبار کیا ہے،ان کی دلیل:''لایحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم إلامع ذى محرم'' (البخاری : ۱۰۳۸،مسلم: ۱۳۳۹) واللفظ لہ۔

۳۔لغت میں یا عرف میں جسے سفر کہا جاتا ہو وہی سفر شرعی ہے ، سفرمیں قصر جائز ہے خواہ وہ سفر طویل ہو یا مختصر ، سفرمیں قصر کے لئے کوئی مسافت کی حد مقرر نہیں ہے، یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ، ابن قدامہ ؒ، ظاہریہ ، ابن القیم ؒ، شوکانی ؒ،

الالبانی ؒ، الشنقیطیؒ اور ابن عثیمین ؒ کا بھی ہے، ان کی دلیل یہ ہے کتاب وسنت میں مسافت اور مدت سفرکی کوئی تحدید وارد نہیں ہے ، سفر میں قصر کی اجازت مطلقا وارد ہے، جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے:''وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا'' (النساء: ۱۰۱) (اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تمہارے لئے نماز مختصر کرلینے مینکوئی حرج نہیں ہے (خصوصا) جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں تشویش میں ڈال دینگے)۔

مذکورہ آیت میں مطلقا قصر کی اجازت دی گئی ہے ، نہ مسافت قصر یا زمانہ کی کوئی تحدید وارد ہے ۔

حضرت یعلی بن امیہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میںنے حضرت عمر ؓ سے آیت کی تفسیر پوچھی کہ آج جب کہ امن ہے کیا پھر بھی قصر کی اجازت ہوگی؟ تو آپ نے بتایا کہ مجھے بھی تعجب ہوا جیساکہ تمہیں تعجب ہے، میں نے نبی کر یم ﷺ سے استفسار کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقۃ تصدق اللہ فأقبلوا صدقتہ'' (سنن ابن ماجہ: ۱۰۶۵،صحیح)، یعنی اللہ کی طرف سے ایک انعام ہے جو اس نے تم پرکیا ہے، اسے قبول کرو۔

نیز ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میںنبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر وں میں رفیق سفر تھا ، آپ نے کبھی دورکعت سے زیادہ نہیں پڑھی، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان ؓبھی اسی طرح قصر کیا کرتے تھے (صحیح بخاری: ۱۱۰۲)،نیز ابن عمرؓ فرماتے تھے: ''لو خرجت میلا لقصرت الصلاۃ، عن شرحبیل بن سمطؒ قال قصر ابن عمر ؓ فی أربعۃ أمیال، عن عمر ؓ القصر فی ثلاثۃ أمیال'' (المحلی لابن حزم ۶/۲۴۴)،یعنی ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ اگر میں ایک میل کی مسافت طے کرونگا تو قصر کروں گا، شرحبیل ؒ نے فرمایا کہ ابن عمرؓ چار میل پر بھی نماز میں قصر کرتے تھے، جیساکہ حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ قصر تین میل پر بھی ہے۔

مفتی بہ قول کے لحاظ سے فقہاء حنابلہ ، مالکیہ اور شوافع کی رائے کے مطابق وہ مسافت جس کی وجہ سے سفر شرعی کی رخصتیں حاصل ہوتی ہیں تقریبا چار برد ہیں ،جو تقریبا ۴۸میل ہے، تقریبا ۸۳ کیلو میٹر، نئے حساب سے ۸۱-۸۸کیلو میٹر تقریبا (الشرح الممتع ۶/۳۴۲، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲/۴۷۷)۔

حضرت ابن عمر ؓ اور ابن عباس ؓ چار برد والی حدیث کے مطابق نماز میں قصراور روزہ رکھنے کی بجائے افطار کیا کرتے تھے (صحیح البخاری : باب فی کم یقصر الصلاۃ ، المہذب فی فقہ الامام الشافعی ؒ۱/۱۰۲،سنن الدارقطنی: ۵۶۰۳)، مکہ مکرمہ سے عسفان کے درمیان تقریبا چار برد کی مسافت تھی، یہی جمہور علماء کا قول ہے ، اسی رائے کو شیخ ابن باز ؒ ، اصحاب الحدیث اور امام ابویوسف ؒ نے پسند کیا ہے ، جیساکہ ابن عباس ؓ

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل مکہ چار بر د سے کم میں قصر نہ کرو (معرفۃ السنن و الآثار للبیہقی: ۱۶۳۹)، امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکہ، طائف،جدۃ اور عسفان کے مابین چار برد کا فاصلہ ہے۔

نیز ان حضرات کی دلیل یہ بھی ہے کہ شریعت نے سفر طویل اور سفر قصیر کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے، اورنہ زمانہ اور مسافت کی کوئی تحدید کی ہے ، شریعت میں کوئی تفریق وارد نہیں ہے تو ہم کون ہوتے ہیں تفریق کرنے والے؟تفریق کی کوئی اصل نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی حدیث سے ،اصل مرجع عرف ہے ، عرف میں جسے لوگ سفر کہتے ہیں ، وہی سفر شرعی ہے ، اسی پر قوانین سفر لاگو ہوں گے، مسافر ہر سفر میں قصر کرے گا جسے عرف میں سفر کہا جاتا ہے، یہی قو ل شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ظاہریہ کا بھی ہے،اس لئے کہ ایک ضابطہ مشہور ہے : ہروہ اسم جس کی حد بندی نہ لغت میں واردہو او رنہ ہی شریعت مطہرہ میں تو اس کا مرجع عرف ہے (مجموع الفتاوی ۲۴/ ۴۰۔۴۳)، نیز حنابلہ میں سے بعض احباب کا خیال یہ ہے کہ ہر طویل اور سفر قصیر میں بھی قصر کرنا درست ہے ، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے قصر کے لئے کوئی مسافت معینہ یا وقت کی حد بندی نہیں فرمائی ،اہل مکہ نے عرفات ومزدلفہ میں آپ کی امامت میں قصر کے ساتھ نماز ادا کی، یہی سلف صالحین کی بڑی تعداد کا قول ہے اور یہ قول دلیل کی روشنی میں سب سے زیادہ صحیح قول ہے ، لیکن سفر کے سلسلہ میں عرف عام کا لحاظ رکھتے ہوئے سفر شرعی وہی ہوگا جسے لوگ عرف میں سفر کہتے ہوں (مجموع الفتاوی ۱۵، ۲۴)۔

نیز سفر میں مسافت اور شب وروز کا معاملہ اتنا ہی اہم ہوتا تو نبی کریم ﷺ بیان کئے بغیر نہ رہتے، آپ کا کام ہی تبیین شریعت ہے ، تفہیم شریعت اور تنفیذ شریعت ہے،اسی طرح سفر میں سواری کی چال یا ایام کی تحدید کو معیار بنائینتو یہ کیسے ممکن ہے کہ سفر میں جانور کی رفتار کو ضابطہ بنائیں؟ جب کہ جانوروں کی رفتار بھی متفاوت ہوتی ہے؟

اہل مکہ جب حج کے ایام میں عرفہ میں قصر کرتے تھے تو کونسی مسافت کا لحاظ رکھتے تھے؟ جب کہ عرفہ مکہ سے کوئی زیادہ دور نہیں ہے؟ اس قصر کے حکم میں آفاقی اور اہل مکہ دونوں کے احکام برابر ہوگئے (المجموع ۴/۳۲۸)۔

ابن قدامہؒ نے فرمایا کہ مسافت قصر کے سلسلہ میں علماء وائمہ کے قوال وآراء میں کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے، صحابہ کے اقول متعارض ہیں ، قرآن کریم کی مطلق آیت کے بالمقابل کوئی مقید دلیل ثابت نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ مسکوت عنہا ہے ، اس لئے توقف بہتر ہے، چہ جائے کہ کسی مجرد رائے کو قبول کیا جائے ، دلیل ان کی

صحیح ہے جو قصر کی اجازت ہر ایک مسافر کو دیتے ہیں، الا یہ کہ اس قول کے خلاف اجماع ثابت ہوجائے(المغنی۲/۱۹۰)۔

الشیخ ابن عثیمینؒ نے فرمایا کہ سفرشرعی وہی ہے جسے لوگ عرف میں سفر کہتے ہیں، اس میں مسافت یا زمانہ کی کوئی تحدید نہیں ہے، جب بھی کوئی شخص اپنی جائے رہائش سے نکل جائے تو مسافر کہلائے گا، نبی کریم ﷺسے اس سلسلہ میں کوئی تحدید وارد نہیں ہے، جب کہ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے یہ روایت مروی ہے کہ آپ جب تین دن کی مسافت یا تین میل کا کوچ فرماتے دو رکعت قصر کرتے تھے (مسلم: ۶۹۱)، جب کہ بخاری میں یہ روایت وارد ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم آپ کے ساتھ مدینہ سے مکہ سفر کئے تھے ، برابر قصر کرتے رہے، یہاں تک ہم مدینہ واپس آگئے، پوچھا گیا کہ مکہ میں قیام کتنے دنوں کا رہا ؟ تو انسؓ نے جواب دیاکہ دس دن، نیز بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں تقریبا ۱۹/دن کا قیام رہا، اور قصر کے ساتھ نماز ہوتی رہی، نیز ابن حجرؒ نے ابن المنذر سے اجماع نقل کیا ہے کہ جو سفر کا ارادہ کرتا ہے وہ قصر کرے گا جب کہ وہ اپنے قریہ کے سارے گھروں کو پار کرلے،خواہ تین فرسخ یا تین میل سے متجاوز نہ ہو، نبی کریم ﷺ نے تبوک میں ۲۰ / دن قیام فرمایا اور قصر کرتے رہے، لیکن یہ تحدید نہیں ہے، بلکہ آپ کی طرف سے امت مسلمہ کے لئے مسافت یا زمانہ کی حد بندی نہ ہوئی، لہذا مسافر جب تک قیام کا پکا ارادہ نہ کرلے اس وقت تک وہ مسافر کے حکم میں ہی ہے، قصر کرتا رہے گا (مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین۱۵/۱۹۱)۔

ابن حجرؒ نے فتح الباری میں یہ قول نقل کیا ہے: مقید روایتوں میں اختلافات کی وجہ سے اکثر اہل علم کا عمل مطلق روایت پر ہے، ''یعنی لاتسافرالمرأۃ إلا مع ذی محرم''(باب حج النساء ، البخاری) ۔

۴۔ جمہور فقہاء مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کی چوتھی رائے: چار برد والی روایت کے مطابق ۴۸میل کا اعتبار کیا جائے۔

اس موضوع میں جمہور علماء کے پاس سفر شرعی جس کی وجہ سے قصر اور روزہ افطار کرنے کی اجازت حاصل ہے وہ مسافت کے لحاظ سے ۴۸ میل ہے، ابن قدامہؒ نے مغنی میں بیان کیا ہے کہ امام احمدؒ کے پاس ۱۶ فرسخ سے کم پر قصر کرنا جائز نہیں ہے، یعنی ۴۸ میل کی مسافت کا اعتبار کرنا ہے (تقریبا ۸۰ کیلومیٹر)، اس کی مثال ابن عباسؓ نے عسفان سے مکہ یا طائف سے مکہ، یا جدہ سے مکہ کی مسافت کا اندازہ لگایا ہے، اس مناسبت سے قصر کی مسافت دو دن کا قصد کرنا ہے، یہی قول ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کا ہے، امام مالک اور لیث بن سعد اور امام شافعی کی رائے بھی یہی ہے۔

شیخ ابن بازؒ نے فرمایا کہ جمہور علماء کی رائے کے مطابق سفر شرعی کی مسافت تقریبا ۸۰/ کیلو میٹر ہے، خواہ سفر بحری ہو یا بری، ہوائی جہاز سے ہو یا موٹر کار سے، سب کے لئے یہی مقدار مسافت ہے، سفر کا اعتبار عرف کے لحا ظ سے ہوگا، یہ مسافت جب انسان پیدل یا اونٹ پر سواری کرکے، یا موٹر کار کے ذریعہ طے کرے، یا ہوائی جہاز یا کشتی کے ذریعہ یہ مسافت یا اس سے زیادہ طے کرے وہ مسافر شرعی معتبر ہوگا،یہی رائے اللجنۃ الدائمۃ کا بھی ہے (مجموع الفتاوی ۲۶۷،۱۲، اللجنۃ الدائمۃ ۹۰،۸)۔

مسافت کی تحدید چار برد کے ساتھ ، یہ جمہور مالکیہ ، شافعیہ اور حنابلہ کا ہے (مواہب الجلیل۲/۱۴۰، نہایۃ المحتاج ۲/۲۵۷، کشاف القناع ۱/۵۰۴، المقدمات الممہدات ۱/۲۱۳)۔

راجح قول: چوتھاقول دلائل کی قوت کی بنیاد پر قابل ترجیح اور قابل عمل ہے، عرف عام کا معاملہ بھی قابل غور ہے ، ہر جگہ کا عرف الگ الگ ہوگا ، لوگوں کا معیار بھی مختلف ہی ہوگا، لہذا عرف کے بجائے جمہور علماء کے قول اور ان کی دلیل چار برد والی حدیث کی روشنی میں ۴۸ میل کا لحاظ رکھتے ہوئے اسی کو قاعدہ بنایا جائے تو مناسب رہے گا، اسی پر صحابہ کرامؓ کا عمل بھی رہا ہے، لہذا یہ قول معتبر ہے باذن اللہ، واللہ اعلم بالصواب ۔

جواب (۲)۔ حجۃ الوداع کے موقع پرقبیلہ خشعم کی عورت نے جب آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میرے والد پر حج فرض ہوگیا ہے، لیکن وہ سفر کرنے کے قابل نہیں ہیں،کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں ؟ اس کے جواب میں آپ نے اس خاتون کو اجازت مرحمت فرمائی :

‘‘أفأحج عنہ ؟ قال نعم’’ (کیا مینوالد کی جانب سے حج کرسکتی ہوں؟ جواب میں ارشاد ہوا : ہاں) (مسلم : ۲۳۷۵)۔

صورت مسؤلہ میں مذکورہ حدیث دلیل ہے کہ عورت کے لئے سفر حج یا سفر تطوع یا سفر مباح میں محرم کا ہونا واجب نہیں ہے ، یہ شرط زیادہ سے زیادہ شرط کما ل ہے نہ کہ شرط صحت،اسی مناسبت سے ابن حجرؒ نے مذکورہ حدیث کے فوائد میں بیان کیا ہے: ‘‘أن المرأۃ تحج بغیر محرم و أن المحرم لیس من السبیل المشترط فی الحج’’(فتح الباری ۶/۷۹)، یعنی عورت محرم کے بغیر حج کرسکتی ہے، سبیل کے مشروط معنی میں محرم کی شرط داخل نہیں ہے ۔

مذکورہ مسئلہ میں کتاب وسنت کی ہدایات کی روشنی میں فقہاء کرامؒ کی تین رائے پائی جاتی ہیں :

۱۔امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نیز بہت سے فقہاء مجتہدین جیسے ابراہیم نخعیؒ ،حسن بصریؒ ، اسحاق بن راہویہؒ اور ابوثورؒ وغیرہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ عورت کے لئے محرم شرط ہے(التمہید لابن عبد البر ۱۲/۱۵۰)، البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

یہ شرط اس وقت ہے جب مکہ مکرمہ سفر شرعی کی مسافت پرہو(فتح القدیر ۲/۲۲۲، کتاب الحج)۔

۲۔ حج کرنے والی خاتون کے ساتھ دوسری ثقہ عورتیں ہونتو وہ محرم یا شوہر کے بغیربھی حج کے لئے جاسکتی ہیں، بشرطیکہ وہ حج فرض ادا کررہی ہوں، یہ رائے امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کی ہے، نیز ان کے علاوہ امام اوزاعیؒ ، عطاءؒ وغیرہم کی رائے بھی ہے (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۲/۵۳۲)۔

۳۔ خواتین حج نفل کاسفر بھی محرم کے بغیر کرسکتی ہیں،بعض فقہاء شوافع اسی کے قائل ہیں، اور امام مالکؒ کابھی یہی قول ہے(الاعلام لابن الملقن)۔

صاحب الفروع کہتےہیں:''وعند شیخنا ۔أی : ابن تیمیۃؒ تحج کل امرأۃ آمنۃ مع عدم المحرم وقال إن ہذا متوجہ فی کل سفر طاعۃ، وکذا عنہ فی الانصاف ۔۸/۷۹، وفی الاختیارات ص۱۷۱، للبعلی قولہ، قال أبو العباس ہذا متوجہ فی کل سفر طاعۃ، وجعلہ جماعۃ قول الجمہور و الأکثر''۔

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا نقطہ نظر اسی طرح کا ہے، یعنی کوئی بھی ایسا سفر ہو جس کا مقصد اللہ کی اطاعت ہو اورسفر مامون ہو امن کی حالت مینعورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے (الفروع لابن المفلح۳/ ۲۳۴)۔

مذکورہ مسئلہ میں دوسرا قول قابل ترجیح ہے، محرم کی شرط شرط کمال ہے نہ کہ شرط واجب یا شرط لازم، عورت کامحرم میسر نہ ہونے کی صورت میں ثقہ اور قابل اعتماد لوگوں کی رفاقت میں سفر کرنا جائز ہے، جب راستہ پر امن ہو، زاد سفر موجود ہوتو مزید انتظار کئے بغیر رفقہ مامونہ کے ساتھ حج کرلے، یہی قول زیادہ صحیح ہے، امام نوویؒ نے فرمایا: ''إذا کان الطریق آمنا جاز من غیر نساء وہوالصحیح'' (المجموع ۷/۸۶)، البتہ سفر تطوع، سفر مباح یا سفر تجارت وغیرہ میں محرم کے بغیر سفرنہ کرے ، یہ قول امام نووی اور جمہور علماء کا ہے ،یعنی سفر واجب اور سفر تطوع میں فرق کیا ہے، امام نووی نے فرمایا: ''وہذا ہو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ'' (المجموع ۸/۳۴۱)،جب کہ امام ابو حنیفہؒ نے سفر واجب اور سفر تطوع دونوں میں بھی عورت کے لئے محرم کی رفاقت کو شرط مانا ہے (الحاوی الکبیر للماوردی ۴/۹۲۴)۔

امام باجی مالکیؒ نے فرمایا کہ حج وعمرہ کے بڑے بڑے قافلے اور آباد ومامون راستے میرے نزدیک بڑے شہروں کی مانند ہیں جہاں بازار اور تاجر حضرات ہوتے ہیں، وہاں محرم اور عورت کے بغیر بھی امن قائم رہتا ہے، یہ قول امام اوزاعیؒ سے مروی ہے، ایسے قافلونمیں عورتوں اور محرم حضرات کی غیر موجودگی مینبھی عورت کا سفر کرنا درست ہے (المنتقی شرح المؤطا ۳/۹۵،مواہب الجلیل شرح مختصر الشیخ خلیل۷/۱۶۸)۔

''عن عائشۃ أنہا کانت تسافر بغیر محرم ، فأخذ بہ جماعۃ وجوزوا سفرہا بغیر محرم''

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۱۱/۱۴۹) (حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرتی تھی، اسی سے اہل علم کی جماعت نے استدلال کیا، اور عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کو جائز قرار دیا ہے)۔

راجح قول: محرم کا وجود کسی عورت کے حج واجب یا حج نفل کے لئے لازمی شرط نہیں ہے، لہذا بقول امام شافعیؒ اور بقول امام مالک ؒ سفر کے لئے رفقہ مامونہ یا دیگر عورتوں کی رفاقت مینسفر حج کے لئے روانہ ہوجائے ، نیز حج کمیٹی یا حج ٹور سروس میں ماشاء اللہ عورتوں کی بڑی تعداد موجود رہتی ہی ہے، لہذا اس قافلہ میں حج کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے، اصل شرط راستہ کا پر امن ہونا ہے۔

جواب (۳)۔مذکورہ مسئلہ میں احتیاطی تدابیر اپناتے ہوئے کوئی محرم ہوائی اڈے پر سوار کرادے اور دوسرا محرم یا شوہر ایئرپورٹ سے لے لے، یہ صورت ممکن ہے ، شریعت کا اہم اصول رفع حرج ہے ، لہذا جب سفر مامون ہو، پوری دنیا پر أمن طریقہ سے سفر کررہی ہے ، اور دور جاہلیت کے انداز میں خطرات نہ ہوں تو ایسی صورت میں جہاز کے ڈپارچر اور اریول کے نظام الاوقات کے صحیح علم کے ساتھ عورتوں کو داخلی سفر اور خارجی سفر کی اجازت دی جاسکتی ہے ،اس ترقی یافتہ دور میں سفر کی مسافتیں سمیٹ لی گئی ہیں ، بڑی سے بڑی مسافت بھی تقریبا بارہ گھنٹے یا اس سے کم وبیش میں طے کرنا آسان ہوگیا ہے ، لہذا ایسے ماحول میں ان ذرائع سے مستفید ہونے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے ، خصوصا انٹرنیشنل سفروں میں عورت کا محرم یا کوئی قریبی رشتہ دار یا کوئی اور کفیل یا وکیل جب تک ہوائی اڈہ پر نہ پہونچے ہوائی اڈہ کا عملہ ان عورتوں کی حفاظت کرتا ہے، اور مطلوبہ شخص کی آئی ڈی چیک کرنے کے بعد ہی اس مسافر خاتون کو اس کے ہمراہ بھیجتا ہے، آج کا دور کیمروں کا دور ہے، ساری تفصیلات کیمرہ میں محفوظ بھی ہوتی ہیں ، سفر کی تفصیلات بھی راڈر کی مدد سے یا انٹر نیٹ کے ذریعہ باآسانی جانی جاتی ہیں، لہذا خطرات سے خالی (الا ما شاء اللہ) سفروں میں عورت کا تنہا سفر کرنا شرعا جائز ہوسکتا ہے، اور شرعی ضابطہ بھی ہے: ''الضرورات تبیح المحظورات''، وقت ضرورت ممنوع چیزیں بھی جائز ہوتی ہیں، واللہ اعلم بالصواب

جواب (۴)۔ صورت مسؤلہ میں کوئی عورت خواہ وہ مطلقہ یا مختلعہ یا بیوہ جب اس کی عدت پوری ہوگئی ہو،یا وہ بیوہ ہو ، ایسی تمام عورتیں سفر عمرہ میں مناسب محرم کے ساتھ چلنے تیارنہ ہوں یا ساتھ لے تو ایسی صورت میں دیگر خواتین کی معیت میں سفر عمرہ کا ارادہ کرسکتی ہیں، اس لئے کہ محرم کی شرط شرط واجب نہیں ہے، بلکہ شرط کمال ہے، محرم کے بغیر بھی ان کا حج یا عمرہ ہوسکتا ہے، جیسا کہ ابن عمر ؓ کی رفاقت میں پڑوسن عورتیں حج کے لئے جایا کرتی تھیں ''وکان ابن عمر ؓ یحج معہ نسوۃ من جیرانہ'' (شرح صحیح البخاری لابن بطال)۔

جواب(۵)۔ امام ابوحنیفہ ؒ اور امام احمد ؒ نے سفر واجب اور سفر تطوع میں محرم کی شرط کو واجب قراردیا ہے، جب کہ امام مالک ؒ اور امام شافعیؒ نے رفقہ مامونہ کے ساتھ سفر کی اجازت دی ، صحیح بات تو یہ ہے کہ سفر حج خواہ وہ سفر واجب ہو یا سفر تطوع محرم کی شرط شرط کمال ہے، نہ کہ شرط صحت یا شرط واجب، ''من استطاع إلیہ سبیلا'' کی تشریح میں محرم کی شرط شامل نہیں ہے اور جو نصوص اس سلسلہ میں وارد ہیں، وہ قواعد وضوابط احتیاط اور تحفظ کے لئے ہیں ، عورت کی عصمت وحفاظت کی خاطر ہیں، ان پر عمل کا معاملہ مکلف کے لئے بطور احتیاطی تدابیر کے ہیں ، اگر یہ شروط شروط صحت میں سے ہوتیں تو حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے دور میں امہات المومنین ؓ سفر حج کے لئے نہ نکلتیں ، اور نہ ابن عمرؓ جیسے متبع سنت کی رفاقت میں دیگر عورتیں حج کے لئے نکلتیں، اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ کی موجود گی میں خلاف شرع کوئی کام ہوتا،اور نہ ہی صحابہ ؓ منکر کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرلیتے۔

جواب (۶)۔ امام ابو داؤدؒ نے امام احمد ؒ سے سوال کیا کہ جس عورت پر حج فرض ہوگیا ہو، لیکن محرم کوئی میسر نہ ہو تو حج اس پر واجب ہے یا نہیں؟ امام احمدؒ نے جواب دیا کہ اس پر حج فرض نہیں ہے (المغنی ۳/۱۹۲)۔

امام نووی ؒ کی رائے یہ ہے کہ جب راستہ پر امن ہو تو عورتوں کی جماعت کے بغیر بھی اس پر حج واجب ہے، اسے سفر واجب پر نکلنا چاہئے اوریہی قول صحیح ہے: ''إذا کان الطریق آمنا جاز من غیر نساء وہوالصحیح''(المجموع ۷/۸۶)، البتہ سفر تطوع، سفر مباح یا سفر تجارت وغیرہ میں محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے، یہی قول امام نووی اور جمہور علماء کا ہے ،یعنی سفر واجب اور سفر تطوع میں فرق کیا ہے، امام نووی نے فرمایا: ''وہذا ہو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ'' (المجموع ۸/۳۴۱)،جب کہ امام ابو حنیفہ ؒ نے سفر واجب اور سفر تطوع دونوں میں بھی عورت کے لئے محرم کی رفاقت کو شرط مانا ہے (الحاوی الکبیر للماوردی ۴/۹۲۴)۔

محرم کا وجود کسی عورت کے حج کے لئے لازمی شرط نہیں ہے ، لہذا بقول امام شافعیؒ اور بقول امام مالک ؒ سفر کے لئے رفقہ مامونہ یا دیگر عورتوں کی رفاقت مینسفر حج کے لئے روانہ ہوجائے ، نیز حج کمیٹی یا حج ٹور سروس میں ماشاء اللہ عورتوں کی بڑی تعداد موجود رہتی ہی ہے، لہذا اس قافلہ میں حج کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے، جیساکہ امام نووی ؒ نے فرمایا: ''جواز حج المرأۃ بلامحرم إذا أمنت علی نفسہاوہو مذہبنا'' (صحیح مسلم بشرح النوویؒ۹/۹۸۔ رقم الحدیث : ۲۳۷۵)، یعنی اس حدیث میں قبیلہ خشعم کی عورت نے جب آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میرے والد پر حج فرض ہوگیا ہے، لیکن وہ سفر کرنے کے قابل نہیں ہیں،کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں ؟ اس کے جواب میں آپ نے اس خاتون کو اجازت مرحمت فرمائی :''أفأحج عنہ ؟ قال نعم''(مسلم : ۲۳۷۵)۔

امام احمدؒ کی ایک تیسری روایت کے مطابق سفر واجب میں محرم کی رفاقت شرط نہیں ہے ، جیساکہ ابن قدامہؒ نے روایت کیا ہے : ‘‘و عنہ روایۃ ثالثۃ أن المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب’’ (المغنی ۳/۱۹۲، الشرح الکبیر لابن قدامۃ ۳/۱۹۰)، اور امام مالکؒ نے فرمایا: ‘‘یجوز أن تخرج فی الفرض مع نساء ثقات ، لکن لایجوز أن تخرج مع امرأۃ واحدۃ’’ (الحاوی الکبیر للماوردی۴/۹۲۴) (حج واجب میں قابل اعتماد عورتوں کی رفاقت میں کوئی عورت سفر کرسکتی ہے، لیکن کسی ایک عورت کے ساتھ سفر کرنا جائزنہیں ہے)۔

راجح: مذکورہ مسئلہ میں مستطیع عورت پر زاد سفر اور سواری میسر ہوتومزید محرم کا خرچ برداشت کرنا یا انتظار کرتے رہنا تا آنکہ کوئی محرم میسر ہوجائے یا موت تک نہ ملنے کی صورت میں حج بدل کی وصیت کرنا کوئی ضروری نہیں ہے ، دین میں کوئی حرج یا سختی پیدا کرنا جائز نہیں ہے، اور محرم کا خرچ بھی عورت پر مسط کرنا تکلیف مالا یطاق ہے، جو شرعا جائز نہیں ہے، لہذا وہ حج واجب کی استطاعت کے ساتھ فورا دوسرے حجاج کے ساتھ حج کا پروگرام طے کرلے، تاخیر نہ کرے ورنہ وہ عورت بھی حج میں تاخیر کرنے کی وجہ سے وعید کے ضمن میں آجائے گی، حج نہ کرنے پر اللہ تعالی کے پاس گرفت ہوگی۔

جواب (۷)۔ معمر خواتین کے ساتھ شریعت نے خود حجاب کے قوانین میں نرمی برتی ہے، مگر تبرج سے بچنے کا حکم بھی دیا ہے، یعنی زیب وزینت کے اظہار کو ترک کرنے کے احکام بھی دئے ہیں، لہذا سفر حج کے لئے بھی مذکورہ شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے معمر خواتین یعنی جن کی عمر تقریبا پچاس سے متجاوز ہو، جن کو شادی بیاہ کا ارادہ بالکل نہ ہو ایسی خواتین کے ساتھ خصوصی رعایت کی جاسکتی ہے، اور وہ بدون محرم عورتوں کے قافلہ کے ساتھ یا حج کمیٹی یا حج وعمرہ ٹورس سروس کے ہمراہ سفر حج یاسفر عمرہ کا قصد کرینتو شرعا کوئی کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب، وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم والحمد للہ رب العلمین۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر - تقاضے اور احکام

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی•

حج ایک نہایت مقدس سفر ہے، اور زندگی میں ایک ہی مرتبہ اس کی ادائیگی فرض ہے، اس لئے اس میں بعض سخت شرائط اور پابندیاں عائد کی گئی ہیں، تاکہ ان پر عمل کے نتیجہ میں حج، حاجی اور حرمین شریفین کا تقدس باقی رہے، ان میں سے ایک اہم شرط سفر حج میں خواتین کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ہے، پہلے سعودی حکومت کی طرف سے پابندی تھی کہ خواتین محرم کے ساتھ ہی سفر کریں، بغیر محرم کے حج پر جانے والی خواتین کو ویزا نہیں دیا جاتاتھا، مگر اب یہ پابندی ختم کردی گئی ہے، اس لئے حکومت ہند نے بھی یہ پابندی اٹھا لی ہے، اب ہندوستان کی خواتین ہندوستانی اور سعودی قانون کے مطابق محرم یا شوہر کی رفاقت کے بغیر حج کو جانے کے لئے آزاد ہیں۔

دراصل سعودی عرب اب تیزی سے مغرب سے مرعوبیت کے راستہ پر گامزن ہے، اور اسلامی احکام کی پرواہ کئے بغیر مغربی اثرات کو قبول کرنے کے لئے بے چین ہے، لیکن اسلام آفاقی مذہب ہے، اور بہ حیثیت مسلمان ہم ہر جگہ اللہ کے قانون کے پابند ہیں:

تقدیر کے پابند ہیں نباتات وجمادات
مومن فقط احکام الہی کا ہے پابند

ہم مسلمان چاہے حج کا سفر ہو یا عام سفر، ہم اس بارے میں شریعت اسلام کے پابند ہیں، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے ہی اپنے اعمال کو انجام دینے پر یقین رکھتے ہیں، اس لئے علماء وفقہاء اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کے سفر سے متعلق مشرق ومغرب کے بدلتے رجحان کو مدنظر رکھ کر شرعی دائرہ میں رہتے ہوئے اس مسئلہ کا جائزہ لیں، اور ملت کی رہنمائی کا مقدس فریضہ انجام دے کر دنیا وآخرت میں سرخ روئی حاصل کریں۔

۱۔ سفر شرعی یا تین دن کی مدت:

خواتین کے سفر میں محرم یا شوہر کی رفاقت کی شرط کے مسئلہ میں حکم کی بنیاد سفر شرعی ہے یا تین شب وروز کی مدت؟ فقہ حنفی کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکم کی بنیاد سفر شرعی ہے، چنانچہ ملک العلماء علامہ کاسانیؒ وضاحت فرماتے ہیں:

''ثم المحرم أو الزوج إنما یشترط إذا کان بین المرأة وبین مکة ثلاثة أیام فصاعداً، فإن

• اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج، سدی پیٹ، تلنگانہ۔

كان أقل من ذلک حجت بغير محرم، لأن المحرم يشترط للسفر، وما دون ثلاثة أيام ليس بسفر، فلا يشترط فيه المحرم كما لا يشترط للخروج من محلة إلى مكان" (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع۲،۱۲۴، المكتبه الشاملہ)۔

(محرم یا شوہر کی شرط اس وقت ہے جبکہ عورت اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن یا اس سے زائد مسافت کا فاصلہ ہو، اگر اس سے کم ہو تو وہ بغیر محرم کی رفاقت کے حج کرسکتی ہے، کیوں کہ محرم کی شرط سفر کے لئے ہے، اور تین دن سے کم سفر نہیں ہے، لہذا اس میں محرم کی شرط نہیں ہے، جیسا کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ جانے کے لئے محرم کی شرط نہیں ہے)۔

اور صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں:

"بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام، لأنه يباح لها الخروج إلى دون السفر بغير محرم" (الہدایہ شرح بداية المبتدی۱،۱۳۳)۔

(برخلاف اس کے کہ جب عورت اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن سے کم کی مسافت ہو، کیوں کہ سفر شرعی سے کم مسافت میں بغیر محرم کے نکلنا عورت کے لئے مباح ہے)۔

اب رہی بات کہ حدیث میں تین دن کے سفر کی ممانعت کےعلاوہ دو دن اور ایک دن کا بھی ذکر ہے، اسی طرح ایک برید اور تین میل کا بھی ذکر آیا ہے، اس کا جواب علامہ ابن الہمامؒ اور دوسرے فقہاء نے دیا ہے:

"قال المنذری: ليس فی هذه تباين، فإنه يحتمل أنه ﷺ قالها فی مواطن مختلفة بحسب الأسئلة، ويحتمل أن يكون ذلک كله تمثيلاً لأقل الأعداد، واليوم الواحد أول العدد وأقله، والإثنان أول الكثير وأقله، والثلاث أول الجمع، فكأنه أشار أن مثل هذا فی قلة الزمن لا يحل لها السفر مع غير محرم، فكيف بما زاد، وحاصله أنه نبه بمنع الخروج أقل كل عدد على منع خروجها عن البلد مطلقاً إلا بمحرم أو زوج" (فتح القدير۲،۴۲۱)۔

(منذری نے کہا: اس میں تضاد نہیں ہے، کیوں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف جگہوں میں سوالات کے پیش نظر ایسا فرمایا ہو، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ تمام کم تر اعداد کی مثال کے طور پر فرمایا، ایک پہلا اور سب سے کم تر عدد ہے، دو کثیر کا پہلا عدد ہے اور کثیر کی سب سے کم تر عدد ہے، اور تین جمع کا پہلا عدد ہے، گویا ان مثالوں سے قلیل مدت میں عورت کے لئے غیر محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں ہے، تو اس سے زیادہ مدت میں کیسے جائز ہوگا، خلاصہ یہ کہ ہر عدد کی کم تر تعداد میں بغیر محرم با شوہر کے شہر سے باہر نکلنے پر مطلقاً متنبہ کیا گیا ہے)۔

البتہ حنابلہ اور دوسرے فقہاء کے یہاں جنہوں نے محرم کی شرط رکھی ہے، ان کے یہاں مطلق سفر کی ممانعت ہے، اور یہی حکم کی بنیاد ہے، چنانچہ ابن قدامہ کا بیان ہے:

‘‘قال أبو عبد الله: أما أبوہریرة فیقول (یوماً ولیلۃً) ویروی عن أبی ہریرة (لا تسافر سفراً) أیضاً، وأما حدیث أبی سعید یقول:(ثلاثۃ أیام) قلت: ما تقول أنت؟ قال: لا تسافر سفراً قلیلاً ولا کثیراً إلا مع ذی محرم’’ (المغنی لابن قدامہ۳؍۲۲۹)۔

(ابو عبد اللہ نے کہا: ابوہریرہؓ نے ایک دن رات کی روایت نقل کی ہے، اور ان سے مطلق سفر نہ کرنے کی بھی روایت ہے، اور ابوسعیدؓ کی حدیث میں تین دن کا ذکر ہے، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: سفر چاہے مختصر ہو یا لمبا، عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے)۔

اور علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی (م: ۱۱۸۲ھ) نے بھی مطلق سفر کو حکم کی بنیاد قرار دیا ہے:

‘‘ودل أیضاً علی تحریم سفر المرأة من غیر محرم وہو مطلق فی قلیل السفر وکثیرہ، وقد وردت أحادیث مقیدة لہذا الإطلاق، إلا أنہا اختلفت ألفاظہا، قال النووی: لیس المراد من التحدید، بل کل ما یسمی سفراً فالمرأة منہیة عنہ إلا بالمحرم، وإنما وقع التحدید عن أمر واقع فلا یعمل بمفہومہ’’ (سبل السلام۲؍۳۷۱-۳۷۲ دار الفکر بیروت)۔

(حدیث سے عورت کا بغیر محرم کے مطلق سفر کرنا حرام معلوم ہوتا ہے، چاہے مختصر سفر ہو یا لمبا، چند احادیث میں مطلق سفر کو چند ایام سے مقید کیا گیا ہے، مگر ان کے الفاظ مختلف ہیں، ..... امام نوویؒ نے کہا: ان سے تحدید مطلوب نہیں ہے، بلکہ ہر وہ خروج جسے سفر کا نام دیا جاتا ہو، عورت کو بغیر محرم کے ایسے سفر سے ممانعت ہے، اور تحدید کسی امر واقع کی بنیادپر ہوئی ہے، لہذا اس کے مفہوم مخالف پر عمل نہیں کیا جائے گا)۔

۲۔ سفر میں محرم کی شرط اور ائمہ کے مذاہب:

سفر میں عورت کے لئے محرم رشتہ دار یا شوہر کے ساتھ ہونے کی شرط کی بابت فقہاء کا اختلاف ہے، ائمہ فقہاء میں امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک حج کے واجب ہونے کے لئے محرم یا شوہر کا ہونا شرط ہے، جبکہ امام شافعیؒ اور امام مالک کے نزدیک محرم یا شوہر کا ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ محرم یاشوہر کے علاوہ دوسری عورتیں یا مرد رفقاء کے ساتھ حج میں جانے کی اجازت ہے، چنانچہ فقہ حنفی کے ایک اہم ترجمان ملک العلماء علامہ کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

‘‘واختلفوا من ہذا الباب، ہل من شرط وجوب الحج علی المرأة أن یکون معہا زوج أو محرم منہا یطاوعہا علی الخروج معہا إلی السفر للحج؟ فقال مالک والشافعی:لیس من شرط الوجوب ذلک، وتخرج المرأة إلی الحج إذا وجدت رفقة مأمونة، وقال أبوحنیفة وأحمد وجماعة:وجود ذی المحرم ومطاوعتہ لہا شرط فی الوجوب’’ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۲؍۱۲۴)۔

(اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ کیا عورت پر حج واجب ہونے کی شرط میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم ساتھ ہو، جو اس کے ساتھ حج کے سفر پر نکلنے کے لئے راضی ہو؟ اما م مالکؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا: یہ حج واجب ہونے کی شرط میں سے نہیں ہے، عورت حج کے لئے نکل سکتی ہے جبکہ قابل اطمینان رفقاء موجود ہوں، امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اور ایک جماعت نے کہا: محرم کا ہونا اور اس کا سفر کے لئے راضی ہونا حج کے وجوب کے لئے شرط ہے)۔

فقہ مالکی کے ایک اہم ترجمان قاضی عبد الوہاب بغدادی مالکی لکھتے ہیں:

‘‘ولیس المحرم للمرأة من الاستطاعة، فإن وجد رفقة مأمونة لزمہا الحج رجالاًکانوا أو نساء ’’ (التلقین فی الفقہ المالکی۱،۷۹)۔

(عورت کے لئے محرم کا ہونا استطاعت میں سے نہیں ہے، تو اگر قابل اطمینان رفقاء کی جماعت موجود ہو تو اس پر حج لازم ہے، چاہے مرد ہوں یا عورتیں)۔

فقہ شافعی کے اہم ترجمان علامہ شہاب الدین احمد بن نقیب مصری (۷۰۶۔۷۶۹ھ) مذکورہ مسئلہ سے متعلق بیان فرماتے ہیں:

‘‘والمرأة فی کل ذلک کالرجل، وتزید بأن یکون معہا من تأمن معہ علی نفسہا من زوج أومحرم أو نسوة ثقات وإن لم یکن مع أحد منہن محرم’’ (عمدة السالک وعدة المناسک۱،۱۲۳)۔

(ان تمام مسائل میں عورت مرد کی طرح ہے، مزید یہ کہ عورت کے ساتھ قابل بھروسہ لوگ ہوں، جیسے: شوہر، محرم یا ثقہ عورتیں ، اگرچہ ان عورتوں میں سے کسی کا محرم ساتھ نہ ہو)۔

اور فقہ حنبلی کے راوی امام ابوداؤد سجستانیؒ بیان فرماتے ہیں:

‘‘قلت لأحمد: امرأة موسرة لم یکن لہا محرم، ہل وجب علیہا الحج؟ قال: لا’’ (مسائل الامام احمد روایۃ ابی داؤد السجستانی۱،۱۵۱)۔

(میں نے امام احمد سےکہا: ایک مال دار عورت ہے، اس کا کوئی محرم نہیں ہے، کیا اس پر حج واجب ہے؟ فرمایا : نہیں)۔

مذکورہ تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ حنفی اور فقہ حنبلی کے مطابق اگر عورت کے ساتھ شوہر یا محرم رشتہ دار نہ ہو تو حج واجب ہی نہیں ہوتا، اس لئے بغیر شوہر یا محرم کے حج پر جانا درست نہیں ہے۔

فقہاء حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں محرم یا شوہر کی رفاقت کے بغیر سفر کی گنجائش نہیں ہے، انہوں نے صریح اور صحیح احادیث اور عورت کی عفت وعصمت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے، چنانچہ علامہ کاسانی نقل وعقل کی روشنی میں استدلال فرماتے ہیں:

‘‘ولنا ما روی عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ: ألا تحجن امرأة إلا ومعہا محرم، وعن

النبیﷺ قال: لا تسافر امرأة ثلاثة أيام إلا ومعها محرم أو زوج، ولأنها إذا لم يكن معها زوج ولا محرم لا يؤمن عليها، إذا النساء لحم على وضم إلا ما ذب عنه، ولهذا لا يجوز لها الخروج وحدها، والخوف عند اجتماعهن أكثر، ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبية، وإن كان معها امرأة أخرى، والآية لا تناول النساء حال عدم الزوج والمحرم عليها، لأن المرأة لا تقدر على الركوب والنزول بنفسها فتحتاج إلى من يركبها وينزلها، ولا يجوز ذلک لغير الزوج والمحرم، فلم تكن مستطيعةفی ہذہ الحالة فلا يتناولها النص ..... وجہ ما ذكر القدوری أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجها بمنزلة الزاد والراحلة، إذ لا يمكنها الحج بدونه كما لا يمكنها الحج بدون الزاد والراحلة'' (بدائع الصنائع۲،۱۲۳)۔

(ہماری دلیل ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خبردار! کوئی عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے، اور نبی ﷺ سے مروی ہے: ''کوئی عورت محرم یا شوہر کی رفاقت کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے، کیوں کہ جب عورت کا شوہر یا محرم نہ ہو تو وہ محفوظ نہیں ہے، کیونکہ عورتیں پرگوشت ہوتی ہیں، مگر یہ کہ کوئی لاغر ہو، اسی لئے عورت کے لئے اکیلے نکلنا جائز نہیں ہے، اور عورت کے اجتماع کے وقت کے خوف کا زیادہ امکان ہے، اسی لئے اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنا حرام ہے، اگرچہ کہ اس کے ساتھ دوسری عورت ہو، اور آیت (ولله على الناس) عورتوں کو شامل نہیں ہے، جبکہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو، کیوں کہ عورت خود سے سواری پر چڑھنے اور اترنے کی طاقت نہیں رکھتی، وہ سوار کرانے والے اور اتارنے والے کی محتاج ہے، اور یہ کام شوہر اور محرم کے علاوہ دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے، امام قدوریؒ نے جو بیان کیا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ محرم یا شوہر کا ہونا حج کی ضروریات ہی سے ہے، توشہ اور سواری (زاد وراحلہ) کی طرح، اس کے بغیر حج ممکن نہیں، جیسا کہ توشہ اور سواری کے بغیر حج کرنا ممکن نہیں ہے)۔

علامہ کاسانی نے جانور پر سواری کا ذکر کیا ہے، جس میں مرد کی مدد کی ضرورت پیش آتی ہے، آج جانور کی سواری تو نہیں ہے، لیکن بس، ٹرین، اور ہوائی جہاز کی سواری میں بھی عورت کو چڑھنے میں مدد کی ضرورت پیش آتی ہے، خصوصاً بھیڑ کے وقت، اور حج کی ادائیگی کے دنوں میں تو ہر طرف ہجوم ہی ہجوم ہوتا ہے، اور عورت کو قدم قدم پر کسی مرد کا ہاتھ تھامنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

البتہ فقہ مالکی اور فقہ شافعی میں چونکہ شوہر یا محرم کی شرط نہیں ہے، انہوں نے مقصد پر نظر رکھتے ہوئے شوہر یا محرم کے قائم مقام ثقہ عورت یا مرد کی جماعت کو قرار دیا ہے، اور امن وتحفظ کے ماحول میں دوسری عورتوں یا مردوں کے ساتھ حج کو جانے کی اجازت دی ہے، اس لئے شوہر یا محرم کی غیر موجودگی میں ثقہ عورت کی

رفاقت کو کافی قرار دیا جاسکتا ہے، امام شافعی فرماتے ہیں:

‘‘(قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی):وإذا کان یروی عن النبیﷺ ما یدل علی أن السبیل الزاد والراحلۃ، وکانت المرأۃ تجدہا وکانت مع ثقۃ من النساء فی طریق ماہولۃ آمنۃ فہی ممن علیہ الحج عندی واللہ أعلم، وإن لم یکن معہا ذو محرم؛ لأن رسول اللہﷺ لم یستثن فیما یوجب الحج إلا الزاد والراحلۃ، وإن لم تکن مع حرۃ مسلمۃ ثقۃ من النساء فصاعداً لم تخرج مع رجال لا امرأۃ معہم ولا محرم لہا منہم، وقد بلغنا عن عائشۃ وابن عمرو وابن الزبیر مثل قولنا فی أن تسافر المرأۃ للحج، وإن لم یکن معہا محرم، أخبرنا مسلم عن ابن جریج قال: سئل عطاء عن امرأۃ لیس معہا ذو محرم ولا زوج معہا، ولکن معہا ولائد مولیات یلین إنزالہا وحفظہا ورفعہا؟ قال: نعم، فلتحج’’ (الام للشافعی۲،۱۲۷۔۱۲۸)۔

(امام شافعیؒ نے فرمایا: جب نبیﷺ سے مروی ہے کہ سبیل (راستہ) سے مراد توشہ اور سواری ہے، اور عورت کے پاس یہ دونوں چیزیں موجوں ہوں، ثقہ عورتوں کےساتھ ہو اور راستہ آباد وپرامن ہو تو میرے نزدیک اس پر حج فرض ہے، واللہ اعلم، اگرچہ کہ اس کےساتھ محرم رشتہ دار نہ ہو، کیوں کہ رسول اللہﷺ نے موجبات حج میں توشہ اور سواری کے علاوہ دوسری چیز کو واجب قرار نہیں دیا، اور اگر مسلمان آزاد عورت کے ساتھ ثقہ عورتوں کی جماعت نہ ہو تو وہ ان مردوں کے ساتھ نکلے جن کے ساتھ نہ کوئی دوسری عورت ہو اور نہ ان مردوں میں اس کا کوئی محرم رشتہ دار ہو، ہمارے پاس سیدنا عائشہؓ، ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کے واسطہ سے ہماری ہی طرح یہ بات پہنچی ہے کہ عورت حج کا سفر کرسکتی ہے، اگرچیکہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو، مسلم نے ہمیں ابن جریج کے واسطے سے خبردی کہ عطا سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کے ساتھ نہ کوئی محرم ہےنہ شوہر، لیکن اس کے ساتھ باندیوں کی بچیاں ہیں، جو اس کو اتارنے چڑھانے میں مدد دیتی ہیں، اور ان کی حفاظت کرتی ہیں؟ فرمایا: ہاں اس کو حج کرنا چاہئے)۔

نیز علامہ ابن حاجب کردی مالکیؒ لکھتے ہیں:

‘‘والمرأۃ کالرجل وزیادۃ استصحاب زوج أو محرم، فإن أبی أو لم یکن فرفقۃ مأمونۃ نساء أو رجل یقوم مقامہ علی المشہور’’ (جامع الامہات۱،۱۸۴)۔

(عورت مرد کی طرح ہے، البتہ شوہر یا محرم کے ساتھ ہونے کا حکم اس کے علاوہ ہے، تو اگر شوہر یا محرم سفر سے انکار کریں یا نہ ہوں، تو قابل بھروسہ خواتین رفقاء یا ایک مرد جو اس کے قائم مقام ہو، کافی ہے، مشہور قول کے مطابق)۔

۳۔ بغیر محرم کے ہوائی سفر:

جیسا کہ سوال نامہ کی تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ ہوائی سفر میں حکومت اور

ایئرلائنس کی طرف سے حفاظت کا معقول نظم ہوتا ہے، اور اگر ایرلائنز والوں سے کہا جائے کہ انہیں رسوا کرکے فلاں جگہ بحفاظت اتارا جائے اور اس مسافر کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کردیا جائے جو اس کے استقبال کے لئے اس دوسری جگہ آئے ہوں، تو ایئرلائنس والے اس کا خصوصی انتظام کرتے ہیں، اس اعتبا رسے اگر کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو، اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے اپنے پاس بلانا چاہتا ہو اور اس کی بیوی کو اس کے محرم رشتہ دار ہندوستان میں سوار کردیں اور ایرلائنز والوں کو تاکید کردیں کہ اس عورت کو ریاض میں اس کے شوہر کے حوالہ کردیا جائے، تو انتہائی مجبوری اور ناگزیر حالت میں تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، لیکن عام حالت میں اس کی اجازت نہیندی جاسکتی ہے، جیسا کہ فقہاء نے دار الحرب سے ہجرت، جان ومال اور عزت وآبرو کا خطرہ، دین کی ادائیگی ودیعت کی واپسی اور نشوز سے رجوع کی خاطر تنہا عورت کے سفر کی اجازت دی ہے:

''ویجوز سفر المرأة وحدہا فی الہجرة من دار الحرب والمخافة علی نفسہا ولقضاء الدین ورد الودیعة والرجوع من النشوز، وہذا مجمع علیہ'' (سبل السلام۲،۳۷۱، ط: دار الفکر بیروت)۔

(دار الحرب سے ہجرت کے لئے، اپنی جان کے خطرہ کے وقت، دین کی ادائیگی، امانت کی واپسی اور نشوز سے رجوع کے لئے عورت کا تنہا سفر کرنا جائز ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے)۔

فقہاء مالکیہ وشافعیہ کے یہاں بھی فریضۂ حج کے علاوہ دوسرے عام اختیاری حالات میں عورت کے لئے تنہا سفر کی اجازت نہیں ہے، اس لئے مذکورہ حفاظتی انتظامات کے باوصف چاروں فقہ میں اس کے جواز کی صورت نہیں ہے، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے صراحت فرمائی ہے:

''ہذا ویلاحظ أن الخلاف بین الشافعیة والمالکیة وبین الفقہاء محصور فی سفر الفریضة، ومنہ سفر الحج، فلا یقاس علیہ سفر الاختیار بالإجماع'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی ۳،۲۰۹۳)۔

(یہ بات ملحوظ رہے کہ شوافع ومالکیہ اور دوسرے فقہاء کے درمیان اختلاف فرض سفر تک محدود ہے، اس فرض سفر میں حج کا سفر بھی شامل ہے، لہذا اختیاری سفر کو اس پر بالاتفاق قیاس نہیں کیا جائے گا)۔

۴۔ بغیر محرم کے عمرہ کا سفر:

کوئی بیوہ عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کا کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو، یا وہ عورت محرم کے اخراجات ادا کرنے کی متحمل نہ ہو، تو وہ عورت بغیر محرم کے دوسری خواتین کے ساتھ عمرہ کے لئے نہیں جاسکتی ہے، احناف اور حنابلہ کے یہاں تو فرض حج کے لئے ہی جانے کی گنجائش نہیں ہے، تو عمرہ کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے، فقہاء مالکیہ اور شوافع نے حج کی فرضیت کے پیش نظر

محرم کے بجائے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، لیکن انہوں نے فرض کے علاوہ دوسرے سفر کے لئے بغیر محرم کے عورتوں کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی ہے، بلکہ علامہ ابن حجر ہیتمی اور امام عبد الحمید شروانی نے اسے حرام قرا ردیا ہے، چنانچہ فقہ مالکی کے ترجمان خلیل ابن اسحاق مالکی کے شارح صاحب التاج والاکلیل تحریر فرماتے ہیں:

''ابن حبیب:لہا أن تخرج للفرض بلا إذن، وإن لم تجد محرماً، ولا بد فی التطوع من إذنہ والمحرم'' (التاج والاکلیل لمختصر خلیل۳،۴۹۶)۔

(ابن حبیب نے کہا: عورت کے لئے جائز ہے کہ فرض کی ادائیگی کے لئے بلا اجازت نکلے، اگرچہ کوئی محرم ساتھ نہ ہو، البتہ نفل کی ادائیگی کےلئے اجازت اور محرم کا ہونا ضروری ہے)۔

اور فقہ شافعی کے ایک ترجمان علامہ ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں:

''ہذا کلہ فی الفرض ولو نذراً أو قضاء علی الأوجہ، أما النفل فلیس لہا الخروج لہ مع نسوۃ، وإن کثرت حتی یحرم علی المکیۃ التطوع بالعمرۃ من التنعیم مع النساء'' (تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج وحواشی الشروانی والعبادی ۴،۲۵)۔

(یہ تمام حکم سفر فرض سے متعلق ہے، اگرچہ کہ نذر یا قضا حج ہو، البتہ نفل حج کے لئے عورت کا خواتین کی جماعت کے ساتھ نکلنا جائز نہیں ہے، اگرچہ بہت سی عورتیں ساتھ ہوں، یہاں تک کہ مکہ میں رہنے والی عورت کے لئے مقام تنعیم سے نفل عمرہ کی خاطر عورتوں کے ساتھ نکلنا حرام ہے)۔

امام عبد الحمید شروانی اس کے حاشیہ میں لکھتےہیں:

''أما سفرہا وإن قصر بغیر فرض فحرام مع النسوۃ مطلقاً'' (حوالہ سابق)۔

(بہرحال عورت کا فرض کے علاوہ دوسرے مقصد سے خواتین کے ساتھ سفر کرنا مطلقاً حرام ہے، اگرچہ سفر مختصر ہو)۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ شوافع کے یہاں ضرورۃً اور فرض کی ادائیگی کے پیش نظر محرم کے بغیر عورت کو سفر کی اجازت دی گئی ہے، اور غیر ضروری طور پر عورت کے سفر کو سخت ناپسند کیا گیا ہے۔

۵۔ محرم کی شرط کی حیثیت:

امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام اوزاعی، امام نخعی، امام اسحاق، امام ابوثور، بعض شوافع اور فقہاء زیدیہ میں سے سیدابوطالب کے نزدیک عور ت پر حج واجب ہونے کے لئے شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے، اگر شوہر یا محرم موجود نہیں تو اس پر حج لازم نہیں ہوگا، جیسا کہ امام جمال الدین محمد بن عبد اللہ الرحیمی (م: ۷۹۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''عند الشافعی ومالک وأکثر العلماء اعتبار المحرم فی حق المرأۃ لیس بشرط فی وجوب

الحج وبہ قال من الزیدیۃ الناصر، واختارہ المؤید منہم، وعند النخعی وأبی حنیفۃ وأحمد وإسحاق وأبی ثور والأوزاعی ہو شرط فی وجوب الحج علیہا، وبہ قال بعض الشافعیۃ ومن الزیدیۃ السید أبو طالب" (المعانی البدیعۃ فی معرفۃ اختلاف أہل الشریعۃ۱،۳۵۰)۔

(امام شافعی، امام مالکؒ اور اکثر علماء کے نزدیک عورت کے حق میں محرم کا اعتبار حج کے واجب ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، فقہاء زیدیہ میں سے ناصر اسی کے قائل ہیں، اور ان کی تائید کرنے والے نے اسی کو پسند کیا ہے، امام نخعی، امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور، اور امام اوزاعی کے نزدیک عورت پر حج واجب ہونے کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے، بعض شوافع بھی اسی کے قائل ہیں، اور زیدیہ میں سید ابو طالب بھی)۔

واضح ہو کہ امام شافعی اور اما م مالک وغیرہ نے محرم کی شرط نہیں لگائی ہے، بلکہ ثقہ عورتوں کی جماعت کو محرم کے قائم مقام قرار دیا ہے، جب کہ حنفیہ اور حنابلہ نے صحیح اور صریح حدیث کے پیش نظر محرم کی شرط لگائی ہے، ابن قدامہؒ اور دوسرے فقہاء نے شوافع اور مالکیہ کے مذہب کو ظاہر حدیث کے خلاف اور حدیث کے برخلاف اپنی طرف سے شرط عائد کرنے والا قرار دیا ہے، چنانچہ ابن قدامہ احادیث کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں:

‘‘امام ابن سیرین، امام مالک، امام اوزاعی اور امام شافعی رحمہم اللہ نے فرمایا: عورت کے حج کرنے کے لئے محرم کا ہونا کسی صورت میں شرط نہیں ہے، ابن سیرین نے فرمایا: ایک مسلمان کے ساتھ نکلنےمیں کوئی حرج نہیں ہے، امام مالک نے فرمایا: عورتوں کی جماعت کے ساتھ نکلے، امام شافعی نے فرمایا: ایک آزاد ثقہ عورت کے ساتھ نکلے، امام اوزاعی نے فرمایا: انصاف پسند لوگوں کی جماعت کے ساتھ نکلے، ایک سیڑھی بنا لے جس سے سواری پر چڑھنا اترنا کرے، کوئی مرد اس کے قریب نہ جائے، مگر اونٹ کا سر پکڑے اور اپنا پیر اس کے بازو پر رکھے۔ ابن منذر نے کہا: ان حضرات نے حدیث کے ظاہر قول کو چھوڑ دیا اور ہر ایک نے ایسی شرط لگائی جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا جس میں آپﷺ نے استطاعت کی تفسیر زاد اور راحلہ (توشہ اور سواری) سے کی ہے، اور آپﷺ نے سیدنا عدی بن حاتمؓ سے فرمایا: عنقریب ایک ہودج والی عورت حیرہ (کوفہ کے قریب ایک مقام) سے نکل کر بیت اللہ کا رخ کرے گی، اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوگا، اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہیں ہوگا، اور اس لئے بھی محرم کی شرط نہیں ہے کہ یہ واجب سفر ہے، انہوں نے محرم کی شرط نہیں لگائی، جیسا کہ ایسی مسلمان عورت جو کفار کے قبضہ سے آزاد ہوئی ہو۔

ہماری دلیل وہ حدیث ہے جسے سیدنا ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن کا سفر کرے''، اور سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہﷺ سے فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اس کے محرم کے بغیر تنہائی میں نہ رہے، اور نہ ہی کوئی عورت بغیر محرم کے سفر کرے، تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا: اے اللہ کےر سول! میں فلاں غزوہ میں تھا، میری بیوی حج میں چلی گئی، نبیﷺ نے فرمایا: جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو '' (بخاری ومسلم)، اور امام دارقطنیؒ نے سیدنا ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج نہ کرے''، یہ صریح حکم ہے '' (المغنی لابن قدامہ۳؍۲۲۹)۔

حنفیہ کے دلائل:

حنفیہ نے ان صحیح احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں تین دن بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے، جیسے:

۱۔ ''عن ابن عمر أن النبیﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذی محرم'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۶۔۱۰۸۷)۔

(سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت تین دنوں کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے)۔

۲۔ ''عن أبی ہریرة قال: قال رسول اللہﷺ: لا يحل لامرأة أن تسافر ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۳۹، نیز دیکھئے: صحیح مسلم ،حدیث نمبر: ۱۳۳۸، ۸۲۷)۔

(سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر کرے)۔

۳۔ ''لا تحجن امرأة إلا ومعہا ذو محرم'' (سنن الدارقطنی ۲؍۲۲۲، وقال ابن حجر فی الدراية (۲؍۴) إسناده صحيح، وصححہ أبوعوانة: نيل الاوطار ۴؍۴۹۱) (کوئی عورت محرم رشتہ دار کی معیت کے بغیر حج نہ کرے)۔

ترجیح:

ابن قدامہ مالکیہ اور شوافع کی دلائل کا جواب دیتے ہوئے حنفیہ اور حنابلہ کے مسلک کو ترجیح دیتے ہیں:

''وحديثہم محمول على الرجل بدليل أنہم اشترطوا خروج غيرہا معہا، فجعل ذلک الغير

المحرم الذی بینہ النبیﷺ فی أحادیثنا أولی مما اشترطوہ بالتحکم من غیر دلیل، ویحتمل أنہ أراد أن الزاد والراحلۃ یوجب الحج مع کمال بقیۃ الشروط .....

واشترط کل واحد منہم فی محل النزاع شرطا من عند نفسہ لا من کتاب ولا من سنۃ، فما ذکرہ النبیﷺ أولی بالاشتراط، ولو قدر التعارض فحدیثنا أخص وأصح وأولی بالتقدیم، وحدیث عدی یدل علی وجود السفر، لا علی جوازہ، وأما الأسیرۃ إذا تخلصت من أیدی الکفار، فإن سفرہا سفر ضرورۃ لا یقاس علیہ حالۃ الاختیار'' (المغنی لابن قدامہ۳؍۲۳۰)۔

(ان کی حدیث مرد پر محمول ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے عورت کے ساتھ دوسرے کے نکلنے کی شرط لگائی ہے، تو جس محرم کا ذکر ہماری احادیث میں آپﷺ نے بیان فرمایا وہ راجح ہوگا ان کی شرطوں سے جن کا فیصلہ انہوں نے بغیر دلیل کے کیا ہے، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ توشہ اور سواری (زاد وراحلہ) سے حج واجب ہوتا ہے، باقی شرائط کے مکمل ہونے کے ساتھ .....

ان میں سے ہر ایک نے محل نزاع میں اپنی طرف سے ایک شرط لگائی ہے، جو نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے، نہ سنت رسول سے، تو جس کا ذکر نبیﷺنے فرمایا ہے شرط کے لئے وہ زیادہ لائق ہے، اور اگر احادیث میں تعارض مانا جائے، تو ہماری احادیث زیادہ خاص، زیادہ صحیح اور زیادہ مقدم ہوگی، اور عدیؓ کی حدیث سفر کے وجود پر دلیل ہے نہ کہ سفر کے جواز پر....اور بہرحال قیدی عورت جب کفار کے ہاتھوں آزاد ہو، تو اس کا سفر ضرورۃً شمار ہوگا، اختیاری حالت کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے)۔

اسی طرح ابن منذر نے مالکیہ اور شوافع کے مذہب پر تنقید کرتے ہوئے حنفیہ اور حنابلہ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔

''وأغفل قوم القول بظاہر الحدیث، وشرط کل رجل منہم شرطا لا حجۃ معہم فیما اشترطوہ ..... قال أبوبکر:ظاہر الحدیث أولی، ولا یعلم مع ہؤلاء حجۃ توجب ما قالوا'' (الاشراف علی مذاہب العلماء لابن منذر ۳؍۱۷۶)۔

(ایک قوم نے حدیث کے ظاہری قول سے غفلت برقی ہے، اور ان میں سے ہر شخص نے ایسی شرط لگائی ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، ابوبکر نے کہا: ظاہر حدیث قابل ترجیح ہے، معلوم نہیں ان حضرات کے پاس کوئی ایسی دلیل ہے جس سے ان کی بات (شرط) لازم ہوتی ہو)۔

۶۔ بغیر محرم کے سفر حج:

اما م مالکؒ اور امام شافعی وغیرہ کے مسلک کے مطابق تو محرم یا شوہر کے بغیر حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ عورت کا فرض حج درست ہوجائے گا، اور وہ گنہ گار بھی نہیں قرار دی جائے گی، مگر امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد وغیرہ کے مذہب کے

مطابق عورت کا بغیر محرم یاشوہر کے حج کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر وہ بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلے تو حج تو ادا ہوجائے گا، لیکن وہ گنہ گار ہوگی:

''إذا حجت المرأة بغیر محرم صح حجہا وأثمت لخروجہا بدونہ'' (صحیح فقہ السنہ وادلتہ وتوضیح مذاہب الاربعہ۲ھ۱۶۶)۔

(جب عورت بغیر محرم کے حج کرے تو اس کا حج درست ہوجائے گا، البتہ بغیر محرم کے نکلنے پر وہ گنہ گار ہوگی)۔

اور سید سابق لکھتے ہیں:

''جب عورت نے مخالفت کی، اور شوہر یا محرم کی رفاقت کے بغیر حج کرلیا، تو اس کا حج درست ہوگا، ''سبل السلام '' میں ہے کہ ابن تیمیہ نے فرمایا: بغیر محرم عورت کا اور غیر مستطیع کا حج درست ہے۔

خلاصہ یہ کہ عدم استطاعت کی وجہ سے جس پر حج واجب نہیں ہے، جیسے: مریض، فقیر، اپاہج، راستہ سے روک دیا گیا شخص اور بغیر محرم کی عورت وغیرہ جب مقدس مقامات کی زیارت کی تکلیف برداشت کرلیتی تو یہ حج کی طرف سے ان کو کافی ہوجائے گا، اب ان میں سے کچھ لوگ حج میں ''محسن '' (ثواب پانے والے) شمار ہونگے، جیسے:پیدل حج کرنے والے، اور کچھ گنہ گار، جیسے وہ شخص جو بھیک مانگ کر حج کرے اور وہ عورت جو بغیر محرم کے حج کرے، البتہ ان کا حج کافی ہوجائے گا، کیونکہ اہلیت مکمل ہے، اور معصیت راستہ میں واقع ہوتی ہے، نہ کہ نفس مقصود میں'' (فقہ السنہ۱،۶۳۴-۶۳۵)۔

مذکورہ دونوں کتب کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ سنت کے مطابق عورت کا بغیر محرم کے حج کرنا درست نہیں ہے، بلکہ موجب گناہ ہے، اور حنفیہ کے مطابق تو یہ جائز ہی نہیں ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے وضاحت کی ہے:

''ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما، إذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام'' (الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی۱،۱۲۳) (عورت کے لئے بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا جائز نہیں ہے، جب کہ عورت اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہو)۔

۷۔ معمر خواتین کا حج:

یہ بات صحیح ہے کہ سفر میں محرم یا شوہر کےساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے کے لئے ہے، اور معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، لیکن دوسری وجہ عورت کی مدد ہے، اور بوڑھی خواتین کو جوان خواتین کے مقابلہ میں مدد کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے، خصوصاً آج کل بہت زیادہ ازدحام ہوتا ہے، اور خواتین کو قدم قدم پر ہاتھ پکڑکر لانے اور لے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے حج کے مقدس سفر میں کسی عورت کو کسی اجنبی مرد کا بار بار ہاتھ تھامنے کی نوبت

آئے، مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے، اس لئے حنفیہ مطلق عورت کے لئے محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں، چاہے عورت جوان ہو یا عمرہ رسیدہ، علامہ کاسانی کا بیان ہے:

''وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزاً، فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم، لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة والعجوز، وكذا المعنى لا يوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها وينزلها، بل حاجة العجوز إلى ذلک أشد، لأنها أعجز، وكذا يخاف عليها من الرجال، وكذا لا يؤمن عليها من أن يطلع عليها الرجال حال ركوبها ونزولها، فتحتاج إلى الزوج أو إلى المحرم ليصونها عن ذلک، والله أعلم'' (بدائع الصنائع۲،۱۲۴)۔

(عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، اس کے لئے بغیر شوہر یا محرم کے نکلنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ جو حدیث ہم نے نقل کی ہے اس میں جوان اور بوڑھی کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، اسی طرح جو عقلی وجہ ہم نے بیان کی ہے کہ عورت کو سواری پر چڑھانے اور اتارنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس میں بھی دونوں کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ بوڑھی عورت کو اس کی زیادہ ضرورت ہے، کیوں کہ وہ زیادہ عاجز ومجبور ہوتی ہے، اسی طرح مردوں کی طرف سے اس کے بارے میں اندیشہ ہے، نیز اس بات سے بھی اطمینان نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے چڑھنے اترنے کی حالت میں مردوں کی نظریں نہ پڑیں، لہذا وہ شوہر یا محرم کی محتاج ہے جو اس کی حفاظت کرسکے، واللہ اعلم)۔

اسی طرح علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی (م: ۱۱۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''ثم الحديث عام للشابة والعجوز، وقال جماعة من الائمة: يجوز للعجوز السفر من غير محرم، وكأنهم نظروا إلى المعنى فخصصوا به العموم، وقيل:لا يخصص، بل العجوز كالشابة'' (سبل السلام۲،۳۷۳)۔

(پھر حدیث جوان اور بوڑھی دونوں کو عام ہے، ائمہ کی ایک جماعت نے کہا: بوڑھی عورت کےلئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے، گویا انہوں نے مفہوم پر نظر رکھی ہے اور اسی کے ذریعہ عام کو خاص کردیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ خاص نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ بوڑھی عورت جوان کی مانند ہے)۔

اسی طرح ''احکام الاحکام '' کی ذیل کی عبارت سے بھی یہ مسئلہ مالکیہ اور شوافع کے یہاں مختلف فیہ اور حدیث کے مخالف نظر آتا ہے:

''بعض مالکیہ نے کہا: یہ میرے نزدیک جوان عورت کے بارے میں حکم ہے، بہرحال غیر مشتہاۃ سن رسیدہ عورت کو وہ جہاں چاہے ہر طرح کا سفر بغیر شوہر اور محرم کے کرسکتی ہے، بعض متاخرین شوافع نے اس کی مخالفت کی ہے، اس اعتبار سے کہ عورت حرص اور شہوت کا شکار ہوسکتی ہے، اگرچہ وہ سن رسیدہ ہو، اور محاورہ ہے: ''لكل ساقطة لاقطة'' (ہر کلمہ جو منہ سے نکلے اس کو کوئی نہ کوئی سننے والا

ہے،یا ہر گری پڑی چیز کا کوئی اٹھانے والا ہے)، اور مالکیہ جس بات کے قائل ہیں وہ یہ کہ مفہوم پر نظر رکھتے ہوئے عموم کی تخصیص ہے، اور امام شافعیؒ نے اس کو اختیار کیا ہے کہ عورت امن کے ماحول میں سفر کرسکتی ہے، اور کسی کی محتاج نہیں ہے، بلکہ تنہا قافلہ والوں کے ساتھ سفر کرے تو محفوظ سمجھی جائے گی، یہ بات ظاہر حدیث کے خلاف ہے'' (احکام الأحکام شرح عمدة الاحکام۲،۵۵)۔

البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے یہاں جب مطلق عورتوں کو بغیر محرم کے حج میں جانے کی گنجائش ہے تو معمر خواتین کو بہ درجہ اولی اجازت ہوگی، علامہ صنعانی تحریر فرماتے ہیں:

''واختلفوا فی سفر الحج الواجب فذہب الجمہور إلی أنہ لا یجوز للشابۃ إلا مع محرم ونقل قولاً عن الشافعی أنہا تسافر إذا کان الطریق آمناً، ولم ینہض دلیلہ'' (سبل السلام۲،۳۷۲)۔

(فرض حج کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جو ان عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، اور امام شافعیؒ سے ایک قول یہ منقول ہے کہ جب راستہ پر امن ہو تو بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، لیکن اس پر دلیل قائم نہ ہوسکی)۔

مذکورہ عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک جوان عورت کے لئے بغیر محرم کے حج کے سفر پر نکلنا جائز نہیں ہے اور اس پر اکثر علماء کا اتفاق ہے، البتہ بوڑھی عورت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر کی شرعی حیثیت

قاضی محمد حسن ندوی•

حج ارکان اسلام کا ایک اہم رکن ہے، حج مقدس اور ایک عظیم الشان عبادت ہے، جو عبادت جتنی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، اس کی شرطیں اور آداب بھی اسی کے مطابق ہوتے ہیں، اسی لیےقرآن وحدیث کی روشنی میں حج کے وجوب کی شرطیں فقہاء نےمقرر کی ہیں، ان میں بعض وہ شرطیں ہیں جو مرد اور عورت دونوں کے ساتھ خاص ہیں: مثلاً مسلمان، عاقل، بالغ اور استطاعت کا ہونا، مگر عورتیں چوں کہ جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہیں، اس لیے ان کے تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے دوشرطیں اور لازم کی گئی ہیں، جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں: ایک عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا اور دوسری شرط یہ کہ عورت کا عدت کی حالت میں نہ ہونا، پہلی شرط کی وجہ سے اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا عورت بغیر شوہر یا محرم کےسفر کرسکتی ہے یا نہیں، تو فقہاء احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے نہیں کرسکتی،اور احناف نے اس حکم کا مداردرج ذیل روایات پر رکھا ہے:

''عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم'' (بخاری۱،۱۴۷، مسلم :۱،۴۳۳)۔

(حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت تین دن (کی مسافت) کا سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو)۔

''لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدًا، إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذو محرم منها'' (ترمذی ۱،۲۲۰، مسلم ۱،۴۳۴، ابوداؤد: ۱،۲۴۲، طحاوی۱،۳۰۲)۔

(کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہےحلال نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ (کی مسافت) کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا باپ، یا اس کا بیٹا یا اس کا شوہر یا اس کا بھائی یا اور کوئی محرم ہو)۔

یہ روایات گرچہ مطلق سفر کے بارے میں ہیں، مگر فقہاء نے سفر حج کے لیے بھی ان کو مدار قرار دیا ہے، لیکن ذخیرۂ احادیث میں بعض ایسی روایات ہیں جن میں حج کے سفر کا ذکر ہے، ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے۔

• استاذ حدیث وفقہ دار العلوم ماٹلی والا بھروچ، گجرات۔

‘‘لا تحجن إمرأة إلا مع ذي محرم’’ (نیل الاوطار ۲۹۱،۴)۔

(کوئی عورت ہر گز حج نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو)۔

اور دوسری حدیث بھی حضرت ابن عباس کی ہے :

‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال النبي ﷺ: لا تسافر المراة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم ، فقال رجل: يا رسول الله إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: اخرج معها’’(متفق علیہ)۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مرد کو کسی اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنے اور عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا ہے :

‘‘لا يخلون رجل بامراة، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم’’ (بخاری :۲۸۲۲، صحیح ابن حبان ،۹،۷۲)۔

(کوئی کسی اجنبی عورت سے ہرگز تنہائی نہ کرے اور نہ کوئی عورت بغیر محرم سفر کرے)۔

اس حدیث کے عموم سے امام ابوبکر الجصاصؒ نے تین طرح سے استدلال کیا ہےکہ یہ حدیث سفر حج کے سلسلہ میں ہے:

(۱) رسول اللہ کا سائل سے یہ کہنا کہ عورت بلا محرم سفر نہ کرے، اس سےیہی سمجھا جائے گا کہ اس سے سفر حج مراد ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ آپ نے اس حدیث میں خود ہی فرمادیا کہ اپنی عورت کے ساتھ حج کرو، اس سے آپ کی مراد سفر حج ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ آپ نے اس شخص کو غزوہ چھوڑ کر بیوی کے ساتھ حج کرنے کو فرمایا، اگر عورت کا بغیر محرم کے سفر جائز ہوتا تو آپ اس قدر بڑے اور اہم کام سے ان کو نہ روکتے (احکام القرآن للجصاص:۳۰۹،۲،احکام القرآن :۳۰۸،۲)۔

اس تمہیدی گفتگو سے یہ بات صاف ہوگئی کہ عورت کے ساتھ سفر میں شوہر یا اس کے محرم کا ہونا کس حدتک ضروری ہے، اسی روشنی میں سوالات کے جوابات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جواب نمبر ۱:

عام طور پر احادیث میں سفر کی مدت کی تعیین تین دن اور شب سے کی گئی ہے۔

‘‘عن عبد الله بن عمر قال قال رسولا لله ﷺ:لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم’’ (حوالہ سابق)۔

‘‘عن أبي سعيد الخدري لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدًا، إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذو محرم منها’’

(مسلم۱،۱۴۴۰) ۔

اور فتاوی ہندیہ میں ہے:''وهو سير الإبل ومشي الأقدام في أقصر أيام السنة''(۱،۱۳۸)، اور فتح القدیر مینہے :

''السفر الذي يتغير به الأحكام أن يقصد الإنسان مسيرة أيام ولياليها لسير الإبل ومشى الأقدام'' (فتح القدیر۲،۳)۔

مذکورہ بالا احادیث میں شب وروز کی جو قید ہے اس بنا پر احناف کا راجح قول یہی ہے کہ مسافت سفر میلوں کے اعتبار سے کوئی مقدار متعین نہیں، بلکہ اس کی مسافت تین دن رات کی مسافت ہے، جس میں متوسط قوت والا شخص پیدل جتنی مسافت بسہولت طے کر سکے، چنانچہ اس کو علامہ ابن نجیم نے البحر الرائق میں ذکر کیا ہے:

''وأما التقدير بثلاثة أيام فهو ظاهر المذهب وهو الصحيح لإشارة قوله ﷺ'' (البحر الرائق ۲،۲۲۷، زکریا بکدپو) ۔

اور مولانا مہربان علی بڑوتوی نے لکھا ہے:

''عام متون وشروح میں جمہور مشائخ حنفیہ کا مختارقول یہی ہے کہ میلوں میں تعیین نہ کی جائے، فتح القدیر، عمدۃ القاری، البحرالرائق، شامی، در مختار وغیرہ کااسی پر اتفاق ہے '' (شرعی مسافت :۵-۶)۔

لیکن بعض فقہاء نے فراسنح یا میلوں کی تعیین بھی کی ہے ، حضرت امام مالک کا مذہب یہی ہے، اورامام شافعی سے بھی ایک روایت ہے (عمدۃ القاری ۳،۵۳۱) ۔

نیزمشائخ حنفیہ میں سے مولانا مہربان علی صاحب کا رجحان شرعی مسافت کے بارے میں امام مالک کے مذہب کے مطابق ہے، چنانچہ لکھتے ہیں :

''جس زمانہ میں قافلے پیادہ یا اونٹوں وغیرہ پرچلاکرتے تھے اس زمانہ میں اس کا اندازہ لگا ناسہل تھا، موٹر، ریل اور جہاز کے اس دور میں تین دن پیدل مسافت کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں، لہذا احکام شرعی میں سہولت کے پیش نظر اب میلوں کی تعیین ضروری معلوم ہوتی ہے ''(مسافت شرعی :۷-۶)۔

الغرض اس بات میں مشائخ حنفیہ کا مختار قول یہ ہے کہ تین شب وروز کی مدت پر حکم کی بنیاد ہے، لیکن امام مالک نے حکم کا مدار سفر شرعی کی مسافت (میلوں) پر رکھا ہے، چنانچہ ماقبل کی طرح شرعی مسافت کے بارے میں مولانا مہربان علی کا رجحان امام مالک کی رائے کے مطابق ہے ، چوں کہ سفر میں پیدل سفر کا عرف اب ختم ہوچکا ہے، اب تین شب وروز کی مسافت کو جہاز اور تیز رفتار سواری سے چند گھنٹوں میں طے کیا جارہاہے، اوریہ بات مسلم ہے کہ جس مسئلہ میں نص نہیں ہے وہاں عرف وعادت کو حکم مانا جاتا ہے،جیسا کہ علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے کہ ـ ''العادة محكمة'' (عادت حکم اور حجت ہے) (الاشباہ والنظائر :۳۲۸)۔

اور اگر نص ہے تو عرف سے اس کی تخصیص درست ہے،چنانچہ امام یوسف کے نزدیک کیلی اور وزنی والی روایت میں کو عرف وعادت کی بنا پر تخصیص جائز ہے۔

‘‘وأما المنصوص على كيله أو وزنه فلا اعتبار بالعرف فيه عند أبي حنيفة ومحمد خلافا لأبي يوسف’’ (الاشباہ۱،۳۳۱)۔

جواب نمبر ۲ :

اس سوال کی دو شقیں ہیں :

یہاں اولاً پہلی شق کے سلسلہ میں روشنی ڈالی جارہی ہے، ذخیرہ احادیث میں خواتین کے سفر سے متعلق جو احادیث ہیں ان میں صراحتاً رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو شوہر یا محرم کے بغیر سفر سے منع کیا ہے،چند روایات یہاں ملاحظہ کریں۔

‘‘عن عبد الله بن عمر قال قال رسول اللهﷺ:لا تسافر المراة ثلاثة أيام إلا ومعها ذو محرم’’ (بخاری۱،۱۴۷، مسلم ۱،۴۳۳)۔

(حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت تین دن (کی مسافت) کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو)۔

‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تسافر المراة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم ، فقال رجل: يا رسول الله إني أريد أن اخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: اخرج معها’’(متفق علیہ)۔

‘‘عن أبي هريرة قال قال لا يحل لامراة تومن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرًا يكون ثلاثة أيام فصاعدًا إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجها، أو ابنها، أو ذو محرم منها’’ (ترمذی ۱،۲۲۰، مسلم ۱،۴۳۴، ابوداود۱،۲۴۲)۔

(کسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ (کی مسافت) کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا اس کا بھائی ،یا اس کا شوہر یا بیٹا یا کوئی محرم ہو)۔

پہلی شق:

فقہاء احناف اور حنابلہ نے فرمان رسول کو سامنے رکھتے ہوئے دو باتوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے: ایک یہ کہ انسان کی امتیازی شان اور صفات میں ایک صفت عفت وپاکدامنی ہے، جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود انسان پر ہے، نیز اس کے لیے شریعت نے اس کےسرحدوں کو بند کرنے کی کوشش کی ہے، اور سرحدوں میں ایک سرحد عورتوں کے لیے یہ ہے کہ وہ بغیر شوہر یا محرم کے سفر نہ کریں، اور نہ کوئی مرد کسی اجنبیہ کے ساتھ سفر کرے اور نہ دونوں کی تنہائی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ عورت فطری اور جسمانی طور پر کمزور پیدا ہوئی ہے، اس

لیے اسے ہر موڑ پر محافظ ونگران کی ضرورت پڑتی ہے، اور یہ حفاظتی حصار انہیں بچپن میں باپ کے ذریعہ، جوانی میں شوہر کے ذریعہ اور بڑھاپے میں اولاد کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

احناف اور حنابلہ کے مذاہب :

اس لیے احناف نے تین دن کے سفر والی روایات کو بنیادبنا کر یہ کہا ہے کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر محرم نہیں کر سکتی، بلکہ عورت کے لیے سفر میں محرم کا ہونا ضروری اور شرط قرار دیا ہے۔

دلائل احناف: فقہاء حنفیہ میں سے امام ابو بکر جصاص حنفی نے احکام القرآن میں فرمایا ہے:

''وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج'' (احکام القرآن للجصاص۳۰۹،۲)۔

(یعنی ہمارے نزدیک عورت کے لیے محرم کا ہونا شرائط حج میں سے ہے)۔

اور مشہور فقیہ علامہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نے لکھا ہے :

''ويعتبر في المرأة أن يكون لها محرم تحج به أو زوج.....''۔

(یعنی عورت کے بارے میں اس بات کا اعتبار کیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی محرم یاشوہر ہو جو اس کے ساتھ حج کرے..... اور اس کے محرم کا خرچ بھی عورت ہی پر ہے)۔

اسی طرح در مختار، شامی، البحرالرائق، وغیرہ کتب فقہ میں وضاحت ہے کہ عورت کے حق میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم سفر کرے اور یہ کہ اس پر اپنے شوہر یا محرم کے سفر کا خرچ بھی ہوگا (در مختار مع شامی۴۶۴،۲، البحر۳۳۸،۲) ۔

دلائل حنابلہ:

جہاں تک فقہاء حنابلہ کی دلیل کا تعلق ہے تو مشہور فقیہ حنبلی علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

''في حج المرأة ثلاثة أمور:أحدها: أنه لا يحل لها السفر بغير محرم؛ لما روى أبو هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم، إلا ومعها ذو محرم'' (الکافی۳۸۴،۱)۔

(عورت کے حج مینتین امور ہیں: ایک یہ کہ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر سفر کرے، اس لئےکہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہےحلال نہیں کہ ایک دن (کی مسافت) کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو)۔

ابن قدامہ نے اپنی دوسری کتاب ''المغنی'' میں بیان کیا ہے کہ جس عورت کو محرم

میسر نہ ہو، اس پر حج فرض نہیں ہوتا، امام احمدنے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے، چنانچہ امام ابوداود نے کہا کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ عورت مالدار ہو اور اس کا محرم نہ ہو تو کیا اس پر حج واجب ہے؟ فرمایا کہ نہیں، ابن قدامہ نے اسی کو امام احمد کا مذہب قراردیا ہے (شرح العمدة ۱۷۴،۲)۔

علامہ ابن تیمیہ حضرت ابن عمر کی حدیث ''لا تسافر المراة ثلاثًا إلا ومعها ذو محرم...'' ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

''فهذه نصوص من النبی ﷺ فی سفر المرأة بغیر محرم ولم یخصص سفرا من سفر مع أن سفر الحج من أشهرہا و أکثرها'' (شرح العمده۱۷۴،۲) ۔

(عورت کے لیے سفر حج نہ واجب ہے اور نہ جائز ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم یا شوہر ہو، اور آپ نے کسی سفر کی اس سے تخصیص نہیں کی ہے، جبکہ سفر حج زیادہ مشہور بھی ہےاور زیادہ پیش آنے والا ہے)۔

دوسری شق : محرم نہ ہونے کی صورت میں ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفرکرنے کا مسئلہ :

ان عبارات سے امام ابوحنیفہ وامام احمد اور ان کے متبعین کا مسلک واضح ہوگیا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی، خواہ وہ عام سفر ہو یا حج کا سفر ہو، حتی کہ ثقہ اور مامون رفقاء کے ساتھ بھی سفر کرنا اور حج کے لیے جانا دونوں ائمہ کرام کے یہاں درست نہیں۔

شوافع اور مالکیہ کامسلک:

لیکن حضرت عبداللہ بن ؓعمر اور ابن عباسؓ والی حدیث کی بناپر امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی اس کے قائل ہیں کہ عورت کے سفر کے لیےمحرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، لیکن اگر محرم ساتھ نہ ہو تو ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورت کا جانا درست ہوگا یا نہیں؟ (جیسا کہ سوال نمبر: ۲ کے دوسرےشق میں سوال کیا گیا ہے)۔

محرم نہ ہو تو ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت:

اس شق میں دونوں ائمہ (امام مالکؒ وشافعیؒ) جواز کے قائل ہیں، البتہ دونوں ائمہ کرام کے یہاں اس اعتبار سے فرق ہے کہ امام مالک کے یہاں ہر قافلہ کے ساتھ عورت جاسکتی ہے؛ چاہے وہ مردوں کی جماعت ہو یا عورتوں کی یادونوں کا مجموعہ ہو۔

لیکن امام شافعی کے یہاں صرف ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ ہی عورت حج کے لیے جاسکتی ہے۔

دلائل مالکیہ:

فقیہ ابوالقاسم العبدری مالکی نے ابن حبیب سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وقال خلیل في مناسکه:لیس من شروطه استطاعة المرأة وجود زوج أو محرم علی

المشہور، بل یکتفی بالرفقۃ المامونۃ ھذافي حج الفریضۃ وأما في النافلۃ فلا" (مواہب الجلیل۲،۵۲۱)۔

(اور خلیل نے کہا کہ مشہور قول پر عورت کے لیے حج کی استطاعت ہونے کی شرطوں میں سے یہ نہیں ہے کہ شوہر یا محرم ہونے بلکہ قابل اطمنان رفقاء ہوں، تو یہ کافی ہے)۔

اور مالکیہ کی معروف کتاب مواہب الخلیل میں ہے:

‘‘ویشترط في وجوب الحج على المراۃ أیضًا وجود زوج أو محرم فإن لم یکن لھا محرم ولا زوج فیجب علیھا الخروج للحج في الفرض في رفقۃ مامونۃ" (مواہب الجلیل ۲،۵۲۱)۔

(اور عورت پر حج فرض ہونے کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے پس اگر اس کا کوئی محرم نہ ہو اور نہ شوہر ہو تو اس پر ضروری ہے کہ وہ حج فرض کے لیے قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ نکلے)۔

اور الفواکہ الدوانی میں ہے:

‘‘وعلى کل حال لا بد في سفرھا من محرم أو زوج أو رفقۃ مأمونۃ، فإنھا تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرھما، لکن في حج الفرض دون النفل’’ (الفواکہ الدوانی۱،۳۶۳)۔

(ہر صورت میں عورت کے سفر کے لیے ضروری ہے کہ محرم یا شوہر یا قابل اعتبار لوگ ہوں، کیوں کہ شوہر اور محرم نہ ہونے کی صورت میں یہ ا ن کے قائم مقام ہوتے ہیں، لیکن یہ بات حج فرض میں ہے نہ کہ حج نفل میں)۔

غرض فقہاء مالکیہ کی تصریحات سے یہ بات واضح ہوئی کہ محرم یا شوہر نہ ہونے کی صورت میں قابل اعتماد لوگوں کی جماعت ان کے قائم مقام ہوجاتی ہے، اور لہذا ان کے ساتھ عورت کا سفر حج مینجانا درست ہوجاتا ہے۔

دلائل شوافع :

اسی طرح شوافع کی کتاب ‘‘المہذب ’’ میں امام شیرازی لکھتے ہیں :

‘‘وإن کانت امرأۃ لم یلزمھا إلا أن تأمن على نفسھا بزوج أو محرم أو نساء ثقات" (المجموع شرح المہذب۷،۵۵) (اور عورت حج کرنا چاہتی ہے تو اس پر حج واجب نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کی شوہر یا محرم یا معتبر عورتوں کے ذریعہ حفاظت کرے)۔

علامہ زین الدین ملیباری لکھتے ہیں :

‘‘وشرط للوجوب على المرأۃ مع ما ذکرنا أن یخرج معھا محرم أو زوج أو نسوۃ ثقات" (فتح المعین: ۳۸۳) (عورت پر حج کے واجب ہونے کے لیے مذکورہ باتوں کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر یا ثقہ عورتیں بھی جائیں)۔

الغرض فقہاء مالکیہ وشوافع کے دلائل وتوجیہات سے یہ بات صاف ہوگئی کہ عورت کے ساتھ محرم نہ ہو تو ثقہ عورتوں کو اس کے قائم مقام قرار دے سکتے ہیں اور امام

مالک کے یہاں تو اس میں اور زیادہ توسع سے کام لیا گیا، یعنی اگر کسی عورت کے ساتھ شوہر یا محرم نہینہے تو وہ(عورت) کسی بھی مامون رفقاء کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، چاہے وہ عورت کا قافلہ ہو یا مردوں کا، جیسا کہ صاحب موسوعہ نے لکھا ہے:

''وزاد المالكية توسعًا فقالوا:المرأة إذا لم تجد المحرم أو الزوج تسافر لحج الفرض أو النذر مع الرفقة المأمونة...والرفقة المأمونة جماعة مأمونة من النساء، أو الرجال الصالحين" (الموسوعۃ الفقہیہ۱۷،۳۶)۔

گرچہ عامۃ فقہاء احناف کا نقطہ نظر اس مسئلہ میں یہی ہے کہ عورت کے ساتھ سفر میں شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو باوثوق اور قابل اطمنان جماعت کےساتھ عورت کا سفر درست نہیں، لیکن درج ذیل وجوہ کی بنا پر راقم کی رائے یہ ہے کہ اس مسئلہ میں شوافع اور مالکیہ کے مطابق فتوی دینے کی گنجائش دینی چاہیے:

(۱) مسلک احناف کے مطابق فتوی دینے میں ضیق اور تنگی میں عورت کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے ، جبکہ قرآن میں اللہ نے ضیق کے موقع پر یسر اور آسانی کی راہ کی رہنمائی کی ہے، ''یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر''(البقرہ) ۔

حدیث میں ہے: ''یسروا ولاتعسروا''(حدیث شریف) ۔

اشباہ میں ہے : ''الأمر إذا ضاق اتسع''(الاشباہ والنظائر:۲۰۳)۔

اسی بناپر ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے بھی شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میں باوثوق رفقاء کے ساتھ عورت کو سفر حج کی گنجائش دی ہے:

''أو رفقة مأمونة عند عدم الزوج أو المحرم في حج الفرض" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۹۶)۔

اور جب ڈاکٹر صاحب نے قابل اطمینان رفقاء کے ساتھ عورت کو سفر حج کی اجازت دی ہے تو حج کے علاوہ قابل اطمینان رفقاء کے ساتھ اس کا سفر کرنا بدرجہ اولی درست ہوگا۔

اسی طرح شامی کی عبارت ''فالأولى الجمع بين مذهبين:مذهب أبي حنيفة ومالك رحمها الله لأنه كالتلميذ لأبي حنيفة لذا قال أصحابنا إلى بعض أقوال مالك ضرورة''(رد المحتار ۳،۴۱۱)کی بنا پر مولانا مفتی محمد حبیب اللہ باقوی ندوی مفتی دار الافتاء مدرسہ حقانیہ بنگلور بھی ایک سوال کا جواب دیتےہوئے اس بات میں امام مالک کی رائے پر فتوی دینے کی گنجائش دی ہے ، مفتی صاحب لکھتے ہیں :

اس صورت میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی مینکسی مسئلہ مینسختی ہو اور امام مالک کے مذھب میں سختی نہ ہو تو مذہب مالک پر عمل کرنے کی اجازت خودفقہ حنفی دیتا ہے، بلکہ اس پر فتوی دے سکتا ہے، جیسا کہ مفقود الخبر کے مسئلہ میں مذھب مالکی پر فتوی حنفی علماء دیتے ہیں(فتاوی محمودیہ ۱،۳۳۲)۔

بعض فقہاء احناف نے بھی عورت کو محرم نہ ہونے کی صورت میں قابل اعتماد صالح افراد کی جماعت کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، مثلاًفتاوی ھندیہ میں ہے :

''لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصادقين''(فتاوی ہندیہ۵،۳۶۶)۔

جواب نمبر۳ :

اس سوال کا جواب سفر کی دقتوں اور سہولیات پر مبنی ہے،اور اس کے کچھ اسباب وعوامل ہینجن پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

پہلی بات یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺنے عورت کے ساتھ سفر میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری قراردیا اس وقت عام طو ر پر سفر قافلہ کی شکل میں پاونپیدل یا اونٹ کے ذریعہ کیا جاتا تھا، اور سفر کی مسافت کئی دنوں میں طے ہوتی تھی ، اس حالت کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ راستہ میں موذی جانور کے علاوہ شر پسند انسان کی طرف سے عورت کی عفت وناموس کی حفاظت خطرے میں رہتی تھی ، تیسری بات یہ ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں جسمانی طورپر کمزور پیدا ہوئی ہیں، اس لیے ان کے تحفظ کا لحاظ کرتے ہوئے اور راستہ پر امن ہونے کےلیے ان کے ساتھ سفر میں شوہر یا محرم کا ہونا ضروری قرار دیا۔

لیکن اس وقت بڑی تبدیلی آگئی ہے ، عام طور پر اب تیز رفتار گاڑی یا جہاز سے سفر ہوتا ہے اور اس وجہ سے کئی دنوں کی مسافت ایک دو گھنٹے میں طے ہوجاتی ہے، اکثر مسافر حالت سفر میں بھی گھر والوں سے موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ رابطے قائم رکھتے ہیں ، اور ناگہی حالات پیش آنے پر گھر والوں کو مطلع کرتے ہیناور بروقت محافظ ومددگار آجاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جہاز میں بھی حکومت اور ایئر لائنس کی طرف سے حفاظت کا معقول نظم ہوتا ہے، چنانچہ اگر ایئرلائنز والوں سے کہا جائے کہ انہیں یہاں سوار کر کے فلاں جگہ بحفاظت اتارا جائے اور اس مسافر کو ان کے رشتہ داروں کے حوالہ کردیا جائے جو ان کے استقبال کے لیے دوسری جگہ پر آئے ہوں تو ایئر لائنس اس کا خصوصی انتظام کرتی ہے۔

بہرحال روایات کی بنیاد پر عام حالات میں سفر شرعی میں عورت کے ساتھ شوہریا محرم کا ہونا ضروری ہے، اگر سفر کی مسافت سفر شرعی سے کم ہے تو بغیر شوہر یامحرم کےسفر کرنا درست ہونا چاہیے، جیساکہ علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے :

''فإن كا ن أقل من ذلك حجت بغير محرم لأن المحرم يشرط للسفر ومادون ثلاثة أيام ليس بسفر فلا يشترط فيه المحرم'' (البحر الرائق۲،۳۰۰- ۳۰۱) ۔

علامہ ابن نجیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ سفر شرعی میں عورت کے لیےمحرم

شرط ہے، لیکن اگراس سے کم مدت کا سفر کوئی عورت کرے تو محرم کی شرط اس کے ساتھ ضروری نہیں ،بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔

اسی طرح سفر کی مسافت اگر جہاز یا ٹرین سے طے کرے تو اس سفر کو سفر لغوی کے قائم مقام قرار دےکر بغیر محرم کے سفر کی اجازت ہونی چاہیے، جیساکہ علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے:

''بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم''(فتح القدير ۴۲۷،۲)۔

''يشترط أن يصحب المرأة في سفر الحج زوجها أو محرم منها إذا كانت المسافة بينها وبين مكة ثلاثة أيام وهى مسيرة القصر في السفر'' (الموسوعة الفقهيه۳۵،۱۷)۔

(عورت کے ساتھ سفر حج میں شوہر یا کوئی محرم کا ہونا ضروری ہے، جبکہ اس کا سفر سفر شرعی کی مسافت کے مطابق ہو)۔

اختیاری اور اضطراری حالت میں فرق:

اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس کی تعلیمات میں اعتدال اور توازن ہے، اسی کا تقاضا ہے کہ اسلام مکلف کے حالت اور مزاج کا بڑا لحاظ کرتا ہے، حالات ہمیشہ یکساں نہیں ہوتے، کبھی اختیاری (NORMAL) حالت ہوتی ہے تو کبھی اضطراری حالت اور اختیاری حالت میں جو حکم لازم ہوتا ہےوہ اضطراری میں نہیں، عام حالت میں شراب ، مال غیر کا استعمال حرام ہے، لیکن اگر اضطراری حالت میں کوئی مضطر ہے تو اس کے کیے بقدر ضرورت شراب کا استعمال درست ہوجاتاہے، ''فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه''(مائدہ)، اس کے علاوہ سیرت نبوی سے بھی اضطراری حالت میں کچھ ایسی نظیریں ملتی ہیں، مثلاًحضور ﷺ کے حکم سے حضرت زید بن حارثہ کا مکہ آنا اور ان کے ساتھ آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب کا ان کے ساتھ) وہاں سے مدینہ آنا، حالاں کہ زید بن حارثہ حضرت زینب کےلیے محرم بھی نہیں تھے (شرح مشکل الآثار ۱۳۴،۱-۱۳۳) ۔

اسی طرح غزوہ بنو المصطلق سے واپسی کے موقع پر حضرت عائشہؓ کا ہار کے گم ہوجانے کی وجہ سے حضور ﷺ کے قافلہ سے پیچھے رہ جانا، پھر صفوان بن معطلؓ کے ساتھ مدینہ آنا بھی ثابت ہے (ابوداود ۴۵،۱)، ظاہر ہے کہ یہ اضطراری صورت ہے، اس لیے حضرت عائشہ حضرت صفوان بن معطل کے ساتھ مدینہ آئیناور یہ جائز تھا۔

لہذا اگر ریاض میں رہنے والا شخص حالت اضطرار مینہے، یعنی نہ اس کے پاس ہندوستان آنے کی فرصت ہے، نہ موقع ہے ، نہ ہندوستان سے اس کی بیوی کے ساتھ کوئی محرم جانے والا ہے اور نہ وہ کسی محرم کا کرایہ ادا کرنے پر قادر ہے، اور بظاہر اس جہاز سےسفربھی محفوظ ہے تو اس کی بیوی کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار سوار

کردے اور ریاض میں اس کا شوہر ایئرپورٹ آکر لے لےتو ‘‘الضرورات تبیح المحضورات’’ کی بنیاد پر شرعاًاس کی گنجائش ہوگی۔

یاد رہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک ہے عزیمت اور ایک ہے رخصت، مذکورہ بالا حالات کی بنا پر اس عورت کا بغیرمحرم کے دہلی سے ریاض آنا درست ہوگا اور یہ رخصت کا تقاضہ ہے، لیکن عزیمت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان حالات میں بھی وہ اپنی بیوی کو بغیر محرم کے نہ بلائے۔

جواب نمبر۴ :

یقینا قرآن وحدیث میں عمرہ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے ،آپ نے فرمایا : ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے ‘‘عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما’’ (متفق علیہ) اور رمضان میں اس کو حج کے برابر قرار دیا ہے،مگر یہاں اس پہلو سے بحث کرنا زیادہ مناسب ہے کہ عمرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ائمہ کے مذاہب کیا ہیں؟ تو اس کی حیثیت کے سلسلہ میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔

عمرہ کی شرعی حیثیت اور مذاہب ائمہ:

امام شافعی، امام احمد، سفیان ثوری کے یہاں واجب ہے، امام مالک کے یہاں سنت موکدہ ہے، جہاں تک احناف کا تعلق ہے تو ان میں سےبعض کے نزدیک فرض کفایہ ہے، چنانچہ امام محمد کی یہی رائے ہے، صاحب بدائع لکھتے ہیں کہ عمرہ ہمارے اصحاب کے نزدیک واجب ہے، جیسےصدقۃ الفطر قربانی اور وتر وغیرہ (بدائع الصنائع ۲،۲۲۶)۔

لیکن راجح قول یہ ہے کہ احناف کے یہاں واجب نہیں، بلکہ سنت موکدہ ہے (اوجز المسالک ۳،۳۹۰)، جیساکہ سوال نمبر :۲ کے ضمن میں تفصیل سے بات آچکی ہے کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا درست نہیں، حتی کہ حج لیے بھی باوثوق قابل اعتماد جماعت کے ساتھ سفر حج جائز نہیں ہے، لہذا اسی طرح عمرہ کے لیے بغیر محرم کے کسی کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہوگا ، کیوں کہ عمرہ راجح قول کے مطابق سنت ہے واجب نہیں ، جب فرض اور واجب عبادت کے لیےمحرم کے بغیر سفر کی اجازت نہینہے تو سنت کے لیے بدرجہ اولی درست نہیں ہوگا

‘‘عن عبدالله بن عمر قال قال رسول اللهﷺ:لا تسافر المرأة ثلاثةَ أيام إلا مع ذي رحم’’ (بخاری شریف)۔

یہی نظریہ امام مالک کا بھی ہے، کیوں کہ ان کے یہاں بھی عمرہ سنت موکدہ ہے، ‘‘قال مالك العمرة سنة ...’’ (كذا في اوجز المسالک۳،۳۹۰)۔

البتہ امام شافعی ، امام احمد کے یہاں عمرہ واجب ہے ، صحابہ میں سے حضرت

ابن عباس اور تابعین کی ایک جماعت کا نقطہ نظر یہی ہے اور جس طرح حج فرض کی ادائیگی کے لیے عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط ہے، اسی طرح عمرہ کے لیے بھی، لیکن اگر ساتھ میں شوہر یاکوئی محرم نہ ہوتو ثقہ عورتوں کے ساتھ حج کرنے کی گنجائش ہے۔

علامہ زین الدین شافعی لکھتے ہیں:

''وشرط للوجوب على المراة مع ماذكرنا أن يخرج معها محرم أو زوج أو نسوة ثقات" (فتح المعین،۳۸۳)۔

(عورت پر حج کے واجب ہونے کے لیے مذکورہ باتوں کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر یا ثقہ عورتیں بھی جائیں)۔

اس لیے مذکورہ صورت میں اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو ، اور عمرہ کے وجوب کی شرطیں بھی پائی جاتی ہوں، لیکن کوئی محرم ساتھ میں نہ ہو تو عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ جاسکتی ہے اور عمرہ اداکر سکتی ہے۔

باوثوق عورتوں کی جماعت صرف سفر حج فرض میں محرم کے قائم مقام :

رہا یہ مسئلہ کہ باوثوق عورت ہر سفر مینمحرم کے قائم مقام ہے؟اورقابل اعتماد جماعت یا قافلہ حج فرض مینشوہر یا محرم کے قائم مقام ہے؟سب سے پہلے اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہوگا کہ ائمہ مجتہدین نے شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میں باوثوق عورت یا قابل اطمنان جماعت کو تمام تر سفر کے لیے قائم مقام قرار دیا ہے یا صرف فرض حج کی ادائیگی کے لیے ؟ تو مجھے فقہی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنجائش صرف حج فرض کے لیے ہے، علی الاطلاق نہیں ۔

ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی عبارت ملاحظہ کیجیے:

''أو رفقة مأمونة عند عدم الزوج أو المحرم في حج الفرض''(الفقہ الاسلامی۳،۹۶)۔

(فرض حج میں شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میں قابل اطمینان رفقاء کا ہونا کافی ہے)۔

دوسری جگہ پر مزید تصریح ہے:

''أما حج التطوع وغيره من الأسفار التى لا تجب فليس للمرأة أن تخرج إليه مع امرأة بل ولا مع النسوة الخلص" (الفقہ الاسلامی۳،۹۸)۔

(بہرحال حج نفل اور اس کے علاوہ دوسرے غیر واجب اسفار، تو کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسری عورت کے ساتھ سفر پر نکلے، بلکہ خالص عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی نہیں)۔

اسی طرح ابوالقاسم العبدری مالکی نے بھی نقل کیا ہے :

''لها أن تخرج للفرض بلا إذن الزوج وإن لم تجد محرما ولابد في التطوع من إذنه والمحرم،

وقال خلیل في مناسکہ:لیس من شروط استطاعۃ المرأۃ وجود زوج أو محرم علی المشہور، بل یکتفی بالرفقۃ المأمونۃ ھذا في حج الفریضۃ وأما في النافلۃ فلا" (مواہب الجلیل ۵۲۱،۲)۔

مذکورہ بالا تصریحات سےیہ بات واضح ہوئی کہ امام مالک نے عورتوں کو صرف حج فرض کے لیے قابل اطمینان عورت یا رفقاء کے ساتھ جانے کی اجازت دی ہے، ''أما في النافلۃ فلا'' نفل حج کے لیے نہیں دی۔

ظاہر ہے کہ جب عمرہ واجب نہیں، بلکہ وہ نفل حج کے درجہ میں ہے اور نفل حج کے لیے بغیر شوہر یا محرم کے عورت کا سفر کرنا درست نہیں، اس لیے امام مالک کے یہاں بھی عمرہ پرجانے والی خواتین کے ساتھ کسی عورت کا بغیر شوہر کے جانا جائز نہیں ہوگا، چاہے شوہر ہو یا کوئی محرم ساتھ میں جانے کے لیےتیار ہو یا نہ ہو۔

جواب نمبر۵ :

سفر حج کے لیے محرم کی شرط کی حیثیت:

سفر کے تعلق سےجو روایات ہیں ان کی روشنی میں عورت کے لیے دو شرطیں خاص ہیں: (۱) ایک شوہر یا محرم کا ہونا (۲) دوسری عورت کا عدت میں نہ ہونا، لیکن بحث یہاں پر یہ ہے کہ سفر حج کے لیے محرم کی شرط کی کیا حیثیت ہے ؟ اس سلسلہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ یہ شرط وجوب ہے یا شرط ادا ہے؟

علامہ ابن ہمام نے اسے شرط ادا میں شمار کیا ہے، اس لیے کہ وجوب حج کے بعد ادا ء حج میں کوئی چیز مانع ہوجائے، مثلا بیماری، یا راستہ کا خوف یا شوہر یا محرم کا نہ ہونا وغیرہ تو حج کی وصیت واجب ہے۔

''والذی اختارہ الکمال بن الھمام في الفتح أن وجود المحرم مع توافر الصحۃ وأمن الطریق شروط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض أو خوف الطریق أو لم یجد زوج ولامحرم" (الفقہ الاسلامی وادلتہ۹۴،۳)۔

الغرض علماء احناف نے محرم کی شرط وجوب اور ادا دونوں کے لیے قرار دیا ہے، یعنی بعض نے وجوب کے لیے شرط قرار دیا تو بعض نے ادا کے لیے، البتہ دونوں اقوال میں راجح قول کون سا ہے ؟ اس میں بھی اختلاف ہے ، علامہ کاسانی نے بدائع میں'' شرط وجوب والے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ابن الھمام، قاضی خان اور صاحب نہایہ نے شرط ادا والے قول کو صحیح اور راجح قرار دیا (رد المحتار ۴۶۵،۲) ۔

جیساکہ صاحب موسوعہ نے ذکر کیا ہے :

''والراجح عند الحنفیۃ أن الزوج أو المحرم شرط للزوم الأداء بالنفس" (الموسوعۃ ۳۶،۱۷)۔

لیکن امام مالک اور امام شافعی کے یہاں راجح قول یہ ہے کہ محرم کی شرط وجوب کے لیے ہے، ادا کے لیے نہیں، اس لیے محرم نہ ہونے کی صورت میں قابل اطمینان رفقاء کے ساتھ سفر حج کرنا عورت کے لیے درست ہے۔

‘‘ذهب المالكية والشافعية والحنابلة في الراجح عندهم إلى أن المحرم شرط لوجوب الحج، ويحل محله عند فقده الرفقة المامونة عند الشافعية والمالكية’’ (الموسوعة۱۷؍۳۶)۔

اسی طرح ملاعلی قاریؒ نے ائمہ کے مذاہب کو اس طرح واضح کیا ہے، ملاحظہ کیجیے:

‘‘ولهذا قال أبو حنيفة وأحمد:وقال مالك:يلزمها إذا كان معها جماعة النساء، وقال الشافعي يلزمها إذا كان معها امرأة ثقة، وقال الشمنى:مذهب مالك إذا وجدت نسوة ثقات فعليها أن تحج معهن’’ (مرقاة المفاتيح، كتاب المناسک ۵؍۳۸۶، رشیدیہ)۔

امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا یہی مذہب ہے کہ عورت مطلق سفر یاسفر حج اس وقت کرسکتی ہے جب کہ اس کے ساتھ شوہر ہو یا اس کا کوئی محرم موجود ہو،البتہ امام مالک اور امام شافعی کا رجحان یہ ہے کہ اگرمعتبر عورتیں یا ایک عورت ساتھ ہو اور امن ہو تو عورت بلا محرم حج کر سکتی ہے۔

شرط وجوب اور شرط ادا میں فرق:

شرط وجوب اور شرط اداءمیں فرق یہ ہے کہ شرط وجوب وہ ہے کہ جس پر وجوب موقوف ہوتا ہے، یعنی اگر وہ شرط پائی گئی تو واجب ہوگا ورنہ نہیں،لیکن شرط ادا یہ ہےکہ وجوب تو ہوچکا ہے، مگر اس کی ادائیگی کا وجوب اس پر موقوف ہے کہ یہ شرط پائی جائے، اگر پائی گئی تو ادائیگی لازم ہوگی، ورنہ نہیں۔

علامہ ابن نجیم نے شرط وجوب اور شرط ادا میں ایک فرق اور لکھا ہے کہ شرط وجوب نہ پائی جائے تو اس شرط کی تحصیل ضروری نہیں، لیکن شرط ادانہ پائی جائےتو اسکی تحصیل واجب ہے، مثلاً کسی کے پاس روپیہ نہیں ہے توحج کرنے کے لیے روپیہ جمع کرنا ضروری نہیں، لیکن شرط ادا نہ پائی جائے تو اس کی تحصیل واجب ہے، مثلاً شوہریا محرم کا ہونا اور محرم کا خرچہ اگر شرط وجوب ہے تو شوہر بنانے کے لیے شادی کرنا یا محرم کا خرچہ جمع کرنا واجب نہیں ہوگا اور اگر اس کو شرط ادا کہینتوان چیزوں کی تحصیل واجب ہونگی(البحر الرائق۲؍۳۴۰)۔

جواب نمبر۶ :

بعض پہلو سے یہ سوال نمبر :۲ کے مطابق ہے، چوں کہ سوال نمبر :۲ کے ضمن میناوپر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، اس لیے یہاں صرف اس کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے، بہر حال خواتین کے سفر کے تعلق سے احادیث میں جو ممانعت ہے اس بنیادپر مذکورہ صورت کے سلسلہ میں ائمہ مجتہدین کا جواب مختلف ہے ، عام طور پر امام ابو حنیفہ وامام احمد اور ان کے متبعین کا مسلک یہ ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی ، خواہ وہ عام سفر ہو یا حج کا سفر ، جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے۔

انہوں نے ابن عمر کی حدیث ‘‘لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذومحرم’’ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: ‘‘فهذه النصوص من النبي ﷺ في سفر المرأة بغير محرم ولم يخصص

سفرا من سفر مع أن سفر الحج من أشهرها وأكثرها" (شرح العمده ١٧٢،٢)۔

اور مشہور حنفی فقیہ علامہ برہان الدین نے بھی عورت کے ساتھ سفر میں محرم کی شرط کو ضروری قرار دیا ہے:

"یعتبر في المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ....ونفقة المحرم علیها" (ہدایہ ٢٣٢،١)۔

اسی طرح عام سفر میں مالکیہ اور شوافع کے یہاں خواتین کے ساتھ محرم کی کی شرط ہے، لیکن اگر کوئی ایسی عورت ہے جو اپنے مالی اخراجات کی مالک ہے ،مگر کوئی محرم میسر نہیں ہے جس کو اپنے ساتھ لے جائے یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات کو برداشت کرسکے، تو ایسی صورت میں حج کمیٹی یا حج ٹورکو محرم کے قائم مقام قرار دے سکتے ہیں۔

حج کمیٹی یا حج ٹور محرم کے قائم مقام ہوسکتا ہے؟

یہاں بحث یہ ہے کہ آیا حج کمیٹی یا حج ٹور کو محرم کے قائم مقام قرار دے دسکتے ہیں یا نہیں؟اس سلسلہ میں فقہاء احناف کا نقطہ نظر بہت واضح ہے کہ عورت پر وجوب حج کے لیے محرم کا ہونا شرط ہے، اس لیے شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میناحناف کے یہاں حج کمیٹی یا حج ٹور کو محرم کے قائم مقام نہیں قرار دے سکتے، لہذا اگر کسی کو محرم میسر نہیں ہوتو اس پر حج فرض نہیں اور جب حج فرض نہیں تو وہ عورت سفر نہیں کرسکتی ، جیساکہ اوپر ھدایہ کی عبارت سے یہ بات واضح ہوئی، اس لیے احناف کے یہاں شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میں حج کمیٹی یا حج ٹور کے ساتھ کسی عورت کا حج کا سفر کرنا درست نہینہوگا ۔

در مختار، شامی، البحر الرائق، الجوہرۃ النیرۃ جیسی کتب فقہ میں تصریح موجود ہے کہ عورت کے حق میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم بھی سفر کرے اور یہ کہ اس پر اپنے شوہر یا محرم کے سفر کا خرچہ بھی ہوگا (درمختار ۴۶۴،۲، البحرالرائق٣٣٨،٢) ۔

البتہ بعض فقہاء نے محرم نہ ہونے کی صورت میں قابل اعتبار عورتوں اور مامون مردوں کو محرم یا محافظ کے قائم مقام قرار دیاہے، مثلاًامام شافعی نے محرم یا شوہر نہ ہونے کی صورت میں ثقہ عورتوں کی جماعت کو کافی قرار دیاہے، شوافع کی کتاب "المہذب " میں ہے:"وإن کانت امرأة لم یلزمها إلا أن تأمن علی نفسها بزوج أو محرم أو نساء ثقات" (المجموع شرح المہذب٥٥،٧) (اگرحج کرنے والی عورت ہے تو اس پر حج واجب نہیں، مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کی شوہریا محرم یاباوثوق عورتوں کے ذریعہ حفاظت کرے)۔

موسوعہ میں ہے: "وتوسع الشافعیة والمالکیة فسوغوا الاستبدال بالمحرم، ذہب الشافعیة إلی أنها إن وجدت نسوةً ثقات" (الموسوعۃ الفقہیہ٣٦،١٧)۔ یعنی شوافع اور مالکیہ نے

عورتوں کو محرم کے قائم مقام قرار دے کر اس کے ساتھ محرم نہ ہونے کی صورت میں حج میں جانے کی گنجائش دی ہے۔

علامہ زین الدین شافعی ‘‘فتح المعین ’’ میں لکھتے ہیں :

‘‘وشرط للوجوب على المرأة مع ما ذكرنا أن يخرج معها محرم أو زوج أو نسوة ثقات’’(فتح المعین،۳۸۳)۔

(عورت پر حج کے واجب ہونے کے لیے مذکورہ باتوں کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا محرم یا شوہر یا ثقہ عورتیں بھی جائیں)۔

نیز صاحب موسوعہ نے امام شافعی کی رائے کو قلم بند کیا ہے:

‘‘وأما عند الشافعية فهي مخيرة بين أن تكون في صحبة زوج أو محرم أو رفقة مامونة ’’ (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۸،۱۷)۔

(اور امام شافعی کے یہاں عورتوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر یا کسی محرم کے ساتھ سفر کرے یا قابل اطمنان جماعت کے ساتھ)۔

الغرض فقہاء شوافع کی مذکورہ توجیہات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر شوہریا محرم نہ ہو تو عورت ثقہ عورتوں کے ساتھ حج کا سفر کر سکتی ہے، لہذا شوافع کے یہاں ثقہ عورتونکے ساتھ حج کا سفر کر سکتی ہے،اس لیے ان کے یہاں ثقہ عورتیں محرم کے قائم مقام قرار پائیں۔

مگر امام مالکؒ نے اس بات میں بہت ہی توسع سے کام لیا ہے اور علی الاطلاق قابل اعتبار لوگوں کے ساتھ محرم نہ ہونے کی صورت میں سفر حج کرنے کی گنجائش دی ہے، خواہ وہ مرد کا قافلہ ہو یا عورت کا یا مرد اور عورت دونوں کا مشترکہ قافلہ ہو، چنانچہ الفواکہ الدوانی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

‘‘وعلى كل حال لا بد في سفرها من محر م أو زوج أو رفقة مأمونة فإنها تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرها لكن في حج الفرض دون النفل ’’ (الفوالہ الدونی۱،۳۶۳)۔

(ہر صورت میں عورت کے سفر کے لیے ضروری ہے کہ محرم یا شوہر یا قابل اعتبار لوگ ہوں، کیوں کہ شوہر اور محرم نہ ہونے کی صورت میں یہ ان کے قائم مقام ہوتے ہیں، لیکن یہ بات حج فرض میں ہے نہ کہ نفلی حج میں)۔

اور ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے اس طرح امام مالک کے نظریہ کو واضح کیا ہے:

‘‘أو رفقة مأمونة عند عدم الزوج أو المحرم في حج الفرض ...سواء كانت الرفقة نساء فقط أم مجموعا من الرجال والنساء’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۹۳) ۔

(فرض حج کے سفر میں شوہر یا محرم نہ ہونے کی صورت میں مامون رفقاء کافی ہے، چاہے اس قافلہ میں صرف عورتیں ہونیا مرد اور عورت دونوں ہوں)۔

الغرض فقہ مالکی کی عبارتوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ امام مالک کے یہاں

محرم یا شوہر کسی عورت کے ساتھ نہ ہو تو حج کمیٹی یا حج ٹور کو محرم کے قائم مقام قرار دے کر اس کے ساتھ اس کے لیے سفر کرنے کی گنجائش ہوگی۔

اسی طرح ایک قول امام احمد سے بھی یہی نقل ہوا ہے کہ معتبر لوگوں کے ساتھ حج فرض کے لیے عورت جاسکتی ہے، چنانچہ اثرم نے نقل کیا ہے :

''لایشترط المحرم في الحج الواجب ،قال أحمد : لأنها تخرج مع النساء ومع كل من أمنته'' (الفروع ۱۷۷،۳) (حج فرض میں محرم شرط نہیں ،امام احمد نے کہا ، کیوں کہ وہ عورتوں کے ساتھ نکلے گی یا ایسے لوگوں کے ساتھ جن پر اطمینان ہو)۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ اس وقت حج کمیٹی کے ذمہ داروں کا عام طور پر حجاج کرام کے ساتھ جو سلوک ہے وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں، کئی سو حجاج پر ایک دو خدام ہوتے ہیں، کچھ مواقع پر نظر آتے اور حجاج کرام کی رہنمائی کرتے، بعض ذمہ دار کا حال یہ ہے کہ جدہ میں شروع میں نظر آتے پھر واپسی کے موقع پر جدہ ہی میں نظر آتے، اس لیے راقم کی رائے یہ ہے کہ صرف حج کمیٹی کے ذمہ داروں پر اعتماد کرکے کسی عورت کا بغیر محرم کے حج کے لیے سفر کرنا مناسب نہیں ہوگا، ہاناگر حج کمیٹی سے محلہ وگاؤں سے قریبی رشتہ داروں کا قافلہ جارہا ہے تو اس کے ساتھ عورت جاسکتی ہے، اور اسی طرح حج ٹور کے ساتھ بھی جاسکتی ہے۔

الغرض مذاهب ائمہ اربعہ ذکر کرنے کے بعد یہ بات نکل کر سامنے آئی کہ امام ابوحنیفہ کے علاوہ تینوں ائمہ کرام کے یہاں محرم یا شوہر نہ ہونے کی صورت میں گنجائش ہے کہ عورت اپنا حج فرض ادا کرنے کے لیے معتبر لوگوں کے ساتھ جاسکتی ہے۔

اور ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے بھی حج فرض میں محرم نہ ہونے کی صورت میں باوثوق قابل اطمینان جماعت کے ساتھ عورت کو جانے کی گنجائش دی ہے۔

''أو رفقة مأمونة عند عدم الزوج أو المحرم في حج الفرض'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۹۶،۳)۔

بہر حال مذکورہ بالابحث اور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں اس مسئلہ کی تین شکلیں نکلتی ہیں:

(۱) احناف کے نقطہ نظر سے جو عورت حج فرض ادا کرنے پر قادر ہے، لیکن کوئی محرم میسر نہیں ہے یا محرم ہے، لیکن اس کے اخراجات کو برداشت کرنے پر قادر نہیں ہے تو وہ بغیر محرم کے کسی ٹور یا حج کمیٹی کے ساتھ نہیں جاسکتی ۔

(۲) اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق مذکورہ صورتوں میں حج فرض کے لیے باوثوق عورتوں کے ساتھ جاسکتی ہے۔

(۳) امام مالک کے نقطہ نظر کے مطابق عورت کسی بھی قابل اعتماد جماعت کے ساتھ جا سکتی ہے،چاہے وہ عورت کا قافلہ ہو یا مردوں کا قافلہ یا دونوں کا مشترکہ قافلہ ہو۔

لیکن یہاں فقہاء کے اس قاعدہ سے نظر التفات مناسب بھی نہیں ، کہ عام طور پر

مفسدہ کو مصلحت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، لیکن جب مصلحت مفسدہ کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت کے حامل ہو تومصلحت کو مفسدہ پر ترجیح حاصل ہوتی ہے ، جیساکہ علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے:

''وقد تراعی المصلحۃ لغلبتھا علی المفسدۃ '' (الاشباہ۱؍۳۲۵)۔

(کبھی کبھی مفسدہ کے مقابلہ میں مصلحت کا لحاظ کیا جاتا ہے)۔

مثلاً صحت صلوٰۃ کے لیے ستر عورت شرط ہے، لیکن جب کسی مسلمان کو اس پر قدرت نہ ہو تو اس کے بغیر نماز ادا کرنا درست ہو جاتاہے :'' جازت الصلوٰۃ بدونہ''، اسی طرح اگر کسی عور ت کے لیے محرم کا انتظام متعذر ہوجائے تو بغیر محرم کے حج کی اجازت ملنی چاہیے ، کیوں حج اور بیت اللہ کی زیارت وہ مصلحت ہے جو شرط محرم کے مقابلہ میں برتر ہے۔

اس لیے مذکورہ صورت میں حضرت امام مالک کی رائے عرف وعادت اور ضرورت کی وجہ سے راقم کے نزدیک اصوب الی الحق ہے، اس بنا پر مذکورہ صورت میں تلفیق عن المذھب کی صورت اپنا کر امام مالک کی رائے پر عمل کی گنجائش ہونی چاہیے، لیکن اس میں اس بات کا لحاظ عورتوں پر ضروری ہوگا کہ قافلہ میں مرد اور عورت دونوں ہوں اور ضرورت ہی کی بنیاد پر غیر محرم سے کلام جائز ہوگا، پورے سفر میں عورت پر حتی الامکان پردہ کرنا ضروری ہوگا۔

جیسا کہ قرآن میں ہے:'' فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیہ'' (مائدہ)۔

اور علامہ ابن ھمام نے بھی لکھا ہے کہ جو چیز ضرورت کے تحت ہونی چاہیے وہ بقدر ضرورت جائز ہوتی ہے: ''ماأبیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا'' (الاشباہ۱؍۳۰۸)۔

جواب نمبر۷:

یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ سفر میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کی شرط کسی مصلحت اور مقصد کے لیے ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے فتنہ سے بچاو ہو اور وقت ضرورت تعاون ونصرت ہو، یہ بنیادی مصالح اور مقاصدمیں سے ایک اہم مقصد ہے، اسی وجہ سے سفر میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے، البتہ ائمہ کرام کے مابین اس اعتبار سے اختلاف ہے کہ آیا دونوں کے لیے محرم کی شرط ہے یا صرف فتنہ سے حفاظت کے لیے ، اس سلسلہ میں احناف کا رجحان یہی ہے کہ دونوں کے لیے ہے(یعنی فتنہ سے حفاظت اور ضرورت کے وقت مدد)جیسا کہ صاحب بذل نے حدیث ابن عباس ''لا تسافر امرأۃ ثلاثۃ أیام إلا ومعھا محرم أو زوج''کے تحت لکھا ہے:''ولأنھا إذا لم یکن معھا زوج ولامحرم لا یؤمن علیھا'' (بذل المجہود ۱۴؍۷) (اس لیے جب عورت کے ساتھ شوہر یا کوئی محرم نہیں ہوگا تو وہ مامون نہیں رہ سکتی)۔

اسی طرح صاحب بذل لکھتے ہیں : ''لأن المرأۃ لا تقدر علی الرکوب والنزول بنفسھا

فتحتاج إلی من یرکبها وینزلها'' (حوالہ سابق ۱۴،۷) (کیونکہ عورت فی نفسہ سواری پر چڑھنے اور اترنے پر قادر نہیں ہوتی، لہذا ایسے مواقع پر شوہر یا محرم کے تعاون کی محتاج ہوتی ہے)۔

محرم کی شرط جوان اور بوڑھی دونوں کے لیے:

دوسری بات یہ کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بغیر محرم سفر کرنے سے جو منع کیا ہے وہ مطلق ہے ، لہذا وہ حکم ہر عورت کے حق میں ہے، چاہے وہ جو ان ہو یا بوڑھی ہو، چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

''عن عبد الله بن عمر، عن النبي ﷺ قال: لا یحل لامراة، تؤمن بالله والیوم الآخر، تسافر مسیرة ثلاث لیال، إلا ومعها ذو محرم''(مسلم ۹۷۵،۲) ۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا درست نہیں)۔

دوسری روایت حضرت ابوسعید الخدریؓ سےمروی ہے:

''عن أبي سعید الخدري، قال: قال رسول الله ﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر، أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدًا إلا ومعها ذو رحم منها'' (سنن ترمذی ۲۲۰،۱ ، مسلم ۴۳۴،۱)۔

(کسی عورت کے لیے (جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے)حلال نہیں کہ تین دن یا اس سے زیادہ (کی مسافت) کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو)۔

ان احادیث میں چوں کہ علی الاطلاق عورت کے لیے سفر شرعی میں محرم کا ہونا ضروری قرار دیا ہے ،لیکن یہاں بحث یہ ہے کہ آیا محرم کی شرط کا حکم ہر طرح کی عورت کے حق مینہے یاصرف معمر خواتین کے حق میں ؟ اس سلسلہ میں عام طور پر علماء احناف کا یہی رجحان ہے کہ محرم کی قید دونوں (جوان اور بوڑھی) کے حق میں ہے، یعنی جس طرح جو ان عورت کے لیے سفر حج میں محرم کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح بوڑھی عورت کے لیے بھی ،جیسا کہ ملا علی قاری رقم طراز ہیں :

''وتستوی الشابة والعجوزة لأن المرأة مظنة الشهوة إذ لکل ساقطة لاقطة'' (مرقاۃ المفاتیح ۴۲۹،۵)۔

اور اسی طرح علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

''ولنا أنها إذا وجدت محرمًا فقد استطاعت إلی حج البیت سبیلًا؛ لأنها قدرت علی الرکوب، والنزول وأمنت المخاوف؛ لأن المحرم یصونها''(بدائع۳۰۰،۲)۔

اور علامہ کاسانی نے تو جو ان عورت کے مقابلہ میں بوڑھی عورت کے لیے تو محرم کا ساتھ میں ہونا زیادہ ضروری قرار دیا ہے، وجہ یہ ذکر کی ہے کہ وہ بہت کمزور

ہوتی ہے، اسی طرح اس پر مردوں سے زیادہ خوف ہوتا ہے، اور ہر موڑ پر دوسرے کی مدد کی محتاج ہوتی ہے۔

‘‘وسواء كانت المراة شابةً أو عجوزًا وكذا المعنى لا يوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها، وينزلها بل حاجة العجوز إلى ذلك أشد؛ لأنها أعجز....فتحتاج إلى الزوج أو إلى المحرم ليصونها عن ذلك’’(بدائع۲ ،۳۰۰)۔

چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ‘‘ومنها المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزة إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام’’ (۱،۲۱۸ ،كتاب المناسک، الفقہ علی المذاهب الاربعہ۱،۵۸۶)۔

یعنی وجوب ادا کی شرط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اگر عورت مکہ معظمہ کے درمیان تین دن (تین منزل) فاصلہ ہوتو محرم کا ہمراہ ہونا ضروری ہے، عورت چاہے معمرہ (ضعیفہ) ہو یا جوان۔

صاحب فتاوی قاضی خان نے بوڑھی عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کیا ہے اور اس پر فقہاء کا اجماع لکھا ہے:

‘‘أجمعوا على أن العجوز لا تسافر بغير محرم ....’’ (فتاوی قاضی خان :۱،۷۸، بحوالہ فتاوی رحیمیہ ۲، ۵۶-۵۵) ۔

(فقہاء کا اجماع ہے کہ بوڑھی عورت (بھی) محرم کے بغیر سفر نہ کرے)۔

اسی طرح فقہاء حنابلہ میں سے بعض فقہاء نے تمام عورتوں کے لیے سفر میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری قرار دیا ہے، چاہے جوان ہو یا بوڑھی۔

صاحب کشاف القناع قلم بند کرتے ہیں :

‘‘ويشترط لوجوب الحج على المرأة شابة كانت أو عجوزة قصرا أو دونها، وجود محرم’’ (کشاف القناع ۲،۳۹۴ ، الفروع۳، ۱۷۵)۔

(عورت پر حج کے واجب ہونے کے لیے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھی اور خواہ سفر مسافت قصر تک کا ہو یا نہ ہو محرم کا ہونا شرط قرار دیا ہے)۔

سفر میں عورت کے ساتھ محرم کی شرط فتنہ سے حفاظت اور وقت ضرورت مدد کے لیے ہے:

مذکورہ بالا احادیث اور فقہاء کی توجیہات سے معلوم ہوا کہ سفر مینعورت کے لیے شوہر یا محرم ہونا ضروری ہے جو فتنہ سے حفاظت کرنے والاہو، سواری پرچڑھنے اور اترنے کے وقت مدد کرنے والا ہو، چاہے وہ جو ان عورت ہو یابوڑھی ؛ احناف اور حنابلہ کےیہانعورت کے ساتھ محرم کی شرط جوان اور بوڑھی دونوں کے لیےہے، اسی طرح اس کے ذریعہ فتنہ سے حفاظت اور وقت ضرورت مدد بھی مقصود ہے، اس لیے عورت کابلا محرم سفر کرنا درست نہیں، چاہےوہ جوان عورت ہو یا بوڑھی، اگر محرم نہ مل سکے تو حج بدل کی وصیت کردے۔

لیکن امام شافعی، بعض حنابلہ کے یہاں محرم کی شرط صرف فتنہ سےصیانت کے لیے ہے، اس لیے ان لوگوں نےبوڑھی عورت کو بلا محرم کے سفر حج کی اجازت دی ہے، جیسا کہ الفروع میں ذکر ہے:''لا يشترط المحرم في القواعد من النساء اللاتي لا يخشى منهن ولا عليهن فتنة'' (الفروع ۱۷۷،۳) (وہ بوڑھی عورتیں جن سے کوئی فتنہ کا خوف نہیں اور نہ ان پر کسی فتنہ کا خوف ہے ان کے حق میں محرم شرط نہیں)۔

اسی طرح امام شافعی کے یہاں امن کی صورت میں عورت کا تنہاحج کے لیے سفر کرنا درست ہے: ''فإذاكان لها زاد وراحلة كانت مستطيعة وإذا كان معها نساء ثقات يومن الفساد عليها فيلزمها فرض الحج'' (بذل المجہود ۱۴،۷)، ''بل يجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفريضة عند الأمن'' (کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ: ۵۸۸،۱)، تو قافلہ حج کے ساتھ بدرجہ اولی درست ہوگا۔

اسی طرح صاحب در مختار نے لکھا ہے:

''أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا''(الدر المختار۳۶۸،۶) ۔

(اور وہ بوڑھی جو قابل شہوت نہ ہو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کا ہاتھ چھونے میں کوئی حرج نہیں ، جبکہ برائی سے مامون ہو اور جب اس کو چھونا جائز ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے ، بشرطیکہ اس عورت اور مرد دونوں پر برائی کا خوف نہ ہو، ورنہ جائز نہیں)۔

مگر ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے لکھا ہے یہ زمانہ فتنہ کا زمانہ ہے ، فساد عام ہے، اس لیے سسرال اور رضاعی عورتوں کے ساتھ احتیاطاً سفر نہ کیا جائے۔

''لكن لا تسافر المراة مع أخيها رضاعاً في زماننا لغلبة الفساد لكراهية الخلوة بها كالصهرة (الحماية) الشابة'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۹۴،۳) ۔

یہاں الفاظ پر غور کیجیے کہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے '' الصہرۃ'' کے ساتھ ''الشابۃ'' کا اضافہ کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوننے نوجوان کو سسرالی عورتوں کے ساتھ سفر حج کرنے سے احتیاط برتنے کی ترغیب دی ہے، حالانکہ اس کے ساتھ سفر شرعاً درست ہے، اور جب جوان کا سسرالی اور رضاعی رشتہ دار کے ساتھ سفر حج درست ہے، تو اس سے معلوم ہواکہ وہ عورت جو بوڑھی اور غیر مشتہاۃ ہے تو اس کا غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست ہوگا،کیوں کے اس کے ساتھ سفر کرنے میں فتنہ کا اندیشہ نہیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒنے بھی یہی فتوی دیا ہے کہ بوڑھی عورت کو بلا محرم سفر کی اجازت ہے (امداد الفتاوی ۲۰۱،۴) ۔

الغرض امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور بعض فقہاء احناف کے نقطہ نظر سے یہ بات عیاں ہوئی کہ جو عورت اس حد کو پہنچ گئی ہے جن سے کوئی فتنہ کا خوف نہینہے

اور نہ اس پر کسی فتنہ کا خوف ہے تو ایسی عورتوں کے لیے محرم کی شرط ضروری نہیں، بلکہ محرم نہ ہونے کی صورت میں باوثوق اور قابل اعتماد حج کےقافلہ کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہیں،یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات کو حج میں جانے سے منع کردیا، لیکن جب ازواج مطہرات عمر دراز ہوگئیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو حج میں جانے کی اجازت ہی نہیں دی، بلکہ حضرت عبدالرحمنؓ اور حضرت عثمانؓ کےساتھ بھیجا، علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

‘‘ولم یأذن عمر لأمهات المؤمنین أن یحججن بعد النبي ﷺ ثم کما اسن وقع رأیہ أن یجیزهن بالحج فأذن لهن وبعث معهن عبدالرحمٰن وعثمان’’ (فیض الباری ۱۴۱،۳)۔

لیکن پورےسفر میں اجنبی مردوں سے حتی الامکان پردہ ضروری قرار دیا، ہاں ضرورت کے بقدر ان سے بات کرسکتی ہے، یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جو چیز ضرورۃً جائز ہوتی وہ بقدر ضرورت ہی جائز ہوتی ہے۔

اب اگر معمر خواتین کے حق میں محرم کی شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاسکتا ہے (جیسا کہ حنابلہ، بعض شوافع اور اکابردیوبند میں سے حکیم الامت مولانا تھانویؒ کا رجحان ہے) تو سوال یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی عمر کی قید ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں بعض مفتیان کرام نے ۶۵سال کی عمر مقرر کی ہے اور بعض نے ۶۰- ۷۰ سال کی عمر کی تقیید کی ہے، چنانچہ حکیم الامت مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں:

‘‘جب عورت کی عمر ۶۵ سال ہو، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے ساتھ سفر کی گنجائش ہوگی ’’ (امداد الفتاوی ۲۰۱،۴)۔

اور صاحب فیض الباری رقم طراز ہیں:

‘‘تاہم بعض اکابر مفتیان کرام کی عبارت وفتاوی سے ۶۰- ۷۰ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ہے، اس لیے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی ’’ (فیض الباری ۳۹،۲ بحوالہ کتاب المسائل ،۳۹۰)۔

بغیر محرم کے خواتین کا سفر ۔ قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد مبین سلیم ندوی ازہری•

مذہبی فرائض کی ادائیگی، انسانی رشتوں کو جوڑنے، عمرانی، معاشی، تجارتی، سیاسی، تعلیمی، تربیتی اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے سفر ایک اہم وسیلہ ہے، اس کی اہمیت آسمانی اور وضعی مذاہب میں یکساں ہے، ماضی وحاضر میں کوئی اس کا منکر نہیں، البتہ خواتین کا سفر ایک ایسا موضوع ہے جس میں متنوع آراء واقوال پائے جاتے رہے ہیں، اسلام کے آنے کے بعد خواتین کے سفر کو منضبط و منظم کرنے کی تعلیمات پیش کی گئیں، اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں ان پر مختلف طریقے سے عمل کیا گیا، فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں اجتہادات کیےاور اپنی کاوشوں کو فقہ کے ذخیرہ میں مدون کرگئے۔

قرآن کریم اور سفرکی مشروعیت:

اللہ تعالی نے صراحت کے ساتھ سفر کی اہمیت و ضرورت کا خیال فرماتے ہوئے مکلفین کو رعایتی احکام عطا فرمائے، ارشاد الہی ہے:

''ومن كان مريضا أو على سفر فعدة من أيام أخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر'' (البقرہ: ۱۸۵)۔

(جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں کا (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب) ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا)۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

''وإن كنتم على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهان مقبوضة'' (البقرہ: ۲۸۳)۔

(اگر تم سفر میں ہو اور تمہیں (ادھار معاملہ کی دستاویز) کوئی لکھنے والا نہ ملے تو کوئی چیز رہن رکھ کر اس کا قبضہ (ادھاردینے والے کو) دے دیا جائے)۔

حدیث شریف اور سفرکی مشروعیت:

رسول اکرمﷺ نے سفر کی اہمیت ومشروعیت کو قولی و فعلی اور تقریری اسلوب میں واضح فرمادیا ہے:

''عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "السفر قطعة من العذاب يمنع

• اسسٹنٹ پروفیسر کے اے نظامی سینٹر فار قرآنک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، یوپی۔

أحدكم طعامه وشرابه ونومه فإذا قضى نهمته فليعجل إلى أهله''(متفق علیہ، صحیح بخاری، کتاب العمرہ)۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہےکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، یعنی ایک قسم کی تکلیف ہے، جو تم میں سے کسی کو کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے، اس لئے جب ضرورت پوری ہوجائے تو اپنے گھروالوں کے پاس جلدی لوٹ جانا چاہیے)۔

عہد رسالت سے لے کر آج تک عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ سفر کرتی رہی ہیں، مسلم دیندار عورتوں نے شرعی امور کے دائرہ میں رہ کر عظیم الشان کارنامے انجام دیے، اگرچہ سفر سے متعلق شرعی امور کی نشاندہی اور تطبیق میں اسلامی فقہی اسکولوں میں فروعی اختلاف بھی رہا، قرآن،حدیث اور منشا شریعت کو سمجھ کر اس سلسلہ میں موجود اجتہادی آراء کی روشنی میں امت مسلمہ کی خواتین نے رضائے الہی حاصل کرنے کا سفر طے کیا اور تاریخ نے سنہرے حرفوں میں ان کی حیات و خدمات مدون کیں، قرآن وحدیث کے اخلاقی و قانونی ضابطے ہر زمان ومکان کو محیط ہوتے ہیں، علماء وفقہاء کو بدلتے حالات ، زمانی و مکانی ضرورتوں کو سمجھنے اور احکام کے استنباط کی دعوت دیتے رہتے ہیں، مجہتدین اپنا فرض منصبی سمجھ کر عمریں وقف کردیتے ہیں، عصر حاضر میں خواتین کے سفر کے احکام کی تاصیل و تطبیق سے پہلے چند امورسے واقفیت ضروری ہے، تاکہ صلب موضوع کو سمجھنے اور حکم لگانے میں آسانی ہو، اسی کے پیش نظر اس بحث کو مندرجہ ذیل خاکے کے مطابق پیش کیا جائے گا:

سفر کی لغوی تعریف:

سفر عربی لغت میں ‘سفر’سے مشتق ہے، جس کے معنی ظاہر کرنے اور انکشاف کرنے کے ہیں، سفر کو سفر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ انسانوں کے اصل چہرہ اور اخلاق کو ظاہر کردیتا ہے،چھپی ہوئی چیزیں اس سے ظاہر ہوجاتی ہیں، مسافت طے کرنے کو سفر کہتے ہیں، سفر حضر یعنی اقامت اور مقیم رہنے کی ضد ہے (لسان العرب۶؍۲۷۷، مادہ سفر)۔

فقہاء کے نزدیک ‘‘اقامت کی جگہ میں اپنی عمارت سے اس جگہ کے ارادہ سے نکلنا جس کی مسافت اتنی ہو کہ نماز قصر درست ہو ’’ (معجم لغۃ الفقہاء؍۲۱۹)۔

سفر کی اصطلاحی تعریفیں:

قرآن وحدیث میں سفر کے تو احکام ہیں ، سفر کی تعریف متعین نہیں ہے، اسی وجہ سے اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں فقہاء کے متعدد اقوال پائے جاتے ہیں، چند اہم تعریفات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے:

اول: حنفیہ کی تعریف:‘‘الخروج على قصد مسيرة ثلاثة أيام بلياليها فما فوقها بسير الإبل ومشي الأقدام’’۔

دوم: مالکیہ کی تعریف: ‘‘الخروج على قصد قطع مسافة القصر الشرعية، فما فوقها’’۔
سوم: شافعیہ کی تعریف: ‘‘ الانتقال من موضع الإقامة مع ربط القصد بمقصد معلوم’’۔
چہارم: حنابلہ کی تعریف: ‘‘مفارقة محل الإقامة على وجه السفر عرفا’’ ۔
پنجم: ظاہریہ کی تعریف: ‘‘البروز عن محل الإقامة وكذلك الضرب في الأرض’’۔
مذکورہ تعریفیں نیت اور محل اقامت سے نکلنے پر تو متفق ہیں، مگر تھوڑا بنیادی اختلاف ہے، مثلا پہلی تعریف میں تین د ن و رات کی مسافت یا اس سے زیادہ بذریعہ اونٹ یا پیدل چل کر ہے، جب کہ دوسری تعریف میں شرعی قصر صلاۃ کی مدت یا اس سے زیادہ کی مسافت کی تحدید ہے؛ حالانکہ نماز کے قصر کرنے کی شرعی مسافت کی تحدید نہیں، تیسری تعریف میں تمام معاملہ کو صرف نیت سے مربوط کیا گیا ہے، چوتھی تعریف میں تمام معاملہ کو عرف سے جوڑا گیا ہے۔ پانچویں تعریف میں صرف محل اقامت سے نکل جانا ہی کافی ہے، معاصرین علماء میں سے شیخ عثیمین نے آخری تعریف کو ہی اختیار کیا ہے، مشہورعالمی فقیہ وہبہ زحیلی نے کچھ اس طرح تعریف کی ہے:‘‘خروج يتكلف فيه مؤنة ويفصل فيه بعد في المسافة’’۔

یعنی ایسا نکلنا جس میں لاگت پائی جائے اور مسافت دور تک طے کی جائے، اس میں بھی مسافت کی دوری کو متعین نہیں کیا گیا، کچھ جدید باحثین نے تمام تعریفوں کو جمع کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ ‘‘محل اقامت سےقصدا جگہ کی طرف نکلنا، محل اقامت اور اس جگہ کے درمیان اتنی مسافت پائی جائے جس پر عرف میں سفر کا اطلاق ہوتا ہو’’۔

مگر دوسری جگہ انہوں نے خود مشورہ دیا کہ عوام کو پریشانی میں ڈالنے کے بجائے مدت مسافت طے کرنا بہتر ہے اور اس کے لیے ٨٧ کلو میٹر بیان کیا، اس سلسلہ کی آراء کا مناقشہ اور راجح رائے کو مسافت سفر کی مدت کے بعد ذکر کیا جائےگا۔

مسافت سفر کی تحدید:

مسافت سفر میں فقہاء کےمتعدد اقوال پائے جاتے ہیں:

قول اول: تین دن مع تین رات کی مسافت۔

*معتدل شہروں کے سب سے چھوٹے دنوں کا اعتبار ۔

*صبح سے زوال تک چلنے کا اعتبار، نہ کہ پوری رات ودن چلنا۔

*پیدل چلنےیا اونٹوں کی متعدل چال کا اعتبار۔

یہ قول عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، امام ثوری اور احناف کا ہے (بدائع الصنائع ١٤٠،١)۔

دلائل:

‘‘عن ابن عمر أن النبي ﷺ قال:لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم’’ (بخاری مع الفتح، رقم: ١٠٣٧)۔

‘‘عن شريح بن هانئ قال أتيت عائشة أسألها عن المسح على الخفين فقالت عليک بابن أبي طالب فسله فإنه كان يسافر مع رسول الله ﷺ فسألناه فقال جعل رسول الله ﷺ ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر ويوما وليلة للمقيم’’ (مسلم مع النووی۳،۱۷۵)۔

قول دوم: ایک دن ایک رات کی مسافت۔

یہ قول امام زہری اور امام اوزاعی کا ہے، اسی کو امام بخاری نے بھی اختیار کیا ہے (فتح الباری مع شرح البخاری ۲،۵۶۵)۔

قول سوم: چار برید کی مسافت۔

برید کی جمع برد ہے، ایک برید بارہ میل کا ہوتا ہے، یہ تقریبا ۲۴ کلومیٹرکے مساوی ہے،چار برد ۹۶ کلومیٹر ہوئے (المصباح المنیر۱،۴۹)، یہ قول ابن عمر ، ابن عباس سے مروی ہے، یہی مالکیہ ،شافعیہ اور بعض حنابلہ کا ہے۔

قول چہارم: ایک میل یا اس سے زیادہ کی مسافت ۔

یہ قول زیدیہ اور ظاہریہ کا ہے۔

قول پنجم: عرف میں جس پر سفر کا اطلاق ہوتاہو وہی مسافت کافی اور معتبر ہے۔

یہ قول بعض اصحاب احمد اور بعض سلف کا ہے (الفتاوی الکبری۲،۴۶۴)۔

سفر کی اقسام:

سفر کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ واجب سفر، جیسے فرض حج، واجب عمرہ اور واجب جہاد کا سفر۔

۲۔مستحب سفر، جیسے نفلی حج وعمرہ اور جہاد کا سفر۔

۳۔ مباح سفرجیسے ہر مباح امر اور مباح تجارت کا سفر۔

۴۔ مکروہ سفر جیسے بغیر ضرورت کے تن تنہا سفر کرنا۔

۵۔ حرام سفرجیسے حرام کام ، شراب، چوری و ڈاکہ کے لیے سفر کرنا۔

بغیر محرم کےخواتین کے سفر کی حالتیں اور ان کے احکام:

بغیر محرم کے سفر کی تین حالتیں ہوتی ہیں:

پہلی حالت: ایسا شہر ، جگہ یا ملک جہاں پر وہ واجب شعائر کا اظہار نہ کرسکتی ہو۔

اس حالت میں اس پر محرم کی شرط نہیں، لہذا وہ بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، اس میں علماء متفق ہیں :

دوسری حالت: فرض حج کے لیے عورت کا سفر کرنا۔

اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، مشہور دو قول ہیں:

قول اول: خاتون کے ساتھ شوہر/محرم کا ہونا شرط ہے۔

یہ ابراہیم نخعي،حسن بصري، اسحاق، ابو ثور ، ابوحنیفہ ، احناف ،أحمد بن حنبل، شافعیہ میں سے ابن منذر اور فقہاء اصحاب حدیث کا مذہب ہے۔

امام ابو حنیفہؒ نے محرم کی شرط لمبے سفر کے ساتھ مخصوص کی ہے،ایک روایت میں تین مراحل یعنی تین دن سے زیادہ مسافت کی تحدید معلوم ہوتی ہے۔

‘‘إلا أن أبا حنيفة جعل ذلك شرطا في السفر الطويل كما في:"بدائع الصنائع" (۱۲۴،۲) و"حاشية ابن عابدين" (۴۶۴،۲) وقال ابن الملقن في ‘‘الإعلام’’ (۸۰،۶) : ‘‘واشترط أبو حنيفة المحرم لوجوب الحج عليها ـ أي : المرأة إلا أن يكون بينها وبين مكة دون ثلاثة مراحل" أ.هـ المراد. وبشرط أبي حنيفة قال جماعة. قال ابن عبد البر رحمه الله في: ‘‘التمهيد’’ (۵۴،۲۱): ‘‘هذا قول الثوري وأبي حنيفة وأصحابه، وهو قول ابن مسعود’’ وجعله البدر العيني رحمه الله قول: النخعي والحسن البصري والأعمش’’.

دلائل قول اول:

عورت کے عمومی سفر کی ممانعت پردلالت کرنے والی احادیث سے استدلال کیا ہے، کچھ تخصیص والی ہیں، چند کا ذکر بطور نمونہ کیا جاتا ہے:

*‘‘عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها’’ (صحيح مسلم كتاب الحج ۱۰۷،۹)۔

* ‘‘عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم’’ (صحيح بخارى مع الفتح۵۶۵،۲)۔

* ‘‘عن أبي سعيد الخدريؓ قال قال رسول الله ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا إلا ومعها أبوها أو ابنها أو زوجها أو أخوها أو ذو محرم منها’’ (صحيح مسلم ۱۰۷،۹)۔

* ‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه سمع النبي ﷺ يقول:لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم فقام رجل فقال يا رسول الله إنى اكتتبت في غزوة كذا وكذا وخرجت امرأتي حاجة قال اذهب فحج مع امرأتک’’ (صحيح بخارى۸۶،۴)۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:‘‘دل ذلك على أنها لا ينبغي لها أن تحج إلا به، ولولا ذلك لقال له رسول الله وماحاجتها إليك، لأنها تخرج مع المسلمين، وأنت فامض لوجهك فيما اكتتبت، ففي ترك النبي أن يأمره بذلك، وأمره أن يحج معها دليل على أنها لا يصلح لها الحج إلا به’’ (معانى الآثار۱۱۶،۲)۔

قول دوم: خاتون کے ساتھ شوہر/محرم کا ہونا شرط نہیں ہے، صرف محفوظ اور مامون رہنے کی شرط ہے۔

یہ عطاء، سعید بن جبیر، ابن سیرین، اوزاعی، مالک اور شافعی کا مذہب ہے، یہی ابن تیمیہ کا منتخب مذہب ہے، امن کی شرط مندرجہ ذیل طریقے سے پوری ہوسکتی ہے:

ایک:عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرے، یہ امام مالک کا بیان ہے۔

دو: مسلمانوں میں سے کسی آدمی کے ساتھ سفر کرے، یہ امام ابن سیرین کا بیان ہے، امام حسن کہتے ہیں: مسلمان محرم ہی کے درجہ میں ہے، چونکہ متقی مومن امن وبھروسہ کے اعتبار سے حقیقی محرم کی طرح ہے۔

تین: بھروسے مند آزاد عورت کے ساتھ سفر کرے، یہ امام شافعی کا بیان ہے، امام شافعیؒ سے تین اقوال نقل کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ بھروسہ مند عورتیں جارہی ہوں تو ان کے ساتھ جا سکتی ہے، دوسرے یہ کہ اگر ایک بھی بھروسہ مند ہو تو اس پر فرض حج لازم ہے، تیسرے یہ کہ اگر راستہ مامون ہے تو بغیر عورتوں کے بھی جانا درست ہے، یہی شیرازی ، شاشی قفال کا اختیار کیا ہوا ہے، یہی اوزاعی اور مالکیہ میں سے باجی کا اختیار کردہ ہے۔

چار: دیندار قوم کے ساتھ سفر کرے، سیڈھی رکھے، اسی سے چڑھے اور اترے،اس سے کوئی آدمی قریب نہ ہو، صرف اونٹ کا سرپکڑ سکتا ہے اور وہ اس کے پیر کو اس کے بازو پر رکھ سکتی ہے، یہ امام اوزاعی کا بیان ہے۔

پانچ: راستہ مامون ہو (الاعلام۶،۸۲)۔

دلائل:

*قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا:''ولله علي الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا'' (آل عمران: ۹۷)۔

استدلال کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نص آیت سے حج کی فرضیت ہوتی ہے، جب بھی عورت اس پر استطاعت رکھے گی تو محرم اور شوہر کی شرط کے بغیر عورت پر حج فرض ہوجائےگا، چونکہ نبی اکرم نے استطاعت سبیل کی تفسیر توشہ سفر اور سواری سے کی ہے۔

- ''عن ابن عمر قال جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال يا رسول الله ما يوجب الحج قال:الزاد والراحلة'' (سنن ترمذی۳،۱۶۸)۔

- ''عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال:''الزاد والراحلة'' يعني قوله:''من استطاع إليه سبيلا'' (آل عمران: ۹۷)۔

مذکورہ احادیث سے امام شافعی استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وإذا كان فيما يروى عن النبي ما يدل على أن السبيل الزاد والراحلة، وكانت المرأة تجدهما وكانت مع ثقة من النساء، في طريق مأهولة آمنة فهي ممن عليه الحج عندي، - والله أعلم – وإن لم يكن معها ذو محرم، لأن رسول الله لم يستثن فيما يوجب الحج، إلا الزاد والراحلة، وإن لم تكن مع حرة مسلمة ثقة من النساء فصاعدا لم تخرج مع رجال لا امرأة معهم ولا محرم لها منهم'' (الام للشافعی ۲،۱۶۴)۔

- آخری حج میں حضرت عمر نے اللہ کے رسول کی ازواج مطہرات کو حج کرنے

کی اجازت دی۔

‘‘أذن عمرؓ لأزواج النبي ﷺ في آخر حجة حجها، فبعث عثمان وعبد الرحمن بن عوف’’ (صحیح بخاری ۸۶،۴)۔

حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف محارم میں سے نہیں ہیں، اگر حج بغیر محرم کے درست نہ ہوتا تو حضرت عمر اس کی ہرگز اجازت نہ دیتے اور نہ ہی صحابہ کرام خاموش رہتے، اسی لیے ابن حجر نے اس سے حج کے جواز پر استدلال کیا ہے۔

‘‘استدل به على جواز حج المرأة بغير محرم’’ (فتح الباری۸۸،۴)۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:‘‘ومن الأدلة على جواز سفر المرأة مع النساء الثقات إذا أمن الطريق أول أحاديث الباب، لاتفاق عمر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف ونساء النبي على ذلك، وعدم نكير غيرهم من الصحابة عليهن في ذلك’’ (فتح الباری ۹۰،۴-۹۱)۔

- ‘‘عن عدي بن حاتم قال بينا أنا عند النبي صلى الله عليه وسلم إذ أتاه رجل فشكا إليه الفاقة ثم أتاه آخر فشكا إليه قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة قلت لم أرها وقد أنبئت عنها قال فإن طالت بک حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحدا إلا الله.....’’ (بخاری۶،۷۰۶-۷۰۷، رقم: ۳۵۹۵)۔

اس حدیث سے بغیر محرم کے حج کے جواز پر کئی طرح استدلال کیا گیا ہے، مثلا رسول اللہ نے امن وامان کے وقت عورت کے تنہا سفر اور طواف کرنے کی بشارت دی، اور یہ جواز پر دلالت کرتا ہے،چونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ بیان فرماتے، لہذا محرم کی شرط والی احادیث خوف و خطر کی حالت پر محمول کی جائیں اور بغیر محرم والی احادیث حالت امن پر منطبق کی جائیں تو دونوں کے درمیان جمع واقع ہوجائے گا اور کوئی تعارض نہ ہوگا،دونوں پر عمل بھی ہوجائے گا، یہ بعض کو چھوڑ کر بعض پر عمل کرنے سے افضل ہے (الحاوی الکبیر۴۷۸،۵، فتح الباری۷۱۰،۶)۔

- ‘‘عن ابن عمر قال كانت امرأة لعمر تشهد صلاة الصبح والعشاء في الجماعة في المسجد فقيل لها لم تخرجين وقد تعلمين أن عمر يكره ذلک ويغار قالت وما يمنعه أن ينهاني قال يمنعه قول رسول الله ﷺ لا تمنعوا إماء الله مساجد الله’’ (بخاری۳۰۵،۱)۔

اس حدیث سے استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ اللہ کی مساجد سے روکنے کی ممانعت ہے، مسجد حرام بھی ان مساجد میں سے ایک ہے،لہذا اس سے روکنا گناہ ہوگا (الاحکام فی اصول الاحکام۱۶۷،۲)۔

- ‘‘عن عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت قلت يا رسول الله ألا نغزو ونجاهد معكم فقال لكن أحسن الجهاد وأجمله الحج حج مبرور فقالت عائشة فلا أدع الحج بعد إذ سمعت هذا من رسول الله ﷺ’’۔

اس حدیث سے اور حضرت عائشہ کی تاکید سے بغیر محرم کے حج پراستدلال کیا گیا ہے (فتح الباری۴،۸۹)۔

اسی طرح بغیر محرم کے حج کو قیدی مسلمان عورت اور دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کی اجازت پر قیاس کیا گیا ہے، یعنی واجب کے لئے وہ جائز ہے تو فرض حج ادا کرنے کے لیے یہ بھی درست ہے (المغنی۵،۳۱)۔

وجہ اختلاف: اللہ تعالی نے فرمایا: ''ولله علي الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا'' (آل عمران: ۹۷)۔

قرآن کریم کی اس آیت میں حج کی فرضیت کا عمومی حکم موجود ہے جس میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر بھی فرض ہے، چاہے محرم نہ ہو، مگر صحیح احادیث میں عورت کے حج کو محرم کے ساتھ خاص کیا گیا ہے جس سے قرآنی حکم کی تخصیص معلوم ہوتی ہے، جسن نے عموم پر عمل کیا، اس نے عورت کو بغیر محرم کے حج کی اجازت دی، اور جس نے حدیث کو عموم حکم کو خاص کرنے والا سمجھا انہوں نے محرم کے نہ ہونے کو عدم استطاعت پر محمول کیا اور بغیرمحرم کے حج کی اجازت نہ دی (بدایۃ المجتہد۲،۲۲۱)۔

مناقشہ و ترجیح:

دونوں قولوں میں مذکورہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف قرآن کریم کی آیت ''من استطاع إليه سبيلا'' کی تخصیص و تفسیر کے ارد گھومتے ہیں، فرض حج کی وجہ سے اگر عورت کو دوسرے قول میں امن کی شرط کے ساتھ اجازت دی گئی ہے تو بطور مجبوری ہے، یعنی جب کوئی محرم کسی وجہ سے ساتھ نہ جاسکتا ہے، ان کے نزدیک بھی بہتر یہی ہے کہ محرم کےساتھ ہی حج کرے، اسی لیے اس وقت جو تنہا جانے کا رجحان بے وجہ عام ہوتا جارہا ہے، دونوں قائلین اور ان کے ادلہ اس کی نفی کرتے ہیں، فقہی دونوں رایوں میں مذکور روایات کے اختلاف سے عصر حاضر کے ایک طبقہ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک تیسری بات کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے، جو عقلی ونقلی دلائل پر مبنی نہیں،ان کا کہنا ہے کہ احادیث میں تعارض ہونے کی وجہ سے دونوں طرح کی احادیث کو اضطراب پر محمول کرکے ضعیف قرار دیا جائے اور امن کی شکل میں عورت کے تنہا سفر کرنے یا ثقہ عورت یا عورتوں کی معیت کو کافی سمجھا جائے۔

فقہاء کے دونوں اقوال کے دلائل پر مندرجہ ذیل طریقے سے بحث کی جاتی ہے:

* قول اول یعنی محرم کی شرط لگانے والوں کی پہلی دلیل عموم سفر پر محارم والی عمومی احادیث سے استدلال بے معنی ہے۔

* تخصیص والی حدیث دلالت کے اعتبارسے صریح ہے اور صحت کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے، جب کہ دوسرے قول کے اس سے کم یعنی حسن۔

* زاد و راحلہ کی شرط تو استطاعت میں فقہاء کے نزدیک داخل ہے، محرم کی شرط ایک اضافی ہے جس کے دلائل صحیح احادیث میں پائے جاتے ہیں، اس سے انکار کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے۔

* دوسرے قول میں استطاعت کو حدیث کی روشنی میں صرف زاد و راحلہ پر محمول کرنا اور اس سلسلہ میں دوسری احادیث کی طرف توجہ نہ کرنا مناسب نہیں، جب کہ امن کی شرط تو خود اسی قول میں موجود ہے جس کی صراحت کے لیے احادیث سے استدلال نہیں کیا گیا ۔

* حضرت عمر کی ازواج مطہرات کو اجازت اور ان کا حج: پہلی بات یہ ہے کہ امہات المؤمنین ‘‘وأزواجه أمهاتهم’’ پر دوسروں کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، چونکہ انہیں کچھ خاص اعتبارات حاصل ہیں جو دوسروں کو نہیں ۔

* عدی بن حاتم والی حدیث کہ ایک وقت امن اتنا ہوجائے گا کہ عورت تنہا کعبہ کا سفر کرے گی، یہ ایک حالت کے وجود کی پیشن گوئی اور خبرہے، جائز ہونے نہ ہونے سے کوئی بحث نہیں، جیسا کہ رسول اللہ نے دجالوں و کذابون کی پیشن گوئی کی، اس سے دجال و کذاب کا جواز لازم نہیں آتا ’’ (المغنی ۳۲،۵)۔

* ابن عمر کی روایت کہ عورتوں کو مساجد سے نہیں روک سکتے، ایک عمومی ہے، حج کے خصوصی احکام ہیں جیسا کہ بعض احادیث سے صراحت ہے، لہذا وہ زیادہ راجح ہیں۔

* حضرت عائشہ کی روایت کہ اللہ کے رسول نے فرمایا : عورتوں کے لیے افضل جہاد حج مبرور ہے، لیکن اسے کن شرطوں کے ساتھ کیا جائے گا، حدیث خاموش ہے، لہذا دوسری احادیث میں پائی جانے والی شرطوں کے ساتھ حج کو ادا کیا جائے گا، جہاں تک حضرت عائشہ کی تصریح کہ اس کو سننے کے بعد میں حج کو نہیں چھوڑوں گی، یہ دل کی چاہت اور تمنا ہے، واقع یہ ہے کہ یہ تنہا سفر کرکے حج پر نہیں گئیں، بلکہ حضرت عمر نے عثمان و عبد الرحمن کے ساتھ قافلہ میں بھیجا، جیساکہ امہات المومنین کے حج والی روایت میں گزرا، ابن سعد کی روایت اس کی تائید کرتی ہے:

‘‘عن عائشة بنت سعد أم ذرة قالت: سمعت عائشة تقول: لما كان عمر منعنا الحج والعمرة إذا كان آخر عام فأذن لنا، فحججنا معه، فلما توفي عمر وولي عثمان اجتمعت أنا، وأم سلمة، وميمونة، وأم حبيبة، فأرسلنا إليه نستأذنه في الحج، فقال: قد كان عمر بن الخطاب فعل ما رأيتن، وأنا أحج بكن كما فعل عمر، فمن أراد منكن تحج فأنا أحج بها، فحج بنا عثمان جميعا إلا امرأتين منا زينب توفيت في خلافة عمر ولم يحج بها عمر، وسودة بنت زمعة لم تخرج من بيتها بعد النبي ﷺ وكنا نستر’’ (الطبقات الکبری۸،۲۰۹)۔

تنہاقیدی عورت کا سفریا دار الکفر سے ہجرت کرنے والی عورت پر حج کو قیاس

کرنا بھی قیاس مع الفارق ہے ، چونکہ وہ ضرورت کا سفر ہے، اس کا دار الکفر میں رہنا مسلم ملک کی طرف سفر سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے اور اخف الضررین کا تحمل مقصود ہے، حج میں محرم کا نہ ہونا، استطاعت حج کی شرط کا نہ پایا جانا ہے جب کہ دار الکفر سے ہجرت کرنا ضرورت ہے (البحر الرائق۲؍۳۳۸)۔

* تیزی سے بڑھتے ہوئے تیز رفتار، محفوظ ، مامون وسائل سفر، اور پل پل کی خبر دینے والے آواز و تصویر والے وسائل اور سامان سفر کے باوجود امن کی شرط کے قدیم حالات ووسائل کو آج کے دور اور وسائل پر قیاس کرنا اور اس وقت کے یقینی خطرہ کو آج کے سفر کے متوہم خطرہ کو ایک ساتھ رکھنا، نہ صرف وہم ہے، بلکہ قیاس مع الفارق ہے، آج کےہوائی سفر میں اقامت سے زیادہ امن کے وسائل موجود ہیں، اقامت سے زیادہ اتصالات کے اسباب موجود ہیں، شاذ ونادر واقعات جیسے ہوائی جہاز کا اچانک کہیں لینڈ کرنا وغیرہ کو حجت بنانا درست نہیں، یہ تو کہیں بھی کبھی وقوع پذیر ہوجاتے ہیں، لہذا آج کے وسائل کی روشنی میں امن اور محرم کی شرط کو سمجھنا ضروری ہے، محرم کی شرط صرف امن کے لیے ہے یا کوئی اور مقاصد بھی ہیں، عورتوں میں بھی فرق ہے، بعض عورتیں تربیت و تعلیم کی وجہ سے اپنے امور ، مواصلات ، اتصلات، رہائش، سیکورٹی کی ایجنسیوں سے رابطے کے نظام کو بہت سے ان پڑھ، غیر تربیت یافتہ مردوں سے بھی زیادہ جاننے والی ہوتی ہیں، اس وقت عورتوں کے لیے خصوصی مراعات ہوتی ہیں، کیا اس زمانہ میں بھی ایسی عورتوں کی تربیت ہونا چاہیے کہ اپنے تمام کام بخوبی انجام دے سکیں یا ایسی مجبور ومحتاج جو دوسروں کے کیا اپنے ہی امور کو انجام نہ دے سکتی ہوں، اگر کوئی یہ سوچنا بھی چاہے تو اس وقت کے حالات میں ناممکن ہے، لہذا امن کے وسائل کے ہوتے ہوئے تربیت یافتہ عورتوں کو حج پر جانے کی اجازت پر غور کرنا ہوگا، کچھ نصوص یا صحابہ کے عمل سے یہ بات مترشح ہوسکتی ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا، محرم کی شرط والی احادیث کو افضل پر محمول کرنا بہتر ہوگا، جس کی طرف حضرت عائشہ کی صراحت والی حدیث ہوسکتی ہے، ورنہ اس حدیث میں اللہ کے رسول ضرور شرط لگاتے، چونکہ بعض سے محرم کی شرط پر پتہ چلتا ہے ، بعض سے بغیر محرم کے ، اس لیے محرم کی شرط عورت کی عفت وپاکدامنی کی حفاظت کے طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے، اگر یہ ممکن ہے تو پھر ان مراتب کے ساتھ اجازت دی جاسکتی ہے: پہلا مرتبہ: محارم کے ساتھ، دوسرا مرتبہ: ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ، تیسرا مرتبہ: ایک ثقہ عورت کے ساتھ، چوتھا مرتبہ: ثقہ مردوں کی جماعت مع عورتوں کے ساتھ، پانچواں مرتبہ: ایک ثقہ مسلمان مرد مع بیوی کے ساتھ، چھٹا:ثقہ معتمد مرد کے ساتھ، اس وقت حج کے رجسٹرڈ گروپ کے ساتھ حج پر جانا مامون ومضمون ہوسکتا ہے۔

ترجیح:

دونوں طرح کے دلائل کے جائزہ کے بعد راجح رائے یہی ہے کہ حج کے سفر میں اصل تو محرم کا ہونا ہی شرط ہے، عورتوں کو یہی ترجیح دینا چاہیے، لیکن اگر اس کے ساتھ کسی محرم کا ساتھ ہونا مشکل ہو، چاہے وہ عدم وجودگی کی وجہ سے ہو، چاہے نفقات سفر کا عدم تحمل، دونوں شکلوں میں فرض حج ادا کرنے کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئےتمام امن کے وسائل کے ساتھ تربیت یافتہ عورت کو مذکورہ مراتب کے اعتبار سے حج پر جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے، معاصر علماء میں سے ان علماء کی رائے یہی ہے، یوسف القرضاوی،عبد اللہ جبری، ابن جبرین، نجاح العزام، مشتہی، واللہ اعلم بالصواب۔

تیسری حالت: غیر فرض یا واجب کام کے لیے سفر کرنا، جیسے مستحب حج وعمرہ یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کے لیے سفریا مباح کام کے لیے سفر۔

اس میں بھی دو قول ہیں:

قول اول: بغیر محرم کے سفر درست نہیں۔

یہ قول امام ابو حنیفہ ، امام احمد و شافعی (ایک قول کے مطابق) کا ہے، امام ابو حنیفہ کے یہاں یہ ممانعت لمبے سفر کے ساتھ خاص ہے جو تین دن ورات یا زیادہ کا ہو، مختصر سفر میں اجازت ہے جیسا کہ ابھی آئے گا، بعض علماء نے اس پر اجماع لکھا ہے، حالانکہ اس پر اجماع نہیں جیسا کہ دوسرے قول میں ہے۔

دلائل قول اول:

فرض حج کے سفر میں قول اول میں عمومی احادیث ہی اس کے ادلہ ہیں، وہاں ملاحظہ ہوں۔

قول دوم: امن کی شرط کے ساتھ سفر درست ہے، یہ قول بعض مالکیہ ، بعض شافعیہ کا ہے۔

دلائل قول دوم:

فرض حج کے سفر میں قول دوم میں مذکور عمومی ادلہ ہی اس میں پائے جاتے ہیں۔

یہ سفر دو طرح کا ہو سکتا ہے، ایک دور کا اور ایک قریب کا۔

پہلی قسم: قریب کا سفر، احناف کے یہاں بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا درست ہے، جب کہ دوسرے ائمہ کے یہاں قریب اور دور کے سفر میں کوئی فرق نہیں ، یعنی دوسرے ائمہ کے یہاں عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر درست نہیں، جیسا کہ اوپر تیسری حالت کے شروع میں قول اول میں گزرا۔

دوسری قسم: لمبا سفر، اس سلسلہ میں دو قول ہیں: ایک امن کی شرط کے ساتھ بغیر محرم کا سفر درست ہے، جیسا کہ تیسری حالت کے قول دوم میں گزرا، دوسرا قول: درست نہیں، جیساکہ تیسری حالت کے قول اول میں گزرا۔

مناقشہ و ترجیح:

اس میں بھی فرض حج کی طرح دو قول اور وہی ادلہ ہیں اور وہی ترجیح ہے۔

خلاصہ ونتائج:

مذکورہ بحث کاخلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم میں وارد فرضیت حج کی آیت میں استطاعت سبیل میں امن کی شرط کے ساتھ بعض فقہاء نے محرم کو شامل کیا ہے، بعض نے زاد سفر اور سواری پر ہی اکتفا کیا اور محرم کو شامل نہیں کیا، سب کے دلائل کو بالتفصیل پیش کیا گیا ہے، اسی طرح قرآن حکیم میں سفر کی اہمیت و احکام والی آیتوں میں سفر کے مسائل تو موجود ہیں مگر تعریف سفر کی تعیین نہیں، حدیث بھی اس معاملہ میں خاموش ہے، لہذا فقہاء نے قریبی دوسرے نصوص میں اجتہاد کرکے اس کی تعریفیں لکھیں، اس سلسلہ میں بھی اختلاف ہوا جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے، مناقشہ و ترجیح کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ اصل تو لمبے سفر میں محرم کا ساتھ ہونا ہے جس میں فرض حج بھی شامل ہے، البتہ دوسرے ادلہ اور وسائل سفر میں امن کی شرط، مقاصد وعلل محرمیت کے پیش نظر مراتب کی رعایت کرتے ہوئے عورت کوضروری سفر کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر پر فقہ اکیڈمی کے سوالنامہ کے جوابات:

جواب۱: مقالہ کے اندر مسافت سفر میں فقہاء کے اقوال گزر چکے ہیں،احناف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ تین شب وروز حکم کی بنیاد ہے اور مسافت تقدیری ہے، جس کا اندازہ لگانے میں اختلاف پایا جاتاہے، یہی میری رائے ہے، جیسا کہ اس نص سے محسوس ہوتا ہے:

‘‘واختلف فقهاء الحنفية في تحديد مقدار مسيرة الأيام الثلاثة بالفراسخ، فقيل:خمسة عشر فرسخا، وقيل: ثمانية عشر فرسخا، وأكثر ما قيل ـ حسب ما رأيناه في كتبهم ـ هو واحد وعشرون فرسخا.

وعلل ذلك ابن عابدين في حاشيته باختلاف البلدان، جاء في حاشية ابن عابدين: وكذا ما في الفتح من أنه قيل: يقدر بأحد وعشرين فرسخا، وقيل: بثمانية عشر، وقيل: بخمسة عشر، وكل من قدر منها اعتقد أنه مسيرة ثلاثة أيام. انتهى.

أي بناء على اختلاف البلدان، فكل قائل قدر ما في بلده من أقصر الأيام. انتهى.

وقال ابن نجيم في البحر الرائق:وفي النهاية:الفتوى على اعتبار ثمانية عشر فرسخا، وفي المجتبى فتوى أكثر أئمة خوارزم على خمسة عشر فرسخا. انتهى’’۔

جواب ۲۔ اس مقالہ میں فقہاء کے مذاہب مع ادلہ تفصیل سے گزر چکے ہیں، اس کی روشنی میں راجح رائے یہ ہے: حج کے سفر میں اصل تو محرم کا ہونا ہی شرط ہے، عورتوں کو یہی ترجیح دینا چاہیے، لیکن اگر اس کے ساتھ کسی محرم کا ساتھ ہونا مشکل

ہو، چاہے وہ عدم وجودگی کی وجہ سے ہو، چاہے نفقات سفر کا عدم تحمل ، دونوں شکلوں میں فرض حج یا مستحب یا مباح سفر میں تمام امن کے وسائل کے ساتھ تربیت یافتہ عورت کو مقالہ میں مذکور مراتب کے اعتبار سے حج پر جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

جواب۳۔ امن ودیگر شروط کے ساتھ جائز ہے، تفصیلی ادلہ مقالہ میں ملاحظہ ہوں۔

جواب ۴۔ امن و دیگر شروط کے ساتھ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے جائز ہے، تفصیلی ادلہ مقالہ میں ملاحظہ ہوں۔

جواب ۵۔ مقالہ میں ائمہ کے اقوال مع ادلہ گزر چکے ہیں، خلاصہ کے طور پر یہ کہ دو قول ہیں: پہلے قول میں محرم کی شرط ہے، دوسرے میں امن کی شرط کو بقدر ضرورت کافی سمجھا گیا ہے۔

جواب ۶۔ امن و دیگر شروط کے ساتھ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے جائز ہے، مقالہ میں ائمہ کے اقوال مع ادلہ گزر چکے ہیں، وہاں ملاحظہ ہوں۔

جواب ۷۔ نرمی کا پہلی اختیار کیا جاسکتاہے، تقریبی مدت ۵۰ سال کی عمر قرار دی جاسکتی ہے، کچھ فقہاء نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے، امام ابو حنیفہؒ نے نماز کے سلسلہ میں معمر خواتین کو مسجد حاضر ہونے کی اجازت دی ہے۔

مآخذ بحث:

نوٹ: اس بحث میں اصلی و ثانوی مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے، آسانی کے لیے سوفٹ ویرس (Easy Quran Wa Hadees V4.1) ، ویب سائٹس اور موضوع سے متعلق جدید عربی دراسات سے مراجع اصلیہ کی عبارتوں کی کتابت وحوالے میں مدد لی گئی اور اعتماد کیا گیا ہے، جیسے نجاح العزام، مشتہی،صالح الاسمری وغیرہ ۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا محمد راشد قاسمی•

حامداً ومصلیاً أمابعد :

اسلام نے انسان کو ہرمقام پر صحیح راہ دکھائی ہے، اس کے جملہ مسائل خواہ وہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاشرت سے، اخلاقیات سے متعلق ہوں یا معاملات سے، پھر اجتماعی ہوں یا انفرادی ان تمام احکام کو دستورکی شکل میں مرتب کیا گیا اور صراط مستقیم سے وابستگی کی راہ کو آسان سے آسان ترکرنیکی کوشش کی گئی۔

منجملہ تمام مسائل کے صنف نازک(عورت) کی نزاکت وکمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت نے ان کی عفت وعصمت اور تحفظ کا بھی خاص خیال رکھا ہے ، عورتوں کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اس کے سفر کا بھی ہے، شریعت نے اس کے سفر کی شرائط اور حدود وقیودکوبھی بخوبی واضح کیا ہے۔

موجودہ دور میں پیش آمدہ سفر کی بعض صورتوں کومدنظر رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے انتیسویں فقہی سمینار میں جن چارعناوین کو سمینار کیلئے طے کیا گیا ان میں سے ایک عنوان ''خواتین کا محرم کے بغیر سفر ''ناچیز سے بھی متعلق ہے،جس کے تحت درج ذیل جزئیات کے جوابات طلب کئے گئے ہیں ۔

اب ان تمام جزئیات کے جوابات بالترتیب دینے کی کوشش کی جارہی ہے ،اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے درستگی تک پہونچنے کی توفیق بخشے،سب سے پہلے مناسب ہے کہ محرم کی تعریف کردی جائے۔

محرم کی تعریف :

''والمحرم الزوج ومن لایجوز مناکحتہا علی التابید برضاع أو صہریۃ'' (فتاوی تاتار خانیہ زکریا۳؍۴۷۵، فتاویٰ شامی زکریا۹؍۵۲۷)۔

یعنی محرم شوہر اور ہروہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو(اس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہوسکے)، خواہ رضاعت کی وجہ سے ہویا مصاہرت کی وجہ سے، مثلاعورت کے اصول مذکر (باپ، دادا، پردادا)، فروع مذکر (بیٹا،پوتا)، داماد، خسر، حقیقی، علاتی، اخیافی،بھائی ،رضاعی باپ وبھائی،حقیقی چچا،تایا،مامانوغیرہ یہ سب محارم ہیں،تقریباً اکثر فقہاء کرام نے الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ یہی تعریف کی ہے ۔

• جامعہ اسلامیہ دار العلوم محمدیہ میل کھیڑلا بھرتپور، راجستھان۔

اب تمام جزئیات کے جوابات بالترتیب ملاحظہ ہوں:

جواب جز(۱):

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں بھی اور سفر شرعی سے متعلق دیگر مسائل (قصروغیرہ)میں بھی احکام کی بنیاد سفر شرعی کی مسافت پرہے، تین شب وروز کی مدت مداراحکام نہیں ہے، بلکہ تین شب وروزکی مدت تودرحقیقت اس مسافت کے اندازہ کا ایک معیار ہے،چنانچہ قاموس الفقہ میں ہے: ''سفر کی ان سہولیات کی بابت اصل بات یہ ضروری ہے کہ وہ سفر طویل ہو، البتہ طویل سفر کی تحدید میں فقہاء کے درمیان کسی قدراختلاف ہے ،حنفیہ کے نزدیک ایسی مسافت معتبر ہے جس کو سال کے سب سے چھوٹے تین دنوں میں پیدل یا اونٹ کی اوسط رفتار سے فجر تازوال چل کر طے کیا جاسکے، اب مسافت راستہ کی نوعیت پر منحصر ہوگی ،میدانی علاقوں،پہاڑی علاقوں اور آبی علاقوں اور راستوں میں اسی کے حسب حال مسافت کا اعتبار ہوگا، فقہاء متقدمین نے میلوں کا اعتبار نہیں کیا ،صاحب ہدایہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے ،لیکن متاخرین نے عام لوگوں کی سہولت وآسانی کیلئے مسافت کی میلوں کے ذریعہ تحدید کا راستہ اختیار کیا ہے، اس سلسلے میں مشائخ حنفیہ کے یہاں تین اقوال ملتے ہیں (۱)۲۱؍فرسخ(۴۲؍میل)، (۲)۸۱؍فرسخ (۳۶؍میل)، (۳)۱۵؍فرسخ (۳۰؍میل)، علماء خوارزم نے ۳۰؍میل والے قول کوترجیح دیا ہے، لیکن عام طور پر علماء نے ۳۶؍میل والے قول پر فتویٰ دیا ہے۔

تاہم ان تمام اقوال کی اصل روح وہی ہے کہ علماء نے اپنے اپنے اندازہ کے مطابق سہ روزہ سفر کا تخمینہ کیا ہے، تاکہ عوام کو سہولت ہو، پھر اس سے حنفیہ بھی متفق ہیں کہ اگر سرعت رفتار کی بناء پر کم وقت میں زیادہ مسافت طے کرلی جائے تب بھی اس کے احکام مسافروں ہی کے ہوں گے (قاموس الفقہ۴؍۱۶۲)۔

مسئلہ سے متعلق عربی فتاویٰ کی عبارات ملاحظہ ہوں :

''قال فی الشامیۃ:وکذامافی الفتح من أنہ قیل یقدر بأحدوعشرین فرسخا وقیل بثمانیۃ عشروقیل بخمسۃ عشر وکل من قدرمنہا اعتقد أنہ مسیرۃ ثلثۃ أیام---وعلی کل فہو صریح بأن المراد بالأیام ماتقطع فیہا المراحل المعتادۃ فافہم، وقال أیضا ثم اختلفوا فقیل أحدوعشرون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لأنہ الأوسط وفی المجتبی فتویٰ أئمۃ خوارزم علی الثالث۔وجہ الصحیح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطریق فی السہل والجبل والبروالبحر بخلاف المراحل'' (فتاوی شامی زکریا۲؍۶۰۲)۔

مذکورہ جزئیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ سفر شرعی کی مسافت احکام کی بنیاد ہے، نہ کہ تین شب وروز کی مدت، پھر اس مسئلہ میں دیگر احکام شرع اور خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں ،لہذا یہاں بھی وہی حکم ہوگا۔

جواب جز (۲): سفر میں محرم کی شرط ہونے کے سلسلے میں فقہاء کے مذاہب :

مطلق سفر میں محرم کی شرط کے سلسلے میں کئی احادیث وارد ہیں جو مفہوم کے اعتبار سے تقریبا متحدہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ‘‘عن ابن عباسؓ أنہ سمع النبی ﷺ یخطب ویقول فیہ‘‘لاتسافرالمرأۃ إلامع ذی محرم’’ (متفق علیہ، اعلاء السنن ۱۷،۳۸۵)۔

(۲) ‘‘لاتسافر المرأۃ ثلثۃ إلاومعہا ذومحرم’’ (متفق علیہ، حوالہ بالا)، اس روایت میں ثلاثۃ کی قید کا اضافہ ہے۔

(۳) ‘‘وفی لفظ لأبی ہریرۃؓ لاتسافرامرأۃ مسیرۃ ثلثۃ أیام إلامع ذی رحم محرم’’ (رواہ احمد ومسلم، اعلاء السنن ۱۷، ۳۸۷)۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے نہیں کرسکتی، ان کے علاوہ بعض احادیث میں عورت کیلئے بلا محرم دودن کے سفر کی اور بعض روایات میں ایک دن کے سفر کی بھی ممانعت آئی ہے اور بعض میں عورت کو بلا محرم سفر سے مطلقاً منع کیا گیا ہے، جیسے کہ روایت نمبر ۱،میں، اس قسم کی روایات کے پیش نظر بعض علماء نے فرمایاہے کہ عورت چھوٹے یا بڑے کوئی بھی سفر محرم کے بغیر نہیں کرسکتی، چنانچہ صاحب اعلاء السنن لکھتے ہیں: ‘‘وحمل أکثر العلماء علی السفر اللغوی بقرینۃ ماروی من النہی عن السفر إلی مسیرۃ یوم أولیلۃ أو یومین أولیلتین وغیر ذلک’’ (اعلاء السنن ۱۷،۳۸۵)۔

مگر احناف نے تین دن کے سفر والی روایات کو اصل قراردیتے ہوئے انہی پر مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ عورت تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے نہیں کرسکتی، تین دن سے کم مسافت کے سفر میں بغیر محرم سفرکی گنجائش ہے، بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اسکی وجہ بیان کی ہے کہ سفر شرعی سے کم مسافت عورت کیلئے گھر کے حکم میں ہے، پس جس طرح عورت کیلئے گھر میں بغیر محرم کے رہنا جائز ہے، اسی طرح مدت سفر سے کم مسافت میں بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی گنجائش ہوگی، فرماتے ہیں :

‘‘واحتج أبو حنیفۃ بأن مادون السفر الشرعی فی حکم البیت فی جمیع الأحکام کعدم جواز القصر وعدم جواز أخذ الزکاۃ للغنی الذی لہ مال فی الوطن لا فی السفر فکمایجوز لہا أن تکون فی بیتہا بلا محرم کذلک یجوز لہا أن تکون فی أقل من مدۃ السفر بلا محرم’’ (إعلاء السنن ۱۷،۳۸۵)۔

معلوم ہوا کہ عند الاحناف تین دن سے کم مدت کے سفر میں بغیر محرم سفر کی گنجائش ہے، تین دن سے زیادہ میں نہیں۔

ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کاحکم:

عورت کا محرم کے بغیر ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا عام حالات میں ناجائز ہی ہے، کیونکہ عورت کے ساتھ محرم کی شرط عورت کو فتنوں سے بچانے اور سہولت پیداکرنیکی غرض سے ہے اور عورتوں کے اجتماع کی وجہ سے فتنہ کا خوف کم نہیں ہوتا، بلکہ اور زیادہ ہوجاتا ہے، چنانچہ علامہ کا سانیؒ رقم طرارز ہیں:

''ولہذا لایجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عند اجتماعہن أکثر ولہذا حرمت الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا امرأۃ أخریٰ'' (بدائع الصنائع زکریا ۲، ۲۹۹)۔

جواب (۳): جہاز وغیرہ میں عورت کا بلا محرم سفر:

قدیم وجدید تقریبا تمام فتاویٰ میں اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ عندالاحنافؒ عورت کیلئے تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرنا جائز نہیں ہے، خواہ اس سفر کیلئے طویل وقت درکار ہویا مختصر وقت میں طے ہوجاتا ہو، خواہ ہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعہ محفوظ نظام سفر ممکن ہویا عام سفر ہو اور وجہ میں بھی قدر مشترک اتفاق ہی ہے، وجہ یہ ہے:''لأن المرأۃ لا تقدر علی الرکوب والنزول بنفسہا فتحتاج إلی من یرکبہا وینزلہا ولا یجوز ذلک لغیر الزوج والمحرم'' (بدائع الصنائع ۲،۲۹۹)۔

یہ احناف کا مسلک تھا،جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ بغیر محرم سفر کی مطلق اجازت ہے اور احناف میں سے حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اعتماد اور امن کے حصول اور فتنہ کے ناہونے کے وقت عورت کو مطلقا بغیر محرم سفرکی اجازت دی ہے، چنانچہ علامہ کشمیریؒ فیض الباری میں فرماتے ہیں:

''ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث'' (فیض الباری،بیروت وکوئٹہ ۲،۵۳۴)۔

پس اگر شدید عذر یا مجبوری ہو، مثلا زوجین کے لمبے وقت تک دوررہنے کی وجہ سے فتنہ اور معصیت میں مبتلاہونے کا اندیشہ ہو، اگر ملاقات نہ ہوئی توگناہ کے صدور کا قوی امکان ہو یا اس طرح کے دیگر اعذار درپیش ہوں۔

اور درج ذیل چند شرائط کی پاسداری ہو:

(۱)سفر ہوائی جہاز کے ذریعہ ہو اور ایک طرف سے عورت کے محرم رشتہ دار ائیر پورٹ تک عورت کو چھوڑدیں اور سوارکرادیں اور دوسری طرف سے شوہر ائیر پورٹ سے عورت کو لے لے ،اور جہاز کا یہ سفر ڈائرکٹ فلائٹ سے ہو۔

(۲)سفر کے دوران عورت کے کسی فتنہ یا معصیت میں پڑنے کا اندیشہ اور شبہ بھی نہ ہو۔

(۳)جہاز کے سفر میں عورت کو کوئی ضرورت پڑنے کے پیش نظر جہاز میں عورتوں یا ایسی معتمد جماعت کا ساتھ ہو جس جماعت کے ساتھ ان کی عورتیں بھی ہوں،

تو اگر ضرورت شدیدہ مثلا زوجین کو گناہ سے بچانے یا دیگر مصالح کے پیش نظر ائمہ ثلاثہ کے قول کے مطابق ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا حضرت کشمیریؒ کی رائے کے مطابق مطلق سفر کی بغیر محرم کے اجازت دیدی جائے توناچیز کی ناقص رائے میں اس کی گنجائش ہونی چاہئے،یہی رائے انوار مناسک ص ۱۷۹،۱۸۰ اور انوار رحمت ص ۸۳،تا ص ۸۷،پر مفتی شبیر صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ کی بھی ہے ۔

جواب (۴): عورت کا بغیر محرم عمرہ کیلئے جانا:

گنجائش نہیں ہونی چاہیئے،کیونکہ عمرہ احنافؒ کے نزدیک سنت موکدہ ہے یا ایک قول کے مطابق واجب ہے: ''والعمرة فی العمر مرة سنة موكدة على المذهب وصحح فی الجوہرة وجوبہا وفی الحاشیۃ واختارہ فی البدائع'' (شامی ۴۷۵،۳، بدائع زکریا ۴۷۷،۲)۔

اور عمرہ کی تمام شرائط وہی ہیں جو حج کی ہیں: قال فی البدائع: ''وأماشرائط وجوبہا فہی شرائط وجوب الحج'' (بدائع ۴۷۹،۲)۔

اورحج فرض میں عورت کیلئے محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، خصوصا عندالاحناف تواس میں بہت شدت سے کام لیا گیا ہے، حتی کہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی اجازت نہیں: ''ولہذا لایجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عند اجتماعہن أكثر'' (بدائع ۲۹۹،۲)، توجب حج فرض میں بغیر محرم کے نکلنے کی گنجائش نہیں توعمرہ توسنت ہے، اس میں توبدرجہ اولیٰ بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، واللہ اعلم بالصواب۔

جواب (۵): سفر حج میں محرم کی شرط کی حیثیت اور اختلاف ائمہ:

سفر حج میں عورت کیلئے محرم کی شرط کے سلسلہ میں دلائل وہ احادیث اور فقہی عبارات ہی ہونگی جو جز (۱) کے جواب میں مذکور ہیں ، اور جز ء ۱، میں مذکور دلائل سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ عورت کیلئے تین دن کی مسافت سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں،اسی بناء پر احناف نے سفر حج میں بھی عورت کیلئے محرم ہونے کو شرط قرار دیا ہے،حتی کہ اگر عورت کو محرم یاشوہر میسر نہ ہو تو اس پر حج بھی فرض نہیں ہوتا، چنانچہ فتاوی میں مذکور ہے کہ شرائط حج میں دو شرطیں ایسی ہیں جو عورت کے ساتھ خاص ہیں: (۱) شوہر یا محرم کا ہونا اور عورت کے پاس اپنے اخراجات کے علاوہ محرم کا خرچ بھی ہونا، (۲) عورت کا عدت طلاق اور وفات سے خالی ہونا (تاتار خانیہ ۴۷۵،۳)۔

چنانچہ علامہ شامیؒ رقم طراز ہیں :

''وأما الذی یخص النساء فشرطان :أحدهما أن یكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم یوجد أحدهما لا یجب علیها الحج وهذا عندنا'' (بدائع الصنائع زکر یا ۲۹۹،۲)،''وفی الشامی مع زوج أو محرم ---مع وجوب النفقة لمحرمها علیها أی فیشرط أن تكون قادرة على نفقتها ونفقته'' (شامی زکر یا۳، ۴۶۴)۔

لیکن یہاں محرم کی شرط کی حیثیت کا متعین کرنا ضروری ہے کہ یہ محرم کا ہونا

شرط تو ہے، لیکن یہ شرط وجوب ہے ،یا شرط ادا ء؟، بعض علماء اس کو شرط وجوب قرار دیتے ہیں ،اور بعض شرط اداء ۔

شرط وجوب اور شرط اداء میں فرق یہ ہے کہ شرط وجوب وہ ہے جس پروجوب موقوف ہوتا ہے کہ اگر یہ شرط پائی گئی تو حکم واجب ہو گا ورنہ نہیں اور شرط اداء یہ ہیکہ وجوب تو ہوچکا، لیکن اسکی ادائیگی کا وجوب اس پر موقوف ہے کہ یہ شرط پائی جائے۔

نیز اگر شرط وجوب نہ پائی جائے تو اس کی تحصیل ضروری نہیں، مثلا کسی کے پاس زاد وراحلہ یعنی رقم ،روپیہ نہیں ہے تو حج کرنے کیلئے روپیہ جمع کرنا ضروری نہیں، لیکن شرط اداء نہ پائی جائے تو اسکی تحصیل واجب ہے، پس اگر شوہر یا محرم کا ہونا شرط وجوب ہو تو حج کی ادائیگی کیلئے شادی کرنا اور شوہر بنانا لازم نہ ہوگا ،لیکن اگر اسکو شرط ادا ء کہیں تو یہ چیزیں واجب ہونگی۔

لہذا جن علماء نے محرم کو شرط وجوب کہا تو ان کے نزدیک محرم یا شوہر نہ ہونیکی صورت میں عورت پر حج فرض ہی نہ ہوگا اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ محرم کے بغیر عورت پر حج فرض تو ہوجائے گا، لیکن ادائیگی اس وقت تک لازم نہ ہوگی جب تک کہ محرم نہ ملے، اگر آخر عمر تک بھی محرم نہ ملے تو حج بدل کی وصیت کر جائے۔

رہی یہ بات کہ ان دونوں قولوں میں راجح قول کونسا ہے ؟ تو علامہ کاسانیؒ نے بدائع میں شرط وجوب والے قول کو راجح قرار دیا ہے ۔

جبکہ علامہ ابن الہمامؒ اور قاضی خانؒ وغیرہ نے شرط اداء والے قول کو ترجیح دی ہے، چنانچہ فتاوی شامی میں مذکور ہے:

''وہل یلزمها التزوج ؟ قولان وفی الحاشیۃ :هما مبنیان علی أن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء، والذی اختاره فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإ یصاء إن منع المرض وخوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم ویجب علیها التزوج عند فقد المحرم وعلی الأول لا یجب شئی من ذلک کما فی البحر وفی النهر وصحح الأول فی البدائع ورجح الثانی فی النهایۃ تبعا لقاضی خان'' (فتاوی شامی زکریا ۳،۴۶۵، بدائع الصنائع زکریا ۲،۲۹۹۔۳۰۰، تاتار خانیہ۳،۳۷۵)۔

محرم کی شرط سے متعلق اختلاف ائمہ

جز (۱) میں مذکور دلائل:

''لاتسافر امرأۃ ثلثۃ أیام إلا ومعها محرم أو زوج'' وغیرہ احادیث کی وجہ سے اس بات پر تو فقہاء اربعہ تمام متفق ہیں کہ سفر حج میں محرم یا شوہر کا عورت کے ساتھ ہونا شرط ہے ،چنانچہ علامہ وہبہ الزحیلیؒ فرماتے ہیں: ''الشروط الخاصۃ بالنساء: أحدہما أن یکون مع زوج أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج وہذا متفق علیہ، للحدیث السابق لاتسافر المرأۃ ثلثۃ إلا ومعہا ذومحرم''(الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۱۰۱) ۔

اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ محرم کی عدم موجودگی میں عورت کیلئے کسی معتمد جماعت کے ساتھ جانے کی بھی گنجائش ہے،یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں ائمہ کا اختلاف درج ذیل طریقے پر ہے :

احناف وحنابلہ کا مسلک :

مذکورہ احادیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں احناف اور حنابلہ نے سفر حج میں محرم کی شرط لگائی ہے،چنانچہ ہدایہ میں ہے: ''یعتبر فی المرأۃ أن یکون لھا محرم تحج بہ أو زوج --ونفقہ المحرم علیھا'' (ہدایہ ۲۵۱،۱ مکتبہ بلال)، اور فقہا حنابلہ میں سے علامہ ابن قدامہ نے الکافی میں لکھاہے :

''فی المرأۃ ثلثۃ أمور:أحدھا لا یحل لھا السفر إلیہ بغیر محرم لماروی أبو ھریرۃؓ إلیٰ آخر الحدیث'' (الکافی۳۸۴،۱)، معلوم ہوا کہ حنابلہ محرم کی شرط کے سلسلہ میں احناف کے ساتھ ہیں، اگرچہ امام احمد کا ایک قول مالکیہ اور شوافع کے مماثل بھی ہے، ان حضرات احناف وحنابلہ کے نزدیک محرم کی عدم موجودگی میں کسی قافلہ وغیرہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ ''والخوف عند اجتماعھن أکثر''(بدائع، ہدایہ ۲۵۱،۱)۔

مالکیہ و شوافع کا مسلک :

یہ حضرات بھی مذکورہ احادیث کی وجہ سے فی الجملہ محرم کی شرط لگاتے ہیں، جیسا کہ مذکور ہوا، ان حضرات کا اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ اگر محرم یا شوہر نہ ہو یا ساتھ نہ جائے تو کیا معتبر لوگوں کی جماعت کے ساتھ عورت کا حج کیلئے سفر کرنا جائز ہے؟ یہ دونوں ائمہ اجازت دیتے ہیں ،ان میں فرق اتنا ہے کہ امام مالک کے نزدیک تو ثقہ عورتوں کی جماعت ہو یا قابل اعتماد مردوں کی دونوں کے ساتھ جائز ہے، جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ عورتوں کی جماعت ہی ہونا چاہئے اورامام مالک عورتوں کی جماعت کی قید نہیں لگاتے ،اگر چہ امام مالک کے مسلک میں بھی اکثر علماء کا رجحان اسی طرف ہے کہ عورتوں کی جماعت ہونا چاہئے، چنانچہ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

''وأوجب الشافعی علی المرأۃ الحج مع نسوۃ ثقات لامع واحد فقط، وأوجب المالکیۃ علیھا الحج مع رفقۃ مأمونۃ من النساء فقط أوالرجال فقط أو المجموع من الجنسین ودلیل الشافعیۃ والمالکیۃ عموم آیۃ----وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۰۲،۳، مکتبہ الہدیٰ انٹر نیشنل)۔

''وبکذا ذکرالاختلاف'' (فی بدائع الصنائع زکریا ۴۷۴،۳، تاتار خانیہ ۴۷۴،۳)۔

یہ محرم کی شرط سے متعلق اختلاف ائمہ کی تفصیل گزری ۔

جواب (۶):عورت کا حج ٹور یا قافلہ کے ساتھ حج کو جانا:

اگر کوئی عورت حج کے لئے مالی استطاعت توورکھتی ہے، لیکن اس کے پاس کوئی محرم نہیں ہے یا محرم کا خرچہ برداشت کرنیکی وسعت نہیں یا محرم ہے، لیکن چلنے

کوتیار نہیں توایسی صورت میں عندالاحناف ایسی عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا،محرم کو شرط وجوب کہیں توسرے سے حج فرض نہیں ہوتا اور شرط اداء کہیں تو محرم کے ملنے تک ادائیگی ضروری نہیں ۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: وأماالذی یخص النساء فشرطان أحدہما أن یکون معہا زوجہا أومحرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج وہٰذا عندنا" (بدائع الصنائع زکریا ۲۹۹،۲، شامی زکریا ۴۶۵،۳)، جب اس کے اوپر حج فرض ہی نہیں توظاہر ہے کہ حج ٹور یا حج کمیٹی کے قافلہ کے ساتھ سفر کرنے کا تکلف کرنا بے معنٰی سی بات ہے، اس لئے فقہاء احناف نے بغیر محرم کے کسی بھی طرح کی جماعت کے ساتھ سفر حج پر نکلنے سے سختی سے منع فرمایا ہے ،کیونکہ محرم کے ساتھ ہونے کے جو فوائد ہیں مثلاً رکوب ونزول اور فتنوں سے امان وہ عورتوں یا کسی طرح کی جماعت سے حاصل نہیں ہوتے: ''لأن المرأۃ لا تقدر علی الرکوب والنزول بنفسہا فتحتاج إلی من یرکبہا وینزلہا ولا یجوز ذلک لغیر الزوج والمحرم فلم تکن مستطیعۃ فی ہذہ الحالۃ'' (بدائع حوالہ مذکور)۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصریؒ نے بھی بغیر محرم کے کسی جماعت کے ساتھ نکلنے سے صریح الفاظ میں منع فرمایا ہے، وہ سفر کی حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''فأفاد ہذا کلہ أن النسوۃ الثقات لاتکفی قیاسا علی المہاجرۃ والمأسورۃ'' (البحرالرائق زکریا ۵۵۱،۲)، لہذا ان واضح عبارات کے ہوتے ہوئے عورت کو حج ٹور یا حج کمیٹی کے قافلہ کے ساتھ نکلنے کی کسی حال میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

جواب (۷): بوڑھی عورت کا حکم:

سفر میں محرم کی شرط کے سلسلے میں وارد احادیث مطلق ہیں، ان میں جوان اور بوڑھی کی کوئی تفصیل نہیں ،اسی بنیاد پر قدیم فقہی کتب اور فتاویٰ میں بصراحت یہ بات کہی گئی ہے کہ عورت بوڑھی ہو یا جوان وہ بلا محرم سفر کے عدم جواز کے سلسلہ میں برابر ہیں اور شرائط حج میں عورت کیلئے محرم کی شرط کو بیان کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ جس طرح جوان عورت کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح بوڑھی عورت بھی بغیر محرم کے سفر حج کو نہیں نکل سکتی،چنانچہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

''وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنہا لاتخرج إلابزوج أومحرم لأن ماروینا من الحدیث لایفصل بین الشابۃ والعجوز" (بدائع الصنائع زکریا ۳۰۰،۲، البحرالرائق ۵۵۲،۲)۔

اسی طرح علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: ''ولو عجوزا فی سفرہ أی لاطلاق النصوص'' (شامی زکریا۴۶۵،۳)۔

گنجائش کا پہلو: لیکن اس کے ساتھ یادرہنا چاہئے کہ فقہاء کرام کا عورت کے ساتھ محرم کی شرط لگانے کا مقصد اصلی عورت کو اثنائے سفر ابتلاء معصیت ،فتنہ سے حفاظت اور رکوب ونزول کی ضرورت کو پورا کرنا ہے، اسی لئے بعض فقہاء کرام نے

فرمایا کہ اگر کہیں فتنہ کا خوف بالکل نہ ہو، جیسے کہ وہ بوڑھی عورت جو کہ بالکل غیر مشتہاۃ اور ضعیفہ ہو تو وہ وہاں بغیر محرم کے سفر کی اجازت دی جاسکتی ہے ،لیکن بوڑھی وکمزور عورت کے سہارے کے لئے کسی کا ساتھ ہونا ضروری ہے ،

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں :

''أما العجوز التی لاتشتہی فلابأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومثلی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا'' (فتاویٰ شامی زکریا۵۲۹،۹) (یعنی وہ بوڑھی عورت جو قابل شہوت نہ ہو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کا ہاتھ چھونے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ برائی سے مامون ہو اور جب اسکو چھونا جائز ہے تواسکے ساتھ سفرکرنا اور اسکے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے، بشرطیکہ عورت اور مرد دونوں پر برائی کا خوف نہ ہو ورنہ جائز نہیں)۔

اسی جزئیہ کو بنیاد بناکر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی بوڑھی غیر مشتہاۃ عورت کو بلامحرم سفر حج کی اجازت دی ہے (ملاحظہ ہو:امداد الفتاویٰ ۲۰۱،۴)۔

اور موجودہ دوورکے علماء میں حضرت مفتی شبیر صاحب مرادآبادی مدظلہ نے انوار مناسک ص ۱۷۷پر اور مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی مدظلہ نے بھی نفائس الفقہ ۱۶۰،۴پر اسی رائے کو ترجیح دی ہے کہ بوڑھی عورت مذکورہ حکم سے مستثنیٰ ہونی چاہئے۔

اور یہی بات عقل سے بھی زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے کہ جو بوڑھی عورت اس حدکو پہنچ گئی ہے کہ اس سے کسی فتنہ کا خوف نہیں اور نہ اس پر کسی فتنہ کا خوف ہو اسکو اس حکم سے مستثنیٰ رکھنا چاہئے، کیونکہ حکم کا اصل مدار خوف فتنہ ہے جب فتنہ کا خوف نہ ہوتو حکم بھی مختلف ہونا چاہئے۔

لہذا أحقر بھی اسی رائے کی تائید کرتا ہے کہ بوڑھی عورت کو اس حکم سے مستثنیٰ رکھا جائے، واللہ اعلم بالصواب

عمر کی حد: رہی بات عمر کی حد مقرر کرنیکی توعمر کا وہ حصہ جس میں بوڑھا پا اس حدکو پہونچ جائے کہ فتنہ سے امان محسوس ہو، لوگوں کی طبیعتوں، مزاجوں، اور اعضاء کے قوت وضعف کے حساب سے مختلف ہوتا ہے ،اس لئے حتمی طور پر کسی حدکو مقررکرنا مشکل ہے ،جو عورت عمر کے جس مرحلہ میں بھی اس حالت کو پہونچ جائے کہ ابتلائے معصیت اور فتنہ کا اندیشہ نہ رہے اس کو اسی مرحلے میں سفر کی اجازت دی جائے گی، لیکن عام حالات میں اندازہ کیلئے اگر ساٹھ ستر سال کی عمر مقرر کی جائے توشاید مناسب ہو۔

انوار مناسک میں بھی ۷۰،۶۰سال کی عمر کا اندازہ ہی مقررکیا گیا ہے، واللہ اعلم بالصواب وعلمہ أتم وأکمل۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مفتی فرید احمد کاوی•

تمہید:

اسلامی شریعت میں عورت کے متعلقہ مسائل انتہائی حساس نوعیت کے ہیں، ایک طرف اسلام عورت کو حقیقی معنی میں انسان سمجھ کر انسانی و اسلامی حقوق میں مرد کے مساوی اور مقابل کا درجہ دیتا ہے تو دوسری طرف تخلیقی طورپر اس میں پائی جانے والی ظاہری و باطنی، جسمانی و نفسیاتی کمزوریوں کی وجہ سے متعدد امور میں عورت کے لیے جداگانہ احکام دیے گئے ہیں، اکثر وہ امور جو مرد و عورت کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی سے متعلق ہیں، ان میں عورت کی رعایت کرتے ہوئے مرد پر کچھ شرائط عائد کی گئی ہیں، اورعورت کو متعدد ذمہ داریوں سے بری قرار دے کر اس کو راحت پہنچائی گئی ہیں۔

سفر میں عورت کے لیے محرم کی شرط عورت کی سہولت کے پیش نظر ہی ہے، نہ کہ پابندی اور حصار کے لیے۔

البتہ موجودہ دور میں دوایسی بنیادی تبدیلیاں آئی ہیں جس سے دین داری اور روایت پسندی کے بہت سارے معیاربدل گئے ہیں، آزادخیالی اور عقل پرستی پر مبنی مغربی تعلیم اور افکار؛ جو ہر اعتبار سے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے مساوی قرار دیتے ہیں، انسانیت میں شریک ہونے کے باوجود؛ دونوں کی صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کا دائرہ فطرت نے ہی جداگانہ رکھا ہے،جیسا کہ دو مختلف مردوں ،صغیر وکبیر، باپ بیٹے وغیرہ کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

٢۔ جدید ٹیکنالوجی کے سبب معاش و معیشت کے اسباب میں ایسی تبدیلی آ گئی ہے جس کی وجہ سے بظاہر عملی زندگی کے بہت سے شعبوں میں اسلامی طریقۂ حیات کو اپنانا دشوار معلوم ہوتا ہے، مگر یہ اسلامی احکام کی کمزوری نہیں، بلکہ غیر اسلامی ماحول عام ہونے اور اسلامی ماحول عام نہ ہونے کی وجہ سے ہے، نیز اسلام کی انسان دوستی اور فطرت سے ہم آہنگی کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انسانی معاشرہ صحیح و غلط جس راہ پر بھی چل پڑے، آنکھ بند کرکے اس کو اپنا لیا جائے اورپھر اس کے مطابق اسلام کو اور احکام کو ڈھالا جائے، حقیقت یہ ہے کہ اسلام بذاتِ خود ایک طریقۂ حیات ہے اور

• استاذ جامعہ علوم القرآن جمبوسر، ضلع بھروچ۔

لوگوں کو ان کے اپنے ایجاد کردہ طریقۂ حیات سے بہتر طریقۂ حیات پر چلانا چاہتا ہے، وہ لوگوں کو اپنا پابند کرنا چاہتا ہے، خود کولوگوں کی بے راہ روی کے حوالے نہیں کرتا، سفر میں عورت کے لیے محرم کی شرط ، بھی ایک ایسا ہی مسئلہ ہے ، جو ہمارے زمانہ میں مذکورہ بالا دونوں تبدیلیوں سے متأثر ہونے کے سبب فکری ، فقہی اور عملی طورپر موضوع بحث بن گیا ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے انتیسویں سمینارمیناس موضوع کو منتخب کرکے وقت کی اہم ضرورت اور پکار پر لبیک کہا ہے ، اس کے لیے وہ مبارکباد کی مستحق ہے، اللہ تعالی اس کی خدمات کو قبول فرمائے ۔

عورت کے لیے سفر میں محرم کی شرط کے متعلق فقہاء اربعہ کے مذاہب:

فقہاء اربعہ میں سے بعض کے نزدیک عورت کے سفر کے حکم میں حج اور غیر حج کا کوئی فرق نہیں، جب کہ بعض کے یہاں سفرِ حج اور غیر حج کا حکم الگ الگ ہے، تفصیل اس کی درج ذیل ہے :

* شوافعؒ کے نزدیک عورت پر وجوب حج کے لیے محرم، شوہر یا نساء ثقات؛ تین میں سے کوئی ایک کا پایا جانا ضروری ہے، اگر تین میں سے کوئی ایک بھی میسر نہ ہو تو حج لازم نہ ہوگا،اور فقط ایک ثقہ عورت کے میسر ہونے کی صورت میں حج واجب تو نہ ہوگا، مگر اس کے ساتھ حج کرنا جائز ہوگا، گویا اس حالت میں سفرِ حج کے لیے نکلنا گناہ نہیں، بعض شوافع کے نزدیک اس طرح ایک ثقہ عورت کی موجودگی میں بھی حج فرض ہوجائے گا، البتہ شوافع کے یہاں مشہور قول یہی ہے کہ محرم، شوہر اور ثقہ عورتوں کے ہوتے ہوئے حج فرض اور اس کے بغیر فرض نہیں ہے، البتہ ایک ثقہ عورت میسر آنے کی صورت میں حج کے لیے نکلنا جائز ہوگا۔

جب کہ فرض حج کے علاوہ دیگر اسفار حتی کہ نفل حج کے لیے بھی محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے ، اس کے بغیر خروج جائز نہیں۔

* مالکیہ کے نزدیک وجوبِ حج کے لیے محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے ، اور محرم کے بجائے مامون رفقاء سفر کا ہونابھی فرضیت حج کے لیے کافی ہے ، اور رفقاء مامون فقط عورتیں ، فقط مرد اور مرد وعورت کا مجموعہ، ہر سہ قسم کے ہوسکتے ہیں، مالکیہ کے نزدیک حج کے علاوہ دیگر واجب سفر کا حکم بھی سفرِ حج کی طرح ہے ۔

جب کہ ‘فرض حج ’ یا ‘واجب سفر ’کے علاوہ دیگر اسفار حتی کہ نفل حج کے لیے بھی محرم و شوہر ضروری ہے ، اس کے بغیر خروج جائز نہیں۔

* حنابلہ کے یہاں محرم یا زوج کا وجوب حج کے لیے ضروری ہے ، اس کے بغیر حج فرض ہی نہیں۔

یہی شرط حج کے علاہ دیگر اسفار کے لیے بھی ہے ۔

* حنفیہ کے یہاں سفرِ حج کے لیے محرم یا زوج کا ہوناضروری تو ہے، البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ محرم کی شرط وجوب حج کے لیے ہے یا وجوب اداء کے لیے،نیز حنفیہ کے یہاں محرم یا زوج کی شرط سفرِ طویل یا سفر اصطلاحی(مسیرۃ ثلاثۃ ایام) میں ہے ، اس سے کم مسافت میں محرم یا زوج کا ہونا ضروری نہیں۔

یہی تفصیل حج کے علاوہ دیگر اسفار میں ہے (المفصل فی أحکام المرأۃ ٢،١٦٥-١٦٧، موسوعۃ فقہیہ کویتیہ)۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ احناف کو چھوڑ کر دیگر ائمہ حضرات کے یہاں عورت کے لیے محرم ہونے کی شرط ہر اس خروج میں ضروری ہے ، جس کو عرف ولغت مینسفر کہاجاتا ہو، سفر طویل یا قصیر کی کوئی تحدید نہیں، قصر اور دیگر رخصتوں کا مسئلہ الگ ہے (المجموع فتح الباری٤،٩٠)۔

ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مطلق سفر کے اعتبار سے احناف کے یہاں قدرے وسعت ہے ، بایں طور کہ سفر قصیر یعنی مادون الثلاث میں محرم کی شرط نہیں، جب کہ ائمہ ثلاثہ کے یہاں یہ شرط ہے، اور سفر حج میں مالکیہ اور شافعیہ کے یہاں وسعت ہے ، اس لیے کہ سفر حج میں زوج و محرم کے علاوہ معتمد عورتوں کی رفاقت بھی کافی ہے، جب کہ حنابلہ اور احناف کے یہاں زوج یا محرم کا ہونا ضروری ہے ، ہاں حنفیہ کے یہاں اگر سفرِ حج بھی مسافت سفر سے کم کا ہو تو عورت تنہا بھی حج کے لئے جاسکتی ہے۔

محرم کی شرط کا تعلق مسافت سے یا زمان سے ؟

حضرات حنفیہ کا اصل مذہب بھی یہی ہے کہ زمانہ کا اعتبار ہوگا، فراسخ اور مسافت کا اعتبار نہ ہو، البتہ متاخرین نے متعدد وجوہات کی بنا پر فراسخ کا اعتبار کیا ہے ، اور اب فی زماننا یہ مسئلہ متفق علیہ و مسلم ہے ، اس لیے ہم اس کو بحث سے خارج سمجھتے ہیں،البتہ متاخرین فقہاء احناف، بلکہ دیگر مذاہبِ فقہ کی عبارات اس پر متفق ہیں کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلے میں سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے ، تین شب و روز کی مدت ، شرط محرم کی بنیاد نہیں۔

مذہبِ احناف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرکوئی شخص تین دن کی مسافت، دو دن میں طے کر لے تو وہ قصر کرے گا، اور علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بطورکرامت یہ مسافت انتہائی قلیل وقت میں طے کر لے تو وہ بھی قصر کرے گا ، گر چہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں بہ سبب عدمِ علت (مشقت) ایسے شخص کے لیے قصر رخصت ہونے کو نادرست قرار دیا ہے ۔

اس بارے میں زیادہ سے زیادہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ سفر سے متعلقہ رخصتیں اور خروج کے لیے محرم کی شرط؛ دونوں کا تعلق سفرِ شرعی سے ہے ، اور وہ مروج مذہبِ حنفی کے مطابق مسافت سے متعلق ہے ، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں حکموں

کی علت بھی متحد ہو؛جیسا کہ ظاہر ہے، کیوں کہ سفر کی رخصتوں کی علت حقیقتاً یا حکماً ‘مشقت ’ ہے، جب کہ متعددمسائل میں احکام میں تبدیلی سے واضح ہوتا ہے ،شرطِ محرم کی علت ‘خوفِ فتنہ ’ ہے، یہ اور بات ہے کہ اس علت کو کسی وجہ سے طرداً وعکساً مؤثر نہیں مانا گیا ہے، اور جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے ،اس اعتبار سے یہ مسئلہ مذاہبِ اربعہ مینانتہائی پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔

‘‘(قولہ ولا اعتبار بالفراسخ) الفرسخ ثلاثۃ أمیال والمیل أربعۃ آلاف ذراع علی ما تقدم فی باب التیمم (قولہ علی المذہب) لأن المذکور فی ظاہر الروایۃ . اعتبار ثلاثۃ أیام کما فی الحلیۃ وقال فی الہدایۃ: ہو الصحیح احترازا عن قول عامۃ المشایخ من تقدیرہا بالفراسخ . ثم اختلفوا فقیل : واحد وعشرون، وقیل: ثمانیۃ عشر، وقیل: خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لأنہ الأوسط . وفی المجتبی فتوی أئمۃ خوارزم علی الثالث. وجہ الصحیح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطریق فی السہل والجبل والبر والبحر بخلاف المراحل معراج۔

(قولہ حتی لو أسرع فوصل فی یومین قصر) أی إلی مکان مسافتہ ثلاثۃ أیام بالسیر المعتاد بحر . وظاہرہ أنہ کذلک لو وصل إلیہ فی زمن یسیر بکرامۃ لکن استبعدہ فی الفتح بانتفاء مظنۃ المشقۃ وہی العلۃ فی القصر’’ (رد المحتار۲؍۶۰۳)۔

‘‘وعلی اعتبار سیر الثلاثۃ بمشی الأقدام لو سارہا مستعجلا کالبرید فی یوم قصر فیہ وأفطر لتحقق سبب الرخصۃ وہو قطع مسافۃ ثلاثۃ بسیر الإبل ومشی الأقدام ، کذا ذکر فی غیر موضع ، وہو أیضا مما یقوی الإشکال الذی قلناہ ، ولا مخلص إلا أن یمنع قصر مسافر یوم واحد ، وإن قطع فیہ مسیرۃ أیام ، وإلا لزم القصر لو قطعہا فی ساعۃ صغیرۃ کقدر درجۃ کما لو کان صاحب کرامۃ الطی; لأنہ یصدق علیہ أنہ قطع مسافۃ ثلاثۃ بسیر الإبل وہو بعید الانتفاء مظنۃ المشقۃ وہی العلۃ’’ (فتح القدیر۳؍۲۹)۔

البتہ فتح الباری میں ابن حجرؒ کی ایک عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بقول شرط محرم کی بنیاد ‘زمان ’ہے، وہ فرماتے ہیں :

‘‘أن الحکم فی نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالزمان ، فلو قطعت مسیرۃ ساعۃ واحدۃ مثلا فی یوم تام لتعلق بہا النہی ، بخلاف المسافر فإنہ لو قطع مسیرۃ نصف یوم مثلا فی یومین لم یقصر فافترقا. واللہ أعلم’’ (فتح الباری۲؍۶۶۰، ابواب التقصیر) ۔

یہ ابواب التقصیرکی عبارت ہے اور اس عبارت میں وہ سفر کے دو احکام :قصر اورشرطِ محرم کے درمیان فرق بیان فرما رہے ہیں، البتہ فقط ایک پہلو ذکر فرمایا ہے ، یعنی ایک ساعت کا سفرایک دن رات طویل کر دیا تو شرط محرم لاگو ہوگی اور تنہا سفر ممنوع ہوگا، مگر سفر کا دوسرا حکم یعنی قصر صلوۃ لاگو نہ ہوگا، کیوں کہ شرط محرم کا تعلق ‘زمان ‘سے ہے جو متحقق ہے ، جب کہ قصر کا تعلق ‘مسافت‘ سے ہے ،جو متحقق نہیں۔

لیکن ابن حجرؒ نے یہاندوسرا پہلو بیان نہیں فرمایا،یعنی اگر بالفرض کوئی عورت

ایک دن رات یا زیادہ کی مسافت ایک ساعت میں طے کر لے تو کیا شرط محرم اس کو لاگو ہوگی یا نہیں ؟ کیوں کہ زمان کا تحقق نہیں ہوا،اسی کا جواب دیتے ہوئے علامہ ظفر احمدؒ اعلاء السنن میں فرماتے ہیں :

''قلنا: لم یفترقا، فإن نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالمسافۃ أیضا کالمسافر دون الزمان کما زعمہ، لما فی طریق أخری من لفظ: ''مسیرۃ ثلاث لیال والعجب من الحافظ کیف غفل عن ہذا اللفظ مع ذکرہ إیاہ بعد صفحۃ'' (اعلاء السنن ۲۷۵،۷)۔

مہاجرہ و ماسورہ کا بلا محرم سفر :

عورت کے سفر کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت ''سفر اضطرار '' کی ہے ،جیسے دار الکفرسے دار الاسلام کی طرف ہجرت، کفار کی قید سے فرار و نجات پانے والی عورت کا سفر،وغیرہ؛ اس کے متعلق کتب احناف میں صراحت ہے کہ وہ بدون محرم بھی درست ہے ، بلکہ ہر حال میں فرض ہے، محرم میسر نہ ہو تو بھی ضروری ہے، اور فقہاء احناف کی عبارات میں تصریح ہے کہ بدونِ محرم بھی یہ سفر واجب ہے ۔

''الہجرۃ علی المرأۃ من بلاد الکفار واجبۃ وإن کان سفرہا وحدہا حراماً'' (غمز ۳۳۵،۱)۔

البتہ اس موقع پر محقق فقہاء احناف نے یہ صراحت بھی ہے کہ در حقیقت یہ وہ 'سفر' اصطلاحی نہیں، جس میں مسافر مسافتِ متعینہ کا قصد کرتا ہے، بلکہ یہ محض اضطراری خروج ہے، ایسی عورت کی طرف سے متعینہ مسافت اور منزل کے قصد کا بھی اعتبار نہیں، چنانچہ دار الحرب سے نکلنے کے بعد یا قید سے فرار ونجات حاصل کرنے کے بعد اگر اس کو مسلمانوں کی چھاونی یا اورکوئی محفوظ پناہ میسر آجائے تو وہاں سے آگے کا سفر بدونِ محرم درست نہ ہوگا، علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اہون البلیتین کو اختیار کرنے جیسا ہے، یعنی فی نفسہ سفر ناجائز ہی ہے، مگر بڑے مفسدہ اورگناہ سے بچنے کے لیے اس سے کمتر نقصان اور گناہ کو گوارا کیا جائے گا۔

اس کاخلاصہ یہ ہے کہ حج یا دیگر مقاصد کے لیے عورت کے سفر و خروج کو اس سفرِ ہجرت و نجات کی طرح ضرورت و حاجت میں داخل کرنا درست نہیں، یہی بات ابن ہمامؒ نے قدرے تفصیل سے بحث فرماتے ہوئے ذکر کی ہے:

''بخلاف المہاجرۃ فإنہا لا تنشء سفرا، ولکنہا تقصد النجاۃ ألا تری أنہ لو وصلت إلی جیش من المسلمین فی دار الحرب حتی صارت آمنۃ لم یکن لہا أن تسافر بعد ذلک من غیر محرم، ولأنہا مضطرۃ ہناک لخوفہا علی نفسہا ألا تری أن العدۃ ہناک لا تمنعہا من الخروج، وہنا لو کانت معتدۃ لم یکن لہا أن تخرج للحج، وتأثیر فقد المحرم فی المنع من السفر کتأثیر العدۃ فإذا منعت من الخروج لسفر الحج بسبب العدۃ فکذلک بسبب فقد المحرم، وہذا لأن المرأۃ عرضۃ للفتنۃ، وباجتماع النساء تزداد الفتنۃ ، ولا ترفع إنما ترفع بحافظ یحفظہا، ولا یطمع فیہا،

وذلک المحرم" (المبسوط۴،۱۱۱)۔

"فإن الموجود من المهاجرة والمأسورة لیس سفرا لأنہا لا تقصد مکانا معینا ، بل النجاة خوفا من الفتنۃ ، فقطعہا المسافۃ کقطع السابح، ولذا إذا وجدت مأمنا کعسکر من المسلمین وجب أن تقر ولا تسافر إلا بزوج أو محرم، علی أنہا لو قصدت مکانا معینا لا یعتبر قصدہا ، ولا یثبت السفر بہ ، لأن حالہا وہو ظاہر قصد مجرد التخلص یبطل عزیمتہا علی ما عرف فی العسکر الداخل أرض الحرب ، ولو سلم ثبوت سفرہا فہو للاضطرار لأن الفتنۃ المتوقعۃ فی سفرہا أخف من المتوقعۃ فی إقامتہا فی دار الحرب ، فکان جوازہ بحکم الإجماع علی أن أخف المفسدتین یجب ارتکابہا عند لزوم إحداہما ، فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إلیہ دفعا لمفسدۃ تفوق مفسدۃ عدم المحرم والزوج فی السفر فی دار الإسلام ، وہو منتف فی الفرع، ولہذا یجوز مع العدۃ بخلاف سفر الحج تمنعہ العدۃ فیمنعہ عدم المحرم کالسفر المباح" (فتح القدیر۲،۴۲۷)۔

مطلق ممانعت کا حکم :

ذیل میں کچھ وہ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں، جن میں شابہ اور عجوز؛ دونوں کے لئے بغیر محرم سفر کی ممانعت کا حکم ہے ، عموماً یہ عبارتیں حج کے باب میں مذکور ہیں، متعدد کتب احناف میں عجوز کے لیے بھی ممانعت کی تصریح ہے ، چوں کہ فقہ حنفی بلکہ دیگر مذاہبِ فقہ کا بھی یہ مشہور مسئلہ ہے، اس لیے شابہ و عجوزاور سفرِ حج و سفر مطلق کے بارے میں علی الاطلاق بغیر محرم سفر کی ممانعت سے متعلق فقط چند عبارات اور حوالے پیش کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اور اس کے بعد مسئلہ کے دوسرے پہلوؤں (عجوز کے حق میں جزوی رخصت، ممانعت کی علت؛وغیرہ) پر گفتگو کی جائے گی:

بدائع الصنائع میں ہے :

"وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روینا من الحدیث لا یفصل بین الشابۃ والعجوز وکذا المعنی لا یوجب الفصل بینہما لما ذکرنا من حاجۃ المرأۃ إلی من یرکبہا وینزلہا بل حاجۃ العجوز إلی ذلک أشد لأنہا أعجز وکذا یخاف علیہا من الرجال وکذا لا یؤمن علیہا من أن یطلع علیہا الرجال حال رکوبہا ونزولہا فتحتاج إلی الزوج أو إلی المحرم لیصونہا عن ذلک، واللہ أعلم" (بدائع الصنائع۳،۵۶-۵۵، دارالکتب العلمیۃ)۔

البحر الرائق میں ہے :

"وعبارۃ المجمع أولی وہی یشترط فی حج المرأۃ من سفر زوج أو محرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولا فاسق مع النفقۃ علیہ وأطلق المرأۃ فشمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النصوص" (البحر الرائق ۲،۵۵۳)۔

درمختار اور شامی میں ہے :

(و) مع (زوج أو محرم) ولو عبدا أو ذمیا أو برضاع (بالغ) قید لہما کما فی النہر بحثا (عاقل والمراہق کبالغ).....لامرأۃ حرۃ ولو عجوزا فی سفر ، قال الشامی: (قولہ ولو عجوزا)

أی لإطلاق النصوص بحر. قال الشاعر: لکل ساقطۃ فی الحی لاقطۃ -- وکل کاسدۃ یوما لہا سوق'' (۴۶۵،۳)۔

بوڑھی عورت کے لیے بغیر محرم سفر کی جزوی اجازت:

در مختار میں ہے :''أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتھا ومس یدہا إذا أمن، ومثلی جاز المس جاز سفرہ بہا، ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا، وإلا لا'' (۵۲۹،۹)۔

اس کے تحت علامہ شامیؒ نے کچھ اور اقوال بھی عجوز کے حق میں گنجائش ہونے کے نقل کیے ہیں، گر چہ ہر ایک پر کچھ کلام بھی کیا ہے ، مگر گنجائش سے انکار نہیں کیا جاسکتا ، جیسا کہ حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے، کما سیاتی۔

''قال فی القنیۃ : وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغیر محرم ، فلا تخلو برجل شابا أو شیخا، ولہا أن تصافح الشیوخ فی الشفاء عن الکرمینی العجوز الشوہاء والشیخ الذی لا یجامع مثلہ بمنزلۃ المحارم ا ہـ. والمتبادر أنہما بمنزلۃ المحارم بالنسبۃ إلی غیرہما من الأجانب ویحتمل أن یکون المراد أنہ معہا کالمحارم ویؤید احتمال الوجہین ما قدمناہ آنفا عن الذخیرۃ وعلی الثانی ففی إطلاق الشارح نظر فتدبر'' (۵۲۹،۹)۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ نے در مختار کی اسی عبارت کے مطابق بوڑھی عورت کے لیے قابل اعتماد رفقاء سفر کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، سوال و جواب اس طرح ہے :

سوال (۲۵۴۵) : قدیم ۴، ۲۰۱- سفر مرأۃ کے لئے محرم کا شرط ہونا فقہاء کہتے ہیں، شابّہ وعجوزہ کی تعمیم بھی کتب فقہ میں مصّرح ہے، فتحپور میں شاہ لطف رسول صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ جناب نے فرمایا ہے کہ عجوز کے لئے ضرورت نہیں ہے، اس کو سنداً مکرر مراجعت کتب فقہ کی گئی۔ شامیؒ، فتحؒ، بحرؒ، عالمگیری سب میں عجوز کی تصریح ہے، اگر جزئیہ نظر اقدس سے گذری ہو اطلاع سے عزت افزائی فرمائی جائے؟

''الجواب: فی الدرالمختار: أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن، ومثلی جاز المس جاز سفرہ بہا، ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا، وإلا لا، وتکلم فیہ صاحب رد المحتار بشیء'' (۳۶۲،۵)۔

میں نے شاید درمختارکے اسی جزئیہ پر کہا ہوگا گو اچھی طرح یاد نہیں ، بہر حال گنجائش ضرور ہے'' (امداد الفتاوی جدید ۲۳۹،۹، قدیم ۴۲۰۱)۔ ۱۲، صفر ۱۳۳۰ھ (تتمہ اولیٰ ص ۱۴۶)

فتاوی عالمگیری میں ہے : ''ولا تسافر المرأۃ من غیر محرم ثلاثۃ أیام فما فوقہا، واختلفت الروایات فیما دون ذلک ..... وقال حماد رحمہ اللہ : لا بأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (عالمگیری ۵۵۳،۵ ، ارشاد الساری إلی مناسک ملا علی قاری : ۶۱، المحیط البرہانی ۱۱۴،۸)۔

فتاوی دارالعلوم میں شامی کی ایک اور عبار ت سے عجوز کے حق میں جواز سفر پر استدلال ہے :

روایات فقہیہ جواز کی بعض مشائخ سے بعض معتبرات میں موجود ہیں، علامہ شامی نے کتاب الحظر والاباحۃ فصل البیع میں فرماتے ہیں: ‘‘وفیہ إشارۃ إلی أن الحرۃ لا تسافر ثلاثۃ أیام بلا محرم، واختلف فیما دون الثلاث وقیل : إنہا تسافر مع الصالحین، والصبی والمعتوہ غیر محرمین کما فی المحیط قہستانی (۵۵۹،۹)۔

پھر آگے فرماتے ہیں: اور بعض وقائع صدر اول کے مثلاً مہاجرت حضرت زینبؓ کی زید بن حارثہ اور رجل من الانصار کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک اور امثال اس کے بھی قابل لحاظ ہیں، اور واقعہ یہ ہے کہ وقائع میں ایک ضرب اجتہاد سے کام لینا پڑتا ہے: ‘‘قال فی الفتح من الخلع: والحق أن علی المفتی أن ینظر فی خصوص الوقائع’’ واللہ تعالی أعلم۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ (۵۳۴،۶)۔

ملاحظات:

(۱) ان تمام عبارات میں عجوز کے حق میں مذہب احناف کے مطابق سفر بلا محرم کی گنجائش ہے ، اور جو عبارات بطور حوالہ پیش کی گئی ہیں، وہ مطلق سفر سے متعلق ہے، حج کے ساتھ خاص نہیں،چنانچہ در مختار، شامی اور عالمگیری کی عبارتیں حظر و اباحت کے ابواب میں مذکور ہیں۔

(۲) یہ تمام عبارات گر چہ احناف کے مشہور مذہب کے مطابق نہیں، تاہم اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ متعدد فقہاء احناف کے یہاں گنجائش ہے اور ہمارے اکابر نے ا س کے مطابق فتوے بھی دیے ہیں۔

(۳) حضرت اقدس تھانویؒ نے مذہب شوافع کے مطابق بوڑھی عورت کو دوسری عورتوں کے ہمراہ یا رجال صالحین کے ساتھ خاص سفر حج کی اجازت دی ہے، حضرت تھانویؒ کا یہ فتوی مجالس حکیم الامت میں مذکور ہے :

باہر سے ایک سوال آیا کہ ایک صاحب حج کو جا رہے ہیں، ان کے ساتھ ان کی خالہ بھی ہیں، اور ایک دوسری معمر عورت جو ان کی محرم نہیں ہے وہ بھی ان کی خالہ کے ساتھ سفر حج میں شریک ہونا چاہتی ہے ، کیایہ جائز ہے ؟

حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، حنفی مذہب میں تو ا س صورت میں بھی اجازت نہیں، اور شافعی مذہب میں اگر ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں تو اجازت ہے، اور حنفی کو کسی خاص مسئلہ میں شافعی کی تقلید بوقت ضرورت جائز ہے، ضرورت کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا، اشرف علی، -رمضان، ۱۳۵۷ ھ، (مجالس حکیم الامت ، ص: ۲۹۰)۔

محرم کی شرط؛ شرط وجوب یا شرط اداء:

فقہاء احناف کے اس بارے میں دونوں طرح کے قول ہیں ،بعض حضرات (کاسانی، سروجی، طحاوی، ابو حفص بخاری)کے نزدیک 'محرم' نفسِ وجوب کی شرط ہے اور بعض حضرات (قاضی خان،قدوری) کے نزدیک وجوب ادا کی شرط ہے، اور اسی کو زیادہ تر حضرات نے راجح قرار دیا ہے ۔

اسی پر یہ مسئلہ مبنی ہے کہ محرم اگر اپنے ذاتی خرچ پر عورت کے ساتھ آنے پر راضی نہ ہو تو اس کا نفقہ عورت پر واجب ہوگا، اور اگر عورت محرم کے نفقہ پر قادرنہ ہو؛ تو نفسِ وجوب کے بعد وجوبِ اداء سے قاصر سمجھی جائے گی، اور اسی حالت(محرم کے نفقہ پر عدم قدرت) کے ساتھ موت ہوجائے تو'وصیت' لازم ہوگی۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں :

''واختلفوا فی أن المحرم شرط الوجوب أو شرط الأداء علی حسب اختلافہم فی أمن الطریق (ہدایہ)۔

(قولہ واختلفوا إلخ) ثمرتہ تظہر فی وجوب الوصیۃ بالحج إذا مات مثلا قبل أمن الطریق، أو ہی قبل وجود المحرم أو نفقتہ علی القول باشتراطہا، فمن قال: إن ذلک شرط الوجوب یقول: لا یجب الإیصاء لأن الموت قبل الوجوب. ومن قال: بأنہا شرط الأداء قال: یجب لأن الموت بعد الوجوب، وإنما عذرت فی التأخیر وفی وجوب التزوج علیہا بمن یحج بہا إن لم تجد محرما،

وأما وجوب نفقۃ المحرم وراحلتہ إذا أبی أن یحج إلا أن تقوم لہ بذلک وہو محل الاختلاف فی وجوب نفقتہ علیہا، قال الطحاوی: لا تجب.ہو قول أبی حفص البخاری ما لم یخرج المحرم بنفقتہ، لأن الواجب علیہا الحج لا إحجاج غیرہاوقال القدوری تجب لأنہا من مؤن حجہا" (فتح القدیر)۔

البحر الرائق میں ہے :

''وأشار المصنف إلی أن أمن الطریق والمحرم من شرائط الوجوب لأنہ عطفہ علی ما قبلہ وہو أحد القولین، وقیل شرط وجوب الأداء۔

وثمرۃ الاختلاف تظہر فی وجوب الوصیۃ وفی وجوب نفقۃ المحرم وراحلتہ إذا أبی أن یحج معہا إلا بہما وفی وجوب التزوج علیہا لیحج معہا إن لم تجد محرما،

فمن قال ہو شرط الوجوب قال لا یجب علیہا شیء من ذلک لأن شرط الوجوب لا یجب تحصیلہ، ولہذا لو ملک المال کان لہ الامتناع من القبول حتی لا یجب علیہ الحج، وکذا لو أبیح لہ.

ومن قال إنہ شرط وجوب الأداء وجب جمیع ذلک۔

ورجح المحقق فی فتح القدیر أنہما مع الصحۃ شروط وجوب أداء بأن ہذہ العبادۃ تجری فیہا النیابۃ عند العجز لا مطلقا توسطا بین المالیۃ المحضۃ والبدنیۃ المحضۃ لتوسطہا بینہما، والوجوب

أمر دائر مع فائدتہ فیثبت مع قدرۃ المال لیظہر أثرہ فی الاحجاج والإیصاء''(البحر الرائق)۔

شامی میں ہے :

''(قولان) ہما مبنیان علی أن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء، والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض، وخوف الطریق أو لم یوجد زوج، ولا محرم، ویجب علیہا التزوج عند فقد المحرم، وعلی الأول لا یجب شیء من ذلک کما فی البحر، وفی النہر وصحح الاول فی البدائع، ورجح الثانی فی النہایۃ تبعا لقاضیخان، واختارہ فی الفتح اہ'' (شامی۳،۴۶۵)۔

فقہاء کے اختلاف کی بنیاد اور حکم کی علت :

اس مسئلہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ فقہاء کے درمیان پائے جانے والے اس اختلاف کی بنیاد کیا ہے؟ نصوص سے استدلال واستنباط میں اختلاف؟ یا تعلیل والحاق میں اختلاف؟

ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف کی بنیاد نص کی تعمیم و تخصیص میں استدلال کا اختلاف ہے ، وہ فرماتے ہیں :

''وسبب الخلاف: معارضۃ الأمر بالحج والسفر إلیہ للنہی عن سفر المرأۃ ثلاثا إلا مع ذی محرم . .....فمن غلب عموم الأمر قال: تسافر للحج وإن لم یکن معہا ذو محرم، ومن خصص العموم بہذا الحدیث أو رأی أنہ من باب تفسیر الاستطاعۃ قال : لا تسافر للحج إلا مع ذی محرم'' (بدایۃ المجتہد ۲،۷۹۱)۔

لیکن اس پر اعتراض یہ ہے کہ نصِ قرآنی کے عموم کو غالب رکھنے والے سفرِ حج کے لیے محرم یا نساء ثقات کی شرط کیوں لگاتے ہیں؟ اور نساء ثقات سے حاصل ہونے والا امن و اطمینان ہے تو پھر حج وغیر حج؛ ہر طرح کے اسفار کی اجازت ہونی چاہئے، نیز ابن رشدؒ کی بات کا اعتبار کریں تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ بہر صورت، نص کو عام مانیں یا خاص، اس حکمِ شرعی (عدم جواز سفر بلا محرم) کی کوئی تو علت ہوگی، کیونکہ احکام شرع میں اصل تعلیل ہے۔

لیکن جس طرح خوف فتنہ اور عدم فتنہ (نیز، عجوز، آزاد اور مملوکہ عورت نیزصیانت وحفاظت کے اہل اور نااہل محرم) کی بنیاد پر فقہاء کرام نے احکام میں تبدیلی کا جوحکم لگایا ہے (کما سیأتی)، اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اس حکم کی بنیاد کسی خاص علت پر ہے، اور اسی کی بنیاد پر فروعات کے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے۔

یہاں ہم متعدد فروعات سے متعلق فقہاء کرام،اور خصوصا فقہاء احناف کی عبارات اور ان کے بیان کردہ احکام ذکر کرتے ہیں ، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس حکم کی بنیاد 'خوف فتنہ اور عدم فتنہ ' کی علت ہے۔

تعلیل کے سلسلے میں اولاً یہ بات جان لینا چاہئے عورت کے سفر میں محرم کی شرط اوربلا محرم سفر کی ممانعت کا حکم حدیث شریف میں صراحتاً مذکور ہے ، یعنی

ممانعت منصوص ہے ، البتہ اس کی علت حدیث میں صراحتاً یا اشارۃً مذکور نہیں، اور فقہاء کرام نے اس کی جو بھی علت ذکر فرمائی ہے ، وہ استنباط و اجتہاد کے درجہ میں ہے ۔

اکثرحضراتِ فقہاء کے نزدیک اس ممانعت کی علت خوف فتنہ ہے، اور یہی علت جوازو عدم جواز کی بنیاد ہے، اسی بنیاد پر قدیم و جدید فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، چنانچہ قدیم فقہاء اور ائمہ اربعہ میں سے بھی جن حضرات نے بلا محرم عورت کے سفر کی اجازت دی ہے ، انہوں نے قابل اعتماد عورتوں کی رفاقت، بڑے قافلہ وغیرہ امور کی شرط لگائی ہے ،یہ شرائط بذات خود اس امر کی دلیل ہے کہ ان حضرات فقہاء کے نزدیک قابل اعتماد عورتوں کی رفاقت سے خوف فتنہ ختم ہوجاتا ہے ۔

علامہ ابن حجر ہیثمی ؒ فرماتے ہیں :

‘‘الکبیرۃ المائۃ: سفر المرأۃ وحدہا بطریق تخاف فیہا علی بضعہا’’ (الزواجر عن اقتراف الکبائر)۔

بدائع الصنائع میں ہے: ‘‘لأنہا إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لا یؤمن علیہا إذ النساء لحم علی وضم الا ما ذب عنہ ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عند اجتماعہن أکثر ولہذا حرمت الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا امرأۃ أخری------ وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم لان ما روینا من الحدیث لا یفصل بین الشابۃ والعجوز وکذا المعنی لا یوجب الفصل بینہما لما ذکرنا من حاجۃ المرأۃ إلی من یرکبہا وینزلہا بل حاجۃ العجوز إلی ذلک أشد لأنہا أعجز وکذا یخاف علیہا من الرجال وکذا لا یؤمن علیہا من أن یطلع علیہا الرجال حال رکوبہا ونزولہا فتحتاج إلی الزوج أو إلی المحرم لیصونہا عن ذلک، واللہ أعلم’’ (بدائع الصنائع۳،۵۶-۵۵، دارالکتب العلمیۃ)۔

ہدایہ میں ہے:‘‘ولنا قولہ علیہ الصلاۃ والسلام: ‘‘لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم’’ ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا غیرہا بخلاف ما إذا کان بینہا وبین مکۃ أقل من ثلاثۃ أیام لأنہ یباح لہا الخروج إلی ما دون السفر بغیر محرم..... ولو کان المحرم فاسقا، قالوالا یجب علیہا لأن المقصودلا یحصل بہ’’ (ہدایہ ، کتاب الحج ۱،۲۵۱)۔

ہدایہ میں اسی علت کی بنا پر باندی اور ام ولدکو بدون محرم سفر کی اجازت مذکور ہے:

‘‘ولا بأس بأن تسافر الأمۃ وأم الولد بغیر محرم، لأن الأجانب فی حق الإماء فیما یرجع إلی النظر، والمس بمنزلۃ المحارم علی ما ذکرنا من قبل، وأم الولد أمۃ لقیام الملک فیہا وإن امتنع بیعہا’’ (ہدایہ کتاب الکراہیۃ)۔

بحر الرائق میں ابن نجیم ؒ فرماتے ہیں :

‘‘والمحرم من لا یجوز لہ مناکحتہا علی التأبید بقرابۃ ، أو رضاع ، أو مصاہرۃ أطلقہ فشمل المسلم والذمی والحر والعبد ولا یرد علیہ المجوسی الذی یعتقد إباحۃ نکاحہا والمسلم

القريب إذا لم يكن مأمونا والصبى الذى لم يحتلم والمجنون ؛ لأن المقصود من المحرم الحفظ والصيانة لها وهو مفقود فى هؤلاء الأربعة ولم أر من شرط فى الزوج شروط المحرم وينبغى أنه لا فرق ؛ لأن الزوج إذا لم يكن مأمونا ، أو كان صبيا ، أو مجنونا لم يوجد منه ما هو المقصود كما ذكرنا" (البحر الرائق ۵۵۲،۲)۔

حفظ و صیانت کی علت کو مؤثر ماننے والی ایسی ہی عبارتیں : غمز عیون البصائر: ۸۷،۲، بنایہ شرح ہدایہ ، ۲۳،۴، ہندیہ: ۲۴۱،۱ وغیرہ میں مذکور ہے ۔

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں :''اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بد دین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں'' (بہشتی زیور۱۴۱،۳)۔

علامہ شامیؒ کے نزدیک بھی ممانعت کی وجہ خوف فتنہ اور فساد زمان ہے، اوراسی بنیاد پر رد المحتار میں انہوں نے شیخینؒ کی اس روایت کو ذکر کیا ہے جس میں ایک دن رات کا سفر بھی بدون محرم درست نہیں، اور شرح اللباب کے حوالے سے اس کے متعلق لکھا ہے: ''ينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان" ،اور پھر اس قول کو صحیحین کی حدیث سے مؤید قرار دیا ہے، لیکن علامہ شامیؒ تین دن یا زیادہ کے سفر میں خوفِ فتنہ نہ ہو تو جواز کے حکم میناس علت کو جاری نہیں کرتے ۔

''قوله:(فى سفر) هو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم. بحر.وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان، شرح اللباب، ويؤيده حديث الصحيحين: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذى محرم عليها وفى لفظ لمسلم: مسيرة ليلة وفى لفظ يوم لكن قال فى الفتح: ثم إذا كان المذهب الأول فليس للزوج منعها إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام'' (۴۶۵،۳)۔

صاحب در مختار علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں: ''أما العجوز التى لا تشتهى، فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، ومتى جاز المس جاز السفر بها، ويخلو إذا أمن عليه وعليها'' (در مختار۹، ۵۲۹، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانویؒ نے در مختار کی اسی عبارت کے مطابق بوڑھی عورت کے لیے قابل اعتماد رفقاء سفر کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے (امداد الفتاوی جدید۲۳۹،۹، قدیم ۴۲۰۱)۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ ،عورت کے سفر کی ممانعت سے متعلق یوم، یومین اور ثلاثۃ ایام ؛ کی تحدید والی مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہینکہ یوم اور یومین کی ممانعت ضعفِ اسلام کے زمانہ میں شدتِ خوف کی وجہ سے ہی تھی، اور کمالِ شوکت کے بعد مستقلاً ثلاثۃ ایام کا سفر بدون محرم کی ممانعت آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی:

‘‘قلت: بل حجتہم أن ذکر الثلاث کان بعد ذکر ما دونہا فکانت المرأۃ منہیۃ عن السفر مسیرۃ برید أولا حین غلبۃ الخوف وشدۃ ضعف الإسلام ثم نہیت عن السفر میسرۃ یوم ولیلۃ حین حصلت للمسلمین قوۃ ثم نہیت عن مسیرۃ یومین حین زادت قوتہم ثم نہیت عن السفر مسیرۃ ثلاث إلا بمحرم حین کملت قوتہم وزادت شوکتہم و ہذا أحسن ما یجمع.....’’ (اعلاء السنن ۱۰، ۱۲-۱۳)۔

ابن القیم جوزی ؒ فرماتے ہیں :

‘‘الوجہ الحادی عشر: أنہ علیکم حرم الخلوۃ بالأجنبیۃ ولو فی إقراء القرآن، والسفر بہا ولو فی الحج وزیارۃ الوالدین، سدا لذریعۃ ما یحاذر من الفتنۃ وغلبات الطباع’’ (اعلام الموقعین ۱، ۱۱۱)۔

حضرت علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ اور مفتی سعید پالنپوری صاحب دامت برکاتہ کی رائے :

حضرت علامہ انورشاہ کشمیری ؒ فرماتے ہیں:

‘‘قلت: ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد و الأمن من الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث ، أما فی الفقہ فہو من باب مسائل الفتن’’ (فیض الباری ۲، ۵۳۴)۔

میرے نزدیک عورت کا بدون محرم سفر کرنا بھی درست ہے ، شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن و اعتماد ہو، اور اس کے متعلق بہت سا مواد میں نے ذخیرہ احادیث میں دیکھا ہے۔ جب کہ فقہ میں یہ مسئلہ فتن کے باب سے متعلق ہے ۔

اسی طرح العرف الشذی میں ہے :

‘‘واعلم أن الحدیث فی السفر غیر سفر الحج وأما العلماء فیذکرون مسألۃ سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث، وکذلک الطحاوی وغیرہ فعل مثل ہذا أی ذکر سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث، ثم ورد فی الأحادیث: لا تسافر المرأۃ فوق ثلاثۃ أیام ، وفی بعض الروایات سفر یوم، وفی بعض الروایات سفر یوم ولیلۃ وغیرہا من الألفاظ، ومذہب أبی حنیفۃ أن سفر الحج إن کان ثلاثۃ أیام فلا تسافر إلا ومعہا محرم، وإذا کان أقلَّ من ثلاثۃ أیام فیجوز لہا السفر، فیقال: إن الأحادیث ترد علی أبی حنیفۃ، أقول: لا ترد علی أبی حنیفۃ، فإن الأحادیث لیست بواردۃ فی سفر الحج بل فی غیرہ من الأسفار، والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام، وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد’’(العرف الشذی، کتاب الرضاع باب ما جاء فی کراہیۃ أن تسافر المرأۃ وحدہا)۔

(سفر کے متعلق وارد احادیث ، سفر حج سے متعلق نہیں ،اور علماء سفرِ حج کا مسئلہ بھی ان ہی احادیث کے ماتحت ذکر کرتے ہیں، اور امام طحاویؒ اور دوسرے حضرات نے بھی ایسا ہی کیا ہے ، یعنی سفرِ حج کا حکم بھی مطلق سفر کے متعلق وارد احادیث کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے، پھراحادیث مینمذکور ہے کہ عورت کے لیے تین دن سے

زیادہ کا سفر (بدون محرم)کرنا درست نہیں، بعض روایات میں ایک دن رات کے سفر کا ذکر ہے ،اور بعض میں دیگر الفاظ (دو دن ،رات) کا ذکر ہے، اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ ؒ کا مذہب یہ ہے کہ اگر سفر حج تین دن سے طویل ہو تو بدون محرم درست نہیں، اور اگر تین دن سے کم ہو تو ایسا سفر درست ہے،کوئی کہے کہ احادیث امام ابو حنیفہ ؒ کے مذہب کے خلاف ہے ، تو میں کہوں گا کہ یہ احادیث (ایک اور دو دن کے سفر کی ممانعت والی) امام ابو حنیفہ ؒ کے مذہب کے خلاف نہیں، کیونکہ یہ احادیث خاص سفر حج سے متعلق نہیں، بلکہ دوسرے اسفار سے متعلق ہیں، اور اس بارے میں محقق قول یہ ہے کہ حکم کا مدار فتنہ(اندیشۂ معصیت) ہونے یا نہ ہونے پر ہے، اور یہ امر مبتلی بہ کی رائے پر چھوڑ دیا جائے گا، اس میں ایام کی تحدید نہیں کی جائے گی، میرے نزدیک یہی مذہبِ محقق ہے، گرچہ کسی نے اس کی تصریح نہیں کی ہے)۔

حضرت علامہ کشمیری ؒ کی اس بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ بدونِ محرم عورت کے سفر و خروج مینحکم کی بنیاد خوف فتنہ ہے، چنانچہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایک دن کا سفر بھی بدون محرم ممنوع ہوگا، اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو تین دن یا زائد کا سفر بھی بدون محرم درست ہوگا، اور سفر حج مینامام صاحب ؒ کے قول کے متعلق حضرت شاہ صاحب ؒ فرماتے ہیں: یہ احادیث سفر حج کے علاوہ دوسرے اسفار سے متعلق ہیں، اور چوں کہ ان میں ایک دن، دو دن، تین دن؛ مختلف مدتوں کا ذکر ہے ، اس لیے تطبیق یہ ہوگی کہ خروج و سفر کے جواز و عدم جواز کی بنیاد فتنہ کا اندیشہ ہے، اور فتنہ کا اندیشہ اور خوف کے متعلق مبتلی بہ کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا، پھر چوں کہ احادیث میں مطلقاً بدون محرم سفر حج کی ممانعت وارد ہے ، اس لیے امام ابو حنیفہ ؒ نے رائے مبتلی کے اصول کے مطابق تین دن رات کی مدت بیان فرمائی ہے ۔

یا امام ابو حنیفہ ؒ کی طرف سے حضرت شاہ صاحب ؒ کے جواب کا مطلب یہ ہوگا کہ چوں کہ سفر حج طویل المدت ہوتا ہے ، جس میں صحت و مرض ، خلوت و جلوت ، حاجت و قناعت کے مختلف احوال سے گذرنا پڑتا ہے ، جن میں عورت مرد کی محتاج ہوتی ہے ، اس لیے سفر حج بدونِ محرم درست نہ ہوگا،حضرت شاہ صاحب ؒ کے جواب کا یہی مطلب حضرت مولانا مفتی سعید پالنپوری صاحب دامت برکاتہم نے سمجھا ہے ، اور تحفۃ الالمعی میں ذکر فرمایا ہے ۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ کی بات کا مطلب ، ملفوظات محدث کشمیری ؒ میں، مولانا سید احمد بجنوری ؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت شاہ صاحب ؒ سفرِ حج کو عام سفر کی احادیث سے الگ مانتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں :ممانعت بلا محرم کی تمام احادیث عام اسفارِ حاجات سے متعلق ہیں، سفر حج سے ان کا تعلق نہیں، لہٰذا اگر فتنہ کا گمان نہ ہو اور حج کو جانے والی دوسری ثقہ عورتوں کا بھی ساتھ ہونے سے ا طمینان ہو

تو بغیر محرم کے بھی فریضہ حج ادا کر سکتی ہے ، اور دوسرے اسفار میں بھی فتنہ پر مدار ہے،الخ ''(۳۷۱)۔

بہر اس کا خلاصہ بھی یہی نکلتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک حکم کا مدار 'فتنہ 'پر ہے ۔

حضرت مفتی سعید صاحب دامت برکاتہم خود بھی عورت کے لیے محرم کی شرط کو کسی مدت و مسافت سے مشروط کرنے کے بجائے فتنہ و عدم فتنہ سے متعلق قرار دیتے ہیں (تحفۃ الالمعی۳،۶۰۸۔۶۰۹)۔

تجزیہ :

ما قبل میں مذکورمحققین احناف کی عبارات سے چند امور واضح ہوتے ہیں:

(۱) علامہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا مفتی سعید صاحب دامت برکاتہم 'خوف فتنہ' کی علت طرداً و عکساً مؤثر مانتے ہیں، یعنی خوف فتنہ ہو تو ایک دن کا سفر بھی بلا محرم ممنوع ہوگا اور فتنہ سے امن ہوتو تین دن یا زائد کا سفر بھی بلا محرم درست ہوگا۔

(۲) اسی طرح صاحب در مختار، عالمگیری، اور علامہ شامی(حظر و اباحت) وغیرہ کی سابق میں مذکورعبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عجوز کے حق میں یہ حضرات فتنہ کی علت کو طردا و عکساً مؤثر مانتے ہیں(یہ اور بات ہے کہ حج کے بیان میں عجوز کے متعلق ان کی عبارات برعکس حکم بیان کرتی ہیں)۔

(۳) بحر، ہدایہ، بنایہ، لباب ،غمز، ہندیہ اور بہشتی زیوروغیرہ متعدد کتبِ احناف میں اس علت کو اس طرح بھی طرداً و عکساً جاری کیا گیا ہے کہ محرم اگر مسلم ،ذمی ، آزاد اور غلام ؛ جو بھی ہو سفر درست ہے ، چوں کہ حفظ و صیانت کا مقصد حاصل ہے ، اور اگر محرم مجوسی، صبی، مجنون اورمسلمِ غیر مامون (فاسق وغیرہ) ہو تو ان کے ساتھ عورت کا سفر درست نہیں، کیوں کہ مقصد حاصل نہیں، حتی کہ شوہر بھی مجنون و صبی ہو تو وہ بھی کافی نہیں۔

(۴) فقہاء احناف اسی تعلیل کی بنا پر باندی اور ام ولد کو بلا محرم سفرکی اجازت دیتے ہیں۔ یعنی ان کے حق میں اجانب کا حکم بھی محارم کا ہے ، تو خوف فتنہ نہ رہا۔

(۵) علامہ شامیؒ ، صاحب لبابؒ،مولانا ظفر احمد عثمانیؒ وغیرہم کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حضرات تین دن سے کم (یوم و یومین) میں تو خوفِ فتنہ کی علت طرداو عکساًمؤثر مانتے ہیں، البتہ تین دن یا اس سے زائد میں اس علت کو حکم کا مدار نہیں مانتے۔

یعنی کل چار طرح کے مسائل میں فقہاء احناف نے اس علت (خوف فتنہ)کو بنیاد بنا کر احکام متفرع فرمائے ہیں :(۱) عجوز (۲) باندی (۳) محرم میں بھی فتنہ سے اطمینان اور حفظ وصیانت کی اہلیت(۴) مادون الثلاث میں بھی خوف فتنہ کی صورت میں خروج کی

ممانعت إلا مع المحرم۔

شاید علامہ کشمیریؒ نے متعدد مسائل میں فقہاء احناف کی اسی تعلیل کو دیکھتے ہوئے ہی تمام قسم کے اسفار میں علت کے مطابق حکم لگایا ہے اوراس کو اپنی رائے کے مطابق 'مذہب'قرار دیا ہے ۔

مگر پھر بھی یہ عقدہ لا ینحل رہتا ہے کہ تقریباً علامہ کشمیریؒ کو چھوڑکر تمام فقہاء احناف تین دن یا زائد سفر میں اس علت سے بحث نہیں فرماتے ، اورعورت کیلیے (شابۃ کوعلی الاطلاق اور عجوز کے بارے میں قدرے تفصیل وشرط کے ساتھ) بغیر محرم سفر کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔

تو پھر اس ممانعت کی علت کیا ہے ؟ (۱) نفسِ سفر،جیسے کہ رخصت قصر میں،(۲)خوف فتنہ ، جس کے وجود و عدم سے حکم بدلتا رہے،(۳) عورت کی طبیعت اورضعیف ذات جسے ہر حال میں فتنہ و خطرہ درپیش رہتا ہے ، اوراس وجہ سے حکمِ منع بھی مستقل رہے، (۴)یا یہ محض امر تعبدی ہے ؟

(۶) شافعیہ اور مالکیہ، نساء ثقات یا رفقۃ مامونۃ کے ہوتے ہوئے وجوب حج کے قائل ہیں، اس سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکم کا مدار اسی علت پر ہے ، مگر غور کرنے سے کچھ دوسرے امور بھی سامنے آتے ہیں:

(الف) ان حضرات کے یہاں یہ مشروط اجازت فقط 'فرض حج ' یا 'واجب سفر 'کے ساتھ خاص ہے،یعنی دیگر اسفار مثلاً تجارت، زیارت، حتی کہ نفل حج میں بھی نساء ثقات یا رفقۃ مامونۃ کے ساتھ عورت کا سفر کرنا جائز نہیں۔

(ب) خوف فتنہ والی علت پر حکم دائر ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ امن کی صورت میں عورت کا تنہا سفرکرنا بھی درست ہو، حالاں کہ معتمد قول کے مطابق شوافع اور مالکیہ ا س کے قائل نہیں، ''وأما حديث عدی بن حاتم، فليس فيه بيان حكم الخروج فيه ما ہو ولا يستلزمه، بل بيان انتشار الأمن، ولو كان مفيدا للإباحة كان نقيض قولهم فإنه يبيح الخروج بلا رفقة ونساء ثقات''(فتح القدير ۲،۴۲۸)۔

(ج) ان حضرات کے استدلالات پر نظر کریں تو واضح ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور بلا محرم سفر کی ممانعت کے عموم کو آیت کریمہ ''ولله على الناس حج البيت الخ''سے خاص کرتے ہیں،یا کہہ لیجئے کہ بعض حضرات آیت کے عموم کو غالب رکھ کر حدیثِ نہی کو فرض حج کے ما سوا اسفار سے متعلق قرار دیتے ہیں ، گویا نساءِ ثقات کے ساتھ سفرِ حج کے وجوب میں خوف فتنہ سے امن کی بہ نسبت وجوب حج اور اسقاط فریضہ کا پہلوزیادہ مؤثر ہے ، اور اسی لیے فرض کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے بلا محرم سفر ممنوع قرار دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرات مالکیہ اور شوافع کے مذہب کے مطابق بھی یہ عقدہ لا ینحل

رہتاہے کہ آخر اس ممانعت کی علت کیا ہے ؟

قیاس بمقابلہ نص :

جیسا کہ سابق میں ہم نے ذکر کیا ؛ فقہاء احناف نے عورت کے لیے سفر میں شرطِ محرم کی علت (خوف فتنہ)کو مد نظر رکھتے ہوئے (۱)عجوزاور(۲) باندی کے لیے محرم کی شرط نہیں لگائی ہے اور(۳) محرم کے متعلق بھی فتنہ سے امن (عدم فسق)اورحفظ و صیانت کا اہل ہونے اور(۴) مادون الثلاث خروج میں بھی خوف فتنہ کی صورت میں محرم کی شرط لگائی ہے ۔ اس کا ظاہری تقاضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس علت (خوف فتنہ)کو عورت کے سفر کی تمام صورتوں میں طرداً و عکساً جاری کیا جائے ۔ اور تین دن یا زیادہ کے سفر میں بھی اگر خوف فتنہ نہ ہوتو بغیر محرم سفر کی گنجائش ہو۔

مگر اس کے باجود تمام ہی فقہاء احناف نے صراحت وشدت کے ساتھ تین دن اور زیادہ کے سفر میں محرم کی شرط ضروری قرار دی ہے، اور بعض محققین نے تو اس طرح تعلیل کرکے بغیر محرم سفر کے جواز کو ‘قیاس بمقابلہ نص ’قرار دیا ہے،محققین احناف کی متعدد کتابوں میں بدون محرم سفر کے جواز کو قیاس بمقابلہ نص قرار دیا گیا ہے، ذیل میں چند عبارات پیش ہیں :

(۱) اصول الشاشی میں ہے :

‘‘وکذلک إذا قلنا جاز حج المرأة مع المحرم فیجوز مع الأمینات کان ہذا قیاسا بمقابلة النص وہو قولہ علیہ السلام: ‘‘لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر فوق ثلاثة أیام ولیالیہا إلا ومعہا أبوہا أو زوجہا أو ذو رحم محرم منہا’’ (اصول الشاشی : ۸۵، شروط صحة القیاس)۔

یہاں ‘ سفر مع الامینات ’ کو ‘سفر مع المحرم ’ پر (بجامع أمن الفتنة فی کلٍ منہما)قیاس کرنے کو قیاس بمقابلہ نص قرار دیا ہے۔

(۲)اللباب فی الجمع بین السنة والکتاب (أبو محمد علی بن زکریا المنبجی م:۶۸۶ ھ) میں ہے :

‘‘وذہب بعضہم إلی أنہا تخرج مع امرأة حرة مسلمة ثقة من النساء قیاسا علی الأسیرة المسلمة إذا تخلصت من أیدی الکفار أو الکافرة إذا أسلمت فی دار الحرب فإنہا یجوز لہا الخروج إلی دار الأسلام بلا محرم والمعنی فیہ أنہ سفر واجب فکذلک الحج ، قلت : ہذا قیاس فی مقابلة النص فلا یصح، ولأنہما لو کانا سواء لجاز لہا أن تحج من غیر محرم و لا امرأة’’ (اللباب ۱/۴۱۶، مکتبہ حقانیہ)۔

(۳) فتح القدیر میں ہے :

‘‘والقیاس علی المہاجرة والمأسورة إذا خلصت بجامع أنہ سفر واجب .....قد خص منہ سفر المہاجرة والمأسورة فیخص منہ سفر الحج أیضا قیاسا علیہ بجامع أنہ سفر واجب، ویصیر الداخل تحت اللفظ مراد بالسفر المباح. قلنا: لا یمکن إخراج المتنازع فیہ لأن فی عینہ نصا یفید

أنہ مراد بالعام ، وہو ما رواہ البزار من حدیث ابن عباس.....وبہ یظہر فساد القیاس الذی عینوہ لأنہ یعارض النص" (فتح القدیر ۲،۴۲۷)۔

(۴) البحر الرائق میں ہے :

"فأفاد ہذا کلہ أن النسوۃ الثقات لا تکفی قیاسا علی المہاجرۃ والمأسورۃ ; لأنہ قیاس مع النص و مع وجود الفارق فإن الموجود فی المہاجرۃ والمأسورۃ لیس سفرا، لأنہا لا تقصد مکانا معینا بل النجاۃ خوفا من الفتنۃ حتی لو وجدت مأمنا کعسکر المسلمین وجب أن تقر" (البحر الرائق ۲،۵۵۱)۔

آخری تینوں عبارتوں میں 'سفرِ حج بدون محرم 'کو 'سفر ہجرت بدون محرم 'پر (بمعنی أنہ سفر واجب) قیاس کرنے کو قیاس فی مقابلۃ النص قراد دیا ہے۔

تجزیہ :

فقہاء احناف کا یہ جواب (قیاس بمقابلہ نص) حضرات شوافع اور مالکیہ کی دو مختلف قیاسی دلیلوں کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے، پہلا قیاس یہ تھاہے کہ سفر مع المحرم اس لیے درست ہے کہ محرم کے سبب فتنہ سے امن ہوتاہے ، پس دیگر ذرائع (امینات وثقات)کی رفاقت سے بھی امن حاصل ہوتو یہ سفر درست ہوگا، دوسرا قیاس یہ تھا کہ سفر ہجرت واجب ہے ، اور اس کے لیے بدون محرم سفر بھی واجب ہے ، اسی طرح حج بھی واجب ہے ، پس اس کے لیے بھی بغیر محرم سفر درست ہوگا۔

ان دومیں سے دوسرے قیاس کے متعلق تو یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ قیاس بمقابلہ نص ہے اور مردود ہے، البتہ اصول الشاشی میں جس چیز کو قیاس بمقابلہ نص کہا گیا ہے، وہ بظاہر درست نہیں معلوم ہوتا، قیاس بمقابلہ نص کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اصل میں موجود علت کو فرع میں جاری کیا جائے تو یہ حکم کسی نص کے خلاف جا پڑے ، جیسے کہ سفر ہجرت بدون محرم پر 'سفر حج بدون محرم' کوسفر واجب کی علتِ جامعہ سے قیاس کرکے جائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا تویہ اس نص(حدیث) کے خلاف ہوگا، جس میں صراحت کے ساتھ بغیر محرم سفر حج سے بھی منع کیا گیا ہے، قذف محصنات فی الصلوۃ پر قہقہ کو (جنایت) کی علتِ جامعہ کی بنیاد پر قیاس کرکے عدم نقض وضو کا حکم لگایا جائے تو یہ اس نص (حدیث) کے خلاف ہوگا جس میں صراحت کے ساتھ قہقہہ کو ناقض وضو کہا گیا ہے ۔

پس شوافع اور مالکیہ کا ہجرت کے سفر واجب پر حج کے سفر واجب کو قیاس کرنا اور مقیس علیہ کے مطابق مقیس(سفرِ حج) میں بھی بدون محرم سفر کی اجازت دینا قیاس بمقابلہ نص ہونے کی وجہ سے درست نہیں۔

البتہ سفر حج مع المحرم پر قیاس کرکے سفر مع الامینات کوبھی امن فتنہ کی علتِ جامعہ کی بنیاد پر درست کہا جائے تو اس میں قیاس بمقابلہ نص نہیں ، جیسا کہ صاحبِ

اصول الشاشیؒ نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ؛کیوں کہ سفر مع الامینات کی مقیس علیہ کوئی اور نص نہیں ، بلکہ وہی نص ہے ، جس کو صاحبِ اصول الشاشی' مقابل 'قرار دے رہے ہیں، یعنی سفر مع الامینات کا جواز اس نص کا مقابل نہیں، بلکہ بواسطہ تعلیل اسی نص سے ملحق ہے، چنانچہ اصول الشاشی کی مشہور شرح ''فصول الحواشی '' کے مصنف نے اس مقام پر اعتراض کرتے ہوئے یہی بات تحریرفرمائی ہے :

''وللخصم أن یقول: أن الأمینات ألحقت بہما فکانت فی معناہما و مثلہ لا یفید مخالفۃ النص کما فی قولہ علیہ السلام إنما الوضوء علی من نام مضطجاً، ألحقت صورۃ الاتکاء بالاضطجاء مع أن کلمۃ إنما للحصر'' (فصول الحواشی ،۴۰۱)۔

اس مقام پر فصول الحواشی کے محشی نے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں علت کے جریان میں فرع اصل کی نظیر نہیں، جو قیاس کی شرط ہے ، کیوں کہ اصل میں محرم کی وجہ سے حفظ وامن حاصل ہے ، جب کہ فرع میں مع الامینات ، حفظ و امن حاصل نہیں ہوتا،بلکہ فتنہ کی زیادتی ہے ۔

مگرغور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ محشی نے اس اعتراض کو تو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ قیاس بمقابلہ نص نہیں، اور الحاق وتعلیل ہی ہے، البتہ اس تعلیل وقیاس میں ایک دوسرے مانع کے سبب اس قیاس کو نادرست کہتے ہیں، اور وہ مانع ان کے نزدیک علت میں اصل اور فرع کا نظیر نہ ہونا ہے،گویا یہ مانع نہ ہواور کسی دیگر طریقے سے فتنہ سے امن کا یقین ہو تو محشی کو بھی الحاق پر کوئی اعتراض نہیں، پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ محشیؒ اگر امینات اور ثقات کی موجودگی کو بجائے امن و حفظ کے زیادتیٔ فتنہ سمجھتے ہوں تو ضروری نہیں کہ دوسرے حضرات بھی ایسا ہی سمجھتے ہوں، دوسرے حضرات امینات اور ثقات کی موجودگی کو فتنہ سے امن سمجھتے ہیں تو پھر انہیں تعلیل اور الحاق کا حق حاصل ہے، اور فقہاء احناف میں بہت سے حضرات نے عجوز کے حق میں، باندی کے حق میناسی طرح تعلیل و الحاق کی بنیاد پر بغیر محرم(بشرط امن فتنہ) سفرکرنے کو جائز قرار دیا ہے ۔

مختصر جوابات:

(۱) متقدمین فقہاء احناف کے مطابق سفرِ اصطلاحی کا تعلق 'ثلاثۃ ایام ' یعنی زمان سے ہے، البتہ متاخرین اب متفق ہیں کہ احکام سفر کا تعلق مسافت سے ہے۔

(۲) احناف وحنابلہ کے یہاں سفرِ شرعی میں محرم ضروری ہے، شافعیہ کے نزدیک سفرِ حج میں محرم کی بجائے نساء ثقات کی گنجائش ہے ۔ اور مالکیہ کے نزدیک سفرِ حج کے ساتھ سفرِ واجب بھی مستثنی ہے ، اور محرم کے بجائے رفقۃ مامونۃ کی گنجائش ہے ،جو فقط مردیا فقط عورت یا دونوں کا مجموعہ ہو سکتے ہیں۔

(۳) احناف کے یہاں اس کی گنجائش مشکل ہے، البتہ شرطِ محرم کی علت کا اعتبار

کریں تو یہ درست ہوسکتا ہے ، اور احناف نے متعدد فروعات میں علت ‘خوفِ فتنہ ’کا اعتبار کرکے احکام جاری کیے ہیں، دیگر مذاہب میں نساء ثقات یا رفقۃ مامونۃ سے مشروط اجازت فقط سفرِ حج کے بارے میں ہے، سفرِ تطوع یا سفرِ مباح میں نہیں ہے ۔

(۴) حسبِ سابق ۔

(۵) -(۶) احناف کے راجح قول کے مطابق حج میں عورت کے لیے شرطِ محرم وجوبِ ادا ء کی شرط ہے، اور محرم نفقہ کا مطالبہ کرے تو بشرطِ غنی وہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا، اگر عورت کے لیے اس کی گنجائش نہ پیدا ہو سکے تو ‘وصیت ’واجب ہوگی، اور چوں کہ یہ وجوب موسع ہے، اس لیے اسی سال کسی دوسرے مرد کو حج بدل کے لیے بھیجنا جائز نہ ہوگا، اورحج کمیٹی یا ٹور کے ساتھ جانے کا حکم نمبر ۳ کے مطابق رہے گا۔

(۷) معمر خواتین کے لیے احناف کے یہاں سفر کی گنجائش صراحتاً مذکور ہے، اور اس کے لیے علی الاقل عورت کا غیر مشتہاۃ ہونا شرط ہے ----- عمر کی تحدید امرمشکل ہے۔

عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا

مفتی سلمان پالنپوری قاسمی•

سفر زمانی کا اعتبار ہے یا سفر مکانی کا؟

جواب (١)۔ عورت کے بغیر محرم سفر کرنے کی ممانعت کے سلسلے میں وارد روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہےکہ بہت سی روایات میں صرف سفر زمانی کے اعتبارسے تین دن اور تین رات کی اور بعض میں دو دن اور دو رات کی اور بعض میں ایک دن اور ایک رات کے سفر کی اور بعض میں تین دن اور تین رات کی مسافت کے سفرکی اور بعض میں مطلق سفرکی، جبکہ بعض روایات میں میں سفر مکانی کے اعتبار سے ایک برید سفرکی ممانعت بیان کی گئی ہے۔

بظاہر ان احادیث کا مفہوم ایک دوسرے کے متعارض ہے، اس لئے ان کے درمیان اس طرح تطبیق دینا ضروری ہے کہ ان میں ظاہری تعارض ختم ہوجائے اور روایات میں اختلاف کی وجہ اوران میں ذکر کردہ حکم شرعی معلوم ہوجائے، پس روایات میں غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت فتنہ کی وجہ سے ہے اور چونکہ تین دن یا زیادہ کی مسافت کے سفرمیں عموماً فتنہ کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیےبلامحرم اتنی مسافت کے سفر سے تو عورت کو مطلقاً منع کر دیا گیا ہے، اور اس سے کم کے سفرمیں کبھی فتنہ ہوتا ہے اور کبھی فتنہ نہیں ہوتا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات اورمختلف اشخاص کی حالت کے اعتبارسے فتنہ کے اندیشہ کے پیش نظر ایک یا دو دن کی مسافت کے سفر سے بھی منع فرمایا ہے، تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ عورت کےساتھ محرم کی شرط فتنہ کو دفع کرنے کے لئے ہے، لہذا ایک یا دو دن کی مسافت کے سفر میں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو عورت کے لیے اس صورت میں بھی بلا محرم سفر کرنا جائزنہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ عورت کو بغیر محرم سفر کرنے کی ممانعت میں سفر زمانی (تین شب و روز کی مدت) کا اعتبار ہے یا سفر مکانی(سفر شرعی کی مسافت) کا؟

تواس سلسلہ میں عرض ہےکہ عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت سے متعلق احادیث وروایات میں چونکہ اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے درمیان بھی اختلاف ہے، بعض فقہاء نے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت

• صدر مفتی مدرسہ جامعہ خلیلیہ ماہی، پالنپور، گجرات۔

سے متعلق وارد شدہ روایات کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کو بغیر محرم کے سفر کی ممانعت میں سفرزمانی کا اعتبار کیا ہے، یعنی جس سفر میں ایک دن اور ایک رات یا دو دن اور دو راتیں یا تین دن اور تین راتیں یا اس سے زیادہ کا وقت خرچ ہوتا ہو تو اسی صورت میں محرم کے بغیر سفر کی ممانعت ہے، اگر اس سے کم وقت خرچ ہوتا ہو تو ممانعت نہیں، حنفیہ کی ظاہرالروایۃ بھی یہی ہے۔

لیکن حنفیہ کی ظاہرالروایہ میں تین دن اور تین رات کے عرصہ کو سیرابل اور مشی اقدام کےساتھ فقہاء نے مقید کیا ہے، دوسرے ذرائع سے سفر کرنے کے لئے معیار اسی کو قرار دیا گیا ہے،کما فی الفتاوٰی الشامیۃ والدرالمختار.

‘‘قال ابن عابدين: التقدير بثلاث مراحل قريب من التقدير بثلاثة أيام ولا عبرةعند جمهور الحنفية للمسافة، بل العبرة للزمن فقط على المذهب وقال الحصكفي:ولا اعتبار بالفراسخ علي المذهب’’ (الموسوعةالفقهية الكويتية ۳۲۳،۳۸)۔

جبکہ بعض فقہاء نے سفر کے حکم کا دارومدار سفر زمانی کے بجائے سفر مکانی پر رکھا ہے، جس کی مشہور مقدار۴۸ میل کو قرار دیا ہے، اس قول کی رو سے عورت کو بغیر محرم کے ۴۸ میل سے کم کا سفرفی نفسہ جائز ہےاور ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا سفر بلامحرم کےجائز نہیں۔

‘‘ومسافة القصر في المذهب مصيرة ثلاثة أيام ولياليها ثم حولوها إلى التقديربالمنازل فاختلفوا فيه على أقوال :منها ستة عشر فرسخا،كل فرسخ ثلاثة أميال، فتلك ثمانية وأربعون ميلا كما في الحديث وبه أفتي لكونه مذهب الآخرين’’ (فيض الباري۵۳۴،۲)۔

لیکن روایات، دلائل اور نظائر فقہیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مقدارمیں اعتبار سفرمکانی یعنی مسافت کا ہے،اوراس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حنفیہ کی ظاہر الروایہ میں تین شب و روز کےعرصہ کو سیرابل اور مشی اقدام کے ساتھ فقہاء نے مقید کیا ہے، دوسرے ذرائع سے سفر کرنے کے لئےمعیار اسی کو قرار دیا گیا ہے، اور متأخرین فقہاء نے عوام کی سہولت کے لیے تین شب و روز کےعرصہ کی سیرکا اندازہ چار برید، یعنی اڑتالیس میل سے لگایا ہے، اس لیے سفر زمانی مراد لیا جائے یا سفرمکانی دونوں کا حاصل ایک ہی ہے، فقہ حنفی کے اعتبار سے یہ صرف تعبیر کا فرق اورلفظی اختلاف ہے، اسی لیے فتوی اڑتالیس میل پر دیا جاتا ہے۔

‘‘ولكن لما كان مسافة ثلاثه أيام لا يقدر العوام على تحديدها وضبطها، بل تختلف ظنونهم في ذلك قدرها المشايخ بالفراسخ والفتوى على خمسة عشرمنها كما تقدم فإنها أربعة برد أو نحوها وقد ورد هذا التحديد عن ابن عباس وغيره وورد ذلك مرفوعا أيضا وإن كان ضعيفا واختاره مالك فأفتى المتاخرون منها تسهيلا للعوام فإن أربعة برد هي قدر مسافة ثلاثة أيام

تقریبا" (اعلاء السنن ٧،٢٨٤ باب مسافةالقصر)۔

اگر کوئی سفرزمانی سے مطلقاً تین شب و روز کا زمانہ مراد لے خواہ سفر تیز سواری یا فلائٹ سےہو تو یہ درست نہیں، کیونکہ تین شب وروز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی معروف و معتاد سواری سےسفرکےاعتبار سےہے،جیساکہ اس عرصہ کی سیر کوسیرابل اور مشی اقدام کےساتھ مقید کرنے سے پتہ چلتاہے۔

(٢) تین شب و روز سےمسافت زمانی مراد ہوتی توفقہاء اس کی تحدید میں اختلاف کیوں فرماتے،فقہاء کا اس کی تحدید بیان کرنا اس کی دلیل ہے کہ اس سے سفر مکانی یعنی اڑتالیس میل مراد ہے، پس ثابت ہوا کہ جن احادیث میں سفر زمانی کا ذکر ہے ان میں بھی سفرمکانی ہی ملحوظ ہے اور یہی فقہاء نے سمجھا ہے۔

(٣) حنفیہ کے نزدیک اگر کسی عورت نے اڑتالیس میل کا سفر کیا تو بالاتفاق اس کو نماز میں قصراور روزہ میں افطارکی رخصت ملتی ہے، تو گویا اس سلسلہ میں سفر مکانی کااعتبار ہوا،تو صرف عورت کے بغیر محرم سفر کرنے کے سلسلہ میں سفر زمانی کا اعتبار کس بنیاد پر کریں گے؟ جبکہ فقہاء نے یہ تفریق نہیں کی ہے، اور نہ ہم آج تک اس تفریق کے قائل ہیں، نیز احادیث میں نماز میں قصر اور بغیر محرم سفرکرنے کی ممانعت کا مدارسفر پررکھا ہے، تو ایک ہی عورت نماز میں قصر کے اعتبار سے مسافرہو اور بغیر محرم کے سفر کرنے کے اعتبار سے مسافرنہ ہو، یہ عجیب و غریب بات ہے اور بلادلیل تفریق ہے۔

(٤) احادیث اورفقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازمیں قصر کی اجازت تین شب و روز کے سفر میں ہی حاصل ہوتی ہے، اس سےکم کے سفرمیں نہیں،البتہ بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کےلیے تین شب و روز کا سفرلازم نہیں، بلکہ فتنہ کی وجہ سے بعض اوقات اس سے کم کا سفر کرنے کی بھی ممانعت ہوتی ہے، پس حاصل یہ نکلا کہ جس سفر میں نماز میں قصرکی اجازت ہوگی تو لازمی طور پرعورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی ممانعت ہوگی،لیکن اس کا برعکس لازم نہیں، اب اگر ہم نماز میں قصر کے سلسلے میں سفر مکانی یعنی اڑتالیس میل مراد لیں اور عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت میں سفرسے سفر زمانی مراد لیں، خواہ تیزرفتارسواری اور فلائٹ سے ہی کیوں نہ ہو،تو عورت کے لیے بغیر محرم کے مکہ جانے کی بھی اجازت ہوگی، اور نماز میں قصر بھی کرے گی،جو روایات اور فقہ حنفی کے اعتبار سے درست نہیں۔

(٥) اگر آج کے زمانے کی تیز رفتار سواریوں کے اعتبار سے نماز میں قصراور عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت دونوں میں سفر زمانی مراد لیا جائے تو بھی فقہ حنفی کےاعتبارسے نہ تودرست ہے اور نہ ہی اس سے زیر بحث مسئلہ کےحکم پر کوئی فرق پڑتا ہے، کیونکہ تمام فقہاء حنفیہ نے سفر زمانی ومکا نی کا حاصل ایک ہی

سمجھا ہے، یہ صرف تعبیر کا فرق اورلفظی اختلاف ہے، اس لیے سفر زمانی مراد لینےکی صورت میں بھی عورت کو بغیر محرم کے اڑتالیس میل یا اس سےزیادہ کا سفر کرنے کی ممانعت جوں کی توں باقی رہے گی۔

محرم کی شرط کے بارے میں فقہاء کےکیا مذاھب ہیں؟

جواب (۲)۔ عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت سے متعلق احادیث و روایات میں چونکہ اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے اس سلسلہ میں فقہائےکرام کےدرمیان بھی اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عورت کو محرم کے بغیر تین دن اور تین رات یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا جائز نہیں،اور اکثر حنفیہ نے ممانعت کی علت اسی مقدارکو،بلکہ سفرشرعی بھی اسی مقدارکوقراردیا ہے،اوراس سے کم مقدار کے لئے اصل مذہب میں ممانعت کا حکم نہیں لگایا گیا،اور یہی قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے،اس لیے حنفیہ کے اصل مذہب کے مطابق عورت کو محرم کے بغیر تین دن اور تین رات سے کم کا سفرحرام نہیں، البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق ایک دن کا سفر بھی محرم کے 'بغیر مکروہ ہے، اور بعض متأخرین فقہاء نے فساد زمانہ کی وجہ سے عورت کو محرم کے بغیر ایک دن کے سفر کو بھی عام حالات میں مکروہ قرار دیا ہے، لیکن حنفیہ کا اصل مذہب تین دن والا ہے۔

''لا تسافر امرأة ثلاثا إلا ومعها ذو رحم، وفي لفظ لهما فوق ثلاث، وفي لفظ للبخاري ثلاثة أيام... وبهذا قال أبو حنيفة وأحمد رحمهم الله'' (مرقات المفاتيح۵٫۱۷۴۴،کتاب المناسك)۔

''(قوله في السفر) هوثلاثة أيام ولياليها، فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهية خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان'' (رد المحتار ۲٫۴۶۴۔۴۶۵ کتاب الحج)۔

جب کہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ تین دن کے سفر کی ممانعت اصل ہے، اور اس سے کم کی مسافت پر نہی کسی عارض مثلاً فتنہ پر مبنی ہے،چنانچہ علامہ ظفراحمدعثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''فالحاصل أن حالة السفرنفسها مانعة من خروج المرأة بغيرزوج أو محرم بخلاف حالة الحضر فإن نفسها ليست بمانعة بل منعها لعارض فيمنع من الخروج لمدة السفرعلى الإطلاق ولايمنع من الخروج إلي أقل من مدة السفرعلى النهي للعارض وما وقع من الاختلاف في تحديد تلك المدة على اختلاف الأحوال (اعلاء السنن ۱۷٫۳۸۵کتب الحضروالاباحة)۔

(پس خلاصہ یہ ہے کہ سفرکی حالت بذات خود عورت کے بغیرشوہریامحرم کےخروج کےلئےمانع ہے، بخلاف حالت حضرکےکہ وہ بذات خود مانع نہیں، بلکہ وہ کسی عارض کی وجہ سے مانع ہے، پس مدت سفرپر تومطلقاً خروج سےمنع کیا جائے گا، اور

مدت سفر سے کم پر خروج سےمنع نہیں کیا جائے گا، مگر کسی عارض کی وجہ سے، اور جو اس مدت کی تحدید میں اختلاف واقع ہوا ہے وہ احوال کے مختلف ہونے پر مبنی ہے)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مدت مسافت پر نہی اصلی اور اس سے کم پرعارضی یعنی فتنہ وغیرہ لازم آنے کی صورت میں ہے۔

مذکورہ بالا حکم اس صورت میں ہے جب کہ عورت کے بغیر محرم کے سفر کی ممانعت کی علت سفر زمانی یا مکانی کو قرار دیا جائے، لیکن بعض حضرات نے بغیر محرم کے عورت کو سفر کی ممانعت کی اصلی علت فتنہ قرار دی ہے، ان حضرات نے مختلف احادیث اور روایات میں غورکرتے ہوئےطویل اورقصیرسفر پر مدار رکھنے کے بجائے ممانعت کا دارومدارفتنہ لازم نہ آنے پر رکھا ہے، اور جن صورتوں میں فتنہ لازم نہ آئے، ان کی گنجائش دی ہے۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر فرماتےہیں:

‘‘ويجمع معاني الآثارفي هذا الباب وإن اختلفت ظواهرها الحظرعلى المرأة أن تسافر سفرا يخاف عليها الفتنة بغير محرم قصيرا كان أو كان طويلا والله أعلم’’ (التمهيد لابن عبد البر القرطبي)۔

(اور اس باب میں آثار کے معانی کو جمع کیا جائے گا، گرچہ ان کا ظاہرمختلف ہے، وہ اس طرح سے کہ عورت کو بغیر محرم کے ایسا سفر کرنا ممنوع ہوگا، جس میں اس پر فتنے کا خوف ہو، خواہ وہ مختصر ہو یا طویل ہو واللہ اعلم)۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

‘‘لا تسافر المرأة ثلاثا فإنه لم يقع في مسألة الإتمام والقصر بل ورد في سفر الحاجات واختلفت فيه الروايات وفي بعضها مسيرة يوم وليلة وهو عندي مختلفة باختلاف الأحوال والأحاديث في هذا الباب صدرت عن جر ت الرسالة تارة كذا وتارة كذا وليست محمولة على اختلاف الرواة وفي كتب الحنفية عامة عدم جواز السفر إلا معه محرم قلت ويجوز عندي مع غير محرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث أما في الفقه فهو من مسائل الفتن’’ (فيض الباري۲،۵۳۴)۔

(نہیں سفر کرے گی عورت تین دن کا، یہ حدیث اتمام اور قصر کے مسئلہ میں واقع نہیں ہوئی، بلکہ سفرحاجات کے سلسلہ میں واقع ہوئی ہے اور اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، بعض میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا ذکر ہے، اور یہ احادیث میرے نزدیک احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہیں، اور اس باب میں احادیث رسول ﷺ کی بارگاہ سے کبھی کسی حالت اور کبھی کسی حالت کے متعلق صادر ہوئی ہیں، اور یہ راویوں کے مختلف ہونے پر محمول نہیں، اور حنفیہ کی کتب میں محرم کے بغیر عام طور پر سفرکا عدم جواز مذکور ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک عورت کوغیر محرم کے ساتھ سفرکرنا بھی جائزہے، بشرطےکہ اعتماد اور فتنہ سے امن ہو، اور میں نے

احادیث میں اس کا بہت بڑا مواد پایا ہے،اورفقہی کتب میں جو مذکور ہے وہ فتن کے مسائل سے تعلق رکھتا ہے)۔

معلوم ہوا کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کوتین دن کےسفرکی ممانعت کی احادیث اتمام وقصر کے اعتبار سے سفر شرعی کی مقدار کو بیان کرنے کے سلسلے میں وارد نہیں ہوئیں،بلکہ سفر حاجات کےسلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، اورحالات کے مختلف ہونے کی وجہ سےاس سلسلہ میں احادیث مختلف ہیں، جن کا مقصود فتنہ پر مبنی سفرکرنےکی ممانعت کو بیان کرنا ہے، اور یہی رائےعلامہ یوسف قرضاوی کی بھی ہے، دیکھئے کتاب (كيف نتعامل مع السنة النبوية للقرضاوي ۱۲۹،۱)۔

مالکیہ کے نزدیک فرض حج، اسی طرح وہ سفر جو عورت پر واجب ہو وہ مامون ثقہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ کرنا جائز ہے، لیکن نفل حج یا دیگرمندوب اور مباح سفر بغیر محرم کے درست نہیں ہے۔

‘‘وزاد المالكية توسعا فقالوا:المرأة إذا لم تجد المحرم أو الزوج ولو بأجرة تسافرلحج الفرض أو النذر مع الرفقة المأمونة بشرط أن تكون المرأة بنفسها هي مأمونة أيضا والرفقة المأمونة جماعة مامونة من النساء أو الرجال الصالحين قال الدسوقي:وأكثر ما نقله أصحابنا اشتراط النساء، أما حج النفل فلا يجوز للمرأة السفر له إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا، ولا يجوز لها السفر بغيرهما،بل تأثم به’’ (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۵،۱۷-۳٦)۔

اسی طرح شوافع کے نزدیک اگر دو یا زیادہ ثقہ عورتیں اور بعض کے نزدیک ایک ثقہ عورت کا سفر حج میں ساتھ میسر ہو تو وہ فرض حج میں محرم کی طرف سےکافی ہوجاتی ہے، لیکن مباح سفر بغیرمحرم کے ان کے نزدیک بھی درست نہیں ہے۔

‘‘ذهب الشافعية إلى أنها إن وجدت نسوة ثقات اثنتين فاكثر تأمن معهن على نفسها كفي ذلك بدلا من المحرم .... فإن وجدت امرأة واحدة ثقة فلا يجب عليها الحج، لكن يجوز لها أن تحج معها حجة الفريضة أو النذر، بل يجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفرض أو النذر إذا أمنت’’ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۳۵،۱۷-۳٦)۔

‘‘أما في النفل: فلا يجوز الخروج مع النسوة ولو كثرت’’ (كتاب الفقه علي مذاهب الاربعة ۵۷۵،۱)۔

بغیرمحرم کے ہوائی جہازسے دوسرےملک کاسفر:

جواب (۳)۔ سوال نمبر۲ کےجواب کی تفصیل سےبخوبی معلوم ہو گیا کہ بغیرسخت مجبوری کے عورت کا بغیرمحرم سفر کرنا خصوصا، جبکہ سفر اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ مسافت کا ہو تو جائز نہیں ہے، اور سوال میں مذکور صورت میں ریاض اور ہندوستان کے مابین کا فاصلہ اڑتالیس میل سے کہیں زیادہ ہے، اس لئے عورت کو بغیر محرم کے یہ سفر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، البتہ کوئی سخت مجبوری ہو اور کسی

صورت میں محرم ساتھ نہ ملتا ہویامحرم تو موجود ہو، لیکن اس کے اخراجات کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اس صورت میں اگر محفوظ نظام سفر ہو اور کسی قسم کا فتنہ لازم آنےکا اندیشہ نہ ہو تو شوافع ومالکیہ کےقول کے مطابق اس سفر کی گنجائش دی جاسکتی ہے،لیکن عام حالات میں ہرعورت کواجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

خواتین کے ساتھ عمرہ کا سفر:

جواب (۴) : شوافع اور مالکیہ نے خواتین کے قافلہ کو محرم کے قائم مقام قرار دیا ہے، لہذا ان کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے خواتین کے ساتھ عمرہ پرجانا درست ہے، لیکن حنفیہ کے نزدیک عورت کی رہائش گاہ سے مکہ معظمہ کے درمیان اگر اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کی مسافت ہے تو اس عورت کو خواتین کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے عمرہ پرجانےکی اجازت نہیں ہے،جیساکہ پہلےاوردوسرے سوال کے جواب میں مکمل تفصیل آچکی ہے۔

محرم کی شرط کی حیثیت اور ائمہ کا اختلاف:

جواب (۵)۔ احناف کےنزدیک محرم کا ساتھ ہونا سفرشرعی کے جواز اور حج کے وجوب ادا کےلئے راجح قول کے مطابق شرط ہے،اگر کسی عورت پرحج فرض ہو جائے اور وہ مکہ سے مسافت شرعی کے فاصلہ پرہو جوکہ حنفیہ کے نزدیک تین دن اور یا اس سے زیادہ کی مسافت یعنی اڑتالیس میل ہے، تو اس کو محرم کے بغیر فرض حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے، ابھی اس پرحج کی ادائےگی واجب نہیں،حاصل یہ کہ حنفیہ کےنزدیک حقیقتاً محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، حکماً محرم یعنی ثقہ عورتوں یا صالحین کا قافلہ کافی نہیں ہے،اورہمارے اکابربھی آج تک یہی فتوی دیتےآئےہیں،اس سےعدول کرکے ثقات یا صالحین کےقافلہ کوحقیقی محرم کےقائم مقام قرار دےکر سفر کرنے کی گنجائش دینے کی واقعی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے، اور حنابلہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

البتہ شافعیہ کے نزدیک اگر دو یا زیادہ ثقہ عورتیں اور بعض کے نزدیک ایک ثقہ عورت کا بھی سفرمیں ساتھ میسرہو، تو وہ فرض حج میں محرم کی طرف سے کافی ہوجاتی ہے اورمالکیہ کےنزدیک اگر مرد وعورتوں کا مشترک مامون قافلہ ہواورعورت کی طرف سے بھی امن ہو تو فرض حج کے لئے عورت کو محرم کے بغیر سفر پر جانا لازم ہوجاتا ہے، کیونکہ مذکورہ صورتوں میں فتنہ سے امن حاصل ہوجاتا ہے،لہٰذا یہ قافلہ محرم کے قائم مقام ہوجاتاہے۔

آج کل ہوائی جہازوغیرہ کےذریعہ سےاورمختلف گروپوں کی شکل میں جو قافلے سفر کرتے ہیں اور اس میں مختلف مرد اور عورتیں ہوتی ہیں اور کسی فتنہ کے لازم آنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اگرعورت پرحج فرض ہوتوعورت کواس طرح کےسفرمیں محرم کےبغیر بھی جانا ضروری ہوگا، مگرعورت کو نامحرم سے خلوت

وغیرہ اختیار کرنے اور نامحرم کے سامنے کشف عورت سے بچنے کا اہتمام کرنا ہوگا۔

‘‘وقال مالك رحمه الله تعالى يلزمها إذا كان معها جماعة النساء وقال الشافعي رحمه الله يلزمها إذا كان معها امرأة ثقة وقال الشمنى مذهب مالک إذا وجدت المراة صحبة مامونة لزمه الحج لأنه سفرمفروض كالهجرة ومذهب الشافعي إذا وجدت نسوة ثقات فعليها أن تحج معهن” (مرقات المفاتیح ۵؍۱۷۴۴ کتاب المناسک)۔

‘‘واستدلوا بحديث ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم وتوسع الشافعية والمالكية فسوغوا الاستدلال بالمحرم: ذهب الشافعية إلى أنها إن وجدت ثقات: اثنتين فأكثر تأمن معهن على نفسها كفي ذلك بدلا عن المحرم أو الزوج بالنسبة لوجوب حجة الإسلام على المرأة ، وعندهم الأصح أنه لا يشترط وجود محرم لإحداهن، لأن الأطماع تنقطع بجماعتهن، فإن وجدت امرأة واحدة ثقة فلا يجب عليها الحج ، لكن يجوز لها أن تحج معها حجة الفريضة أو النذر، بل يجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفرض أوالنذر إذا أمنت....الخ” (الموسوعة الفقهية الكويتیہ ۱۷؍۳۵-۳۶)۔

بغیر محرم کے حج کمیٹی یا ٹور سے حج کرنا:

جواب (۶)۔ حج کی شرطیں چار قسم کی ہیں: (۱) شرائط وجوب حج، (۲) شرائط وجوب ادا، (۳) شرائط صحت ادا، (۴) حج کے فرض کی جگہ واقع ہونے کی شرائط ۔

عورت کے لیے محرم کا ہونا، اس میں ہمارے فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہ وجوب حج کی شرط ہے یا وجوب ادا کی، قاضی خان وغیرہ نے تصحیح کی ہے کہ یہ وجو ب ادا کی شرط ہے، اورصاحب بدائع وسروجی نے تصحیح کی ہے کہ یہ وہ جوب حج کی شرط ہے، اور اختلاف کا نتیجہ وصیت واجب ہونے کے بارے میں ظاہر ہوگا، جبکہ وہ عورت محرم اور اس کا نفقہ پانے سے پہلے مر جائے تو جن فقہاء کے نزدیک یہ وہ جوب حج کی شرط ہے، ان کےنزدیک وصیت کرنا واجب نہیں ہے،کیونکہ اس کی موت وجوب حج سے پہلے ہوئی ہے، اور جن کے نزدیک وجوب ادا کی شرط ہے، ان کے نزدیک اس پر وصیت کرنا واجب ہوگا، کیوں کہ اس کی موت وجوب حج کے بعد واقع ہوئی ہے،محقق ابن کمال نے فتح القدیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ یہ وجوب ادا کی شرط ہے،اوراکثرمشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے(مستفاد از عمدۃ الفقہ۴؍۵۰)۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مالی استطاعت کے اعتبار سے اگر کسی عورت پرحج فرض ہوگیا ہو،لیکن اسےکوئی محرم میسرنہ ہو،جس کووہ اپنے ساتھ لےجاسکے یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنےعلاوہ ایک اور شخص کےاخراجات کو برداشت کرسکے توایسی صورت حال میں حنفیہ کےراجح قول کےمطابق فی الحال اس پرحج ادا کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ آخردم تک وہ محرم کا انتظار کرے گی، بصورت دیگر اس پرحج بدل کی وصیت کرنا واجب ہوگا۔

نیزحج میں چوں کہ ایک بہت بڑا مجمع ہوتاہے اور سفرطویل اور کئی دنوں کا ہے، جس میں بسااوقات محرم کےساتھ جانےوالی عورتیں بھی متعدد مسائل کی شکارہوجاتی ہیں، انہیں تعاون کی اور محرم کی ضرورت پڑتی ہے، نیز محرم کی عدم موجود گی میں اس پر حج ادا کرنا فرض یا واجب بھی نہیں ہے، لہذا اس عورت کے لیے حج کمیٹی یا ٹورکے قافلے کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لیے جانا مذہب حنفی کی اعتبارسےدرست نہیں ہے۔

معمرخواتین کا بغیر محرم کے سفرکرنا:

جواب (۷)۔ جمہور فقہائے حنفیہ نےمحرم کے بغیرسفرکرنے کی ممانعت کا حکم بیان کرتے وقت شابہ اور عجوزہ میں کوئی فرق نہیں کیا ہے، بلکہ احادیث میں مطلق ‘‘امرأة ’’ کے الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس حکم میں شابہ کے ساتھ عجوزہ کوبھی شامل کیا ہے، اس لیے عورت جوان ہو یا بوڑھی اس کے لیے محرم کے بغیرسفرکرنا یا حج وعمرہ میں جانا جائزنہیں، حدیث شریف میں ہے:‘‘لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافرمسیرة یوم ولیلة إلا مع ذي رحم محرم’’ (مسلم ۱،۴۳۴)۔

‘‘وسواء کانت المرأة شابة أو عجوزا أنها لا تخرج إلا بالزوج أو المحرم لأن ماروینا من الحدیث لا یفصل بین الشابة والعجوز’’ (بدائع ۲،۳۰۰)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

‘‘ومنها المحرم للمرأة شابة کانت أو عجوزة إذا کانت بینها وبین مکه مسیرة ثلاثة أیام هکذا في المحیط’’ (عالمگیري ۱،۲۸۱)۔

اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

‘‘وأجمعوا علی أن العجوز لا تسافر بغیر محرم’’ (قاضی خان۱،۷۸)۔

شرح مناسک ملا علی قاری کےحاشیہ میں ہے:

‘‘المرأة عجوزا کانت المرأة أو شابة أو صبیة بلغت حد الشهوة’’ (شرح مناسك،۵۶)۔

اور اعلاءالسنن میں ہے کہ اجماع کے خلاف فتویٰ دینا درست نہیں ہے :‘‘حتی شرط للمفتي أن لایفتي بقول یخالف أقوال جماعة العلماء والمتقدمین’’ (اعلاء السنن)۔

نیزحضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رحیمیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: ایک بڑی عمر کی خاتون ہے، وہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ جوان کا بہنوئی بھی ہے، حج ادا کرنے جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب : عورت جوان ہو یا ضعیفہ اس کےلیےمحرم کے بغیر حج کے لئے جانا جائز نہیں، حدیث میں ہے :

‘‘لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا ذي رحم محرم’’ (مسلم ۱،۴۳۴، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۴،۱۹۱)۔

واضح رہے کہ فقہاء نےصراحت فرمائی ہے کہ سفر میں محرم کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے، سواری پر سوار کرنے، سواری سے اتارنے اوربوقت ضرورت مدد حاصل کرنے کے لئے ہے، اور عصرحاضرمیں اگرچہ پہلے زمانے کی طرح اونٹوں پر جنگلات اور بیابانوں کا سفرنہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس قسم کے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے جوفقہاء کےزمانے میں تھا، لیکن عصرحاضرمیں آبادعلاقوں اور قافلہ کے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں بھی اس بے حیائی کے زمانے میں فتنہ موجود ہے،کما لا یخفیٰ،نیزہوائی جہازسے سفر کرنے کی صورت میں فلائٹ میں سوار ہونے اور اس سے اترکر ایئرپورٹ کے باہر نکلنے کے لئے لمبی چوڑی کاروائی اور پیچیدہ مراحل سے گزرنا پڑتاہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہےکہ بوڑھی عورت کےلئےگنجائش نکالنا جہاں حدیث پاک اور جمہورفقہاء حنفیہ کےخلاف ہے،وہاں مصالح زمانہ کے بھی خلاف ہے،کیونکہ جوان عورت کی طرح بعض بوڑھی عورتیں بھی محل فتنہ اور محل شہوت ہوتی ہیں، عورت گوبوڑھی ہو، مگر خوبصورت،ملیحہ، صحت مند اور بہترین لباس پہننے کی عادی ہو تو جوان کی طرح وہ بھی محل فتنہ اورمحل شہوت ہے۔

نیز بوڑھی عورت کا آخر معیار کیا ہوگا؟ اس کا فیصلہ بھی مشکل ہے،غریب گھرانے کی عورت جس کی صحت کمزور ہو، بسا اوقات جوانی میں اورمتوسط عمرمیں چہرےاورجسم کی نشوونما کے اعتبار سے بوڑھی معلوم ہونےلگتی ہے، اورصحت کی رعایت کرنے والی،صحت مند، خوش لباس،عمدہ کھانے پینے والی مالدار گھرانے کی پچاس ساٹھ سال کی عورت بھی متوسط عمرکی معلوم ہوتی ہے، لہذا اس کی تحقیق کہاں تک اورکس معیارپرکی جائےگی؟ عموماً بدنما، کمزور، مریض اورگندی رہنے والی جوان عورت محل فتنہ نہیں ہوتی ہے، تب توفتنہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسی عورتوں کو بلامحرم سفرکی اجازت ہونی چاھئے، ظاہر ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، نیز متوسط طبقہ کی عورت بھی اپنے آپ کو بوڑھی کے زمرہ میں داخل کرلے گی، لہذا بوڑھی عورت کوگنجائش دےکر ایک عظیم فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، کیونکہ عصر حاضر کے مقابلہ میں فقہاء کےزمانہ میں فتنہ کے مواقع کم اور ماحول کم خراب تھا، جبکہ آج کے زمانہ میں لوگوں میں تقویٰ کم اور فتنہ کا دور دورہ ہے، اگرچہ جوان عورت کے مقابلہ میں معمر خواتین میں فتنہ کا اندیشہ کم ہے، لیکن نفس فتنہ کی نفی نہیں کی جاسکتی ہے، یہی وجہ ہےکہ حدیث پاک میں مطلق عورت کا ذکر کیا گیا ہے، جو سب کو شامل ہے اور یہ بات فقہاء حنفیہ کو بھی معلوم تھی کہ معمر خواتین میں فتنہ کا اندیشہ کم ہے، اس کے باوجود انہوں نے ان کے لیے نرمی کا پہلواختیارنہیں کیا ہے، بلاشبہ بعض فقہاء نے بعض مسائل میں عجوزہ اور شابہ کے درمیان فرق کیا ہے،جیسے مساجد میں جانے اور سلام وکلام وغیرہ کرنے میں، لیکن سفر کے مسئلہ کو ان مسائل پرقیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، یہی وجہ

ہے کہ فتاویٰ قاضی خان وغیرہ نے عجوزہ اور شابہ دونوں کے لئےبلامحرم سفرکے ناجائز ہونے پراجماع نقل کیا ہے۔

پس جمہور فقہاء کا یہی فیصلہ ہے کہ خواہ عورت بوڑھی ہو بلامحرم کےحج نہیں کرسکتی اور یہ حکم عقل اور مصالح زمان کے بھی موافق ہے،ھٰذاما ظھرلی واللہ اعلم بالصواب وإلیہ المرجع والمآب۔

خواتین کا بغیر محرم کے سفر کرنے کی شرعی حیثیت

قاضی محمد فیاض عالم قاسمی•

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد۔

خالق کائنات نے عورت کو نہایت ہی قابل احترام بنایاہے،اس کی عزت واحترام کرنے کی تلقین اور اس کے مرتبوں کو پہچاننے کی تاکید کی ہے، اس کو کہیں ماں بناکراس کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کی خبر دی گئی ہے، تو کہیں بیٹی بناکر اس کی پرورش کئے جانے پر جنت کی خوشخبر ی سنائی گئی ہے،اس کی عصمت وعفت اورپاکدامنی کی حفاظت قدم قدم پرکی گئی ہے،اسی پر بس نہیں ،بلکہ اس کی عفت وپاکدامنی پر چھینٹ آنے کے ذرائع بھی بندکردئے گئے ہیں،اس کے معزز اورمحترم ہونے کی بناء پر ہی اسے گھرکی چہاردیواری کے اندررہنے کی تلقین کی گئی ہے، تاکہ اس پر کسی غیرکی نظربھی نہ پڑے، چنانچہ قرآن کریم کی سورہ احزاب کی آیتوں میں عورتوں کوحکم دیاگیاہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہاکریں،جب غیرمحرم سے سابقہ پڑے یااپنے گھروں سے باہرجانا ہوتو اپنےاوپرایک چادرلٹکالیں،غیرمحرم سے بات کرناہوتو نرم لہجہ نہ اپنائیں،تاکہ بدباطن اورگندی ذہنیت کےلوگ ان کی طرف مائل ہوکر تکلیف نہ پہونچائیں،جس سے ان کی عصمت وعفت پر آنچ آجائے، دراصل اللہ تعالیٰ عورتوں کو پاک وصاف اورنیک صالح دیکھنا چاہتا ہے، گھرسے باہرجانے کی صورت میں ان کی حفاظت کی خاطر اس کے ساتھ اس کاشوہر، بیٹا،بیٹی یاکوئی اورمحرم ہونےکوبھی لازم قراردیاہے،اس تعلق سے درج ذیل احادیث بھی ملاحظہ ہوں:

۱۔''عن أبي هريرة رضي الله عنهما، قال:قال النبي ﷺ: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة'' (صحیح بخاری: ۱۰۸۸)،''وَيُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:(لَا تُسَافِرُ سَفَرًا) أَيْضًا كذا فی المغنی۔

۲۔ ''عن أبي سعيد الخدري، قال:قال رسول اللهﷺ:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجها، أو ابنها، أو ذو محرم منها'' (سنن ترمذی: ۱۱۶۹)۔

۳۔ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ''(صحیح مسلم: ۱۳۳۸)۔

• قاضی شریعت دار القضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ناگپاڑہ، ممبئی۔

٤۔ ‘‘عن ابن عمر رضي الله عنهما:أن النبي ﷺ قال:لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم’’ (صحيح بخارى: ١٠٨٦)۔

٥۔ ‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما، أنه:سمع النبي ﷺ يقول:لا يخلون رجل بامرأة، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال:يا رسول الله، اكتتبت في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجة، قال: اذهب فحج مع امرأتك’’(صحيح بخارى: ٣٠٠٦)۔

‘‘وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ’’(سنن دارقطنى٢ ٤٤٠)۔

ان احادیث کی بناء پر فقہاء احناف میں سے علامہ أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: ٨٥٥ھ) اورفقہاء شوافع میں سے علامہ أبو زكريا محى الدين يحىٰ بن شرف النووى (المتوفى: ٦٧٦ھ) دونوں کہتے ہیں کہ عورت کو محرم کے بغیرسفر کرنےکی ممانعت کے تعلق سے روایات مختلف ہیں، کسی میں تین رات ، کسی میں دودن، کسی میں تین دن سے زیادہ مروی ہے،نیزایک دن اورایک رات؛ بلکہ برید یعنی نصف یوم بھی مروی ہے، اوریہ اختلاف لوگوں کےسوال، ان کے احوال اورجگہوں کے اختلاف کی وجہ سے ہواہے،اوراس بناء پر مسافر بحالت سفر کب قصر کرے گااس میں بھی اختلاف ہوگیاہے،علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں:

‘‘قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ) وَفِي رِوَايَةٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَفِي رِوَايَةٍ ثَلَاثَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَحِلُّ لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة ثَلَاثِ لَيَالٍ إلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ زَوْجُهَا وَفِي رِوَايَةٍ نَهَى أَنْ تُسَافِرَ الْمَرْأَةُ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إلَّا وَمَعَهَا ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاَللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَفِي رِوَايَةٍ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ إلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ هَذِهِ رِوَايَاتُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ وَلَا تُسَافِرْ بَرِيدًا وَالْبَرِيدُ مَسِيرَةُ نِصْفِ يَوْمٍ قَالَ الْعُلَمَاءُ اخْتِلَافُ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ لِاخْتِلَافِ السَّائِلِينَ وَاخْتِلَافِ الْمَوَاطِنِ’’ (شرح مسلم للنووى١٠٢/٩)۔

علامہ عینی ؒ فرماتے ہیں:

‘‘وَهَذَا كُله لَيْسَ يتنافر وَلَا يخْتَلف، فَيكون صلى الله عَلَيْهِ وَسلم منع من ثَلَاث وَمن يَوْمَيْنِ وَمن يَوْم أَو يَوْم وَلَيْلَة، وهوأقلها، وَقد يكون قَوْله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم هَذَا فِي مَوَاطِن مُخْتَلفَة ونوازل مُتَفَرِّقَة، فَحدث كل من سَمعهَا بِمَا بلغه مِنْهَا وَشَاهده، وَإِن حدث بهَا وَاحِد فَحدث بهَا مَرَّات على اخْتِلَاف مَا سَمعهَا، وبحسب اخْتِلَاف هَذِه الرِّوَايَات اخْتلف الْفُقَهَاء فِي تَقْصِير الْمُسَافِر وَأَقل السّفر’’(عمدة القارى١٢٧/٧)۔

احناف کاموقف:

احناف نے روایات کے مختلف ہونے کی وجہ سے اکثریعنی تین دن اورتین رات کی مسافت والی روایت پرعمل کیا، یعنی اس سے زیادہ کے سفرکوسفر شرعی قراردیا، اور اسی پر احکام مرتب کئے گئے، امام ابویوسف ؒ سے دودن اور تیسرے دن کا اکثرحصہ مروی ہے، امام حسن نے امام صاحب سے بھی یہ روایت نقل کی ہے،اسی طرح ابن سماعۃ نے امام محمد سے بھی یہی روایت نقل کی ہے،بہرحال اس زمانہ میں چوں کہ اکثروبیشتر سفراونٹ پریاپیدل ہواکرتے تھے؛ اس لیے اسی کے ذریعہ کئے گئے سفر کا اعتبار کیا گیا ہے، یاد رہے کہ مسلسل رات ودن سفر کرنامراد نہیں، بلکہ معمول کے مطابق آرام کرنے کے ساتھ سفر کرنامراد ہے۔

علامہ عینی ؒ فرماتے ہیں: ''الْمسَافَة الَّتِي تقصر فِيهَا الصَّلَاة: اخْتلف الْعلمَاء فِيهَا، فَقَالَ أَبُو حنيفَة وَأَصْحَابه والكوفيون: الْمسَافَة الَّتِي تقصر فِيهَا الصَّلَاة ثَلَاثَة أَيَّام ولياليهن بسير الْإِبِل ومشي الْأَقْدَام. وَقَالَ أَبُو يُوسُف: يَوْمَانِ وَأكْثر الثَّالِث، وَهِي رِوَايَة الْحسن عَن أبي حنيفَة وَرِوَايَة ابْن سَمَّاعَة عَن مُحَمَّد وَلم يُرِيدُوا بِهِ السّير لَيْلًا وَنَهَارًا لأَنهم جعلُوا النَّهَار للسير وَاللَّيْل للاستراحة''(عمدۃ القاری۱۱۹/۷)۔

صاحب ہدایہ علامہ أبو الحسن برهان الدين على بن أبى بكر بن عبد الجليل الفرغانى المرغينانى، (المتوفى: ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں: ''السَّفَرُ الَّذِي يَتَغَيَّرُ بِهِ الْأَحْكَامُ أَنْ يَقْصِدَ الْإِنْسَانُ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَاسَيْرَ الْإِبِلِ وَمَشْيَ الْأَقْدَامِ ---(وَالسَّيْرُ الْمَذْكُورُ هُوَ الْوَسَطُ)'' (ہدایہ مع فتح القدیر ۲۹/۲) ۔

صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق فرسخ کے ذریعہ مسافت کو متعین کرنادرست نہیں ہے،اور امام اعظم ابوحنیفہ ؒ سے جو تین منزلوں کی مسافت کی تعیین منقول ہوئی ہے وہ تقریباتین دن تین رات کی مسافت ہی ہوتی ہے،''وعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - التَّقْدِيرُ بِالْمَرَاحِلِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْ الْأَوَّلِ وَلَا مُعْتَبَرَ بِالْفَرَاسِخِ هُوَ الصَّحِيحُ'' (ہدایہ مع فتح القدیر ۳۰/۲)۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام (المتوفی: ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ فرسخ کے ذریعہ متعین کرنا جیساکہ بعض لوگوں نےاکیس، اٹھارہ اور پندرہ فرسخ کے ذریعہ کیاہے،درست نہیں ہے، کیوں کہ اگرسفر کرتے ہوئےتین دن تین رات ہوجائیں اورراستہ کے کٹھن ہونے کی وجہ سے پندرہ فرسخ سے کم کاسفر طے ہوا ہوتو بھی حدیث کی وجہ سےمسافر چاررکعت والی نماز میں قصرکرے گا ''(قَوْلُهُ: هُوَ الصَّحِيحُ) احْتِرَازٌ عَمَّا قِيلَ يُقَدَّرُ بِهَا فَقِيلَ بِأَحَدٍ وَعِشْرِينَ فَرْسَخًا، وَقِيلَ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ، وَقِيلَ بِخَمْسَةَ عَشَرَ، وَكُلُّ مَنْ قَدَّرَ بِقَدْرِ مَا اعْتَقَدَ أَنَّهُ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَإِنَّمَا كَانَ الصَّحِيحُ أَنْ لَا تُقَدَّرَ بِهَا؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ الطَّرِيقُ وَعْرًا بِحَيْثُ يَقْطَعُ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ فَرْسَخًا قَصَرَ بِالنَّصِّ''(فتح القدیر ۳۰/۲)۔

اسی طرح علامہ عینی ؒ فرماتے ہیں کہ اگرتین دن تین رات کی مسافت کاسفرایک ہی

دن میں طے کرناممکن ہوجائے تو بھی قصرکر ے گا،جیساکہ آج کل ہوائی جہازسے کئی دنوں کاسفرچندگھنٹوں میں ممکن ہوجاتاہے،توایسی صورت میں قصر کرناپڑے گا: ‘‘وَلَو سلك طَرِيقا هِيَ مسيرَة ثَلَاثَة أَيَّام وَأمكنهُ أَن يصل إِلَيْهَا فِي يَوْم من طَرِيق أُخْرَى قصر’’ (عمدة القاری۱۱۹/۷)۔

علامہ ابن ہمام اورعلامہ عینی ؒکی عبارتوں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ معیارتین دن تین رات کاسفر بھی ہے اور تین دن تین رات کی مسافت کافاصلہ بھی؛ جو پہلےمکمل ہوجائے،اس پر عمل کیاجائے گا۔

تین دن اورتین رات کی مسافت کی تعیین:

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ پھر تین دن تین رات کے سفر کو فرسخ کے ذریعہ متعین کیاگیا،پندرہ ،اٹھارہ اوراکیس فرسخ تینوں قول فقہاء احناف سے منقول ہیں،فرسخ تین میل کاہوتاہے،اور ایک میل چھ ہزارگز کاہوتاہے،اورایک گزچوبیس انگلیوں کاہوتاہے،اورایک انگلی کی مقدارچھ جوکے برابرہوتی ہے:‘‘ثمَّ قدرُوا ذَلِك بالفراسخ، فَقيل: أحد وَعِشْرُونَ فرسخا، وَقيل:ثَمَانِيَة عشر، وَعَلِيهِ الفتوي، وَقيل: خَمْسَة عشر فرسخا،.....والفرسخ ثَلَاثَة أَمْيَال، والميل سِتَّة آلَاف ذِرَاع، والذراع أَربع وَعِشْرُونَ إصبعا مُعْتَرضَة معتدلة، والإصبع سِتّ شعيرات معترضات معتدلات، وَذَلِكَ يَوْمَانِ، وَهُوَ أَرْبَعَة برد، هَذَا هُوَ الْمَشْهُور عَنهُ’’ (عمدة القاری۱۱۹/۷)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے جواہرالفقہ میں تفصیل سے کلام کرتے ہوئے لکھاہے کہ میل چار ہزار گز کا ہوتا ہے، یہی قول راجح، مختار اور معتمد ہے، اور یہ شرعی میل ہے، انگریزی میل شرعی میل سے دوسوچالیس گز بڑا ہوتا ہے، اسی طرح حضرت نے پندرہ فرسخ کے قول کوزیادہ راجح قراردیاہے، اس لحاظ سےتین فرسخ پینتالیس میل شرعی ہوئے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: اے اہل مکہ چاربریدسے کم میں نماز قصرمت کرو،جیسے مکہ سے عسفان تک، ‘‘عَن ابْن عَبَّاس، قَالَ:قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: يَا أهل مَكَّة لَا تقصرُوا الصَّلَاة فِي أدنى من أَرْبَعَة برد من مَكَّة إِلَى عسفان’’ (عمدة القاری۱۱۹/۷)، برید چارفرسخ یاباره میل (شرعی) کی مسافت کو کہاجاتا ہے، اس لحاظ سے شرعی میل بھی اڑتالیس میل ہوجاتے ہیں، امام مالکؒ،امام شافعیؒ اورامام احمدؒ سے ایک قول اڑتالیس میل منقول ہے: ‘‘وَعَن مَالك:لَا يقصر فِي أقل من ثَمَانِيَة وَأَرْبَعين ميلًا بالهاشمي، وَذَلِكَ سِتَّة عشر فرسخا، وَهُوَ قَول أَحْمد .....وَللشَّافِعِيّ:سَبْعَة نُصُوص فِي الْمسَافَة الَّتِي تقصر فِيهَا الصَّلَاة: ثَمَانِيَة وَأَرْبَعُونَ ميلًا’’(عمدة القاری۱۱۹/۷)، چوں کہ کچھ عرصہ قبل انگریزی میل رائج تھا، جو شرعی میل سے تھوڑابڑاہوتاہے،اس لئےہمارے اکابرنے احتیاطااڑتالیس میل (انگریزی) کوسفرشرعی کے لیےمعیاربنایاہے(مستفاد: از جواہرالفقہ تیسری جلد، کتاب

اوزان شرعیہ مع مساحت شرعیہ)۔

آج کل عام طورپرمیل کے بجائے کلومیٹررائج ہے،اڑتالیس میل تقریبا سواستتر کیلومٹر ہوتے ہیں، پس خلاصہ یہ ہے کہ اگرتین دن تین رات کی مسافت یا اڑتالیس میل یعنی سواستتر کلومیٹر کاسفر ہو،خواہ کسی بھی سواری سے سفر کیاجائے،تو مسافر چاررکعت والی نماز میں قصر کرے گا،اسی طرح اگرتین دن تین رات کی مسافت یا اڑتالیس میل کاسفر ہوگاتوعورت بغیرمحرم کےسفر نہیں کرسکتی ہے، اس سے کم ہوگاتو بغیرمحرم کے سفر کرسکتی ہے، خواہ سفر حج ہویاکوئی دوسراسفر، اسی طرح خواہ جوان عورت ہویابوڑھی عورت، سب کے لئے یہی حکم ہے۔

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی ؒاحناف کامسلک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ‘‘ویعتبر في المرأة أن يكون لها محرم تحج به أو زوج ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام ..... بِخِلَافِ مَا إذَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، لِأَنَّهُ يُبَاحُ لَهَا الْخُرُوجُ إلَى مَا دُونَ السَّفَرِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ (ہدایہ۱/۱۳۳)۔

ہندیہ میں ہے:‘‘وَمِنْهَا الْمَحْرَمُ لِلْمَرْأَةِ شَابَّةً كَانَتْ أَوْ عَجُوزًا إذَا كَانَتْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ حَجَّتْ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ’’(ہندیہ۱/۲۱۸)۔

علامہ شامی ؒفرماتے ہیں: ‘‘(قَوْلُهُ فِي سَفَرٍ) هُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا فَيُبَاحُ لَهَا الْخُرُوجُ إلَى مَا دُونَهُ لِحَاجَةٍ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ بَحْرٌ’’ (ردالمحتار۲/۴۶۴)۔

۲۔ سفر حج کے لئے عورت کے ساتھ محرم ہونے کی شرعی حیثیت؟

اگرعورت اورمکہ کے درمیان تین دن اورتین رات کی مسافت، یعنی اڑتالیس میل (سواستترکلومیٹر) کافاصلہ ہوتو عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے محرم یاشوہرکے ساتھ سفر کرے، چنانچہ امام ابوبکرجصاص ؒنے احکام القرآن میں حدیث ‘‘لا يخلون رجل بامرأة، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال:يا رسول الله، اكتتبت في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجة، قال:اذهب فحج مع امرأتك’’(بخاری: ۳۰۰۶) سےدرج ذیل تین طریقےسے استدلال کرتے ہوئے کہاہے کہ عورت اورمکہ کے درمیان اگر تین دن اورتین رات کی مسافت ہوتو عورت کے سفر حج کے لئے محرم یااس کے شوہرکاہوناضروری ہے۔

* ‘‘ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم’’ عام ہے، سفر حج اوردوسرے سفر کو بھی شامل ہے، سائل نے سفرحج سمجھااوراس پرآپ ﷺنے نکیر نہیں فرمائی۔

*آپ ﷺ نے ‘‘حج مع امرأتک’’ کہہ کر سفرحج کو متعین کردیا، یعنی عورت شوہر یا محرم کے بغیرسفرحج نہیں کرسکتی ہے۔

* اگربغیرمحرم کے سفرحج کرناجائزہوتاتوآپ ﷺ غزوہ سے اس آدمی کو نہیں

روکتے، کیوں کہ وہ غزوہ فرض تھا۔

امام ابوبکرجصاص ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ سفر حج خواہ حج فرض ہویانفل دونوں کے لیے یہی حکم ہے کہ بغیرمحرم کے عورت نہیں کرسکتی ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے سائل سے یہ نہیں پوچھاکہ تمہاری بیوی کونساحج کررہی ہے؟ بہرحال محرم کے بغیرعورت کے لیےحج کاسفرکرنادرست نہیں۔ ''قَدْ انْتَظَمَ الْمَرْأَةَ إذَا أَرَادَتْ الْحَجَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ، أَحَدُهَا: أَنَّ السَّائِلَ عَقَلَ مِنْهُ ذَلِكَ،وَلِذَلِكَ سَأَلَهُ عَنْ امْرَأَتِهِ وَهِيَ تُرِيدُ الْحَجَّ، وَلَمْ يُنْكِرْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَدَلَّ عَلَى أَنَّ مُرَادَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامٌّ فِي الْحَجِّ وَغَيْرِهِ مِنْ الْأَسْفَارِ. وَالثَّانِي: قَوْلُهُ ''حُجَّ مَعَ امْرَأَتِك'' وَفِي ذَلِكَ إخْبَارٌ مِنْهُ بِإِرَادَةِ سَفَرِ الْحَجِّ فِي قَوْلِهِ: ''لَا تُسَافِرْ الْمَرْأَةُ إلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ''، وَالثَّالِثُ: أَمَرَهُ إيَّاهُ بِتَرْكِ الْغَزْوِ لِلْحَجِّ مَعَ امْرَأَتِهِ، وَلَوْ جَازَ لَهَا الْحَجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ أَوْ زَوْجٍ لَمَا أَمَرَهُ بِتَرْكِ الْغَزْوِ وَهُوَ فَرْضٌ لِلتَّطَوُّعِ،وَفِي هَذَا دَلِيلٌ أَيْضًا عَلَى أَنَّ حَجَّ الْمَرْأَةِ كَانَ فَرْضًا، وَلَمْ يَكُنْ تَطَوُّعًا؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ تَطَوُّعًا لَمَا أَمَرَهُ بِتَرْكِ الْغَزْوِ الَّذِي هُوَ فَرْضٌ لِتَطَوُّعِ الْمَرْأَةِ وَمِنْ وَجْهٍ آخَرَ، وَهُوَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْأَلْهُ عَنْ حَجِّ الْمَرْأَةِ أَفَرْضٌ هُوَ أَمْ نَفْلٌ'' (احکام القرآن۳۱/۲-۳۲)۔

محرم یاشوہرکاہوناشرط وجوب ہے یاشرط اداء:

اس سلسلے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ علماء کااس بارے میں اختلاف ہے کہ عورت کے لیے محرم کاہوناوجوب حج کےلئے شرط ہے یااداء حج کے لیے؟ بعض علماء اس کو وجوب حج کے لیے شرط قراردیتے ہیں اور بعض علماء اداء حج کے لیے: ''وَاخْتَلَفُوا فِي أَنَّ الْمَحْرَمَ شَرْطُ الْوُجُوبِ أَوْ شَرْطُ الْأَدَاءِ عَلَى حَسَبِ اخْتِلَافِهِمْ فِي أَمْنِ الطَّرِيقِ''(ہدایہ مع الفتح۴۲۲/۲)۔

شرط وجوب اورشرط اداء میں فرق:

شرط وجوب اورشرط ادا میں فرق یہ ہے کہ شرط وجوب وہ ہے جس پر وجوب موقوف ہوتاہے، اگر یہ شرط پائی گئی تو واجب ہوگا ورنہ نہیں، اورشرط ادا یہ ہے کہ واجب تو ہوچکاہے، لیکن اس کی ادئیگی کاوجوب اس شرط کے پائے جانےپر موقوف ہوگا، اگروہ شرط پائی گئی تو ادائیگی لازم ہوگی ورنہ نہیں، یہ بھی یاد رکھناچاہئے کہ شرط وجوب نہ پائی جائے تو اس شرط کی تحصیل ضروری نہیں ہے، لیکن اگرشرطِ ادانہ پائی جائے تو اس شرط کی تحصیل واجب ہوتی ہے،پس شوہریامحرم کاہونا اورمحرم کے اخراجات اگرشرط وجوب ہےتو شوہربنانے کے لئے شادی کرنا یا محرم کے خرچہ کاانتظام کرناواجب نہیں ہوگا، اوراگرشرط ادا ہے تو شوہربنانے کے لیے شادی کرنا اورمحرم کے اخراجات کے لیے کوشش کرناواجب ہوگا،اسی طرح شرط وجوب ماننے کی صورت میں عورت پر حج کرنے کی وصیت کرکے وفات پاناواجب نہیں ، لیکن شرط اداء ماننے کی صورت میں وصیت کرناواجب ہے،فتح القدیرمیں ہے:فَمَنْ قَالَ:إنَّ ذَلِكَ شَرْطُ الْوُجُوبِ يَقُولُ:لَا

يَجِبُ الْإِيصَاءُ لِأَنَّ الْمَوْتَ قَبْلَ الْوُجُوبِ. وَمَنْ قَالَ:بِأَنَّهَا شَرْطُ الْأَدَاءِ قَالَ:يَجِبُ لِأَنَّ الْمَوْتَ بَعْدَ الْوُجُوبِ''(فتح القدیر۲/۴۲۲)۔

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ احناف نےتین دن والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہاکہ عورت پر حج فرض ہونے کے لیےمحرم کاہوناشرط ہے،جب کہ عورت اورمکہ کے درمیان تین دن تین رات کی مسافت ہو،حضرت امام نخعی ،حسن بصری،سفیان ثوری اورامام اعمشؒ بھی اسی کے قائل ہیں: ''احْتج بِهِ أَبُو حنيفَة وَأَصْحَابه وفقهاء أَصْحَاب الحَدِيث على أَن الْمحرم شَرط فِي وجوب الْحَج على الْمَرْأَة إِذا كَانَت بَينهَا وَبَين مَكَّة مسيرَة ثَلَاثَة أَيَّام ولياليها، وَبِه قَالَ النَّخعِيّ وَالْحسن الْبَصْرِيّ وَالثَّوْري وَالْأَعْمَش''(عمدۃ القاری۷/۱۲۶)۔

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر عورت کےساتھ اس کاشوہر یا کوئی محرم نہ ہوتواس پر حج فرض نہیں، پس اگر شوہریامحرم موجود ہے تو گویاکہ حج کی استطاعت ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں وہ سواری پر چڑھنے اوراترنے پرقادر ہے، نیزمحرم ہونے کی وجہ سے وہ فتنہ سے بھی محفوظ ہے،پس اس پر حج فرض ہوگا،واضح رہے کہ اس حکم میں جوان اوربوڑھی عورت دونوں برابرہے:''(وأما) الذي يخص النساء فشرطان:أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج وهذا عندنا''(بدائع الصنائع:۲/۱۲۳)، (ولنا):أنها إذا وجدت محرما فقد استطاعت إلى حج البيت سبيلا؛ لأنها قدرت على الركوب، والنزول وأمنت المخاوف؛ لأن المحرم يصونها-----وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم؛ لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة، والعجوز" (بدائع الصنائع۲/۱۲۳)۔

آپ نے تفصیل سے کلام کرنے کے بعد فرمایاکہ صحیح یہی ہے کہ شوہریامحرم کاہوناشرط وجوب ہے: ''ثم الزوج أو المحرم شرط الوجوب أم شرط الجواز فقد اختلف أصحابنا فيه كما اختلفوا في أمن الطريق، والصحيح أنه شرط الوجوب لما ذكرنا في أمن الطريق، والله أعلم''(بدائع الصنائع۱/۱۲۴)۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ علامہ کاسانیؒ نےبدائع میں شرط وجوب کو صحیح قراردیاہے، جبکہ علامہ ابن الھمامؒ، قاضی خان اورصاحب نہایہ نے شرط ادا والے قول کو راجح قراردیاہے، مگرعلامہ شامی کا رجحان شرط اداء کی تصحیح کی طرف ہے: ''وَهَلْ يَلْزَمُهَا التَّزَوُّجُ؟ قَوْلَانِ (قَوْلُهُ قَوْلَانِ) هُمَا مَبْنِيَّانِ عَلَى أَنَّ وُجُودَ الزَّوْجِ أَوْ الْمَحْرَمِ شَرْطُ وُجُوبٍ أَمْ شَرْطُ وُجُوبِ أَدَاء وَالَّذِي اخْتَارَهُ فِي الْفَتْحِ أَنَّهُ مَعَ الصِّحَّةِ وَأَمْنِ الطَّرِيقِ شَرْطُ وُجُوبِ الْأَدَاءِ---- وَصَحَّحَ الْأَوَّلَ فِي الْبَدَائِعِ وَرَجَّحَ الثَّانِيَ فِي النِّهَايَةِ تَبَعًا لِقَاضِي خَانْ وَاخْتَارَهُ فِي الْفَتْحِ.اهـ.--- وَرَجَّحَ هَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ وَابْنُ أَمِيرْ حَاجٌ فِي الْمَنَاسِكِ (ردالمحتار:۲/۴۶۴-۴۶۵)، شُرُوطُ الْأَدَاءِ---وَهِيَ خَمْسَةٌ:--- وَالْمَحْرَمُ أَوْ الزَّوْجُ لِلْمَرْأَةِ" (ردالمحتار۲/۴۵۸)۔

حضرت مولانااشرف علی تھانویؒنےبھی امدادالفتاویٰ میں عورت کے لئے محرم

ہونے کو اداءحج کے لیےشرط قرار دیاہے (امدادالفتاویٰ ۱۸۶/۲)؛لیکن عام طورپرعلماء دیوبندنے شرط وجوب کافتویٰ دیاہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۳۲۱/۶، انوارمناسک: ۱۷٤، کتاب النوازل۷/۶۱۱، کتاب الفتاویٰ ٤۲/٤)۔

احقرکی رائے میں شرط اداء والاقول زیادہ راجح ہے۔

حنابلہ کاموقف:

امام احمد بن حنبل سے چاراقوال منقول ہیں:

(۱) محرم کے بغیرسفر حج کرنادرست نہیں، اورعورت پرحج فرض ہونے کےلئے محرم کاہوناشرط ہے،حنابلہ کے یہاں یہی راجح ہے۔

علامہ ابن قدامہ ؒ الکافی میں فرماتے ہیں:

''أحدها:أنه لا يحل لها السفر بغير محرم؛ لما روى أبو هريرة قال:قال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر مسيرة يوم، إلا ومعها ذو محرم" متفق عليه (الكافى ٤٦٩/١)۔

المغنی میں ہے: ''مَسْأَلَةٌ: قَالَ (وَحُكْمُ الْمَرْأَةِ إذَا كَانَ لَهَا مَحْرَمٌ كَحُكْمِ الرَّجُلِ) ظَاهِرُ هَذَا أَنَّ الْحَجَّ لَا يَجِبُ عَلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا مَحْرَمَ لَهَا؛ لِأَنَّهُ جَعَلَهَا بِالْمَحْرَمِ كَالرَّجُلِ فِي وُجُوبِ الْحَجِّ''(المغنی۲۲۸/۳)۔

علامہ ابن قدامہ المقدسی فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤدؒ نے امام احمد بن حنبل سے پوچھاکہ اگر عورت مال دارہے یعنی مالی اعتبارسے حج کرسکتی ہے،مگر اس کاکوئی محرم نہیں ہے تو کیااس پر حج فرض ہے؟ آپ نے جواب دیاکہ نہیں ''وَقَدْ نَصَّ عَلَيْهِ أَحْمَدُ، فَقَالَ أَبُو دَاوُد:قُلْت:لِأَحْمَدَ: امْرَأَةٌ مُوسِرَةٌ، لَمْ يَكُنْ لَهَا مَحْرَمٌ، هَلْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْحَجُّ؟ قَالَ: لَا" (المغنی۲۲۹/۳)۔

(۲)محرم کاہوناوجوب حج کے لیے شرط نہیں، بلکہ اداء حج کے لیے ضروری ہے:''وَعَنْ أَحْمَدَ، أَنَّ الْمَحْرَمَ مِنْ شَرَائِطِ لُزُومِ السَّعْيِ دُونَ الْوُجُوبِ''(المغنی۲۲۹/۳)۔

(۳) حج فرض کے لئے محرم کاہوناشرط نہیں ہے، بلکہ عورت عورتوں کی جماعت یاکسی بھی ایسے شخص کے ساتھ سفر حج کرسکتی ہے جس پر اسے اطمینان ہو، البتہ نفل حج کے لیے محرم کاہوناضروری ہے ''وَعَنْهُ رِوَايَةٌ ثَالِثَةٌ، أَنَّ الْمَحْرَمَ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْحَجِّ الْوَاجِبِ، قَالَ الْأَثْرَمُ:سَمِعْت أَحْمَدَ يُسْأَلُ: هَلْ يَكُونُ الرَّجُلُ مَحْرَمًا لِأُمِّ امْرَأَتِهِ، يُخْرِجُهَا إلَى الْحَجِّ؟ فَقَالَ: أَمَّا فِي حَجَّةِ الْفَرِيضَةِ فَأَرْجُو؛ لِأَنَّهَا تَخْرُجُ إلَيْهَا مَعَ النِّسَاءِ، وَمَعَ كُلِّ مَنْ أَمِنَتْهُ، وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا فَلَا" (المغنی۲۲۹/۳)۔

علامہ ابن قدامہؒ ان اقوال کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:''وَالْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ، وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ" (المغنی۲۲۹/۳)۔

(٤) فروع میں امام احمد بن حنبل ؒ سے ایک چوتھی روایت بھی منقول ہے، وہ یہ ہے

کہ جو عورتیں گھروں میں رہتی ہیں، اوران پر فتنہ کاخوف نہیں ہوتاہے وہ بغیرمحرم کے سفر کرسکتی ہیں، اورجوعورتیں ایسی نہیں ہیں ان کے لیے محرم کا ہونا ضروری ہے:''وَقَالَ صَاحِبُ الْمُحَرَّرِ:وَعَنْهُ رِوَايَةٌ رَابِعَةٌ:لَا يُشْتَرَطُ الْمَحْرَمُ فِي الْقَوَاعِدِ مِنْ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يُخْشَى مِنْهُنَّ وَلَا عَلَيْهِنَّ فِتْنَةٌ. سُئِلَ فِي رِوَايَةِ الْمَرُّوذِيِّ عَنْ امْرَأَةٍ عَجُوزٍ كَبِيرَةٍ لَيْسَ لَهَا مَحْرَمٌ وَوَجَدْت قَوْمًا صَالِحِينَ فَقَالَ:إنْ تَوَلَّتْ هِيَ النُّزُولَ وَالرُّكُوبَ وَلَمْ يَأْخُذْ رَجُلٌ بِيَدِهَا فَأَرْجُو لِأَنَّهَا تُفَارِقُ غَيْرَهَا فِي جَوَازِ النَّظَرِ إلَيْهَا، لِلْأَمْنِ مِنْ الْمَحْذُورِ، فَكَذَا هُنَا،كَذَا قَالَ:فَأُخِذَ مِنْ جَوَازِ النَّظَرِ الْجَوَازُ هُنَا،فَتَلْزَمُهُ فِي شَابَّةٍ قَبِيحَةٍ'' (الفروع٥/٢٤٤)۔

عمدۃ الفقہ میں ہے:

''ویعتبر للمرأة وجود محرمها وهو زوجها ومن تحرم عليه على التأبيد بنسب أو سبب مباح'' (عمدۃالفقہ١/٤٥)۔

علامہ ابن تیمیہ ؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ (اوپرمذکور)احادیث عورت کے بغیرمحرم کے سفر کی حرمت پر بغیرکسی تخصیص کے صریح ہیں، پس ان سے غفلت نہیں برتی جاسکتی ہے، اور نہ ہی کسی سفر کو مستثنیٰ کیاجاسکتا ہے، عورت چوں کہ اکثروبیشتر حج ہی کے لیے سفر کرتی تھیں، اس لیےممانعت سفر ِحج کو شامل ہے، صحابہ کرام نےیہی سمجھاہے۔

''فِي هَذَا الْكَلَامِ فَصْلَانِ: - أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تُسَافِرَ لِلْحَجِّ، وَلَا يَجُوزُ لَهَا ذَلِكَ إلَّا مَعَ زَوْجٍ، أَوْ ذِي مَحْرَمٍ .....فَهَذِهِ نُصُوصٌ مِنَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ، وَلَمْ يُخَصِّصْ سَفَرًا مِنْ سَفَرٍ، مَعَ أَنَّ سَفَرَ الْحَجِّ مِنْ أَشْهَرِهَا وَأَكْثَرِهَا. فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُغْفِلَهُ، وَيُهْمِلَهُ وَيَسْتَثْنِيَهُ بِالنِّيَّةِ مِنْ غَيْرِ لَفْظٍ، بَلْ قَدْ فَهِمَ الصَّحَابَةُ مِنْهُ دُخُولَ سَفَرِ الْحَجِّ فِي ذَلِكَ لَمَّا سَأَلَهُ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَنْ سَفَرِ الْحَجِّ، وَأَقَرَّهُمْ عَلَى ذَلِكَ،وَأَمَرَهُ أَنْ يُسَافِرَ مَعَ امْرَأَتِهِ، وَيَتْرُكَ الْجِهَادَ الَّذِي قَدْ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ بِالِاسْتِنْفَارِ فِيهِ، وَلَوْلَا وُجُوبُ ذَلِكَ لَمْ يَجُزْ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرُ الْحَجِّ مِنْ هَذَا الْكَلَامِ، وَهُوَ أَغْلَبُ أَسْفَارِ النِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُسَافِرُ فِي الْجِهَادِ، وَلَا فِي التِّجَارَةِ غَالِبًا، وَإِنَّمَا تُسَافِرُ فِي الْحَجِّ، وَلِهَذَا جَعَلَهُ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - جِهَادَهُنَّ'' (شرح العمدۃ لابن تیمیہ١٧٣/٢)۔

علامہ ابن قدامہؒ نے دلیل میں ان روایتوں کو ذکر کیاہے جن میں عورت کو بغیرمحرم کے سفر کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، نیزآپ کہتے ہیں کہ یہ روایتیں عورت کا بغیرمحرم کے سفرکرنے کی ممانعت پر صریح ہیں، اوراس لئے بھی منع ہے کہ عورت دارالاسلام میں سفر کررہی ہے تو بغیرمحرم کے سفر کیسےجائزہوگا؟ ''وَهَذَا صَرِيحٌ فِي الْحُكْمِ، وَلِأَنَّهَا أَنْشَأَتْ سَفَرًا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ؛ فَلَمْ يَجُزْ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ، كَحَجِّ التَّطَوُّعِ'' (المغنی٣/٢٢٩)۔

مالکیہ کاموقف:

امام مالک ؒ کامذہب یہ ہے کہ عورت کے سفر حج کے لئے شوہریا کسی محرم کا

ہونا ضروری ہے، تاہم اگرنہ ہوتو وہ قابل اطمینان جماعت کے ساتھ حج فرض اداکرنے کے لئے جاسکتی ہے، مگر حج نفل کے لئے نہیں، یہ حکم جوان اوربوڑھی دونوں قسم کی عورتوں کے لیے ہے۔

پھراس میں اختلاف ہے کہ قابل اطمینان جماعت سے مراد عورتوں کی جماعت ہے، یامردوں کی یادونوں کی؟ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اکثرعلماء نے امام مالک سے یہ نقل کیاہے کہ جماعت میں عورتوں کا ہوناضروری ہے، یعنی صرف مردوں کی جماعت ہو تو جانادرست نہیں۔

اسی طرح امام مالکؒ کے نزدیک حج فرض ہونے کے لیے محرم یاشوہر کاپایا جانا شرط نہیں ہے، اس کے بغیربھی عورت پر حج فرض ہوگا۔

التاج والاکلیل میں ہے:

''ابْنُ حَبِيبٍ:لَهَا أَنْ تَخْرُجَ لِلْفَرْضِ بِلَا إذْنِ الزَّوْجِ وَإِنْ لَمْ تَجِدْ مَحْرَمًا، وَلَا بُدَّ فِي التَّطَوُّعِ مِنْ إذْنِهِ وَالْمَحْرَمِ. وَقَالَ خَلِيلٌ فِي مَنَاسِكِهِ:لَيْسَ مِنْ شُرُوطِ اسْتِطَاعَةِ الْمَرْأَةِ وُجُودُ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ عَلَى الْمَشْهُورِ بَلْ يَكْتَفِي بِالرُّفْقَةِ الْمَأْمُونَةِ. هَذَا فِي حَجِّ الْفَرِيضَةِ وَأَمَّا فِي النَّافِلَةِ فَلَا، وَسَوَاءٌ الشَّابَّةُ وَغَيْرُهَا. (وَفِي الِاكْتِفَاءِ بِنِسَاءٍ أَوْ رِجَالٍ أَوْ بِالْمَجْمُوعِ تَرَدُّدٌ) عِيَاضٌ:اُخْتُلِفَ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِ مَالِكٍ: '' تَخْرُجُ مَعَ رِجَالٍ أَوْ نِسَاءٍ '' هَلْ بِمَجْمُوعِ ذَلِكَ فِي جَمَاعَةٍ أَوْ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ حَدِّ الْجِنْسَيْنِ؟ وَأَكْثَرُ مَا نَقَلَهُ أَصْحَابُنَا عَنْهُ اشْتِرَاطُ النِّسَاءِ. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ: لَا تَخْرُجُ مَعَ رِجَالٍ لَيْسُوا مِنْهَا بِمَحْرَمٍ، وَأَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَتُسَافِرُ كَيْفَ شَاءَتْ لِلْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ مَعَ الرِّجَالِ أَوْ ذِي مَحْرَمٍ'' (التاج والاکلیل۳/٤۹٦)۔

فواکہ الدوانی میں ہے: ''وَعَلَى كُلِّ حَالٍ لَا بُدَّ فِي سَفَرِهَا مِنْ مُحْرِمٍ أَوْ زَوْجٍ أَوْ رُفْقَةٍ مَأْمُونَةٍ، فَإِنَّهَا تَقُومُ مَقَامَ الْمُحْرِمِ أَوْ الزَّوْجِ عِنْدَ تَعَذُّرِهِمَا، لَكِنْ فِي حَجِّ الْفَرْضِ دُونَ النَّفْلِ''(الفواکہ الدوانی۱/۳۵۲)۔

شوافع کا موقف:

امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کے لئے سفرکرنے کی شرط بنیادی طورپرعورت کاشرور وفتن سے بے خوف، اور راستہ کاپُرامن و محفوظ ہوناہے، تبھی اس پر حج لازم ہوگاورنہ نہیں ہوگا،البتہ امن کس طرح حاصل ہوگا؟اس سلسلے میں تین قول منقول ہیں:

(۱)یاتوشوہرہو، یااس کامحرم ہو، یاپھر ثقہ عورتوں کی جماعت ہو۔

(۲)املاء میں ہے کہ اگر ایک عورت ساتھ میں ہوتوبھی کافی ہے۔

(۳) کرابیسی کی روایت کے مطابق اگر راستہ پرامن ہوتو عورت تنِ تنہابھی سفرکرسکتی ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ پہلاقول ہی شوافع کامذہب ہے، امام شافعیؒ سےاسی کا منقول ہونا زیادہ مشہور ہے، یہی قول امام مالکؒ،اوزاعیؒ ،عطاء سعیدبن جبیرکابھی ہے۔

‘‘وَقَالَ عطاء وسعيد بن جبير وبن سِيرِينَ وَمَالِكٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ لَا يُشْتَرَطُ الْمَحْرَمُ بَلْ يُشْتَرَطُ الْأَمْنُ عَلَى نَفْسِهَا قَالَ أَصْحَابُنَا يَحْصُلُ الْأَمْنُ بِزَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ أَوْ نِسْوَةٍ ثِقَاتٍ وَلَا يَلْزَمُهَا الْحَجُّ عِنْدَنَا إِلَّا بِأَحَدِ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ فَلَوْ وُجِدَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ ثِقَةٌ لَمْ يَلْزَمْهَا لَكِنْ يَجُوزُ لَهَا الْحَجُّ مَعَهَا هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا يَلْزَمُهَا بِوُجُودِ نِسْوَةٍ أَوِ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَدْ يَكْثُرُ الْأَمْنُ وَلَا تَحْتَاجُ إِلَى أَحَدٍ بَلْ تَسِيرُ وَحْدَهَا فِي جُمْلَةِ الْقَافِلَةِ وَتَكُونُ آمِنَةً وَالْمَشْهُورُ مِنْ نُصُوصِ الشَّافِعِيِّ وَجَمَاهِيرِ أَصْحَابِهِ هُوَ الْأَوَّلُ’’(شرح مسلم للنووی ۱۰۴/۹)۔

المجموع شرح مہذب میں ہے: ‘‘(وَإِنْ كَانَتْ امْرَأَةً لَمْ يَلْزَمْهَا إِلَّا أَنْ تَأْمَنَ عَلَى نَفْسِهَا بِزَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ أَوْ نِسَاءٍ ثِقَاتٍ قَالَ فِي الْإِمْلَاءِ أَوْ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ وَرَوَى الْكَرَابِيسِيُّ عَنْهُ إذَا كَانَ الطَّرِيقُ آمِنًا جَازَ مِنْ غَيْرِ. الشرح: (أَمَّا) حُكْمُ الْمَسْأَلَةِ فَقَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْأَصْحَابُ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَلْزَمُ الْمَرْأَةَ الْحَجُّ إلَّا إذَا أَمِنَتْ عَلَى نَفْسِهَا بِزَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ نَسَبٍ أَوْ غَيْرِ نَسَبٍ أَوْ نِسْوَةٍ ثِقَاتٍ فَأَيُّ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ وُجِدَ لَزِمَهَا الْحَجُّ بِلَا خِلَافٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شئ مِنْ الثَّلَاثَةِ لَمْ يَلْزَمْهَا الْحَجُّ عَلَى الْمَذْهَبِ سَوَاءٌ وَجَدَتْ امْرَأَةً وَاحِدَةً أَمْ لَا وَقَوْلٌ ثَالِثٌ أَنَّهُ يَجِبُ أَنْ تَخْرُجَ لِلْحَجِّ وَحْدَهَا إذَا كَانَ الطَّرِيقُ مَسْلُوكًا كَمَا يَلْزَمُهَا إذَا أَسْلَمَتْ فِي دَارِ الْحَرْبِ الْخُرُوجُ إلَى دَارِ الْإِسْلَامِ وَحْدَهَا بِلَاخِلَافٍ وَهَذَا الْقَوْلُ اخْتِيَارُ الْمُصَنِّفِ وَطَائِفَةٍ وَالْمَذْهَبُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مَا سَبَقَ وَهُوَ الْمَشْهُورُ مِنْ نُصُوصِ الشَّافِعِيِّ’’ (المجموع شرح المهذب للنووی۷/۸۶)۔

علامہ نوویؒ فرماتےہیں کہ سفر حج کے علاوہ نفل حج، تجارت اوردیگرمقاصدکے لیے سفر کرنے کے تعلق سے بھی شوافع کا مذہب یہ ہے کہ عورت بغیرمحرم یابغیرشوہر کے سفر نہیں کرسکتی ہے،کیوں کہ احادیث میں بغیرمحرم کے سفرکرنے کی ممانعت مطلق ہے، نیزسفرمختصر ہویاطویل ، ایک دن کاہویاتین دن کایہی حکم ہے۔

‘‘فَالْحَاصِلُ أَنَّ كُلَّ مَا يُسَمَّى سَفَرًا تُنْهَى عَنْهُ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ سَوَاءٌ كَانَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ يَوْمَيْنِ أو يوما أو بريدا أو غير ذلك لرواية بن عَبَّاسٍ الْمُطْلَقَةِ وَهِيَ آخِرُ رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ السَّابِقَةِ لَا تُسَافِرِ امْرَأَةٌ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ وَهَذَا يَتَنَاوَلُ جَمِيعَ مَا يُسَمَّى سَفَرًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ(۱۰۳/۹)وَاخْتَلَفَ أَصْحَابُنَا فِي خُرُوجِهَا لِحَجِّ التَّطَوُّعِ وَسَفَرِ الزِّيَارَةِ وَالتِّجَارَةِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الْأَسْفَارِ الَّتِي لَيْسَتْ وَاجِبَةً فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَجُوزُ لَهَا الْخُرُوجُ فِيهَا مَعَ نِسْوَةٍ ثِقَاتٍ كَحَجَّةِ الْإِسْلَامِ وَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا يَجُوزُ إِلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ’’ (شرح مسلم للنووی۱۰۴/۹)۔

خلاصہ مذاہب:

۱۔ احناف کے نزدیک عورت کابغیرمحرم کے شرعی مسافت کی مقداریعنی اڑتالیس میل (سوا ستتر کلومیٹر) سےکم کا سفر کرنا درست ہے، زیادہ کرنادرست نہیں، سفرخواہ فرض حج کے لئےہویانفل کے لئے، یاکسی اور مقصدکے لیے، احناف کے نزدیک معیارمسافت شرعی ہے۔

۲۔ عورت کے لئےمحرم یاشوہرکاہوناوجوب حج کے لئے شرط ہے یااداء حج کےلئے؟احناف کے یہاں اختلاف ہے، ترجیح میں بھی اختلاف ہے،احقر کے نزدیک اداء حج کے لئے شرط قراردینا زیادہ راجح ہے۔

۳۔ حنابلہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق عورت کابغیرمحرم کے کسی بھی قسم کا سفرکرنامطلقامنع ہے،راجح قول کے مطابق شوہریامحرم کاہوناوجوب حج کے لئے شرط ہے۔

٤۔ مالکیہ کے نزدیک عورت کابغیرمحرم کےکسی بھی طرح کا سفرکرنادرست نہیں، مگر صرف فرض حج قابل اطمینان جماعت(مردوعورت پرمشتمل) کے ساتھ کرسکتی ہے،ان کے یہاں محرم کا ہوناوجوب حج کے لیے شرط نہیں، بلکہ اداء حج کے لیے شرط ہے۔

٥۔ شوافع کے نزدیک بغیرامن وامان کے فرض حج کاسفر کرنامنع ہے، لیکن امن حاصل ہوگا، شوہریامحرم کے ذریعہ یاقابل اطمینان عورتوں کی جماعت کے ذریعہ ،اس کے علاوہ کوئی دوسراسفرمثلانفل حج، زیارت یاتجارت وغیرہ کے لئےبغیرمحرم یاشوہرکے درست نہیں،ان کے یہاں بھی محرم یاشوہرکاہوناوجوب حج کے لئے شرط نہیں ۔

بغیرمحرم کے سفر کی ممانعت کی وجہ:

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتےہیں کہ (مذکورہ بالا) احادیث کی بناء پر علماء کااس پر اتفاق ہے کہ عورت کااس طورپرسفر کرناضروری ہے کہ وہ محفوظ ومامون ہو، اس کے بغیراس کاسفر کرنادرست نہیں،پھربعض فقہاء کرام نےعورت کا محافظ ثقہ عورتوں یاقابل اطمینان مردوں کو قراردیاہے، مگر بہترین اورقابل یقین محافظ وہ ہےجس کواللہ اوراس کےرسول ﷺ نے محافظ قراردیاہے، یعنی عورت کامحرم،''وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهَا السَّفَرُ إِلَّا عَلَى وَجْهٍ يُؤْمَنُ فِيهِ الْبَلَاءُ، ثُمَّ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ ذَكَرَ كُلٌّ مِنْهُمْ مَا اعْتَقَدَهُ حَافِظًا لَهَا وَصَايِنًا،كَنِسْوَةٍ ثِقَاتٍ، وَرِجَالٍ مَأْمُونِينَ، وَمَنَعَهَا أَنْ تُسَافِرَ بِدُونِ ذَلِكَ. فَاشْتِرَاطُ مَا اشْتَرَطَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ'' (شرح العمدة لابن تیمیہ ۱۷۶/۲)۔

عورت کا بغیرمحرم کے سفرکرنے کی ممانعت کی حکمت:

عورت کا بغیرمحرم کے سفرکرنے کی ممانعت کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ فرماتےہیں کہ سفر میں سواری پرچڑھنے اوراس سے اترنےکے وقت عورت کوپکڑنے کی ضرورت پڑسکتی ہے، اس لیے اس کے ساتھ محرم کاہوناضروری ہے، کیوں کہ غیرمحرم چاہے متقی وپرہیزگارہی کیوں نہ ہو،دل کے پلٹنے میں دیرنہیں لگتی ہے، اورشیطان گھات میں لگاہواہے، اس لیے کبھی بھی مرد کادل عورت کی طرف مائل ہوسکتا ہے اوردونوں فتنے میں مبتلاہوسکتے ہیں،اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے عورت کے ساتھ تنہائی اختیارکرنے سےبھی منع فرمایاہے، اورکہاکہ ایسی صورت میں تیسرا شیطان بھی ہوتاہے (شرح العمدة لابن تیمیہ ۱۷۳/۲-۱۷۶)۔

اگرعورت نے بغیرمحرم کےحج کرلیاتو:

فقہ حنفی کے مطابق بھی اگر عورت نے بغیرمحرم کے سفر کرکے حج کرلیا، تو حج ہوجائے گا، مگر گناہ ہوگا '' وَلَوْ حَجَّتْ بِلَا مَحْرَمٍ جَازَ مَعَ الْكَرَاهَةِ، (قَوْلُهُ مَعَ الْكَرَاهَةِ) أَيْ التَّحْرِيمِيَّةِ لِلنَّهْيِ''(درمختارمع ردالمحتار۴۶۵/۲، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۲۱/۶)، حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے، ''وإن حجت امرأة بغير محرم أساءت، وأجزأها حجها، كما لو تكلف رجل مسألة الناس والحج'' (الكافى۴۷۰/۱)۔

خواتین کے سفر کے لیے محرم ہونے کی شرط کی حیثیت:

خواتین کے سفر کے لیے محرم ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ عورت ہر قسم کی شرور وفتن سے محفوظ رہے،اس کی عصمت وعفت پر آنچ نہ آئے،غیرمحرم کے ساتھ تنہائی ہونےیاغیرمحرم کی نظربدسے اس کو بچایاجائے، سفر میں بعض دفعہ ہاتھ پکڑکرسواری پرچڑھانے اوراتارنے،اسی طرح راستہ پارکرنے کی ضرورت پڑتی ہے،طبیعت خراب ہوجائے تو قدم قدم پربات چیت کرنے، ڈاکٹرکے پاس لے جانے تیمارداری کرنے کی ضرورت پڑسکتی ہے، یہ ضرورتیں عورت کا شوہریااس کامحرم ہی پوری کرسکتاہے،ایک غیرمحرم کرے گاتو دونوں طرف سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اوردونوں کاگناہ ہوسکتاہے(کمامرت الاحادیث والعبارات الفقہیہ)۔

اگرمحرم کے ساتھ سفر کرنے میں فتنہ کاخوف ہوتو؟

چنانچہ اگرمحرم کے ساتھ بھی فتنہ کاخوف ہو تو فقہاء کرام نے عورت کو ایسے محرم کے ساتھ سفر کرنے سے منع کیا ہے، بدائع الصنائع میں ہے:''قالوا:إن المحرم إذا لم يكن مأمونا عليه لم يجز لها أن تسافر معه''(بدائع الصنائع۱۲۴/۲)، کیوں کہ بغیرمحرم کے سفر کرنے کی علت عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت اورابتلاء معصیت سے بچانا ہے، ان ہی مقاصد کی طرف نظررکھتے ہوئے خیال ہوتاہے کہ محرم کےساتھ سفرکرنےکی شرط واجب لغیرہ ہے '' الواجب لذاته:هو الموجود الذي يمتنع عدمه امتناعًا ليس الوجود له من غيره؛ بل من نفس ذاته؛ فإن كان وجوب الوجود لذاته، سمي: واجبًا لذاته، وإن كان لغيره، سمي: واجبًا لغيره'' (كتاب التعريفات۲۴۹/۱)۔

اگرغیرمحرم کے ساتھ سفر کرنے میں فتنہ کاخوف نہ ہوتو؟

اگر غیرمحرم قابل اطمینان ہو،فتنہ میں مبتلاہونے کاخوف نہ ہو،عورت کی عصمت وعفت محفوظ ہونے کایقین یاغالب گمان ہو مثلادونوں کے درمیان عمرمیں کافی تفاوت ہو،یاکوئی تیسرامثلااس مرد کی بیوی یااس کا کوئی محرم بھی ساتھ میں ہو،اور سخت مجبوری بھی ہو،توعورت کے لیے ایسے غیرمحرم کے ساتھ سفر کرنے کی گنجائش ہے۔

ہندیہ میں حمادؒ سے منقول ہےکہ عورت نیک لوگوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے: ''وَقَالَ حَمَّادٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا بَأْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُسَافِرَ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ مَعَ الصَّالِحِينَ''(ہندیہ۳۶۶/۵)۔

علامہ محمد انورشاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی کی کتابوں میں تو یہی لکھا ہے کہ عورت کابغیرمحرم کے سفر کرنا جائز نہیں،مگرمیرے نزدیک قابل اعتمادغیرمحرم کے ساتھ جب کہ اس سے عورت کی عفت وعصمت محفوظ رہنے کایقین ہو، سفرکرناجائز ہے، احادیث میں کافی دلائل ہیں(فیض الباری۲/۵۳٤)۔

فیض الباری کےمحقق ومحشی حضرت مولانا بدرعالم میرٹھیؒ نے حاشیہ میں استدلال کیاہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالعاصؓ کوحکم دیاتھاکہ وہ حضرت زینب کوفلاں (غیرمحرم) کے ساتھ مدینہ بھیج دے، نیزواقعہ افک میں حضرت عائشہؓ نے بھی غیرمحرم کے ساتھ سفر کرکے قافلہ سے آملی تھیں (فیض الباری۲/۵۳٤)۔

یاد رہے کہ یہ سفر صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے لیےہو، وہاں پہنچ کر وہ اپنے محارم کے ساتھ مل جائے، چنددنوں کے لیے سیروتفریح یاکسی دوسرے مقاصد کے لیےجانانہ ہو،اسی طرح منزل مقصود میں پہنچ کررات گزارنے کی نوبت بھی نہ آئے، کیوں کہ ایسی صورت میں فتنہ میں مبتلاء ہونےکے مواقع خواہ بیوی بھی ساتھ میں کیوں نہ ہو دھیرے دھیرے بڑھتےجائیں گے۔

ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر:

فقہ شافعی اورمالکی کے مطابق عورت کا ثقہ عوتوں کے ساتھ سفر کرنادرست ہے (حوالہ :کمامرسابقا)۔

فقہ حنفی کے مطابق صرف عورتوں کی جماعت کابغیرمحرم کےمسافت شرعی سے زیادہ سفر کرنادرست نہیں ہے، علامہ ابن نجیم مصری نے ان احادیث کو ذکرکرنے کے بعد جس میں عورت کو بغیرمحرم کے سفر کرنے سے منع کیاہے، لکھاہے کہ: ‘‘فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لا تكفي’’(البحرالرائق۲/۳۳۸)، یعنی صرف عورتوں کی جماعت کا بھی سفر کرنا منع ہے، صرف عورتوں کی جماعت کاسفر اس لیے بھی ممنوع ہوگاکہ آج کل سفرمیں قدم قدم پر مردوں کی ضرورت پیش آتی ہے،کوئی مرد نہیں ہوگا تو عورتوں کو غیرمحرموں سے باربارسابقہ پڑے گا، جس سے فتنےکےمواقع بڑھ جائیں گے۔

۳۔ اگرمحرم نہ ہومگر سفر محفوظ اورپرامن ہوتو:

اگرعورت کے ساتھ محرم نہ ہومگر سفر محفوظ اور پرامن ہو، فتنہ کے مواقع نہیں کے برابرہوں،مثلاممبئی سے دہلی کاسفر بذریعہ ہوائی جہاز ہو،جوصرف دوڈھائی گھنٹے میں پوراہوجاتاہے، احادیث اورفقہاء کی عبارتوں سے، نیزممانعت کی حکمت وعلت پر نظرکرتے ہوئے خیال ہوتاہے کہ ایسی صورت میں عورت کے لیے بغیرمحرم کے بھی سفر کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے، کیونکہ آج کل ایرپورٹ اورہوائی جہازکے اندرسی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوتے ہیں،ہرنقل وحرکت حتیٰ کہ آواز بھی ویڈیوکی شکل میں محفوظ ہوجاتی ہیں،جس سے گندی ذہنیت کے لوگ چھیڑچھاڑکرنے سے ڈرتے ہیں، نیزآج کل

انٹرنیٹ کے ذریعہ مطلوبہ شخص کوٹریک بھی کیاجاسکتاہے کہ وہ ابھی کہاں پرہے، اس بناء پر فتنے کے مواقع ختم تو نہیں، مگر کم ضرورہوگئے ہیں،جہاں تک رہی بات قدم قد م پر مدد کی، تو ایر پورٹ اورجہاز میں ایرلائنزکی طرف سے عورت معاون موجود ہوتی ہیں، جس سے غیرمحرم سے سابقہ پڑنے کے بھی مواقع بہت کم ہوجاتے ہیں، اس لئے یہ گنجائش ہونی چاہئے؛ کیوں کہ علامہ کشمیریؒ نے غیرمحرم کے ساتھ سفر کی گنجائش کی جو وجہ لکھی ہے وہ فتنہ سےمحفوظ ہوناہے، ''بِشَرْط الاعتماد والأَمْن من الفتنة'' (فیض الباری۲/۵۳۵)۔

لیکن ایسی صورت میں بھی ضروری ہوگاکہ عورت اپنے یہاں کے ایرپورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے اور دوسری طرف کے ایرپورٹ سے شوہریامحرم لینے کے لئے آجائے،نیزیہ بھی کوشش کرے کہ ڈائریکٹ فلائٹ سے سفر کرے، تاہم یہ گنجائش بس، ٹرین،ٹیکسی وغیرہ کے سفر میں نہیں ہوگی، کیوں کہ ان سواریوں میں فتنوں کے مواقع بہت زیادہ ہوتے ہیں(مستفاد از:انوارمناسک)۔

۴۔ اگرکوئی عورت عمرہ کی مشتاق ہومگر کوئی محرم نہ ہو:

اگرکوئی عورت عمرہ کرنے کی مشتاق ہو؛ مگر کوئی محرم نہ ہو تو اگروہ بوڑھی عورت ہے تو غیرمحرم کے ساتھ یاعورتوں کی جماعت کے ساتھ جب کہ ان کےساتھ ان کےشوہریا محرم بھی ہوں سفر کرسکتی ہے، البتہ اگروہ جوان ہےتو جائز نہیں ہے، اول اس وجہ سے کہ صحیح قول کے مطابق احناف کے یہاں عمرہ مستحب اورزیادہ سے زیادہ سنت مؤکدہ ہے ، واجب نہیں، ایک مستحب امر کے لیےفتنوں کے مواقع خواہ کم ہی ہوں قابل برداشت نہیں ہوں گے:''الْعُمْرَةُ عِنْدَنَا سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ'' (ہندیہ۱/۲۳۷)، خاص طورپرجب کہ عمرہ کابدل موجود ہے،یعنی وہ کسی کواپنی طرف سے عمرہ کرنے کے لئے بھیج دے، ایسی صورت میں اس کو پوراثواب ملے گا ''وَفِي الْحَجِّ النَّفْلِ تَجُوزُ الْإِنَابَةُ حَالَةَ الْقُدْرَةِ لِأَنَّ بَابَ النَّفْلِ أَوْسَعُ، ثُمَّ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ أَنَّ الْحَجَّ يَقَعُ عَنْ الْمَحْجُوجِ عَنْهُ'' (ہدایہ مع الفتح۳/۱٤٤)، اس کے باجود بھی اگر وہ جاناہی چاہتی ہے تواسے چاہئے کہ یاتو شادی کرکےاپنے شوہرکے ساتھ عمرہ کے لئے جائے، یاکسی جانے والے کے ساتھ شادی کرلے۔

۵۔ سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت:

سفرحج کے لیے محرم کی شرط کی حیثیت کے تعلق سے فقہاء احناف کے یہاں اختلاف ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ محرم کاہوناوجوب حج کے لیے شرط ہے اوربعض کہتے ہیں کہ وجوب کے لئے نہیں، بلکہ ادا ء حج کے لیے شرط ہے،تصحیح دونوں طرف ہوئی ہے، امام احمدؒ سےبھی دونوں قول منقول ہیں، ان کے یہاں راجح وجوب کے لئے شرط ہوناہے، امام مالک اورامام شافعیؒ کے نزدیک محرم کاہونا وجوب کے لئے شرط نہیں ہے(کمامرمفصلا)۔

۶. مالی استطاعت ہے مگر محرم نہیں ہے:

اگرمالی استطاعت ہے مگر کوئی محرم نہیں ہے، تو مالکیہ اورشوافع کے یہاں قابل اطمینان جماعت کےساتھ حج کرسکتی ہے، احناف اورحنابلہ کے یہاں اس پر حج فرض نہیں ہے(کمامرمفصلا)، دونوں مذاہب کی دوسری روایت (اداء حج کے لیےمحرم ہونے کی شرط) کے مطابق فقہاء نے لکھاہے کہ یاتومحرم کے انتظام ہونے کاانتظارکرے یاپھرحج بدل کرالے، یاپھر اخیر میں وصیت کرکے دنیاسے جائے، علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:''شُرُوطُ الْأَدَاءِ وَهِيَ الَّتِي إنْ وُجِدَتْ بِتَمَامِهَا مَعَ شُرُوطِ الْوُجُوبِ، وَجَبَ أَدَاؤُهُ بِنَفْسِهِ، وَإِنْ فُقِدَ بَعْضُهَا مَعَ تَحَقُّقِ شُرُوطِ الْوُجُوبِ، فَلَا يَجِبُ الْأَدَاءُ بَلْ عَلَيْهِ الْإِحْجَاجُ أَوْ الْإِيصَاءُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَهِيَ خَمْسَةٌ: سَلَامَةُ الْبَدَنِ، وَأَمْنُ الطَّرِيقِ وَعَدَمُ الْحَبْسِ، وَالْمَحْرَمُ أَوْ الزَّوْجُ لِلْمَرْأَةِ وَعَدَمُ الْعِدَّةِ لَهَا''(ردالمحتار: ٤٥٨)۔

لیکن بغیرمحرم کے سفر کی ممانعت کی علت اورحکمت وغیرہ کی طرف نظرکرتے ہوئےبعض فقہاء کرام نے جس طرح بوڑھی عورت کو غیرمحرم کے ساتھ سفرحج کرنے کی اجازت دی ہے(کماسیاتی مفصلا)، اسی طرح اگرعورت جوان ہواورفتنے کے مواقع کم ہوں تو اسے بھی سفر حج واجب کی اجازت ملنی چاہئے، مثلادونوں کی عمرمیں کافی تفاوت ہو،غیرمحرم تو ہے،لیکن ایسی رشتہ داری ہے کہ جس میں جنسی میلان نہیں ہوتا،جیسےشوہرکابھانجہ یامامی،شوہرکابھتیجہ یاچاچی،استاذکی ماں یابیوی وغیرہ، اسی طرح وہ مردوعورت کی ایسی جماعت کے ساتھ سفرکرے جس میں عورتیں ان مردوں کی بیویاں ہوں؛ایسی صورت میں فتنے کے مواقع بہت کم ہوجائیں گے،البتہ بیوی کے علاوہ کوئی دوسری محرم مثلاماں، بہن وغیرہ ہونتو گنجائش نہیں ہونی چاہئے؛ کیوں کہ ایسے معاملہ میں مرد جتنااپنی بیوی سےڈرتاہے اتنااپنی محرمات سے نہیں ڈرتاہے، نیزمرد کااپنی محرمات کو دھوکہ میں ڈال کراُس غیرمحرم عورت پر نظرڈالناجتناآسان ہوتاہے اتنابیوی کو دھوکہ میں رکھ کر آسان نہیں ہوتا؛نیزیہاں یہ بھی اندیشہ رہے گاکہ اگربیوی کو بھنک بھی لگ گئی تو خود اپنارشتہ خراب ہوجائے گا، واضح رہے کہ یہ گنجائش صرف حج واجب میں ہوگی، نفل یاعمرہ کے لئے نہیں ہوگی۔

عام سفر اورسفر حج میں فرق یہ ہے کہ سفر حج میں کم از کم پانچ دن تو لگتے ہی ہیں، اس لئے اس کی شرائط کچھ سخت ہیں،جب کہ عام سفر میں یہ گنجائش صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے لیےہے؛اس لیے اس کی شرائط نسبتاکم اورہلکے ہیں (کمامرمفصلا)۔

۷.کیابوڑھی عورت بغیرمحرم کے سفرکرسکتی ہے؟

امام مالکؒ،امام شافعیؒ اورامام احمد کی تیسری روایت کے مطابق عورت فرض حج کے لئےقابل اطمینان جماعت یاعورتوں کے ساتھ جاسکتی ہے، اس میں جوان اوربوڑھی عورت دونوں شامل ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگرعورت اورمکہ کے درمیان مسافت شرعی سے زیادہ مقدارہے، تو بوڑھی، غیرمشتہاۃ عورت غیر محرم کےساتھ سفر کرسکتی ہے،چنانچہ علامہ حصکفیؒ فرماتےہیں:

''أَمَّا الْعَجُوزُ الَّتِي لَا تُشْتَهَى فَلَا بَأْسَ بِمُصَافَحَتِهَا وَمَسِّ يَدِهَا إذَا أَمِنَ، وَمَتَى جَازَ الْمَسُّ جَازَ سَفَرُهُ بِهَا''(درمختارمع ردالمحتار ۳۶۸/۶)۔

ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی اجازت دی ہے (امدادالفتاویٰ ۲۰۱/٤)، تاہم بعض نے محرم کابھی بوڑھااورغیرمشتہی ہونے کی شرط لگائی ہے:''وَفِي رِوَايَةٍ يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَيْضًا غَيْرَ مُشْتَهًى اهـ قُهُسْتَانِيٌّ عَنْ الْكَرْمَانِيِّ'' (ردالمحتار ۳۶۸/۶)، اس سلسلے میں کوئی عمرمتعین نہیں کی جاسکتی ہے، کیوں کہ بعض دفعہ عورت کی عمرزیادہ ہونے کے باوجودمشتہات ہوتی ہے۔

اوپرجتنی بھی تفصیلات گزریں وہ اس وقت ہیں جب کہ عورت اوراس کے منزل مقصود تک تین دن تین رات یااڑتالیس میل(سواستترکلومیٹر)سے زیادہ کی مسافت ہو،پس اگرمسافت شرعی سےکم کی مسافت ہے تو عورت حج اور دیگر مقاصد کے لئے تن تنہابھی سفر کرسکتی ہے، تومحرم اورعورتوں کی جماعت کے ساتھ بدرجہ اولیٰ جاسکتی ہے، تاہم امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسفؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن اورایک رات کی مسافت یعنی ۱۶/میل (۲۵/کلومیٹر) کا سفربھی عورت کے لئے تن تنہاکرنامکروہ ہے، علامہ شامیؒ نے لکھاہے کہ آج کل اسی پر فتویٰ دینا چاہئے: ''وَرُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ كَرَاهَةُ خُرُوجِهَا وَحْدَهَا مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَاحِدٍ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْفَتْوَى عَلَيْهِ لِفَسَادِ الزَّمَان'' (ردالمحتار ٤٦٤/٢،انوارمناسک: ۱۷۷)۔

بغیرمحرم کے سفرکی ممانعت، اس کے مقاصدوحکمت، فسادزمانہ اورفتنوں کے خوف کی وجہ سےخیال ہوتاہے کہ عورت بغیرشوہریامحرم کےتھوڑے سے فاصلہ کے لیے بھی سفر نہ کرے،اورکم سے کم درجہ یہ ہے کہ عورت کے ساتھ کوئی دوسری عورت ضرور ہو، اوراسی کافتویٰ دیا جانا چاہئے۔

خواتین کا بغیر محرم کے سفر کا حکم

مولانا ممتاز خان ندوی•

جواب (۱): عورت بغیر محرم اور شوہر کے کتنی مسافت کاسفر نہیں کرسکتی ہے ؟حدیثوں مینمختلف مسافت بتائی گئی ہے ،مسلم شریف میں ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم یاشوہر کے تین دن یااس سے زیادہ مسافت کاسفر نہیں کرسکتی ہے ،حدیث پاک میں ہے :

''عن أبی سعید الخدری ؓ قال :قال رسول اللہ ﷺ: لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراًیکون ثلاثۃ أیام فصاعداًإلا ومعھا أبوھا أوإبنھا أوزوجھا أوأخوھا أوذ ومحرم منھا'' (مسلم، کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۴۰)۔

(حضرت ابو سعید خدری ؓسے روایت ہے ،کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺنے ارشاد فرمایا:کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،جائزنہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کاسفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کے والد یا بیٹا یا شوہر یا اس کابھائی یا اس کامحرم ہو)۔

صحیح البخاری میں بھی اسی مفہوم کی روایت ہے :

''عن نافع بن عمر ؓ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:لاتسافر المرأۃ ثلاُ ثۃ أیام إلا مع ذی محرم '' (بخاری، کتاب التقصیرباب فی کم یقصر الصلوۃ ح: ۱۰۸۷)۔

(حضرت نافع بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت تین دن کی مسافت کاسفر بغیر محرم کے نہ کرے)

ایک روایت میں صرف ایک رات کاذکر ہے :

''عن أبی ھریرۃ ؓ قال،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لایحل لامرأۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعھا رجل ذو حرمۃ منھا''(مسلم ،کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع محرم إلی الحج وغیرہ ح : ۱۳۳۹)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺنے ارشاد فرمایا:کوئی مسلمان عورت ایک رات کی مسافت کاسفر نہیں کرے گی، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو)۔

مؤطاکی روایت میں ایک دن کاذکر ہے :

• استاذ مدرسہ ضیاء العلوم میدانپور، رائے بریلی، یوپی۔

''عن أبی هریرة قال قال النبی ﷺ :لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم إلا مع ذی محرم'' (المؤطا امام مالکؒ۲،۹۷۲)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن کی مسافت کاسفر بغیر محرم کے کرے)۔

مذکورہ روایتوں میں مسافت کاجو اختلاف ہے ،علماء کرام نے اس کاجواب یہ دیا ہے کہ یہ سائلین اور جگہوں کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ہے۔

شرح مسلم فتح الملہم میں ہے :

''قال العلماء: اختلاف هذه الألفاظ لاختلاف السائلین واختلاف المواطن ولیس فی النهی عن الثلاثة تصریح بإباحة الیوم واللیلة والبرید''(فتح الملہم۶،۴۸۶ کتاب الحج)۔

(علماء کرام نے فرمایا:یہ الفاظ کااختلاف سوال کرنے والوں اور جگہوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے،تین دن کی مسافت کی جو ممانعت روایتوں میں وارد ہوئی ہے ،تو اس سے ایک دن اور ایک رات اور ایک برید کی جواز کی صراحت نہیں ہوتی ہے)۔

اس تناظر میں راقم کی رائے یہ ہے کہ عورت کے لئے شوہر کی جوشرط ہے اس کے حکم کی بنیاد نہ تو مسافت قصر ہے اور نہ تین شب وروز،بلکہ حکم کی بنیاد سفر کی بنیاد پر ہے ،اب سوال یہ ہے کہ سفر کس کو کہیں گے ،اس کے بارے میں کوئی صراحت حدیث وفقہ کی کتابوں میں موجود نہیں ہے ،مسلم شریف کی مشہور شرح فتح الملہم میں ہے:

''ولم یرد تحدید أقل مایسمی سفراً''(فتح الملہم ۶،۴۸۷)۔

(حدیث میں کوئی تحدید وارد نہیں ہوئی ہے کہ کم سے کم کتنی مسافت کوسفر کہا جائے گا)

لہذا اس مسئلہ میں عرف کااعتبار ہونا چاہئے ،عرف میں جتنی مسافت کو سفر کہاجائے گا،عورت بغیر محرم یاشوہر کے اتنی مسافت کاسفر نہیں کرسکتی ہے ۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ تحریر فرماتے ہیں ۔

''قال الفقہاء أیضاً کل ماورد بہ الشرع مطلقاًولاضابطا لہ فیہ ولافی اللغة یرجع فیہ إلی العرف کالحرزفی السرقة''(الفقہ الاسلامی وادلتہ)۔

(فقہاء نے کہا ہے کہ جوچیز شریعت میں مطلقاًوارد ہوئی ہے اور نہ اس کے لئے شریعت میں کوئی ضابطہ ہے، نہ لغت میں،تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیاجائے گا، جیسے سرقہ میں حفاظت کامصداق)۔

اس کی تائید مسلم شریف کی شرح فتح الملہم سے بھی ہوتی ہے :

''فالحاصل أن کل مایسمی سفراًتنهی عنہ المرأة بغیر زوج أومحرم سواء کان ثلاثة أو

یومین أو یوماأوبریداأو غیر ذلک ''(فتح الملہم ۶،۴۸۷)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ مسافت جس کوعرف میں سفر کہاجائے گا،عورت اتنی مسافت کابغیر محرم یاشوہر کے سفر نہیں کرسکتی ہے ،چاہے یہ تین دن کی مسافت ہویادودن کی ہویاایک دن کی ہویاایک برید کی ہویا اس کے علاوہ ہو۔

اس کی مزید تائید حضرت ابن عباس ؓ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے :

''لاتسافر امرأة إلا مع ذی محرم' '(فتح الملہم ۶،۴۸۷)۔

(کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے)۔

اس رو ایت کے ذیل میں صاحب فتح الملہم تحریر فرماتے ہیں :

''وھذا یتناول جمیع مایسمی سفراً''(فتح الملہم ۶،۴۸۷)۔

(اور یہ حدیث ان تمام سفر کوشامل ہے ،جس کوسفر کہاجائے گا)

جواب (۲)(الف): سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب :

امام ابو حنیفہ ؒ کامسلک :

امام ابو حنیفہ ؒ کے یہاں جس طرح حج فرض میں عورت بغیر محرم یاشوہر کے اکیلی سفر نہیں کرسکتی ہے ،اسی طرح عام سفر میں بغیر محرم یاشوہر کے سفر کرنا جائز نہیں ہے ۔

فقہ حنفی کی مشہور ومعتمد علیہ کتاب :ردالمحتار میں ہے :

''قولہ (فی سفر)ھو ثلاثة أیام ولیالیھا ..... وروی عن أبی حنیفة ؒ وأبو یوسف ؒکراھة خروجھا وحدھا مسیرة واحد وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان،ویؤدہ حدیث الصحیحین: لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا مع ذی محرم علیھا ''(رد المحتار ۳،۴۶۵)۔

(اور ان کاقول(فی سفر)اس سے مراد تین دن اور تین راتینہیں ،اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمھا اللہ سے روایت کی گئی ہے کہ عورت کا صرف ایک دن کی مسافت میں بھی نکلنا مکروہ تحریمی ہے،اور زمانہ کے فساد کودیکھتے ہوئے فتوی ان ہی کے قول پر ہوناچاہئے ،اور اس کی تائید صحیحین کی حدیثوں سے بھی ہوتی ہے ،کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے کرے۔

الفتاوی التاتار خانہ میں ہے :

''ولاتسافر المرأة بغیر محرم وھکذا روی عن أبی حنیفة ؒ وقال الفقیہ أبوجعفر:اتفقت الروایات فی الثلاث فأما دون الثلاث قال أبو جعفر:ھو أھون ذلک''(الفتاوی التاتارخانیہ۱۸،۲۴۶)۔

(اور عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے،اور اسی طرح امام ابوحنیفہؒ سے مروی

ہے، اور امام ابوجعفرؒ نے فرمایا: تین دن کی روایات میں تو سب کااتفاق ہے ،رہامسئلہ تین دن سے کم کا،امام ابوجعفر ؒنے فرمایا:یہ اس سے آسان مسئلہ ہے)۔

امام شافعیؒ کامسلک :

امام شافعی ؒ کے یہاں حج کے علاوہ عام سفر میں عورت کے لئے بغیر محرم یاشوہر کے سفر کرنے کے سلسلہ میں دوطرح کی روایتیں موجود ہیں :

(۱) پہلی روایت یہ ہے کہ اگر محرم یاشوہر نہ ہو،تو عورت سفر حج کی طرح ثقہ یعنی دیندار عورتوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے ۔

(۲) دوسری روایت جوکہ صحیح ہے اور اسی پران کے یہاں اتفاق بھی ہے ،وہ یہ ہے کہ سفر حج کے علاوہ عام سفر میں عورت بغیر شوہر یامحرم کے سفر نہیں کرسکتی ہے ،کیونکہ یہ سفر عورت کے لئے واجب نہیں ہے ۔

فقہ شافعی کی مشہور کتاب مہذب کی شرح المجموع میں ہے :

''ہل یجوز للمرأة أن تسافر لحج التطوع ؟أولسفر زیارة وتجارة ونحوهما مع نسوة ثقات ؟أو إمرأة ثقة ؟فیہ وجهان وحکاهما الشیخ أبوحامد والماوردی والمحاملی وآخرون من الأصحاب فی باب ..... وحکاهما القاضی حسین والبغوی والرافعی وغیرهم أحدهما :یجوز کالحج والثانی لایجوز :وهو الصحیح باتفاقهم ''(المجموع ۷؍۴۶)۔

(کیاعورت کے لئے نفلی حج یاسفر زیارت یاسفر تجارت اور ان دونوں کے علا وہ دیگر اسفار ثقہ عو ر توں یاایک ثقہ عورت کے ساتھ جائز ہے؟اس میں دوطرح کی روایتیں ہیں ،اور ان دونوں کوشیخ ابوحامد ، ماوردی،محاملی اور دوسرے اصحاب نے باب الاحصار میں بیان کیا ہے ،اور ان دونوں کو قاضی حسین ،بغوی ،رافعی اور ان کے علاوہ نے بیان کیا ہے، ان دونوں میں سے ایک روایت حج کی طرح جائز ہے ، اور دوسری روایت جائز نہیں ہے ،اور یہی روایت بالاتفاق صحیح ہے)۔

امام احمد بن حنبلؒ کامسلک :

امام احمد بن حنبل ؒ کے یہاں بغیر محرم یاشوہر کے اکیلے یاثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے ۔

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب :المغنی میں ہے :

''أما فی غیرها فلا''(المغنی ۳؍۱۹۰)۔

(رہا مسئلہ عورت کاحج فر ض کے علاوہ بغیر محرم یاشوہر کے اکیلے سفر کرنا تو جائز نہیں ہے)۔

امام مالک ؒکامسلک :

امام مالک ؒ کے یہاں بھی حج فرض کے علاوہ عورت بغیر محرم یاشوہر کے اکیلی سفر نہیں کرے گی ،مشہور شارح مسلم قاضی عیاض ؒ ا س حدیث کے بعد تحریر فرماتے

ہیں :''لاتسافر المرأة ثلاثاًإلا ومعها ذومحرم'' (فتح الملہم ۴۸۷،۶)۔

''وقد تحمل مالکؒ الحدیث علی سفر التطوع''(شرح مسلم ۴۴۶،۴ للقاضی عیاض)۔

(امام مالکؒ نے اس حدیث کوسفر تطوع پر محمول کیا ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ امام مالکؒ کے یہاں بھی سفر حج کے علاوہ عام سفر بغیر محرم یاشوہر کے نہیں کرے گی ۔

مشہور شارح مسلم قاضی عیاضؒ تحریر فرماتے ہیں :

''ولم یختلفوا أنہ لیس لها أن تخرج فی غیر الحج إلا مع ذی محرم ''(ایضا)۔

(اور ائمہ کرام کے یہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حج فرض کے علاوہ عورت سفر بغیر محرم کے نہیں کرے گی)۔

(ب) صرف عورتوں کا جماعت کی شکل میں سفر کرنا:

محرم یاشوہر نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کاجماعت کی شکل میں اکیلی سفر کرنا خواہ سفر حج ہو یاعام سفر راقم کے نزدیک جائز نہیں ہے ،اس کی تائید درج ذیل حدیثوں سے بھی ہوتی ہے ۔

مسلم شریف کی روایت ہے:

''عن جابرؓ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن المرأة تقبل فی صورت شیطان وتدبر فی الشیطان ''(مسلم ،کتاب النکاح ،باب ندب من رأی امرأة فوقعت فی نفسہ ح : ۱۴۰۳)۔

(حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں ،اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا :بے شک عورت شیطان کی شکل میں آتی ہے ،اور شیطان کی شکل میں جاتی ہے)۔

ترمذی شریف کی روایت ہے:

''المرأة عورة فإذاخرجت استشرفها الشیطان''(ترمذی ،کتاب الرضاع ، باب استشراف شیطان المرأة إذا خرجت ح: ۱۱۷۳)۔

(عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے ،چنانچہ جب کوئی عورت اپنے پردہ سے باہر نکلتی ہے ،تو شیطان اس کومردوں کی نظر میں اچھاکرکے دکھاتا ہے)۔

مسلم شریف کی روایت ہے:

''عن أبی سعید الخدریؓ قال :قال رسول اللہ ﷺ: لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراًیکون ثلاثة أیام فصاعداًإلا ومعها أبوها أو ابنها أو زوجها أوأخوها أوذومحرم''(مسلم ،کتاب الحج ،باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۴۰) ۔

(حضرت ابوسعیدخدریؓ سے روایت ہے،کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا :کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کاسفر کرے ،مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کے

والد یا اس اس کا لڑکا ،یااس کا شوہر ،یاا س کا بھائی ،یا اس کاکوئی محر م ہو)۔

دیگر روایات میں حالات اور فتنہ کے اندیشہ کے پیش نظر دودن ،ایک دن ،ایک رات، صرف ایک رات ،صرف ایک دن کے سفر کرنے میں بھی محرم کاساتھ ہونا شرط ہے ۔

''وفی روایۃ نھی أن تسافر المرأۃ مسیرۃ یومین وفی روایۃ لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم إلا مع ذی محرم وفی روایۃ لایحل لامرأۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعھا ذوحرمۃ منھا وفی روایۃ مسیرۃ یوم ولیلۃ ''(الموطا امام مالک۲،۳۴)۔

(اور ایک روایت میں اللہ کے رسولﷺ نے منع فرمایاہے کہ عورت دودن کی مسافت کاسفر کرے،اور ایک روایت میں ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن کاسفر بغیر محرم کے کرے،اور ایک روایت میں ہے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کاسفر کرے ،مگر جبکہ اس کے ساتھ محرم ہواور ایک روایت میں ایک دن اور ایک رات کی مسافت کاذکر ہے)۔

اس کی تائید مناسک ملا علی قاریؒ کی درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے :

''الرابع المحرم أو الزوج لامرأۃ بالغۃ ولوعجوزاً أومعھا غیرھا من النساء الثقات والرجال الصالحین''(مناسک ملا علی قاری،۷۶۴)۔

(چوتھی شرط بالغ عورت کے لئے محرم یاشوہر کاہونا ہے ،اور اگرچہ کہ وہ بیوہ ہو،یا اس کے ساتھ اس کے علاوہ ثقہ عورتیں ہوں یانیک مرد ہوں)۔

جواب (۳): عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا:

عورت بغیر محرم کے ہوائی جہاز سے سفر کرے اور ریاض ائیر پورٹ میں اس کاشوہر آکر اپنی بیوی کولے لے ،خواہ بیوی حج کی غرض سے جائے یامحض شوہر کے پاس جانا مقصود ہو،راقم کے نزدیک اگر چہ کہ ا یسے سفر میں فتنہ کا امکان بظاہر کم رہتا ہے ،لیکن فقہاء کرام کے نزدیک سفر شرعی کے لئے تین دنوں کی مدت مطلوب نہیں ہے ،بلکہ اتنی مسافت مطلوب ہے ، جس کوانسان پیادہ پارفتار سے تین دنوں میں طے کرسکے ،اس طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کاسفر گوکہ چند گھنٹوں کاہے، مگر وہ ہوگاسفر شرعی، یہی وجہ کہ اس مختصر وقت میں نمازوں میں قصر کیا جائے گا،اور رمضان المبار ک میں روزہ میں افطار جائز ہوگا،اور پھر حدیثوں میں اور فقہی عباتوں میں محرم کے ساتھ سفر سے مطلقاً منع کیا گیا ہے ،کہیں بھی یہ قید نہیں آئی ہے کہ فتنہ کے وقت عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرے گی ،اور اگر فتنہ نہ ہوتو بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے،اس وجہ سے راقم کے نزدیک ایسی صورت میں بھی عورت کابغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

اس بابت حدیثیں ملاحظہ فرمائیں :

(۱) مؤطا امام مالک کی روایت ہے :

''عن أبی هریرة ؓ :قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم :لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلةإلا مع ذی محرم وفی روایۃ مسیرة یوم وفی أخری لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة لیلة إلا ومعها رجل ذوحرمۃ منها''(الموطا امام مالک۲،۳۵)۔

(حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا،کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہوجائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کاسفر بغیر محرم کے کرے ،اور ایک روایت میں ایک دن کی مسافت کاذکر ہے،اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں ہے کہ ایک رات کاسفر کرے ،مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایسا آدمی ہو جو اس کامحرم ہو)۔

(۲) صحیح البخاری کی روایت ہے :

''عن نافع بن عمر ؓ أن النبی صلی الله علیہ وسلم قال :لاتسافر المرأة ثلاثۃ أیام إلا مع ذی محرم'' (بخاری ،کتاب التقصیر،باب فی کم یقصر الصلوۃ ح: ۱۰۸۷)۔

(حضرت نافع بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :عورت تین دنوں کی مسافت کاسفر نہیں کرے گی ،مگر محرم کے ساتھ)۔

(۳) مسلم شریف کی روایت ہے :

''لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم علیها ''(مسلم ، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۳۹)۔

(کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،جائز نہیں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کاسفر کرے ،مگر محرم کے ساتھ)۔

فقہی عبارتوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ،عبارتیں ملاحظ فرمائیں :

''ومنها المحرم للمرأ ة شابۃ کانت أو عجوزاً إذا کانت بینهما وبین مکۃ مسیرة ثلاثۃ أیام'' (مناسک ملا علی قاری)۔

(اور حج کی شرائط میں سے عورت کے لئے محرم کاہونا ہے ،خواہ عورت جوان ہویابوڑھی ہو،جبکہ اس کے اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت کا فاصلہ ہو)۔

علامہ شامی ؒ عورت کابغیر محرم کے سفر کرنے کے تعلق سے لمبی بحث کے بعد آخر میں تحریر فرماتے ہیں :

''لکن أشار بہ :إلی أن مااستفید من المقام من عدم جواز السفر للمرأة إلابزوج أو محرم خاص بالحرۃ ''(رد المحتار علی الدر)۔

اس کی تائید فتاوی دار العلوم دیوبند کے درج ذیل فتوی سے بھی ہوتی ہے ،استفادہ

کی غرض سے استفتاء اور فتوی دونوں نقل کئے جاتے ہیں ،ملاحظہ فرمائیں :

سوال: ''زید اپنی لڑکی کو دوسرے ملک میں جہاں اس کاخاوند ہے ،وہاں اقارب خاوند کے ساتھ مثلاًخاوند کے چچا یا اس کے پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ بھیجتا ہے ،چونکہ خاوند اس کوبلارہاہے ،اور فتنہ سے مامون بھی ہے ،اور جوفقہاء منع لکھتے ہیں، وہ فتنہ کی وجہ سے ہے ،اور صورت مسئولہ میں فتنہ نہیں ،تو چاہئے کہ یہ جائز ہو ''۔

جواب: ''کتب حدیث سے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت مطلقاً معلوم ہوتی ہے، اس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے،اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرام یہ قید لگادیتے، اگر فتنہ کاخوف نہ ہو،تو غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا درست ہے، حالانکہ فقہاء مطلقاً منع فرماتے ہیں ،اور کسی حال میں اجازت نہیں دیتے ہیں '' ۔

جواب (۴): عورت کادوسری خواتین کے ساتھ سفر کرنا:

راقم کے نزدیک اس میں تھوڑی تفصیل ہے ،وہ یہ ہے کہ اگر عورت جوان ہے ، جس سے فتنہ کااندیشہ ہے ،تو پھر ایسی عورت کے لئے دوسری خو اتین کے ساتھ عمرہ کے لئے جانا راقم کے نزدیک جائز نہیں ہوگا۔

اس کی تائید درج ذیل حدیثوں سے ہوتی ہے :

(۱) مسلم شریف کی روایت ہے :

''عن أبی سعید الخدری ؓ قال : قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر أن تسافر سفراًیکون ثلاثة فصاعداًإلا ومعها أبوها أو ابنها أو زوجها أو أخوها أو ذومحرم منها'' (مسلم، کتاب الحج،باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۴۰)۔

مؤطاامام مالک ؒ کی روایت ہے ۔

''لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر تسافر مسیرة لیلةإلا ومعها رجل ذوحرمة منها''(الموطا امام مالک۲،۹۷۲)۔

مشہورحنفی فقیہ علامہ شامی ؒ تحریر فرماتے ہیں :

''وفیہ إشارة إلی الحرة لاتسافر ثلاثة أیام بلامحرم ''(رد المحتار علی الدر)۔

اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء کرام نے جب حج فرض کے لئے بغیر محرم یاشوہر کے جانے کوجائز نہیں قرار دیاہے، تو عمرہ جس کا رتبہ حج سے کمتر ہے ،بغیر محرم یاشوہر کے جانا کیسے جائز ہوگا۔

سنن الدار قطنی کی روایت ہے :

''عن ابن عباس ؓ لاتحجن امرأة إلا ومعها ذومحرم ''(سنن دار قطنی ۲،۱۹۹ ح: ۲۴۱۷)۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب :بدائع الصنائع میں ہے :

''ولوکان معها محرم فلها أن تخرج مع المحرم فی الحجة الفریضة''(بدائع الصنائع۲،۳۰۰)۔

اس کی تائید فتاوی دار العلوم دیوبند کے درج ذیل فتوی سے بھی ہوتی ہے،استفادہ

کی غرض سے استفتاء وفتوی دونوں نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں :

سوال (۵۴) ایک بیوہ عورت جس کاکوئی محرم ساتھ نہیں ہے ،حج کو جانا چاہتی ہے، باقی اور عورتیں اپنے خاوندوں کے ہمراہ جارہی ہیں ،زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہوگئی ،تو کیا بغیر محرم جاسکتی ہے ،اگر کوئی منع کرے ،تو اس کی کیا سزا ہے ''؟

الجواب : ''جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو،اس وقت اس پر حج فرض نہیں ہے ،اور جانا جائز نہیں ہے ''۔

البتہ اگر عورت بہت بوڑھی ہو ،جس کی عمر ساٹھ سال یا اس سے زیادہ ہو،تو ایسی صورت میں راقم کے نزدیک عورت ان عورتوں کے ساتھ جو اپنے شوہروں یا محرم کے ساتھ جارہی ہیں ،ان کے ساتھ جانے کی گنجائش ہوگی ،لیکن ایسی عورت کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ غیر محرم سے اختلاط سے بچے اور پردہ کی پوری رعایت رکھے، اس کی تائید درمختار کی درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے ۔

''أما العجوز التی لاتشتھی فلا بأس بالمس بمصافحتھا ومس یدھا إن أمن ومتی جاز المس، جاز سفرہ بہا وإلا فلا'' (رد المحتار علی الدر ۵۲۹،۹)۔

(رہامسئلہ بوڑھی عورت کا،جس کوشہوت کی نگاہ سے نہ دیکھاجاتا ہو،تو اس سے مصافحہ کرنے اور اس کے ہاتھ کوچھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ فتنہ سے مامون ہے، اور جب چھوناجائز ہے، تواس کے ساتھ سفر بھی جائز ہے، اگر فتنہ کااندیشہ ہو ، تو جائز نہیں ہے)۔

جواب نمبر(۵): سفر حج کے لئے محرم کی شرط :

(الف) سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت:

عورت کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت یہ ہے کہ عورت پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوگی، جبکہ عورت کے ساتھ محرم ہویاشوہر ہو،بغیر محرم یاشوہر کے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوگی، اگر عورت تنہا یاغیر محرم کے ساتھ حج کرہی لے تو حج توہو جائے گا،لیکن عورت سخت گناہ گار ہوگی ۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب :بدائع الصنائع میں ہے :

''أما الذی یخص النساء فشرطان :أحدھما أن یکون معھا زوجھا أومحرم لھا،فإن لم یوجد أحدھما لایجب علیھا الحج''(بدائع الصنائع۲،۲۹۹)۔

(جہاں تک وہ شرطیں ہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہیں ،تویہ دوشرطیں ہیں:ان میں سے ایک عورت کے ساتھ اس کے شوہر یامحرم کاہونا بھی ہے ،اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا جائے،تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا)۔

(ب) بغیر محرم کے سفر حج میں ائمہ کے اختلاف :

امام ابوحنیفہؒ کامسلک:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بغیر محرم یاشوہر کے عورت کے لئے سفر حج کرنا

جائز نہیں ہے ،اگر کرے گی ،توحج تو ہوجائے گا،لیکن عورت سخت گناہ گار ہوگی ۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب : بدائع الصنائع میں ہے ۔

''أن یکون معها زوجها أو محرم منها ،فإن لم یوجد أحدهما لایجب علیها الحج وهذا عندنا''۔

امام شافعیؒ کا مسلک :

امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کے لئے حج کی ادائیگی کے لئے محرم یاشوہر کاہونا شرط نہیں ہے،اگر محرم یاشوہر نہ ہو،تو عورت ثقات یعنی دیندار عورتوں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے۔

سنن ابی داؤد کی شرح بذل المجہود میں ہے :

''وهذا لیس بشرط ویلزمها الحج والخروج من غیر زوج ولامحرم إذ ا کان معها نساء فی الرفقة ثقات''(بذل المجہود شرح ابی داؤد ۱۴،۷۔کتاب المناسک)۔

(عورت کے ساتھ محرم یاشوہر کاہونا شرط نہیں ہے ،شوہر اور محرم کے نہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے قابل اعتماد اور دیندار عورتوں کے ساتھ نکلنا ضروری ہوگا)۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر ثقہ یعنی ایک دیندار عورت میسر ہو،توکیا عورت ایک دیندار عورت کے ساتھ سفر حج کوانجام دے سکتی ہے ،فقہ کی کتابوں میناس کی صراحت اس طرح ہے کہ ایسی صورت میں عورت کا سفر حج ضروری تو نہیں ہوگا،البتہ ایک دیندار عورت کے میسر ہونے کی صو رت میں سفر جائز ہوگا، اگر عورت اس کے ساتھ نہ جائے، تو گناہ گار نہیں ہوگی ۔

عون المعبود شرح ابی داؤد میں ہے :

''فلو وجدت امرأة واحدة ثقة لم یلزلها لکن یجوز لها الحج هذا هو الصحیح قالہ النووی فی شرح مسلم''(عون المعبود شرح ابی داؤد ۱۱۵،۵۔ط دار الفکر)۔

پھر سوال یہ ہے کہ ثقہ عورتوں کے ساتھ کیا شرط ہے کہ ان میں سے کسی کے ساتھ ان کامحرم یاشوہر ہو،اس با بت دوطرح کی روایتیں ہیں، لیکن صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں ہے۔

فقہ شافعی کی مستند کتاب المجموع شرح مہذب میں ہے :

''وإذا خرجت مع نسوة ثقات منهن یشترط لوجوب الحج أن یکون مع واحدة منهن محرم لها أو زوج ؟فیہ وجهان أصحهما لایشترط ''(المجموع شرح مہذب ۴۵،۷،ط دا ر إحیاء التراث العربی ،بیروت لبنان)۔

امام مالکؒ کامسلک :

امام مالکؒ کامسلک یہ ہے کہ اگر عورت کو محرم یاشوہر میسر نہ ہو،تواگر محفوظ رفاقت میسر ہے ،توعورت کے لئے سفر حج ضروری ہوجائے گا۔

فقہ مالکیؒ کی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں ہے :

''فقال مالکؒ والشافعیؒ لیس من شرط الوجوب ذلک ،وتخرج المرأة إلی الحج إذا وجدت رفقة مأمونة ''(بدایۃ المجتہد ۱۰۶،۱،ط: المکتبۃ المدنیۃ ،دیوبند)۔

(امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے فرمایا :عورت کے ساتھ محرم یاشوہر کاہونا حج کے وجوب کی شرط میں سے نہیں ہے ،عورت حج کے لئے دیندار اور قابل اعتماد عورت کے ساتھ نکل سکتی ہے)۔

پھر سوال یہ ہے کہ محفوظ رفاقت میں کیا صرف عورتیں ہی شرط ہیں یاصرف مرد شرط ہیں ،یا دونونیعنی مردوں اور عورتوں کی رفاقت شرط ہے،فقہ مالکیؒ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتاہے کہ جس سے بھی محفوظ رفاقت حاصل ہوجائے، وہی کافی ہے، صرف عورتیں یامردوں یا دونوں کی رفاقت شرط نہیں ہے ۔

فقہ مالکیؒ کی مشہور کتاب حاشیۃ الدسوقی میں ہے :

''مالکیہ کامسلک یہ ہے کہ جب کسی وجہ سے محرم میسر نہ ہو،پھر عورت کومحفوظ رفاقت میسر مل جائے ،تو اس کاحج کرناواجب ہوجائے گا،مالکیہ کا اس رفاقت میں اختلاف ہے، محفوظ رفاقت میں صرف عورتیں ہی شرط ہیں ،یا صرف مردوں سے بھی صحیح ہوجائے گی ،یامردوں اور عورتوں دونوں ہوں ،تب محفوظ رفاقت حاصل ہوگی، حطاب نے ان اقوال کوبغیر کسی قول کو راجح یاکسی معین قول کی تشہیر کے بغیر نقل کیا ہے، لیکن امام دسوقی نے فرمایا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں میں سے کسی ایک کی جماعت سے بھی محفوظ رفاقت حاصل ہوجائے ،تو یہ بھی کافی ہے '' (مفردات المذہب المالکی فی العبادات۳،۷۲۶)۔

امام احمد بن حنبلؒ کامسلک :

امام احمد بن احمدؒ کے نزدیک اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں :

(۱) عورت کے ساتھ محرم یاشوہر کا ہونا حج کے وجوب کے لئے شرط ہے ۔

(۲) عورت کے ساتھ محرم یاشوہر کا ہونا حج کی ادائیگی کی شرط ہے ۔

(۳) محرم یاشوہر کاہونا حج کی ادائیگی کے لئے شرط نہیں ہے ۔

فقہ حنبلی کی معتمد علیہ کتاب : المغنی میں ہے :

''وعن أحمدؒ فی ذلک ثلاث روایات :الأول:أنہ شرط الوجوب وھو المذھب والثانی:شرط الأداء والثالث: لیس بشرط'' (المغنی۳،۱۹۰)۔

(امام احمدؒ سے اس بابت تین روایتیں ہیں: (۱) پہلی روایت یہ ہے کہ محرم یاشوہر کاہونا حج کے وجوب کی شرط ہے، اور دوسری روایت حج کی ادائیگی کے لئے شرط ہے، اور تیسری روایت شرط نہیں ہے)۔

چونکہ ان کے یہاں پہلی روایت یعنی حج کے وجوب کے لئے محرم یاشوہرکا ہونا شرط ہے، اور یہی روایت ان کے یہاں مفتیٰ بہ بھی ہے ،اس طرح ان کا مسلک اور امام

ابوحنیفہ ؒ کامسلک ایک ہے، اسی طرح امام مالک اور امام شافعی ؒ کامسلک ایک ہے۔

جواب نمبر (۶): بغیر محرم کے عورت کاحج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ حج کے لئے جانا:

جس عورت پر حج فرض ہے ،لیکن کوئی محرم میسر نہیں ہے ،جس کواپنے ساتھ لے جائے، یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ عورت اپنے علاوہ ایک شخص کے اخراجات برداشت کرسکے ،توایسی عورت کے لئے حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے جانا راقم کے نزدیک جائز نہیں ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے :

''عن ابن عباس ؓ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیھا رجل إلا ومعھا محرم فقال رجل یارسول اللہ !إنی ارید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج فقال :اخرج معھا''(مسلم ،کتاب الحج ،باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ ح : ۱۳۴۱)۔

(حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے ،اور کوئی اجنبی شخص اس کے پاس نہ آئے ، ایک صاحب نے عرض کیا ،اے اللہ کے رسول !میں فلاں اور فلاں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، اور میری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے ؟آپ نے فرمایا :تم اپنی بیوی کے ساتھ حج میں جاؤ)۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے :

''لاتحج المرأۃ إلا مع ذی محرم ''۔

(کوئی عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہ جائے)۔

مسلم شریف کی روایت ہے :

''عن أبی سعید الخدری ؓقال :قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراًیکون ثلاثۃ أیام فصاعداًإلا ومعھا أبوھا أو ابنھا أو زوجھا أو أخوھا أوذومحرم منھا''(مسلم ،کتاب الحج ،باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۴۰)۔

جس عورت پر حج فرض ہوچکاہو،اور محرم یاشوہر کے میسر نہ ہونے کی صورت میں ایسی عورت حج کے لئے تو نہیں جائے گی ، البتہ آخری عمر میں اس کو وصیت کردینا ضروری ہے،اگر میں زندگی میں حج نہ کرسکوں ،تو میرے ترکہ میں سے پہلے میری طرف سے کسی کو بھیج کر حج کرایاجائے ۔

''فقہ حنفی کی مشہور کتاب مختصر القدوری میں ہے :

''ومعتبر فی حق المرأۃ أن یکون لھا محرم یحج بھا أو زوج ولا یجوز لھا أن یحج بغیرھا إذا کان بینھاوبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً''(قدوری ،۶۶،کتاب الحج)۔

(اور عورت کے حق میں یہ شرط بھی معتبر ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم یاشوہر ہو،جوشریک حج ہو،ان دونوں کے بغیر اس کے لئے سفر حج درست نہیں ،اگر اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ مسافت ہو)۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب رد المحتار میں ہے :

''فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق أو لم یوجد زوج ولامحرم'' (رد المحتار علی الدر ۴۶۵٫۳)۔

جواب نمبر (۷): بوڑھی عورت کابغیر محرم کے سفر کرنا:

حدیث میں جوان اور بوڑھی عورت کی تفریق کے بغیر عورت بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے ۔

مسلم شریف کی روایت ہے :

''لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا مع ذی محرم ''(مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیرہ ح: ۱۳۳۹)۔

(کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخر ت کے دن پر ایمان رکھتی ہو،حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کاسفر کرے، مگر محرم کے ساتھ)۔

فقہ کی کتابوں میں بھی ممانعت لکھی ہوئی ہے، اور بڑ ی صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کوبغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے :

''المرأة عجوزاًکانت المرأة أوشابة'' (بدائع الصنائع۲٫۳۰۰)۔

(عورت خواہ بوڑھی ہویاجوان اکیلے سفر نہیں کرے گی)۔

فتاوی قا ضیخاں میں ہے :

''وأجمعوا علی أن العجوز لاتسافر بغیر محرم ولا تخلو برجل شاباًأو شیخاً'' (فتاوی قاضیخاں ۸۷٫۱، کتاب الفتاوی)۔

(فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بوڑھی عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرے گی، اور کسی آدمی کے ساتھ تنہائی میں نہیں رہے گی ،خواہ آدمی جوان ہویابوڑھا ہو)۔

تاہم بعض بڑے مفتیان کرام نے جبکہ عورت ساٹھ یاستر سال کی ہو،قابل اعتماد غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت دی ہے ،اس لئے راقم کے نزدیک جب فتنہ وغیرہ کااندیشہ نہ ہو،تو بوڑھی عورت کے لئے قابل اعتماد محرم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ؛در مختار میں ہے :

''أما العجوز التی لاتشتهی فلابأس بمصافحتها ومس یدها إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفره بها ویخلو إذا أمن .....وإلا فلا'' (رد المحتار علی الدر ۵۲۹٫۹)۔

(رہامسئلہ بوڑھی عورت کا ،جس کوشہوت کی نگاہ سے نہ دیکھا جاتا ہو،تو اس سے

مصافحہ کرنا اور اس کے ہاتھ کوچھونے میں کوئی حرج نہیں ہے جب فتنہ کااندیشہ نہ ہو، اور جب چھونا جائز ہے ،تو اس کے ساتھ سفر بھی جائز ہے،اور تنہائی میں رہنا بھی جائز ہے،جبکہ فتنہ کااندیشہ نہ ہو،ورنہ جائز نہیں ہے)۔

راقم کے نزدیک عورت کی عمر جب پچپن سال کی ہوجائے ، تو چونکہ اتنی عمر میں عورت کوحیض آنا بند ہوجاتا ہے ، اور عرف میں اس کو بوڑھی سمجھا جاتا ہے اور فتنہ کا امکان نہیں رہتا ہے، تو اتنی عمر کے بعد عورت کا غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کی گنجائش ہوگی ۔

''الوقت وھو من تسع سنین إلی الإیاس ھکذا فی البدائع ،الإیاس مقدر بخمس وخمسین سنۃ وھو المختار وکذا فی الخلاصۃ وھو أعدل الأقوال کذا فی المحیط وعلیہ الاعتماد کذا فی النھایۃ والسراج الوھاج وعلیہ الفتوی ھکذا فی معراج الدرایۃ ''(فتاوی ہندیہ ۱،۳۶)۔

(حیض آنے کا وقت نوسال کی عمر سے سن ایاس تک ہے،یہی قول بدائع الصنائع میں مذکور ہے ،ایاس کی عمر پچپن سال مانا گیا ہے،یہی پسندیدہ قول ہے ،اور خلاصہ میں یہی لکھاہے ،یہ سب سے محتاط اور معتدل قول ہے، جیسا کہ محیط برہانی میں ہے ،اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے،یہی بات نہایہ اور سراج الوہاج میں بھی ہے اور اسی پر فتوی بھی ہے، اسی طرح معراج الدرایہ میں ہے)۔

بلا محرم عورت کا سفر -شریعت کی نگاہ میں

مفتی سید باقر ارشد بنگلوری•

ابتدایہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں بنی نوع انسانی کی ہدایت اورراہ نمائی کے لئے ایک مکمل ضابطہ نازل فرمایا ہے، ساتھ ہی ساتھ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی صورت میں ایک ہادی و راہبرمبعوث فرمایا، تاکہ ان کی ہدایات کی روشنی میں یہ دنیا اپنے آخری دن تک عمل کرکے فلاح یاب ہوتی رہے۔

جب تک انسان قرآن اور خدائی احکام پر کاربند رہیں گے، انبیائی ہدایات کی روشنی میں سیدھی راہ پر گامزن رہینگے، وہ فلاح یاب رہیں گے، اور جیسے ہی ان دونوں چیزونسے ہٹ کر یہ کسی دوسرے کا دامن تھامیں گے،گمراہی، ذلت اور ظلم کا شکار ہوتے رہیں گے۔

اس وقت زمانہ کو اسلامی احکام، اسلامی طرزِ حیات، نیز اسلام کی معاشرتی، سماجی تعلیمات سے روشناس کرانے کی ضرورت ہے، مسائل کے اس طوفانی دور میں ہمیں ایک موقع مل رہا ہے کہ ہم اسلام کی صحیح تصویر بھی پیش کریں اور صحیح معنوں میں خود مسلم طبقہ کی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیں۔

چنانچہ اس وقت جو موضوع ‘‘ بلامحرم عورت کا سفر ؛ شریعت کی نگاہ میں’’ زیرِغور ہے، یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کو مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلم اور اسلام دشمن عناصر نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے، اس میں عورت کی حیا، شرم، اس کی سکیوریٹی، اس کا تحفظ اور اس کی نزاکت و لطافت کے تئیں احساس ذمہ داری کو ثبوتاژ کرکے عورت کو بازار کی زینت بنانےکی ایک کوشش ہے، سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب نے اپنی عورتوں کے تحفظ کا انتظام نہیں کیا، اسلام نے عورت کے تحفظ اور اس کی حیا و شرم کو باقی رکھنے کے لئے احکام جاری کرکے مذہبی حکم میں شامل کرکے عورت کے تحفظ کا مضبوط اقدام کردیا۔

یہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی روایت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ برموقع و برمحل موضوعات کا انتخاب کرتی ہے اور اہم عناوین پر سمینار منعقد کرکے ملک و ملت کی رہبری کا فریضہ انجام دیتی ہے، اس موضوع کے انتخاب پر ارباب اکیڈمی کی خدمت میں

• چیرمین،مائی برائٹ فیوچر اسکول، چن پٹن۔

مبارک باد پیش ہے، اور یہ دعا بھی کہ اللہ ارباب اکیڈمی کو ہمت و استقلال، صحت وعافیت عطا کرے...آمین

۱۔ سفرِ شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے، نہ کہ تین شب و روز کی مدت:

عورت کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت کی حیثیت کے سلسلہ میں یہ زیر غور ہے کہ آیا سفرِ شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے یا پھر اس حکم کی بنیاد تین شب و روز کی مدت ہے۔

اس سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہیں ؛جن میں کسی حدیث میں تین شب و روز کی مدت کا ذکر ہے، کسی میں دو دن اور دو راتوں کا ذکر اور کسی میں ایک دن اور ایک رات کا اور ایک حدیث میں آدھے دن کی مدت کا ذکر ہے، لہٰذا حکم کی بنیاد تین یا دو یا ایک یا آدھے شب وروز کی مدت نہیں ہے، بلکہ حکم کی بنیاد سفرِ شرعی کی مسافت ہے۔

یعنی ایسی مسافت جس کو ایک معمول رفتار اونٹ مع ساز و سامان کے چلتے رکتے تین شب و روز میں طے کرتا ہو ۔

آدھے دن کی مدت کا مطلب ایسی مسافت ہے جو تیز رفتاری کے ساتھ کی جائے ، جیسے آج کل ہوائی جہاز، بلٹ ٹرینیں،تیز رفتار کار، ٹرین یا پھر بسیں وغیرہ ہیں۔

تین دن رات کی مسافت والی روایتیں:

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے؛ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم'' (صحیح مسلم، باب سفر المرأةِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(کوئی عورت تین دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو)۔

وایضاً؛ فی روایۃ أبی بکر؛ '' فوق ثلاث''(صحیح مسلم، باب سفر المرأةِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(اور ابوبکرؓ کی روایت میں '' فوق ثلاث '' کا لفظ آیا ہے)۔

ایک اور روایت امام مسلمؒ ہی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَا یَحِلُّ لامرَأۃٍ تُؤمِنُ بِاللّٰہِ و الیَومِ الآخِرِ تُسَافِرُ مَسِیرَۃَثَلَاثَ لَیَالٍ الّا وَمَعَھَا مَحْرَمٍ ... (صحیح مسلم ، باب سفر المرأةِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت کا سفر (تنہاء) کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو)۔

ایک اور حدیث تین ہی دن رات کے سلسلہ میں صحیح مسلم ہی میں آئی ہے:

‘‘عن أبی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ:أنَّ النَبیَّ الله ﷺ قال؛ لَا تُسَافِرُ امرَأۃٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ الّا مع ذی مَحْرَمٍ...’’ (صحیح مسلم ، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت:

‘‘عن أبی ہریرۃؓ قال:قال رسولُ اللہِ ﷺ : ‘‘ لَایَحِلُّ لامْرَأۃٍ أن تُسَافِرَ ثَلَاثاً إلّا وَمَعَهَا ذو مَحْرَمً مِنهَا...’’ (صحیح المسلم ، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر کرے مگر ذی محرم اس کے ساتھ ہو)۔

دو دن یا رات والی احادیث:

حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایت:

‘‘نھی أن تُسَافِرَ المَرأۃُ مَسِیرَۃَ یَومَیْنِ إلّا و مَعَهَا زَوْجُهَا، أو ذو مَحُرمٍ’’(صحیح مسلم، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت دو دن کا سفر کرے مگر اس کے ساتھ ذی محرم ہو)۔

حضرت ابو سعید الخدریؓ کی اسی حدیث کو صحیح مسلم ہی میں ان الفاظ کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے:

‘‘لَا تُسَافِرِ المرأۃ یَوْمَیْنِ مِنْ الدَّھرِ إلّا وَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا ، أو زَوجُهَا...’’ (صحیح مسلم ، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

ایک دن کی مسافت والی روایتیں:

حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

‘‘لَایَحِلُّ لِامْرَأۃٍمُسْلِمَۃٍ تُسَافِرُ مَسِیرَۃَ لَیْلَۃٍ الّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَۃٍ مِنْهَا’’ (صحیح مسلم، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(کسی مسلم عورت کے لئے حلال نہیں کہ ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو اس کا محرم ہو)۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

‘‘لَا یَحِلُّ لِامرأۃ تُؤمِنُ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الآخِرِ تُسَافِرُ مَسِیْرَۃَ یَومٍ وَ لَیْلَۃٍ الّا مَعَ ذِی مُحْرَمٍ ...’’ (صحیح مسلم، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو)۔

ایک اور روایت ہے جس میں ‘‘ایک برید ’’ کی مسافت کا ذکر ہے، اس کو ابوداؤد نے ذکر کیا ہے؛

''لا تسافر بریداً'' (سنن أبو داؤد)۔

مطلق بغیر محرم کے سفر نہ کرنے والی روایت:

''عن أبی معبدقال؛ سَمعتُ ابن عَبّاسٍ یَقُوْلُ: سَمِعتُ النَّبیَّ ﷺ یَخْطُبُ یَقُولُ لَا یَخْلُونَّ رَجُلٌ بامرأۃٍ الّا وَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرِ المَرأۃُ الّا مَعَ ذِی مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ : یَا رَسُولُ اللهِ اِنَّ امرَأتِی خَرَجَتْ حَاجَّۃً وَ إنِّی اکتُتِبْتُ فِی غَزْوَۃِ کَذَا و کَذا قال انطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امرَأتِکَ ...'' (صحیح مسلم ، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

ان تمام روایتوں پر غور کیا جائے تو لگتا ہے کہ یہاں مدت حکم کی بنیاد نہیں ہے، بلکہ مسافت ہے، کیونکہ سواری کی وجہ سے مدت میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے ، کوئی سست رفتار سواری ہو تو وہ تین دن میں سفر طے کرے گا، یہی اگر درمیانہ رفتار کی سواری ہو تو وہ دو دن میں اسی مسافت کو طے کرسکتی ہے ،اگر کوئی تیز رفتار سواری ہو اور بغیر رکے مسلسل سفر کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ ایک دن میں وہی مسافت طے ہوجائے، لیکن اگر کوئی بہت ہی تیز رفتار سواری میسر ہو تو وہ تین دن کا سفر آدھے دن میں طے کردے، اب جدید ٹکنالوجی نے اس کو ثابت بھی کردیا، اونٹ کی سواری، بس کی سواری، ٹرین کا سفر، سمندری جہاز کا سفر اور اب ہوائی جہاز کا سفر، ان میں درجہ بہ درجہ رفتار کے حساب سے کم سے کم وقت میں مسافت کرنے والی بھی سواری ہے اور زیادہ وقت لینے والی اونٹ یا پانی کے جہاز بھی سواری کے روپ میں دستیاب ہیں، چنانچہ شریعت میں سفر شرعی میں محرم کی شرط کو عورت کے سفر میں رکھا گیا ہے، وہ مسافت کی بنیاد پر ہے، مدت کی نہیں، جو سفر اس وقت نبویؐ عہد میں تین دنوں میں ہوتا تھا اب وہ دو چار گھنٹوں میں ممکن ہے۔

چونکہ شریعت کا حکم ہر زمانے اور ہر قسم کے حالات کے لئے یکساں ہوا کرتا ہے، بنیادی طور پر اس میں کوئی تبدیلی نہینکی جاسکتی، بلکہ اس کی ضرورت بھی نہیں کہ شرعی احکام کو بدلا جائے، بس اس کی جزئیات میں تھوڑی بہت تبدیلی ممکن ہے، چنانچہ شریعت نے جو بھی حکم یا حکم کی بنیاد جس کو بھی بنایا وہ ہر زمانے کے لئے لاگو ہوسکتی ہو، یہاں اس مسئلہ میں مدت کو حکم کی بنیاد مانا جائے تو وہ ہر زمانے کے لئے نافذ ہونے کی صلاحیت سے محروم ہے، فی زمانہ جو مدت سفر کی ہے اس کا مطلب یہ کہ محرم کی عورت کے ساتھ سفر میں شرط مہمل ہی ہو کر رہ جاتی ہے ، کیونکہ ہزاروں میل کا سفر آج ایک آدھ دن میں ممکن ہے جب کہ نبوی ؐ عہد کی سواریوں میں ۷۷ کیلومیٹر کے سفر کے لئے تین دن یا اس سے زیادہ کی مدت درکار تھی، چنانچہ مدت یہاں بنیادِ حکم نہیں ہوسکتی۔

ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورت کے سفر شرعی میں محرم کی شرط کے حکم کی بنیاد '' مسافت '' ہے نہ کہ '' مدت ''، بہرکیف! عند الشرع سفرِ شرعی کی مسافت

اس حکم کی بنیاد ہے کہ ایسے سفرمیں شوہر یاذی محرم رشتہ دار کا ہونا لازمی ہے ، ورنہ تو سفر حرام ہوگا۔

۲۔ عورت کے ساتھ محرم کی شرط کے سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب:

احناف کا مسلک:

عند الشرع عورت کے لئے بغیر محرم سفرِ شرعی کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ ایسے سفرِ شرعی کے لئے عورت کے ساتھ اس کا محرم ہونا ''شرط '' ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہوا ، امام ابو حنیفہؒ کے یہاں عورت کے ساتھ سفرِ شرعی کے لئے محرم کا ہونا لازمی ہے، اس کے بغیر وہ سفرِ شرعی نہیں کرسکتی، اور ان کے یہاں سفرِ شرعی کی مسافت تین دن یا تین دن سے زیادہ ہے، چنانچہ ان کا مستدل وہ احادیث یا روایات ہیں جن میں تین دن کا ذکر آیا ہے۔

اگر بالفرض عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہیں ہے، تو ایسی صورت میں احناف کے یہاں تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر کسی اور کے ساتھ یا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے، یعنی احناف کے نزدیک سفرِ شرعی (تین دن کی مسافت والے سفر) میں عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار کا ہونا ''شرط '' ہے، اس شرط کے عدمِ تکمیل پر عورت سفر نہیں کرسکتی۔

راستہ پُرخطر ہونے اور حالات غیر معمولی ہونے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک دن ایک رات کا سفر بھی بغیر محرم جائز نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کے لئے محرم کا ساتھ ہونا '' استطاعتِ حج '' میں داخل ہے، یعنی کسی عورت پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوگیا ،صحت بھی ہے اور وقت بھی، مگر کوئی محرم ساتھ میں نہیں ہے تو اس پر حج ہی فرض نہیں ہوا، کیونکہ مردوں کے لئے حج فرض ہونے کی بنیادی طور پر جو شرائط ہیں ان میں عورتوں کے لئے ''ایک شرط کا اضافہ '' ہے، یعنی یہی محرم کے ساتھ ہونے والی شرط،چنانچہ فرض حج کے سفر میں بھی عورت بغیر محرم کے ثقہ عورتوں کی کسی جماعت کے ساتھ جانہیں سکتی۔

الدکتور وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:''قال الحنفیۃ:الاستطاعۃ أنواع ثلاثۃ؛ بدنیۃ ومالیہ وأمنیۃ، أما الاستطاعۃ البدنیۃ، فھی صحۃ البدن، ..... والاستطاعۃالمالیہ؛ فہی ملک الزاد والراحلۃ.....وأما الاستطاعۃ الأمنیۃ فہی أن یکون الطریق آمناً بغلبۃ السلامۃ ولو بالرشوۃ..... و أمن المرأۃ؛ أن یکون معھا أیضاً محرم بالغ عاقل أو مراہق مأمون غیر فاسق، برحم أو صھریۃ، أو زوج، یحج بھا علی نفقتھا، و یکرہ تحریماً أن تحج المرأۃ بغیر المحرم أو الزوج، إذا کان بینھا و بین مکۃ مدۃ سفر؛ وہی میسرۃ ثلاثۃ أیام ولیالھا فصاعداً،..... لکن لا تسافر المرأۃ مع أخیھا رضاعاً فی زماننا لغلبۃ الفساد،لکراہۃ الخلوۃ بھا کالصھرۃ (الحمایۃ) الشابۃ...'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ؛ الباب الخامس،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۲۵-۲۷)۔

چنانچہ الفقہ الحنفی فی ثوب الجدید میں لکھا ہے:

‘‘و یشترط للمرأة إذا کان بینها وبین مکة مسافة السفر أو أکثر أن یکون معها محرم أو زوج، لما فی الصحیحین عن أبی ہریرة أن رسول الله ﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن بالله و الیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة إلّا مع ذی محرم عنها...” (الفقہ الحنفی فی ثوب الجدید، کتاب الحج، شروط ادائہ ۱،۴۵۳)۔

(اور عورت کے لئے شوہر یا ذی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، اگر اس کا گھر اور مکہ کے درمیان میں مسافت سفر یا اس سے اکثر کی مسافرت ہو، اس کی دلیل حضرت أبو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن و رات کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو)۔

اسی طرح فقہ حنفی قرآن وسنت کی روشنی میں میں لکھاہے:

‘‘تو بالغہ عورت کے لئے اگر چہ کہ اس کے ساتھ ثقہ عورتیں یا صالح افراد ہوں اور اگر چہ کہ وہ بوڑھی ہی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم یا شوہر کے مسافتِ شرعی طے کرکے حج کے لئے جائے، تاہم اگر مکہ کا سفر مسافتِ شرعی سے کم ہو تو اس پر حج فرض ہے، بشرطیکہ عدت گذارنے والی نہ ہو، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے ایک دن کی مسافت طے کرنا بھی فساد زمانہ کی وجہ سے مکروہ ہے ’’(ص، ۴۰۲)۔

اور المغنی میں ہے:‘‘ظاہر ہٰذا أن الحج لا یجب علیٰ المرأة التی لا محرم لها لأنہ جعلها بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لا محرم لها لا یکون کالرجل فلا یجب علیها الحج وقد نص علیہ أحمد..... وقال أیضاً المحرم من السبیل،و ہٰذا قول الحسن و النخعی و إسحاق و ابن المنذر وأصحاب الرأی...’’ (المغنی لابن قدامۃالمقدسی، کتاب الحج و المناسک، یشترط لحج المرأة محرم یسافر معها و الخلاف فیہ۳، ۱۹۰)۔

شوافع کا مسلک:

احناف کے برخلاف شوافع کے یہاں عورت کے لئے ‘‘حجِ فرض کے سفر ’’ میں شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا شرط نہیں ہے، حج فرض ہوجانے پر شوہر یا محرم رشتہ دار کی عدمِ معیت پر وہ کسی بھی قابلِ اعتماد مسلمان عورت کے ساتھ حج پر جاسکتی ہے، مگر نفلی حج یا دیگر اسفارِ شرعیہ میں شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر جانے کی اجازت نہیں ہے، یعنی حجِ فرض کے علاوہ اسفارِ شرعیہ میں عورت کے لئے شوہر یا محرم رشتہ دار کی معیت شرط ہے۔

سفر حج مخصوص سفر ہے، عند الشوافع اس کی اجازت استثنائیت پر محمول کی

جاسکتی ہے، ورنہ وہ بھی بغیر محرم کے عورت کے دوسرے اسفار کے قائل نہیں ہے۔

المغنی میں ہے:''وقال ابن سیرین ومالک والأوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطاً فی حجها بحال، ..... وقال الشافعی تخرج مع حرة مسلمة ثقة...''(المغنی لابن قدامةالمقدسی، کتاب الحج و المناسک، یشترط لحج المرأة محرم یسافر معها و الخلاف فیہ۳، ۱۹۰)۔

چنانچہ الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید میں لکھا ہے:

''وقال الشافعی بجوازِ خروج المرأة لحج الفرض بدون زوج أو محرم إذا خرجت فی رفقة مع نساء ثقات مأمونات...''(کتاب الحج، شروط ادائہ۱،۴۵۴)۔

(اور امام شافعیؒ نے بغیر محرم کے یا بغیر شوہر کے ثقہ عورتوں کے ساتھ عورت کے حج فرض کے لئے جانے کوجائز کہا)۔

نبوی عہد یااوائل اسلام میں عورتوں کا جماعت کی شکل میں اسفار کے لئے نکلنے کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: ''وقال الشافعیة..... السادس أن یکون مع المرأة زوج، أو محرم بنسب أو غیره، أو نسوة ثقات، لأن سفرها وحدها حرام، وإن کانت فی قافلة أو مع جماعة، لخوف استمالتها وخدیعتها ولخبر الصحیحین؛ لا تسافر المرأة یومین إلاو معها زوجها أو ذو محرم، ..... وأما النسوة فیشترط فیهن الثقة لعدم الأمن، والبلوغ، لخطر السفر..... ولا یجب الخروج مع امرأة واحدة..... أما الجواز فیجوز للمرأة أن تخرج لأداء حجة الإسلام (الفرض) مع المرأة الثقة علی الصحیح...الخ'' (الفقہ الاسلامی و ادلتہ؛ الباب الخامس،الفصل الاول احکام الحج والعمرة۳، ۳۱-۲۳)۔

حنابلہ کا مسلک:

حنابلہ سے اس سلسلہ میں دو روایات منسوب ہیں:ایک روایت جو مشہور ہے، یہ ہے کہ عورت کو اگر شوہر یا محرم رشتہ دار میسر نہ ہو تو اس پر حج ہی فرض نہیں ہوتا، یعنی استطاعتِ حج یا شرائط سفر حج میں ''محرم '' کا ساتھ ہونا بھی ایک شرط ہے، چنانچہ بغیر محرم کے عورت کا حجِ فرض کے لئے بھی کسی دوسری عورت یا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔

الاقناع میں ہے: ''ویشترط لوجوب الحج علی المرأة شابة کانت أو عجوزاً مسافة قصر، و دونها وجود محرم، و کذا یعتبر لکل سفر یحتاج فیہ إلیٰ محرم، لا فی أطراف البلد مع عدم الخوف، وهو معتبر لمن لعورتها حکم، وهی بنت سبع سنین فأکثر...'' (الاقناع، کتاب الحج۱، ۳۴۴)۔

جب حجِ فرض کے سفر میں یہ قول ہے تو پھر نفلی حج کے سفر یا دوسرے اسفارِ شرعیہ میں بدرجۂ اولیٰ ''محرم '' کی شرط لازمی ہوگی،یہ امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر حنابلہ کا مسلک ہے۔

اس سلسلہ میں حنابلہ کے یہاں دوسری روایت ہے ؛ امام احمد بن حنبلؒ سے مروی

ہے کہ فرض حج کے سفر میں عورت کے لئے نہ محرم کی شرط ہے اور نہ شوہر کی،یعنی وہ دوسری ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ فرض حج کے سفر پر جاسکتی ہے...(فتاویٰ شرعیہ للشیخ حسین مخلوف)۔

''قال الأثرم سمعتُ أحمد یسأل ھل یکون الرجل محرماً لأم امرأتہ یخرجھا إلیٰ الحج؟ فقال أما فی حجۃ الفریضۃ فأرجوا لأنھا تخرج إلیھا مع النساء ومع کل من أمنتہ، وأما فی غیرھا فلا، والمذہب الأول وعلیہ العمل'' (المغنی لابن قدامۃالمقدسی، کتاب الحج و المناسک۳،۱۹۰)۔

مالکیہ کا مسلک:

مالکیہ کے نزدیک سفر شرعی کی مسافت ''ایک دن رات '' کا فاصلہ ہے، چنانچہ اگر محرم نہ ہو تو عورت ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے، مگر یہ کہ اس عورت کے شہر اور مکہ کے درمیان کا فاصلہ ایک دن ایک رات کا ہو۔

المغنی میں ہے:''وقال ابن سیرین و مالک والأوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطاً فی حجھا بحال، .....وقال مالک تخرج مع جماعۃ النساء...''(المغنی لابن قدامۃالمقدسی، کتاب الحج و المناسک، یشترط لحج المرأۃ محرم یسافر معھا و الخلاف فیہ۳، ۱۹۰)۔

مگر مالکیہ نے کچھ شرطوں کا اضافہ کیاہے:

عورت کو محرم بھی میسر نہیں اور نہ ہی ثقہ عورتوں کی کوئی جماعت میسر ہو تو پھر ایسی عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوگا۔

اگر حج کا سفر ایسی کشتی یا سواری میں کیا جارہا ہو جو چھوٹی ہو جس میں عورت کے لئے پردہ کا اہتمام ممکن نہ ہو اور نہ ذاتی تحفظ حاصل ہو تو ایسی صورت میں بغیر محرم کے عورت کا سفر جائز نہیں اور نہ ہی ایسی عورت پر حج فرض ہوگا۔

اگر راستہ محفوظ ہو کوئی خطرہ نہ ہو تو امام مالک کے ایک قول کے مطابق عورت تنہا بھی فرض حج کا سفر کرسکتی ہے، مگر نفلی حج یا دوسرے اسفار شرعیہ میں ایسا جائز نہیں (کما فی فقہ النساء لعطیہ خمیس)۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں: ''وأوجب المالکیۃ علیھا الحج مع رفقۃ مأمونۃ من النساء فقط أو الرجال فقط، أو المجموع من الجنسین... و دلیل الشافعیۃ و المالکیۃ عموم آیۃ:(و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً) فإذا أمنت المرأۃ الفساد علی نفسھا لزمھا الحج...''(الفقہ الاسلامی و ادلتہ، الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۳۶)۔

امام اہل ظواہر امام ابن حزمؒ کے نزدیک عورت کے لئے سفر حج میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے، لہٰذا عورت حج کے سفر کے لئے تنہا سفر کرسکتی ہے۔

ثقہ عورتوں کے ساتھ بلا محرم عورت کے سفر کا جواز و عدم جواز:

امام ابوحنیفہؒ، امام نخعیؒ، امام حسن بصریؒ ، امام سفیان ثوریؒ، امام اسحاق بن راہوے وغیرہ کے نزدیک عورت کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا '' استطاعتِ حج ''

میںداخل ہے، چنانچہ ان سب کے یہاں عورت کا کسی دوسری عورت یا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں۔

امام شافعیؒ کے نزدیک حج فرض میں عورت ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جاسکتی ہے، مگر نفلی حج یا دوسرے اسفارِ شرعیہ پر بغیر محرم کے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ نہیں جاسکتی ۔

امام احمد بن حنبلؒ اور حنابلہ کی مشہور روایت کے مطابق عورت کے لئے سفر حج میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا استطاعتِ حج کو داخل ہے، چنانچہ اس کا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج یا کسی دوسرے سفر پر جانا جائز نہیں۔

امام مالکؒ اور دیگر مالکیہ، نیز امام ابن حزم کے نزدیک عورت سفر حج پر ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جاسکتی ہے، بلکہ راستہ مامون ہو تو وہ تنہا بھی سفر کرسکتی ہے۔

احقر کی رائے:

ان تمام اقوال و مذاہب کے بعد کچھ دوسرے عقلی دلائل بھی ہیں جن کا تعلق اس مسئلہ سے آج کے حالات کے تناظر میں ہے، عورت کے لئے بلاشبہ سفر حج ایک فرض اور لازم سفر ہے، بلکہ تقدس بھرا سفر ہے جس کی متمنی ہر عورت رہتی ہے، مگر اس کے لئے شریعت نے جن شرائط کو مقرر کیا ہے ان کی پابندی بھی لازمی ہے ، کیونکہ سفر حج ایک عبادت ہے، چنانچہ معبود کی مرضی ہی کے مطابق عبادت کی جائے گی، جس عبادت کی ادائیگی میں معبود کی مرضی کے خلاف عمل ہوا ہو تو پھر اس عبادت کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا۔

لہٰذا سفر حج میں عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ایک تو شرعاً شرط کے درجہ میں داخل ہے تو دوسری طرف عقلی اعتبار سے عورت کے لئے دورانِ سفر چاہے کتنی ثقہ عورتوں کی جماعتوں کے ساتھ ہو ‘‘شوہر ” یا محرم رشتہ دار ضروری ہے۔

بہت ہی ہلکے انداز میں کہہ دیا جاتا ہے کہ آج کل سب آسان ہوگیا ، مگر وہ لوگ جانتے ہیں جنہوننے حج کیا ہے یا وہ عورتیں جو شوق میں بغیرمحرم کے ساتھ سفر کرچکی ہیں، گھر سے روانگی سے لے کر ائیر پورٹ ، پھر ہوائی جہاز،جدہ ائیر پورٹ اور حج ٹرمینل سے نکل کر بس تک پہونچنا، مکہ پہونچ کر عمرہ اداکرنا، منی تک پہونچنا، منیٰ کا قیام، جمرات ، بقیہ ارکان حج کی ادائیگی، کیا ان سب کو ایک عورت بغیر کسی مرد کی مدد کے اداکرسکتی ہے؟

بات محض ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اتر جانے کی نہیں، بلکہ بات دوران قیام پیش آمدہ ان مسائل کی ہے جن میں ایک عورت کو سوائے شوہر کے یا کم از کم درجہ میں ایک محرم رشتہ دار کے کوئی ادا نہیں کرسکتا ۔

ثقہ عورتوں کی جماعت بھی بغیر کسی مرد کی معیت کے جانہیں سکتی، کہیں نہ کہیں عورت کو مرد سے واسطہ پڑتا ہی ہے، اب علماء وارباب ِ فقہ و فتاویٰ کے مقابل میں کچھ ایسے لوگ جو ماڈرن ایج کے متوالے ، فیشن زدگی کا شکار ہوکر یہ کھوکھلے دعوے کررہے ہیں کہ عورت کے لئے بغیر محرم بلکہ بغیر مرد کے سفر ممکن ہے، زمانۂ گذشتہ کی بات نہ کرتے ہوئے جس میں ہم ہیں اس زمانے کی بات کریں تو یہ انتہائی غیرمأمون و فتنہ ساماں زمانہ ہے کہ جس میں ایک عورت کو تنہاء یا صرف عورتوں کو سفر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، نصوص و تصریحات میں جب حج فرض ہی کے سلسلہ میں بحث و تمحیص ہوچکی ہے،قیود وحدود کے تذکرے ہیں تو پھر عام سفر میں عورتو نکو اجازت کی گنجائش ہی نہینہونی چاہئے۔

فقہاء نے جو بحثیں کیں ہیں وہ قانونی ہیناور دستوری ہیں، لیکن ان میں بھی کہیں نہ کہیں یہ بات موجود ہے کہ شریعت عورت کو اس کے تحفظ کی خاطراکیلی گھر سے نکلنے نہیں دینا چاہتی، شرعی مزاج یہی ہے کہ عورت حتیٰ المقدور محفوظ ومامون رہے، کیونکہ ایک عورت کا تحفظ ایک نسل، ایک قوم کا تحفظ ہے۔

عام طور سے عورت کے بغیر محرم سفر کرنے یا عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے کے سلسلہ میں ایک حدیث کو بطور ِ مستدل پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، وہ حدیث یہ ہے:

''عن عَدِیّ بن حاتم قال: بینا أنا عند النبی ﷺ إذا أتاهُ رجل فشکا إلیہ الفاقۃ، ثم أتاهُ آخر فشکاہ قطع السبیل ، فقال : یا عَدِیّ : ہل رأیت الحِیرۃ؟ قلت : لَم أرہا، وقد أُنبِئتُ عنہا، قال : فإن طالت بک حیاۃ، لترین الظعِینۃ ترتحل من الحیرۃ ، حتیٰ تطوف بالکعبۃ لا تخاف أحداً إلّا اللہ...الخ...'' (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم؛ ۳۵۹۵، ص ۷۳۰)۔

(امام بخاری ؒ نے روایت کی ہے؛ عدی بن حاتم ؓ کہتے ہیں کہ ہم سب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے فاقے کی شکایت کی، پھر ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے راستے میں راہزنوں کے موجود ہونے کی شکایت کی ، اس پر رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا؛اے عدی کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟عدی ؓ کہتے ہیں ،میں نے کہا : میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں مگر مجھے اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم ضرور دیکھوگے کہ ایک ہودج حیرہ سے سفر کرتا ہوا پہنچتا ہے اور اس میں سفر کرنے والی عورت بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہیں ہوتا)۔

یہ حدیث فتنوں اور پیشن گوئیوں کے سلسلہ میں ہے اور اس میں رسول اکرم ﷺ نے راستہ کے مامون ہونے کے سلسلہ میں پیش خبری دی ہے، نہ کہ عورت کے اکیلے سفر کرنے کا جواز پیش کیا ہے، کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ زمانے میں سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہوگا،(خیر القرون قرنی)(الحدیث)، آپ کے زمانوں کے بعد جو بھی زمانے آئیں، وہ بظاہر مامون و محفوظ نظر آئیں، مگر اس زمانے سے اچھے نہیں ہونگے جس میں رسول اکرم ﷺ موجود تھے، اب عورت کو بغیر محرم کے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں سفر کرنے کی اجازت نہیں دی تو بعد کے ادوار میں اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

اور رہی اس حدیث میں عورت کے سفر کرنے اور طواف کرنے کی بات تو یہ خوف سے مامون ہونے کی دلیل ہے کہ امن و امان ہوگا جس میں مردتو مرد ہی ہیں عورتوں کو بھی خوف نہینہوگا۔

اس حدیث میں کہیں بھی بغیر محرم اکیلے سفر کرنے کے شرعی جواز کی بات موجود نہیں ہے۔

ہاں اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عورت کے تنہاء سفر کرنے پر ہی حدیث ہے تو اس میں جس زمانے کا ذکر ہے وہ اسلامی حکومت و اسلامی خلافت کا زمانہ ہے جس میں عورتوں کے لئے کوئی خوف نہ ہوگا ۔

اب جو زمانہ ہے وہ کہاں سے اسلامی مملکت یا اسلامی خلافت والا زمانہ کہلاسکتا ہے؟ محض حکومتوں کے کہہ دینے یا ان سے متاثر یا ان کے خریدے ہوے میڈیا کے کہہ دینے سے ‘‘امن و تحفظ ’’ کی بات نہیں مانی جاسکتی ، اس وقت جو تجربات ہورہے ہیں انہی کی روشنی میں یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ دنیا کے آج کل کیا حالات ہیں!

عدی بن حاتم ہی نے روایت بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ‘‘یوشک أن تخرج الظعینۃ من الحیرۃ تؤم البیت لاجوار معھا لا تخاف الّا اللہ،’’... (المغنی؛ یشترط لحج المرأۃ محرم یسافر معھا و الخلاف فیہ۳؍۱۹۰) (اس میں بیٹھی ہوئی عورت بیت اللہ کے حج کا قصد کرے گی اس طرح کہ اس کے ساتھ کوئی نہ ہوگا)۔

اب اس جملہ میں بھی کہیں سے بھی عورت کے تنہا سفر کرنے یا بغیر محرم کے سفر کرنے کے سلسلہ میں جواز نظر نہیں آتا جب کہ بعض حضرات نے اس کو بغیر محرم تنہاء سفر کرنے کے جواز میں بطورِ استدلال پیش کیا،یہ ایک مستقبل میں پیش آنے والے واقعہ کی رسول اکرم ﷺ نے اطلاع دی ہے، مقصد راستے کا رہزنوں سے محفوظ و مامون ہونے کو بتلانا ہے نہ کہ عورت کے اکیلے سفر کے جواز کو،چنانچہ اس سے عورت کے لئے اکیلے سفر کرنے کی اجازت مراد نہیں لی جاسکتی۔

نیز اس وقت راستہ جتنا پُر خطر ہے اتنا کسی بھی زمانے میں نہیں تھا، امام مالکؒ کے قول کے مطابق کہ اگر راستہ مامون ہو تو عورت تنہا بھی سفر کرسکتی ہے! مگر اس وقت کیا کوئی اس بات کی سرٹی فیکیٹ دے سکتا ہے کہ اس وقت دنیا میں چاہے زمینی سفر ہو کہ ہوائی کیا محفوظ و مامون ہوگا؟

جیسا کہ فقہاء کے مذاہب کے سلسلہ میں بات آگئی کہ سفرِ شرعی چاہے وہ فرض حج کا سفر ہو یا نفلی یا دوسرے مستحب اسفار شرعیہ ہوں میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا '' شرط " کے درجہ میں داخل ہے،یعنی سفر کی بنیادکے طور پر عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ہے، اب راستہ مامون ہو، یا دوسری عورتوں کی جماعت ہو یا ٹور آپریٹرز خود خیال رکھتے ہوں یہ سب ضمنی چیزیں ہیں ، اصل وہی ہے کہ محرم کے بغیر عورت کا سفر ناجائز ہے اور ان حالات میں تو اور بھی سخت منع ہوگا، کیونکہ یہ دور فتنوں کا دور ہے۔

اسلامی شریعت نے ہمیشہ سے انسانوں کے مصالح ومنافع کا لحاظ رکھا ہے، اس وقت حالات کے پیش نظر عورت کو تنہا سفر کرنے کی اجازت دینا یا بغیر شوہر یا محرم کے ثقہ عورتوں کی جماعت میں سفر کرنے دینا گویا کہ شرعی مصالح و حِکَم کے خلاف ہے اور معاشرتی خرابیوں کو دعوت دینے جیسا ہے۔

آج وہ حج کی اجازت دے رہے ہیں، ہمارا ملک تو خیر گنگا جمنی تہذیب والا ملک ہے، اس میں اس کا کوئی دوش نہیں، جمہوریت ہے، مگر سعودیہ جیسے ملک نے عمرہ کے لئے محرم کی قید ختم کرکے ایک بہت بڑے فتنے کو آواز دی ہے، آج عمرہ ہے تو کل ملازمت کی بات ہوگی، جب عمرہ کے لئے اجازت ہوگی تو پھر ملازمت کے لئے ویزے کی گنجائش ارباب افتاء کو نکالنی پڑے گی، پھر اس کے بعد سیاحتی، تعلیمی، تجرباتی وتعطیلاتی اسفار کے لئے اجازت مرحمت کرنے کی نوبت آئے گی۔

چنانچہ ان تمام متوقع فتنوں کے سد باب کے لئے شرعاً جو حکم عورت کے لئے موجود ہے، اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے ، اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔ محفوظ نظامِ سفر میں بلا محرم عورت کا سفر:

بظاہر دکھنے والا محفوظ نظامِ سفر ہی دراصل پیچیدگیوں سے بھرا پڑا ہے، اصل سفر تو ائیرپورٹ سے ائیر پورٹ تک ہی کا ہے، عام طور سے لوگ کہیں جاتے ہیں تو دوسرے رشتہ دار انہیں اسٹیشن یا ائیر پورٹ تک چھوڑنے آتے ہی ہیں اور جہاں جاتے ہیں وہ بھی لوگ رسیو کرنے کے لئے موجود ہوتے ہیں، لہٰذا سوال میں یہ محفوظ نظام سفر والا لفظ ہی لایعنی ہے۔

اصل سفر کی جو مشکلات ہیں وہ دوران سفر بس ٹرین یا ہوئی جہاز میں ہیں، خود

ہوائی سفر میں کبھی کبھی موسم کی معمولی خرابی کی بناء پر ہوائی جہاز کے حالات اتھل پتھل ہوجاتے ہیں، کبھی کبھی کوئی تکنیکی خرابی کی بناء پر اندر کا ماحول بڑا ہی دہشت زدہ ہوجاتا ہے اور آج کل ہائی جیک و اغواء جیسے واقعات بھی وقتاً فوقتاً ہونے لگے ہیں، ایسے میں سوائے لائف انشورنس پالیسی کے ہوائی جہاز کا عملہ اس عورت کی کوئی خدمت نہیں کرسکتا۔

ان جیسے حالات سے مقابلہ کرنے اور عورت کو تحفظ فراہم کرنے ہی کے لئے محرم رشتہ دار مردوں کو یا شوہر کو حکم دیا ہے کہ جہاں بھی عورت کا جانا ضروری ہو خود لے کر جاؤ، ورنہ ان حالات میں عورت غیر محرموں کے ہاتھوں کٹ پتلی بن کر رہ جائے گی اور ناموس و عصمت کا وہ کھلواڑ ہوگا جس کو کوئی بھی غیرت مند پسند نہ کرتا ہو۔

آج کل سفر آسان ہوگیا ہے تو بجائے عورت کو کسی کے رحم و کرم پر بلانے کے خود شوہر چلا آئے اورعورت کو ساتھ لے کر ''ریاض'' چلا جائے، یہ آسان ہوگا اس کی بہ نسبت کہ جس میں عورت اکیلی سفر کرے۔

البتہ کوئی ایسا حادثہ پیش آگیا ہو جس کی وجہ سے عورت کا فوراً وہاں پہونچنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں وہ مذکورہ صورت میں سفرکرسکتی ہے، مثلاً وہ ریاض میں اپنے شوہر کے ساتھ ہے، انڈیا میں اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی اہم و قریبی رشتہ فوت ہوگیا یا کوئی بڑا حادثہ پیش آگیا تو ایسی صورت میں اس کے لئے گنجائش ہوگی۔

امام مسلمؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمر کی روایت سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا یَحِلُّ لامرَأۃٍ تُؤمِنُ بِاللّٰہِ و الیَومِ الآخِرِ تُسَافِرُ مَسِیرَۃَثَلَاثَ لَیَالٍ إلّا وَمَعَھَا مَحْرَمٍ ...'' (صحیح المسلم ، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ تین راتوں کی مسافت کا سفر (تنہاء) کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لا تسافر المرأۃ ثلاثا إلا و معھا ذو محرم'' (صحیح المسلم، باب سفر المرأۃِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(کوئی عورت تین دن کی مسافت کا سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو)۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں: ''لکن لا تسافر المرأۃ مع أخیھا رضاعاً فی زماننا لغلبۃ الفساد...''(الفقہ الاسلامی و ادلتہ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۳۷)۔

۴. بلا محرم عورت کا دیگر عورتوں کے ساتھ سفر عمرہ :

چاہے مرد ہو یا عورت مستطیع ہونے کی صورت میں زندگی میں ایک بار ان پرحج فرض ہوتا ہے، اور عمرہ وہ مسنون ہے، سنت ہے ، چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا؛ ''وَ لِلّٰہِ عَلَیٰ

النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا...الخ " (سورۃ آل عمران: ۹۷) (اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے)۔

جیسا کہ درمختار میں ہے: ''مرة لأن سببہ البیت وہو واحد و الزیادة تطوع''(درمختار، کتاب الحج۱،۶۰۲)۔

(تمام عمر میں ایک بار حج فرض ہے، اس واسطے کہ حج کا سبب بیت اللہ ہے اوروہ ایک ہے، لہٰذا مسبب بھی واحد ہوا اور ایک بار سے زیادہ کرنا نفل ہے)۔

حج کی استطاعت کے لئے جو شرائط ہیں وہی عمرہ کی بھی شرائط ہیں ؛ مردوں کے مقابل عورتوں کے لئے ایک زائد شرط ہے اور وہ ہے '' ساتھ میں شوہر یا محرم " کا ہونا، جمہور فقہاء کا کچھ آگے پیچھے کرکے قریب قریب مسلک یہی ہے کہ عورت کے لئے سفر میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، سوائے امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق اور امام ابن حزمؒ کے۔

چنانچہ ایک تو عمرہ فرض نہینسنت ہے، اور جب بغیر محرم کے حج ہی فرض نہیں ہوتا تو پھر عمرہ کیسے مسنون ہوسکتا ہے! نیز حج کے لئے جو شرائط ہیں وہی عمرہ کی بھی شرائط ہیں جن کو پورا ہونا لازمی ہے۔

اب محض شوق و اشتیاق کی وجہ سے ایک بنیادی شرط '' محرم کا ساتھ " کو ختم تو نہیں کیا جاسکتا، اس میں کئی قباحتیں ہیں، خود شریعت نے محرم کی ناموجودگی کی صورت میں عمرہ جیسی سنت سے اس عورت کو مبرا کررکھا ہے، اب اگر وہ محض اپنے شوق واشتیاق کی تکمیل کے لئے بغیر محرم سفر کرتی ہو تو یہ شرعی قوانین کی بے حرمتی ہوگی اور شرعی مصالح و حِکم کے خلاف ہوگی، کیونکہ سفر شرعی فرض حج کا ہو، نفلی حج کا ہو ،عمرہ کایا پھر کوئی اورمستحب سفر کے لئے محرم کے ساتھ کو شرط قرار دینے میں شارع کے نزدیک عورت کی حفاظت، اس کی عصمت کا تحفظ ،اس کے وقار کی بقاء کے ساتھ ساتھ عبادات کی ادائیگی میں تقدس و احترام کا جذبہ جیسے مصالح ملحوظ ہیں۔

۵۔ سفرِ حج کے لئے عورت کے ساتھ محرم کی شرط کی حیثیت اور ائمہ کا اختلاف:

سفر حج میں محرم کی شرط قریب قریب سبھی فقہاء کے نزدیک ضروری ولازمی ہے، کچھ فقہاء نے بعض استثنائی صورتوں میں ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ اور کبھی کبھی اکیلے ہی سفر کرنے کی رخصت دی ہے، لیکن جمہورِ فقہاء اورشرعی مزاج یہی ہے کہ عورت سفر حج کے لئے بھی بغیر محرم کے نہ جائے، اس لئے اکثر فقہاء کے یہاں عورت پر حج فرض ہونے کی ایک شرط محرم کا ساتھ ہونا بھی ہے۔

جیسا کہ درمختار میں ہے: ''مرة لأن سببہ البیت وہو واحد و الزیادة تطوع''(درمختار، کتاب الحج۱، ۶۰۲)۔

(تمام عمر میں ایک بار حج فرض ہے، اس واسطے کہ حج کا سبب بیت اللہ ہے اوروہ ایک ہے، لہٰذا مسبب بھی واحد ہوا اور ایک بار سے زیادہ کرنا نفل ہے)۔

شیخین یعنی امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے ایک دن کی مسافت طے کرنا بھی فسادِ زمانہ کی وجہ سے مکروہ ہے، ان کا مستدل حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے: ''لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم و لیلۃ إلّا مع ذی محرم...'' (صحیح مسلم۹، ۱۰۲) (جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن رات کی مسافت کے بقدر سفر کرے)، حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ کوئی عورت دو دن کا سفر بغیر محرم یا شوہر کی معیت کے نہ کرے (صحیح مسلم۹، ۱۰۲، فقہ حنفی قرآن وسنت کی روشنی میں۱، ۴۰۲)۔

حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں:

''نھی أن تسافر المرأۃ ثلاثۃ إلا و معھا ذو محرم''(رواہ سنن ابی داؤد، الجامع الترمذی، سنن النسائی و سنن ابن ماجۃ)۔

(رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کامحرم ہو)۔

دارقطنی نے حضرت ابن عباس کی روایت ہے نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''لاتحجن امرأۃ إلا و معھا ذو محرم ''۔

(کوئی عورت حج کے لئے ہرگز نہ جائے جب تک کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو)۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک محرم نہ ہو توعورت پر حج ہی فرض نہیں ہے، ان کا مستدل اوپر گذری ہوئی ابن عباسؓ والی روایت ہے جس میں بغیر محرم کے حج پر نہ جانے کی رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے۔

مزید بر آں امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کا دورانِ سفرِ حج شوہر مرگیا تو اگر وہ فرض حج ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سفر تنہاء ہی کرلے اور حج کرلے، کیونکہ واپسی کے لئے بھی سفر ہی کی ضرورت ہے، لیکن اگر وہ حج نفلی ہے تو اسے چاہئے کہ اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو ٹھہر جائے یا پھر واپسی کا سفر کرلے۔

المغنی میں ہے: ''(فصل) وإذا مات محرم المرأۃ فی الطریق فقال أحمد إذا تباعدت مضت فقضت الحج قیل لہ قدمت من خراسان فمات ولیھا ببغداد فقال تمضی إلیٰ الحج وإذا کان الفرض خاصۃ فھو آکد ثم قال لا بدلھا من أن ترجع و ہٰذا لأنھا لا بد لھا من السفر بغیر محرم فمضیھا إلیٰ قضاء حجھا أولی لٰکن إن کان حجھا تطوعا و أمکنھا الإقامۃ فی بلد فھو أولیٰ من سفرھا بغیر محرم...''(المغنی، شرط المحرم و نفقتہ و امتناعہ و موتہ فی الطریق ۳، ۱۹۴)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک فرض حج میں عورت کے ساتھ محرم کی موجودگی شرط نہیں ہے، عورت کسی آزاد مسلمان عورت کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرض حج کے علاوہ کے اسفار میں محرم کی موجودگی شرط ہے،مگر سفر حج کی اجازت کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ اس عورت کو اپنی ذات کے سلسلہ میں حفاظت کا پورا پورا اطمینان ہو۔

امام مالکؒ کے نزدیک اگر راستہ محفوظ ہو کوئی خطرہ نہ ہو تو عورت تنہا بھی فرض حج کا سفر کرسکتی ہے، مگر نفلی حج یا دوسرے اسفار شرعیہ میں ایسا جائز نہیں، یعنی محرم کا ہونا شرط نہیں۔

ان مذاہب کا جائزہ لیں تو اکثر فقہاء و ائمہ کا رجحان حج کے سفر میں عورت کے ساتھ محرم کاہونا شرط کے درجہ میں داخل ہے۔

جیسا کہ احناف کے یہاں اور دوسرے فقہاء کے نزدیک حج فرض ہونے کی شرائط میں عورت کے لئے ایک شرط کا اضافہ ہے اور وہ ہے محرم کا ساتھ ہونا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محرم نہ ہو تو اس عورت پر حج ہی فرض نہیں ہوا، اور جب حج فرض ہی نہیں تو پھرسفر کی صعوبتوں، آزمائشونمیں خود کو مبتلاء کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا، نیز جب کہ احتمال ہے کہ یہ ایسا سفر ہے جس میں گناہ بھی ہے اکیلے نکلنے کی وجہ سے ۔

چنانچہ حج ہی فرض نہیں ہوا تو پھر اکیلے یا ثقہ عورتوں کی جماعت میں نکلنا جائز نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے:''و مع زوج أو محرم...لامرأة حرة ولو عجوزاً فی سفر ...'' (الدرالمختار، کتاب الحج) (اورسفر حج میں آزاد عورت کے لئے شوہر کا یا محرم رشتہ دار کاساتھ ہوناشرط ہے اگر چہ کہ وہ عجوز ہی کیوں نہ ہو)۔

علامہ وہبہ زحیلی لکھتے ہیں: ''قال الحنفیۃ: الاستطاعۃ أنواع ثلاثۃ: بدنیۃ و مالیہ و أمنیۃ، أما الاستطاعۃ البدنیۃ، فھی صحۃ البدن، ..... والاستطاعۃالمالیہ ؛ فہی ملک الزاد و الراحلۃ.....وأما الاستطاعۃ الأمنیۃ فہی أن یکون الطریق آمناً بغلبۃ السلامۃ ولو بالرشوۃ..... و أمن المرأۃ؛ أن یکون معھا أیضاً محرم بالغ عاقل أو مراہق مأمون غیر فاسق، برحم أو صھریۃ، أو زوج، یحج بھا علی نفقتھا، و یکرہ تحریماً أن تحج المرأۃ بغیر المحرم أو الزوج، إذا کان بینھا و بین مکۃ مدۃ سفر؛ وہی مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیھا فصاعداً ،..... لکن لا تسافر المرأۃ مع أخیھا رضاعاً فی زماننا لغلبۃ الفساد،لکراہۃ الخلوۃ بھا کا لصھرۃ (الحمایۃ) الشابۃ...''(الفقہ الاسلامی و ادلتہ؛ الباب الخامس ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۲۵-۲۷)۔

اسی طرح فقہ حنفی قرآن وسنت کی روشنی میں لکھاہے:

''تو بالغہ عورت کے لئے اگر چہ کہ اس کے ساتھ ثقہ عورتیں یا صالح افراد ہوں اور اگر چہ کہ وہ بوڑھی ہی ہو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم یا شوہر

کے مسافتِ شرعی طے کرکے حج کے لئے جائے۔ تاہم اگر مکہ کا سفر مسافتِ شرعی سے کم ہو تو اس پر حج فرض ہے، بشرطیکہ عدت گذارنے والی نہ ہو، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے ایک دن کی مسافت طے کرنا بھی فساد زمانہ کی وجہ سے مکروہ ہے ''(ص، ۴۰۲)۔

المغنی میں ہے: ''ظاہر ہٰذا أن الحج لا یجب علیٰ المرأة التی لا محرم لها لأنہ جعلها بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لا محرم لها لا یکون کالرجل فلا یجب علیها الحج وقد نص علیہ أحمد..... وقال أیضاً المحرم من السبیل،و ہٰذا قول الحسن و النخعی و إسحاق و ابن المنذر و أصحاب الرأی...'' (المغنی لابن قدامۃالمقدسی، کتاب الحج و المناسک، یشترط لحج المرأة محرم یسافر معها و الخلاف فیہ۳، ۱۹۰)۔

علامہ زحیلی مزید لکھتے ہیں: ''وقال الشافعیۃ..... السادس أن یکون مع المرأة زوج، أو محرم بنسب أو غیرہ ، أو نسوة ثقات؛ لأن سفرہا وحدها حرام، وإن کانت فی قافلۃ أو مع جماعۃ، لخوف استمالتها وخدیعتها و لخبر الصحیحین؛ لا تسافر المرأة یومین إلاو معها زوجها أو ذو محرم، ..... وأما النسوۃ فیشترط فیهن الثقۃ لعدم الأمن، والبلوغ، لخطر السفر..... ولا یجب الخروج مع امرأة واحدۃ..... أما الجواز فیجوز للمرأة أن تخرج لأداء حجۃ الإسلام (الفرض) مع المرأة الثقۃ علی الصحیح...الخ''(الفقہ الاسلامی و ادلتہ؛ الباب الخامس ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۳۱-۲۳)۔

علامہ زحیلی مزید لکھتے ہیں: ''وقال الحنابلۃ..... ویشترط أیضاً أمن الطریق بحیث لا یوجد مانع من عدو و نحوہ، ووجود زوج أو محرم للمرأة، فلا یجب علیها الحج مالم یکن معها أحدهما، وإمکان المسیر وهو أن یکمل فیہ ہذہ الشرائط و الوقت متسع یمکنہ الخروج إلیٰ الحج، و ہٰذا موافق لمذہبی الحنفیۃ والشافعیۃ أیضاً، لٰکن عندالحنابلۃ روایتان فی ہذین الشرطین: روایۃ أنهما من شرائط الوجوب کالحنفیۃ و الشافعیۃ،فلا یجب الحج بدونهما، وروایۃ أنهما من شرائط لزوم السعی الیٰ الحج...الخ...''(الفقہ الاسلامی وادلتہ؛ الباب الخامس ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۳۲-۳۵)۔

علامہ زحیلی نے تحریر فرمایا: ''و أوجب المالکیۃ علیها الحج مع رفقۃ مأمونۃ من النساء فقط أو الرجال فقط، أو المجموع من الجنسین... و دلیل الشافعیۃ و المالکیۃ عموم آیۃ؛ و للہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً) فإذا أمنت المرأة الفساد علی نفسها لزمها الحج...''(الفقہ الاسلامی و ادلتہ،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۳۶)۔

۶۔مالی استطاعت ہو مگر محرم نہ ہونے کی صورت میں حج کمیٹی یا ٹور آپریٹرس کے ساتھ عورت کا سفر حج :

مذکورہ صورت میں بھی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اکیلی ٹور آپریٹرس یاحج کمیٹی کے ساتھ حج کا سفر کرے،اس وقت حالات عورتوں کے حق میں بہت ہی نازک

اور دگرگوں ہیں، اندورون ملک ایک طوفان بپا ہے تو بیرونِ ملک مغربیت و یوروپی ذہن اسلامی ٹھیکیداروں پر پوری قوت سے چھایا جارہا ہے، ایسے میں آج سے ساڑھے چودہ سول قبل لگائی گئی یہ شرط عورتوں کی عصمتوں کے تحفظ اور ہماری اپنی تہذیب ومعاشرتی طرز کی حفاظت کا ذریعہ ہے، لہٰذا کچھ فیصدی عورتوں کے لئے قانون نہیں بدلا جاسکتا یا پھر دنیا کے رخ کو دیکھ کر ہم اپنے اصول تبدیل نہیں کرسکتے، شارع نے ہوسکتا انہی حالات کے اندیشہ کے تحت یہ اور ایسی شرائط عائد کی ہوں، تاکہ ہم اپنی نسلوں کی حفاظت کرسکیں، ایسے میں کسی ملک کی مثال یا کسی ملک میں قوانین میں تخفیف جیسی جرأت و جسارت پر ہمیں محتاط انداز کو اپناتے ہوئے شریعت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنی تہذیب کی حفاظت کریں۔

قرآن و حدیث کا بہ نظرغائر مطالعہ ہمیں اس نتیجہ سے آشنا کرے گا کہ شریعت یہی چاہتی ہے کہ عورت گھر میں رہے، عورت کا ذکر کم آئے، اس کی ذات موضوع بحث نہ بنے اور نہ ہی اس کو بازار کی زینت بنایاجائے، اس لئے اس کو جو ذمہ داری دی گئی وہ ساری کی ساری گھر تک محدود رکھنے والی ہیں، نماز کی ادائیگی کے لئے گھر کے اندرونی حجرے کو پسند کیا گیا، جمعہ کو اس پر فرض نہینکیا گیا، جہاد سے اس کو مبرہ رکھا گیا، نمازِ جنازہ و تدفین وغیرہ کے امور سے اسے چھٹی دی گئی، معاش کی ذمہ داریانبھی نہیں ڈالی گئیں اور گھر سے نکل کر معاش کی فکر کرنے سے بھی روک دیا، گھر میں محدود رہ کر اپنا اور اپنے بچوں کی پرورش، نگہ داشت اور ان کی تربیت و تعلیم کی ذمہ داری دی گئی اور ساتھ ہی ساتھ شوہر کے گھر کی حفاظت و دیکھ بھال کا فریضہ بھی دیا گیا ۔

ان سب پر غور کریں تو عورت کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، وہ ملکہ ہے اور اس کے تحفظ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو اس پر قوام یعنی نگہ دار بنایا ہے۔

چنانچہ شریعت میں جو بھی حدود و شرائط بیان ہوئی ہیں ان ہی کی روشنی میں عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر محرم سفر حج کے لئے نکلے جب سفر حج کے لئے اکیلے نکلنے سے روکا گیا تو پھر دوسرے اسفار کا کیا حکم ہوگا؟

احقر کے نزدیک فقہاء کے مذاہب کی روشنی میں ٹورآپریٹرس کے ساتھ عورت کا سفر حج پر جانا جائز نہیں ہوگا۔

کیونکہ درمختار میں ہے:''و مع زوج أو محرم...لامرأة حرة ولو عجوزاً فی سفر" (الدرالمختار، کتاب الحج) (اورسفر حج میں آزاد عورت کے لئے شوہر کا یا محرم رشتہ دار کاساتھ ہوناشرط ہے اگر چہ کہ وہ عجوز ہی کیوں نہ ہو)۔

حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے جس کو صحیح مسلم نے ذکر کیا ہے:

''قال رسولُ اللہِ ﷺ : '' لَایَحِلُّ لامْرَأۃٍ أن تُسَافِرَ ثَلَاثاً الّا وَمَعَهَا ذو مَحْرَمٍ مِنهَا..."

(صحیح مسلم، باب سفر المرأةِ مع مَحْرَمٍ الیٰ حجٍّ وَغَیرِہٖ)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن کا سفر کرے مگر ذی محرم اس کے ساتھ ہو)۔

علامہ وہبہ زحیلی فرماتےہیں:''قال الحنفیۃ:الاستطاعۃ أنواع ثلاثۃ:بدنیۃ ومالیہ وأمنیۃ، أما الاستطاعۃ البدنیۃ، فهی صحۃ البدن، ..... والاستطاعۃالمالیہ ؛ فهی ملک الزاد و الراحلۃ .....وأما الاستطاعۃ الأمنیۃ فهی أن یکون الطریق آمناً بغلبۃ السلامۃ ولو بالرشوۃ ..... و أمن المرأۃ؛ أن یکون معها أیضاً محرم بالغ عاقل أو مراہق مأمون غیر فاسق، برحم أو صهریۃ، أو زوج، یحج بها علی نفقتها، و یکرہ تحریماً أن تحج المرأۃ بغیر المحرم أو الزوج، إذا کان بینها و بین مکۃ مدۃ سفر؛ وہی میسرۃ ثلاثۃ أیام و لیالیها فصاعداً،..... لکن لا تسافر المرأۃ مع أخیها رضاعاً فی زماننا لغلبۃ الفساد، لکراہۃ الخلوۃ بها کالصهرۃ (الحمایۃ) الشابۃ...'' (الفقہ الاسلامی و ادلتہ؛ الباب الخامس،الفصل الاول احکام الحج والعمرۃ۳، ۲۵۔۲۷)۔

المغنی میں ہے:''ظاہر ہٰذا أن الحج لا یجب علیٰ المرأۃ التی لا محرم لها لأنہ جعلها بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لا محرم لها لا یکون کالرجل فلا یجب علیها الحج وقد نص علیہ أحمد.....وقال أیضاً المحرم من السبیل، وہٰذا قول الحسن والنخعی و إسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأی...(المغنی لابن قدامۃالمقدسی، کتاب الحج و المناسک، یشترط لحج المرأۃ محرم یسافر معها و الخلاف فیہ۳، ۱۹۰)۔

۷۔محرم کی معیت کی شرط معمر عورتوں کے لئے بھی لازمی ہے:

عورت کے سفر شرعی میں جو محرم کی شرط لگائی گئی ہے وہ محض فتنہ کے خوف ہی سے نہیں، بلکہ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں، ان میں سے ایک فتنوں کا سدِّ باب بھی ہے، چنانچہ اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ جوان عورت کو اجازت نہیں بوڑھی یا ادھیڑ عمر کی عورت کے لئے گنجائش ہے، اس سلسلہ میں محرم کی شرط سب کے لئے ہے،بلکہ عجوز یا بوڑھی عورتوں کے لئے تو دورانِ سفر محرم کی اشد ضرورت پڑتی ہے بہ نسبت جوان یا ادھیڑ عورتوں کے۔

درمختار میں ہے:''ومع زوج أو محرم...لامرأۃ حرۃ ولو عجوزاً فی سفر ...'' (الدرالمختار، کتاب الحج) (اور سفر حج میں آزاد عورت کے لئے شوہر کا یا محرم رشتہ دار کا ساتھ ہوناشرط ہے اگر چہ کہ وہ عجوز ہی کیوں نہ ہو)۔

القول المحكم فی حكم سفر المرأة بدون المحرم
یعنی
خواتین کا محرم کے بغیر سفر شریعت کی روشنی میں

مولاناابو الربیع عبد الرب عبد الوہاب خان واپی سعادتی•

انسان زندگي كي ضروريات ميں سے ايك اہم ضرورت ''سفر ''ہے، سفر ميں انسان اپني مانوس ومامون جگہ كو چھوڑ كر جاتا ہے، راستے ميں خطرات وخدشات درپيش آتے ہيں، صحت وزندگي كي بابت بھي خطرات رہتےہيں، اور ديني معمولات كي بھي كماحقہ ادا ئيگي دشوار ہوجاتي ہے، اسي ليے رسول اللہﷺ نے بلاضرورت مردوں كےليے بھي سفر كو ناپسند فرمايا ہے (بخاری: ۱۸۰۴)،اور عورت تو صنف نازك ہے، اور فطري وقدرتي طور پر مرد كا ميلان عورت كي طرف اور عورت كا ميلان مرد كي طرف ہوتا ہي ہے، اور شيطان ملعون بھي معاصي ميں مبتلا كرنے كےليے ايڑي چوٹي كا زور لگاتا رہتا ہے، حديث شريف ميں ہے كہ عورت شيطان كي صورت ميں آتي ہے اور شيطان كي صورت ميں جاتي ہے (مشكوۃ،۲۶۸)،اور دوسري حديث ميں ہے كہ عورت پردے ميں رہنے كي چيز ہے، چنانچہ جب كوئي عورت (اپنے پردے سے باہر) نكلتي ہے تو شيطان اس كو جھانكتا ہے (مشكوۃ،۲۶۹)۔

بہرحال! چونكہ عورت كے گھر سے باہر نكلنے ميں فتنے كا انديشہ ہے، اس ليے اللہ تعالیٰ نے اولاً تو عورتوں كو تاكيد فرمائي: (وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى) (الاحزاب: ۳۳)، ليكن چونكہ عورت كو بھي ہر طرح كي ضروريات لاحق ہوتي ہيں، اس ليے بوقت ضرورت شرعيہ وطبعيہ بلا آرائش وزيبائش كے سادہ اور غير جاذب لباس ميں احتياطي تدابير اختيار كركے گھر سے باہر نكلنے كي اجازت دي ہے۔

بہركيف؛ من جملہ ضروريات شرعيہ كے ايك ضرورت حج كي ادائيگي بھي ہے، اور حج ايك ايسي عبادت ہے كہ جو سفر كے بغير بہت كم انجام پاتي ہے، اس ليے شريعت نے سفر كو ان عوارض ميں ركھا ہے جن كي وجہ سے احكام ميں تخفيف اور سہولت پيدا ہوجاتي ہے، اسي ليے شريعت مطہرہ نے عورت كو مطلق سفر سے منع نہيں كيا، ليكن چونكہ عورت كي عزت وآبرو كي حفاظت بھي ايك اہم مسئلہ ہے، اور اسلامي معاشرے ميں اس كي عزت وپاكدامني كا لحاظ ہرموقع پر ركھا گيا ہے، اس ليے ہر ايسي حالت كہ جس ميں اس كي

• خادم مدرسہ نور الاسلام دمن، انڈیا۔

عزت کو خطرہ لاحق ہو؛ شریعت نے اس کے سلسلے میں خاص ہدایات دي ہیں۔

ان ہي حالات میں عورتوں کا تنہا سفر کرنا بھي شامل ہے، اس سلسلے میں بطور تمہید کے چند باتوں کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

الف: روایات ما في الباب:

عورت کے محرم کے بغیر سفر نہ کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے متعدد ارشادات ہیں، جو حدیث کي کتابوں میں موجود ہیں، مثلاً:

''عن أبي سعید الخدري رضي اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ ﷺ: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعھا أبوھا أو ابنھا أو زوجھا أو أخوھا أو ذو محرم منھا'' (صحیح مسلم۱،۴۳۴)۔

دیگر روایات میں حالات اور فتنے کے اندیشے کے پیشِ نظر ۲، دن، ۱، رات دن، صرف ایك رات اور صرف ایك دن کے سفر میں بھي محرم کا ساتھ ہونا مذکور ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے مسلم شریف مع شرح النووی۱،۴۳۲)۔

سفر حج کےلیے بھي یہي شرط ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

''لا تحجن امرأۃ إلا ومعھا ذو محرم'' (زجاجۃ المصابیح۲،۱۰۲)۔

''وفي روایۃ عن البزار عن ابن عباس رضي اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: لا تحج امرأۃ إلا ومعھا محرم، فقال رجل:یا نبي اللہ! إني اکتتبت في غزوۃ کذا وامرأتي حاجۃ، فقال:ارجع فحج معھا'' (زجاجۃ المصابیح۲،۱۰۲)۔

اس لیے خواتین کو محرم کے بغیر سفر حج سے گریز کرنا چاہیے، کیوں کہ عبادتوں کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کي رضا اور خوشنودي حاصل کرنا ہے، اور جب شریعت میں ایك بات سے منع کردیا گیا ہو تو اس کے ارتکاب کي وجہ سے بجائے ثواب کے گناہ ہي کا اندیشہ ہے۔

ب: ممانعت کي حکمت:

ہدایہ میں ہے کہ حج کے لیے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا شرط اس لیے ہے کہ محرم کے بغیر عورت کے حق میں فتنے کا خطرہ ہے، اور صرف عورتیں ہي عورتیں ہونے کي صورت میں خوفِ فتنہ بڑھ جائےگا: ''ولأنھا بدون المحرم یخاف علیھا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرھا إلیھا'' (ہدایہ۱،۲۱۳)۔

اس لیے کہ حالت سفر میں عورتوں کي عصمت وناموس کي جس قدر حفاظت شوہر اور محرم کرسکتا ہے وہ عورتیں نہیں کرسکتیں، بلکہ خود عورتیں عصمت وپاکدامني کي حفاظت کےلیے دوسرے کي محتاج ہیں، اور از روئے حدیث عورت ناقص العقل والدین ہے، تو وہ دوسري عورت کي عصمت اور دین کي کیا خاك حفاظت کرےگي؟ بلکہ اندیشۂ فتنہ

میں اضافہ ہي ہوگا، لہٰذا عورت کے حق میں محرم کي شرط اور ضرورت حج سے محرومي کا باعث نہیں، بلکہ اس کي عصمت وناموس کي حفاظت اور بدگماني، بدنامي اورتہمت سے بچانے کےلیے ہے، جس کے بغیر عورت کي کوئي قیمت نہیں، لہٰذا عورتونکو چاہیےکہ احکام شرعیہ کي قدر کریں اور شریعت کو محسن سمجھیں (فتاوی رحیمیہ۴،۲۰۱)۔

شرعي اور فقہي نقطۂ نظر سے ہٹ کر عملي طور پر بھي سفر حج میں خواتین کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروري محسوس ہوتا ہے، آب وہوا کي تبدیلي کي وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتي ہے، مقام کي اجنبیت، ازدحام اور زبان کي عدم واقفیت کي وجہ سے خواتین کو بار بار مرد کي ضرورت پیش آتي ہے (کتاب الفتاوی۴،۴۴)۔

ج: محرم سے مراد:

محرم رشتہ داروں سے وہ اقارب مراد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، نسبي رشتہ داروں میں باپ، دادا اور ان کا آبائي سلسلہ، چچا، ماموں، بیٹا اور بیٹي کي اولاد، اور ان کا آبائي سلسلۂ اولاد، بھتیجا، بھانجا، سسرالي رشتہ داروں میں خسر اور ان کا آبائي سلسلہ، شوہر کي اولاد، اسي طرح داماد، یہ سب ہمیشہ کےلیے حرام ہیں، تیسرے وہ لوگ جو دودھ کے رشتے سے حرام ہوں، یعني رضاعي باپ، چچا، ماموں، دادا وغیرہ۔

جن لوگوں سے عارضي طورپر نکاح حرام ہو، مثلاً: پھوپھا، خالو، بہنوئي، یہ محرم نہیں ہیں، کیوں کہ پھوپھي، خالہ اور بہن کے انتقال یا ان کو طلاق دینے کے بعد نکاح کي حرمت ختم ہوجاتي ہے (کتاب الفتاوی۴،۴۴)۔

آئندہ سطور میں اسلامك فقہ اکیڈمي انڈیا کے مرسلہ سوالات کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں:

جواب ۱۔ اس مسئلے میں سفر شرعي کي مسافت حکم کي بنیاد ہے، نہ کہ تین شب وروز کي مدت۔

چنانچہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحماني رقم طراز ہیں:

اس سلسلے میں اصولي طورپر یہ بات ذہن میں رکھني چاہیے کہ فقہاء کے نزدیك سفر شرعي کے لیے تین دنوں کي مدت مطلوب نہیں ہے، بلکہ اتني مسافت مطلوب ہے کہ جس کو انسان پیادہ رفتار میں تین دنوں میں طے کرسکے، اسي طرح ظاہر ہے کہ ہوائي جہاز کا یہ سفر گوکہ چند گھنٹوں کا ہے، مگر وہ ہوگا سفر شرعي، یہي وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھي نمازوں میں قصر کیا جائےگا، اور رمضان المبارك میں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا، اس قلیل عرصے میں بھي خواتین کےلیے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں، فقہاء نے مسافت ہي پر حکم کي بنیاد رکھي ہے:"ومعتبر في حق المرأة أن يكون لها محرم يحج بها أو زوج، ولا يجوز لها أن يحج بغيرها إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة

أيام فصاعداً" (مختصر القدوری،۵۶، جدید فقہی مسائل۱،۲۴۱)۔

اس كي تائيد فتاویٰ رحیمیہ كي درجِ ذیل عبارت سے ہوتي ہے:

"..... آپ كي ناني كا جده سے بمبئي تك كا سفر "سفر شرعي "ہے، چاہے یہ سفر چارپانچ گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہے، اس درمیان چار ركعت والي نماز كا وقت آجائے تو نماز میں قصر كرنا واجب ہوگا، اتمام جائز نہیں، جب یہ سفر شرعي ہے تو بغیر محرم كے یہ سفر كرنا گناہ اور فرمان نبوي: "لا یحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفرا یكون ثلاثة أیام إلا ومعها أبوها أو إبنها أو زوجها أو ذو محرم منها. رواه مسلم" (زجاجۃ المصابیح۲،۱۰۱) كے خلاف ہوگا (فتاوی رحیمیہ: ترتیب وتعلیق: مفتی سعید صاحب پالنپوری۴،۱۹۴)۔

جواب ۲ ۔ اولاً اس كي ۲، صورتیں ہیں:

(الف) اگر مسافت تین دن سے كم كي ہے، یعني سفر شرعي سے كم ہے، اورفتنہ اور معصیت كا خطرہ بھي نہیں ہے، تو حضرت امام ابوحنیفہؒ كے قولِ مشہور كے مطابق عورت كے لیے بلا محرم اور بلا شوہر سفر كرنا بلا كراہت جائز ہے۔

"لأن المحرم یشترط للسفر، ومادون ثلاثة أیام لیس بسفر، فلا یشترط فیه المحرم كما لا یشترط للخروج من محلة إلى محلة" (بدائع قدیم۲،۱۲۴، بحوالہ انوار المناسک۶،۱۷۷)۔

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ كے قولِ غیر مشہور كے مطابق جو حضرت امام ابویوسفؒ كا بھي ایك قول ہے؛ عورت كےلیے ایك یوم كي مسافت كا سفر بھي بلا محرم یا بلا شوہر كرنا مكروہ ہے، اور فسادِ زمانہ كي وجہ سے اس قولِ غیر مشہور پر ہي فتویٰ جاري كرنا چاہیے۔

"وهو ثلاثة أیام ولیالیها فیباح لها الخروج إلى مادونه لحاجة بغیر محرم، وروي عن أبي حنیفة وأبي یوسف كراهة خروجها وحدها مسیرة یوم واحد، وینبغي أن یكون الفتویٰ علیه لفساد الزمان" (شامی ۲،۲۶۴، غنیہ جدید،۲۶ بحوالہ انوار المناسک۶،۱۷۷-۱۷۸)۔

(ب) اگر سفر شرعي اور تین دن یا اس سے زیادہ مسافت كا سفر ہے، یعني ۸۲، كلومیٹر سے زیادہ كا ہے، تو حنفي مسلك كے مطابق عورت كا بلامحرم یا بلا شوہر اتني لمبي مسافت كا سفر طے كرنا نا جائز ہے۔

"وأما ما یختص بالسفر الطویل وهو مسیرة ثلاثة أیام بلیالیها، فهو مشروعیة القصر للصلاة الرباعیة المفروضة، ..... ومن أحكامه أیضا..... وحرمة السفر على المرأة وحدها بغیر زوج أو قریب محرم، حتى ولو كان السفر فرضا لأداء الحج والمرأة" (الفقہ الاسلامی وادلتہ۹،۴۸۱)۔

لیكن حضرت امام مالكؒ، امام شافعيؒ، امام اوزاعيؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام حماد وغیرہ كے نزدیك اگر فتنہ اور معصیت كا اندیشہ نہ ہو تو قابل اعتماد نیك لوگوں كے قافلے

کے ساتھ یا قابل بھروسہ عورتوں کے قافلے کے ساتھ بلامحرم سفر کرنا عورت کےلیے بلا کراہت جائز ہے (انوار المناسک،۱۷۸)۔

مذکورہ بالا ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

‘‘قال حماد: لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين’’ (فتاوی عالمگیری ۵۶۶،۵)۔

‘‘فقال مالك: تخرج مع جماعة النساء. وقال الشافعي: تخرج مع ثقة حرة مسلمة. وقال ابن سيرين: تخرج مع رجل من المسلمين’’۔

‘‘وقال الأوزاعي: تخرج مع قوم عدول’’ (اعلاء السنن ۱۴،۱۰)۔

نیز مسلك حنفي کے شہرۂ آفاق محدث کبیر، فخر المتاخرین، خاتمۃ المحققین، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کي رائے بھي یہي ہے کہ اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے، چنانچہ ‘‘فیض الباري ’’ میں ہے:

‘‘وفي كتب الحنفية عامة عدم جواز السفر إلا مع المحرم، قلت: ويجوز عندي مع غير محرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة، وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث’’ (فیض الباری۳۹۷،۲)۔

‘‘فیض الباري ’’کے مرتب حاشیے میں لکھتے ہیں:

‘‘منها أمر النبي أبا العاص أن يرسل زينب رضي الله عنها مع رجل لم يكن لها محرما. ومجيء عائشة رضي الله عنها في قصة الإفك’’ (حاشیۃ فیض الباری۳۹۷،۲)۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علي تھانویؒ نے ایك استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

حنفي مذہب میں تو اس صورت میں اجازت نہیں، اورشافعي مذہب میں اگر ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں تو اجازت ہے، اور حنفي کو کسي خاص مسئلے میں شافعي کي تقلید بوقت ضرورت جائز ہے (مجالس حکیم الامت۲۹۰،۶، مرتب حضرت مفتی شفیعؒ)۔

یہ سارا اختلاف اس صورت میں ہے جب کہ عورت مضطر نہ ہو، اگر اضطراري حالت ہو، مثلاً: عورت کو اپني جان کے خطرہ کا اندیشہ ہے تو بالاجماع بلا محرم اور بلاشوہر تنہا سفر کرنا بھي جائز ہے۔

‘‘وللعلماء تفصيل في الموضوع، حيث قالوا: يجوز سفر المرأة وحدها في الهجرة من دار الحرب والمخافة على نفسها، ولقضاء الدين ورد الوديعة والرجوع من النشوز، وهذا مجمع عليه’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۴۸۲،۹)۔

جواب۳۔ اس سلسلے میں ارباب افتاء کي ۲، رائے ہیں:

(الف) اکثر ارباب افتاء کي رائے یہ ہے کہ اس صورت میں بھي خواتین کے لیے شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں، اس لیے کہ احادیث مبارکہ میں جو ممانعت

آئي ہے اس كي علت نفس سفر ہے، اور عورت كي حفاظت یہ حكمت ہے، اور حكم كا مدار علت پر ہوا كرتا ہے نہ كہ حكمت پر، لہٰذا ہوائي جہاز كے ذریعے سفر جب سفر شرعي ہے تو بغیر محرم ناجائز ہوگا۔

چنانچہ اس طرح كے ایك استفتاء كے جواب میں فقیہ الامت حضرت مفتي محمود حسن صاحب گنگوہي نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

سفر شرعي (۴۸؍ میل) كے لیے بغیر محرم یا بغیر شوہر كے عورت كو اجازت نہیں، خواہ كسي سواري سےہو، ہے تو وہ سفر شرعي ہي، اس لیے اس پر احكام شرعي مرتب ہوتے ہیں، مثلاً: نماز كا قصر كرنا وغیرہ، فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم، حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند (فتاوی محمودیہ۱۰؍۳۳۱، ادارۃ الصدیق ڈابھیل)۔

نیز اس طرح كے ایك سوال كے جواب میں مفتئ گجرات حضرت مفتي عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ رقمطراز ہیں:

آپ كي ناني كا جدہ سے بمبئي تك كا سفر ‘‘سفر شرعي ’’ ہے، چاہے یہ سفر چار پانچ گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہو، اس درمیان چار ركعت والي نماز كا وقت آجائے تو نماز میں قصر كرنا واجب ہوگا، اتمام جائز نہیں، جب یہ سفر شرعي ہے تو بغیر محرم كے یہ سفر كرنا گناہ اور فرمانِ نبوي “لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یكون ثلاثۃ أیام إلا ومعھا أبوھا أو إبنھا أو زوجھا أو أخوھا أو ذو محرم منھا. رواہ مسلم’’ (زجاجۃ المصابیح ۲؍۱۰۱) كے خلاف ہوگا (فتاوی رحیمیہ۴؍۱۹۴)۔

(ب) بعض ارباب افتاء نے چند مخصوص شرائط كےساتھ اس لیے اجازت دي ہے كہ ممانعت كي علت عورت كي عدم حفاظت وصیانت ہے، جب اس زمانے میں محفوظ نظامِ سفر ممكن ہے تو پھر ممانعت بھي باقي نہیں رہےگي۔

چنانچہ حضرت مفتي شبیر احمد صاحب قاسمي مدظلہٗ رقمطراز ہیں:

یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت كا حامل ہے كہ آج كل كے زمانے میں بہت سے لوگ سعودي عرب میں لمبے زمانے تك كےلیے ملازمت پر رہتے ہیں، اور ان پر ایسي پابندیاں ہیں كہ جب چاہیں وطن نہیں آسكتے، یا اتني آمدني نہیں ہیں جس سے بار بار وطن آسكیں، اور ان كي بیویاں وطن میں تجرد كي زندگي گزار رہي ہیں، بعض دفعہ فتنے اور معصیت كا اندیشہ بھي سامنے آتا ہے، اور میاں بیوي دونوں دیرینہ ملاقات اور دوري كي وجہ سے پریشان ہیں، اور عورت اگر محرم كے ساتھ سفر كےلیے جاتي ہے تو اپنے اخراجات كے ساتھ محرم شرعي كا خرچ بھي برداشت كرنا بہت دشوار اور بارِ گراں ہے، جو برداشت سے باہر ہے، تو ایسے حالات میں میاں بیوي دونوں چاہتے ہیں كہ حج كے موسم میں عورت وطن سے محرم كے ساتھ ایئرپورٹ پہنچ جائے، اور ادھر سے جدہ یا مدینہ ایئر پورٹ سے بیوي كو شوہر یا محرم ساتھ لے لے، اور درمیان میں چارپانچ گھنٹے كا سفر

بلامحرم ہوگا، مگر قابل اعتماد لوگوں کي معیت میں ہوگا، اس طریقے سے دو کام اور دو فائدے حاصل ہوجائینگے:

(۱) میاں بیوي دونوں کي آپسي ملاقات، جس کي وجہ سے فتنۂ عظیم اور معصیت سے حفاظت ہوجائےگي۔

(۲) اس ملاقات کے ساتھ میاں بیوي دونوں ایك ساتھ حج بیت اللہ بھي کرلینگے۔

تو کیا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ بلا محرم چار پانچ گھنٹے یا پانچ سات گھنٹے ہوائي جہاز کا سفر جائز ہوسکتا ہے؟

تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیك حج کےلیے بھي اتني لمبي مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کےلیے جائز نہیں، اور حضرت امام مالكؒ، امام شافعيؒ، حضر ت محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعيؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیك قابل اعتماد ثقہ لوگوں کے ساتھ عورت کےلیے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے، لہٰذا اوپر ذکر کردہ خاص عذر اور شدید مجبوري میں چند قیودات کے ساتھ حنفي مسلك کي عورتوں کے لیے حضرت امام مالك، امام شافعي، محمد بن سیرین، امام اوزاعي اور امام حماد-رحمہم اللہ- کے قول پر عمل کرنے کي گنجائش ہے، قیود وشرائط یہ ہیں:

(۱) میاں بیوي بُعد ملاقات اور طولِ فراق کي وجہ سے پریشان ہوں۔

(۲) ایسي قابل اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھي ہوں۔

(۳) ایسي قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

(۴) ہوائي جہاز کے سفر میں کسي غیر مرد کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ بھي نہ ہو۔

(۵) عورت اپنے یہاں کے ایئرپورٹ تك محرم کے ساتھ پہنچے۔

(۶) دوسري طرف کے ایئرپورٹ سے محرم یا شوہر لینے کےلیے آجائے۔

پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرکے مذکورہ تمام قیود و شرائط کے ساتھ عورت کے لیے بلا محرم سفر حج کےلیے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کي گنجائش ہے، اور اس میں بھي یہي کوشش کي جائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے۔

مذکورہ ائمہ کے اقوال ملا حظہ فرمائیے:

‘‘قال حماد رحمه الله تعالىٰ: لا بأس لمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين إلخ.

فقال مالك رحمه الله تعالىٰ: تخرج مع جماعة النساء. وقال الشافعي رحمه الله تعالىٰ: تخرج مع ثقة حرة مسلمة. وقال ابن سيرين رحمه الله تعالىٰ: تخرج مع رجل من المسلمين. وقال الأوزاعي رحمه الله تعالىٰ: تخرج مع قوم عدول إلخ’’۔

نیز حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیك فریضۂ حج کي ادائیگي کےلیے بلامحرم یا بلا شوہر عورتوں کي جماعت کے ساتھ یا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے،

نیز مسلك حنفي کے شہرۂ آفاق محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کي رائے بھي یہي ہے کہ قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کرسکتي ہے۔

پھر اسي طرح حج کےبعد واپسي میں سرکاري قانون کي رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایئرپورٹ تك پہنچنے میں جہاں تك ممکن ہو وہاں تك شوہر یا محرم ساتھ ہو، اور پھر ہوائي جہاز کا سفر بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ ہو، اور وطن کے ایئرپورٹ سے محرم آکر لے جائے، تو مذکورہ شرائط وقیودات کے ساتھ جائز ہوجائےگا (انوار مناسک۶؍۱۷۹، انوار رحمت؍۸۳-۸۷)۔

نیز عرب کے مشہور عالم شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ اس طرح کے استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''لا بأس بذلك عند المشقة على المحرم، كالزوج أو الأب، إذا اضطرت المرأة إلى السفر، ولم يتيسر للمحرم صحبتها، فلا مانع من ذلك بشرط أن يوصلها المحرم الأول إلى المطار، فلا يفارقها حتى تركب الطائرة، ويتصل بالبلاد التي توجهت إليها، ويتأكد من محارمها هناك أنهم سوف يستقبلونها في المطار، ويخبرهم بالوقت الذي تقدم فيه ورقم الرحلة .... لأن الضرورات لها أحكامها'' (الاسلام سوال وجواب)۔

دار الافتاء المصرية کا فتویٰ یہ ہے:

''يجوز للمرأة أن تسافر بدون محرم بشرط اطمئنانها على الأمان في دينها ونفسها وعرضها في سفرها وإقامتها وعودتها، وعدم تعرضها لمضايقات في شخصها أو دينها.....''۔

بندۂ ناچیزکا رجحان اس طرف ہے کہ اصل حکم تو یہي ہے کہ عورت کےلیے مطلقاً بلامحرم یا شوہر سفر کرنا ناجائز ہے، پورے سفر میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروري ہے، صرف ایك محرم کا ایئرپورٹ تك پہنچا دینا اور دوسرے محرم کا ایئرپورٹ سے پِك اپ (pick up) کرلینا کافي نہیں ہے، لیکن ضرورت کے مواقع پر مذکورہ بالا قیود وشرائط کے ساتھ گنجائش ہوگي۔ ''لأن الضرورات تبيح المحظورات''، واللہ تعالیٰ أعلم۔

جواب۴۔ اوپر دوسرے سوال کے جواب میں تفصیل سے گذر چکا کہ عورت کےلیے امام ابوحنیفہ کے نزدیك مطلقاً بغیر محرم اور شوہر کے سفر کرنا جائز نہیں، نیز تنہا عورتوں کي جماعت بناکر جانا جائز نہیں ہے۔

''وفي غنية المناسك: المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات'' (غنیۃ المناسک۶؍۱۰، ادارۃ القرآن، زبدۃ المناسک۶؍۳۲)۔

اور یہ بھي گذر چکا کہ بعض فقہائے مالکیہ وشافعیہ کے نزدیك ثقہ عورتوں کي ایك جماعت بنا کر حج کےلیے سفر کرنا جائز ہے، اس لیے کہ حج فرض ہے، تو ثقہ عورتوں کي ایك جماعت کو محرم کے قائم مقام قرار دیا گیا، لیکن عمرہ احناف وغیرہ کے نزدیك واجب نہیں ہے۔

‘‘قال الحنفية على المذهب والمالكية على أرجح القولين:العمرة سنة مؤكدة مرةً واحدةً في العمر..... وقال الشافعية في الأظهر والحنابلة: العمرة فرض كالحج’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۸۷)۔

لہٰذا ایسي عورت کےلیے بغیر محرم اور شوہر کے عمرے کےلیے جانا جائز نہیں، اور ثقہ عورتوں کي ایك جماعت کے ساتھ ہونےکو کافي قرار نہیں دیا جاسکتا۔

‘‘هذا ويلاحظ أن الخلاف بين الشافعية والمالكية وبين باقي الفقهاء محصور في سفر الفريضة، ومنه سفر الحج، فلا يقاس عليه سفر الاختيار بالاجماع’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۱۰۲)۔

البتہ نیت صادقہ کي وجہ سے ایسي عورت کو ان شاء اللہ مکمل عمرے کا ثواب نصوص کي روشني میں ضرور ملےگا (طریق الاسلام)۔

جواب۵۔ عورتوں کے حج پر جانے کےلیے ضروري ہے کہ اگر وہ مکہ مکرمہ سےمسافت سفر کي مقدار دور ہوں تو اس کے ساتھ شوہر یا کسي دیگر محرم کاہونا ضروري ہے، محرم کے بغیر سفر کرنا عورتوں کےلیے ناجائز ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھي، تنہا ہو یا اس کے ساتھ دیگر عورتیں ہوں، کسي بھي حالت میں جانا جائز نہیں، بلکہ حکم یہ ہے کہ اگر وہ مالدار ہے اور اس کا شوہر یا کوئي محرم نہیں ہے، یا محرم ہے؛ مگر محرم کے اخراجات برداشت نہینکرسکتي، تو اس کے لیے شرعي حکم یہ ہے کہ وہ انتظار کرتي رہے، تاآنکہ محرم کا بندوبست ہوجائے یا محرم کے اخراجات کا بندوبست ہوجائے، اگر زندگي بھر محرم کا بندوبست نہ ہوسکے تو اس کےلیے ضروري ہے کہ مرنے سے قبل حج بدل کي وصیت کرجائے، تاکہ لواحقین حج بدل کرسکیں، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا یہي مذہب ہے، جب کہ امام شافعي اور امام مالك کا مسلك یہ ہے کہ اگر عورت مالدار ہو اور اس پر حج فرض ہو، تواس صورت میں اگر محرم نہ ہو تو وہ معتمد اور دین دار عورتوں کے ساتھ حج پر جائےگي، جب کہ احناف کے نزدیك کسي بھي حالت میں عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتي، جیساکہ حدیث شریف میں ہے:

‘‘عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول اللہﷺ: لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم’’ ۔

(حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ نہیں سفر کرے کوئي عورت تین دن کا، مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئي محرم ہو)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ایك اور روایت منقول ہے:

‘‘لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذو محرم’’۔

(کسي بھي عورت کے لیے حلال نہیں ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتي ہے کہ محرم کے بغیر تین رات کا سفر کرے)۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

''قال رسول اللہﷺ:لا یخلون رجل بامرأة، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقال رجل:یارسول اللہ! اکتتبت في غزوة کذا وکذا وخرجت امرأتي حاجة، فقال:اذهب فاحجج مع امرأتك'' (متفق علیه)۔

اسي طرح مختلف احادیث سے ثابت ہے کہ حضورﷺ نے عورتوں کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع فرمایا، خواہ وہ سفر حج کےلیے ہو یا کسي اور کام کےلیے، نیز واضح ہے کہ تمام فقہاء، خواہ متقدمین ہو یامتاخرین؛ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عورت بغیر محرم کے حج کے لیے سفر نہیں کرسکتي، خواہ حج فرض ہو یا نفل، عورت بوڑھي ہو یا جوان، جب کہ بعض فقہاء کرام کےنزدیك اگر عورت کا محرم نہ ہو تو اس پر حج فرض ہي نہیں، چنانچہ بدایة المجتہد لابن رشد میں ہے:

''فقہاء کرام کے درمیان اس باب میں اختلاف ہے کہ عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا حج فرض ہونے کےلیے شرط ہے؟ یعني اس کے ساتھ شوہر یا ایسا محرم ہو جو اس کے ساتھ حج کےلیے جاسکے، امام مالك اور امام شافعي فرماتے ہیں کہ وہ (محرم) حج فرض ہونے کے لیے شرط نہیں، بلکہ اگر عورت کو معتمد ساتھي ملیں تو وہ ان کے ساتھ حج کے لیے جاسکتي ہے، اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور فقہاء کرام کي ایك جماعت نے فرمایا کہ عورت کےلیے محرم ہونا اور محرم کا اس کے ساتھ جانا شرطِ وجوب میں سے ہے، دراصل اس اختلاف کي وجہ حج کے لیے حکم الٰہي اور (دوسري طرف) عورت کےلیے محرم کےبغیر تین دن کا سفر کرنے کي ممانعت ہے، کیوں کہ حضرت ابوسعید خدري، ابوہریرہ، ابن عباس اور ابن عمررضي اللہ عنہم کي حدیث کي رو سے یہ بات ثابت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا '' کسي عورت کے لیے حلال نہیں ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتي ہے کہ وہ محرم کے بغیر کوئي سفر کرے ''۔

جو حضرات امر الٰہي کي عمومیت کو غالب قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عورت حج کے واسطے سفر کرےگي، اگرچہ اس کے ساتھ کوئي محرم نہ ہو، اور جو حضرات (حکم الٰہي کي) عمومیت کو اس حدیث کي رو سے خاص کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث (حکم خداوندي میں لفظ) استطاع کي تفسیر ہے، وہ حضرات کہتے ہیں کہ عورت محرم کےبغیر حج کےلیے سفر نہ کرے ''۔

فقہ حنفي کي مشہورومعتبر کتاب ''فتاویٰ تاتار خانیہ ''میں ہے:

''اور محرم کا ساتھ ہونا عورت کےلیے شرط ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھي ہو، جب اس کے درمیان اور مکہ کے درمیان تین دن کا راستہ ہو۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کےلیے نکلنا جائز ہے جب اس کے ساتھ ثقہ عورتیں ہوں۔ فقہاء کرام میں

اختلاف ہے کہ آیا محرم کا ہونا وجوب حج کےلیے شرط ہے یا ادائیگي حج کےواسطے شرط ہے؟ جب کہ منشائے اختلاف امن طریق کي تعریف کا اختلاف ہے۔ السغناقي میں ہے کہ صحیح قول یہي ہے کہ محرم ہونا ادائیگي حج کےلیے شرط ہے ''۔

فتاویٰ عالمگیري میں ہے:

''ومنها المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزا، إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام''۔

(ان میں سے (ایك شرط) عورت کےلیے محرم کا ہونا ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھي، جب کہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن کي مسافت ہو)۔

فقہ کي مشہور کتاب ''بدائع الصنائع '' میں ہے:

''عورتوں کےلیے جو شرائط مخصوص ہیں وہ دو ہیں: ایك یہ کہ اس کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم ہو، اگر اس کا محرم نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہے، یہ ہمارا مذہب ہے، اور امام شافعیؒ کے نزدیك محرم شرط نہیں، بلکہ اس پر حج لازم ہے، اور اس کے لیے شوہر اور محرم کے بغیر نکلنا جب کہ اس کے ساتھ ثقہ جماعت عورتوں کي ہو؛ ضروري ہے۔

ان کي دلیل باري تعالیٰ کے قول کا ظاہري مفہوم ہے کہ ''اور اللہ کے واسطے لوگوں کے اوپر اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے، اس شخص کےذمے جو کہ طاقت رکھے وہاں پہنچنےکي ''، باري تعالیٰ کا یہ خطاب شامل ہے مذکر اور مؤنث سب کو.....الخ۔

ہماري دلیل جو کہ حضرت ابن عباسؓ سے حضورﷺ کي روایت ہے کہ فرمایا: آگاہ رہو! کوئي عورت حج نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو، اور حضورﷺ سے مروي ہے کہ فرمایا: نہیں سفر کرے کوئي عورت تین دن کا مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم یا شوہر ہو، کیونکہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو وہ فتنے سے مامون نہیں ہوگي، کیوں کہ عورتوں کي مثال قصائي کے تختے پر رکھے گئے گوشت کي ہے، جس کي حفاظت ضروري ہے، اسي لیے اس کا تنہا نکلنا جائز نہیں، (امام شافعي کي بات کا جواب دیتے ہوئے فرمایاکہ) نیز عورتوں کے اجتماع سے خوف فتنہ زیادہ ہے، اسي لیے تو اجنبي کے ساتھ خلوت حرام ہے، اگرچہ اس کے ساتھ دیگر عورتیں بھي ہوں، اور مذکورہ آیت ان عورتوں کو شامل نہیں ہوگي جن کا شوہر یامحرم نہیں، (نیز یہ کہ) عورت سواري پر سوار ہونے اور اس سے اترنےپر تنہا قدرت نہیں رکھتي ''۔

علاوہ ازیں تمام فقہاء کرام اور محدثین ومفسرین کرام نے اس بات کي تصریح فرمائي ہے کہ عورتوں کےلیے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں، اختصاراً وہ عبارتیں نقل کرنے کے بجائے صرف چند کتابوں کے حوالے درج کیے جاتے ہیں: تفسیر مظہري، عمدۃ القاري (فتاوی بینات۳،۱۱۳۔۱۱۹)۔

ائمۂ اربعہ کے مذاہب کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

شافعیہ کا مذہب:

عورت کے ساتھ اگر شوہر، محرم یا ثقہ عورتوں کي جماعت موجود ہو تو ہي حج فرض ہوگا، ورنہ نہیں، امام شافعيؒ نے کتاب الام میں اس کي صراحت کي ہے، اور اگر نفلي حج ہو تو شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروري ہے، اصح قول کے مطابق فقط ثقہ عورتوں کي جماعت کا ہونا کافي نہیں،كما في الأم۔

البتہ ثقہ عورتوں کي جماعت کا ہونا فرض حج میں شرط وجوب ہے یا شرط تمکن؟ اس میں شافعیہ متردد ہیں۔

‘‘ومذهب الشافعية أن المرأة إذا أمنت على نفسها بزوج أو محرم أو نسوة ثقات لزمها الحج، نص على ذلك الشافعي، وإن لم يكن شيء من هذه الثلاثة لم يلزمها، وإن وجدت امرأة واحدة على الأصح، وأنه لا يجوز لها في حج التطوع أن تخرج إلا مع محرم أو زوج، ولا يجوز مع امرأة ولا نسوة ثقات على الأصح المنصوص في الأم..... وتردد الشافعية في كون النسوة الثقات شرط الوجوب أو التمكن’’ (ہدایۃ السالک إلی المذاہب الاربعہ فی المناسک للامام عز الدین بن جماعۃ الکتانی، ت: الدکتور نور الدین عتر، ط: دار البشائر الاسلامیہ ۱،۱۹۸۔۱۹۹)۔

حنفیہ کا مذہب:

عورت کےلیے بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا جائز ہي نہیں، خواہ جوان ہو یا بوڑھي، جب کہ مکہ مکرمہ سے ۳؍ دن کي مسافت کي مقدار دورہو، اور سفر شرعي کي مسافت سے کم ہو توسوال نمبر (۲) کے جواب کے تحت تفصیل واختلاف گذرچکا۔

پھر احناف کے یہاں بھي اختلاف ہے کہ محرم اور امن کا ہونا شرائط وجوب میں سے ہے یا شرائط اداء میں سے؟

قاضي خان نے صحیح اس بات کو قرار دیا ہے کہ شرائط اداء میں سے ہے، ثمرۂ اختلاف وجوب وصیت کي صورت میں ظاہر ہوگا، اگر موت کا اندیشہ ہو تو جن کے نزدیك شرائط اداء میں سے ہے؛ وصیت کرنا واجب ہوگا، اور جن کے نزدیك شرائط وجوب میں سے ہے ؛ تو وصیت کرنا واجب نہیں ہوگا، اور احناف کے یہاں نفل اور فرض حج کے حکم میں کوئي فرق نہیں۔

‘‘وقال الحنفية:لا يجوز للمرأة أن تحج بغير محرم أو زوج، شابة كانت أو عجوزاً، إذا كان بينها وبين مكة ثلاثة أيام، وهي مسافة القصر عندهم، وأكثرهم على جواز خروجها إلى مادون مسافة القصر، وعن أبي حنيفة أنه قال:مادون الثلاث أهون..... وصحح بعضهم أن الأمن والمحرم من شرائط الوجوب، وصحح قاضي خان أن ذلك من شرائط الأداء، وقالوا: ثمرة الخلاف تظهر في وجوب الوصية، فمن قال: إنه شرط وجوب الأداء؛ يقول بوجوب الوصية إذا خاف الموت، ومن قال:إنه شرط الوجوب؛ يقول:لا تجب الوصية، ولا فرق عندهم بين حج الفرض والتطوع’’ (ہدایۃ السالک۱،۱۹۹)۔

(۳) مالکیہ کا مذہب:

مالکیہ کا مذہب نفل اور فرض حج کے سلسلے میں شافعیہ کے مثل ہے، البتہ بقول ابن حاجب مالكي مالکیہ کے نزدیك اگر محرم عورت کے ساتھ سفر حج پر جانے سے انکار کردے، یا محرم سرے سے موجود ہي نہ ہو، تو مشہور قول کے مطابق قابل اعتماد نيك لوگوں کا قافلہ یا قابل بھروسہ عورتوں کا قافلہ محرم کے قائم مقام ہوجائےگا، اور عورت کےلیے ان کے ساتھ بلامحرم سفر کرنا جائز ہے۔

‘‘ومذهب مالك في حج الفرض والنفل كمذهب الشافعي، غير أن عندهم -كما قال ابن حاجب- أنه إذا أبى المحرم أو لم يكن فرفقة مأمونة نساءا أو رجالا تقوم مقامه على المشهور’’ (ہدایۃ السالک۱؍۱۹۹-۲۰۰)۔

(۴) حنابلہ کا مسلك:

محرم سفر طویل میں شرط ہے، خواہ فرض حج ہو یا نفل، ثقہ عورتوں كي جماعت كافي نہیں۔

سفر شرعي كي مسافت میں محرم کا ہونا شرط ہے یا نہیں؟ دو روایتیں ہیں، راجح مذہب یہ ہے کہ شرط ہے، نیز محرم کا ہونا شرائط وجوب میں سے یا شرائط اداء میں سے؟ اس میں بھي دو روایتینہیں، صاحب محرر کے کلام کا مقتضی یہ ہے کہ شرط وجوب ہونا راجح ہے۔

‘‘وعند الحنابلة أن المحرم شرط في السفر الطويل، سواء كان الحج فرضا أم تطوعا، وأنه لا يكفي النساء الثقات، وأن في اشتراط المحرم فيما دون مسافة القصر روايتين:المذهب منها في شرح الخرقي للقاضي اشتراط..... وأن في كون المحرم شرطا للوجوب أو السعي روايتين، وكذا في الأمن على النفس في الطريق روايتان عنده، وإيراد صاحب المحرر يقتضي ترجيح كونها شرطا للوجوب’’ (ہدایۃ السالک إلى المذہب الاربعۃ فی المناسک۱؍۲۰۰)۔

جواب۶۔ صورت مسئولہ میں عورت پر حج فرض ہي نہینہے، اس لیے کہ عورت پر حج فرض ہونے کےلیے ضروري ہے کہ اس کے ساتھ اس کا کوئي محرم رشتہ دار موجود ہو، اگر اس کے ساتھ کوئي محرم چلنے کو تیار نہ ہو، یا تیار ہو؛ لیکن عورت کے اندر اتني استطاعت نہ ہو کہ وہ اپنے علاوہ اپنے کسي محرم رشتہ دار کے اخراجاتِ سفر بھي برداشت کرسکے، تو اس پر حج فرض نہیں، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروي ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:‘‘عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، اور جب تك عورت کے ساتھ محرم نہ ہو کوئي اجنبي شخص اس کے پاس نہ آئے، ايك صاحب نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں اور فلاں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور میري بیوي حج کا ارادہ رکھتي ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اپني بیوي کے ساتھ حج میں جاؤ ’’ (صحیح البخاری: ۱۸۶۲)۔

اس لیے خواتین کو محرم کے بغیر حج کا سفر کرنے سے گریز کرنا چاہیے، کیوں کہ عبادتوں کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کي رضا اور خوشنودي حاصل کرنا ہے، اور جب

شریعت میں ایك بات سے منع کردیا گیا ہے تو اس کے ارتکاب کي وجہ سے بجائے ثواب کے گناہ کا اندیشہ ہے (کتاب الفتاوی۴،۴۳)۔

امداد الفتاویٰ میں ہے:

‘‘اگر روپے کي مقدار اتني ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافي ہوجاوے تب تو حج فرض ہي نہیں۔

في الدر المختار:ومع زوج أو محرم بالغ عاقل (إلى قوله) مع وجوب نفقة لمحرمها عليها، وفي رد المحتار:قوله:مع وجوب النفقة إلخ أي فيشترط أن تكون قادرة على نفقتها ونفقته.آهـ” (در مختار ۲،۲۳۴)۔

اور اگر دو شخصوں کے لائق خرچ ہے تو نفس وجوب تو اس پر ہوگیا ہے، وجوب اداء نہیں ہوا بوجہ محرم نہ ہونے کے،اس لیے اس کو اجنبي کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں، لیکن روپے محرم کےلیے رکھے، شاید کوئي محرم میسر ہوجاوے، اور اگر عمر تك میسر نہ ہو تو وصیت کرجاوے کہ مرنے کےبعد اس کي طرف سے حج کرا دیا جاوے۔

‘‘في رد المحتار:والذي اختاره في الفتح أنه مع الصحة وأمن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء إلخ” (رد المحتار۲،۲۳۵،۶)۔فقط ۲۲، رجب ۱۳۳۰ھ (امداد الفتاوی ۲،۱۵۶)۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

‘‘جب کوئي عورت کے حق میں اپنے فرض حج کي ادائیگي میں شوہر یا کسي محرم کا ساتھ ہونا ضروري ہے، محرم نہ ہو تو حج بدل کي وصیت کرے، مگر محرم کے بغیر حج نہیں کرسکتي۔

‘‘یجب الإیصاء إن منع المرض أو خوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم” (شامی۲،۲۰۰، فتاوی رحیمیہ ۴،۱۸۶)۔

جواب۷۔ یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تك محرم یا شوہر ساتھ چلنے والا نہ ملے عورت پر حج کي ادا ئیگي واجب نہیں ہوتي، لیکن اگر کوئي عورت بوڑھي ہو اور فتنے کا بظاہر اندیشہ نہ ہو، اور اس پر مالي اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو، تو آیا وہ کسي نا محرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتي ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ کي عام کتابوں میں ممانعت ہي لکھي ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھي عورت کو بھي بلا محرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے، اور اس میں عمر کي بھي کوئي قید نہیں لگائي گئي، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر کي قید کے بغیر کسي بھي مسلمان عورت کو اتني مسافت سفر کرنے سے منع فرمایا جو تین دن رات یا اس سے زیادہ میں طے کیا جاسکے۔

فتاویٰ قاضي خان میں لکھا ہے: ‘‘ولا تثبت الاستطاعة للمرأة إذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر شابة كانت أو عجوزة إلا بمحرم” (فتاوی قاضی خان۱،۱۳۵)۔

بحر میں ہے: ‘‘ویشترط في حج المرأة من سفر زوج أو محرم بالغ .....وأطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لإطلاق النصوص” (البحر الرائق، کتاب الحج۲،۵۵۲)۔

بدائع كي عبارت یہ ہے:

‘‘وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا، أنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم، لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة والعجوز إلخ’’ (بدائع الصنائع۵۶،۳، رد المحتار۴۶۴،۲، غنیۃ المناسک۲۶)۔

فقیہ الامت حضرت مفتي محمود الحسن گنگوہیؒ رقم طراز ہیں:

‘‘بوڑھي عورت كو بھي بغير شوہر يا كسي محرم كے سفر نہيں كرنا چاہيے ’’(فتاوی محمودیہ۳۲۹،۱۰)۔

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

‘‘عورت جوان ہو يا بڑھيا؛ جب اس كے وطن اور مكہ معظمہ كے درميان سفر كي مسافت ہو، يعني اڑتاليس ميل كا فاصلہ ہو، تو محرم كے بغير شرعاً حج كے ليے جانے كي اجازت نہيں ہے ’’ (فتاوی رحیمیہ۱۸۸،۴-۱۸۹)۔

تاہم بعض اكابر مفتيان كرام كي عبارت اور فتاویٰ سے ۷۰-۶۰ ؍ سال كي بوڑھي عورت كے ليے بلا محرم قابل اعتماد لوگوں كے قافلے كے ساتھ سفر كي اجازت ثابت ہوتي ہے، اس ليے فتنے سے مكمل حفاظت كے وقت خاص حالات ميں اس كي گنجائش ہوگي (كتاب المسائل از مفتی سلمان منصورپوری۹۳،۳)۔

نيز حضرت مفتي ولي حسن صاحبؒ سے ايك مرتبہ دريافت كيا گيا كہ ايك ۷۵؍ سالہ عورت قابل اعتماد لوگوں كے قافلے كے ساتھ حج كےليے جاسكتي ہے يا نہيں؟ حضرت مفتي صاحبؒ نے اجازت مرحمت فرمائي (فتاوی دار العلوم زكريا ۳۶۵،۳)، اور دليل ميں در مختار كي یہ عبارت پيش فرمائي:

‘‘أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، ومتى جاز المس جاز سفره بها، و..... إذا أمن عليه وعليها، وإلا لا’’ (الدر المختار۳۶۸،۶)۔

حضرت مفتي شبير صاحب قاسميؒ رقم طراز ہيں:

‘‘محرم يا شوہر كے ساتھ سفر كي شرط اور مقصد اصلي اثنائے سفر ابتلائے معصيت اور فتنے سے حفاظت ہے، لہٰذا عجوزہ اور بوڑھي عورت جس ميں ابتلائے معصيت اور فتنے كا خطرہ نہ ہو؛ اس كا غير محرم كے ساتھ سفر حج كو جانا جائز ہے، چنانچہ فتنے كا خطرہ نہ ہونے كي وجہ سے حضرت تھانوي قدس سرہٗ نے بھي بوڑھي عورت كے ليے گنجائش نقل فرمائي ہے (امداد الفتاوی۲۰۱،۴)، اس ليے محرم يا شوہر كي شرط سے ساٹھ ستّر سالہ عورت مستثنیٰ ہوگي، مگر بوڑھي كمزور عورت كي خدمت وسہارےكے ليے كسي كا ساتھ ميں ہونا ضروري ہے (انوار المناسک۱۷۷)۔

بندۂ ناچيز كي رائے یہ ہے كہ پہلا قول احوط ہے، اس ليے كہ “لكل ساقطة لاقطة” مشہور ہے، اور دوسرا قول اوسع ہے، دونوں پر عمل كي گنجائش ہے۔ واللہ أعلم بالصواب.

خواتین کا محرم کے بغیر سفر - شرعی احکام

مولانا ثابت شمیم رشادی•

سفر شرعی کی مسافت:

جواب (۱)۔ اسلام نے خواتین کو حیا کے زیور سے آراستہ کیا اور اس کی عفت و عصمت کو ایسا بیش قیمت گوہر قرار دیا ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری نہ صرف اس کی اپنی ذات پر لازم کی ہے، بلکہ پورے معاشرہ کو اس کا پابند بنایا ہے، اسلامی شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد میں جان ، مال ، عقل اور دین کی حفاظت کی طرح عزت و ناموس کی حفاظت کو بھی شامل کیا گیا، انہیں نگاہوں کے پست رکھنے کا حکم دیا گیا (النور: ۳۰)، شرم و حیا کو ایمان کا جز و قرار دیا گیا (مشکوۃ،۴۳۱)، نظر کو ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر بتلایا گیا (مسند احمد: باب حدیث امامہ الباہلی۶۱۱،۳۶)، نظر کی حفاظت پر ایسے ایمان کے عطاء کرنے کی بشارت سنائی گئی جس کی حلاوت کو وہ اپنے دل میں محسوس کرے (المعجم الکبیر للطبرانی۱۰،۱۷۳)، بد نگاہی کو آنکھوں کا زنا قرار دیا گیا (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ، باب الایمان بالقدر۱،۱۵۸)، ایک طرف جہاں تہمت تراشی اور برائی کی طرف زبانی نسبت تک کو گوارہ نہیں کیا گیا وہیں دوسری طرف انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ اگر ضرورتاً غیر محرم سے بات کرنی ہو تو اپنی باتوں میں لوچ اور شیرینی نہ پیدا ہونے دیں، تاکہ کسی بد طینت کو شرارت کا موقع نہ ملے ''فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض و قلن قولا معروفا''(الاحزاب: ۳۲)، بلا ضروت گھر سے نکلنے سے منع کیا گیا ''وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الأولی'' (الاحزاب: ۳۳)۔

لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ اگر ضرورت ہو تو اس طرح نکلیں کہ دوسروں کے لئے جاذب نظر نہ ہوں ''کل عین زانیۃ والمرأۃ إذا استعطرت فمرت فی المجلس فھی کذا وکذا، یعنی زانیۃ'' (ترمذی) ۔

اسی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے انہیں ایسے تمام فرائض سے سبکدوش کردیا گیا جو بیرون خانہ کے امور سے تعلق رکھنے والے ہیں،مثلاً:

ان پر نماز جمعہ واجب نہیں (ابوداؤد۱،۱۵۳) ۔

ان پر جہاد فرض نہیں(بخاری،حدیث نمبر: ۲۸۷۵)۔

ان کے لئے جنازوں میں شرکت بھی ضروری نہیں، بلکہ اس سے روکا گیا ہے

• استاذ حدیث وفقہ مدرسہ اشرف العلوم میسور۔

(بخاری۱،۱۷۰)۔

ان پر نماز با جماعت اور مسجد کی حاضری بھی لازم نہیں کی گئی ہے(ابوداؤد)۔

اور اسی لئے عام حالات میں محرم کی معیت کے بغیر سفر شرعی کرنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی ہے (مسلم، حدیث نمبر: ۴۱۷-۴۲۲)۔

سفر شرعی سے کیا مراد ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ سفر شرعی سے کیامراد ہے؟ مسافت؛ حکم کی بنیاد ہے یا تین شب وروز کی مدت؟

اس پر تمام حضرات فقہاء کا اتفاق ہے کہ خواتین کے لئے تین دنوں سے زیادہ کا عام سفر محرم کے بغیر درست نہیں ہے، اور تین دنوں سے کم کا سفر محرم کے بغیر حنفیہ کے نزدیک درست ہے۔

''یباح لھاالخروج إلی ما دون مدۃ السفر بغیرمحرم'' (ہدایہ۱،۲۳۳)۔

''والمحرم إنما یعتبر إذا کا ن بینھا وبین مکۃ ثلاثۃ أیام فصاعدا وأما إن کان أقل فعلیھا أن تخرج للحج بغیرمحرم و لا زوج'' (الجوہرۃا لنیرہ علی مختصر القدوری۱،۱۴۹)۔

محرم کا اعتبار اس وقت کیاجائے گا جب کہ اس عورت اور مکہ کے درمیان تین دنوں سے زائد کا فاصلہ ہو ، اور اگر تین دنوں سے کم کا فاصلہ ہے تو اس عورت پر محرم اور شوہر کے معیت کے بغیر ہی حج لازم ہے۔

پھر اس سلسلہ میں اصولی بات یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک سفر شرعی کے لئے تین دنوں کی مدت مطلوب نہیں ہے، بلکہ وہ مسافت مطلوب ہے جسے پیادہ رفتار یا اونٹ کی سواری کے ذریعہ تین دنوں میں طے کیا جا سکے، نیز ان تین دنوں میں بھی مسلسل چلنا مراد نہیں ہے، بلکہ صبح سے لے کر زوال تک میں جتنی مسافت طے کی جا سکتی ہے وہ مراد ہے، اس طرح اگر ایک دن میں ۶؍گھنٹے مان لیں تو کل ۱۸؍ گھنٹے ہوتے ہیں، گویا ۱۸؍ گھنٹوں میں پیدل رفتار یا اونٹ کی سواری کے ذریعہ جتنی مسافت طے کی جاسکتی ہے اگر اس قدر قطع مسافت کے ارادہ سے آدمی اپنے شہر یا گاؤں سے نکلتا ہے تو وہ مسافر ہے، جس کی تحدید علماء نے سہولت کے پیش نظر ۴۸ ؍میل کے ساتھ کی ہے، اب خواہ وہ یہ سفر کسی بھی تیز رفتار سواری کے ذریعہ انتہائی کم وقت میں طے کرلے وہ مسافر ہوگا۔

''ولو کانت المسافۃ ثلاثا بالسیر المعتاد، فصار إلیھا علی الفرس جریا حثیثا فوصل فی یومین أو أقل قصر'' (الفتاوی الہندیہ۱،۱۹۹)۔

اگر معمول کی رفتار سے تین دن کی مسافت تھی، پھر کوئی شخص تیز رفتار گھوڑے کے ذریعہ دو دن یا کم میں پہنچ گیا تو قصر کرے گا۔

اس پر وہ تمام احکام لازم ہوں گے جو مسافروں کے ساتھ خاص ہیں ۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم کا مدار سفر شرعی کی مسافت ہے نہ کہ تین شب و روز کی مدت، لہذا خواتین کے ساتھ محرم کے شرط ہونے کے مسئلہ میں بھی سفر شرعی کی مسافت ہی حکم کی بنیاد ہوگی، نہ کہ تین شب وروز کی مدت۔

چنانچہ سفر کی تعریف یوں کی گئی ہے:

''السفرلغۃ :قطع المسافۃ البعیدۃ : یقال ذلک إذا خرج للارتحال''۔

''و فی الاصطلاح : السفر ھو الخروج علی قصد قطع مسافۃ القصر الشرعیۃ فما فوقھا'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۵،۲۶)۔

سفر میں محرم کی شرط اور فقہاء کے مذاہب :

جواب (۲)۔ سفر کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ سفر جو حج و عمرہ کی ادائیگی کے لئے کیا جائے، دوسرے عام سے اسفار، خواہ کسی بھی دنیاوی مقصد کے لئے کئے جائیں۔

عام سفر میں خواتین کے ساتھ محرم کا ہونا شرط ہے، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، لیکن سفر سے کتنی مدت کا سفرمراد ہے اس سلسلہ میں فقہاء کے پانچ مذاہب ہیں:

مذاہب فقہاء و مجتہدین:

۱۔ خواتین کے لئے محرم کی معیت کے بغیر مطلقا سفر درست نہیں ہے، خواہ سفر طویل ہو یا مختصر۔

امام نخعی، امام شعبی، حضرت طاؤس رحمھم اللہ اور اصحاب ظواہر کا یہی مذہب ہے۔

انہوں نے فرمایا:''لا یجوز للمرأۃ أن تسافرمطلقا سواء کا ن السفر قریبا أوبعیدا إلا إذا کان معھا زوج أو محرم لھا'' (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۵،۵۷۹)۔

بطور دلیل کے یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''لا تسافرامرأۃ إلا و معھا ذو محرم، ولا یدخل علیھا رجل إلا و معھا ذو محرم'' (شرح معانی الآثار،حدیث نمبر: ۳۴۹۳)۔

(کو ئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور نہ ہی کوئی مرد اس کے پاس داخل ہو مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو)۔

نیز ''----- ولا تسافر المرأۃ إلا ومعھا ذو محرم'' (شرح معانی الآثار : کتاب المناسک: حدیث نمبر : ۳۴۹۶) سے بھی استدلال کیا ہے۔

۲۔ دوسرا مذہب حضرت عطاء ، سعید ابن کیسان اور اصحاب ظواہر کی ایک جماعت کا ہے، ان حضرات کے نزدیک محرم کی معیت کے بغیر ایک برید (۱۲، میل)سے کم کا سفر درست ہے اور ایک برید سے زیادہ کا نہیں۔

''فإنھم قالوا بجواز سفر المرأۃ فیما دون البرید، فإذا کان بریدا فصاعدا فلیس لھا أن تسافر إلا بمحرم '' (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری : ۵/۵۷۹، باب مسجد بیت المقدس) ۔

انہوں نے ارشاد نبوی ﷺ: ‘‘لا تسافر امرأة بريدا إلا مع زوج أو ذی محرم’’ (شرح معانی الآثار :کتاب المناسک : حدیث نمبر : ۳۴۹۷) سے استدلال کیا ہے ۔

۳۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ ایک دن سے کم کا سفر بغیر محرم کے درست ہے ، اس سے زائد کا نہیں ۔

‘‘للمرأة أن تسافر فيما دون اليوم بلا محرم ، و فيما زاد على ذلک لا إلا بزوج أو بمحرم’’ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری۵، ۵۷۹، باب مسجد بيت المقدس)۔

امام اوزاعی، امام لیث، امام مالک، امام شافعی رحمهم الله اسی کے قائل ہیں، ان حضرات کی دلیل آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے :

‘‘لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الاخر أن تسافر مسيرة يوم إلا مع ذی محرم’’ (صحیح مسلم، کتاب الحج باب سفر المرأة : ۴۲۰)۔

(کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ ایک دن کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم رشتہ دار ہو)، البتہ امام مالک اور امام شافعی رحمهما الله کے نزدیک سفرحج اس سے مستثنیٰ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ فرض حج کی ادائیگی کے لئے عورت محرم یا شوہر کی معیت کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے۔

۴۔ چوتھا مذہب حضرت حسن بصری، امام زہری اور امام قتادہ رحمهم الله کا ہے کہ دو رات سے کم کا سفر جائز ہے ، اس سے زائد کا جائز نہیں۔

‘‘لا يجوز للمرأة أن تسافر ليلتين بلا زوج أو محرم فإذا كان أقل من ذلک يجوز’’ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری۵، ۵۷۹، باب مسجد بيت المقدس)۔

انہوں نے حدیث نبوی:‘‘لا تسافر المرأة يومين إلا معها زوجها أوذو محرم’’ (بخاری، کتاب فضل الصلوة فی مسجد مكة والمدينة : ۱۱۹۷) سے استدلال کیا ہے۔

۵۔ پانچواں مذہب یہ ہے کہ تین دنوں سے کم مدت کا سفر محرم کے بغیر درست ہے، تین دن یا اس سے زائد کا محرم کے بغیر درست نہیںہے۔

‘‘ليس للمرأة أن تسافر مسافة ثلاثة أيام فصاعدا إلا مع زوج أو محرم فإذا كان أقل من ذلک فلها أن تسافر بغير محرم’’ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری ۵، ۵۷۹، ۵۸۰ ، باب مسجد بيت المقدس)۔

حضرت سفیان ثوریؒ، امام اعمشؒ، امام ابو حنیفہؒ اور حضرات صاحبین اسی کے قائل ہیں، ان حضرات کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

‘‘لا يحل لامرأة أن تسافر مسيرة ثلاثة أيام إلا مع محرم’’ (شرح معانی الآثار : کتاب مناسک الحج : حدیث نمبر : ۳۵۰۶)۔

(کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دنوں کا سفر کرے مگر محرم کے ساتھ)۔

اور دوسری روایت ہے:

''لا یحل لامرأة أن تســافر مسیرة ثلاثة أیام إلا مع رجل یحرم علیها نکاحہ، ولا تسافر المرأة سفرا ثلاثة أیام فصاعدا إلا ومعها زوجها أو ابنها أو أخوها أو ذو رحم محرم منها'' (شرح معانی الآثار : کتاب مناسک الحج : حدیث نمبر : ٣٥٠٩)۔

(کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دنوں کا سفر کرے، مگر کسی ایسے شخص کے ساتھ جس سے اس کا نکاح حرام ہو اور کوئی عورت تین دنوں سے زائد کا سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا بیٹا ہو یا بھائی یا اس کا کوئی ذو رحم محرم رشتہ دار ہو)۔

نتیجۂ بحث:

ان تفصیلات سے یہ بات و اضح ہوتی ہے کہ عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر شرعی یعنی ٤٨؍میل کی مسافت کا سفر درست نہیں ہے، الا یہ کہ کوئی شدید ضروت پیش آجائے تو اس صورت میں قابل اعتماد عورتوں کی معیت میں سفر کی گنجائش ہے، بشرطیکہ راستہ پر امن ہو اور کسی قسم کا اندیشہ نہ ہو۔

جواب (٣)۔ عورت کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں ہے اور اس ممانعت کی علت ''فتنہ کا خوف '' اور '' عفت و عصمت کی حفاظت '' ہے، لہذا اگر فتنہ و ضرر سے امن ہو، مثلا ساتھ میں قابل اعتماد خواتین ہوں، راستہ پر امن ہو تو سفر جائز ہے۔

حضرت حسن بصری ، امام اوزاعی، داؤد ظاہری اور حضرات شوافع رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں (المجموع٨؍٣٤٢)۔

امام احمد بن حنبلؒ سے بھی ایک قول یہی منقول ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

پھر اگر مذکورہ علت اور اس کے پس منظر کا جائزہ لیا جائے جس کی بناء پر عورت کو محرم کے بغیر تین دن سے زیادہ مسافت کے سفر سے منع کیا گیا تھا تو اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ قدیم زمانہ میں سفر بہت کھٹن اور پر خطر ہواکرتے تھے، سفر پیدل یا جانوروں پر کیا جاتا تھا ، کئی کئی ہفتے اور مہینے سفر میں صرف ہوتے تھے، راہ میں خلوت کی نوبت بھی آتی تھی، ''لأن السفر کالخلوة'' (رد المحتار٢؍٤٦٤)، نیز دوران سفرچوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کا بھی بہت زیادہ خطرہ ہوتا تھا، ان حالات میں عورت کی عصمت و عفت اور سفری تکالیف و خطرات کے پیش نظر اسے اکیلے سفر کرنے سے منع کردیا گیا، بلکہ اگر خطرات زیادہ ہوں تو ایک دن کے سفر سے بھی منع کیا گیا ، خود حضرات شیخینؒ سے بھی اس قسم کی روایتیں منقول ہیں:

''ولا تســافر المرأة بغیر محرم ثلاثة أیام وما فوقها، واختلفت الروایات فیما دون ذلک، قال أبویوسفؒ: أکرہ لها أن تسافر یوما، وهکذا روی عن أبی حنیفةؒ'' (الفتاوی التاتارخانیہ٢؍٥٠٦)۔

غرض محرم در حقیقت حفاظت کے لئے ہوتے تھے ، آج جب کہ ذرائع مواصلات ترقی کر گئے ہیں،بے شمار سفری سہولیات و آسانیاں میسر آچکی ہیں، دوران سفر سکیورٹی وغیرہ کے مسائل بھی نہیں رہے، طویل مسافت سفر بھی چند گھنٹوں میں منحصر ہوگئے ہیں، اب اگر کوئی محرم اس خاتون کو ایئرپورٹ تک پہنچا دے اور وہ خاتون مردوں اور عورتوں کے قافلہ کے ساتھ چند گھنٹوں میں دوسرے ایئرپورٹ تک پہنچ جائے اور وہاں سے شوہر یا محرم اس کو لے لے تو علت ممانعت بھی نہیں پائی گئی، اس طرح گویا شارع کا مقصود جوکہ عصمت کی حفاظت تھا حاصل ہوجاتا ہے۔

علامہ ابو الولید الباجیؒ کا نقطۂ نظر:

علامہ باجیؒ نے ''سفر المرأة للحج بدون محرم ''کے تحت اقوال فقہاء کو ذکر کرنے کے بعد، نقل کیا ہے :

''ہمارے بعض اصحاب نے جو ممانعت ذکر کی ہے وہ شاید تنہا یا چند افراد کی صورت میں ہے، اگر قافلہ بڑا ہو اور راستہ مشترکہ، آباد اور مامون ہوتو پھر وہ میرے نزدیک اس شہر کے مانند ہے جس میں بازار اور تجار وغیرہ ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کسی محرم یا کسی خاتون کی معیت کے بغیر بھی امن حاصل ہے، امام اوزاعیؒ سے بھی یہی منقول ہے '' (المنتقی شرح المؤطا۳،۱۷)۔

اکابر علماء دیوبند کی رائے:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

''قلت:وعندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنة وقد وجدت لہ مادة کثیرة فی الأحادیث''(فیض الباری۲،۳۹۷)۔

(اعتماد اور فتنہ سے امن کی صورت میں میرے نزدیک بغیر محرم کے بھی سفر درست ہے، اور اس سلسلہ مینمتعدد احادیث موجود ہیں)۔

اسی طرح انوار الباری میں ''لا تسافر المرأة یومین'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے نزدیک اس بارے میں احوال و ظروف پر مدار ہے، دنوں کی تعیین پر نہیں، اگر اطمینان کی صورت میسر ہو تو بڑا سفر بھی کر سکتی ہے، ورنہ چھوٹا بھی بغیر محرم کے درست نہیں (انوار الباری۱۸،۳۶۵)۔

فتاوی دار العلوم دیوبند میں لکھتے ہیں :

''تجربہ شاہد ہے کہ ہوائی جہاز کے سفر میں کوئی فتنہ نہیں ہے، پس عورت بلا محرم ہوائی جہاز کا سفر کرنا چاہے تو ایئر ہوسٹس کی نگرانی میں سفر کرنے کی گنجائش ہے، ہوائی جہاز تک محرم پہنچادے اور منزل پر ایئر ہوسٹس محرم یا شوہر کو سونپے، ایسا ایئر لائنز سے انتظام ہوتاہے ''(حاشیہ فتاوی دار العلوم دیوبند۶،۲۰۴)۔

یہی رائے علامہ یوسف قرضاوی حفظہ اللہ کی بھی ہے، فرماتے ہیں:

''میری رائے یہ ہے کہ اگر سفر محفوظ ہو جیسا کہ آج کل ہوائی جہاز کا سفر ہوتا ہے اور ساتھ میں نیک عورتوں یا مردوں کی جماعت ہوتو عورت بغیر کسی محرم اور شوہر کے ؛حج یا کسی اور سفر کے لئے نکل سکتی ہے '' (فتاوی یوسف قرضاوی،١٨١)۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک سوال کے جواب میں لکھا :

''اگر کسی دوسرے شہر کے سفر کی ضرورت پیش آجائے اور کوئی محرم نہ ہو تو اس قسم کے حالات میں اس کی گنجائش ہے کہ امام مالکؒ اورامام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق عمل کیا جائے کہ انہوں نے قابل اعتماد مسلم خواتین کے ساتھ عورت کو سفر کی اجازت دی ہے '' (بحوث فی قضایا معاصرہ،٣٣٧)۔

حضرت مولانا شبیر احمد قاسمی دامت برکاتہم نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے وہ صورت حال کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے ، وہ لکھتے ہیں:

''یہاں یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ مختلف ممالک میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر مامور ہینیا ایسی دشواریاں ان کے سامنے ہیں جن کی وجہ سے جب چاہے وطن نہیں آسکتے اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں، بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آتا ہے، اب ایسے حالات میں شوہر انہیں اپنے پاس بلانا چاہے تو مسئلہ شرعی مانع بن جاتا ہے، ان کی بیویاں اگر بغیر محرم کے اپنے یہاں کے ایئر پورٹ سے ہوائی جہاز کا سفر کرکے شوہر کے یہاں پہنچتی ہیں ، تو بلا محرم عورت کا اتنا لمبا سفر کرنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اگر محرم کو ساتھ میں لیتی ہیں تو محرم کے آنے جانے کا خرچہ اتنا بھاری پڑتا ہے کہ اس کا تحمل دشوار ہے تو ایسے پریشان کن حالات میں اس مسئلہ کے لئے شریعت میں کوئی گنجائش اور حل موجود ہے؟

--------- امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سفر حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے عورت کے لئے کرنا جائز نہیں ہے، لیکن کسی خاص عذر یا مجبوری کے وقت کیا حکم ہوگا ؟ اس کے لئے چند قیودات کے ساتھ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ اور امام حمادؒ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے، ان حضرات کے نزدیک ایسی جماعت اور ایسے لوگوں کے ساتھ یا ایسی عورتوں کی جماعت کے ساتھ بغیر محرم اوربغیر شوہر کے اتنی لمبی مسافت کے سفر کی گنجائش ہے، جس پر اعتماد و اطمینان ہو، لہذا اگر عورت کا شوہر دور دراز کے ایسے ملک میں ہے جہاں پہنچنے کے لئے بھاری اخراجات لازم ہیں اور محرم کا خرچہ برداشت کرنا دشوار ہے تو ایسی صورت میں جہاں عورت ہے وہاں کے ایئر پورٹ تک محرم پہنچا دے اور جہاں جانا ہے وہاں کے ایئر پورٹ سے شوہر یا محرم جاکر ساتھ میں لے آئے ۔

مذکورہ ائمہ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے اس کی گنجائش ہے کہ عورت دونوں

جانب کے ایئر پورٹ تک محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کرے اور درمیان میں صرف ہوائی جہاز کا سفر بغیر محرم یا بغیر شوہر کے اور اس میں بھی یہی کوشش کی جائے کہ ڈائرکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے " (انوار رحمت ملخصاً،۸۳-۸۵)۔

فقہاء نے ایک قاعدہ ذکر کیا ہے:

''ما حرم لذاتہ لا یباح إلا للضرورۃ، وما حرم لسد الذریعۃ یباح للحاجۃ'' (مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، موضوع: التامین الصحی۱۳،۱۴۳۳)۔

(جو چیز اپنی ذات کی وجہ سے حرام قرار دی جاتی ہے وہ مباح نہیں ہوتی مگر ضرورت ہی کی صورت میں ، لیکن جوچیز سدذریعہ کے طور پر حرام قرار دی جاتی ہے وہ حاجت کے پیش آنے کی صورت میں مباح ہوجاتی ہے)۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محرم کے بغیر عورت کے سفر کی حرمت سد ذریعہ کے طور پر ہے۔

نیز علامہ شاطبیؒ نے نقل کیا ہے:

''الأصل فی العبادات بالنسبۃ إلی المکلف التعبد دون الالتفات إلی المعانی..... وأصل العادات الالتفات إلی المعانی'' (الموافقات۲،۵۱۳)۔

حکم:

بہتر تو یہی ہے کہ محرم کے بغیر سفر نہ کرے کہ اس میں اس کے عزت و آبرو کی حفاظت ہے، لیکن بہر حال قافلہ کے ساتھ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر جائز ہے، ہاں اسے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہئے:

۱۔ ضرورت کم از کم حاجت کے درجہ میں در پیش ہو ۔

۲۔ شوہر یا سرپرست کی اجازت ہو۔

۳۔ محرم کی رفاقت دشوار ہو یا اس نے انکار کردیا ہو۔

۴۔ کسی خاتون کو ساتھی بنالے، تاکہ کسی اجنبی مرد کے ساتھ بیٹھنا نہ پڑے۔

۵۔ ڈائرکٹ فلائٹ ہو، تا کہ انتظار کرنا ، اور ہوٹل وغیرہ میں قیام کی نوبت نہ آئے۔

جواب ۴۔ چونکہ عورت کے لئے محرم کے بغیر مسافت شرعی کا سفر ممنوع ہے اور عمرہ نہ تو فرض ہے اور نہ ہی حنفیہ کے نزدیک واجب، لہذا محرم کے بغیر سفر درست نہ ہوگا، کیونکہ جن حضرات مجتہدین نے محرم کی معیت کے بغیر ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے وہ ضروت کی بناء پر ہے اور یہاں ضرورت سے کم درجہ کی چیز حاجت بھی در پیش نہیں ہے۔

''لا بأس بالتقلید عند الضرورۃ ولکن بشرط أن یلتزم جمیع ما یوجبہ ذلک الإمام'' (الدر المختار علی ہامش الرد۱،۳۵۶)۔

بوقت ضرورت دوسرے فقیہ کی تقلید میں مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ ان تمام شرائط

کی رعایت کی جائے جو اس کے نزدیک ضروری ہے۔

اور علامہ شامیؒ نے وضاحت کی ہے کہ ‘‘ضرورت ’’ سے مراد ایک گونہ مشقت و دشواری ہے۔

‘‘الظاہر أنہ أراد بالضرورۃ مافیہ نوع مشقۃ’’(رد المحتار ۱،۳۵۶)۔

علامہ نوویؒ نے لکھا ہے :

‘‘واختلف أصحابنا فی خروجھا لحج التطوع وسفر الزیارۃ والتجارۃ ونحو ذلک من الأسفار التی لیست واجبۃ فقال بعضھم یجوز لھا الخروج فیھا مع نسوۃ ثقات کحجۃ الاسلام، وقال الجمھور: لا یجوز إلا مع زوج أو محرم، ھذا ھو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ’’ (شرح النووی علی مسلم۹،۱۰۴)۔

جواب ۵۔ عورتوں کے لئے محرم کے بغیر حج کا سفر درست ہے یا نہیں ، اس سلسلہ میں اگر تمام اقوال کا جائزہ لیا جائے تو دو نقطۂ نظر سامنے آتے ہیں:

پہلا نقطۂ نظر:

۱۔ محرم کے بغیر سفر حج درست نہیں ہے، ائمۂ اربعہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کا یہی نقطۂ نظر ہے۔

‘‘و یعتبر فی المرأۃ أن یکون لھا محرم تحج بہ أو زوج’’ (ہدایہ۱،۲۳۳)۔

(شرائط حج کے سلسلہ میں عورت کے حق میں یہ معتبر ہے کہ محرم یا شوہر موجود ہو، جس کے ساتھ وہ حج کرسکے)۔

علامہ ابن قدامہؒ نے متعدد احادیث نقل فرمانے کے بعد لکھا:

‘‘وظاھر ھذا أن الحج لا یجب علی المرأۃ التی لا محرم لھا، وقد نص علیہ أحمد، فقال أبوداؤد قلت لأحمد، امرأۃ مؤثرۃ لم یکن لھا محرم ھل یجب علیھا الحج ،فقال: لا’’(المغنی لابن قدامہ۳،۲۲۹)۔

(اس سے یہ ظاہر ہے کہ اس عورت پر حج لازم نہیں جسے محرم میسر نہ ہو، امام احمدؒ سے اس سلسلہ میں صراحت موجود ہے۔ امام ابو داؤدؒ نے فرمایا میں نے امام احمدؒ سے اس خاتون کے سلسلہ میں سوال کیا جو مالدار ہو ، لیکن محرم موجود نہیں، کیا اس پر حج واجب ہوتا ہے؟ امام احمدؒ نے فرمایا : نہیں)۔

امام احمدؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ محرم سبیل میں داخل ہے، جس کی استطاعت کی شرط قرآن نے لگائی ہے، ‘‘وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا’’ (آل عمران: ۹۷)۔

‘‘وقال أیضا المحرم من السبیل’’ (المغنی لابن قدامہ۳،۲۲۹)۔

یہی نقطۂ نظرحضرت حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، اسحاق راہویہؒ، ابن المنذرؒ، ابوثورؒ، امام طاؤسؒ اور حضرات صاحبینؒ کا ہے۔

‘‘وذھب الحسن والنخعی وأبو حنیفۃ وأصحابہ، وأحمد وأبو ثور إلی أن المحرم أوالزوج

من السبیل، فإن لم تجدهما فلا حج علیها'' (اعلاء السنن۱۰،۱۵، نیز المغنی لابن قدامہ۳،۲۲۹، عمدۃ القاری۷،۵۵۷-۵۵۸)۔

البتہ امام صاحبؒ کے نزدیک اگر عورت کی جگہ سے مکہ کی مسافت تین دن یعنی مسافت شرعی سے کم ہو تو وہ محرم کے بغیر بھی سفر کر سکتی ہے:

''ثم المحرم أو الزوج:إنما یشترط إذا کان بین المرأة وبین مکة ثلاثة أیام فصاعدا فإن کان أقل من ذلک حجت بغیر محرم لأن المحرم یشترط للسفر وما دون ثلاثة أیام لیس بسفر فلا یشترط فیه المحرم کما لا یشترط للخروج من محلة إلی محلة'' (بدائع الصنائع۲،۳۰۱)۔

(پھر محرم یا شوہر کی شرط اس وقت ہے جب کہ عورت اور مکہ کے درمیان کی مسافت تین دن سے زائد کی ہو، اگر مسافت تین دنوں سے کم کی ہو توبغیر محرم کے بھی وہ حج کے لئے جا سکتی ہے، کیونکہ محرم کی شرط سفر کے لئے ہے؛ اور جو تین دنوں سے کم مدت کا سفر ہو وہ سفر شرعی نہیں ہے، لہذا جس طرح ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں جانے کے لئے محرم کی معیت شرط نہیں ہے، اسی طرح یہاں پر بھی شرط نہ ہوگا)۔

دوسرا نقطۂ نظر:

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سفر حج کے لئے محرم یا شوہر کی معیت شرط نہیں ہے۔

عورت کو اگر شوہر یا محرم کی ہمسفری میسر نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ قابل اعتماد عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج کے لئے چلی جائے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے علاوہ ابن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ ، امام حمادؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ اور حنفیہ میں سے امام محمدؒ کی بھی یہی رائے ہے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات علماء ومجتہدین اس سے اتفاق رکھتے ہیں، چنانچہ علامہ عبدالرحمن الجزیریؒ مالکیہ کا مذہب ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وکل ما تقدم فی الاستطاعة معتبر فی حق الرجال والمرأة، ویزاد فی حق المرأة أن یکون معها زوج، أو محرم من محارمها، أو رفقة مأمونة'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱،۳۷۰)۔

استطاعت کے سلسلہ میں جو کچھ ذکر کیا گیا وہ مرد و عورت دونوں کے حق میں معتبر ہے، مالکیہ کے نزدیک عورت کے حق میں مزید یہ شرط ہے کہ اس کے ساتھ شوہر ہو یا کوئی محرم یا قابل اعتبار رفقاء سفر ہوں۔

علامہ شمنیؒ نے فرمایا:

''مذہب مالک اذا وجدت المرأة صحبة مأمونة لزمها الحج لأنه سفر مفروض کالهجرة '' (التعلیق علی مشکوۃ المصابیح۳،۱۷۴)۔

(امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو اگر قابل اعتماد رفقاء سفر مل جائیں تو اس پر حج لازم ہوگا، کیونکہ ہجرت کی طرح یہ بھی فریضہ کی ادائیگی کے لئے سفر ہے)۔

ابو القاسم العبدریؒ مالکی نے ابن حبیبؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھا :

''لها أن تخرج للفرض بلا إذن الزوج وإن لم تجد محرما، ولا بد فی التطوع من إذنہ والمحرم..... وقال خلیل فی مناسکہ: لیس من شروط استطاعۃ المرأۃ وجود زوج أو محرم علی المشہور، بل یکتفی بالرفقۃ المأمونۃ ھذا فی حج الفریضۃ، وأما فی النافلۃ فلا'' (التاج والاکلیل لمختصر خلیل۳،۴۹۶)۔

(فرض حج کی ادائیگی کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی جانے کی گنجائش ہے، اگرچہ محرم میسر نہ ہو، لیکن حج نفل کے لئے شوہر کی اجازت اور محرم معیت ضروری ہے، اور خلیل (العلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی المتوفی۷۷۶ھ) نے اپنی مناسک میں یہ ذکر کیا ہے کہ مشہور قول کے مطابق عورت کے لئے استطاعت کی شرائط میں شوہر یا محرم کا پایا جانا نہیں ہے، بلکہ قابل اعتماد رفقاء ہوں تو کافی ہے، ہاں یہ حکم حج فرض کے سلسلہ میں ہے، حج نفل کا سفر محرم یا شوہر کی معیت کے بغیر درست نہ ہوگا)۔

امام نوویؒ نے حضرت امام شافعیؒ کے مسلک کو ذکر کرتے ہوئے لکھا :

''وقال عطاء وسعید بن جبیر وبن سیرین ومالک والأوزاعی والشافعی فی المشہور عنہ لا یشترط المحرم بل یشترط الأمن علی نفسھا.....قال أصحابنا یحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوۃ ثقات'' (شرح النووی علی مسلم۹،۱۰۴)۔

(حضرت عطاءؒ، سعید بن جبیرؒ، ابن سیرینؒ ، امام مالک بن انسؒ ، اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ کے مشہور قول کے مطابق حج کے سلسلہ میں عورت کے لئے محرم کا موجود ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ شرط یہ ہے کہ عورت کو اپنی ذات کے بارے میں حفاظت کی پوری تسلی ہو..... ہمارے اصحاب نے یہ کہا کہ اور یہ چیز شوہر ، محرم یا قابل اعتماد خواتین کی رفاقت سے حاصل ہوجاتی ہے)۔

امام نوویؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے بعض علماء) یعنی شافعی علماء) نے لکھا ہے کہ عورت قافلہ کے ساتھ اکیلی بھی جا سکتی ہے بشرطیکہ اسے اپنی حفاظت کا اطمینان ہو۔

''وقال بعض أصحابنا-- بل تسیر وحدھا فی جملۃ القافلۃ و تکون أمنۃ'' (شرح النووی علی مسلم۹،۱۵۶)۔

علامہ ابن تیمیہؒ بھی عورت کے لئے سفر حج میں خاوند یا محرم کی شرط کے قائل نہیں ہیں (سبل السلام شرح بلوغ المرام۲،۲۷۰)۔

دوسری رائے کے قائلین کے دلائل:

جو لوگ قابل اعتماد رفقاء کے ساتھ اور راستے کے پر امن ہونے کی صورت میں عورت کے لئے بغیر شوہر اور محرم کے سفر جائز قرار دیتے ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے : حضرت عدی ابن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے

فاقہ کی شکایت کی ، پھر ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے راستے میں راہزنوں کے موجود ہونے کی شکایت کی، اس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عدی ابن حاتمؓ سے دریافت فرمایا:

''یا عدی ! ھل رأیت الحیرۃ؟'' عدی تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟

عدیؓ کہتے ہیں : میں نے حیرہ دیکھا تو نہیں ہے، البتہ مجھے اس کے بارے میں کچھ معلومات ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''فإن طالت بک حیاۃ لترینّ الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف أحدا إلا اللہ'' (بخاری، حدیث نمبر: ۳۵۹۵)۔

(اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک ہودج '' حیرہ ''سے سفر کرتا ہوا پہنچے گا اور اس میں سفر کرنے والی عورت بیت اللہ کا طواف کرے گی اور اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا خوف نہ ہوگا)۔

اس حدیث سے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین اسلام کی تعریف کرتے ہوئے اور اسلام کی روشنی پھیلنے کا ذکر فرماتے ہوئے یہ خبر دی ہے کہ اس دور میں اس قدر امن ہوگا کہ ایک عورت تنہاء ''حیرہ ''سے حج کے لئے روانہ ہوگی، تو گویا امن و امان کی صورت میں عورت کا تنہاء سفر حج پر روانہ ہونا جائز ہے۔

''وأجاب بعضھم عن ھذا بأنہ خبر فی سیاق المدح و رفع منار الإسلام فیحمل علی الجواز''(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۵۵۸،۷)۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا'' (آل عمران: ۹۷)۔

(لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جواس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے)

اس آیت میں لفظ ''الناس '' وارد ہوا ہے جس کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا ہے ، اور استطاعت سواری اور زاد راہ کے مہیا ہونے سے حاصل ہوجاتی ہے، لہذا عورت پرزاد و راحلہ کی موجودگی میں حج فرض ہے، علاوہ ازیں محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے کی غرض یہ ہے کہ عورت فتنے سے محفوظ رہے، اور عورتوں کی جماعت کی ہمراہی اور قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ ہونے سے یہ غرض حاصل ہوجاتی ہے۔

۳۔ محرم اور شوہر کی معیت کے بغیر حج پر جانے کے جواز میں یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ ازواج مطہرات نے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اجازت سے جو آخری حج کیا اس میں ان کے ہمراہ کوئی محرم نہیں تھا اور حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کو ازواج مطہرات کے ہمراہ بھیجا تھا۔

''أذن عمر رضی اللہ عنہ لأزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر حجۃ حجھا، فبعث معھن عثمان بن عفان و عبد الرحمن رضی اللہ عنھما''۔

علامہ بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں

''وکان عمر رضی اللہ تعالی عنہ متوقفا فی ذلک أولا، ثم ظھر لہ الجواز فأذن لھن وتبعہ جماعۃ من غیر نکر''۔

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''منعنا عمرؓ الحج والعمرۃ حتی إذا کان آخر عام فأذن لنا''۔

کہ حضرت عمرؓ نے ابتدءً ہمیں حج و عمرہ سے منع فرمایا، لیکن پھر دوسرے سال اجازت دیدی، اسی کو علامہ عینیؒ نے فرمایا ابتداءً حضرت عمرؓ اس سلسلہ میں متوقف تھے ،لیکن پھر جب ان کے سامنے جواز کے دلائل راجح ہوگئے تو ازواج مطہرات کو اجازت دیدی اور صحابہ کی جماعت نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی ، جو خود جواز پر دلالت کرتا ہے (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۷؍۵۵)۔

بعض حضرات کی طرف سے بطور جواب کے کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان اورحضرت عبد الرحمنؓ بن عوف امہات المؤمنین کے محرم تھے، کیونکہ امہات المؤمنین؛ مؤمنوں پر حرام کردی گئی ہیں، یعنی وہ سب مؤمنوں کی مائیں ہیں۔

حالانکہ ''فلا تخضعن بالقول''(الاحزاب: ۳۲) اور ''فسئلوھن من وراء حجاب'' (الاحزاب: ۵۳) کا حکم بھی انہیں کے سلسلہ میں دیا گیا ہے تو پھر صرف سفر کے حق میں محرم کے درجہ میں کیسے ہوں گے؟

اس کے علاوہ سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرما جانے کے بعد حضرت زید اور ابورافع کو مکہ روانہ کیا، تاکہ وہ آپ ؐکے بعض اہل خانہ کو لے آئیں۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

مدینہ میں آکر آپ نے حضرت زیدؓ (اور اپنے غلام ابو رافعؓ) کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر بھیجا کہ مکہ جاکر صاحبزادیوں اور حرم نبویؐ کو لے آئیں۔

حضرت زیدؓ حضرت فاطمہ زہراءؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت سودہؓ (زوجۂ محترم نبویؐ) کو لے آئے، حضرت عائشہ اپنے بھائی عبد اللہ کے ساتھ آئیں (سیرۃ النبی: سید سلیمان ندویؒ ۱؍۱۶۷، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امن و امان کی صورت میں قابل اعتماد رفقاء کے ساتھ سفر درست ہے، غالباً حضرت عمرؓ کے سامنے اس قسم کے واقعات ہوں گے جس کی وجہ سے ہی انہوں نے ازواج مطہرات کو سفر حج کی اجازت دی۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کی وضاحت:

حضرت امام شافعیؒ نے کتاب الام میں اس سلسلہ میں تفصیل سے گفتگو کی ہے،

انہوں نے لکھا ہے:

قال الشافعیؒ:

‘‘وإذا كان فيما يروى عن النبى صلى الله عليه وسلم ما يدل على أن السبيل الزاد والراحلة وكانت المرأة تجدهما وكانت مع ثقة من النساء فى طرق مأهولة اٰمنة فهى ممن عليه الحج عندى، والله أعلم، وإن لم يكن معها ذو محرم لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يستثنى فيما يوجب الحج إلا الزاد والراحلة’’ (كتاب الام للشافعى۲،۱۲۷)۔

(نبی کریمﷺ سے اس سلسلہ میں جو احادیث مروی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ‘‘ استطاعت سبیل’’ سے مراد زاد سفر اور سواری ہے، لہذا اگر کسی عورت کو یہ دونوں چیزیں میسر ہوں اور راستہ پر امن اور محفوظ ہو اور اسے قابل اعتماد عورتوں کی جماعت کی ہمراہی میسر ہو تو میرے نزدیک اس پر حج فرض ہے ،خواہ اس کے ہمراہ کوئی محرم نہ ہو، واللہ اعلم، اس لئے کہ نبیﷺ نے حج فرض ہونے کے سلسلہ میں صرف اس شخص کو مستثنیٰ کیا ہے جسے زاد راہ اور سواری میسر نہ آئے)۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے بھی ایسی روایات پہنچی ہیں جن سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ عورت کو سفر حج کے لئے محرم میسر نہ آئے تب بھی وہ دوسری عورتوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، مسلمؒ نے ابن جریجؒ کے واسطہ سے ہمیں بتایا کہ حضرت عطاءؒ سے دریافت کیا گیا ، اگر کسی عورت کے ساتھ محرم یا شوہر نہ ہو، لیکن اس کے ساتھ ایسے خادم لڑکے اور خادمائیں ہوں جو دوران سفر اس کے قیام و طعام اور اترنے چڑھنے اور حفاظت کا انتظام کر سکتے ہوں تو کیا وہ حج کے لئے جاسکتی ہے؟ عطاءؒ نے کہا: ہاں، اسے حج کرنا چاہئے (کتاب الام للشافعی ۲،۱۲۸)۔

جواب (۶)۔ محرم کے موجود نہ ہونے کی صورت میں حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ حج کی ادائیگی ۔

ائمۂ اربعہ میں سے امام مالکؒ وامام شافعیؒ کے علاوہ ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ بھی جواز کے قائل ہیں۔

‘‘وعن أحمد رحمه الله: جواز ذلک فى الفريضة، قال:أما فى حجة الفريضة فأرجو أنها تخرج مع النساء ومع كل أمينة، وأما فى غيرها فلا’’ (شرح الزركشى على مختصر خليل ۳،۳۶)۔

حنفیہ میں امام محمدؒ سے بھی ایک قول جواز کا منقول ہے۔

‘‘وقال محمد: لا بأس للمرأة أن تسافر مع قوم صالح بغير محرم’’ (الفتاوى التاتارخانيه ۲،۵۰۶)۔

(عورت کے لئے محرم کی غیر موجود گی میں صلحاء کے ساتھ سفر کرنے میں

کوئی حرج نہیں ہے)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''أما سفر المرأة للحج بدون محرم فبعض الحنفیۃ یری جواز سفر المرأة مع رجال صالحین'' (الفتاوی الہندیہ۵،۳۶۶)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ امام زہریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ عورت محرم بغیر سفر نہ کرے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا : ہر عورت محرم نہیں پاتی ہے۔

''عن الزہری قال:ذکر عند عائشۃ ؓ:المرأة لا تسافر إلا مع محرم، فقالت عائشۃ لیس کل النساء یجد محرما'' (المصنف لابن ابی شیبہ۸،۶۴۰)۔

فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے:

سوال نمبر(۳۹) بغیر محرم عورت کا حج کرنا کیسا ہے:

ایک عورت جو کسی طرح محل فتنہ نہیں، ثقہ بھی ہے، اس کا کوئی محرم نہیں، اس کو ایک شخص جو بظاہر دیندار ہے، اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے کہ سفر میں اس کی امداد کرے، ایسی صورت میں وہ شخص اس کے ہمراہ سفر کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب : روایات فقہیہ جواز کی بعض مشائخ سے بعض معتبرات میں موجود ہے ۔

آگے لکھتے ہیں: بعض وقائع صدر اول کے مثلاً مہاجرت حضرت زینب ؓ کی زید بن حارثہ اور رجل من الانصار کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک اور امثال اس کے بھی قابل لحاظ ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند۶،۵۳۴)۔

پھر حضرت عمرؓ کا عمل (ازواج مطہرات کو حضرت عثمانؓ اور عبد الرحمنؓ بن عوف کے ساتھ روانہ کرنا) اور صحابہ کا اس پر کوئی نکیر نہ کرنا بھی جواز پر دلالت کرتا ہے۔

رہی ممانعت کی بات تو امام احمد بن حنبل ؒ کی جانب سے یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اس ممانعت کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ وہ تنہاء جارہی ہو، نہ کہ قافلہ کے ساتھ۔

''وأما أمرہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ بالخروج مع امرأتہ فإنہ أخذ منہ أحمد أنہ یجب خروج الزوج مع زوجتہ إلی الحج إذا لم یکن معھا غیرہ''(سبل السلام۲،۲۶۹)۔

نتیجۂ بحث:

خلاصۂ کلام : ممانعت کا تعلق حکم تعبدی سے نہیں ہے، بلکہ سد ذریعہ کے طور پر ہے، دین کا مزاج یسر و سہولت ہے نہ کہ تنگی و حرج، پھر اس عورت پر حج فرض ہوچکا ہے ، کیونکہ اکثر مشائخ کا قول ہے کہ محرم کا پایا جانا شرط ادا ہے نہ کہ شرط وجوب، اور اسی کو اصح قرار دیا گیا ہے، ''واختلفوا فی کون المحرم شرط الوجوب أم

شرط الأداء حسب اختلافهم فی أمن الطریق---- فی السغناقی:والصحیح أنہ شرط الأداء" (الفتاوی التاتارخانیہ۳،۴۷۵، الفتاوی الہندیہ۱،۳۱۹)۔

لہذا ملک کے موجودہ قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ کے قول کو اختیار کرتے ہوئے خواتین کے لئے محرم کے بغیر بھی سفر حج کی گنجائش ہوگی، بشرطیکہ وہ سفر حج فرض کے لئے ہو ، اور قافلہ میں قابل اعتماد مرد و خواتین موجود ہوں جو ضرورت کے مواقع پر تعاون کر سکیں، واللہ اعلم بالصواب

علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں :

''لا بأس بالتقلید عند الضرورۃ ولکن بشرط أن یلتزم جمیع ما یوجبہ ذلک الإمام" (الدر المختار علی ہامش الرد۱،۳۵۶)۔

(بہ وقت ضرورت دوسرے فقیہ کی تقلید میں مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ ان تمام شرائط کی رعایت کی جائے جو اس کے نزدیک ضروری ہے)۔

جواب (۷)۔ عورت کے لئے سفر حج میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا شرط ہے ، اس سلسلہ میں عام طور پر فقہاء احناف نے جوان اور بوڑھی عورت کے درمیان حکم میں فرق نہیں کیا ہے:

چنانچہ بدائع میں ہے:

''وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم" (بدائع الصنائع ۲،۲۰۰)۔

(عورت کے لئے حکم یکساں ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ شوہر یا محرم کے بغیر سفر نہیں کرے گی)۔

اسی طرح فتاوی ہندیہ میں شرائط حج کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

''ومنہا المحرم للمرأۃ شابۃ کانت أو عجوزا إذا کانت بینہا و بین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام" (الفتاوی الہندیہ۱،۲۱۸)۔

معمر خواتین کے لئے حکم:

اس کے بر خلاف بعض فقہاء نے جوان اور بوڑھی عورت کے سفر حج کے سلسلہ میں فرق کیا ہے، جوان عورت کے لئے سفر میں شوہر یا محرم کے ساتھ ہونے کی شرط لگائی ہے، جب کہ بوڑھی عورت کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔

''قال القاضی عیاض، قال الباجی ہذا عندی فی الشابۃ، وأما الکبیرۃ غیر مشتہاۃ فتسافر کیف شاءت فی کل الأسفار بلا زوج ولا محرم" (شرح النووی علی مسلم۹،۱۰۴)۔

(قاضی عیاض کہتے ہیں، علامہ ابو الولید باجیؒ نے فرمایا: ممانعت کا مذکورہ حکم میرے نزدیک نو جوان عورت کے بارے میں ہے، رہی بوڑھی غیر مشتہات تو وہ محرم اور شوہر کے بغیر سفر کر سکتی ہے)۔

‘‘سبل السلام ’’میں ہے :

‘‘قال جماعۃ من الأئمۃ: یجوز للعجوز السفر من غیر محرم’’ (سبل السلام۲،۲۶۹)۔

معمر خواتین کے بارے میں احناف کی رائے:

یہی قول فقہاء احناف میں سے ‘‘ علامہ حصکفی ’’کا بھی ہے، انہوں نے ایسی بوڑھی عورت ---- جس میں شہوت کی کیفیت ختم ہوگئی ہو --- کو غیر محرم کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے۔

‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتھا ومس یدھا إذا أمن ومتی جاز المس جاز السفر بھا’’ (الدر المختار۱،۳۶۸)۔

اسی بناء پرحضرت تھانویؒ سے بھی محرم کے بغیر بوڑھی عورت کے لئے سفر کی اجازت منقول ہے۔

مذکورہ عبارت کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

‘‘میں نے شاید ‘‘در مختار’’ کے اسی جزئیہ پر کہا ہوگا، گو اچھی طرح یاد نہیں، بہر حال گنجائش ضرور ہے’’(امداد الفتاوی ۴،۲۰۱)۔

عصر حاضر کے ممتاز فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

اصل میں تو عورت کو محرم کے بغیر طویل سفر نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر قافلہ میں دوسری قابل بھروسہ عورتیں موجود ہوں تو امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی خواتین کے ساتھ وہ سفر کرسکتی ہیں، اصل مقصد فتنہ کے مواقع سے حفاظت ہے، تجربہ یہ ہے کہ اگر عورت کی عمر زیادہ جیسے ۶۰؍سال سے اوپر ہو تو عام حالات میں فتنہ کا اندیشہ نہیں رہتا ہے، ایسی معمر خواتین کے لئے محرم کے بغیر بھی سفرکی گنجائش ہوسکتی ہے (کتاب الفتاوی۸،۴۲۵)۔

حکم:

چونکہ عورت کے لئے سفر کی ممانعت فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے سد ذریعہ کے طور پر ہے، اس لئے اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ، اس طور پر کے عورت بوڑھی ہوچکی ہو اور عمر ۶۰ ،۶۵ سال سے متجاوز ہو ، قابل اعتما د رفقاء سفر کی معیت حاصل ہو تو حج فرض کی ادائیگی کے لئے سفر کی گنجائش ہے ، واللہ اعلم۔

موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا عزیر اختر قاسمی•

الجواب ۱۔حکم کی بنیاد تین شب وروز میں طے کی جانے والی مسافت پر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو اتنی دور جانے اور سفر کرنے کا ارادہ ہو جو عموماً اونٹ وغیرہ پر سوار ہوکر آرام آرام سے یا پیدل آرام آرام سے چل کر تین دنوں میں طے ہوتا ہو تو اس سفر میں عورت کے ساتھ اس کے شوہر یا کسی محرم کا ہونا ضروری ہوگا اور اگر وہ عورت اس مسافت کو بلا محرم طے کرنے کے ارادہ سے سفر کرے گی تو اس کا یہ سفر معصیت اور گناہ کا سبب ہوگا۔

دلیل، حدیث:

بخاری شریف حدیث نمبر ۵۲۳۳ ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ مقام تنہائی میں نہ رہیں، مگر محرم کے ساتھ اور کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر محرم کے ساتھ تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں فلاں غزوہ میں تھا اور میری بیوی ارادہ حج سے چلی گئی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تو بھی اپنی بیوی کے ساتھ جاکرحج کرو، عبارت اس طرح ہے: ‘‘لا یخلون رجل بامرأة إلا ومعہا ذو رحم محرم ولا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم فقال رجل یا رسول اللہ إنی کنت فی غزوة کذا وکذا وانطلقت امرأتی حاجة فقال النبیﷺ: انطلق فاحجج مع امرأتک الخ’’ ۔

یہ روایت صرف اس بات کے لئے پیش کی گئی ہے کہ سفر میں عورت کے ساتھ کسی محرم کا ہونا ضروری ہے اور وہ روایتیں جن میں اس کی صراحت ہے کہ عورت کے ساتھ سفر میں محرم یا شوہر کے ہونے کی شرط شرعی سفر میں ہے جس کا تحقق تین دن کے سفر میں ہوگا، یعنی اتنی دوری کا سفر ہو جو زمانہ ماضی کی عمومی سواریوں کے ذریعہ یا پھر پیدل چل کر تین دنوں میں طے ہوتا ہو۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عور ت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے، یہ صیغہ نہی کے ساتھ ہے جو حرمت پر دال ہے، یعنی بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرنا حرام ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے بلا محرم کے سفر کے حرام ہونے کی علت تین دن کا سفر ہے، عبارت اس طرح ہے:‘‘عن ابن عمرؓ أن النبی

• استاذ جامعہ اسلامیہ، بالاساتھ، سیتامڑھی، بہار۔

ﷺ قال: لا تسافر المرأة ثلاثۃ إلا ومع ذی محرم" (بخاری شریف، حدیث: ۱۰۸۶)۔

ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زائد ایام کا سفر کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا اس کا کوئی محرم ہو، عبارت اس طرح ہے:

''عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہﷺ : لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً فوق ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو أخوہا أو زوجہا أو ابنہا أو ذو محرم منہا" (سنن ابی داؤد، حدیث: ۱۷۲۶)۔

مذکورہ بالا دونوں حدیثیں یہ ثابت کررہی ہیں کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں حکم کی بنیاد تین دن کی مسافت ہے یعنی عورت کا وہ سفر جو زمانہ ماضی بعید میں اونٹ وغیرہ کی سواری پر سوار ہوکر تین دنوں میں طے ہو اس میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جو اسی کو ثابت کرتی ہیں، باقی رہیں وہ احادیث جن میں اس کے علاوہ کا تذکرہ ہے تو انشاء اللہ اس پر تشفی بخش گفتگو ہوگی، اب ہم گفتگو کا رخ فقہاء کرام کی عبارات کی طرف کرتے ہیں جس میں انہوں نے اس کو صاف کردیا ہے کہ حکم کی بنیاد تین دن کی مسافت پر ہے، یعنی تین دنوں میں طے کی جانے والی دوری پر ہے، تین دن رات کے زمانہ پر نہیں، اگرچہ احناف کے علاوہ جمہور محققین کا خیال ہے کہ حکم کی بنیاد زمانہ سفر پر ہے، مسافت سفر پر نہیں، چنانچہ شیخ وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:''قال الجمہور غیر الحنفیۃ السفر الطویل المبیح للقصر المقدر بالزمن" (الفقہ الاسلامی وادلتہ،۱۳۴۳)۔

اور احناف کی طرف یہ بات منسوب فرمائی ہے کہ کم سے کم وہ دوری جس میں قصر صلاۃ ضروری اور واجب ہوجاتا ہے وہ مسافت ہے جو تین شب وروز میں طے کی جائے ..... :

''فقال الحنفیۃ أقل ما تقصر فیہ الصلاۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیہا من أقصر أیام السنۃ فی البلاد المعتدلۃ'' (الفقہ الاسلامی،۱۳۴۲)۔

واضح رہے کہ فقہاء کرام کی عبارتوں سے ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ سفر جس کی وجہ سے حکم شرعی میں تبدیلی ہوجاتی ہے، یعنی شریعت خود ہی حکم بدل دیتی ہے وہ تین دن یا اس سے زیادہ کی دوری کا سفر ہے تو اس سفر کی وجہ سے بہت سے احکام بدل جاتے ہیں، انہی احکام میں سے ایک حکم عورت کے سفر میں اس کے شوہر یا محرم کا اس کے ساتھ ہونا ہے، چنانچہ جب ایک امر کلی ثابت ہوجائے گا تو اس کی ساری

جزئیات کا اور اس کے حکم کا ثابت ہونا آسان ہوجائے گا۔

اسی طرح کا حکم فتح القدیر لابن ہمام میں بھی لکھا ہوا ہے، اور اسی طرح الدر المختار ورد المحتار میں ہے (۱،۷۳۲-۷۳۵) اور ہدایہ مع فتح القدیر میں عبارت اس طرح ہے: ''السفر الذی یتغیر بہ الأحکام مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیہا'' (۲،۲)، شیخ وہبہ زحیلی نے بھی یہی بات لکھی ہے، الموسوعۃ الفقہیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے، عبارت اس طرح ہے:

''اختلف الفقہاء فی مسافۃ السفر الذی تتغیر بہ الأحکام'' یعنی فقہاء عظام کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے وہ سفر جس کی وجہ سے احکام بدل جاتے ہیں وہ کتنی دور اور کتنی مسافت کا ہے، پھر کچھ آگے چل کر تحریر فرمایا کہ احناف کا خیال ہے کہ وہ سفر جس کی وجہ سے احکام بدل جاتے ہیں وہ تین دن کی مسافت کا سفر ہے، عبارت اس طرح ہے: ''وذہب الحنفیۃ إلی أن مسافۃ السفر الذی تتغیر بہ الأحکام ہو مسیرۃ ثلاثۃ أیام الخ'' (الموسوعۃ ۲۹،۲۵)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت کے سفر میں محرم کے ہونے کی شرط کی بنیاد مسافت پر ہے، یعنی اتنی دور جانے کا ارادہ کرنا جو کم ازکم تین دن میں طے ہوتا ہو، لہذا اگر اس سے کم دور جانے کا ارادہ ہو تو عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری نہ ہوگا، اور حکم کی بنیاد تین شب وروز کی مدت یعنی زمانہ پر نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ہزار کلو میٹر کی دوری کو ایک ہی دن میں طے کرکے واپس اپنے گھر بھی آجاتا ہے تو بھی اس درمیان میں اس پر مسافر کا حکم جاری ہوگا اور فرض رباعیہ کو اگر چار رکعت مکمل پڑھ لے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی، فرض رباعیہ کو دورکعت پڑھنا واجب ہوگا۔

اسی وجہ سے علامہ کاسانی نے یہ فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شہر میں تین دن میں پہنچتا ہے، یعنی اتنی دوری کا ارادہ رکھتا ہے جو تین دنوں میں طے ہوتا ہے، لیکن اس کے لئے ممکن ہے کہ دوسرے راستہ سے وہ اس سے کم وقت میں یعنی ایک دن میں پہنچ جائے، تو وہ شخص نمازوں میں قصر کرے گا، عبارت اس طرح ہے: ''وقال الحنفیۃ:إذا خرج إلی مصر فی ثلاثۃ أیام وأمکنہ أن یصل إلیہ من طریق آخر فی یوم واحد قصر'' (بدائع الصنائع۱،۲۶۳)۔

احادیث پر ایک نظر:

ماقبل میں وہ حدیثیں مذکور ہوئی ہیں جو تین دن ورات کی دوری پر جانے کے ارادہ سے سفر کرنے کی صورت میں حکم کے بدلنے پر دلالت کرتی ہیں، مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں جو بلا قید ایام ومسافت یعنی دوری پر دلالت کرتی ہیں، یعنی یہ ثابت کرتی ہیں کہ حکم کی بنیاد مسافت سفر پر ہے، زمانہ سفر پر نہیں ہے، تو ان حدیثوں سے اسی کی تائید ہوتی ہے جس کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ڈائریکٹ مسافت سفر پر حکم کو ہم مبنی نہیں کرتے ہیں، بلکہ اس مسافت پر حکم کو مبنی کرتے ہیں

جو تین دنوں میں طے ہوتی ہو، مثلاً وہ حدیث جو امام دارقطنی نے ابن عباسؓ سے نقل فرمائی ہے کہ آقاﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل مکہ، مکہ سے عسفان تک چار برید سے کم میں قصر نہ کرو، عبارت اس طرح ہے:

''عن ابن عباسؓ أن النبیﷺ قال:یا أہل مکۃ لا تقصروا فی أقل من أربعۃ برد من مکۃ إلی عسقان'' (الموسوعۃ الفقہیہ۲۵،۲۸)، حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سفر شرعی کے ثبوت کی بنیاد ۴۸،اڑتالیس میل کے سفر پر ہے، اس میں دنوں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور احناف نے بھی بعد تنقیح روایات یہی ثابت کیا ہے کہ اڑتالیس میل کے سفر کا ارادہ ہونے کی وجہ سے انسان مسافر ہوجاتا ہے، اور متعلقہ احکام میں سے کچھ احکام بدل جاتے ہیں، او راس کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جو ڈائریکٹ مسافرت پر حکم کو مبنی کرتی ہے، اس میں دنوں کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

اور کچھ ایسی حدیثیں بھی ہیں جو تین دنوں سے کم کی مسافت پر حکم کو مبنی کرتی ہے، مثلاً مسلم شریف کی وہ حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کا سفر بغیر ایسے مرد کی معیت کے کرے جو اس کا محرم نہ ہو، عبارت اس طرح ہے:

''عن أبی ہریرۃؓ قال قال رسو ل اللہﷺ:لا یحل لامرأۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعہا ذو حرمۃ منہا'' (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۴۲۰) اور حدیث ۴۲۱ بھی حضرت ابوہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث ہے اور امام ابوداؤد نےبھی حضرت ابوہریرہؓ سے اسی مضمون کی حدیث نقل کی ہے، حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ قال لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر یوماً ولیلۃ'' (ابوداؤد، حدیث: ۱۷۲۴)، مطلب یہ ہے کہ وہ سفر جس کی وجہ سے احکام میں کچھ تبدیلی آجاتی ہے وہ تین دن ورات کی دوری کا سفر ہے اور احناف کا یہی مذہب ہے، کیونکہ اس کا ثبوت ایسی حدیث سے ہے جو متفق علیہ اور معتمد علیہ اور ان روایات کے علاوہ جو روایتیں ہیں وہ مشکوک ہیں، لہذا جو حدیث حکم کو ثابت کرنے میں یقینی سمجھی گئی ہے اسی سے حکم کا اثبات ہوا اور اس کے بالمقابل دوسری حدیثوں کو اس کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا، چنانچہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے بذل المجہودمیں فرمایا ہے کہ ''احناف کا کہنا یہ ہے کہ عورت کو سفر سے رکنے کا حکم تین دنوں کی مسافت کے ساتھ مقید ہے، کیونکہ جس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوا ہے وہ یقینی ہے اور اس کے علاوہ جو روایات ہیں وہ مشکوک ہیں، لہذا جو یقینی روایت ہے اس کو اختیار کیا ہے اور جو مشکوک ہے اس کو چھوڑ دیا گیا ہے، شیخ الحدیث نے فرمایا:

‘‘وقالت الحنفیۃ: إن المنع مقید بالثلاث لأنہ متحقق وما عداہ مشکوک فیہ فیؤخذ بالمتیقن’’ (بذل المجہود باب فی المرأۃ تحج الخ، اعلاء السنن۱۰،۱۲)۔

مذکورہ بالا تحریر سے یہ بات سامنے آئی کہ کچھ حدیثیں یہ ثابت کررہی ہیں کہ عورت کے سفر میں محرم کے ہونے کی شرط کی بنیاد تین دن ورات کی مسافت ہے، اور کچھ حدیثیں یہ ثابت کررہی ہیں کہ اس حکم کی بنیاد تین دن ورات کی مسافت سے کم پر ہے، اس میں تطبیق کی صورت جو اعلاء السنن میں ہے، وہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ ابتداء زمانہ اسلام میں مسلمان کمزوری کی حالت میں تھے، اس وقت مسلمانوں کے لئے یہ حکم تھا کہ عورتیں بلا محرم کے ایک برید یعنی ایک دن کا سفر بھی بلا محرم کے نہ کریں، اور جب مسلمانوں کو پورا غلبہ ہوگیا جوق درجوق لوگ مسلمان ہونے لگے تو اب آخری حکم اور تاقیامت رہنے والا حکم دیا گیا کہ عورتیں تین دن یا اس سے زائد کی دوری کا سفر بلا محرم کے نہ کریں:

‘‘قلت بل حجتہم أن ذکر الثلاث کان بعد ذکر ما دونہا، فکانت المرأۃ منہیۃ عن السفر مسیرۃ برید أولا حین غلبۃ الخوف وشدۃ ضعف أہل الإسلام ثم نہیت عن السفر مسیرۃ یوم ولیلۃ حین حصلت للمسلمین قوۃ ثم نہیت عن مسیرۃ یومین حین زادت قوتہم ثم نہیت عن السفر مسیرۃ ثلاث إلا بمحرم حین کملت قوتہم وزادت شوکتہم الخ’’۔

اس لئے یہ کہا جائے گا کہ عورت کے سفر میں محرم کے ہونے کی شرط کی بنیاد درازئ مکان ہے یعنی دوری مسافت سے تین شب وروز کے زمانہ پر نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب۲ : محرم کے ساتھ شرط ہونے کے سلسلہ میں مذاہب فقہاء:

احناف اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، خواہ عورت بوڑھی ہو یا جوان، تنہا ہو یا ثقہ خواتین کی جماعت کے ساتھ، اور یہی رائے ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابو ثور، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور حضرت امام شافعیؒ کی بھی ایک روایت ہے، اور یہ سفر ادائیگی فریضہ کے لئے ہو یا اس کے علاوہ کے لئے محرم کے ساتھ ہونا ضروری ہے، اور شوافع ومالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کا سفر اگر ادائیگی فریضہ کے لئے ہے تو پھر اس کے ساتھ محرم کا ہونا شرط نہیں ہے، بلا محرم کے وہ ادائیگی فریضہ کے لئے سفر کرسکتی ہے، بشرطیکہ ثقہ خواتین کی جماعت کے ساتھ ہو، گویا ان حضرات کے نزدیک ادائیگی فریضہ کے لئے بھی تنہا سفر کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر عورت کا سفر ادائیگی فریضہ کے علاوہ مقصد کے لئے ہے تو بلا محرم کے سفر کرنا جائز نہ ہوگا اور یہی مذہب عطاءبن رباح، سعید ابن جبیر، ابن سیرین اور امام اوزاعیؒ کا ہے، جیسا کہ علامہ نووی نے ارشاد فرمایا ہے کہ عطاء، سعید ابن جبیر، ابن سیرین، مالک، اوزاعی نے اور امام شافعی نے اپنے قول مشہور میں فرمایا کہ عورت کے لئے ادائیگی فریضہ کے سفر میں محرم کا ہونا

شرط نہیں ہے، البتہ اپنی ذات کے محفوظ رہنے کا یقین ہونا ضروری ہے۔

یہاں اتفاق واختلاف بین المذاہب کے لحاظ سے چار صورتیں ہوتی ہیں: (۱) ادائیگی فریضہ کے لئے عورت کا تن تنہا سفر کرنا، (۲) بلا ارادہ ادائیگی فریضہ بلا محرم کے تنہا سفر کرنا، (۳) ادائیگی فریضہ کے لئے محرم کے بغیر ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا، (۴) ادائیگی فریضہ یا اس کے علاوہ اور کوئی سفر محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کرنا، اس میں سے پہلی صورت اور دوسری صورت باتفاق فقہاء ومحققین ناجائز اور حرام ہے، اور چوتھی صورت بالاتفاق جائز ہے، اور تیسری صورت میں اختلاف ہے، احناف وحنابلہ کے نزدیک یہ سفر ناجائز ہے اور مالکیہ اور شوافع کے نزدیک جائز وحلال ہے، الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

''اتفق الفقہاء علی أنہ یحرم علی المرأۃ أن تسافر بمفردہا'' اور کچھ دوری پر یہ لکھا ہوا ہے کہ مالکیہ اور شافعیہ نے فرمایا کہ ادائیگی فریضۂ حج کے لئے ثقہ خواتین کے ساتھ عورتوں کا سفر حج کے لئے نکلنا جائز ہے:''کما أجاز المالکیۃ والشافعیۃ المرأۃ أن تسافر للحج الواجب مع الرفقۃ المأمونۃ'' (۳۸،۲۵)، اور اسی پر قیاس کیا ہے مالکیہ نے کہ عورت کے لئے ہر اس سفر کے لئے ثقہ خواتین کی جماعت کے ساتھ نکلنا جائز ہوگا جو ادائیگی فریضہ کے لئے تو نہ ہو مگر وہ فی نفسہ واجب ہو، اس کے علاوہ سفر کے لئے عورت کا بغیر محرم یا بغیر شوہر کے نکلنا حرام ہوگا: ''أو سفرہا فی التطوع فلا یجوز إلا مع زوج أو محرم'' (حوالہ سابقہ)۔

اور احناف ومالکیہ کا مذہب جو اوپر مذکورہوا وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے بحوالہ بنایہ یوں تحریر فرمایا:

''وفی البنایۃ دال محب الدین الطبری وافق أبا حنیفۃ فی اشتراط المحرم أو الزوج ، أصحاب الحدیث وہو قول النخعی والحسن والحسن البصری، وسفیان الثوری وأبی الثور وابن حنبل، وإسحاق بن راہویہ وأحد قولی الشافعی'' (اوجز المسالک۳،۷۳۸)۔

دلائل:

احناف ومالکیہ کی طرف سے وہ سب حدیثیں ہیں جس میں یہ لفظ موجود ہے: ''لا تسافر المرأۃ إلا مع زوج أو محرم'' یا اس کے ہم معنی جملے ہیں مثلاً ابن عمرؓ کی وہ روایت جو شیخین نے نقل فرمائی ہے کہ عورت سفر نہ کرے تین دنوں کا مگر محرم کے ساتھ: ''لا تسافر المرأۃ ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم'' (مسلم شریف، حدیث: ۱۳۳۸، بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۶-۱۰۸۷)، اور ابو سعید خدریؓ کی روایت جو مسلم شریف میں ہے: ''لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً فوق ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو أخوہا أو زوجہا الخ'' (مسلم ، حدیث: ۱۳۳۹ وغیرہ)۔

واضح رہے کہ اس قسم کی حدیثوں میں مدت سفر کا اور مسافت سفر کا بھی ذکر

ہے، اس سے کسی تاویل کی طرف ذہن کو نہیں لے جانا چاہئے، کیونکہ بخاری شریف کی ایک روایت جو ماقبل مینذکر کرچکا ہوں اس میں مدت کا کوئی ذکر نہیں ہے، بلکہ ایک ضابطہ کا بیان ہے اور مقصد یہ ہے کہ ہر وہ عمل جس کی وجہ سے عورت کے فتنہ میں مبتلا ہوجانے کا شبہ ہے شریعت اس پر ممانعت کا حکم لگا دیتی ہے، مثلاً کسی مرد کا کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا فتنہ کا سبب ہوسکتا ہے تو نبیﷺ نے حکم فرمادیا: ''لا یخلون رجل بامرأۃ'' اور کسی مرد کا کسی عورت سے پس پردہ بات کے دوران عورت کا لچکدار گفتگو اور سوال کا جواب فتنہ کا سبب ہوسکتا ہے تو اللہ پاک نے حکم دیدیا کہ جب کوئی شخص کسی غیر محرم سے گفتگو کرے تو عورت کو اپنی فطری زنانہ بانکپن کے ساتھ بات نہیں کرنی چاہئے، بلکہ کھری کھری بات کرنی چاہئے، ورنہ مریض قلب میں لالچ پیدا ہوجائے گی، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''وقلن قولاً معروفاً''، اور تحفۃ الالمعی میں حضرت استاذ محترم الحاج مولانا سعید صاحب پالنپوری مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا کہ عورت کے لئے تنہا سفر کرنے کی ممانعت خوف فتنہ کی وجہ سے ہے، پس اگر ایک رات دن سے کم سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو عورت کے لئے وہ سفر بھی محرم کے بغیر جائز نہیں، بلکہ اگر مسجد میں جانے میں فتنہ ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں، علماء نے عورتوں کو محلہ کی مسجد میں جاکر نماز پڑھنے سے اسی سبب سے روکا ہے، اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو تین دن سے زیادہ کا سفر بھی عورت محرم کے بغیر کرسکتی ہے (۶۰۸،۳)۔

اب رہی یہ بات کہ عورت کے کس سفرمیں فتنہ کا اندیشہ ہے اور کس میں نہیں اس کا علم کیسے ہوگا، کیونکہ بہت سے واقعات ایسے گذر چکے ہیں جہاں فتنہ کا ہم کو شبہ ہونا بھی پسند نہیں اور شبہ کرنے والا قابل ملامت سمجھا جاتا ہے، جیسے کسی صحابی اور صحابیہ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ جب یہ لوگ تنہائی میں ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے تو زنا کے مرتکب ہونے کا خطرہ ہے اور بطور خاص اس زمانہ میں کہ نبیﷺ بنفس نفیس موجود ہیں، مگر ایسا ہوگیا جو محتاج بیان نہیں اور حضرت عمرؓ کا بہت دیر تک دروازہ پر ہی رہنا اور اندر زنان خانہ میں اس لئے نہ جانا کہ اہلیہ گھر میں نہیں ہے، صرف وہ لڑکی ہے جو نبیﷺ کی زوجہ مطہرہ ہے، تو اس جگہ فتنہ کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا ہے، مگر خلیفہ ثانی زنان خانہ میں تشریف نہ لے گئے، مختصر یہ ہے کہ خوف فتنہ ایک امر مخفی ہے جس کا وقوع معلوم کرنا بڑا مشکل ہے تو ایسے موقع پر شریعت کا مزاج یہ ہے کہ جب مسلم کسی امر مخفی کے سبب پر حکم لگا دیتی ہے مثلاً بیمار کے لئے پانی کا استعمال نقصاندہ ہے تو اس کے لئے شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے اور بیمار کے لئے پانی کا استعمال واقعی نقصان دہ ہے یا نہیں تو استعمال کرنے کے بعد ہی پتہ چلے گا، مگر شریعت اس کا مکلف نہیں بناتی، بلکہ بیمار کو

پانی کے نقصان دہ ہونے کے خوف کی وجہ سے تیمم کی اجازت دیتی ہے، اسی طرح عورت اپنے کس سفر میں مبتلا فتنہ ہوجائے گی اور کس میں نہیں یہ تو مبتلا فتنہ ہوجانے کے بعد ہی معلوم ہوگا پھر بلا محرم کے سفر سے روکنے کا کوئی مطلب ہی نہیں، اس لئے شریعت سبب فتنہ پر ممانعت کا حکم لگا دیتی ہے کہ بلا محرم کے عورت سفر نہ کرے، البتہ یہ فرق کرنا ضروری ہوگا کہ کون سا سفر فتنہ کا سبب ہوگا اور کون سا نہیں تو اس کے لئے شریعت نے غلبہ اسلام کے بعد تین دن ورات کے سفر کو اور اس سے زائد دنوں کی مسافت پر جانے کے سفر کو عموم بلوی کی وجہ سے باعث فتنہ ہوجائے گا، اس لئے اس سفر کے لئے بھی عورت کے ساتھ اس کے محرم کا ہونا شرط قرار دیا جائےگا، جیسا کہ ابتداء اسلام میں تھا۔

چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نے اعلاء السنن میں یوں تحریر فرمایا:

''إن ذكر الثلاث كان بعد ذكر ما دونها، فكانت المرأة منهية عن السفر مسيرة بريد أولا حين غلبة الخوف وشدة ضعف أهل الإسلام ثم نهيت عنه مسيرة يوم وليلة حين حصلت للمسلمين قوة، ثم نهيت عنه مسيرة يومين حين زادت قوتهم ثم نهيت عن السفر مسيرة ثلاث إلا بمحرم حين كملت قوتهم وزادت شوكتهم الخ''

(تین دن ورات کی مسافت کا ذکر اس سے کم کی مسافت کے ذکر کے بعد تھا، تو اولاً ایک برید کے سفر سے بھی عورت کو روک دیا گیا تھا، کیونکہ اس وقت مسلمان انتہائی کمزوری، کسمپرسی اور غلبہ خوف فتنہ کی حالت میں تھے، پھر جب مسلمانوں کو کچھ قوت حاصل ہوئی تو ایک دن ورات کی مسافت سفر پر جانے سے عورت کو روک دیا گیا، پھر جب کچھ اور قوت بڑھی تو دودن ورات کی مسافت سفر سے روک دیا گیا اور جب مسلمانوں کی قوت مکمل ہوگئی تو تین دن ورات کی مسافت سفر پر عورت کو بلامحرم کے جانے سے روک دیا گیا، اور جب کسی عورت کو سفر کا شوق ہویا سفر فرض ہو اور تین دن ورات کا سفر ہو تو عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم ہونا ضروری ہوگا، اور حدیثیں برائے استدلال اوپر آچکی ہیں۔

شوافع ومالکیہ کا خیال ہے کہ ادائیگی فریضہ کے لئے وہ بلا شوہر اور بلا محرم کے سفر کرسکتی ہے، مگر تنہا نہیں، بلکہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ، ان حضرات کا استدلال ان روایات وآیات سے ہے جو عمومی حکم کو ثابت کرتی ہیں، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد گرامی: ''ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلاً'' (القرآن) (جس کو وہاں تک کے سبیل کی طاقت ہو اس پر اللہ تعالی کو خوش کرنے کے واسطے اس مکان کا حج کرنا فرض ہے)، اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا:''أيها الناس قد فرض عليكم الحج فحجوها'' (مسلم ١،٤٣٢، باب فرض الحج مرة فی العمر) (اے لوگو

تم لوگوں پر حج فرض ہے تو حج کرو)، نیز عدی بن حاتم کی روایت میں آپﷺ کا فرمان ہے: ‘‘یعتمن اللہ ہذا الأمر حتی تخرج الظعینۃ من الحیرۃ فتطوف بالبیت فی غیر جوار أحد’’ (یعنی اللہ تعالی اس کام کو ضرور بالضرور مکمل فرمادینگے، یہاں تک کہ ایک مسافرہ عورت حیرہ سے چلے گی تو وہ بغیر کسی کی معیت کے بیت اللہ کا طواف کرے گی) (مسند احمد۴،۲۵۷-۲۷۸)۔

شوافع ومالکیہ کے دلائل پر ایک نظر:

یہ جو قرآن کریم کی آیت کا ایک حصہ اور نبی پاکﷺ کے ارشادات ان حضرات کی دلیلوں کے طور پر مذکور ہوئی ہیں وہ درحقیقت ان کے لئے حجت نہیں ہیں، اس لئے کہ ان حضرات نے ان دلائل کے عموم سے استدلال کیا ہے، یہ سب مذکورہ دلیلیں بلا محرم کے عورت کے سفر کے جواز کو ثابت کررہی ہیں، حالانکہ ان دلیلوں کے عموم سے استدلال درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ سب دلائل بالاتفاق بعض شرطوں کے ذریعہ مقید ہیں، جیسے راستہ کے مامون ہونے کی شرط وغیرہ ، لہذا اس بات کا جواز ملتا ہے کہ ان کو دوسری قیدوں اور شرطوں سے بھی مقید کیا جاسکتا ہے اور کہا جائے گا کہ بغیر زوج یا محرم کے ادائیگی فریضہ کے لئے بھی سفر کرنا جائز نہ ہوگا، فتح القدیر میں عبارت اس طرح ہے:

‘‘قلنا:أما العمومات فقد تقیدت ببعض الشروط إجماعاً کأمن الطریق فتقید أیضا بما فی الأحادیث الصحیحۃ کما فی الصحیحین لا تسافر امرأۃ ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم الخ’’ (فتح القدیر۲،۳۳۰، کتاب الحج ویعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا الخ) (وہ دلیلیں جو اپنے عموم کے ذریعہ عورت پر بلا محرم کے فرضیت حج پر دلالت کررہی ہیں وہ اپنے عموم پر برقرار نہیں ہیں، بلکہ بعض دوسری شرطوں کے ذریعہ مقید ہیں تو اس کو ان شرطوں کے ساتھ مقید کرنا صحیح ہے جو حدیث میں آئی ہے، مثلاً صحیحین میں یہ روایت ہے کہ عورتیں تین دن ورات کا سفر بلا محرم کے ہرگز نہ کریں)۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ثقہ عورتوں کی جو جماعت ہے ان کے ساتھ کوئی محرم ہوگا یا نہ ہوگا، اگر کوئی محرم ساتھ ہے تو محرم جماعت کی یہ ہر عورت کے لئے محرم ہوگا یا بعض کے لئے محرم اور بعض کے لئے اجنبی ہوگا، بہرصورت ایک اجنبی عورت کاان ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ جو سفر ہوگا وہ عورتوں کے ساتھ ہونا تو بادی النظر میں ہوگا، مگر حقیقت ہے کہ اس اجنبیہ کا یہ سفر کسی اجنبی مرد کے ساتھ ہوگا، کیونکہ سفر میں جب عورتوں کے ساتھ کوئی مرد ہوتا ہے تو وہی مرد مکھیا ہوتا ہے، امیر ہوتا ہے، اسی کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے، عورت کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، کنز الدقائق کی عبارت اس طرح ہے: ‘‘تعتبر نیۃ الإقامۃ والسفر من الأصل دون التبع کالمرأۃ

والعبد والجندی'' (تبیین الحقائق مع کنز الدقائق۱؍۵۲۱ دارالکتب العلمیہ بیروت) (یعنی اقامت وسفر میں اعتبار اصل کا ہوگا تابع کا نہیں جیسے عورت، غلام اور فوجی)، اس لئے یقین کے ساتھ کہا جائے گا کہ اس اجنبیہ خاتون کا سفر اجنبی مرد کے ساتھ ہے، عورت کے ساتھ نہیں۔

اور اگر ان ثقہ خواتین کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہے تو خود ان کا سفر جواز وعدم جواز کی کشمکش میں ہے، دوسروں کےلئے جواز کو کہاں تک ثابت کرسکے گی، اور شوافع ومالکیہ کا یہ کہنا کہ ثقہ عورتو نکی جماعت کے ساتھ ہونے سے امن حاصل ہوجائے گا اور فتنہ کا خوف ختم ہوجائے گا، یہ قول بلا دلیل ہے جو مقبول نہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ عورتوں کو حالت سفر میں امن حاصل ہوتا ہے، شوہر ومحرم کی وجہ سے اور اس کو احادیث میں قصر وسفر میں فتنہ سے امن شوہر ومحرم کے ذریعہ ہی حاصل ہوگا، اور اس کے علاوہ کی معیت سے امن حاصل نہ ہوگا، خواہ وہ ثقہ عورتوں کی جماعت ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اجنبی عورتوں کی جماعت کے ساتھ ہونے سے فتنہ کا خوف بڑھ جائے گا، جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں مذکور ہے:''ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا فضلاً عن حصول الأمن'' (برحاشیہ فتح القدیر مع الہدایہ ، کتاب الحج ۲؍۳۳۰) (اور اس وجہ سے بھی کہ محرم کے بغیر اس پر فتنہ کا خوف ہے، اور اس کے علاوہ عورتوں کی معیت سے خوف فتنہ بڑھ جاتا ہے)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت کے سفر میں ثقہ عورتوں کی جماعت کا ساتھ ہونا احناف کے یہاں کافی نہ ہوگا، ہاں شوافع ومالکیہ کے یہاں ادائیگی فریضہ کے سفر میں کافی قرار دیا جائے گا اور اس سفر کو جائز قرار دیا جائے ، واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب ۳ : بغیر محرم کے عورتوں کا ہوائی جہاز کا سفر:

پوری تفصیل کے ساتھ ماقبل میں جو تشریح وتوضیح عورتوں کے سفر سے متعلق ہم لکھ آئے ہیں وہ بالکل نبی پاکﷺ کے ارشاد گرامی اور شرعی ضابطہ وقاعدہ کی بات تھی جو کہ عورت کی محافظت نفس کی خاطر ہے کہ ''لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم'' یعنی عورت بغیر محرم کے سفر ہی نہ کرے، اس سے یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے کہ بغیر محرم کے حالت سفر میں عورت کا فتنہ سے محفوظ رہنا محال تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، اسی طرح فتنہ سے عورتوں کی حفاظت حالت سفر میں ممکن تو ہے کہ عورت کے لئے سواری پر سوار ہونے اور اترنے میں کسی معاون کی کوئی ضرورت نہ ہو، خواہ وجہ جو بھی ہو اور کسی دوسرے مرد کے تعاون کی بالکل ضرورت نہ ہو تو ایسی خواتین کے لئے ہوائی جہاز کے سفر کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ یہ سفر چند گھنٹوں کا ہوتا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ ہوائی جہاز کی کمپنی والوں کی طرف سے حفاظت کا سخت انتظام ہوتا ہے، اور ہم ماقبل میں لکھ آئے ہیں کہ

خواتین کے سفر میں محرم کے ہونے کی شرط محض سفر میں ہونے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ خوف فتنہ کی وجہ سے ہے، گویا خوف فتنہ وجود محرم کو لازم کرتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کے سفر میں خوف فتنہ نہ ہو تو محرم کےساتھ ہونے کی شرط بھی نہ ہوگی، چنانچہ ماقبل میں یہ لکھ آئے ہیں کہ جب اسلام کو مکمل قوت وغلبہ حاصل ہوگیا اور اس کی شوکت وعظمت بڑھ گئی تب یہ حکم لگایا کہ تین دن کی مسافت سفر پر عورت کو جانے کا ارادہ ہو اس کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، اور تین دن سے کم کا سفر ہو تو بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، چنانچہ استاذ محترم مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری کی تحفۃ الالمعی کے حوالہ سے ماقبل میں یہ بات لکھ آیا ہوں کہ جب فتنہ کا خوف نہ ہو تو تین دن (اڑتالیس میل) کا سفر اور اس سے زیادہ کا سفر عورت محرم کے بغیر کرسکتی ہے، اور مالکیہ وشوافع نے عورتوں کے سفر کو بلا محرم کے جائز قرار دیا ہے، وہ جزیرۃ العرب کے حالات کو پیش نظر رکھ کر اور فتنہ نہ ہونے کی بنیاد پر جائز قرار دیا ہے، گویا بلا محرم کے عورت کے سفر کا جواز وعدم جواز خوف فتنہ کے نہ ہونے اور ہونے کی وجہ سے ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے حالت نیند میں ہونے کے باوجود وضو کا نہ ٹوٹنا اور ٹوٹنا کہ وضو تو دراصل ٹوٹ جاتا ہے ریح کے خارج ہونے سے اور نیند کی حالت میں چونکہ عام طور پر استرخاء مفاصل ہوجاتا ہے جو سبب ہے خروج ریح کا، اور حالت نیند میں ریح کا خارج ہونا ایک امر مخفی ہے،اس کا پتہ نیند والے کو نہیں ہوگا، لہذا شریعت نے یہ حکم دیدیا کہ نیند کی حالت میں ریح کا خارج ہونا یقینی کی طرح ہے، اس لئے جب کسی باوضو شخص کو نیند آجائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، لیکن بعض اشخاص کی نیند اور بعض احوال کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، جیسے نبیﷺ کی نیند اور نمازی کی حالت نماز کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، اس لئے کہ نبیﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں قلب بے خبر نہیں ہوتا تھا، اس لئے آپﷺ کو نیند کی حالت میں ریح کے خارج ہونے نہ ہونے کا علم ہوجاتا تھا اور نمازی جب تک حالت نماز میں ہیئت مسنونہ پر قائم رہتے ہوئے سویا رہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس حالت میں ریح کے خارج ہونے کا امکان نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ نیند کی بعض حالت ایسی ہے جس میں وضونہیں ٹوٹتا ہے، شرح وقایہ میں عبارت اس طرح ہے: ‘‘لا ینقض الوضو نوم غیر ما ذکر وہو النوم قائماً أو قاعداً أو راکعاً أو ساجداً’’ (کتاب الطہارۃ تحت قولہ ومستندا إلی ماتسقط لا غیر)۔

اسی طرح عورتوں کا سفر بلا محرم کے جائز نہیں ہے، یہ حکم خوف فتنہ کی وجہ سے ہے، لہذا عورت کا کوئی سفر ایسا ہوسکتا ہے جس میں فتنہ کا خوف نہ ہو تو پھر وہاں عورت کا سفر بغیر محرم کے جائز ہوگا، مثلاً کسی عورت کی رہائش مکہ مکرمہ سے مسافت سفر شرعی سے کم پر ہے تو باتفاق فقہاء اس کے لئے بغیر محرم کے مکہ کا سفر

کرنا جائز ہوگا، چنانچہ علامہ برہان الدین مرغینانیؒ نے ہدایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر عورت کی رہائش اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دنوں سے کم کی مسافت ہوتو عورت کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر بغیر محرم کے جائز ہوگا، عبارت اس طرح ہے: ''بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام لأنه يباح لها الخروج الخ'' (ہدایہ مع فتح القدیر ۲،۳۳۱)۔

اور مالکیہ وشوافع نے عورت کے لئے بغیر محرم سفر حج کو اسی وجہ سے جائز قرار دیا ہے کہ جزیرۃ العرب کے احوال اس زمانہ میں اتنے اچھے تھے کہ عورت تن تنہا جزیرۃ العرب کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کا سفر انتہائی امن وامان کے ساتھ کرلیتی تھی اور کسی فتنہ کا کوئی شبہ بھی نہیں گذرتا تھا، گویا عدم خوف فتنہ کی وجہ سے ان حضرات نے سفر کی اجازت دی ہے، اس تشریح سے بھی یہی سمجھ میں آیا کہ عدم جواز سفر عورت بلا محرم کی وجہ خوف فتنہ ہے۔

اسی طرح ایک دن ورات اور تین دن ورات والی روایتوں کے اختلاف کو دور کرنے اور تطبیق بین الروایات المختلفہ کے لئے جو تحقیق بحوالہ اعلاء السنن ماقبل میں لکھی جاچکی ہے وہ درحقیقت علامہ انور شاہ الکشمیریؒ کی تحقیق ہے، چنانچہ استاذ محترم نے تحفۃ الالمعی میں تحریر فرمایا کہ ،،،،،،،،،،،،، انہوں نے فرمایا کہ ایک رات ودن اور تین رات کی روایتوں کا اختلاف اسی بنیاد پر حل کیا ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایک رات کا سفر بھی نہ کرے اور اگر اندیشہ نہ ہوتو تین رات سے کم کا سفر کرسکتی ہے، بس ایک رات دن سے کم کے سفر کا حکم اور تین رات ودن اور اس سے زائد کا حکم بھی خوف فتنہ پر مبنی ہوگا، اس تشریح سے بھی یہی سمجھ میں آرہا ہے کہ عورت کے سفر بلا محرم کے عدم جواز کی وجہ خوف فتنہ ہے، اور استاذ محترم نے یہ بات خوب واضح فرمادی ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو تین رات دن سے زائد کا سفر بھی بلا محرم کے عورت کے لئے جائز ہوگا۔

اور نبی اکرمﷺ کا ارشاد گرامی ''لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم'' جو قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتا ہے، یہ بھی معلل ہے، خوف فتنہ کے ساتھ، یعنی خوف فتنہ کی وجہ سے یہ حکم بطور خاص عورتوں کو دیا گیا ہے ، اگرچہ مردوں کے سفر میں بھی بڑا فتنہ ہے، مگر عورت بمقابلہ مرد کمزور اور ضعیف سمجھی جاتی ہے، دفاعی صلاحیت ان میں کم ہے، اس لئے ان کے مبتلاء فتنہ ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، لہذا شریعت نے ان کی حفاظت نفس کے لئے سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کی شرط لگادی اور کہا گیا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

اور شوافع ومالکیہ نے عورت کو بغیر محرم کے ادائیگی فریضہ کے لئے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے کی جو اجازت دی ہے وہ بھی عدم خوف فتنہ کی وجہ سے ہے، جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ورنہ وہ بھی عدم جواز ہی کے درحقیقت قائل

ہیں، یہی وجہ ہے کہ ادائیگی فریضہ کے علاوہ سفر کو بغیر محرم کے وہ بھی ناجائز کہتے ہیں۔

ان سب باتوں کو ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو اور سفر تیز رفتار سواری سے ہو، جیسے ہوائی جہاز کا سفر اور یہ بھی ممکن ہو کہ ایک خاتون کا محرم ان کو ہوائی جہاز پر اپنی نگہداشت میں سوار کرلیں اور درمیان میں سواری بدلنے کی نوبت نہ آئے اور سفر کے اختتام پر اس کا شوہر یا اس کا محرم ایئرپورٹ پر اس کو وصول کرلے تو ایسے سفر کو عورت کے لئے جائز قرار دیا جائے گا، اگرچہ وہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ تو نہیں ہوئی، مگر کھلی اور کشادہ جگہ میں مردوں اور عورتوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ کسی بھی عورت کو کوئی اجنبی شخص فتنہ میں نہیں ڈال سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اس لئے بھی فتنہ میں نہیں ڈال سکتا ہے کہ اس میں حکومت اور کمپنی کی طرف سے ہر شخص کی حفاظت کا اور خود ہوائی جہاز کی حفاظت کا انتہائی مضبوط اور معقول نظم ہوتا ہے اور اگر سوار کرانے والے محرم کمپنی کے حفاظتی دستہ سے یہ درخواست کریں کہ اس مسافر خاتون کو ان کے رشتہ داروں کے پاس پہنچا دیا جائے اور حوالہ کردیا جائے جو ان کے استقبال کے لئے اختتام سفر پر ایئرپورٹ میں موجود ہونگے تو ائیرلائنس کمپنی اس کا خصوصی انتظام بھی کرتی ہے، لہذا کہا جائے گا کہ عورت کی حفاظت نفس اور عدم ابتلاء فتنہ کی اتنی مضبوط اور مستحکم صورتیں ہیں تو اس خاتون کے لئے ریاض کا سفر بغیر معیت محرم کے جائز ہوگا، یعنی دہلی ایئرپورٹ پر مثلاً اس کا محرم ہوائی جہاز پر سوار کرادے اور اترنے کی جگہ پر اس کے استقبال کے لئے آئے ہوئے شوہر یا محرم کے حوالہ کردیئے جانے کی کمپنی ایئرلائنس سے درخواست کردی جائے تو ایسی خاتون کے لئے ہوائی جہاز کا سفر جائز ہوگا، عدم امکان فتنہ کی وجہ سے۔

اور بار بار کے تجربات سے بھی یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ہوائی جہاز میں سفر کرنا عام طور پر محفوظ انداز میں ہوتا ہے، کسی عورت کے مبتلائے فتنہ ہونے کی خبر نہیں ملتی ہے، اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایئرلائنس کا سفر انتہائی چست سیکورٹی کے ذریعہ ہوتا ہے، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اس طرح کے سفر عورت بغیر محرم کے کرسکتی ہے، اور یہ معلوم ہوناچاہئے کہ محرم کے ساتھ ہونے کی شرط سد ذریعہ کی وجہ سے ہے یعنی بلا محرم کے سفر کا حرام ہونا سد ذریعہ کی وجہ سے ہے اور جو چیز اپنی ذات کی وجہ سے حرام نہ ہو تو وہ شئی انتفاء غیر کی وجہ سے اور سخت حاجت کی وجہ سے حلال ہوجاتی ہے،لہذا یہ کہنا بجا ہے کہ صورت مسئولہ میں عورت کا سفر بلا محرم کے جائز اور حلال ہوگا، جیسا کہ صاحب تفسیر منار نے یہ قاعدہ تحریر فرمایا ہے کہ ہر وہ شئی جو حرام لذاتہ ہو وہ تو بوقت ضرورت بقدر ضرورت حلال ہوجاتی ہے، مگر جو

حرام لغیرہ ہو وہ بوقت حاجت بھی حلال ہوجاتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب ۴ : عورت کے بغیر محرم کے سفر سے متعلق قابل قدر تفصیلات ماقبل میں آچکی ہیں، جس میں ہم یہ لکھ آئے ہیں کہ احناف وحنابلہ کے یہاں عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ ادائیگی فریضہ کے لئے ہو یا اس کے علاوہ کے لئے ہو، اور وہ بات جو سوال نمبر ۳ کے ذیل میں بقید تحریر آئی ہے وہ صرف اتنی سی بات ہے کہ ہوائی جہاز میں جو سفر چند گھنٹوں کا بلا محرم کے ہوگا باقی سفر کے آغاز واختتام پر اس کے محرم اس کے ساتھ ہونگے، تو یہ چند گھنٹوں کے سفر کو بدقت تمام حد جواز میں داخل کیا گیا ہے، اس میں فتنہ کا خوف کالعدم ہے، ورنہ اس کو بھی سفر ممنوع کی حد سے علاحدہ کرنے کی کوئی صورت نہیں تھی، لہذا نبی اکرمﷺ کا بیان کردہ قاعدہ ''لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم'' ہر جگہ بغیر محرم کے سفر پر چسپاں ہوگا۔

لہذا کسی عورت کا عمرہ کا بہت مشتاق ہونا اس کے بغیر محرم کے سفر کو عدم جواز کی حد سے نکال کر جواز کی حد میں داخل نہیں کرسکتا، شریعت ہر شخص کے جذبہ طلب خیر کو پسند کرتی ہے، بلکہ نیکی کے کاموں میں سبقت کے جذبہ کو تقرب الہی کا سبب قرار دیتی ہے، ''السابقون السابقون أولئک المقربون'' اسی کو ثابت کرتا ہے، مگر ہر جگہ نہیں، بلکہ ایسی جگہوں میں جہاں شریعت کے کسی قاعدہ کو ٹھیس نہ پہنچتی ہو، ورنہ اس کے ایسے جذبے جو شریعت کے کسی قاعدہ کو توڑتے ہوں تو ایسے جذبوں کی شریعت میں جگہ نہیں ہے، بلکہ یوں کہا جائے گا کہ یہ شیطانی جذبہ ہے۔

صورت مسئولہ میں جذبہ عمرہ کی بات کہی جارہی ہے اور شوق عمرہ کی بات کی جارہی ہے جو ایک نفلی عبادت کا جذبہ اور شوق ہے، جبکہ ادائیگی فریضہ کے لئے بغیر محرم کے عورت کا سفر ممنوع اور ناجائز ہے تو نفل عبادت کے جذبہ وشوق کی بات کہاں تک قابل قدر ہوگی، نفلی عبادت کا جذبہ اور شوق نہ حد ضرورت شرعی میں داخل ہے اور نہ حاجت شرعی میں تو پھر اس کی وجہ سے شریعت کا مشہور قاعدہ ''لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم'' کی خلاف ورزی کیسے کی جائے گی۔

اور حضرت عطاء ابن ابی رباح کی جو روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بغیر محرم کے تنہا سفر کیاکرتی تھیں جیسا کہ امام طحاوی نے ایک واقعہ کے ذیل میں یہ روایت تحریر فرمائی ہے: ''إن عائشة كانت تسافر بلا محرم'' تو آپ کو سمجھنا چاہئے کہ ازواج مطہرات سب کی سب امت کے ہر فرد کی مائیں ہیں تو جس طرح نسبی بیٹا اپنی ماں کے لئے محرم رہتا ہے، اسی طرح امہات المومنین کے لئے مسلمانوں کا ہر فرد محرم ہے، لہذا ان کا سفر جس فرد امت کے ساتھ ہوگا وہ محرم کے ساتھ ہوگا، اس لئے اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے اور امت کی کسی خاتون کے لئے بلا محرم کے سفر کرنا جائز نہ ہوگا (اعلاء السنن ۱۰،۱۴)۔

سوال یہ ہے کہ جب تمام امہات المومنین امت کے ہر فرد کے لئے ماں کے حکم میں ہے اور یہ تمام افراد امت ان کے لئے محرم کے حکم میں ہیں تو پھر ازواج مطہرات کو افراد امت سے پردہ کا حکم کیوں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے لئےپردہ کا حکم انکی عزت ووقار بڑھانے کی وجہ سے ہے۔

سوال میں غور کرنے سے بادی النظر میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کو عمرہ کا غایت درجہ اشتیاق اور جذبہ ہے اور اس کے ساتھ میں رہنے والا کوئی محرم نہیں ہے اور شوہر کا انتقال ہوچکا ہے، گویا وہ ایک مجبوری کی حالت میں ہے جبکہ شدت شوق کی وجہ سے ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ عمرہ کے سفر کے لئے اس کو من جانب شریعت اجازت ہونی چاہئے، اس لئے کہ اصول فقہ کا یہ قاعدہ ہے ، ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ یعنی انسانی ضرورتیں شئی حرام کے استعمال کو جائز قرار دیتی ہے، لہذا غلبہ شوق کی وجہ سے بلا محرم کے سفر عورت کو جائز قرار دیدیا جائے ، مگر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ شدت شوق اور جذبہ نہ تو ضرورت شرعی میں داخل ہے اور نہ حاجت شرعی میں، تو پھر الضرورات تبیح المحظورات کی وجہ سے کس طرح عمرہ کے لئے عورت کا بغیر محرم کے سفر کا جواز ثابت کیا جائے، اس لئے احناف وحنابلہ کے یہاں اس کے سفر بلا محرم کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں، شوافع ومالکیہ کے یہاں کچھ گنجائش نکل سکتی تھی، مگر یہاں بھی جواز کا امکان نہیں، کیونکہ ان حضرات کا مذہب یہ ہے کہ ادائیگی فریضہ کے لئے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ بغیر محرم سفر کرسکتی ہے اور عمرہ نہ تو فرض ہے اور نہ واجب، لہذا اس کے لئے سفر کرنا نفلی عبادت کے لئے سفر ہوا، جو ان حضرات کے یہاں جائز نہیں، حوالہ اوپر گذرچکا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں بغیر محرم کے عورت کے سفر کے جواز کی کوئی صورت معلوم نہیں ہورہی ہے، اس لئے شدت اشتیاق اور غلبہ شوق جذبہ کے باوجود سفر کرنا جائز نہ ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

الجواب ۵ : عورت کے سفر حج میں اس کے ساتھ زوج یا محرم کا ہونابھی شرط ہے جس طرح زاد اور راحلہ پر قادر ہونا، عازم حج کا تندرست ہونا، راستہ کا پرامن ہونا فرضیت حج اور ادائیگی حج کے لئے ضروری ہے، اسی طرح عورت کے سفر حج میں زوج یا محرم کا ساتھ ہونا بھی شرط ہے، جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اگر یہ سب مذکورہ چیزیں میسر نہ ہوں تو حج فرض نہیں، کیونکہ قرآن کریم نے جو فرضیت کو بیان کیا ہے اس میں ‘‘من استطاع إلیہ سبیلاً’’ کی قید لگائی ہے اور استطاع سبیل کی تشریح زاد وراحلہ سے کی گئی ہے، گویا زاد وراحلہ پر قادر ہونا بھی وجوب حج کی شرط ہے، اسی پر قیاس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ راستہ کا پرامن ہونا اور عورت کے سفر میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا بھی شرط ہے، بادی النظر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے مگر احناف کی

ترجمانی کرنے والی کتابوں کو دیکھنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس سلسلہ میں ائمہ احناف کے درمیان ہی اختلا ف ہے اور دوسرے ائمہ مذاہب کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہے۔

اختلاف ائمہ:

عور ت کے سفر حج کے لئے معیت زوج یا محرم کی شرط ہے یا نہیں، احناف وحنابلہ کے نزدیک شرط ہے اور شوافع ومالکیہ کے نزدیک شرط نہیں ہے، علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں ذکر فرمایا ہے کہ عورت پر وجوب حج کی ایک مخصوص شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم ہو، اگر ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو عورتوں پر حج فرض نہ ہوگا۔ اور حضرت امام شافعی کے نزدیک عورت پر وجوب حج کے لئے وہی شرطیں ہیں جو مردوں پر حج کے واجب ہونے کی شرطیں ہیں محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے، عبارت اس طرح ہے:

''أما الذی یخص النساء فشرطان:أحدہما:أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا وعند الشافعی ہذا لیس بشرط الخ'' (بدائع الصنائع۲،۲۹۹ کتاب الحج ، شرائط فرضیتہ)۔

اور شیخ وہبہ الزحیلی نے الفقہ الاسلامی وادلتہ میں بھی یہ بات تحریر فرمائی ہے کہ اگر عورت کے ساتھ سفر حج میں کوئی محرم یا شوہر نہ ہو تو عورتوں پر حج فرض نہ ہوگا، عبارت اس طرح ہے:''وإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج'' اور دیگر تمام کتابوں میں احناف کے مذہب کی یہی تفصیل مندرج ہے، اور علامہ ابن رشد مالکی نے اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فقہاء کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا وجوب حج کے لئے شرط ہے یا نہیں، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت پر فرضیت حج کے لئے محرم کا ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اگر اس کو کوئی معتمد اور ثقہ عورت ساتھ مل جائے تو وہ ان کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل اور فقہاء کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ عورت کے لئے محرم کا ہونا حج کے وجوب کی شرط ہے الخ، عبارت اس طرح ہے:

''اختلف أہل العلم من شرط وجوب الحج علی المرأۃ أن یکون معہا زوج أو محرم منہا فقال مالک والشافعی لیس من شرط الوجوب الخ'' (اوجز المسالک۳،۷۳۷ مکتبہ العلمیہ سہارنپور)۔

پھر جو حضرات محرم یا زوج کی معیت کو سفر حج کے لئے شرط قرار دیتے ہیں، ان میں سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محرم یا زوج کی معیت کی شرط وجوب حج کے لئے شرط ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورت پر وجوب حج کے لئے دوسری اور جو بھی شرطیں ہیں، اسی طرح وجوب حج کے لئے معیت شوہر یا محرم کا امکان بھی ضروری ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو حج فرض نہ ہوگا، یہ قول فقہاء احناف میں سے علامہ

کاسانی صاحب بدائع الصنائع اور علامہ نجیم مصری صاحب البحر الرائق اور خود امام اعظم ابوحنیفہؒ وغیرہ کا ہے، نہر الفائق میں عبارت اس طرح ہے:

‘‘واختلفوا أن سلامۃ البدن وأمن الطریق ووجود المحرم من شرائط الوجوب أو الأداء، ذہب ابن الشجاع إلی الأول وہو روایۃ عن الإمام وصححہ فی البدائع، والقاضی أبو الحازم إلی الثانی ورجحہ فی النہایۃ تبعاً للقاضی خان واختارہ فی الفتح’’ (النہر الفرائق۳،۵۸ کتاب الحج)۔

اور دوسرے بعض حضرات کا خیال ہے کہ عورت کے لئے معیت محرم کی شرط وجوب اداء کی شرط ہے، یہ رائے صاحب فتاوی قاضی خان، صاحب نہایہ، صاحب فتح القدیر، صاحب جوہرۃ النیرہ وغیرہ کی ہے، چنانچہ منحۃ الخالق برحاشیہ البحر الرائق میں عبارت اس طرح ہے:

‘‘ثم اختلفوا فی أن المحرم أو الزوج شرط الوجوب أو الأداء، فصح قاضی خان وغیرہ أنہ من شرائط الأول وصحح صاحب البدائع والسروجی أنہ من شرائط الوجوب الخ’’ ۔

مطلب یہ ہے کہ پھر فقہاء احناف میں سے بعض حضرات کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ عورت کے سفر حج میں محرم یا زوج کی شرط شرط وجوب ادا ہے تو قاضی خان وغیرہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ معیت محرم کی شرط شرائط وجوب اداء میں سے ہے اور صاحب بدائع الصنائع اور سروجی وغیرہ کا خیال ہے کہ معیت محرم کی شرط شرائط وجوب میں سے ہے (رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار۳،۴۶۵ کتاب الحج مطلب فی قولہم یقدم حق العبد)۔

ثمرہ اختلاف:

حضرات فقہاء احناف وحنابلہ کے مابین اس اختلاف کا نتیجہ یہ ظاہر ہوگا کہ جو لوگ معیت محرم کی شرط کو شرط وجوب قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک حج کی وصیت کرنا واجب نہ ہوگا یعنی اگر کوئی خاتون تمام شرائط وجوب حج کو جامع ہو مگر معیت محرم فی السفر سے محروم ہو تو اس پر زندگی کی آخری لمحات میں موت سے قبل حج کئے جانے کی وصیت کرنا لازم نہ ہوگا، کیونکہ وجوب حج کی شرطوں میں سے ایک شرط معیت محرم جو وجوب حج علی المرأۃ کی ایک مخصوص شرط ہے معدوم ہے، اس لئے ‘‘إذا فات الشرط فات المشروط’’ کے قاعدہ سے حج فرض ہی نہ ہوا کہ زندگی کے آخری لمحات میں حج ادا کئے جانے کی وصیت کرنا لازم ہو، جیسا کہ شیخ وہبہ الزحیلی نے تحریر فرمایا ہے کہ عورت کے لئے وجوب حج کی مخصوص شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ان کے ساتھ ان کا زوج یا اور کوئی محرم ہو، تو اگر ان دنوں میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے تو حج فرض نہ ہوگا (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۲۰۹۲)۔

مذکورہ بالا تفصیل سے عورت کے سفر حج کے لئے معیت محرم کی حیثیت بھی معلوم ہوگئی کہ علامہ کاسانی وابن شجاع اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق حج

کے نفس وجوب کے لئے شرط ہے، یعنی اگر عورت کو معیت زوج یا محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج بھی فر ض نہ ہوگا، جیسے کہ کوئی قدرت علی الزاد والراحلہ نہیں رکھتا ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا، اسی طرح اس خاتون پر جو قادر علی الزاد والراحلہ تو ہے مگر معیت زوج یا محرم میسر نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا، تو اس پر زندگی کے آخری لمحات میں حج کئے جانے کی وصیت کرنا بھی لازم نہ ہوگا۔

اور صاحب رد المحتار، صاحب الجوہرۃ النیرہ اور صاحب فتح القدیر علامہ ابن ہمام وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ معیت زوج یا محرم نفس وجوب حج کے لئے شرط نہیں ہے، بلکہ وجوب اداء کے لئے شرط ہے، لہذامآلات عمرہ اس شرط کے وجود کا انتظار کرتی ہے، جب میسر ہوجائے سفر حج پر روانہ ہوجائے، ورنہ زندگی کے آخری لمحات میں اس کی طرف سے حج کئے جانے کی وصیت کرنا واجب ہوگا ورنہ وہ گنہ گار ہوگی۔

اختلاف ائمہ:

اور اسی تفصیل بالا سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ احناف وحنابلہ کے نزدیک خواہ نفس وجوب کے لئے یا وجوب ادا کےلئے معیت زوج یا محرم شرط ہے اور شوافع ومالکیہ کے یہاں معیت زوج یا معیت محرم کا کوئی تذکرہ نہیں، یہ میسر ہو یا نہ ہو حج کا نفس وجوب تو ہوہی جائے گا اور وجوب ادا بھی اپنی خاص شرطوں کے ساتھ لازم ہوجائے گا، ان حضرات کا استدلال آیت کریمہ: ‘‘ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً’’ کے عموم سے ہے، اس میں صرف زاد وراحلہ کا بیان ہے معیت زوج یا محرم کا کوئی شبہ بھی نہیں ہے۔

آیت کریمہ پر ایک اصولی نظر:

آیت کریمہ اپنے عموم پر برقرار نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت سی صورتوں کو خاص کرلیا گیا ہے، مثلاً کوئی شخص قادر علی الزاد والراحلہ تو ہے مگر راستہ مامون نہیں ہے تو باتفاق فقہاء اس پر حج واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر عورت کو خاص کر لیا جائے اور کہا جائے عورت قادر علی الزاد والراحلہ ہے، راستہ پرامن ہے مگر اس کو معیت زوج یا محرم حاصل نہیں ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی وجہ سے معیت زوج یا محرم ضروری ہے، تو کہا جائے گا کہ اس کو استطاعت علی السبیل میسر نہیں ہے، واللہ اعلم۔

الجواب ۶ : عورت کو بلا محرم سفر حج کرنا:

اسلامی شریعت میں جتنی عبادتیں فرض ہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج، ان میں سے نماز تو ہر مکلف شخص پر ایک دن ورات میں پانچ وقت ادا کرنا فرض ہے، روزہ بھی ہر مکلف شخص پر سال میں ایک ماہ یعنی ماہ رمضان المبارک کا روزہ فرض ہے اور یہ ہر سال اسی طرح ہوگا، مگر زکوۃ ہر مکلف شخص پر واجب نہیں، بلکہ اس شخص پر

واجب ہے جو شریعت کی نظر میں مالدار ہو اور مال نامی بقدر نصاب ہو تو یہ بھی سال میں ایک دفعہ ادا کرنا واجب ہے اور جب تک وہ بقدر نصاب مال نامی کا مالک رہے گا ہر سال ادا کرنا ہوگا، مگر حج ایک ایسی عبادت ہے جو زندگی میں ایک دفعہ ہی فرض ہے، وہ بھی ہر شخص پر نہیں، بلکہ اس شخص پر جس میں فرضیت حج کی تمام شرطیں موجود ہوں، تو اس اعتبار سے حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور جانی ومالی عبادت کا ایک اہم مجموعہ ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: ''وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً'' یعنی اللہ تعالی کو خوش کرنے کےواسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا فرض ہے، مگر سب کے ذمہ نہیں، بلکہ خاص خاص کے ذمہ، یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک پہنچنے کے سبیل کی۔

نماز اگرچہ بہت ہی زیادہ فضیلت والی عبادت ہے کہ نماز کے بغیر کوئی عبادت کسی کام کی نہیں ہوگی، مگر بعض اعتبار سے حج انتہائی اہم رکن ہے، جانی ومالی عبادت کا ایک اہم مجموعہ ہے، انسان کی پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہونے والی عبادت ہے اور جو شخص بلا فسق وفجور کے حج ادا کرلیا تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوگیا جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہو او رحج سے قبل کے تمام گناہ ختم ہوجاتے ہیں، حج ہی وہ عبادت ہے جس کی فرضیت کے لئے صرف استطاعت مالی ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے لئے مکلف ہونے اور قادر علی الزاد والراحلہ ہونے کے علاوہ اور بھی بہت سی شرطیں ہیں کہ جب وہ شرطیں موجود ہونگی تو حج فرض ہوگا اور حج کا ادا کرنا صحیح ہوگا، ورنہ نہیں او راس کا ذکر خود اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:''من استطاع إلیہ سبیلاً'' مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جس کے پاس ضرورت اصلیہ سے فاضل اتنا مال ہو کہ جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے کی طاقت رکھتا اور وہاں کے قیام کا خرچ برداشت کرسکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی انتظام کرسکے جن کا نفقہ ان کے ذمہ واجب ہے، نیز ہاتھ پاؤں، اور آنکھوں سے معذور نہ ہو، کیونکہ ایسے معذور کو تو اپنے وطن میں چلنا پھرنا مشکل ہے تو وہاں جانے اور ارکان حج ادا کرنے پر کیسے قدرت ہوگی۔

اسی طرح عورت کے لئےچونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں، اس لئے وہ حج پر قادر اس وقت سمجھی جائے گی جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، گویا کہ عورت پر حج کے فرض ہونے کے لئے جہاں دوسری بہت سی شرطیں ہیں وہیں معیت زوج یا محرم بھی شرط ہے کہ اس کے بغیر استطاعت ثابت نہ ہوگی، علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع کے حوالہ سے ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ عورت پر حج کے وجوب کے لئے بغیر مزید دوشرطیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے ساتھ ان کا شوہر یا محرم ہو اور اگر ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو ان پر حج فرض نہ ہوگا۔

اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے کہ عورت کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر استطاعت ثابت نہیں ہوگی، جبکہ اس کے جائے قیام اور مکہ کے درمیان سفر شرعی کی مسافت ہو: ''لا تثبت الاستطاعۃ للمرأۃ إذا کانت بینہا وبین مکۃ مسیرۃ سفر الحج'' (فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ۱،۲۸۳ کتاب الحج)۔

حج کمیٹی یا حج ٹور کا قافلہ عورت کے سفر حج بلا محرم کے جواز کو ثابت نہیں کرسکتا:

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ فقہاء احناف میں سے بہت سے محققین کی رائے یہ ہے کہ عورت پر حج کے وجوب کے لئے جہاں اور دوشرطیں ہیں وہیں یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم ہو تو جس طرح دوسری کسی بھی شرط کے عدم سے حج کا وجوب ختم ہوجاتا ہے، اسی طرح عدم زوج یا محرم کی وجہ سے فرضیت حج علی المرأۃ ساقط اور فوت ہوجائے گی، کیونکہ قاعدہ ہے: ''إذا فات الشرط فات المشروط''، شیخ وہبہ زحیلی، علامہ کاسانی، علامہ ابن نجیم مصری اور خود امام اعظم اسی کے قائل ہیں کہ اگر کسی عورت کو معیت زوج یا محرم میسر نہ ہو تو حج فرض نہ ہوگا، اور نیز اس وجہ سےبھی کہ صاحب فتاوی قاضی خان وغیرہ کے بقول بغیر معیت زوج یا محرم کے عورت کو وہ استطاعت حاصل نہ ہوگی جو بطور شرط قرآن کریم میں مذکورہ ہے: ''من استطاع إلیہ سبیلا''،اور جس طرح لفظ ''رزق'' صرف کھانے پینے کی چیز ہی کو نہیں کہا جاتا، بلکہ ضروریات زندگی کی تکمیل میں جن جن چیزو نکی ضرورت پڑے وہ سب چیز رزق میں داخل ہیں، اسی طرح حج کے بیان میں لفظ استطاعت کا ذکر ہے، اگرچہ حدیث میں اس کا مطلب زاد وراحلہ بتایا گیا ہے، مگر محققین نے راستہ کے مامون ہونے کو بھی شرط قرار دیا ہے، اور علامہ برہان الدین نے ہدایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ امن طریق کے بغیر استطاعت ثابت نہ ہوگی، اسی طرح عورت کے حق میں محرم کی شرط ہے کہ معیت زوج یا محرم کے بغیر عورت کو استطاعت حاصل نہ ہوگی اور جب مکمل استطاعت نہ ہوگی تو حج بھی فرض نہ ہوگا، اور یہ بات کیوں نہ کہی جائے گی کہ محرم کے معیت کی شرط استطاعت میں داخل ہے کہ اس کا تذکرہ انتہائی تاکید کے ساتھ حدیث میں آیا ہے، ماقبل میں وہ حدیث بقید تحریر آچکی ہے، آقاﷺ نے فرمایا: ''لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم'' اور ایک دوسری روایت ہے: ''ألا لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم''، جبکہ اس کے علاوہ دوسری بعض ایسی شرطیں ہیں جن کا تذکرہ حدیث شریف میں نہیں دیکھ سکا ہوں، مگر اس کے باوجود اس کا انتفاء وجوب حج کے انتفاء کو مستلزم ہے، جیسے ہاتھ پاؤں اور آنکھ وغیرہ کا تندرست ہونا، اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔

نیز اس صورت میں اجنبی عورتوں اور اجنبی مردوں کی معیت ہوگی، غیر محرم مردوں کی معیت ہوگی تو اس صورت خوف فتنہ اور بھی زیادہ ہوجائے گا، جبکہ معیت زوج یا محرم کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے کے لئے ہی لگائی گئی ہے، چنانچہ

علامہ برہان الدین صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ نبیﷺ کا ارشاد گرامی تو ہے ہی کہ کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج نہ کرے اور یہ ارشاد گرامی کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز خلوت وتنہائی میں نہ رہے، اس کے علاوہ اجنبی عورتوں کی معیت میں خوف فتنہ اور بھی زیادہ ہوجاتا ، عبارت اس طرح ہے:

''ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا غیرہا'' (ہدایہ مع فتح القدیر ۲، ۳۳۰)۔

معیت محرم کی شرط وجوب کے لئے نہیں، بلکہ شرط ادا ہے:

ہاں یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ محققین کی ایک بڑی جماعت کا کہنا ہے کہ معیت زوج یا محرم کی شرط نفس وجوب کی شرط نہیں ہے، بلکہ وجوب ادا کی شرط ہے تو ان حضرات کی رائے کے مطابق معیت زوج یا محرم کے بغیر حج فرض ہوجائے گا تو ادائیگی کی فکر کرنا تو ضروری ہے کہ اس کو ادا کیسے کیا جائے، چنانچہ شوافع ومالکیہ نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کا سفر محرم کے بغیر کرسکتی ہے، جبکہ کسی حدیث میں اس کے ذکر تک میں نہ پہنچ سکا ہوں کہ آقاﷺ نے اجازت دی ہو کہ وہ ثقہ عورتو نکی جماعت کے ساتھ حج مینجاسکتی ہے اور ا س کے بالمقابل ممانعت کی حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ سب میں موجود ہے، تو اس ممانعت کی موجودگی میں حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ سفر حج کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔

اب صورت یہ ہوگئی کہ کسی عورت پر حج فرض ہوگیا، مگر ادائیگی فریضہ کے لئے معیت زوج یا محرم میسر نہیں تو عورت کیا کرے؟ تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اس شرط کے پائے جانے کا انتظار کرے اور زندگی کے آخری لمحات میں جب یقین ہوجائے کہ اب حج کے سفر پر جانا ممکن نہیں ہے تو اپنے اولیاء کو حج کئے جانے کی وصیت کرجائے تو اس کو عدم ادائیگی فریضہ کا گناہ نہ ہوگا، بلکہ نبیﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے اور احترام کرنے کی وجہ سے جنت میں درجات بلند کردیئے جائینگے، واللہ اعلم۔

الجواب ۷ : سن رسیدہ خاتون کا محرم کے بغیر حج کرنا:

نبی اکرمﷺ کے ارشاد گرامی: ''لا تحجن امرأۃ إلا معہا محرم'' یعنی بغیر محرم کے کوئی عورت ہرگز حج نہ کرے، اور ایک دوسری روایت ''خبردار بغیر محرم کے کوئی عورت ہرگز حج نہ کرے''، اور اس کے علاوہ ممانعت سفر بغیر محرم کی روایات ہیں جو اپنی ظاہری حالت کے لحاظ سے یہ ثابت کررہی ہیں کہ کوئی عورت معیت زوج یا محرم کے بغیر حج میں نہ جائے، اگر وہ چلی گئی اور فریضہ حج ادا کرلیا تو اس کو

دوبارہ فریضہ کی ادائیگی کے لئے جانا لازم نہ ہوگا، اس کا حج ادا ہوگیا، مگر یہ سفر اس کا بغیر محرم کے ہو ا، اس لئے اس کا گناہ تو ہونا ہی ہے، اور گناہ بھی ارتکاب حرام کا گناہ ہوگا، کیونکہ بغیر محرم کے حج نہ کرنے کا حکم نہی مؤکد کے ذریعہ ہے جو مرتکب نہی پر سخت گناہ کو بھی ثابت کرتا ہے، لہذا اس حج کے ذریعہ حج کا فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوگا، لیکن حج کے جو برکات اور ثواب قاعدہ کے لحاظ سے ہے حاصل نہ ہوگا، کیونکہ حج کا جو ثواب ہے وہ حدیث شریف میں آیا ہے، جس سفر حج میں کوئی گناہ کا کام نہ ہوا ہو تو حاجی کے وہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو اس کی زندگی میں پہلے ہوچکے ہوں، یہ ثواب اس کو نہیں ملے گا، مگر یہ کہ اللہ تعالی کسی شخص پر اپنا فضل فرمادے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

مگر ضابطہ کی بات یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے عورت کے سفر حج میں جانے کے لئے معیت محرم کی جو شرط لگائی ہے وہ انتہائی اہم ہے، اس کے بارے میں کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا ہے، نبیﷺ کا زمانہ جس کے اوپر خیر القرون کی مہر لگی ہوئی ہے، اس زمانہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میں معرکہ اسلام وکفر میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اسی مقصد سے حاضری ہوئی ہے اور میری بیوی عازمہ حج ہے تو آپﷺ نے بصیغہ امر حکم فرمایا: واپس جا اور ان کے ساتھ حج کرآیا، عبارت اس طرح ہے:''ارجع فحج معہا'' (فتح القدیرمع الہدایہ۲،۳۳۰)، الفاظ کا رخ بتارہا ہے کہ معرکہ کفر واسلام میں شریک ہونے سے بھی زیادہ اہم ہے عورت کے سفر حج میں اس کے ساتھ زوج یا محرم کا ہونا، اور یہ بھی اس وقت کی بات ہے جب سرکار دوعالمﷺ بنفس نفیس لوگوں کے درمیان موجود ہیں، نزول وحی کا سلسلہ جاری ہے، لوگوں کے دلو نمیں اسلام، احکام اسلام کی محبت اور اللہ تعالی کا خوف سوفیصدی ہے، تب یہ حکم ہے کہ واپس جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر اور آج کا دور جس میں شرور وفتن کا سیلاب اور حرام خوری اور حرام کاری کا رواج ہے، اس زمانہ میں معیت محرم کے بغیر حج میں جانے کی اجازت کون دے گا، جبکہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورتوں کو ارتکاب زنا، ارتکاب دواعی زنا او ر فحاشی وبے حیائی میں جوانوں سے زیادہ لطف آتا ہے اور ہرآن موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ فتنہ برپا کردوں، جوان مرد وعورت اپنی قوت جوانی کے ذریعہ شہوات نفسانی پر لگام لگاسکتے ہیں، مگر بوڑھے بوڑھیوں میں یہ قوت برداشت کہاں، اس لئے عورت خواہ کسی عمر کی ہو بغیر محرم کے سفر حج میں جانا جائز نہ ہوگا، کیونکہ شریعت مطہرہ نے بلا قید سن وسال ہر عازم سفر حج عورت کے لئے معیت زوج یا محرم کی شرط لگائی ہے جس کا وہی مقصد ہے جو سوال میں مذکور ہے، یعنی عزت وناموس کی حفاظت اور بوقت ضرورت مدد واعانت، شوہر یا محرم جس قوت کے ساتھ حفاظت

ودفاع کرے گا، غیر سے اس کی توقع ناممکن ہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ غیر محرم بھی اس کے عفت وعصمت کی حفاظت محرم کی طرح یا اس سے زیادہ کرینگے تو بڑی اچھی بات ہے، مگر بوقت ضرورت اس کو جسمانی مدد کی ضرورت ہوگی، مثلاً بیمار ہے استنجا خانہ میں بغیر ہاتھ پکڑائے ہوئے نہیں جاسکتی ہے تو اس وقت یہی غیر محرم اس کی خدمت کرینگے اور اس کے ساتھ مقام خلوت میں رہینگے، یہ جو ارتکاب معاصی ہوگا اس کو کس طرح حل کیا جاسکے گا۔

اور نبیﷺ کے ارشادات گرامی جو ممانعت حج اور ممانعت سفر حج پر صراحتاً دلالت کرتے ہیں اس کو کہاں رکھا جائے گا، اور اس کے خلاف عمل کو کس طرح جائز قرار دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ یہ سب گفتگو اس پر مبنی ہے کہ معیت زوج یا محرم کی شرط وجوب ادا کے لئے یہ نفس وجوب کے لئے نہیں ورنہ ایک جملہ میں بات مکمل ہوجاتی ہے کہ بغیر معیت زوج یا محرم کے حج فرض ہوا ہی نہیں تو اس کے لئے حیلے اور طریقے تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت خواہ جس عمر کی ہو اس کے لئے معیت زوج یا محرم کے بغیر سفر حج پر جانا جائز نہ ہوگا، اگرچہ عمر رسیدہ ہونے کی حالت میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، مگر حالت سفر میں عمر رسیدہ آدمی کو معاون کی ضرورت سخت ہوجاتی ہے جو معیت محرم کی شرط کا دوسرا مقصد ہے، جیسا کہ سوال کے ذیل میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے تو پھر اس شرط میں نرمی کا پہلو کیسے اختیار کیا جاسکتا ہے، اور جب عمررسیدہ کے لئے سفر حج میں جانے کی قطعاً اجازت ثابت نہیں ہوتی ہے تو عمرہ رسیدہ کے عمر کی حد مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

قائلین جواز کا قول:

ایک قول تو امام مالک اور امام شافعی کا ہے کہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج پر عورت جاسکتی ہے، یہ بات انہوں نے قیاس سے ثابت کیا ہے کہ ایک عورت دار الحرب میں مسلمان ہوگئی تو اس پر ہجرت کرنا ضروری ہوگیا،وہ عورت تنہا سفر کرسکتی ہے، اسی طرح وہ عورت جو کسی وجہ سے کفار کے یہاں قید میں تھی پھر اللہ تعالی نے اس کو رہائی عطا فرمائی تو اس کے لئے بھی تنہا سفر کرکے دار الاسلام آنا جائز ہے، تو اسی طرح ادائیگی فریضہ کے لئے تنہا یا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج کرسکتی ہے، تو اس طرح قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا جو معتبر نہیں، نیز نص صریح کے مقابلہ قیاس ہوگا جو مثبت حکم نہیں۔

فتاوی دار العلوم زکریا میں مفتی ولی حسن صاحب کے حوالہ سے ۷۵ سالہ خاتون کے لئے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر حج پر جانے کو جائز قرار دیا ہے اور تائید

میں درمختار کی یہ عبارت پیش فرمائی ہے:

‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن، ومتی جاز المس جاز سفرہ لہا، ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا’’ (الدر المختار۶؍۳۶۸، ط سعید)۔

اور فیض الباری کے حوالہ سے یہ عبارت تحریر فرمائی ہے:‘‘وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم ، قلت: ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث، أما فی الفقہ فہو مسائل الفتن الخ’’ (فیض الباری۲؍۳۹۷)۔

مطلب یہ ہے کہ احناف کی کتابوں میں عدم جواز کا حکم عام طور پر لکھا ہوا ہے، مگر میرا خیال یہ ہے کہ عورت غیر محرم کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے بشرطیکہ کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حنفی مذہب میں ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر حج پر جانے کی اجازت نہیں ہے اور شافعی مذہب میں ثقہ عورتوں کے ہمراہ ہو تو اجازت ہے، اور حنفی کو کسی خاص مسئلہ میں شافعی کی تقلید بوقت ضرورت جائز ہے، ضرورت کا فیصلہ میں نہیں کرسکتا (۲۳؍رمضان۱۳۵۷ مجالس حکیم الامت؍۲۹۰ مرتب مولانا محمد شفیع صاحبؒ)۔

اور فتاوی محمودیہ میں مولانا حبیب اللہ ندوی مفتی مدرسہ حقانیہ بنگلور کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر آمنہ صاحبہ اگر مضطرب ہیں اور مضطرہ ہیں اور شوہر کی اجازت ہے مگر وہ خود نہیں جاسکتا، اور کوئی محرم بھی نہیں ہے تو ازروئے قرآن شریف حالت اضطراری میں جائز ہے، (آگے لکھتے ہیں) اس صورت میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی میں کسی مسئلہ میں سختی ہو اور امام مالکؒ کے مذہب میں سختی نہ ہو تو مذہب امام مالک پر عمل کرنے کی اجازت خود فقہ حنفی دیتا ہے، جیسا کہ مفقود الخبر کے مسئلہ میں مذہب حنفی کے خلاف مذہب امام مالکؒ پرفتوی حنفی علماء دیتے ہیں، (درمیان میں رد المحتار اور فتاوی بزازیہ کی عبارت بلا حوالہ لکھ کر لکھتے ہیں) غرض تقلید مالکیہ میں صورت مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ خاتون صاحبہ عالیجناب نواب بسالت جاہ مدظلہ کی والدہ محترمہ اور ان کی اہلیہ محترمہ کے ساتھ فریضہ حج کی غرض سے سفر کرسکتی ہے (فتاوی محمودیہ۱۵؍۴۰۷-۴۰۸)۔

بغیر محرم خواتین کا سفر

مولانا محمد فلاحی ابن مولانا عبد الجبار

سفر شرعی کی مسافت:

جواب نمبر (۱) وہ سفر جس سے احکام بدل جاتے ہیں ،اس کے لئے بنیادی طور پرمندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(الف)شریعت کی مقررکردہ مسافت کے برابر سفر ہونا۔

(ب)سفرکی ابتداء میں کسی خاص متعین جگہ کا قصد ہونا۔

(ج)محلِ اقامت سے جدا ہوجانا۔

(د)معصیت کا سفر نہ ہونا۔

ان مذکورہ شرائط میں سے موضوعِ بحث ''(الف)شریعت کی مقررکردہ مسافت کے برابر سفر ہونا ''ہے۔

جس سفر سے احکام بدل جاتے ہیں،یعنی سفرِ شرعی کی مقدار تو اس میں فقہاء کے بنیادی طور پر دو اقوال ہیں:

۱- پہلا قول یہ ہے کہ سفرِ شرعی کی مقدار ''چاربُرُد ''ہے۔

ایک بُرُد چار فرسخ کے برابر ہوتا ہے، اس اعتبار سے ''چار بُرُد ''کے ''سولہ فرسخ ''ہوئے،اور ایک فرسخ ''تین میل ہاشمی '' کا ہوتا ہے، اس اعتبار سے ''چاربُرُد ''یعنی سولہ فرسخ کے '' اڑتالیس میل ہاشمی ''ہوئے۔

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ اگر مسافتِ سفر سولہ فرسخ یا اڑتالیس میل ہاشمی کے برابر ہو تو ایسے سفر میں قصر کی اجازت ہے، اثرمؒ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہؒ سے پوچھا گیا کہ کتنی مسافت پر نماز میں قصر کیا جائے گا؟ تو انہوں نے کہا: چاربُرُد میں، پھر کہا گیا :کیا مکمل ایک دن کا سفر ضروری ہے؟تو انہوں نے کہا نہیں ، بلکہ چاربُرُد یعنی سولہ فرسخ(کے سفر میں قصر کیا جائے گا)، جو دو دن کی مسافت ہے، اس لئے ابو عبد اللہؒ کےنزدیک ''سولہ فرسخ '' سے کم میں قصر جائز نہیں ہے، اور ایک فرسخ '' تین میل '' کا ہوتا ہے، اس اعتبار سے سولہ فرسخ ''اڑتالیس میل ہاشمی '' کے برابر ہوا،حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے اس کی مقدار ''عسفان سے مکہ،طائف سے مکہ اور جدہ سے مکہ بتائی ہے، یہ رائے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، امام مالکؒ، لیث بن سعدؒ،امام شافعیؒ، اسحاقؒ، امام احمدؒ، حسن بصریؒ ، زہریؒ اور ابوثورؒ وغیرہ حضرات کی ہے۔

‘‘مسألة؛ قال: (وإذا كانت مسافة سفره ستة عشر فرسخا، أو ثمانية وأربعين ميلا بالهاشمي، فله أن يقصر) . قال الأثرم: قيل لأبي عبد الله: في كم تقصر الصلاة؟ قال: في أربعة برد. قيل له: مسيرة يوم تام؟ قال: لا. أربعة برد، ستة عشر فرسخا، ومسيرة يومين.فمذهب أبي عبد الله أن القصر لا يجوز في أقل من ستة عشر فرسخا، والفرسخ:ثلاثة أميال، فيكون ثمانية وأربعين ميلا، قال القاضي: والميل: إثنا عشر ألف قدم، وذلك مسيرة يومين قاصدين. وقد قدره ابن عباس، فقال: من عسفان إلى مكة ومن الطائف إلى مكة ومن جدة إلى مكة... وهذا قول ابن عباس وابن عمر. وإليه ذهب مالك، والليث، والشافعي، وإسحاق’’ (المغني لابن قدامة۳؍۱۰۵۔ ۱۰۶، مسألة مسافة القصر في السفر،ط:دارعالم الكتب)۔

امام نوویؒ فرماتے ہینکہ جمہور فقہاء کے نزدیک تمام مباح سفر میں مسافتِ قصر کی مقدار ‘‘اڑتالیس میل ہاشمی’’ ہے اور اس سے کم مقدار میں قصر جائز نہیں ہے۔

فقال أصحابنا لا يجوز القصر إلا في سفر يبلغ ثمانية وأربعين ميلا بالهاشمي سواء في هذا جميع الأسفار المباحة هذا هو المذهب وبه قطع الجمهور...في مذاهب العلماء في المسافة المعتبرة لجواز القصر:قد ذكرنا أن مذهبنا أنه يجوز القصر في مرحلتين وهو ثمانية وأربعون ميلا هاشمية ولا يجوز في أقل من ذلك وبه قال ابن عمر وابن عباس والحسن البصري والزهري ومالك والليث بن سعد وأحمد وإسحق وأبو ثور’’ (المجموع ۴/ ۲۷۵۔۲۷۶، باب صلاة المسافر،ط:دار الفكربيروت)۔

دلائل:

(الف)حضرت عبد اللہ بن عمرؓاور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ عمل تھا کہ وہ ‘‘چار بُرُد’’ میں قصر اور افطار کرتے تھے، چنانچہ بخاری میں ‘‘في كم يقصر الصلاة’’ کےترجمہ میں مذکور ہیں:

‘‘وكان ابن عمر، وابن عباس رضي الله عنهم، يقصران، ويفطران في أربعة برد وهي ستة عشر فرسخا’’ (صحيح البخارى،ترجمة الباب،باب: في كم يقصر الصلاة)۔

(ب)‘‘السنن الكبرى للبيهقي’’ میں آپ ﷺ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :اے اہلِ مکہ!تم چار بُرُد سے کم مسافت میں قصر مت کرو ،اورمکہ مکرمہ سے عسفان چار بُرُد کے فاصلہ پر ہے:

‘‘عن ابن عباس، أن رسول الله ﷺ قال: ‘‘يا أهل مكة، لا تقصروا الصلاة في أدنى من أربعة برد من مكة إلى عسفان’’(السنن الكبرى للبيهقي، باب السفر الذي لا تقصر في مثله الصلاة: ۵۴۰۴،معرفة السنن والآثار،السفر الذي يقصر في مثله الصلاة بلا خوف: ۶۰۴۰)۔

(ج) ‘‘مصنف ابن ابی شیبہ ’’ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓکا عمل مذکور ہے:

‘‘أن ابن عمر خرج إلى أرض له بذات النصب فقصر وهي ستة عشر فرسخا’’ (مصنف

ابن أبي شيبة،في مسيرة كم يقصر الصلاة: ۸۱۳۶)۔

۲- دوسرا قول یہ ہے کہ سفرِ شرعی کی مقدار تین شب و روز کی مدت ہے ،یہ رائے حضرت عثمان بن عفانؓ ، سویدبن غَفلۃ، حذیفہ الیمانیؒ، ابو قلابہؒ، شریک بن عبد اللہؒ، سعید بن زبیرؒ، محمد بن سرینؒ،شعبیؒ،نخعیؒ، ثوریؒ،حسن بن صالحؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ حضرات کی ہے۔

امام نوویؒ فرماتے میں:

‘‘وقال عبد الله ابن مسعود وسويد بن غفلة - بفتح الغين المعجمة والفاء - والشعبي والنخعي والحسن بن صالح والثوري وأبو حنيفة لا يجوز القصر إلا في مسيرة ثلاثة أيام” (المجموع ۴/ ۲۷۶، باب صلاة المسافر، ط:دار الفكربيروت)۔

علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں:

‘‘وما ذكره المصنف هو مذهب عثمان، وابن مسعود، وسويد بن غفلة، وفي ‘‘ التمهيد” وحذيفة اليماني، وأبي قلابة، شريك بن عبد الله، وابن جبير، وابن سيرين، والشعبي، والنخعي، والثوري، والحسن بن حي، وحكى صاحب ‘‘المبسوط” عن ابن عباس، وابن عمر رضي الله عنهم مثل مذهبنا، والصحيح عن ابن عباس، وابن عمر رضي الله عنهما غير ذلك’’ (البناية مع الهدايہ ۳/ ۴،السفر الذي يتغير به الأحكام،ط: دار الكتب العلمية)۔

دلائل:

(الف)حضرت شریح بن ھانیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے موزہ پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تم حضرت علیؓ سے پوچھو، اس لئے کہ حضرت علیؓ آپﷺ کے ساتھ سفر میں رہتے ہیں، پھر حضرت شریح بن ھانیؒ نے حضرت علیؓ سے موزہ پر مسح کے بارے میں پوچھا، تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تین دن اور تین رات موزے پر مسح کرتے ہیں اور حالتِ اقامت میں ایک دن اور ایک رات موزے پر مسح کرتے ہیں:

‘‘عن شريح بن هانئ، قال:أتيت عائشة أسألها عن المسح على الخفين، فقالت:عليك بابن أبي طالب، فسله فإنه كان يسافر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه فقال:جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أيام ولياليهن للمسافر، ويوما وليلة للمقيم’’(صحيح مسلم،باب التوقيت في المسح على الخفين: ۲۷۶)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفرِ شرعی کی مقدار تین دن اور تین رات ہے۔

(ب)حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو،اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر والد، بھائی، شوہر، بیٹا یا محرم رشتہ دار کے بغیر کرے :

‘‘عن أبي سعيد الخدري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذو محرم منها’’ (صحيح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره: ۴۲۳، سنن ابی داؤد، باب في المرأة تحج بغير محرم: ۱۷۲۶،سنن الترمذی،باب ما جاء في كراهية أن تسافر المرأة وحدها: ۱۱۶۹)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفرِشرعی یعنی مسافتِ قصر کی مقدار تین دن اور تین رات ہے۔

فتاوی ہندیہ میں مذکور ہے کہ جس سفر کی مسافت سے احکام بدل جاتے ہیں، یعنی سفرِ شرعی کی مقدارتو وہ تین دن کی مسافت ہے،اور چلنے میں درمیانی چال چلنا ہے، یعنی وہ مقدار جو اونٹ کی سواری پر بآسانی طے کی جاسکے یا اوسط ایامِ سال میں انسانی درمیانی چال چلا جائے، اور تین دن کے مسافت سے مراد صحیح قول کے مطابق مکمل تین دن کی مسافت نہیں ہے، بلکہ صبح سے زوال تک بآسانی چلنے کا نام ہے، اوراحناف کے نزدیک ظاہری مذہب کے مطابق فرسخ اور میل وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے (الفتاوی الهنديہ۱/۱۳۸، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ط:دار الفكر)۔

بدائع الصنائع میں مذکور ہے:

‘‘فالحاصل أن التقدير بمسيرة ثلاثة أيام أو بالمراحل في السهل والجبل والبر والبحر ثم يعتبر في كل ذلك السير المعتاد فيه وذلك معلوم عند الناس فيرجع إليهم عند الإشتباه، والتقدير بالفراسخ غير سديد؛ لأن ذلك يختلف باختلاف الطريق’’ (بدائع الصنائع۱/ ۴۷۶، فصل بيان ما يصير به المقيم مسافرا، ط: دار الكتب العلمية)۔

الدر المختار مع رد المحتار میں مذکور ہے کہ ظاہرِ مذہب کے مطابق فرسخ کا اعتبار نہیں ہے:

‘‘ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب(قوله ولا اعتبار بالفراسخ) الفرسخ ثلاثة أميال والميل أربعة آلاف ذراع على ما تقدم في باب التيمم (قوله على المذهب) لأن المذكور في ظاهر الرواية. اعتبار ثلاثة أيام كما في الحلية وقال في الهداية:هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشايخ من تقديرها بالفراسخ’’(الدر المختار مع رد المحتار ۲/ ۶۰۲،باب صلاة المسافر،ط: دار الكتب العلمية)۔

البنایۃ مع الہدایۃ میں مذکور ہےکہ صحیح قول کے مطابق فرسخ کا اعتبار نہیں ہے، یعنی سفر کی مدت میں فرسخ کا اعتبار نہیں ہے :

‘‘ولا معتبر بالفراسخ هو الصحيح،قوله:(ولا معتبر بالفراسخ) ش: أراد أنه لا عبرة في تقدير المدة بالفراسخ، واحترز بقوله: م: (هو الصحيح) ش: عن قول بعض المشايخ، فإنهم قدروها بالفراسخ’’ (البنایۃ مع الہدایہ ۳/ ۸،السفر الذي يتغير به الأحكام،ط: دار الكتب العلمية)۔

فقہاء احناف نے میلونیا فرسخ کے معتبر نہ ہونے کی جو وجہ بیان فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ تین دن اور تین رات جو اصل مسافت ہے وہ راستوں کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے، کیونکہ انسان سیدھے راستہ پر جتنا چل سکتا ہے ،اتنا دشوارگذار یا پہاڑی راستوں پر چل نہیں سکتا ، اس لئےفقہاء احناف نے میلوں یا فرسخ سے تعیین نہیں فرمائی ، بلکہ تین دن اور تین رات میں راستہ کے اعتبار سے جو مسافت طے کی جاسکے وہی مسافتِ قصر ہے۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''وجه الصحيح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطريق في السهل والجبل والبر والبحر بخلاف المراحل معراج'' (رد المحتار ۲/ ۶۰۲،باب صلاة المسافر،ط: دار الكتب العلمية)۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ المجتبی کے حوالہ سے ائمہ خوازم کا مفتی بہ قول نقل کرنے کے بعد جو تعجب کا اظہار فرمایا ہے اور اسے نصِ صریح کے خلاف قرار دیا ہے ،اس کا جواب علامہ شامیؒ شیخ اسماعیل کے حوالہ سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن حضرات نے مسافتِ قصر کا اندازہ میلوں یا فرسخ سے قائم کیا ہے ، انہوں نے یہ اعتقاد اس لئے قائم کیا ہے کہ یہ در اصل تین دن یا تین رات کی مسافت کا اندازہ ہے (البحر الرائق۲/۱۴۰، باب المسافر،ط:دار الكتاب الاسلامي)۔

البتہ متأخرین احناف نے لوگوں کی آسانی اور سہولت کی غرض سے تین دن مسافت کی تحدید کی ہے ، جس میں متأخرین احناف کے مختلف اقوال ہیں:

(الف)۲۱؍فرسخ (ایک فرسخ تین میل شرعی کا ہوتا ہے)، اس کے ۶۳؍ شرعی میل ہوئے۔

(ب)۱۸؍فرسخ ،اس کے ۵۳؍ شرعی میل ہوئے۔

(ج)۱۶؍فرسخ ،اس کے ۴۸؍ شرعی میل ہوئے۔

(د)۱۵؍فرسخ، اس کے ۴۵؍ شرعی میل ہوئے۔

ان مذکورہ چار اقوال میں مفتیٰ بہ قول میں بھی اختلاف ہے،علامہ بدر الدین عینیؒ نے ''البنایۃ''میں،علامہ عالم بن العلاءالاندریتی نے ''الفتاویٰ التاتارخانیۃ'' میں، علامہ شامیؒ نے ''رد المحتار''میں اور علامہ ان نجیم مصریؒ نے ''البحرالرائق ''میں نہایۃ کے حوالہ سے فتوی ۱۸؍فرسخ یعنی ۵۴؍ شرعی میل نقل کیا ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں:

''ثم اختلفوا فيما بينهم، فقيل:أحد وعشرون فرسخا، وقيل:ثمانية عشر، وقيل:خمسة عشر، وفي '' الدراية'':و الفتوى على ثمانية عشر، لأنها أوسع الأعداد.وفي ''جوامع الفقه'':هو المختار''(البناية مع الهدايہ ۳/ ۸،السفر الذي يتغير به الأحكام،ط: دار الكتب العلمية)۔

علامہ عالم بن العلاءالاندریتی ؒ '' الفتاویٰ التاتار خانیۃ'' مینفرماتے ہیں:

''وعامة مشايخنا قدروه بالفراسخ أيضا، واختلفوا فيما بينهم، بعضهم قالوا:أحد وعشرين

فرسخا، وبعضهم قالوا:ثمانية عشر فرسخا أدنى مدة السفر ثمانية عشر فرسخا، وبعضهم قالوا: خمسة عشر، والفتوى على ثمانية عشر؛ لأنها أوسط الأعداد،وفى الغياثية:وعامتهم قدروا بالفراسخ و اختاروا ثمانية عشر فى التقدير لا خمسة عشر ،وعليه الفتوى لأنه أضبط وأحوط" (الفتاوى التاتارخانية ١/ ٥٠١،الفصل الثاني والعشرون في صلاة السفر،ط:مكتبه دار الايمان سهارنفور، (المحيط البرهاني٢/ ٢٣،الفصل الثاني والعشرون في صلاة السفر،ط:دار الكتب العلمية)۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ نے ''البحرالرائق ''میں نہایۃ کے حوالہ سے فتوی ۱۸؍فرسخ نقل کیا ہے:

''وفي النهاية الفتوى على اعتبار ثمانية عشر فرسخا''(البحر الرائق٢/ ١٤٠،باب المسافر، ط:دار الكتاب الاسلامي)۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''ثم اختلفوا فقيل:واحد وعشرون، وقيل:ثمانية عشر، وقيل:خمسة عشر والفتوى على الثاني لأنه الأوسط''(رد المحتار ٢/ ٦٠٢،باب صلاة المسافر،ط: دار الكتب العلمية)۔

اور بعضوں نے ۱۵؍ فرسخ یعنی ۴۵؍شرعی میل والے قول پر فتوی نقل کیا ہے،جو المجتبی میں مذکورہے، اور یہ ائمہ خوازم کا مفتی بہ قول ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں:

''وفي المجتبى: وفتوى أكثر أئمة خوارزم على خمسة عشر'' (البناية مع الهدايه ٣/ ٨، السفر الذي يتغير به الأحكام، ط: دار الكتب العلمية)۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ ''البحرالرائق'' میں فرماتے ہیں:

''وفي المجتبى فتوى أكثر أئمة خوارزم على خمسة عشر فرسخا'' (البحر الرائق١٤٠/٢، باب المسافر، ط:دار الكتاب الاسلامي)۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''ثم اختلفوا فقيل:واحد وعشرون، وقيل:ثمانية عشر، وقيل:خمسة عشر...وفي المجتبى فتوى أئمة خوارزم على الثالث. وجه الصحيح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطريق في السهل والجبل والبر والبحر بخلاف المراحل معراج''(رد المحتار ٢/ ٦٠٢،باب صلاة المسافر،ط: دار الكتب العلمية)۔

فیض الباری میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا فتوی ۱۶؍فرسخ یعنی ۴۸؍ شرعی میل کا مذکور ہے:

''ومسافة القصر فى المذهب مسيرة ثلاثة أيام و لياليها،ثم حولوها إلى التقدير بالمنازل، فاختلفوا فيه على أقوال: منها ستة عشر فرسخاً،كل فرسخ ثلاثة أميال ،فتلك ثمانية و أربعون ميلاً، كما فى الحديث، وبه أفتى لكونه مذهب الآخرين'' (فيض البارى٢/ ٥٣٤،كتاب التقصير الصلاة، باب: في كم يقصر الصلاة،ط: دار الكتب العلمية)۔

مفتی شفیع عثمانیؒ جواہر الفقہ میں فرماتے ہیں:

''لیکن ہندوستان کے عام بلاد میں چونکہ راستے تقریباً مساوی ہیں، پہاڑی یا دشوار گذار نہیں ہیں ، اس لئے علماء ہندوستان نے میلوں کے ساتھ تعیین کردی ہے '' (جواہر الفقہ۳/ ۴۲۶،''أ رجح الأقاویل فی أصح الموازین و المکاییل'' کا ضمیمہ مساحت شرعیہ در پیمانہائے ہندیہ ،ط: زکریا بکڈپو دیوبند)۔

بندہ کی رائے:مالکیہ،شوافع اور حنابلہ کے نزدیک سفرِ شرعی کی مقدار ''چاربُرُد '' یعنی اڑتالیس میلِ شرعی ہے، جبکہ احناف کے نزدیک ظاہرالروایات کے مطابق سفرِ شرعی کی مقدار تین شب و روز کی مدت ہے،البتہ متأخرین احناف نے لوگوں کی آسانی اور سہولت کی غرض سے تین دن مسافت کی تحدید میل و فرسخ سے کی ہے،یہ در اصل تین دن یا تین رات کی مسافت ہی کا اندازہ ہے۔

محرم کی شرط ہونے میں فقہاء کے مذاہب:

جواب نمبر (۲) تمام فقہاء (احناف، مالکیہ ،شوافع اور حنابلہ) کے نزدیک فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر چاہے وہ نفل حج وعمرہ کا ہو یا زیارت وتجارت کا ہو، یا کوئی ایسا سفر ہو جو شرعاً واجب نہ ہو، تو ان تمام سفر میں بہرصورت شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے،یعنی ان تمام سفر میں عورت کے لئے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا شرعا درست نہ ہوگا۔

البتہ صرف فرض حج میں شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت شوہریا محرم رشتہ دار کے بغیر عورتوں کے جماعت کے ساتھ بھی سفر کر سکتی ہے، جبکہ احناف اور حنابلہ کے نزدیک فرض حج میں بھی شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے، عورتوں کے جماعت کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجرؒ ''باب حج النساء'' کے تحت امام بغویؒ کایہ قول نقل فرمایا ہے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورت کے لئےفرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر میں شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے۔

''قال البغوي لم یختلفوا في أنه لیس للمرأة السفر في غیر الفرض إلا مع زوج أو محرم إلا کافرة أسلمت في دار الحرب أو أسیرة تخلصت''(فتح الباری۴/ ۹۳،باب حج النساء،ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

امام نوویؒ شرحِ مسلم میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے کہ نفل حج وعمرہ، سفرِ زیارت وتجارت اور ہر وہ سفر جو واجب نہ ہو وغیرہ سفر میں عورتوں کا بغیر محرم رشتہ دار کے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عورت کا ثقہ اور قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت کے ساتھ فرض حج وعمرہ کی طرح اور باقی تمام سفر کرنا جائز ہے، البتہ جمہور کے نزدیک شوہر

یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے، اور قاضی عیاض نے اس بات پر فقہاء کا اتفاق نقل فرمایا ہے، کہ فرض حج وعمرہ کی طرح اور باقی تمام سفر میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے۔

''واختلف أصحابنا في خروجها لحج التطوع وسفر الزيارة والتجارة ونحو ذلك من الأسفار التي ليست واجبة فقال بعضهم يجوز لها الخروج فيها مع نسوة ثقات كحجة الإسلام وقال الجمهور لا يجوز إلا مع زوج أو محرم وهذا هو الصحيح للأحاديث الصحيحة وقد قال القاضي واتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج في غير الحج والعمرة إلا مع ذي محرم إلا الهجرة من دار الحرب''(المنهاج شرح صحيح مسلم۹/ ۱۰۴،باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره،ط:دار إحياء التراث العربي ، بيروت،مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح۸/ ۳۳۵،كتاب المناسك، الفصل الاول،ط: إدارة البحوث العلمية والدعوة والافتاء -الجامعة السلفية- بنارس الهند)۔

صاحب عون المعبود ''باب في المرأة تحج بغير محرم'' کے تحت فرماتے ہیں کہ ہر وہ سفر جسے سفر کہا جائے اس میں عورت کا شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر سفر کرنا ممنوع ہے ، چا ہے وہ سفر تین دن، دو دن یا ایک دن کا ہو یا چار بُرُد کی مسافت کا ہو یا اس کے علاوہ ہو ، کیونکہ مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت مذکور ہے کہ '' عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ''، یہ روایت تمام سفر کو شامل ہے، البتہ حج میں عورت کے لئے محرم کی شرط کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

''فالحاصل أن كل ما يسمى سفر انتهي عنه المرأة بغير زوج أو محرم سواء كان ثلاثة أيام أو يومين أو يوما أو بريدا أو غير ذلك لرواية بن عباس المطلقة وهي آخر روايات مسلم السابقة لا تسافر امرأة إلا مع ذي محرم وهذا يتناول جميع مايسمى سفرا وأجمعت الأمة على أن المرأة يلزمها حجة الإسلام إذا استطاعت... واستطاعتها كاستطاعة الرجل لكن اختلفوا في اشتراط المحرم لها''(عون المعبود ۳/ ۴۱۶، ۴۱۷، باب في المرأة تحج بغير محرم،ط: دار الحديث القاہرة)۔

معلوم ہوا کہ تقریباً تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عورت کا فرض حج و عمرہ کے علاوہ باقی تمام سفر میں شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے ،البتہ بعض حضرات کی رائے یہ کہ عورت کے لئےتمام سفر میں ثقہ اور قابلِ اطمینان عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے ،اس سلسلہ مینفقہاء کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :

امام حمادؒ کا ''الفتاوی الہندیۃ'' میں قول مذکور ہے کہ عورت محرم کے بغیر نیک لوگوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے:

''وقال حماد رحمه الله تعالى لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين'' (الفتاوى الهنديه ۵/۳۶۶، كتاب الكراهية، الباب السادس والعشرون في الرجل يخرج إلى السفر

ویمنعه أبواه أو أحدهما، دار الفکر)۔

امام نوویؒ المجموع میں شیخ ابو حامدؒ، الماوردیؒ، المحاملیؒ، البندنیجیؒ، قاضی حسینؒ، بغویؒ اور رافعیؒ وغیرہ حضرات کی ایک رائے یہ نقل فرمائی ہے کہ ہر وہ سفر جو شرعا واجب نہ ہو، چاہے وہ نفل حج عمرہ کا ہو یا زیارت و تجارت کا ہو اس میں عورت شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر عورتوں کی جماعت کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے، جیسا کہ فرض حج میں عورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے۔

''هل يجوز للمرأة أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زيارة وتجارة ونحوهما مع نسوة ثقات أو امرأة ثقة فيه وجهان وحكاهما الشيخ أبو حامد والماوردي والمحاملي وآخرون من الأصحاب في باب الإحصار وحكاهما القاضي حسين والبغوي والرافعي وغيرهم (أحدهما) يجوز كالحج (والثاني) وهو الصحيح باتفاقهم وهو المنصوص في الأم وكذا نقلوه عن النص لا يجوز لأنه سفر ليس بواجب هكذا علله البغوي'' (المجموع ۷/ ۵۶،کتاب الحج،ط:دار الفکر بیروت)۔

نیز دوسری جگہ امام نوویؒ ''باب الفوات و الإحصار''کے تحت عورت کا فرض یا نفل حج وغیرہ میں محرم کی شرط کے سلسلہ مینفرماتے ہیں:

''قال الماوردي ومن أصحابنا من جوز خروجها مع نساء ثقات كسفرها للحج الواجب قال وهذا خلاف نص الشافعي وكذا قال الشيخ أبو حامد في تعليقه لا يجوز لها الخروج في حج التطوع إلا مع محرم نص عليه الشافعي في كتاب العدد من الأم فقال لا يجوز الخروج في حج التطوع إلا مع محرم قال أبو حامد ومن أصحابنا من قال لها الخروج بغير محرم في أي سفر كان واجبا كان أو غيره وهكذا ذكر المسألة البندنيجي وآخرون'' (المجموع ۸/ ۲۴۳، باب الفوات و الاحصار، ط:دار الفکربیروت)۔

صاحبِ مواہب الجلیل مالکیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر وہ سفر جو نفل کے قبیل سے ہو تو ایسے تمام سفرمیں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے، چاہے وہ سفر ایک دن اور ایک رات یا اس سے زیادہ کا ہو، اورچاہے عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو، البتہ الزناتیؒنے امام مالکؒ کا ایک قول یہ ذکر فرمایا ہے کہ سفر چاہے حج وعمرہ کا ہو یا مندوب ومباح ہو، ایسے تمام سفر میں عورت کا بغیر محرم کے ثقہ اور قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

''فهم من قول المصنف بفرض أن سفرها في التطوع لا يجوز إلا بزوج أو محرم وهو كذلك فيما كان على مسافة يوم وليلة فأكثر وسواء كانت شابة أو متجالة... ونص كلام الزناتي إذا كانت في رفقة مأمونة ذات عدد وعدد أو جيش مأمون من الغلبة والمحلة العظيمة فلا خلاف في جواز سفرها من غير ذي محرم في جميع الأسفار الواجب منها والمندوب والمباح من قول مالك وغيره إذ لا فرق بين ما تقدم ذكره وبين البلد هكذا ذكره القابسي انتهى''(مواهب الجليل۳/ ۴۹۲، ۴۹۳، کتاب الحج،ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

امام نوویؒ شرح مسلم میں قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے ''الباجی ''کا قول یہ نقل فرمایا ہے کہ سفر کی ممانعت والی تمام احادیث اور اقوالِ فقہاء جوان عورتوں سے متعلق ہے، البتہ وہ بوڑھی عورت جو قابلِ شہوت نہ ہو ایسے عورت کو شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر تمام سفر کرنا جائز ہے۔

''قال القاضي عياض قال الباجي هذا عندي في الشابة وأما الكبيرة غير المشتهاة فتسافر كيف شاءت في كل الأسفار بلا زوج ولا محرم وهذا الذي قاله الباجي لا يوافق عليه لأن المرأة مظنة الطمع فيها ومظنة الشهوة ولو كانت كبيرة وقد قالوا لكل ساقطة لاقطة ويجتمع في الأسفار من سفهاء الناس وسقطهم من لا يرتفع عن الفاحشة بالعجوز وغيرها لغلبة شهوته وقلة دينه ومروءته وخيانته ونحو ذلك والله أعلم" (المنهاج شرح صحيح مسلم۹/ ۱۰۴، ۱۰۵،باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره،ط:دار إحياء التراث العربي - بيروت)۔

بندہ کی رائے:تمام فقہاء کے نزدیک عورت کے لئے فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر شرعی میں شوہر یا محرم رشتہ دار کاہونا ضروری ہے، اور اس پر امام بغویؒ اور قاضی عیاضؒوغیرہ حضرات نے فقہاء کا اتفاق نقل فرمایاہے ،اس لئےعام حالات میں عورت کا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہ ہوگا ۔

صرف جہاز کا سفر بغیر محرم کے:

جواب نمبر (۳) عام حالات میں عورت کا سفر شرعی یا اس سے زیادہ کا سفر شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر کرنا درست نہیں ہے، البتہ موجودہ زمانہ میں بعض لوگ اپنے ملک کے علاوہ دوسرے ملکوں میں ملازمت کے لئے جاتے ہیں ،جس کی وجہ سے بعض صورت میں اپنے ملک واپس آنے پر قانونی پابندیاں پیش آتی ہیں، یا سفر کے اخراجات زیادہ ہوتے ہیں، تو ایسے حالات میں یہ طریقہ اختیا رکیا جائے کہ عورت کے محرم رشتہ دار ہندوستان کے ائیر پورٹ تک پہنچا دے اور عورت کو جہاں جانا ہے وہاں کے ائیر پورٹ سے محرم رشتہ دار لے لے اور درمیان میں کچھ گھنٹوں کا سفر محرم کے بغیر ہوتواس سلسلہ میں بعض اکابر سے اجازت دینا ثابت ہے۔

چنانچہ مفتی شبیر صاحب ''انوار مناسک '' میں تحریر فرماتے ہیں :

خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، امام شافعؒ، امام محمد بن سرین ، امام اوزاعیؒ اور امام احمد کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، قیود وشرائط یہ ہیں:

(۱) میاں بیوی بُعد ملاقات اور طُولِ فراق کی وجہ سے پریشان ہو۔

(۲)ایسے قابلِ اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں۔

(۳) ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ جائیں جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

(۴) ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ

اور شبہ بھی نہ ہو۔

(۵) عورت اپنے یہاں کے ائیر پورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔

(۶)دوسری طرف کے ائیر پورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے،پھر محرم یا شوہر کے ساتھ حج کے ارکان ادا کر کے مذکورہ تمام قیودات وشرائط کے ساتھ عورت کےلئے بلامحرم سفرِ حج کے لئے مذکورہ ائمہ کے قول پر عمل کی گنجائش ہے، اور اس میں بھی یہ کوشش کی جائے کے ڈائریکٹ فلائٹ سے سفر کیا جائے(انوار مناسک: ۱۸۰، مکتبہ یوسفیہ دیوبند، نیز دیکھئے :فتاوی قاسمیہ ۱۲/ ۱۲۱ تا ۱۲۳، کتاب النوازل۷/ ۶۲۸،فتاوی فریدیہ۴/ ۲۳۲ ، ۲۳۳)۔

بندہ کی رائے:اگر محفوظ نظامِ سفر ہو اور ایئرپورٹ سےایئرپورٹ تک کا سفر بغیر محرم کے ہو تو ایسی صورت مینبدرجہٴ مجبور ی خاص حالات میں ان لوگوں کے قول پر عمل کی گنجائش ہونی چاہئے ،جن اکابر فقہاءاور مفتیان عظام کے نزدیک بغیر محرم کے بوڑھی عورت کا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کا جواز منقول ہے، لیکن ضروری یہ ہے کہ سفر کرنے والی عورت قابلِ اعتماد ہو، اور قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرے،اور دورانِ سفر فتنہ میں مبتلاہونےکا غالب گمان نہ ہواور محرم کے ساتھ سفر کی کوشش کے باجود کوئی شکل نہ نکل رہی ہو،نیز ائیر لائنس کی طرف سے حفاظت کے معقول نظام کو اختیار کیا جائے، ورنہ اجازت نہ ہوگی۔

عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ عمرہ کرنا:

جواب نمبر (۴)جیسا کے ماقبل میں جواب نمبر(۲) کے تحت ذکر کیا گیا کہ فقہاء کا تقریباً اس بات پر اتفاق ہے، کہ عام حالات میں عورت کے لئے سفر شرعی میں شوہر یا محرم رشتہ دار کاہونا ضروری ہے،البتہ صرف فرض حج میں شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت شوہریا محرم رشتہ دار کے بغیر عورتونکی جماعت کے ساتھ بھی سفر کر سکتی ہے،نیز تمام فقہاء(احناف، مالکیہ ،شوافع اور حنابلہ)کے نزدیک فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر چاہے وہ نفل حج وعمرہ کا ہو یا زیارت وتجارت کا ہو، یا کوئی ایسا سفر ہو جو شرعاً واجب نہ ہو، تو ان تمام سفر میں بہرصورت شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے،یعنی ان تمام سفر میں عورت کے لئے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا شرعا درست نہ ہوگا۔

‘‘وقال الجمهور لا يجوز إلا مع زوج أو محرم وهذا هو الصحيح للأحاديث الصحيحة وقد قال القاضي واتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج في غير الحج والعمرة إلا مع ذي محرم إلا الهجرة من دار الحرب” (المنهاج شرح صحيح مسلم۹/ ۱۰۴، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره،ط:دار إحياء التراث العربي ، بيروت)۔

بندہ کی رائے: ماقبل کی ذکر کردہ تفصیلات کی روشنی میں جو عورت عمرہ کی

مشتاق ہو اور عورت کا شوہر یا محرم رشتہ دارنہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لئے عورتوں کی جماعت کے ساتھ عمرہ کے لئے جاناجائز نہ ہوگا۔

سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت اور ائمہ کا اختلاف:

جواب نمبر (۵) حج واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ حج کے شرائط پائی جائیں۔

حج کے شرائط پانچ ہیں:(۱) مسلمان ہونا،(۲) عاقل ہونا، (۳) بالغ ہونا، (۴) آزاد ہونا، (۵)استطاعت کا ہونا ۔

لہذا اس شخص پر حج فرض نہ ہوگا جن میں ان مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے۔

حج کے مذکورہ پانچ شرائط میں سے ایک شرط استطاعت ہے، لہذا اس شخص پر حج واجب نہ ہوگا ،جس میں استطاعت کی صفات پوری طرح نہ پائی جائے،اور استطاعت کی وہ صفات جو وجوبِ حج کے لئے شرط ہے ان کی دو قسمیں ہیں:پہلی قسم میں وہ شرط ہے جو مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں ہیں، اور دوسری قسم میں وہ شرط ہے جو صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

استطاعت کی وہ شرطیں جو مردوعورت دونوں کے لئے یکساں ہیں وہ بنیادی طور پر چار ہیں:

(۱) زاد راہ اور سواری پر قدرت ہونا، (۲)بدن کی صحت کا ہونا، (۳) راستہ کا پر امن ہونا، (۴)حج کےلئے جانا ممکن ہونا ۔

استطاعت کی وہ شرطیں جو صرف عورتوں کے ساتھ خاص ہیں وہ بنیادی طور پر دو ہیں:

(۱) شوہر یا امانت دار محرم کا ہونا، (۲) طلاق یا وفات کی عدت میں نہ ہونا۔

ان دو شرطوں میں سے موضوعِ بحث یہ ہے کہ کیا عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شوہر یا امانت دار محرم کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شوہر یا امانت دار محرم کا ہونا ضروری ہے، لہذا اس عورت پر حج فرض نہ ہوگا ،جس کا شوہر یا محرم نہ ہو، یہ رائے حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، اسحاق بن راہویہؒ، عبداللہ بن منذرؒ، امام ابوحنیفہؒ اور راجح قول کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ حضرات کی ہے،علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

‘‘وحكم المرأة إذا كان لها محرم كحكم الرجل، ظاهر هذا أن الحج لا يجب على المرأة التي لا محرم لها؛ لأنه جعلها بالمحرم كالرجل في وجوب الحج،فمن لا محرم لها لا تكون كالرجل، فلا يجب عليها الحج. وقد نص عليه أحمد...وهذا قول الحسن، والنخعي، وإسحاق، وابن المنذر، وأصحاب الرأي... والمذهب الأول، وعليه العمل’’ (المغنى لابن قدامة۵/ ۳۰،مسألة امرأة موسرة لم يكن لها محرم الخ،ط:دار عالم الكتب)۔

بدائع الصنائع مینمذکور ہے کہ عورت کے ساتھ جو شرطیں مخصوص ہیں، وہ دو ہیں : پہلی شرط یہ ہےکہ عورت کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم رشتہ دار ہو،اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت پر حج فرض نہ ہوگا ،چاہے وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ، اس لئے کہ حدیث مینعورت کو محرم کے بغیر سفر سے منع کیا گیا ہے ،جس میں جوان اور بوڑھی عورت کے درمیان فرق نہیں کیا گیا ہے ،کیونکہ عورت کو دورانِ سفر سواری پر چڑھنے اور اترنے وغیرہ میں کسی بھی طرح کی ضرورت پیش آسکتی ہے ،نیزجوان عورت کے مقابلہ میں بوڑھی عورت کو زیادہ ضرورت پڑتی ہے، اس وجہ سے محرم کا ہونا ضروری ہے۔

‘‘(وأما) الذي يخص النساء فشرطان:أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج...وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم؛ لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة، والعجوز، وكذا المعنى لا يوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها، وينزلها بل حاجة العجوز إلى ذلك أشد؛ لأنها أعجز” (بدائع الصنائع۳/ ۵۴، ۵۶،فصل شرائط فرضية الحج،ط:دار الكتب العلمية)۔

ان حضرات کے دلائل:

(الف)حضرت عبداللہ بن عمر ؓسے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عورت محرم کے بغیر تین دنوں کا سفر نہ کرے۔

‘‘عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم” (صحيح البخارى،باب: في كم يقصر الصلاة: ۱۰۸۶،صحيح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره: ۴۱۸)۔

(ب) حضرت ابوسعید خدری ؓسے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو،اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر والد ، بھائی ،شوہر ، بیٹا یا محرم رشتہ دار کے بغیر کرے :

‘‘عن أبي سعيد الخدري، قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها، أو ابنها، أو زوجها، أو أخوها، أو ذو محرم منها” (صحيح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره: ۴۲۳، سنن ابى داؤد،باب في المرأة تحج بغير محرم:۱۷۲۶،سنن الترمذى،باب ما جاء في كراهية أن تسافر المرأة وحدها: ۱۱۶۹)۔

بعض روایت میں تین دن سفر کے بجائے دو دن اور بعض روایت میں ایک دن بھی مذکور ہے۔

(ج)حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں

سنیں : جن میں سے ایک یہ ہے کہ عورت دودنوں کا سفر شوہر یا محرم کے بغیرنہ کرے۔

‘‘عن أبی سعید، وقد غزا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثنتي عشرة غزوة، قال:أربع سمعتهن من رسول الله صلى الله عليه وسلم...فأعجبتني وآنقتني: أن لا تسافر امرأة مسيرة يومين ليس معها زوجها، أو ذو محرم، ...” (صحیح البخاری، باب حج النساء: ۱۸۶۴، صحیح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغیرہ: ۴۱۶،مسند احمد: ۱۱۲۹۴)۔

(د) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو ،اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اور ایک رات کا سفر محرم کے بغیر کرے۔

‘‘عن أبي هريرة رضي الله عنهما، قال:قال النبي صلى الله عليه وسلم:لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة” (صحیح البخاری،باب: في كم يقصر الصلاة: ۱۰۸۸، صحیح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغیرہ: ۴۲۰،سنن ابی داؤد،باب في المرأة تحج بغير محرم: ۱۷۲۳،سنن الترمذی،باب ما جاء في كراهية أن تسافر المرأة وحدها: ۱۱۷۰)۔

(ہ)حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی رحم محرم موجود نہ ہو ،ایک شخص نےعرض کہ یا رسول اللہ ! میں فلاں لشکر کے ساتھ جا رہا ہوں اور میری بیوی کا حج کا ارادہ ہے تو میری بیوی کس طرح حج کرے گی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا تم اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ۔

‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال:قال النبي صلى الله عليه وسلم:لا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل:يا رسول الله إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: اخرج معها’’(صحیح البخاری،باب حج النساء: ۱۸۶۲، مسند احمد : ۳۲۳۱)۔

صحیح البخاری کی دوسری روایت ‘‘فحج مع امرأتك یعنی تم عورت کے ساتھ حج کرو” مذکور ہے:

‘‘عن ابن عباس رضي الله عنهما، أنه: سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: لا يخلون رجل بامرأة، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال:يا رسول الله، اكتتبت في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجة، قال:اذهب فحج مع امرأتك’’(صحیح البخاری،باب من اكتتب في جيش فخرجت امرأته حاجةالخ: ۳۰۰۶،صحیح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغیرہ: ۴۲۴)۔

(و) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ عورت کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر حج کرنا جائز ہی نہیں ہے۔

''عن ابن عباس أنه قال: جاء رجل إلى المدينة , فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أين نزلت؟, قال: على فلانة، قال:أغلقت عليك بابها لا تحجن امرأة إلا ومعها ذو محرم'' (سنن الدار القطنی، کتاب الحج: ۲۴۴۰)۔

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں''باب حج النساء'' کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ روایتوں میں جو مذکور ہے کہ عورت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے؛ چاہے وہ سفر ایک دن کا ہو ، دودن کا ہو یا تین دن کا ہو ، تو یہ اختلاف، اختلافِ روایت کی وجہ سے ہے، اسی لئے اکثر علماء نے ان احادیث سے مطلق سفر مراد لیا ہے ، اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایت میں جو تحدید ہے، اس سے ظاہری معنی مراد نہیں ہے، بلکہ جس کا نام سفر ہے اس میں عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں ہے، ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ روایت میں مسافتِ سفر کا جو اختلاف مذکور ہے وہ آپﷺ نے مخاطب کے احوال کو سامنے رکھ کر بیان کیا ہے، یعنی جیسا مقام اور سائل ہوتا، ویسا جواب مرحمت فرماتے (فتح الباری۴/۹۲، باب حج النساء، ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

احناف کے نزدیک مسافتِ قصر سے کم میں شوہر یا محرم کے بغیر سفر کرناجائز نہیں ہے البتہ مسافتِ قصر یا اس سے زیادہ میں سفر کے لئے شوہر یامحرم کا ہونا ضروری ہے، احناف نے مسافتِ قصر اور مسافتِ قصر سے کم میں جو فرق کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ احادیث میں منعِ مقید تین دن کے ساتھ محقق ہے اور تین دن کے ماسوا میں مشکوک ہے ، لہذا متیقن کو لیا جائے گا۔

''ویحتمل أن يكون ذكر الثلاث قبل ذكر ما دونها فيؤخذ بأقل ما ورد في ذلك وأقله الرواية التي فيها ذكر البريد فعلى هذا يتناول السفر طويل السير وقصيره ولا يتوقف امتناع سير المرأة على مسافة القصر خلافا للحنفية وحجتهم أن المنع المقيد بالثلاث متحقق وما عداه مشكوك فيه فيؤخذ بالمتيقن'' (فتح الباری۴/ ۹۲، ۹۳،باب حج النساء،ط:دار الکتب العلمیۃ)۔

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اگر سفر دور کا ہوتو شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے اور سفر قریب کا ہوتوشوہر یا محرم کا ہونا ضروری نہیں ہے، اورامام احمدؒ نے عمومِ حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عورت کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر حج فرض نہ ہوگا، چاہے سفر طویل کا ہو یا قریب کا ہو، یہ امام احمدؒ کا مشہور قول ہے، امام احمد کا دوسرا قول یہ ہے کہ فرض حج کے لئے شوہر یا محرم کاہونا ضروری نہیں ہے، جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے۔

''وفرق سفيان الثوري بين المسافة البعيدة فمنعها دون القريبة وتمسك أحمد بعموم الحديث فقال إذا لم تجد زوجا أو محرما لا يجب عليها الحج هذا هو المشهور عنه وعنه رواية أخرى كقول مالك وهو تخصيص الحديث بغير سفر الفريضة'' (فتح الباری۴/ ۹۳، باب حج النساء،

ط:دار الكتب العلمية)۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کےلئے صرف فرض حج میں شوہر یا محرم کا ہونا شرط اور ضروری نہیں ہے، یہ رائے محمد بن سرینؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ حضرات کی ہے۔

''وعنه رواية ثالثة أن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب...وقال ابن سيرين، ومالك والأوزاعي، والشافعي، ليس المحرم شرطا في حجها بحال''(المغنی لابن قدامہ۵/ ۳۰، ۳۱، مسألة امرأة موسرة لم يكن لها محرم الخ،ط:دار عالم الكتب)۔

امام نوویؒ ''المجموع'' میں شوافع کاصحیح مسلک نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر عورت کا فرض حج ہو تو وہ شوہر یا محرم رشتہ دار یا قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ حج کاسفر کرسکتی ہیں، یعنی فرض حج میں محرم کا ہونا شرط نہیں ہےاور شوافع کے ایک قول کے مطابق عورت راستے کے پر امن ہونے کی صورت میں ایک قابلِ اعتماد عورت کے ساتھ بھی سفر کر سکتی ہے۔

''مذهبنا في حج المرأة وذكرنا أن الصحيح أنه يجوز لها في سفر حج الفرض أن تخرج مع نسوة ثقات أو امرأة ثقة ولا يشترط المحرم ولا يجوز في التطوع وسفر التجارة والزيارة ونحوهما إلا بمحرم وقال بعض أصحابنا يجوز بغير نساء ولا امرأة إذا كان الطريق آمنا وبهذا قال الحسن البصري وداود'' (المجموع ۸/۲۴۲، ۲۴۳، باب الفوات والاحصار، ط:دار الفكر بيروت)۔

مواہب الجلیل میں مذکور ہےکہ عورت پر حج فرض ہونے کےلئے شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے ،پس اگر کسی عورت کا شوہر یا محرم رشتہ دارنہ ہوتو ایسی عورت فرض حج میں قابلِ اعتماد عورت کے ساتھ بھی سفر کر سکتی ہے۔

''(وزيادة محرم أو زوج كرفقة أمنت بفرض)ش: يعني ويشترط في وجوب الحج على المرأة أيضا وجود زوج أو محرم فإن لم يكن لها محرم ولا زوج فيجب عليها الخروج للحج في الفرض في رفقة مأمونة'' (مواهب الجليل ـ۳/ ۴۸۸،كتاب الحج،تنبيهات حج من له قدرة على المشي،ط:دار الكتب العلمية)۔

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا مسلمان مرد کے ساتھ سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے کی گنجائش ہے ، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت ایک قابلِ اعتماد مسلمان عورت کے ساتھ سفرِ حج کر سکتی ہیں ، امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ عورت کا قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفرکرنادرست ہے۔

''قال ابن سيرين:تخرج مع رجل من المسلمين، لا بأس به.وقال مالك: تخرج مع جماعة النساء. وقال الشافعي: تخرج مع حرة مسلمة ثقة. وقال الأوزاعي: تخرج مع قوم عدول'' (المغنی لابن قدامۃ۵/ ۳۱، مسألة امرأة موسرة لم يكن لها محرم الخ،ط:دار عالم الكتب)۔

ان حضرات کے دلائل:

(الف)حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ میں ایسا امن قائم ہو جائے گا کہ ایک عورت تنہا حیرہ (عراق) سے بیت اللہ شریف آئے گی کہ جسے کسی کی کوئی پناہ حاصل نہ ہوگی۔

''عن عدي بن حاتم، قال:بينا أنا عند النبي صلى الله عليه وسلم إذ أتاه رجل فشكا إليه الفاقة، ثم أتاه آخر فشكا إليه قطع السبيل، فقال:يا عدي، هل رأيت الحيرة؟ قلت: لم أرها، وقد أنبئت عنها، قال فإن طالت بك حياة، لترين الظعينة ترتحل من الحيرة، حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحدا إلا الله..." (صحيح البخارى،باب علامات النبوة في الاسلام: ۳۵۹۵، مسند احمد: ۱۹۳۷۸، المستدرك على الصحيحين،كتاب الفتن والملاحم: ۸۵۸۲،سنن الدار القطنى، كتاب الحج: ۲۴۳۷)۔

(ب)حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج میں ازواجِ مطہرات کو حج کرنے کی اجازت دی تھی ،اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو ان کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے ان کے ساتھ بھیجا تھا۔

''عن إبراهيم، عن أبيه، عن جده، أذن عمر رضي الله عنه، لأزواج النبي صلى الله عليه وسلم في آخر حجة حجها، فبعث معهن عثمان بن عفان، وعبد الرحمن بن عوف''(صحيح البخارى، باب حج النساء: ۱۸۶۰)۔

معلوم ہوا کہ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک عورت فرض حج کا سفر قابلِ اعتماد عورت کے ساتھ بھی کر سکتی ہے،یعنی فرض حج کےسفر میں شوہر یا محرم رشتہ دار کاہونا شرط اور ضروری نہیں ہے،البتہ مالکیہ اورشوافع کے نزدیک فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر چاہے وہ نفل حج وعمرہ کا ہو یا زیارت وتجارت کا ہو، یا کوئی ایسا سفر ہو جو شرعاً واجب نہ ہو، تو ان تمام سفر میں بہرصورت شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے، یعنی ان تمام سفر میں عورت کے لئے عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا شرعا درست نہ ہوگا۔

چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''(وأما) حج التطوع وسفر الزيارة والتجارة وكل سفر ليس بواجب فلا يجوز على المذهب الصحيح المنصوص إلا مع زوج أو محرم" (المجموع ۸/ ۲۴۳، باب الفوات والاحصار، ط:دار الفكربيروت)۔

مواہب الجلیل میں مذکور ہے:

''فهم من قول المصنف بفرض أن سفرها في التطوع لا يجوز إلا بزوج أو محرم وهو كذلك فيما كان على مسافة يوم وليلة فأكثر وسواء كانت شابة أو متجالة" (مواهب الجليل ـ ۴۹۲/۳، كتاب الحج، تنبيهات حج من له قدرة على المشي،ط:دار الكتب العلمية)۔

معلوم ہواکہ مالکیہ اورشوافع کے نزدیک فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر میں شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے۔

(۳) تیسراقول یہ ہے کہ عورت کے لئےتمام سفر میں ثقہ اور قابلِ اطمینان عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے،یہ رائے امام حمادؒ اوربعض فقہاءِ شوافع یعنی شیخ ابو حامدؒ،الماوردیؒ، المحاملیؒ، البندنیجیؒ، قاضی حسینؒ، بغویؒ اور رافعیؒ وغیرہ حضرات اور ایک قول کے مطابق امام مالکؒ کی ہے۔

امام حمادؒ کا ''الفتاوی الہندیۃ'' میں قول مذکور ہے کہ عورت محرم کے بغیر نیک لوگوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے:

''وقال حماد رحمه الله تعالى لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين''(الفتاوى الهنديہ ۵/۳۶۶، كتاب الكراهية، الباب السادس والعشرون في الرجل يخرج إلى السفر ويمنعه أبواه أو أحدهما، دار الفكر)۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''هل يجوز للمرأة أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زيارة وتجارة ونحوهما مع نسوة ثقات أو امرأة ثقة فيه وجهان وحكاهما الشيخ أبو حامد والماوردي والمحاملي وآخرون من الأصحاب في باب الإحصار وحكاهما القاضي حسين والبغوي والرافعي وغيرهم (أحدهما) يجوز كالحج (والثاني) وهو الصحيح باتفاقهم وهو المنصوص في الأم وكذا نقلوه عن النص لا يجوز لأنه سفر لبس بواجب هكذا علله البغوي'' (المجموع ۷/ ۵۶،كتاب الحج،ط:دار الفكربيروت)۔

مواہب الجلیل میں مذکور ہے:

''ونص كلام الزناتي إذا كانت في رفقة مأمونة ذات عدد وعدد أو جيش مأمون من الغلبة والمحلة العظيمة فلا خلاف في جواز سفرها من غير ذي محرم في جميع الأسفار الواجب منها والمندوب والمباح من قول مالك وغيره إذ لا فرق بين ما تقدم ذكره وبين البلد هكذا ذكره القابسي انتهى'' (مواهب الجليل ـ۳/ ۴۹۲، ۴۹۳،كتاب الحج، تنبيهات حج من له قدرة على المشي،ط:دار الكتب العلمية)۔

بندہ کی رائے اور خلاصہ: سفرِ حج میں محرم کی شرط میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ عورت پر حج فرض ہونے کے لئے شوہر یا امانت دار محرم کا ہونا ضروری ہے، یہ رائے حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ،اسحاق بن راہویہؒ، عبداللہ بن منذرؒ، امام ابوحنیفہؒ اور راجح قول کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ حضرات کی ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کےلئے صرف فرض حج میں شوہر یا محرم کا ہونا شرط اور ضروری نہیں ہے، یہ رائے محمد بن سرینؒ، امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ حضرات کی ہے، البتہ مالکیہ اورشوافع کے نزدیک فرض حج کے علاوہ باقی تمام سفر میں شوہر یا محرم رشتہ دار کا ہونا ضروری ہے۔

(۳) تیسراقول یہ ہے کہ عورت کے لئےتمام سفر میں ثقہ اور قابلِ اطمینان عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے،یہ رائے امام حمادؒ اوربعض فقہاءِ شوافع یعنی شیخ ابو حامدؒ،الماوردیؒ، المحاملیؒ، البندنیجیؒ، قاضی حسینؒ، بغویؒ اور رافعیؒ وغیرہ حضرات اور ایک قول کے مطابق امام مالکؒ کی ہے۔

حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جانا:

جواب نمبر (۶) احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے عمر کی قید کے بغیر کسی بھی مسلمان عورت کو اتنی مسافت کا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے جو تین دن اور تین رات یا اس سے زیا دہ کا ہو، بعض روایت میں ایک دن ایک رات اور بعض روایت میں دودن اور دو رات بھی مذکور ہے۔

‘‘عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذي محرم’’ (صحيح البخارى، باب: في كم يقصر الصلاة: ۱۰۸۶، صحيح مسلم، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره: ۴۱۸)۔

اس لئے احناف اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت پر حج فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم رشتہ دار موجود ہو، اگر عورت کے ساتھ شوہر یا محرم رشتہ دار موجود نہ ہو یا موجود ہو، لیکن عورت کے پاس اتنی مالی استطاعت نہ ہو کہ وہ اپنے علاوہ شوہر یا محرم رشتہ دار کے اخراجاتِ سفر برداشت کر سکے، تو ایسی عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا،اس بناء پر عورت کو شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیرسفرِ شرعی یا اس سے زیادہ مقدار کا سفر حج کرنا جائز نہیں ہے، چاہے وہ عورت نوجوان ہو یا بوڑھی ہو، بلکہ ایسا سفر سخت گناہ کاسبب ہے ، کیونکہ عبادتوں کا اصل مقصود اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا ہے، اگر کسی کے حق میں سفر حج ثواب کے بجائے گناہ کا سبب ہوجائے تو ایسا سفر نہ کرنا ہی اولی وبہتر ہے ۔

چنانچہ ‘‘الفتاوى التاتارخانية’’ میں مذکور ہےکہ عورت کے لئے محرم کا ہونا اس صورت میں شرط ہے ،جبکہ عورت اور مکہ کے درمیان کی مسافت تین دن کی ہو،چاہے عورت جوان ہو بوڑھی ۔

‘‘والمحرم في حق المرأة شرط، شابة كانت أو عجوزا إذا كانت بينها و بين مكة مسيرة ثلاثة أيام، وفى التجريد:وإن كان أقل من ذلك لم يعتبر...وفى شرح الطحاوى :والمرأة فى وجوب الحج عليها كالرجل ،غير أن لها شرطين شابة كانت أو عجوزا وأحدهما:أن يكون خروجها مع زوجها أو مع ذى رحم محرم’’ (الفتاوى التاتارخانية۲/ ۱۴۹،كتاب الحج،ط:مكتبہ دار الايمان سہارنفور)۔

‘‘الفتاوى الہندیہ’’ میں مذکور ہے کہ عورت کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے ،چاہے عورت جوان ہویا بوڑھی، جبکہ عورت اور مکہ کے درمیان کی مسافت تین دن کی ہو اور

اگر تین دن سے کم ہو تو بغیر محرم کے بھی حج کرسکتی ہے (الفتاوی الھندیہ۱/۲۱۹، الباب الأول في تفسير الحج وفرضيته ووقته وشرائطه وأركانه،ط: دار الفكر)۔

بدائع الصنائع مینمذکور ہے کہ عورت کے ساتھ جو شرطیں مخصوص ہیں وہ دو ہیں: ایک یہ کہ عورت کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم رشتہ دار ہو ،اگر ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت پر حج فرض نہ ہوگا ،چاہے وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ، اس لئے کہ حدیث میں جوان اور بوڑھی عورت کے درمیان فرق نہیں کیا گیا ہے ،کیونکہ عورت کو دورانِ سفر سواری پر چڑھنے اور اترنے وغیرہ میں کسی بھی طرح کی ضرورت پیش آسکتی ہے ،نیز جوان عورت کے مقابلہ میں بوڑھی عورت کو زیادہ ضرورت پڑتی ہے اس وجہ سے محرم کا ہونا ضروری ہے ۔

''(وأما) الذي يخص النساء فشرطان:أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج...وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم؛ لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة، والعجوز.وكذا المعنى لا يوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها، وينزلها بل حاجة العجوز إلى ذلك أشد؛ لأنها أعجز" (بدائع الصنائع۳/ ۵۴، ۵۶، فصل شرائط فرضية الحج،ط:دار الكتب العلمية)۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب ''عورت کا محرم کے بغیر حج ''کے استفتا ء میں عملی طور پر عورت کے لئے محرم رشتہ دار کے ساتھ سفرِ حج کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

شرعی اور فقہی نقطۂ نظر سے ہٹ کر عملی طور پر بھی سفر حج میں خواتین کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروری محسوس ہوتا ہے، آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتی ہے، مقام کی اجنبیت ازدحام اور زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے خواتین کو بار بار مدد کی ضرورت پیش آتی ہے بہت سے جگہ طویل قیام کرنا پڑتا ہے اور بہت سی دشوار قانونی کاروائیوں سے گذرنا پڑتا ہے ان مواقع پر محرم رشتہ دار یا شوہر کا قدم قدم پر تعاون مطلوب ہوتا ہے(کتاب الفتاوی ۴/۴۳، ۴۴)۔

بندہ کی رائے: عورت پر حج فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم رشتہ دار موجود ہو، لہٰذا ایسی عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا،جس عورت کا شوہر یا محرم رشتہ دار نہ ہو چاہے وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ۔

معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ اور معمر کی عمر کی حد:

جواب نمبر (۷):عمومی حالات میں عورت کے لئے شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر سفرِ حج میں جانا جائز نہیں ہے، اس کی اصل وجہ فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے، لہذا نوجوان یا ادھیڑ عمر کی عورتوں کا فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہونے کی صورت میں بھی بغیر محرم کے سفرِ حج کرنا جائز نہیں ہے، لیکن احناف کے بعض اکابر اور

مفتیانِ عظام نے ساٹھ یا ستر سالہ بوڑھی عورت کو قابلِ اعتما د لوگوں کے ساتھ بغیر محرم کےسفرِ حج کی گنجائش دینا ثابت ہے، جب کہ کوئی فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو اور قافلہ کے لوگ ضرورت کے وقت خدمت کرسکتے ہوں۔

چنانچہ الدر المختار میں مذکور ہے کہ وہ بوڑھی عورت جو قابلِ شہوت نہ ہو اس سے مصافحہ کرنے یا ہاتھ سے چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے ،جبکہ فتنہ یا معصیت کا اندیشہ نہ ہو اور جب مصافحہ کرنا یا ہاتھ سے چھونا درست ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا بھی درست ہے ،جبکہ فتنہ یا معصیت سے امن ہو ۔

''أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا''(الدر المختار على رد المحتار۹/۵۲۹، كتاب الحظر والاباحة،فصل في النظر والمس،ط:دار الكتب العلمية)۔

''الفتاوی الہندیہ '' میں امام حماد کا قول مذکور ہے کہ عورت محرم کے بغیر نیک لوگوں کے ساتھ سفر کرسکتی ہے (الفتاوی الهنديه۵/۳۶۶)۔

فیض الباری میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتےہیں کہ میرے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے، جبکہ عورت قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

''قلت :ويجوز عندی مع غير محرم أيضاًبشرط الاعتماد و الأمن من الفتنة ،و قد وجدت له مادة كثيرةً فی الأحاديث ،أما فی الفقه فهو من المسائل الفتن،... وفی حاشية فيض البارى: يقول العبد الضعيف : منها أمر النبی ﷺ أبا العاص أن يرسل زينب رضی الله عنها مع رجل لم يكن لها محرماً ومجيئ عائشة رضی الله عنها فی قصة الإفک'' (فيض البارى۲/ ۵۳۴،كتاب التقصير الصلاة،باب: في كم يقصر الصلاة،ط: دار الكتب العلمية)۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ''بوڑھی عورت کے لئے سفر بلا محرم کے جواز ''کے جواب میں بوڑھی عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کی گنجائش دینا مذکور ہے(امداد الفتاوی ۴/۲۰۱ ، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)۔

حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ ''کسی عورت کادوسری عورتوں کے ساتھ حج کرنا '' کے جواب میں رقمطراز ہیں :

''صورتِ مسئولہ میں ڈاکٹر آمنہ صاحبہ اگر مضطرب ہیں اور مضطر ہیں اور شوہر کی اجازت ہے مگر وہ خود جانہیں سکتا اور کوئی محرم بھی نہیں ہے تو از روئے قرآن شریف حالتِ اضطراری میں جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :''فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه''(البقرة: ۱۷۳)،اس صورت میں فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی میں کسی مسئلہ میں سختی ہو اور امام مالک کے مذہب میں سختی نہ ہو تو مذہبِ مالک پر عمل کرنے کی اجازت خود فقہٗ حنفی دیتا ہے، بلکہ اس پر فتوی حنفی دے سکتا ہے '' (فتاوی

محمودیہ ۱۰/ ۳۳۱ تا ۳۳۳، باب اشتراط المحرم للمرأة)۔

مفتی فرید صاحبؒ ''ایر پورٹ پر محرم موجو د ہے تب بھی سفر بغیر محرم کے جائز نہیں '' کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ''البتہ ضرورت کے وقت امام شافعیؒ اور حماد کے قول پر فتوی دینا ناجائز نہیں ہے '' (فتاوی فریدیہ ۴/ ۲۳۲، ۲۳۳)۔

مفتی سلمان منصور پوری '' کیا بوڑھی عورت بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے '' کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاوی سے ۶۰-۷۰ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابلِ اعتماد لوگوں کےقافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی(کتاب النوازل۷/۶۲۱) ۔

بندہ کی رائے: عورت کو اولاً یہ کوشش کرنا چاہئے کہ وہ اپنے کسی ذی رحم محرم رشتہ دار کے ساتھ سفر حج کرے ،پھر بھی اگر عورت کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار حج کے سفر میں جانےکے لئے تیار نہ ہو یامحرم رشتہ دار کے ساتھ سفر حج کا کسی مجبوری کی وجہ سے نظام نہ بن پا رہا ہو اور ایسی عورت اخیر عمر تک سفر حج نہ کر سکے، تو انشاء اللہ وہ گنہگار نہ ہوگی ،اس کے باوجود اگر کوئی بوڑھی عورت حج کے لئے جانا چاہتی ہو تو ایسی صورت میں صرف اس بوڑھی عورت کو جو قابلِ شہوت نہ ہو ،نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفرِ حج کی بدرجۂ مجبوری گنجائش ہونی چاہئے ،لیکن اس کا خیال رکھا جائے کہ ایسی بوڑھی عورت کے ساتھ خدمت اور دیکھ بھال کے لئے کوئی عورت ساتھ میں موجود ہو ۔

ہمارے اکابر اور مفتیان عظام نےوہ بوڑھی عورت کو جو قابلِ شہوت نہ ہو اس کا اندازہ ساٹھ ،ستر سال کا لگایا ہے، اور یہی بندہ کی بھی رائے ہے۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مفتی محمد شاہد حسین قاسمی•

مسافت شرعی کے حدود:

جواب (۱): مسافت شرعی کے لئے شریعت کی نظر میں اصولا تحدید مطلوب نہیں ہے، البتہ فقہاء کرام کے مابین مسافت سفر کی تحدید میں کسی قدر اختلاف پایا جاتاہے، جو درج ذیل ہے:

حنفیہ کے نزدیک ایسی مسافت معتبر ہے جس کو سال کے سب سے چھوٹے تین دنوں میں پیدل یا اونٹ کی اوسط رفتار سے فجر تا زوال چل کر بآسانی طے کیا جاسکے، نیز اب یہ مسافت راستہ کی نوعیت پر منحصر ہوگی ،میدانی علاقوں ،پہاڑی علاقوں ،آبی راستوں میں بھی اس کے حسب حال مسافت کا اعتبار ہوگا۔

''واختلفوا فی التقدیر قال:أصحابنا مسیرة ثلاثة أیام مسیرالإبل ومشی الأقدام وهو المذکور فی ظاہر الروایات وروی عن أبی یوسف یومان وأکثر الثالث وکذا الحسن عن أبی حنیفة وابن سماعة بن محمد'' (بدائع الصنائع ۹۳،۲)۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

''والتقدیر بثلاث مراحل قریب التقدیر بثلاثة أیام لأن المعتاد من السیر فی کل یوم مرحلة واحدة خصوصا فی أقصر أیام السنة ولایصح القصر فی أقل من هذه المسافة'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱۳۴۲،۲)۔

(تین مرحلوں کی تقدیر تین دنوں کی تقدیر سے قریب ہے، اس لئے کہ عادتاً روزانہ ایک مرحلہ چل سکتاہے، خاص طورپر سال کے چھوٹے دنونمیں اوراس مسافت سے کم میں قصر صحیح نہیں ہے)۔

علاوہ ازیں عام متون وشروح میں جمہور مشائخ حنفیہ نے فرسخ ومیل کا اعتبار نہیں کیا ہے، اورصاحب ہدایہ نے اسے صحیح اورراجح قراردیا ہے، ''ولامعتبر بالفراسخ هوالصحیح'' (ہدایہ ۱۴۵،۱)، لیکن فقہاء متاخرین واکابرین نے عامۃ الناس کی سہولت اورآسانی کی خاطر مسافت کی میلوں کے ذریعہ تحدید کی ہے، اس سلسلہ میں مشائخ احناف سے تین اقوال منقول ہیں:

''قولہ هوالصحیح احتراز عن قول عامة المشائخ کأنهم قدروه بالفراسخ ثم اختلفوا فی ما

• مدرسہ چشمۂ رحمت کھرا ضلع مدھوبنی۔

بینهم فقیل أحدوعشرون فرسخا وقیل ثمانیة عشر وقیل خمسة عشر، والفتوی علی ثمانیة عشر، کذا فی المحیط'' (ہدایہ ۱،۱۴۵)۔

(۱)۲۱،فرسخ(۶۳میل)

(۲)۱۸،فرسخ(۵۴میل)

(۳)۱۵،فرسخ(۴۵میل)

ائمہ خوارزم کا مفتی بہ قول ۱۵،فرسخ ہے جسے اکابرین نے بھی اختیار فرمایاہے کہ انگریزی حساب سے ۸۲،کیلومیٹر ۲۹۶میٹر ہے۔

''فی البحر عن المجتبی فتوی أکثر أئمة خوارزم علی خمسة عشر فرسخا، قلت: وهذا أقرب إلی ما علقه البخاری ولخصه کان ابن عمروابن عباس یقصران ویفطران فی أربعة برد وهو ستة عشر فرسخا'' (اعلاء السنن۷،۲۸۳وکذا البحرالرائق ۲،۱۲۹،حاشیة الطحاوی ۴۲۱،عمدة القاری ۵،۳۸۵، امدادالمفتین۱،۲۶۳)۔

امام ابوحنیفہ کے پیش نظریہ روایت ہے: ''یمسح المقیم یوما ولیلة والمسافر ثلاثة أیام '' (رواہ مسلم، کتاب الطهارة ۸۵، ابودائود۶۱، نسائی ۸۸،ابن ماجہ ۸۶ ، احمد فی مسنده ۱،۹۶)۔

(مقیم موزہ پر مسح ایک دن اورایک رات کرے اورمسافر تین دن)۔

موزوں پر مسح کے لئے تین دن ورات مسح کی گنجائش ہے اوریہ سہولت مسافروں کواسی وقت میسر ہوسکتی ہے کہ کم وبیش تین دن ورات کی مسافت طے کی جائے۔

''وحاصله أن کل مسافر یمسح ثلاثة أیام فلوکان السفر الشرعی أقل من ذلک لیس مسافر لایمکنه مسح ثلاثة أیام وقدکان کل مسافر یمکنه ذلک'' (البحرالرائق۲،۲۲۱)۔

تاہم اس پراحناف بھی متفق ہیں کہ اگر سرعت رفتار کی بناپر کم وقت میں زیادہ مسافت طے کرلی جائے تب بھی اس کے احکام مسافروں ہی کے ہوں گے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''وإذا قصد بلدة وإلی مقصده طریقان أحدهم مسیرة ثلاثة أیام ولیالیها والآخر دونها فسلک الطریق إلا بعد کان مسافرا عندنا هکذا فی فتاوی قاضی خان''(درمختار علی هامش الرد ۱،۵۲۷،خلاصة الفتاوی ۱،۱۹۸، والبحرالرائق۲،۱۲۹)۔

(اورجب کسی شہرکا قصد وارادہ ہواوروہاں تک پہونچنے کے دوراستے ہوں: ایک تین دن ورات کی مسافت اوردوسرا اس سے کم،لیکن طویل راستہ اختیارکرے تو مسافر ہوگا)۔

مالکیہ ،شوافع اورحنابلہ کے نزدیک سفر کی وہ مسافت جس سے احکام بدل جاتے ہیں چار برید ہے:

''عن عبدالله ابن عباسؓ أن النبی صلی الله علیه وسلم قال یا أهل مکةلا تقصروا فی الصلوة أدنی من أربعة بردمن مکة إلی عسفان'' (دارقطنی ۱،۳۸۷،وکذا عمدة القاری ۳،۵۳۱)۔

(حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا کہ مکہ والو! چار برید سے کم کی مسافت میں نماز قصر نہ کرو، جیسے مکہ سے عسفان تک)۔

اورایک برد چارفرسخ کے برابر ہے اورایک فرسخ تین ہاشمی میل ہوتاہے(قدیم دورمیں ایک میل کی مقدار چارہزار ذراع تھی، یہی میل ہاشمی ہے،آج کی پیمائش میں اس کی مقدار۱۶۹میٹر ہوتی ہے)تواس طرح اڑتالیس میل ہوئے، اس روایت کی سند میں اگر چہ ایک راوی ضعیف ہے، کماذکرہ العینی، تاہم چونکہ مدار اصل مذہب کا تین دن کی مسافت پر ہے، اس کومحض تائید کے لئے پیش کیا گیاہے اورتائید مینضعیف حدیث بھی کافی ہے، اس لئے استدلال میں کوئی مضائقہ نہیں(ماخوذ جواہرالفقہ ۴۲۷،۳)، اور بنو امیہ کے میل سے ایک فرسخ ڈھائی میل کے برابر ہوتاہے تواس صورت میں مسافت چالیس میل ہوگی (ردالمحتار ۷۳۵،۱، احسن الفتاوی ۹۱،۴، فتاوی شیخ الاسلام ۴۹،احکام السفر۳۴)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنے رسالہ ''اوزان شرعیہ'' میں رقمطراز ہیں:

محققین علماء ہندوستان نے ۴۸میل انگریزی کو مسافت قصر قراردے دیا ہے جو اقوال فقہاء مذکورین کے قریب قریب ہے، اوراصل مدار اس کا اسی پر ہے کہ اتنی ہی مسافت تین دن تین رات پیادہ مسافر قطع کرسکتاہے اورفقہاء حنفیہ کے مفتی بہ اقوال میں سے جو فتوی ائمہ خوارزم کا ۱۵فرسخ کا نقل کیا گیاہے ،وہ تقریبا اس کے بالکل مطابق ہے، کیونکہ پندرہ فرسخ ۴۵میل شرعی ہوتے ہیں، اورشرعی میل انگریزی میل سے دوسو چالیس گز بڑا ہوتاہے تو ۴۵ میل شرعی ۴۸ میل انگریزی سے کچھ زیادہ متفاوت نہیں رہے (جواہرالفقہ ۴۲۷،۳)۔

ایضاح المسائل میں ہے:

''۴۵میل شرعی کا اعتبار کیاجائے تو میٹروں کے حساب سے ۸۲کیلو میٹر ۲۹۶ میٹر مسافت سفر بنتی ہے تو معلوم ہواکہ شرعی میل کے لحاظ سے ۸۲کیلو میٹر ۲۹۶میٹر سے کم کی مسافت میں قصر جائز نہیں ہوگا ''(ص: ۶۸)۔

واضح رہے کہ آج کل تو ہرشہر ،قصبہ، دیہات وغیرہ کے حدود میں حکومت اورکارپوریشن (مونسپلٹی نگر پالیکا) نے آبادیوں کے حدود الگ الگ مقرر کئے ہوئے ہیں۔

الحاصل سفر شرعی کی مسافت کی تعیین میں صحابہ، تابعین اورائمہ مجتہدین کے مذاہب مختلف ہیں، امام ابوحنیفہ کے روایات بھی اس سلسلہ میں مختلف ہیں،لیکن ان تمام اقوال میں صحیح اورراجح مذہب امام ابوحنیفہ کامعلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقدار کی تحدید میلوں وغیرہ سے نہ کی جائے، بلکہ تین دن، تین رات میں جس قدر مسافت انسان پیدل چل کر بآسانی طے کرسکے، یااونٹ کی سواری پر بآسانی طے کرے، وہ مقدار مسافت شرعی ہے، نیز تین دن تین رات سے یہ مراد نہیں لیاجاسکتاکہ مسلسل چلتا رہے، بلکہ صبح سے زوال تک متوسط چال سے چلنا مراد ہے۔

احقرکے نزدیک راجح ائمہ خوارزم کا مفتی بہ قول ہے جو ۱۵؍فرسخ ہے یعنی ۴۵میل شرعی اورانگریزی حساب سے ۸۲کیلو میٹر ۲۹۶میٹر ہے، جو استفادہ کے اعتبار سے آسان بھی ہے۔

محرمات ابدیہ اوران کے صفات:

جواب (۲،۳) :محرم اعزہ واقارب میں سے وہ اقارب مراد ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، وہ تین طرح کے رشتہ دار ہیں:

''والمحرم من لایجوز لہ مناکحتھا علی التابید بقرابۃ أورضاع أو صھریۃ'' (درمختار ۴۶۴؍۴، وکذا امدادالفتاوی۲؍۲۰۱)۔

۱۔ قرابت، ۲۔رضاعت، ۳۔ صھریت۔

(الف) قرابت سے مراد باپ، دادا،پردادا اوران کا آبائی سلسلہ،بیٹا، پوتا، نواسہ اوران کا آبائی سلسلہ اولاد بھتیجا، بھانجہ،چچا اورماموں۔

(ب)رضاعت سے مراد رضاعی باپ،چاچا،دادا اورماموں وغیرہ

(ج)صھریت سے مراد خسر اوران کاآبائی سلسلہ، شوہر کی اولاد، داماد وغیرہ، نیز جن لوگوں سے عارضی طورپر نکاح حرام ہے، مثلاپھوپھا،خالو،بہنوئی یہ محرم نہیں ہیں، کیونکہ پھوپھی،خالہ اوربہن کے انتقال اوران کو طلاق دینے کے بعد نکاح کی حرمت ختم ہوجاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بہنوئی محرم میں داخل نہیں ہے، نہ اس کے ساتھ عام سفر اورنہ ہی سفرحج درست ہے۔

صفات محرم:

۱۔ مسلمان عاقل وبالغ ہو، ۲۔ مامون ہو،۳۔ مجوسی، فاسق نہ ہو۔

حالت سفر میں عورتوں کی عصمت وناموس کی حفاظت جس قدر شوہر یا محرم کرسکتاہے وہ عورتوں کی جماعت نہیں کرسکتی، کیونکہ عورتیں اپنی عصمت وناموس کی حفاظت خود نہیں کرسکتیں توپھر وہ دوسروں کی کیاکرسکتی ہیں، اوراز روئے حدیث ''مارأیت من ناقصات عقل ودین أذھب للب الرجل الحازم من إحداکن''(بخاری شریف۱؍۴۴)۔

(حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: باوجود عقل اوردین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقلمند اورتجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنادینے والا نہیں دیکھا)۔

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایخلون رجل بإمرأۃ ولا تسافر امرأۃ إلا ومعھا محرم'' (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح۱؍۲۲۱،کتاب المناسک۔ وکذا مظاھرحق جدید۳؍۲۶۶)۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد

فرمایا ''کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اورنہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے)۔

ہدایہ میں ہے:

''ویعتبر فی المرأة أن تکون لها محرم تحج به أو زوج ولایجوز لها أن تحج بغیرهما إذاکان بینها وبین مکة ثلاثة أیام''(۲۱۳،۱،کتاب الحج، وکذا بدائع الصنائع ۲۹۹،۲،وکذا درمختار ۴۶۴،۲)۔

(یعنی عورت میں معتبر یہ ہے کہ محرم یا شوہر کے ساتھ سفر حج کرے اوران دونوں کے بغیر حج جائز نہیں ہے، بشرطیکہ عورت مکہ کے درمیان فاصلہ تین دن کا ہو)۔

فتاوی خانیہ میں ہے:

''عورت کو جب تک محرم میسر نہ ہو حج کو نہ جائے، مگر یہ کہ وہ ایسے وقت میں پہونچ جائے کہ حج سے قاصر ہو، ایسی صورت میں حج بدل کے لئے بھیج دے ،بہرحال اس سے پہلے حج جائز نہیں ہے ،کیونکہ محرم کے وجود کا گمان باقی ہے '' (الفتاوی الخانیہ علی هامش الهندیہ ۳۸،۱)۔

مذکورہ بالا تفصیلات امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق ہے، البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک سفر یا سفر حج کے لئے محرم شرط نہیں ہے، بشرطیکہ رفیق سفر معتبر وثقہ عورتیں ساتھ ہوں اورمامون ہوں۔

دلیل:۔ فرمان الہی ''وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا''(سورہ آل عمران: ۹۷)۔

(اور اللہ کے (خوش کرنے کے لئے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض)ہے،(مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے)یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے) کے سبیل کی)۔

اللہ تعالیٰ کا خطاب ناس سے ہے جس میں مرد وعورت متفقہ طورپر شامل ہے، لہذا جب زادوراحلہ ہوتو وہ صاحب استطاعت ہے اورجب اس کے ساتھ ثقہ عورتیں ہوں اورفساد سے مامون ہو تواس پر حج فرض ہے۔

''وقال الشافعی یجوز لها للحج إذا خرجت فی رفقة ومعها نساء ثقات لحصول الأمن بالمرافقة'' (شرح فتح القدیر ۴۲۶،۲)۔

(امام شافعیؒ نے فرمایاجب رفیق سفر معتبر عورتیں ہوں تو بلامحرم نکلنا حج کے لئے جائز ہے، امن کے حصول کے سبب رفق کے ساتھ)۔

''کما أجاز المالکیة والشافعیة للمرأة أن تسافر للحج الواجب مع الرفقة المامونة ولم یقل بذلک الحنفیة اوالحنابلة وقد سبق تفصیلہ وألحق المالکیة بالحج سفرها الواجب ،فیجوز لها أن تسافر مع الرفقة المامونة من النساء الثقات فی کل سفر یجب علیها'' (الموسوعة الفقهیہ ۳۰۸،۲۵،وکذا تحفة الفقهاء۳۸۸،۱،وکذا مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ۳۸۶،۵،فتاوی

التاتارخانیہ ۲،۴۳۴)۔

(جیساکہ مالکیہ وشافعیہ نے اجازت دی ہے کہ عورت واجب حج کے لئے مامون رفیق کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، اور حنفیہ اورحنابلہ اس کے قائل نہیں ہیں،اور اس کی تفصیل گذرچکی اورمالکیہ نے سفرحج کے ساتھ واجب سفر کو شامل کیاہے، لہذا اس کے لئے جائز ہے کہ معتبر عورتوں کی مامون جماعت کے ساتھ ہر واجب سفر کے لئے جاسکتی ہے)۔

''عن الزهری قال: ذکر عنہ عائشۃ أم المومنین رضی اللہ عنها المرأۃ لاتسافر إلا مع ذی محرم ؟ قالت عائشۃ ''لیس کل النساء تجد محرما''وهو قول ابن سیرین وعطاء وهو ظاهرقول الزهری وقتادۃ والحکم وهو قول الاوزاعی وما لک والشافعی وابن سلیمان وجمیع أصحابهم'' (المحلی۷،۲۴۔وکذا الام۲،۱۱۷ محمد بن ادریس شافعی، کذا مغنی ۳،۳۳۷)۔

(زہری سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاسے تذکرہ کیا، کیاعورت محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیاسب عورتوں کو محرم میسر نہیں ہے،یہ قول ابن سیرین،عطاء اورزہری کا ظاہر القول، قتادہ، حکم، اوزاعی کاہے اورامام مالک وشافعی وابن سلیمان اوران کے جملہ اصحاب کا ہے)۔

جواب:۔۳،۲ کا حاصل کلام یہ ہے کہ عام حالات میں عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے سفر کرنا جائز نہیں ،حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ر وایت سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اوریہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے، لیکن کسی فتنہ میں مبتلاہونے کا اندیشہ نہ ہواورنیک عورتیں ساتھ ہوں تواس کو کافی قراردیتے ہوئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر کی اجازت ہے، امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

فیض الباری میں ہے:

''فی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفرإلا مع محرم قلت:ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث أما فی الفقہ فهو مسائل الفتن''(فیض الباری۲،۳۹۷،وکذا العرف الشدی شرح سنن الترمذی۲،۴۷۲)۔

(فقہ حنفی کی عام کتابوں میں بلامحرم سفرجائز نہیں ہے، میں کہتاہوں اورمیرے نزدیک بغیر محرم کے بھی سفر جائزہے، بشرطیکہ اعتماد ہو اورفتنہ سے مامون ہو، اورمیں نے اس قسم کی بہت سے مواداحادیث کے ذخیرہ میں ہیں، جہاں تک فقہ کا معاملہ ہے تووہ آزمائشوں والا مسئلہ ہے)۔

حاشیۃ فیض الباری میں ہے:

''منها أمرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم أبا العاص أن یرسل زینب رضی اللہ عنها مع رجل لم یکن لها محرم--- ومجئی عائشۃ رضی اللہ عنها فی قصۃ الإفک''(۲،۳۹۷) ۔

(اس میں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاصؓکو حکم دیاکہ زینبؓ کو ایک شخص کے ساتھ بھیجے، حالانکہ ان کا وہ محرم نہ تھا،اورحضرت عائشہؓ کا

بہتان والے قصہ میں بغیر محرم کے آنا)۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

حنفی مذہب میں تواس صورت میں بھی اجازت نہیں اورشافعی مذہب میں اگر ثقہ عورتیں ہمراہ ہوں تواجازت ہے اورحنفی کو کسی خاص مسئلہ میں شافعی کی تقلید بوقت ضرورت جائزہے اورضرورت کا فیصلہ میں نہیں کرسکتا(مجالس حکیم الامت۳۹۰۔مرتب حضرت مفتی محمدشفیع نوراللہ مرقدہ)۔

واضح رہے کہ علاء الدین الحصکفیؒ نے وضاحت کی ہے کہ ضرورت سے مراد یک گونہ مشقت ودشواری ہے ''الظاھر أنہ أراد بالضرورہ مافیہ نوع مشقۃ'' (ردالمحتار ۱،۳۵۶)۔

بخاری شریف میں ہے:

''لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف أحدا إلا اللہ''(۱،۵۰۷)۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوپیشین گوئیاں سنارہے تھے کہ ایسازمانہ بھی آئے گا اوراتنا امن وسکون ہوگاکہ ایک عورت حیرہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کرے گی اورکوئی خوف وڈر سوائے اللہ کے نہ ہوگا)۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے کلام کی روشنی میں اس حدیث کی توضیح ہوسکتی ہے کہ فتنہ نہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے اکیلے سفر کی گنجائش ہے۔

پتہ چلاکہ اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو،مثلاکوئی شخص ریاض میں رہتاہو اوروہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتاہوتو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار سوارکرادیں اورریاض میں اس کاشوہر ایئرپورٹ آکر اسے لے لے تواس کی اجازت ہے۔

جواب (۴): عمرہ لغت میں زیارت کوکہتے ہیں۔

اصطلاح شرع:۔ بیت اللہ کی مخصوص طور پرزیارت کانام عمرہ ہے۔

عمرہ کا حکم :۔عمرہ پوری عمر میں ایک مرتبہ حج کی طرح فرض ہے(الفقۃ علی المذاہب الاربعۃ ۱،۶۳۲)۔

فرمان الہی ہے: ''وأتموالحج والعمرۃ للّٰہ'' (التوبہ : ۱۹۶)۔

(اورپورا کرو حج اورعمرہ کو اللہ کے لئے)۔

حدیث عائشۃ قالت:یارسول اللہ ھل علی النساء جہاد قال نعم علیھن جہاد لا قتال فیہ:الحج والعمرۃ'' (رواہ احمد وابن ماجہ)۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیاعورتوں پر جہاد ہے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں، اس پر جہاد ہے، جس میں خون بہانا نہیں ہے، وہ حج اورعمرہ ہے)۔

اسی طرح ایک اورحدیث میں ہے:

''وقال ابن عمرؓ لیس أحد إلا وعلیہ حجۃ وعمرۃ، وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما أنھا لقرینتھا فی کتاب اللہ وأتموالحج والعمرۃ للہ''(تفہیم البخاری)۔

(ابن عمررضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر(صاحب استطاعت) پر حج وعمرہ واجب ہے)۔

سفرشرعی یعنی تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا طے کرنا عورتوں کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر درست نہیں ہے، کیونکہ عبادتوں کا اصل مقصد بندگی اور رضاء الہی کا حاصل کرنا ہے، نیز تجربات ومشاہدات کی روشنی میں طویل سفر، بھیڑ اورزبان سے عدم واقفیت اورآب وہوا کی تبدیلی کے سبب طبیعت کی خرابی یقینی ہے، اس وقت قدم قدم پر محرم یاشوہر کا تعاون وتناصر مطلوب ہے، اس لئے فقہاء کرام نے محرم کی شرط رکھی ہے، لہذا اگر محرم یا شوہر عورت کے سفر کے ساتھ میسر نہ ہویا وہ اتنے اخراجات ادا کرنے کی متحمل نہ ہوتو عمر ہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ ملکر وہ عمرہ کے لئے سفر نہیں کرسکتی، اس لئے کہ اس کے احکام سفر حج جیسے ہیں۔

سفرحج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت اورائمہ کا اختلاف:

جواب(۵): امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کے لئے محرم یا شوہر کے ساتھ سفر شرائط حج میں سے ہے، جس طرح زاد اورراحلہ شرائط حج میں سے ہے اوریہ وجوب حج کے لئے شرط کا درجہ رکھتی ہے:

''ولنا ماروی أبوھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا ذی رحم محرم علیھا'' متفق علیہ(بخاری شریف۱۰۸۸۔ مسلم ۱۳۳۹)۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اوریوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کوئی دن ورات کا سفر بھی بغیر محرم کے کرے)۔

''وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال:قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم لایخلون رجل بامرأۃ ولاتسافر امرأۃ إلا ومعھا محرم'' متفق علیہ(مشکاۃ المصابیح۲۲۱،۱کتاب المناسک)۔

حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ وارد ہوا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ،وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاکہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، الایہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم موجود ہو اورنہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے،یہ سن کر ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی حج کے لئے جارہی ہے، اورمیرانام فلاں غزوے کے لئے لکھا جاچکاہے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جائو اوراپنی بیوی کے ساتھ حج کرو (مسلم حدیث نمبر ۱۳۴۱)۔

''وجہ ماذکرہ القاضی:إن ھذا من شرائط وجوب الحج علیھا ولایجب علیھا ولایجب علی

الانسان تحصیل شرائط الوجوب، بل إن وجد الشرط وجب وإلا فلا''(بدائع الصنائع ٢،٣٠٠، وهکذا الموسوعۃ الفقهیۃ ٢،٣٠٠)۔

(قاضیؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ وجوب حج کے شرائط میں سے ہے اورانسان پر وجوب کے شرط کا حصول واجب نہیں ہے، بلکہ اگر شرط پائی جائے تووواجب ہے ورنہ نہیں)۔

وجوب حج کے شرائط میں سے صاحب استطاعت وطاقت ہے، اس میں جملہ مذاہب کا اتفاق ہے، البتہ استطاعت کی تفسیرمیں اختلاف ہے، جس طرح عورت صاحب استطاعت ہو کی تفسیرمیں اختلاف ہے:

''هذه هی شروط وجوب الحج عندالحنفیۃ وهناک شروط أخری یقال لها شروط الأداء لأن الحنفیۃ یفرقون بین الوجوب وبین الأداء ...'' (وکذا الفتاوی الهندیہ ١،٢١٩ ومثلہ فی البحرالرائق ٢،٣١٥)۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک شرط وجوب الحج اوروجوب اداء الحج میں فرق ہے، چنانچہ وجوب حج تو یہ ہے کہ زاد سفروسواری کی قدرت اورحاجت اصلیہ سے زیادہ اتنامال ہوکہ حج پر جاآسکے ،گھروالوں کا نفقہ ادا کرے اورتین دن یا اس سے زیادہ مکہ کی مسافت ہو، وجود اداء یہ چارہیں :

١۔جسم وجان کے اعتبار سے صحیح وسالم۔ ٢۔راستہ مامون ہو۔ ٣۔شوہر یا محرم عورت کے ساتھ ہو، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ ۴۔عورت معتدہ نہ ہو (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ١،٥٨۶)۔

مالکیہ کے نزدیک: استطاعت یہ ہے کہ مکہ یاقریب کی جگہ پہونچنا ممکن ہو؛ خواہ امکان مادی ہو، پیدل چلکر یا سواری پر سوارہوکر، نیز سواری اپنی ہو یا کرایہ کی ہو۔

عورت کیلئے استطاعت یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم یا اطمینان بخش رفیق سفر ہو،لہذا ان میں سے کوئی نہ ہو تواس پر حج واجب نہیں ہے اوریہ مسافت دور ہوتو سواری آسانی سے دستیاب ہو اوردوری کااعتبار عورتوں کے حالات کے اعتبار سے ہے۔

''والمرأۃ ویزاد فی حق المرأۃ أن یکون معها زوج أو محرم من محارمها أو رفقۃ مامونۃ فإذا فقد جمیع ذلک فلایجب علیها الحج وأن یکون الرکوب میسورا إلیها إذا کانت المسافۃ بعیدۃ'' (الفقہ علی المذاهب الاربعۃ ١،۵١۶ ،وکذا الفقہ الاسلامی وادلتہ ٣،٢٨۴)۔

حنابلہ کے نزدیک: استطاعت زاد وراحلہ کی ایسی قدرت جواس جیسی چیز کی صلاحیت رکھتی ہو اورشرط یہ ہے کہ مطالعہ کتب،گھر،نوکر اورنفقہ اہل (علی الدوام) کی حاجت کے علاوہ مال ہو۔

اور عورت کے لئے استطاعت یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محارم میں سے کوئی ہو۔

''أما المرأۃ فإنہ لایجب علیها الحج إلا إذا کان معها زوجها أو أحد من محارمها کأخ''

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱،۵۸۷)۔

شافعیہ کے نزدیک: استطاعت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ استطاعت بالنفس ۲۔ استطاعت بالغیر

استطاعت بالنفس کا تحقق چند امور کے ذریعہ یہ ہے:(۱)زاد راہ کی قدرت وغیرہ، (۲)راحلہ کا وجود اوریہ مطلقا عورت کے حق میں معتبر ہے، خواہ مسافت لمبی ہو یاچھوٹی، (۳) راستہ مامون ہو،(۴)پانی،زادراہ اورراستہ میں چارہ کا نظم ہو،(۵)عورت کے ساتھ شوہر یا اس کامحرم یا معتبر عورتیں دو یا اس سے زیادہ ساتھ ہوں ،اگر ایک عورت ساتھ ہوتو حج فرض نہیں (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۱،۵۸۸، نہایۃ المحتاج الی شرح النہایۃ ۳،۲۵ ، وکذا درمختار ۲،۴۶۴، وکذا الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۲۰۴۸)۔

خلاصہ کلام : سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت وجوب حج کی ہے ،لہذا بلامحرم یا شوہر عورت پر حج واجب نہیں ،یہ امام ابوحنیفہ اورامام احمد بن حنبل کا قول ہے، اورامام شافعی ومالک کے نزدیک عورت کے لئے محرم کی شرط وجوب حج کے لئے نہیں ہے۔

جواب ۶۔ مالی استطاعت کے اعتبارسے ایک عورت پر حج فرض ہے، لیکن کوئی محرم نہیں ہے جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اورشخص کے اخراجات کو برداشت کرسکے، ایسی صورت میں علی اختلاف الائمہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی ،دلائل اس سے پہلے مذکور ہوئے۔

حالات اورفتنہ کے اندیشہ کے پیش نظر بلامحرم یا زوج سفر حج سے منع کیا گیاہے، اس لئے کہ عورت کے حق میں محرم کی شرط اورضرورت حج سے محرومی کاباعث نہیں، بلکہ اس کی عصمت وناموس کی حفاظت اوربچاؤ کے لئے ہے، جس کے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں ،لہذا عورتوں کو چا ہئے کہ احکام شریعت کی قدر کریں اورشریعت کو محسن جانیں(ماخوذ فتاوی رحیمیہ ۶،۶۷)۔

مختصر یہ کہ استطاعت مالی سے نفس وجوب حج عورت پر ہوگیا یا نفس وجوب نہیں ہوا، مفصل فقہاء کے اقوال دلائل کے ساتھ بیان ہوچکے ۔

نفس وجوب کی صورت میں حج بدل کی وصیت لازم ہوگا اوردوسرے قول پر واجب نہیں، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ وصیت کی جائے۔

الفتاوی الخانیہ علی ہامش الھندیہ میں ہے:۔

‘‘المرأة إذا لم تجد محرما لا تخرج إلى الحج إلى أن تبلغ الوقت الذى تعجز عن الحج فحينئذ تبعث من يحج عنها أما قبل ذلک لايجوز الحج لتوهم المحرم’’ (۱،۳۰۸)۔

یعنی عورت کو جب محرم نہ ملے توحج پر نہ جائے مگر یہ کہ ایساوقت آجائے کہ حج سے معذور ہوتو ایسی صورت میں حج بدل کرائے ،اگر ایسی صورت نہ ہوتو حج بدل

کی اجازت نہیں، ہوسکتاہے کہ محرم مل جائے۔

جواب(۷)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کی قید کے بغیر کسی بھی مسلمان عورت کو اتنی مسافت کا سفر کرنے سے منع فرمایاہے جو تین دن ورات یااس سے زیادہ میں طے کیا جاسکے،نیز ایسی بوڑھی عورت ہوکہ بظاہر اسے فتنہ کا اندیشہ نہ ہواوراس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو توبھی فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت تحریر ہے۔

''(ومنها''المحرم'' للمرأة شابة كانت أو عجوزا) إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام'' (الفتاوی الهنديہ۲۱۸٫۲، وكذا شرح نقايہ ۴۳۹٫۱،وكذا المحيط ۲۱۸٫۱،وكذا فی الخانية ۱۳۵٫۱، وكذا ملاعلی قاری ص۵۶)۔

(محرم شرط ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی جب کہ اس کے اورمکہ مکرمہ کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہو)۔

فتاوی قاضی خان میں ہے:

''وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغير محرم ولاتخلوبرجل شاباكان أو شيخا''(۸۷٫۱)۔

(فقہاء کا اجماع ہے کہ بوڑھی عورت بلامحرم سفر نہ کرے اورنہ کسی شخص کے ساتھ خلوت میں رہے؛ خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا)۔

تاہم بعض فقہاء کی عبارات اورفتاوی سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، تو قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ خاص حالات میں سفر کی اجازت ہوسکتی ہے جب کہ فتنہ سے مکمل حفاظت اور پردہ ہو۔

''أما العجوز التی لاتشتهی فلاباس بمصافتها ومس يدها إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا''(درمختار۳۶۸٫۶)۔

(بہرحال وہ بوڑھی عورت جو مشتہات نہ ہوتواس سے مصافحہ اورہاتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے،جب امن ہو اورجب چھونا جائز ہے تو سفر بھی اس کے ساتھ جائز ہے دونوں ایک دوسرے سے مامون ہوں ورنہ نہیں)۔

''لابأس للمرأة أن تسافر بغيرمحرم مع الصالحين'' (الفتاوی الهنديہ ۳۶۶٫۵ وكذا ايضاح المناسک ۶۴)۔

(عورت کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ نیکوں کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرے)۔

جہاں تک عمرکی تحدید کا معاملہ ہے توحکومت ہند نے ۷۰؍سال یا اس سے زائد معمرمردوخاتون کو تنہا سفر حج کی اجازت نہیں دی ہے، قریبی رشتہ دارمعاون کے طورپر ساتھ ہو،نیز مذکورہ عمروالے کا حادثات یا کسی وجہ سے سفر منسوخ ہوجائے تو معاون کا بھی سفر منسوخ ہوجائے گا۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر

مولانا محمد توصیف صدیقی قاسمی•

نحمده و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

جواب(١):بغیر محرم کے سفر کی ممانعت کے سلسلے میں تین قسم کی احادیث ہیں:

اول: وہ جن میں سفر کی کوئی خاص مدت کے ذکر کے بغیر ہی ہر قسم کے چھوٹے بڑے سفر کی ممانعت ہے ۔

دوم: وہ جن میں تین دن سے کم مسافت کے سفرکی ممانعت کاذکرہے ۔

سوم: وہ جن میں تین دن یا اس سے زائد مدت سفر میں عورت کو بلا محرم نکلنے کی ممانعت ہے ۔

قسم اول کی احادیث:

''لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ'' (صحیح بخاری: ١٨٦٢)۔

''لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ بَرِیْداً إِلَّا وَمَعَہَا ذُوْمَحْرَمٍ'' (سنن ابی داود: ١٧٢٧، صحیح ابن خزیمہ: ٢٥٢٦)۔

قسم دوم کی احادیث:

''لاَ یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللہ وَالْیَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ یَوْمًا وَلَیْلَةً'' (سنن ابی داود: ١٧٢٦)۔

''لاَ یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِیرَةَ لَیْلَةٍ إِلاَّ وَمَعَہَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْہَا'' (صحیح مسلم: ٣٣٣٠، سنن ابی داؤد: ١٧٢٥)۔

''لاَ تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِیرَةَ یَوْمَیْنِ لَیْسَ مَعَہَا زَوْجُہَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ (صحیح بخاری: ١٨٦٤)۔

قسم سوم کی احادیث:

''لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ تُؤْمِنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ فَصَاعِداً إِلَّا وَمَعَہَا أَبُوْہَا أَوْ أَخُوْہَا أَوْ زَوْجُہَا أَوْ اِبْنُہَا أَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِنْہَا''(سنن ابی داود: ١٧٢٨)۔

''لاَ تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلاَثًا إِلاَّ وَمَعَہَا ذُو مَحْرَمٍ '' (صحیح مسلم: ٣٣٢٢، سنن ابی داؤد: ١٧٢٩)۔

بغیرمحرم سفر کی ممانعت کی بنیاد سفر شرعی کی مسافت ہے :

بغیرمحرم کے سفر کی ممانعت کے سلسلے میں مندرجہ بالا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلے میں حکمِ ممانعت کی بنیاد (ایک/ دو/ تین دن کی) "مدتِ سفر" ہے ؛ لیکن جن روایات میں لفظ مسیرۃ آیا ہے وہ دوسری

• استاذ مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ اسکیم نمبر ٩ نیمچ، مدھیہ پردیش۔

روایات میں مذکور وقت اور مدت کو مسافت کے ساتھ مقید کرتی ہیں؛ بلکہ وقت اور مدت والی روایات کے ساتھ مل کر مسیرۃ والی روایت مسافت کی وضاحت کرتی ہے ؛ کیوں کہ وقت یا مدت کو ممانعت سفر کی بنیاد قرار دینے سے آج کے دور میں برق رفتار سواریوں کے ذریعے حدیث میں مذکور (ایک، دو یا تین) دن سے بھی کم مدت میں ہزاروں کلومیٹر کا سفرطے کرنا نہایت ہی آسان بات ہے اور سفرِشرعی کی مسافت کے بقدر راستہ طے کرنامحض چند منٹوں کا کام رہ جاتا ہے ؛ اسی لیے فقہا نے وقت کی بجائے مسافت کو حکم کی بنیاد قرار دے کر تیز رفتار مراکب کی بجائے متوسط رفتار کے مرکب کی چال کا اعتبار کیا ہے۔

چناں چہ علامہ کاسانی حنفیؒ تین دن کے مدت سفر کی شرعی مسافت بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

‘‘قال أصحابنا: مسير ثلاثة أيام سير الإيل ومشى الأقدام. وهو المذكور فى ظاهر الروايات.

وروى عن أبى يوسف: يومان وأكثر اليوم الثالث، وكذا روى الحسن عن أبى حنيفة ، وابن سماعة عن محمد. ومن مشايخنا من قدر بخمسة عشر فرسخا، وجعل لكل يوم خمس فراسخ، ومنهم من قدره بثلاث مراحل. وقال مالک : أربعة برد كل بريد اثنا عشر ميلا.

واختلفت أقوال الشافعى فيه، قيل : ستة وأربعون ميلا"، وهو قريب من قول بعض مشايخنا؛ لأن العادة أن القافلة لا تقطع فى يوم أكثر من خمسة فراسخ. وقيل: يوم وليلة ، وهو قول الزهرى والأوزاعى؛ وأثبت أقوالہ : إنہ مقدر بيومين(بدائع الصنائع ۱،۴۷۴،۴۶۸، ط:دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ تین دن کے سفر کی مسافت اڑتالیس میل ہوگی، بایں طور کہ ایک شخص اونٹ پر یا پیدل صبح سے زوال تک درمیانی چال چلے ، اور اس طرح چلنے سے وہ روزانہ پانچ فرسخ اور تین دن میں پندرہ فرسخ چلے گا، اور پندرہ فرسخ اڑتالیس میل ہوتاہے (اوزان شرعیہ، مفتی محمد شفیع عثمانیؒ)۔

یعنی تین دن کی مدت اڑتالیس میل (سوا ستتر کلو میٹر) کی مسافت میں تبدیل ہوکر یہی مسافتِ شرعی، خواتین کے ساتھ لزومِ محرم کی بنیاد ہوگی۔

جواب (۲): سفر میں محرم ساتھ ہونے کی شرط کے سلسلے میں فقہاء کے مذاہب:

مذکورہ بالاتمام احادیث کے عموم سے اول تو ہر طرح کے سفر میں عورت کے ساتھ اپنامحرم یاشوہرہوناضروری معلوم ہوتاہے۔

دوم یہ کہ ان احادیث میں بعض میں صراحت ہے کہ تین دن یا اس سے زائد کے سفر میں محرم ہونا لازم ہے جس کے مفہوم مخالف سے تین دن یا تین مراحل سے کم کے سفر میں محرم کے بغیر عورت کا نکلنا جائز معلوم ہوا، جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور ترین کتاب ہدایہ میں ہے کہ عورتوں کو بغیر خاوند یا محرم کے ایسی جگہ کا سفر کرنا مباح وجائز

ہے جس کی مسافت سفر شرعی تین دن سے کم ہو " (ہدایہ۱،۲۳۳)۔

لہذا ''ثلاثۃ ایام " والی احادیث سے تین دن سے کم کا سفر جائز ہوا۔

لیکن ان میں بعض دیگر احادیث سے دو دن اور بعض سے ایک دن اور بعض سے ایک برید (۱۲/ میل شرعی) اور بعض احادیث میں تین میل تک کا سفر بھی عورت کے لیے بغیر محرم کے ممنوع ہونا معلوم ہورہا ہے ، نیز پہلی قسم کی روایات سے معمولی سفر میں بھی بلامحرم نکلنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے ۔

چنانچہ احادیث بالا میں اس اختلاف کی بنا پر ائمہ مجتہدین کی آرا میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ کس قدر مسافتِ سفر کی دوری کے لیے عورت کے ساتھ محرم ہونا ضروری ہے، اکثر ائمہ حضرات نے چھوٹے بڑے ہر سفر میں محرم ہونا ضروری قرار دیا ہے، امام احمد بن حنبل کی مشہور روایت یہی ہے اور امام شافعی اور امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے کہ عرف عام میں جس کو بھی سفر کہا جائے، خواہ ایک دن یا اس سے کم ہی کا ہو محرم کا ہونا لازم ہے (شوافع حضرات کے نزدیک فریضۂ حج کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے)۔

چنانچہ علامہ نوویؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:''لیس المراد من التحدید ظاہرہ بل کل مایسمی سفر فالمرأۃ منہیۃ عنہ إلا بالمحرم" (بحوالہ: اعلاء السنن۱۰،۱۰) ۔

چنانچہ ان ائمہ کرام شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ نے پہلی قسم کی بلا تحدید اور عمومی احادیث کہ جن میں علی الاطلاق محرم کے بغیر سفر کی ممانعت مذکور ہے کو رتبۃً موخر مان کر ان ہی کو راجح اور ناسخ قرار دیا ہے اور تحدید والی تمام روایات کو منسوخ قرار دیا ہے (فتح الباری)۔

لہذا ان حضرات کے نزدیک کم سے کم مسافت سفر میں بھی عورت کے لیے بلامحرم نکلنا ناجائز ہے۔

جب کہ جمہور حنفیہ نے تیسری قسم کی تحدید والی روایات یعنی ثلاثۃ ایام والی احادیث کو رتبۃً موخر اور سندًا قوی اور متواترالمعنی ہونے کی بنا پر ان ہی کو راجح قرار دیا ہے؛ لیکن دیگر عمومی احادیث یعنی دوسری اور پہلی قسم کی احادیث کو منسوخ نہیں؛ بلکہ صحیح تاویل کے ذریعے ان کو بھی معمول بہا قرار دیا ہے ؛ بایں طور کہ فتنہ وفساد والے زمانہ میں دو دن یا ایک دن کے سفر میں بھی محرم ساتھ ہونا لازم ہے اور امن وامان کے زمانے میں تین دن سے کم کا سفر بلامحرم جائز ہے ، جب کہ تین دن سے زائد کے سفر شرعی میں بلامحرم سفر کرنا حرام ہے، چناں چہ زمانۂ امن اور فساد کے اختلاف احوال ہی کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے ان احادیث میں مختلف تحدیدات بیان فرمائی ہیں۔

علامہ ابن نمیر کہتے ہیں:

''وقع الاختلاف فی مواطن بحسب السائلین'' (اعلاء السنن۱۰،۱۰)۔

یعنی احادیث بالامیں مدت سفرکا یہ اختلاف اس لیے ہوا کہ آں حضرت ﷺ نے مختلف مواقع پر پوچھنے والوں کے حالات کے موافق مختلف جوابات دیے ہیں، پس اس جواب کی رو سے مختلف زبانوں میں مختلف حکم ہو گا، یہی جواب عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ عینیؒ نے قاضی عیاضؒ کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے (عمدۃ القاری۵؍۳۸۸)۔

پس زمانۂ امن میں تین دن کی مسافت سفر میں بلامحرم نکلنا حرام ہے اور اس سے کم میں نکلنا جائز، جب کہ فتنۂ و فساد کے دور میں تین دن کے سفر میں بلامحرم نکلنا حرام اور تین دن سے کم دو یا ایک دن کے سفر میں بلامحرم کے نکلنا مکروہ ہوگا، یہی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی دوسری روایت بھی ہے اور حنفیہ کے یہاں موجودہ فتنہ والے دور میں اسی پر فتوی ہے، اس طرح حنفیہ کے یہاں تمام قسم کی متعارض احادیث پر درجہ بدرجہ عمل بھی ممکن ہوجاتا ہے، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

‘‘ولذا قال أبوحنيفة وأبويوسف مرة بكراهة خروجها مسيرة يوم واحد بغير محرم أو زوج واستحسن العلماء بالإفتاء عليه لفساد الزمان’’ (اعلاء السنن ۹؍۱۰) ۔

‘‘وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان’’ (ایضا)

رد المحتار میں ہے :

‘‘لا تسافر الأمَة بلا محرم فى زماننا لغلبة أهل الفساد وبه يفتى فتأمل’’ (ردالمحتارعلى الدرالمختار۶؍۳۶۸، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظر والمس، الناشر: دارالكتب العلميه بيروت)۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

‘‘وقد أجمع المسلمون على أنه لا يجوز لها السفر إلا على وجه تأم فيه البلاء، ثم بعض الفقهاء ذكر كل منهم ما اعتقده حافظا لها وصائنا، كنسوة ثقات ورجال مأمونين، ومنعها أن تسافر بدون ذلک.

فاشتراط ما اشترطه الله ورسوله أح وأوث، وحكمته ظاهرة، فإن النساء لحم على وضم إلا ماذب عنه، والمرأة معرضة فى السفر للصعود والنزول والبروز، محتاجة إلى من يعالجها، ويمش بدنها، تحتاج ہی ومن معها من النساء إلى قيم يقوم عليهن، وغير المحرم لا يؤمن ولو كان أتقى الخلق؛ فإن القلوب سريعة التقلب، والشيطان بالمرصاد، وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم: ما خلا رجل بامرأة إلا كان الشيطان ثالثهما’’ (شرح العمده ۴؍ ۷۷ و ۷۸، ط: دارعالم الفوائد)۔

جواب (۳):شدید ضرورت کے وقت بلامحرم سفر کرنا:

گذشتہ صفحات میں سوال نمبر۱؍ اور سوال نمبر۲؍ کے جوابات میں مذکور احادیث و اقوال فقہاء سے ثابت ہوچکا ہے کہ عورت کے لیے سفرشرعی کی مسافت کے بقدر بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں ہے ، خواہ یہ سفر کسی بھی قسم کاہو اس بات پر نصوص اور قیاس واضح طور پر دلالت کرتے ہیں؛ اس لیے اس مسئلے میں اصل یہی ہے کہ

عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ۔

سوال میں مذکورصورت اس وقت پیش آتی ہے جب شوہرروزگارکے لیے تنہاخلیجی ممالک جاتاہے اوربیوی بچے یہیں وطن میں ہی رہ جاتے ہیں، کچھ وقت گذرنے کے بعداس کے لیے بیوی بچوں کے رکھنے کی بھی گنجائش ہوجاتی ہے ، اور وہ چاہتاہے کہ وطن سے اپنے بیوی بچوں کوبھی بلالے ،جس کے لیے بسااوقات کوئی ایسامحرم بھی میسرنہیں آتاہے جواس کوبحفاظت منزل تک پہنچادے ،اگرکوئی محرم مل بھی جاتاہے تواس شخص (شوہر)کے پاس اتنے روپے نہیں ہوتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ آنے والے اس محرم شخص کے بھی اخراجات برداشت کرلے، اور اس شخص (شوہر) کو وطن جانے کی رخصت بھی نہیں ملتی ہے، اگروہ رخصت لیتاہے توملازمت جانے کاخطرہ رہتاہے ،ایسی صورت حال میں اس کے پاس یہی ترکیب رہ جاتی ہے کہ وہ بیوی کواس کے محرم رشتے دارکے ذریعے ایئرپورٹ تک اورپھرایئرپورٹ سے منزل مقصود تک بلامحرم سفرکرائے ،جب کہ منزل مقصود پر وہ خودموجودہو، ایک مسئلہ یہ ذہن نشین رہے کہ میاں بیوی کازیادہ دنوں تک علاحدہ رہنابھی دونوں کے لیے گناہ کاسبب بن سکتاہے ؛لہذا چندشرائط کے ساتھ ایساکرناجائزمعلوم ہوتاہے ؛کیوں کہ یہ حالت اضطراری ہے جس میں ناجائزاموربھی جائزہوجاتے ہیں۔

ارشادخداوندی ہے : ''فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیہ'' (البقرہ: ١٧٣)۔

لہذا چندشرائط کے ساتھ صورت مسئولہ میں سفرکی گنجائش معلوم ہوتی ہے :

(١) راستہ پر امن ہو ۔

(٢) عورت شرعی پردے کا اہتمام کرے ۔

(٣) نہ عورت کی طرف سے فتنے کا خطرہ ہو اور نہ دوسری جانب سے

(٤) کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت لازم نہ آئے ؛بلکہ برابر والی سیٹیں بھی خواتین ہی کے لیے مختص ہوں۔

جواب (٤):بغیر محرم عمرہ کے لیے جانا جائز نہیں:

عمرہ ایک نفلی عبادت ہے اور سفر میں محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا واجب ہے ؛ لہذا نفلی عبادت کے لیے واجب کو ترک نہیں کیا جاسکتا، اگر کسی عورت کا شوہر حیات ہو یا اس کے پاس محرم کا خرچ ہے تب بھی اس کا عمرہ پر جانا فرض نہیں ہے ۔

جواب (٥): سفر حج کے لیے محرم کی شرط پر فقہا کی تصریحات:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لاتحجن امرأۃ إلا ومعھا ذومحرم'' (دارقطنی٢، ٢٢٢)۔

اس حدیث اور گذشتہ صفحات میں ذکر کردہ دیگر احادیث و روایات کی روشنی میں امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہماللہ کے نزدیک سفرحج کے لیے خواتین

کے ساتھ محرم یا شوہر ہونے کی شرط ہے ۔
حنفیہ کا موقف:

ھدایہ میں ہے:''ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج ولایجوز لها أن تحج بغیرهما إذا کان بینها وبین مکة ثلاثة أیام'' (ھدایہ اول، کتاب الحج، ۲۱۵، ط: مکتبة رشیدیہ کوئٹہ،پاکستان)۔

صحیحین کی روایت ہے :

''عن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما قال:سمعت النبی ﷺ یخطب یقول: لا یخلُوَنَّ رجلٌ بامرأة إلا ومعها ذو محرم، ولا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، فقام رجل فقال:یا رسول الله، إن امرأتی خرجت حاجَّةً، وإنی اکتُتِبْتُ فی غزوة کذا وکذا، قال:انطلق فحُجَّ مع امرأتک'' (رواه البخاری فی کتاب الجهاد والسیر، باب من اکتُتِبَ فی جیش فخرجت امرأته حاجَّةً وکان له عذر، هل یؤذن له؟ ۱۰۹۴٫۳، (۲۸۴۴)، ومسلم فی کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلی حج وغیره ۹۷۸٫۲، (۱۳۴۱)۔

امام ابوبکر جصاص حنفیؒ سفرحج کے لیے خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کا تذکرہ کرتے ہوئے اس حدیث کو نقل فرمانے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''و عندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج لما روی عن النبی ﷺ أنه قال: لا یَحِلُّ لامرأةٍ تؤمن بالله والیومِ الآخِرِ أنْ تُسَافِر سفراً فوق ثَلاَثة أیَّامٍ إلا مَعَ ذی محرم أو زوج وروی عمروبن دینار عن أبی معبد عن ابن عباس قال خطب النبی ﷺ فقال لاتسافر امرأة إلا ومعهاذومحرم فقال رجل یارسول الله! إنی قد اکتتبت فی غزوة کذا و قد أرادت امرأتی تحج، فقال رسول الله ﷺ احجج مع امرأتک۔

وہذا یدل علی أن قوله لا تسافر امرأة إلا معهم ذو محرم قد انتظم المرأة إذا أرادت الحج من ثلاثة أوجه:أحدها أن السائل عقل منه ذلک، ولذلک سأله عن امرأته وہی ترید الحج ولم ینکر النبی ﷺ ذلک علیه، فدل علی أن مراده عام فی الحج وغیره من الأسفار. والثانی قوله حج مع امرأتک و فی ذلک إخبار منه بإرادة سفر الحج فی قوله لاتسافر المرأة إلا ومعها ذو محرم. والثالث أمره إیاه بترک الغزو للحج مع امرأته ولو جاز لها الحج بغیر محرم أو زوج لما أمره بترک الغزو وہو فرض للتطوع وفی ہذا دلیل أیضا علی أن حج المرأة کان فرضا ولم یکن تطوعا لأنه لو کان تطوعا لما أمره بترک الغزو الذی ہو فرض لتطوع المرأة. ومن وجه آخر وہو أن النبی ﷺ لم یسئله عن حج المرأة أ فرض ہو أم نفل و فی ذلک دلیل علی تساوی حکمهما فی امتناع خروجها بغیر محرم فثبت بذلک أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الاستطاعة ولا خلاف أن من شرط استطاعتها أن لا تکون معتدة لقوله تعالی:''لاتخرجوهن من بیوتهن ولا یخرجن إلا أن یأتین بفاحشة'' فلما کان ذلک معتبرا فی الإستطاعة وجب أن یکون

نهیہ للمرأة أن تسافر بغیر محرم معتبرا فیہا'' (احکام القرآن للجصاص ۲، ۳۰۸، ۳۰۹، ط: داراحیاء التراث،بیروت)۔

امام ابوبکرجصاص نے درج بالاعبارت میں خواتین کے لیے سفرحج میں محرم/شوہرساتھ ہونے کی شرط کے سلسلے میں تین طرح سے استدلال کیا ہے :

(۱) سائل نے رسول اللہ کے یہ فرمانے سے کہ: ''عورت بغیرمحرم سفر نہ کرے '' یہی سمجھا کہ اس سے حج کا سفر بھی مراد ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تائید بھی فرمادی، اور سائل صحابیؓ کے استفسار/فہم پر کوئی نکیر بھی نہیں فرمائی، اگر آپ ﷺ کی مراد یہ نہ ہوتی تو ضرور اس پر نکیر فرماتے ۔

(۲) آپ ﷺ نے اس حدیث میں خود ہی حکم فرمادیا کہ "اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو" اس میں یہ بات بھی یقینی ہوگئی کہ اس حدیث سے آپ کی مراد سفر حج بھی ہے ۔

(۳) اور تیسرے یہ کہ آپﷺ نے سائل (صحابی) کو غزوہ چھوڑ کر بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا، اگر عورت کا بلامحرم سفرحج جائز ہوتا تو آپ ﷺ غزوے جیسے اہم کام سے نہ روکتے ۔

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ بھی احناف کی طرح خواتین کے لیے سفرحج میں محرم کی شرط لگاتے ہیں، فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''الکافی '' میں ہے :

"فی حج المرأة ثلاثة أمور، أحدہا: لا یحل لہا السفر إلیہ بغیر محرم لما روی أبو ہریرة قال قال: رسول اللہ:لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم إلا ومعہا ذو محرم'' (الکافی لابن قدامہ ۱،۴۶۹، ط: دارالکتب العلمیہ،بیروت)۔

علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''ویعتبر للمرأة وجود محرمہا، وہو زوجہا، ومن تحرم علیہ علی التأبید بنسب أو سبب مباح ---------- أن المرأة لا یجب علیہا أن تسافر للحج، ولا یجوز لہا ذلک إلا مع زوج أو ذی محرم؛ لما روی ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ: لا تسافر المرأة ثلاثا إلا معہا ذو محرم. متفق علیہ''۔

آگے مختلف سندوں سے مزید احادیث نقل فرمانے کے بعدلکھتے ہیں:

''فہذہ نصوص من النبی ﷺ فی تحریم سفر المرأة بغیر محرم، ولم یخصص سفرا من سفر، مع أن سفر الحج من أشہرہا وأکثرہا. فلا یجوز أن یغفلہ ویہملہ ویستثنیہ بالنیة من غیر لفظ''۔

پھر علامہ ابن تیمیہ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بل قد فہم الصحابۃ منہ دخول سفر الحج فی ذلک لما سألہ ذلک الرجل عن سفر الحج، وأقرہم علی ذلک، وأمرہ أن یسافر مع امرأتہ، ویترک الجہاد قد تعین علیہ بالاستنفار فیہ'' (شرح العمدہ: ۷۵،۴ و ۷۷، ط: دارعالم الفوائد)۔

شوافع کا موقف:

امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو؛ لیکن قابل اعتماد عورتیں ساتھ ہوں جن کی وجہ سے امن ہو تو عورت فرض حج کے لیے جاسکتی ہے، موسوعۃ امام شافعی میں ہے :

''قال الشافعی وإذا کان فیما یروی عن النبی ﷺ ما یدل علی أن السبیل الزاد والراحلۃ و کانت المرأۃ تجدہا وکانت مع ثقۃ من النساء فی طریق مأھولۃ آمنۃ فھی ممن علیہ الحج عندی، واللہ أعلم'' (موسوعۃ امام شافعی: ۵، باب المرأۃ و العبد: ص ۸۳، نمبر ۹۰۲۵)۔

امام شیرازی شافعی (المہذب میں) تحریر فرماتے ہیں:

''وإن کانت امرأۃ لم یلزمھا إلا أن تأمن علی نفسھا بزوج أو محرم أو نساء ثقات'' (المھذب۱،۱۹۷)۔

امام نووی شافعیؒ مذکورہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فأی ھذہ الثلاثۃ وجد لزمھا الحج بلا خلاف، وإن لم یکن شیئ من الثلاثۃ لم یلزمھا الحج علی المذھب، سواء وجدت امرأۃ واحدۃ أم لا'' (المجموع شرح المھذب۷، ۵۵)۔

ان عبارات سے واضح ہوتاہے کہ عورت کو توشہ اور سواری کی قدرت ہوجائے اور محرم یا شوہر میسر نہ ہو تو امام شافعی کے نزدیک قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ وہ حج فرض کے لیے جاسکتی ہے ۔

لیکن علامہ أبو سلیمان خطابی شافعیؒ بغیر محرم سفرحج کی اجازت دینے کو خلاف سنت قرار دیتے ہیں، ان کا رجحان حنفیہ و حنابلہ کی طرح محرم ضروری ہونے کی طرف ہے:

''وقد حظر النبی ﷺ علیھا أن لا تسافر إلا معھا رجل ذو محرم منھا فإباحۃالخروج لھا فی سفر الحج مع عدم الشریطۃ التی أثبتھا النبی ﷺ خلاف السنۃ فإذا کان خروجھا مع غیر ذی محرم معصیۃ لم یجز إلزامھا الحج وھو طاعۃ یأمر یؤدی إلی معصیۃ'' (معالم السنن شرح سنن ابی داؤد۲ ، ۲۷۷)۔

مالکیہ کا موقف :

خواتین کے لیے سفرحج میں محرم ہونے کے قائل تو امام مالک بھی ہیں؛ امام شافعی کی طرح ان کا بھی اختلاف بس اتنا ہے کہ اگر شوہر یا محرم نہ ہو یا ساتھ چلنے کے لیے تیارنہ ہو تو عورت کے لیے بغیر محرم سفرحج جائز ہے ۔

چناں چہ علامہ حطاب رعینی مالکی فرماتے ہیں:

''ویشترط فی وجوب الحج علی المرأة أیضا وجود زوج أو محرم، فإن لم یکن لها محرم ولا زوج، فیجب علیها الخروج للحج فی الفرض فی الرفقةالمأمونة'' (مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل۲، ۵۲۱)۔

محمد بن یوسف عبدری مالکی تحریر فرماتے ہیں:

''لها أن تخرج للفرض بلا إذن الزوج وإن لم تجد محرما ولابد فی تطوع من إذنہ والمحرم، وقال خلیل فی مناسکہ: لیس من شروط استطاعة المرأة وجود زوج أو محرم علی المشهور، بل یکتفی بالرفقة المامونة، هذا فی حج الفریضة وأما فی النافلة فلا'' (التاج والاکلیل لمختصر خلیل ۲، ۵۲۱)۔

جواب (۶) :حج کمیٹی کے قافلہ کے ساتھ حج:

سوال نمبر۵ کے جواب میں گذر چکا کہ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک عورت کو سفرحج کے لیے شوہر یا محرم میسر نہ آئے تو وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے قابل اعتماد خواتین کے ساتھ سفرحج کرسکتی؛ بس دونوں اماموں کے نزدیک فرق اتنا ہے کہ امام مالکؒ عورتوں کی جماعت کی قید نہیں لگاتے ہیں، جب کہ امام شافعیؒ عورتوں کی جماعت کی قید لگاتے ہیں؛ لیکن مالکی مسلک میں بھی اکثر علماء کا رجحان اسی طرف ہے کہ عورتوں کی جماعت ہونی چاہیے ۔

قاضی شمس الدین محمد بن مفلح مقدسی حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وذکر فی المحرم، ہل ہو من شرائط الوجوب؟ روایتین: قال صاحب ''المحرر'': والتفرقة علی کلا الطریقین مشکلة، والصحیح التسویة بین ہذہ الشروط الثلاثة؛ إما نفیا، وإما إثباتا؛ لما سبق، وما قالہ صحیح. وکذا سوی ابن عقیل، وغیرہ بین الثلاثة، وأشار إلی أنہا تراد للحفظ، والراحلة تراد لنفس السعی. ونقل الأثرم :لا یشترط المحرم فی الحج الواجب .قال أحمد: لأنہا تخرج مع النساء ومع کل من أمنتہ .

وقال ابن سیرین : مع مسلم لا بأس بہ، وقال الأوزاعی : مع قوم عدول، وقال مالک : مع جماعة من النساء .وقال الشافعی: مع حرة مسلمة ثقة .وقال بعض أصحابہ : وحدہا مع الأمن. والصحیح عنہم : یلزمہا مع نسوة ثقات، ویجور لہا مع واحدة؛ لتفسیرہ السبیل بالزاد والراحلة'' (کتاب الفروع۵ ،۲۴۳، ط:دارالمؤید،ریاض)۔

اس میں ایک قول امام احمد کا بھی منقول ہے کہ محرم نہ ملنے پر عورت معتبر لوگوں کے ساتھ حج فرض کے لیے جاسکتی ہے ؛ لیکن ابن قدامہؒ لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک، عورت کے سفر حج کے لیے محرم شرط ہے، المغنی کی عبارت ہے:

''ظاہر ہذا أن الحج لا یجب علی المرأة التی لا محرم لہا؛ لأنہ جعلہا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج ، فمن لا محرم لہا لا تکون کالرجل، فلا یجب علیہا الحج. وقد نص علیہ أحمد ، فقال أبو داود : قلت لأحمد :امرأة موسرة، لم یکن لہا محرم، ہل یجب علیہا الحج؟ قال:لا. وقال

أیضا:المحرم من السبیل'' (المغنی ٥،٣٠، ط: دارعالم الکتب،ریاض)۔

اور فقہ حنبلی کی کتاب ''کشاف القناع'' میں بھی یہی بات نقل کی گئی ہے، اس میں ہے: ''ونفقۃ المحرم إذا سافر معہا علیہا؛ لأنہ من سبیلہا، ولو کان محرمہا زوجہا فیجب لہا علیہ بقدر نفقۃ الحضر، وما زاد فعلیہا'' (کشاف القناع ٢،٣٩٥)۔

حنفیہ کے نزدیک عورت پر اس وقت تک حج کی ادائیگی واجب نہ ہوگی جب تک کسی محرم کا نظم نہ ہوجائے یا محرم کے خرچے کا انتظام نہ ہوجائے اور اگر محرم کا نظم نہ ہوسکے تو وفات کے قریب حج بدل کی وصیت کردے ۔

چناں چہ علامہ أبو بکربن مسعود بن أحمد کاسانی حنفی تحریر فرماتے ہیں:

''وأما شرائط فرضیتہ فنوعان: نوع یعم الرجال، والنساء ونوع یخص النساء---------- (وأما) الذی یخص النساء فشرطان : أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج. وہذا عندنا، وعند الشافعی ہذا لیس بشرط، ویلزمہا الحج ، والخروج من غیر زوج ، ولا محرم إذا کان معہا نساء فی الرفقۃ ثقات، واحتج بظاہر قولہ تعالی:(ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا)۔

وخطاب الناس یتناول الذکور ، والإناث بلا خلاف فإذا کان لہا زاد ، وراحلۃ کانت مستطیعۃ ، وإذا کان معہا نساء ثقات یؤمن الفساد علیہا ، فیلزمہا فرض الحج .

(ولنا) ما روی عن ابن عباس رضی الله عنہ عن النبی ﷺ أنہ قال : (ألا لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم) وعن النبی ﷺ أنہ قال: (لا تسافر امرأۃ ثلاثۃ أیام إلا ومعہا محرم أو زوج) ولأنہا إذا لم یکن معہا زوج ، ولا محرم لا یؤمن علیہا إذ النساء لحم علی وضم إلا ما ذب عنہ ، ولہذا لا یجوز لہا الخروج وحدہا۔

والخوف عند اجتماعہن أکثر ، ولہذا حرمت الخلوۃ بالأجنبیۃ ، وإن کان معہا امرأۃ أخری، والآیۃ لا تتناول النساء حال عدم الزوج، والمحرم معہا; لأن المرأۃ لا تقدر علی الرکوب، والنزول بنفسہا فتحتاج إلی من یرکبہا ، وینزلہا ، ولا یجوز ذلک لغیر الزوج ، والمحرم فلم تکن مستطیعۃ فی ہذہ الحالۃ فلا یتناولہا النص فإن امتنع الزوج أو المحرم عن الخروج لا یجبران علی الخروج ، ولو امتنع من الخروج لإرادۃ زاد ، وراحلۃ ہل یلزمہا ذلک ؟ ذکر القدوری فی شرحہ مختصرالکرخی أنہ یلزمہا ذلک ، ویجب علیہا الحج بنفسہا ، وذکر القاضی فی شرحہ مختصر الطحاوی أنہ لا یلزمہا ذلک، ولا یجب الحج علیہا، وجہ ما ذکرہ القدوری أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد ، والراحلۃ إذ لا یمکنہا الحج بدونہ کما لا یمکنہا الحج بدون الزاد، والراحلۃ، ولا یمکن إلزام ذلک الزوج أو المحرم من مال نفسہ فیلزمہا ذلک لہ کما یلزمہا الزاد، والراحلۃ لنفسہا، وجہ ماذکرہ القاضی أن ہذا من شرائط وجوب الحج علیہا ، ولا یجب علی الإنسان تحصیل شرط الوجوب بل إن وجد الشرط وجب ،

وإلا فلا.

ألا ترى: أن الفقير لا يلزمہ تحصيل الزاد ، والراحلۃ فيجب عليہ الحج ، ولہذا قالوا فی المرأۃ التی لا زوج لہا، ولا محرم : إنہ لا يجب عليہا أن تتزوج بمن يحج بہا كذا ہذا ، ولو كان معہا محرم فلہا أن تخرج مع المحرم فی الحجۃ الفريضۃ من غير إذن زوجہا عندنا.

وعند الشافعی ليس لہا أن تخرج بغير إذن زوجہا، وجہ قولہ أن فی الخروج تفويت حقہ المستحق عليہا وہو:الاستمتاع بہا فلا تملک ذلک من غير رضاہ.

(ولنا):أنہا إذا وجدت محرما فقد استطاعت إلی حج البيت سبيلا، لأنہا قدرت علی الركوب، والنزول وأمنت المخاوف؛ لأن المحرم يصونہا'' (بدائع الصنائع ۴۴،۳ و ۵۴، ط: دارالكتب العلميہ بيروت).

مجدد ملت حضرت تھانویؒ اسی طرح کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر روپیے کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کے حج کو کافی ہوجائے تب تو حج فرض ہی نہیں۔

فی الدر المختار:ومع زوج أو محرم بالغ عاقل إلی قولہ مع وجوب نفقۃ لمحرمہا عليہا وفی ردالمحتار قولہ مع وجوب النفقۃ الخ أی فيشترط أن تكون قادرۃ علی نفقتہا ونفقتہ أہ'' (۲۳۴،۲).

اور دو شخصوں کے لائق خرچ ہے تو نفس وجوب تو اس پر ہو گیا ہے، وجوب ادا نہیں ہوا بوجہ محرم نہ ہونے کے، اس لیے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں، لیکن روپے محفوظ رکھے شاید کوئی محرم میسر ہو جاوے اور اگر اخیر عمر تک میسر نہ ہو تو وصیت کر جائے کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرادیاجاوے (امدادالفتاوی، جدید مطول حاشیہ ۴ ، ۳۰۹، ط: زکریا بکڈپو دیوبند).

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ اگر محرم یا اس کا خرچ میسر نہیں تو حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک عورت کے ذمہ حج کی ادائیگی لازم نہیں؛ بلکہ وہ محرم ملنے اور اس کے اخراجات کے بند و بست ہونے کا انتظار کرے ؛ لہذا وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلے کے ساتھ نہیں جاسکتی ہے ۔

علامہ کشمیری کی رائے گرامی اور ان کا تفرد:

متقدمین فقہاء اور متاخرین اہل فتوی کی ان گرامی قدر آرا کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ علیہ کی رائے گرامی بھی یہاں نقل کردی جائے جو ان کے شاگرد رشید مولانا احمد رضا بجنوریؒ نے ان کے ملفوظات میں قلم بند کی ہے ، اگرچہ یہ علامہ کا تفرد ہے ؛ لیکن اس سے مسئلے کو مختلف پہلوؤں سے سمجھے میں ضرور آسانی ہوگی۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ممانعت سفر بلامحرم کی تمام احادیث عام اسفار حاجات سے متعلق ہیں، سفر حج فرض سے ان کا تعلق نہیں ہے ؛ لہذا اگر فتنہ کا گمان نہ ہو

اور دوسری حج کو جانے والی ثقہ عورتوں کا بھی ساتھ ہونے سے اطمینان ہو تو بغیر محرم کے بھی فریضہ حج ادا کر سکتی ہے اور دوسرے اسفار میں بھی فتنہ پر مدار ہے ، اگر تین دن سے کم کے سفر میں خوف فتنہ ہو تو وہ بھی بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا، میرے نزدیک حنفی مذہب کی بھی یہی تحقیق ہے؛ اگر چہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی۔

حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ علماء نے مسئلہ سفر حج کو بھی احادیث ممانعت سفر بغیر محرم کے تحت ذکر کر دیا ہے اور امام طحاویؒ وغیرہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے، میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے ۔

مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ علامہ کشمیریؒ کا مذکورہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ امام ترمذیؒ ممانعت سفر کی حدیث "لاتسافر الخ" کو آخر کتاب میں ابواب الرضاع میں لائے ہیں، کتاب الحج میں بھی نہیں لائے اور امام بخاری ابواب سفر میں لائے (ص ۱۴۸) پر، کتاب الحج میں بھی لائے ہیں (ص۲۵۰) پر، جہاں ترغیب ہے حج نفل کی بھی، اور امام مالک نے بھی امام احمد کی طرح حدیث ممانعت کو سفر حج پر اثر انداز نہیں سمجھا ہے، اور غالبا دوسرے محدثین نے بھی جو کتاب الحج میں لائے ہیں اس حدیث ممانعت کو (امام مالک و امام احمد و شافعیؒ کی طرح سے) حج تطوع اور دوسرے عام اسفار پر محمول کیا ہے، ایسی صورت میں امام اعظم کا مسلک بھی ضرور دیگر ائمہ مجتہدین کے موافق ہی ہوگا، اور یہی رائے ہمارے حضرت شاہ صاحب کی بھی ہے ؛ بلکہ حضرت نے نہ صرف یہ کہ دوسرے ائمہ مجتہدین واکابر امت کی طرح حج فرض کو نص قرآنی کے تحت مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے صرف استطاعت سبیل اور زادراہ پر مساوی طور سے محمول کیا اور دوسری قیود محرم وغیرہ کو ثانوی درجہ میں رکھا یا حج نفل وغیرہ سے متعلق کیا، حضرت نے سرے سے ہی احادیث ممانعت سفر بلامحرم کو حج فرض سے غیر متعلق قرار دیا اور ابواب حج کے تحت ان کے ذکر کو بھی بے محل فرمایا، واللہ تعالی اعلم۔

مولانا بجنوریؒ مزید لکھتے ہیں:

احقر نے اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق و تفصیل اس لیے بھی کی ہے، تا کہ حضرت شاہ صاحب کی تحقیق مذکور کو اجنبی خیال نہ کیا جائے، خاص طور سے جبکہ حضرت کو بہ کثرت احادیث سے اس فیصلے کے لئے شرح صدر حاصل ہوگیا تھا اور حضرت نے خود ہی درس بخاری میں دونوں جگہ اور دوسرے وقت بھی یہی فرمایا کہ میرے نزدیک ‘‘مذہب’’کی بھی یہی تحقیق ہے، یعنی فقہاء حنفیہ کے تشدد پر خیال نہ کیا جائے کہ انہوں نے حج فرض کو بھی حدیث ممانعت کے تحت کر دیا ہے، جبکہ امام اعظم کا خود یہ مسلک نہیں ہوسکتا (اللہ درہ)، العرف الشذی ص۴۱۰، فیض الباری ۳ / ۱۴۱ میں بھی اجمالی طور

سے یہی فرمایا اور فیض الباری ۳ / ۳۹۷ میں تفصیل سے فرمایا کہ بشرط اعتماد اور فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں سفر حج فرض بغیر معیت محرم بھی درست ہے اور میرے پاس اس کے لیے احادیث کثیرہ کا ذخیرہ ہے اور فقہ حنفی میں مسائل بہ صورت فتنہ ذکر ہوئے ہیں (بعض احادیث کی طرف حاشیہ فیض الباری میں اشارہ بھی کیا گیا ہے)، مثلا آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب کے شوہر حضرت ابوالعاص کو مکہ معظمہ پیغام بھیجا کہ وہ کسی کے ساتھ حضرت زینب کو مدینہ منورہ بھیج دیں اور انہوں نے غیرمحرم کے ساتھ بھیج دیا تھا (ملفوظات محدث کشمیری: ص ۳۷۱، ۳۷۲، مرتبہ: مولاناسیداحمد رضا بجنوریؒ، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)۔

لیکن علامہ کشمیریؒ نے بھی وہی شرط لگادی ہے کہ فتنہ کا گمان نہ ہو، تو ثقہ عورتوں کا ساتھ ہونے سے اطمینان نفس ہو، مگر حج جیسے کٹھن سفر میں اطمینان ہونا سخت دشوار گزار ہے ؛ لہذا اصول درایت حدیث کی رو سے اگرچہ دیگر ائمہ اور علامہ کشمیریؒ کی رائے وزنی ہے ؛ لیکن زمانے کے پرفتن حالات و واقعات کے پیش نظر قطعا قطعا بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے ؛ لہذا صورت مسئولہ میں محرم نہ ملنے یا اس کے اخراجات کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلے کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے ۔

جواب (۷):معمر (غیر مشتہاۃ) عورت کا حکم:

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفر حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ حنفی و حنبلی کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے ، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلامحرم سفر حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے ، غنیۃ الناسک (ص ۲۶) میں ہے : ‘‘الرابع المحرم أو الزوج لامرأۃ بالغۃ ولو عجوزاً أو معہا غیرہا من النساء الثقات والرجال الصالحین’’۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے :

‘‘وأجمعوا علی أن العجوز لا تسافر بغیر محرم ولا تخلو برجل شابا کان أو شیخا’’ (فتاوی قاضی خاں ۱،۸۷)۔

فقہاء حنابلہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے ، چناں چہ کشف القناع میں ہے:‘‘ویشترط لوجوب الحج علی المرأۃ، شابۃ کانت أو عجوزا قصر ودونہا، وجود محرم’’ (کشاف القناع۲،۳۹۴)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں جوان اور بوڑھی دونوں طرح کی عورتوں کا حکم ایک ہی ہے ، اور احادیث جن میں عورت کو بلا محرم سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ بھی مطلق ہیں، جن میں جوان اور بوڑھی دونوں قسم کی عورتیں شامل ہیں؛

لہذا بوڑھی عورت بھی بغیر محرم سفر حج نہیں کرسکتی

مگر بعض فقہی روایات سے ساٹھ، ستّر سال کی بوڑھی عورت کے لیے بلامحرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلے کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے ؛ اس لیے فتنے سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی، درمختار میں ہے :

''أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلوا إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا فلا'' (درمختار کراچی ٣٦٨،٦)۔

اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے کہ بوڑھی عورت کا سفر میں جانا بلامحرم جائز ہے، الفروع میں نقل کیا ہے : ''لا یشترط المحرم فی القواعد من النساء الآتی لا یخشی منہن ولا علیہن فتنۃ''(الفروع٣ ،١٧٧)۔

یہی بات زیادہ معقول معلوم ہوتی ہے کہ جو بوڑھی عورت اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس سے کسی فتنے کا خوف نہیں اور نہ اس پر کسی فتنے کا خوف ہو وہ اس حکم سے مستثنی ہونا چاہیے؛ کیوں کہ اس حکم کا اصل مدار خوف فتنہ ہی ہے، جب فتنے کا خوف نہ ہو تو حکم بھی مختلف ہونا چاہیے ۔

لیکن خیال رہے کہ سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے ؛ اس لیے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج نہ کرے تو بہتر ہے ۔

عورتوں کے سفر سے متعلق چند مسائل

مولانا محمد شکیل سعادتی•

عورت سے متعلق قرآنی تعلیمات میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے عورت کو ہر ایسے کام سے روکا ہے اور ہر ایسے کام کا حکم دیا ہے جو کسی مریض القلب کے لئے حرص وہوس اور فسق وفجور اور خود عورت کی عزت وعصمت کے لئے خطرہ بن سکتا ہو، چنانچہ اجنبی مردسے نرم لہجہ میں گفتگو کی ممانعت، اپنے گھر میں جمے رہنے کا حکم، جاہلانہ زیب وزینت اختیار کرنے کی ممانعت، بن بلائے نبی علیہ السلام کے گھر میں داخل ہونے کی ممانعت، ازواج مطہرات سے پردہ کے پیچھے سے کسی چیز کے سوال کا حکم، اپنی نگاہوں کو پست رکھنے کاحکم، غیر محرم کے سامنے اپنی زیب و زینت کے اظہار وابداء کی ممانعت اور پردہ کا حکم۔

ان تمام مامورات و ممنوعات کا بنیادی مقصد عورت کی عزت و عصمت کی حفاظت اور کسی مریض القلب کو وساوس شیطانی اور خواہشات نفسانیہ میں مبتلا ہونے سے بچانا اور مرد وزن کے قلوب کو پاکیزہ رکھنا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ''یٰنساء النبی لستن کأحد من النساء إن اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا، وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاہلیۃ الأولی وأقمن الصلاۃ وآتین الزکاۃ وأطعن اللہ ورسولہ، إنما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس أہل البیت ویطہرکم تطہیرا'' (الاحزاب:۳۳،۳۲)۔

(اے نبی کی بیویو! اگر تم تقوی اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، لہذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور وہ بات کہو جو بھلائی کی ہو، اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو، اور غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا، اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو، اے نبی کے اہل بیت اللہ تعالی تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے ، اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے : ''یأیہا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوت النبی إلا أن یؤذن لکم'' (الاحزاب:۵۳)۔

(اے ایمان والو! تم نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو، مگر یہ کہ تم کو اجازت دے دی جائے)۔

• جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ،بھروچ، گجرات، الہند۔

''وإذا سألتموہن متاعا فسئلوہن من وراء حجاب ذلکم أطہر لقلوبکم وقلوبہن'' (الاحزاب: ۵۳)۔
(جب ازواج مطہرات سے کسی چیز کا مطالبہ کرو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو، یہ طریقہ تمہارے دلوں کو بھی اور ان کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہوگا)۔
''یأیہا النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن ذلک أدنی أن یعرفن فلایؤذین'' (الاحزاب: ۵۹) ۔
(اے نبی! تم اپنی بیویوں ، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادریں اپنے منہ پر جھکا لیا کریں، اس طریقہ میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو ستایا نہیں جائے گا)۔
علامہ ابن عربی لکھتے ہیں: مذکورہ کچھ آیات میں پردے وغیرہ کے احکامات اگرچہ خاص نبی کریم ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات کے سلسلے میں نازل ہوئے ہیں، مگر یہ سب کے لئے عام ہیں، اس لئے کہ ہم نبی کریم ﷺکی اتباع اور آپ کی رہنمائی میں چلنے کے پابند ہیں، الا یہ کہ کسی حکم کے بارے میں خود اللہ تعالی فرمادے کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے، عام امت اس سے مستثنی ہے (مجموعۃ رسائل فی الحجاب: ۱۴۵، ۱۴۶)۔
علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے حاجت پیش کی جاسکتی ہے یا ان سے کوئی دینی مسئلہ پوچھا جاسکتا ہے، اور اس حکم میں تمام عورتیں داخل ہیں۔
''فی ہذہ الآیۃ دلیل علی أن اللہ تعالی أذن فی مسئلتہن من وراء حجاب فی حاجۃ تعرض أو مسئلۃ یستفتین فیہا ویدخل فی ذلک جمیع النساء بالمعنی'' (تفسیر قرطبی۱۴،۲۲۷)۔
انہیں اوامر ممنوعہ میں سے عورت کا تنہا سفر کرنا بھی ہے ، چنانچہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''عن ابن عباسؓ أن رسول اللہ قال لا تحج امرأۃ إلا ومعہا محرم فقال رجل یا نبی اللہ إنی أکتتبت فی غزوۃ کذا وامرأتی حاجۃ قال ارجع فحج معہا'' رواہ البخاری ومسلم (مشکوۃ:۲۲۱،کتاب المناسک)۔
''عن أبی أمامۃؓ رفعہ لایحل لامرأۃ مسلمۃ أن تحج إلا مع زوج أو ذی محرم'' (رواہ الطبرانی، إعلاء السنن ۱۰،۱۱-۱۰)۔
اس مختصر تمہید کے بعد متعلقہ سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:
جواب (۱): اس باب میں روایات مختلف ہیں: بعض روایات مینتین دن کا بعض میں دو دن کا بعض میں ایک دن کا اور بعض میں تین دن سے زائد کا ذکر ہے، چنانچہ یہ تمام روایات مسلم شریف میں مذکور ہیں:
تین دن والی روایات:
(۱) ''عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: لایحل لامرأۃتؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ ثلاث لیال إلا ومعہا ذو محرم''۔

دو دن والی روایت:

(٢)''عن عبد الملک بن عمیر قال سمعت قزعۃ قال سمعت أباسعید الخذریؓ قال سمعت من رسول اللہ ﷺ أربعا فأعجبنی وأیقننی نہی أن تسافر المرأۃ مسیرۃ یومین إلا ومعہا زوجہا أو ذو محرم''۔

ایک دن والی روایت :

(٣)''أن أبا ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأۃ مسلمۃ تسافر مسیرۃ لیلۃ إلا ومعہا رجل ذو حرمۃ منہا''۔

تین دن سے زائد والی روایت :

(٤)''عن قزعۃ عن أبی سعید الخذریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: لاتسافر امرأۃ فوق ثلاث لیال إلا مع ذی محرم''۔

مطلق سفر کا تذکرہ:

(٥) ''عن أبی معبد سمعت ابن عباسؓ یقول سمعت النبیﷺ یخطب بقول لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ومعہا ذو محرم ولا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم فقام رجل فقال یا رسول اللہ إن امرأتی خرجت حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا قال انطلق فحج مع امرأتک'' (اخرج ہذہ الروایات الامام مسلم ١،٤٣٤-٤٣٣)۔

مدت سفر کے باب میں روایات کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافت شرعی حکم کے باب میں مقصود اصلی نہیں ہے، چنانچہ علامہ منذری فرماتے ہینکہ اس اختلاف میں کوئی تباین نہیں، بلکہ یہ مختلف مقامات کے بارے میں سوال کرنے پر جواب مختلف دیا گیا ہے، یا پھر یہ اعداد میں سب سے کم عدد کو بطور مثال کے بیان کرنا ہے، چنانچہ ایک یہ عدد میں سب سے پہلا اور سب سے کم عدد ہے ، دو عدد کثیر میں سب سے پہلا عدد اور تین عدد جمع میں سب سے پہلا عدد ہے، اس سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جب اتنی کم مقدار بھی بغیر محرم کے سفر کرنا عورت کے لئے جائز نہیں تو پھر اس سے زائد مقدار کیسے جائز ہوگی؟

گویا آپ ﷺ نے ہر عدد میں کم سے کم عدد کو ذکر کرکے شہر سے بغیر محرم کے سفر کو مطلقاً ناجائز قرار دے دیا ہے۔

''قال المنذری لیس فی ہذہ تباین، فإنہ یحتمل أنہ ﷺ قالہا فی مواطن مختلفۃ بحسب الأسئلۃ ویحتمل بأن یکون ذلک کلہ تمثیلاً لأقل الأعداد والیوم الواحد أول العدد وأقلہ، والاثنان أول الکثیر وأقلہ والثلاث أول الجمع فکأنہ أشار أن مثل ہذا فی قلۃ الزمن لایحل لہا السفر مع غیر محرم فکیف بما زاد؟ وحاصلہ أنہ نبہ بمنع الخروج أقل کل عدد علی منع خروجہا عن البلد مطلقا إلا بمحرم أو زوج'' (فتح الملہم ٦،٢٣٠) ۔

بلکہ انہیں اختلاف روایات کی بنیاد پر اکثر علماء نے مطلق روایت پر عمل کیا، نیز

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس تحدید سے اسکا ظاہر مراد نہیں، بلکہ ہر وہ مسافت جس کو سفر کہا جاسکتا ہو عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنا ممنوع ہوگا، بلکہ یہ جو تحدید بیان کی گئی ہے وہ ایک امر واقع ہے ،جس کے مفہوم پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

''وقد عمل أكثر العلماء فی ہذا الباب بالمطلق لاختلاف التقييدات'' (إعلاء السنن١٠٫١٢)، وقال النووی ليس فی ہذا كلہ تحديد لأقل مما يقع عليہ اسم السفر، فالحاصل أن كل ما يسمی سفراً تنہی عنہ المرأة سواء كان ثلاثۃ أيام أو يومين أو يوماً أو بريداً أو غير ذلک لرواية ابن عباس المطلقۃ'' (نووی علی ہامش مسلم١٫٤٣٢)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ روایات میں جو بھی مقدار مسافت بیان کی گئی ہے ، اس سے بالاتفاق علماء نے شب و روز کی مدت ہی مراد لیا ہے ، بھلے تعیین مدت کے سلسلے میں اختلاف ہے اور اس میں حضرات احناف نے تین دن اور تین رات والی روایت ہی کو اپنا مذہب قرار دیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ محرمیت کی شرط میں مسافت شرعی نہ حکم کا مدار ہے نہ تین شب وروز کی مدت۔

یعنی حکم کا مدار نہ طول مسافت ہے، نہ تین دن تین رات کی مدت، بلکہ حکم کا اصل مدار راستہ کا پر امن اور پر خطر ہونا ہے، یعنی جہاں راستہ پر امن ہو عزت وعصمت کی حفاظت کا یقین ہو وہاں تو تنہا سفر جائز ہوگا، چاہے لمبی مسافت ہو، لیکن جہاں راستہ پر خطر ہو، جان ومال، عزت آبرو محفوظ نہ ہونوہاں پر محرم کے ساتھ کی شرط لازم ہوگی، بھلے وہ راستہ مختصر ہو۔

علمائے احناف و شوافع کی عبارات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔

(١)چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں:

''قال عطاء وسعيد بن جبير وابن سيرين و مالک و الأوزاعی و الشافعی فی المشہور عنہ لا يشترط المحرم بل يشترط الأمن علی نفسہا قال أصحابنا يحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوۃ ثقات'' (نووی علی ہامش مسلم ١٫٤٣٣)۔

اس سے معلوم ہوا حکم کا مدار امن وسلامتی ہونے نہ ہونے پر ہے ، اس کی تائید صاحب إعلاء السنن کی ایک عبارت سے بھی ہوتی ہے جس میں روایات مختلفہ میں تطبیق دیتے ہوئے تین دن والی روایت کو مؤخر ہونا ثابت کیا، اس میں بھی مصنف نے حکم کا مدار امن وسلامتی کے ہونے نہ ہونے ہی کو قرار دیا ہے ۔

صاحب إعلاء السنن کی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ پہلے اسلام کو وہ قوت وشوکت حاصل نہیں تھی اور خوف کا غلبہ تھا تو عورت کو آدھے دن (ایک برید) بھی بغیر محرم کے سفر سے روک دیا گیا تھا، پھر جب کچھ قوت حاصل ہوئی تو ایک دن کی مسافت میں بغیر محرم کے جانے سے روک دیا ، پھر اسلام کی قوت بڑھی اور خوف کم ہوگیا تو دو دن سے کم کی رخصت دی گئی، البتہ بغیرمحرم کے دو دن کی مسافت سے روک دیا گیا، یہاں تک کہ جب

اسلام کی قوت درجۂ کمال کو پہنچی تب پھر تین دن کی تحدیدکردی گئی (إعلاء السنن۰ ۱۲،۱)۔

بلکہ علامہ شامی نے حضرات شیخین سے تنہا بغیر محرم کے ایک دن کی مسافت کی کراہت بھی نقل کی ہے ، بلکہ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ فساد زمان کی بنیاد پر فتوی اسی پر ہونا چاہئے۔

''وفی رد المحتار،وروی عن أبی حنیفۃؒ وأبی یوسف کراہۃ خروجہا وحدہا مسیرۃ یوم واحد وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفسادالزمان'' (فتح الملہم ۲۳۱،۶بحوالہ شرح اللباب ج۱)۔

''وکرہ أبو حنیفۃ وأبو یوسفؒ خروجہا مسیرۃ یوم واحدبغیر محرم أو زوج لفساد الزمان ... وقال التہانوی: ذکر الیومین ومسیرۃ یوم واحد إنما ہو لعارض لاختلاف الأحوال من فساد الزمان ونحوہ فاستحسن العلماء الإفتاء بہ لفساد الزمان'' (الفقہ الحنفی وأدلتہ۱،۳۸۵)۔

حضرت مفتی شبیر احمد صاحب کی عبارت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ بلا محرم شرعی غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے میں معصیت اور فتنہ میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ غالب ہوتا ہے ، لہذا ممانعت کی اصل وجہ اور علت ابتلاء معصیت ہے ، حتی کہ اگر محرم شرعی کے ساتھ ابتلاء معصیت کا اندیشہ ہوتو ایسے محرم شرعی کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے صرف محرم شرعی کا میسر ہونا کافی نہیں، وہاں بھی ایسے محرم شرعی کا میسر ہونا لازم ہے ، جس کے ساتھ ابتلاء معصیت کا شبہ نہ ہو (انوار مناسک،۱۷۷) ۔

''ولہذا قالوا إن المحرم إذا لم یکن مامونا علیہا لم یجزلہا أن تسافر معہ'' (بدائع۲،۳۰۰)۔

''والمحرم إنما یجوز لہ المسافرۃ معہا إذا أمن علی نفسہ الشہوۃ أما إذا لم یأمن وکان أکبر رأیہ أنہ لو خلا بہا أو سافر معہا أو مسہا أن یشتہیہا لم یحل لہ ذلک'' (انوار مناسک،۱۷۷ بحوالہ غنیۃ جدید ،۲۸)۔

الدر المختار میں ہے:''أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إن أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا'' (الدر المختار کراچی ۲۴۱،۲)۔

حضرت شاہ صاحب کی عبارت سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے ، چنانچہ حضرت فرماتے ہیں:

''والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد'' (العرف الشذی علی ہامش الترمذی کراچی۱،۵۱۲)۔

خلاصۂ جواب:

ان تمام عبارتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسافت شرعی نہ حکم کا مدار ہے، نہ ہی تین شب وروز کی مدت، بلکہ حکم کا مدار راستہ کا پر امن اور پر خطر ہونے پر ہے۔

جواب۲۔ عورت کمزور بھی ہے اور فتنے کا سبب بھی، اس لئے سب سے اہم شرط

سفر کے لئے خواہ دینی ہو یا دنیوی جو قرار دی گئی وہ ہے عصمت وعزت کی حفاظت اور اپنے نفس کی سلامتی کے سلسلے میں امن و سکون اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے مرد کے ذریعہ، بشرطیکہ وہ مرد اس کا شوہر ہو یا کوئی معتمد محرم، گویا بالاتفاق سب کے نزدیک جواز سفر کے لئے راستہ کا پر امن ہونا شرط ہے ، نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ شوہر یا معتمد محرم کے ذریعہ امن حاصل ہوتا ہے ۔

البتہ عورت کو دیگر عورتوں کے ساتھ بھی یہ امن حاصل ہوسکتا ہے؟ اور کیا عورتوں کے ساتھ بھی اس کے لئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے، چنانچہ حضرات احناف وحنابلہ کے نزدیک عورت کے سفر کے جواز کے لئے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، ورنہ سفر جائز ہی نہیں، بلکہ عورتوں کے اجتماع کی صورت میں خطرہ اور بڑھ سکتا ہے۔

علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں کہ اگرعورت کے ساتھ شوہر یا محرم نہ ہو تو عورت کے بارے میں اطمینان نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ خواتین کی مثال اس گوشت کے ٹکڑے کی سی ہے ، جو مکھی کے سامنے رکھا ہو، یہی وجہ ہے کہ وہ تنہا نہیں نکل سکتی ہے ، اور ان کے اجتماع کے وقت تو اور زیادہ خطرہ ہے ، اسی لئے اجنبیہ عورت سے خلوت حرام ہے ، اگرچہ اس کے ساتھ دوسری عورت ہو۔

''ولأنہا إذا لم یکن معہا زوج ولا محرم لایؤمن علیہا إذاالنساء لحم علی وضم إلا ما ذب عنہ ولہذا لایجوز لہا الخروج وحدہا والخوف عند اجتماعہن أکثر ولہذا حرمت الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معہا امرأۃ أخری'' (بدائع۲،۲۹۹)۔

مسلک احناف کو ذ کر کرتے ہوئے شیخ احمد محمد سعید الصاغرجی تحریر کرتے ہیں: ''فلا یجوز لامرأۃ بالغۃ ولو عجوزا ولو معہا غیرہا من النساء والرجال الصالحین أن تخرج للحج مسیرۃ سفر بغیر محرم أو زوج'' (الفقہ الحنفی وادلتہ ۱،۳۸۵)۔

مسلک حنبلی کو ذکر فرماتے ہوئے علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:''حکم المرأۃ إذا کان لہا محرم کحکم الرجل، ظاہر ہذا أن الحج لا یجب علی المرأۃ التی لا محرم لہا لأنہ جعلہا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لا محرم لہا لاتکون کالرجل فلا یجب علیہا الحج وقد نص علیہ أحمد... فقال أبو داؤد قلت لأحمد امرأۃ مؤسرۃ لم یکن لہا محرم ہل یجب علیہا الحج قال لا وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب'' (المغنی۵،۳۰)۔

جبکہ امام مالک اور شافعی محرم کو شرط قرار نہیں دیتے، بلکہ امام مالکؒ کے نزدیک عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک معتمد مسلمان آزاد عورت کے ساتھ بھی سفر کر سکتی ہے۔

''وقال ابن سیرینؒ تخرج مع رجل من المسلمین لابأس بہ وقال مالکؒ تخرج مع جماعۃ النساء وقال الشافعیؒ مع حرۃ مسلمۃ ثقۃ وقال الأوزاعی تخرج مع قوم عدول'' (المغنی ۵،۳۱)۔

البتہ علامہ ابن المنذر فرماتے ہیں کہ ان حضرات نے ظاہر حدیث کے مطابق قول کو ترک کردیا اورایسی شرط لگائی کہ جس کی کوئی دلیل نہینہے، ''ترکوا القول بظاہر الحدیث واشترط کل واحد منہم شرطا لاحجۃ معہ علیہ'' (حوالہ بالا) ۔

علامہ کاسانی مسلک شافعیہ کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''وعند الشافعیؒ ہذا لیس بشرط ویلزمہا الحج والخروج من غیر زوج ولا محرم إذا کان معہا نساء فی الرفقۃ ثقات... وإذا کان معہا نساء ثقات یؤمن الفساد علیہا فیلزمہا فرض الحج'' (بدائع۵،۲۹۹)۔

مسلک شوافع کو ذکر کرتے ہوئے کتاب الام میں خود امام شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''وقال الشافعیؒ: وإذا کان فیما یروی عن النبی ﷺ ما یدل علی أن السبیل الزاد والراحلۃ وکانت المرأۃ تجدہما وکانت مع ثقۃ من النساء فی طریق مأہولۃ آمنۃ فہی ممن علیہ الحج عندی واللہ أعلم'' (کتاب الام:۳۱۷)۔

اسی طرح علامہ نووی شرح المہذب میں تحریر فرماتے ہیں: ''حکم المسألۃ فقال الشافعی والأصحاب رحمہم اللہ تعالی لا یلزم المرأۃ الحج إلا إذا أمنت علی نفسہا بزوج أو محرم نسب أو غیر نسب أو نسوۃ ثقات'' (شرح المہذب۷،۸۶)۔

ابو المظفر یحیی بن محمد بن ہبیرۃ الشیبانی اسی طرح اختلاف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اختلفوا فی شرط آخر وہو وجود المحرم فی حقہا فقال أبو حنیفۃؒ وأحمد یشترط وجود محرم فی حقہا وقال مالکؒ والشافعیؒ لا یشترط وجود محرم فی حقہا قال الشافعی ویجوز أن تحج فی نسوۃ ثقات، وقال الشافعیؒ فی الإملاء یجوز أن تحج مع امرأۃ واحدۃ، وقال مالکؒ: تحج فی جماعۃ النساء'' (اختلاف الأئمۃ العلماء۱،۲۷۰)۔

یہ پوری گفتگو حج فرض کے سفر سے متعلق تھی، البتہ حج نفل اور سفر زیارت و تجارت وغیرہ مینبغیر محرم کے سفر کے سلسلے میں دو قول ہیں، جس میں راجح قول عدم جواز کا ہے، جیسا کہ علامہ نوویؒ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

''ہل یجوز للمرأۃ أن تسافر لحج التطوع أو لسفر الزیارۃ و تجارۃ ونحوہما مع نسوۃ ثقات وامرأۃ ثقۃ:فیہ وجہان وحکاہما الشیخ أبو حامد الماوردی والمحاملی وآخرون من الأصحاب فی باب الإحصار وحکاہما القاضی حسین والبغوی والرافعی وغیرہم (أحدہما) یجوز کالحج (والثانی) وہو الصحیح باتفاقہم وہو المنصوص فی الأم وکذا نقلوہ عن النص لایجوز لأنہ سفر لیس بواجب'' (شرح المہذب۷،۸۷)۔

خلاصۂ اختلاف یہ ہوا کہ احناف وحنابلہ کے یہاں شوہر یا محرم شرط ہے، جواز سفر کے لئے عورت کافی نہیں، خواہ دینی سفر ہو یا دنیوی، جبکہ مالکیہ وشافعیہ کے یہاں حج فرض میں معتمد عورتیں بھی ساتھ ہوں توجائز ہے، غیر حج فرض میں دونوں قول ہیں، راجح عدم جواز ہے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی رائے بھی یہی ہے کہ موجودہ حالات میں بغیر شوہر

ومحرم کے بھی عورت حج کرسکتی ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ دیگر قابل اعتماد خواتین ہوں" (فتاوی المعاصرة١٫٣٥٣) ۔

سوال نمبر (٣) اور (٦) میں علامہ ابن عثیمین اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے حوالے سے بیان کردہ خرابیوں کی بنیاد پر تنہا عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ ایسی عورت کو چاہئے کہ یا تو محرم کا انتظار کرے یا پھر اگر آخر وقت تک محرم میسر نہ ہو تو اس کی وصیت کرجائے۔

جواب (٣)۔اس سلسلے میں اصولی طور پر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ فقہاء کے نزدیک سفر شرعی کے لئے تین دنوں کی مدت مطلوب نہینہے، بلکہ اتنی مسافت مطلوب ہے جس کو انسان پیادہ رفتار میں میانہ روی کے ساتھ یا اونٹ کی درمیانی رفتار سے تین دن میں طے کرسکے، اس طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کا یہ سفر گو کہ چند گھنٹوں کا ہے، مگر وہ ہوگا سفر شرعی، یہی وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھی نمازوں میں قصر کیا جائے گا اور رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا، اس قلیل عرصہ میں بھی خواتین کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں، فقہاء نے مسافت ہی پر حکم کی بنیاد رکھی ہے (جدید فقہی مسائل١٫٢٤١)۔

‘‘ومعتبر فی حق المرأة أن یکون لہا محرم یحج بہا أو زوج ولایجوز لہا أن یحج بغیرہما إذا کان بینہا وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام فصاعدا" (مختصر القدوری٫٥٦) ۔

شرعی اور فقہی نقطۂ نظر سے ہٹ کر عملی طور پر بھی خواتین کا ساتھ سفر حج میں شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروری محسوس ہوتا ہے ، آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتی ہے ، مقام کی اجنبیت، ازدحام اور زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے خواتین کو بار بار مدد کی ضرورت پیش آتی ہے، بہت سی جگہ طویل قیام کرنا پڑتا ہے، اور بہت سی دشوار قانونی کارروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان مواقع پر محرم رشتہ دار یا شوہر کا قدم قدم پر تعاون مطلوب ہوتا ہے (کتاب الفتاوی٤٫ ٤٤-٤٣)۔

یہ تو سفر حج کی حالت ہے جہاں ارض مقدسہ میں جانا ہے، جہاں انسان عموماً گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، بلکہ اس کی طرف طبیعت کا رجحان بھی کم ہوتا ہے ، پھر بھی ان دشواریوں کی وجہ سے محرم ضروری ہے ، چہ جائیکہ دیگر دنیوی اسفار جہاں ان پریشانیوں کے علاوہ ہر وقت جنسی بھیڑیے اپنی شہوانی بھوک مٹانے کے لئے منہ کھولے کھڑے ہوتے ہیں، وہاں تو بدرجۂ اولی اس طرح بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

شیخ محمد بن عمر بن صالح العثیمین اسی طرح فلائٹ میں بغیر محرم کے سفر سے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ‘‘قال النبی ﷺ: لا تسافر امرأة إلا مع ذی محرم وہو یخطب علی المنبر فی أیام الحج قال ذلک فقام رجل فقال: یا رسول اللہ إن امرأتی خرجت

حاجۃ وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا فقال النبیﷺ انطلق فحج مع امرأتک فأمرہ النبیﷺ أن یدع الغزو ویحج مع امرأتہ ولم یقل النبیﷺ لہ ہل امرأتک آمنۃ علی نفسہا أو ہل معہا نساء أو ہل معہا جیرانہا؟ فدل ذلک علی عموم النہی عن سفر المرأۃ بلا محرم، ولأن الخطر حاصل حتی فی الطائرۃ ولنمش جمیعا فی تتبع ذلک''۔

اس کے بعد پھر علامہ نے طیارہ میں بغیر محرم کے سفر سے متعلق چند خرابیوں کو ذکر فرمایا ہے: مثلاً

(۱) جب یہ شخص اپنی بیوی یا اس عورت کو چھوڑنے جائے گا تو وہ رخصت کرنے کے بعد باہر رہے گا، اور اتنی دیر تک وہ عورت ہوائی اڈے پر بغیر محرم کے رہے گی، (۲) اگر یہ فرض کرلیں کہ وہ مرد بھی اس عورت کے ساتھ ایئر پورٹ میں داخل ہوگیا، اور اس کو فلائٹ میں بٹھا دیا اور جو فلائٹ ٹیک آف ہوگیا تو کیا یہ ممکن نہیں کہ ہوائی جہاز درمیانِ راہ سے واپس آجائے ، جیسا کہ اکثر ایسا ہوتا ، (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ جہاز کی ٹیکنیکلی پروبلم کی وجہ سے واپس آئے اور ایئر پورٹ کی فضاء اس قابل نہ ہو کہ وہاں ہوائی جہاز (فلائٹ) اتارا جائے ، لہذا یہ جہاز کسی اور جگہ منتقل کردیا جائے، (۴) یہ بھی فرض کرلیں کہ ہوائی جہاز اپنی مقررہ جگہ سے اٹھا اور مقررہ ائیر پورٹ پر ہی اترا، لیکن جو محرم لینے کے لئے آنے والا تھا وہ کسی اچانک پیش آنے والے عارض کے سبب وقت پر ایئر پورٹ نہ پہنچ سکے، (۵) یہ بھی اگر فرض کرلیں کہ آنے والا وقت مقررہ پر پہنچ بھی جائے، لیکن پھر بھی خطرہ سے خالی نہیں، اس لئے کہ فلائٹ میں اس عورت کے بازو میں کون بیٹھے ؟ وہ معلوم نہیں، ضروری نہیں کہ بہر حال عورت ہی ہو، ہوسکتا ہے کہ کوئی مرد پڑوس میں بیٹھ جائے جو شریر اور خائن ہو جو اس عورت کے ساتھ ہنسی مذاق شروع کردے، ہوسکتا ہے کہ عورت کا نمبر لے لے اور اس کو اپنا نمبر دے دے ، کیا یہ سب ممکن نہیں ہے ؟ پھر ان خطرات سے کون بچائے گا، اخیر میں حضرت فرماتے ہیں کہ آپﷺ نے عورت کے لئے بغیر کسی قید کے جو مطلقا بغیر محرم کے سفر کو منع کردیا، یقینا اس میں تو بڑی حکمت پائے گا (فتاوی المرأۃ المسلمۃ: ۵۴۲)۔

ان خرابیوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ بھلے کتنا ہی محفوظ نظامِ سفر ہو، پھر بھی فلائٹ میں بغیر محرم کے سفر جائز نہیں ہے ۔

جواب (۴):عمرہ کرنا قول صحیح کے مطابق حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ سنت مؤکدہ ہے :''العمرۃ وتسمی الحج الأصغر وہی فی العمر مرۃ سنۃ مؤکدۃ لمن استطاع وہو المذہب'' (غنیۃ: ۱۹۶، الدر المختار۲،۴۷۲، انوار مناسک: ۳۱۲) ۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک عمرہ کے سلسلہ میں دو قول ہیں: قول جدید میں وہ عمرہ کو فرض قرار دیتے ہیں، البتہ قول قدیم سنت ہونے کا ہے :

‘‘وأما العمرة فهل ہی فرض من فروض الإسلام ففیہ قولان مشہوران: ذکرہما المصنف بدلیلہما الصحیح باتفاق الأصحاب أنہا فرض وہو المنصوص فی الجدید، (والقدیم) أنہا سنۃ مستحبۃ لیست بفرض، قال أصحابنا:فإن قلنا ہی فرض فہی فی شرط صحتہا وصحۃ مباشرتہا ووجوبہا وإحرامہا عن عمرۃ الإسلام کالحج’’ (المجموع۷؍۷)۔

‘‘العمرۃ سنۃ لیست بواجبۃ’’ (الفقہ الحنفی وأدلتہ۱؍۴۴۱) ۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ عندنا عمرہ ایک مسنون عمل ہے ، اور جو حضرات فرضیت کے قائل ہیں، ان کے یہاں بھی ایک قول سنت ہونے کا ہے، حج جو کہ بالاتفاق فرض ہے، بلکہ رکن اسلام ہے ، ہمارے یہاں جب حج کے لئے محرم یا شوہر شرط ہے، اس کے بغیر حج فرض نہیں ہوتا یا ادائیگی واجب نہیں ہوتی، عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج کے لئے جانا جائز نہیں تو پھر عمرہ میں جانے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے، اور جہاں تک تعلق ہے، عورت کا شوق تو ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے شوق کا نہیں، بلکہ اللہ تعالی کی مرضیات اور دینی احکام کا پابند ہے ، عورتوں کے ساتھ جانے میں وہ بھی خرابیاں ہیں جن کی طرف صاحب بدائع نے اشارہ کیا جس کا ماقبل میں ذکر آچکا ہے، لہذا اگر محرم یا شوہر ساتھ نہ ہوتو عورتوں کی جماعت کے ساتھ جس طرح حج میں جانا جائز نہیں، عمرہ میں بھی جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

جواب (۵):اس سوال کا جواب سوال نمبر دو کے ضمن میں گذر چکا ہے ۔

جواب (۶): عورتوں پر حج فرض ہونے کے لئے ذاتی صرفہ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا سفر خرچ بھی مہیا کرنا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا، یا عورت کے ساتھ اس کا شوہر سفر حج کو جائے تب لازم ہے ورنہ نہیں، لہذا اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا (انوار مناسک؍۱۷۴)۔

چنانچہ صاحب بدائع فرماتے ہیں: ‘‘وأما الذی یخص النساء فشرطان: أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا... إلی قولہ إن المحرم والزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ إذ لایمکنہا الحج بدونہ کما لایمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ’’ (بدائع۲؍۲۹۸-۲۹۷)۔

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا محرم رشتہ دار موجود ہو، اگر اس کے ساتھ کوئی محرم چلنے کو تیار نہ ہو یا تیار ہو، لیکن عورت کے اندر اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ اپنے علاوہ کسی محرم رشتہ دار کے اخراجات سفر برداشت کرسکے تو اس پر حج فرض نہیں۔

عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے متعدد ارشادات ہیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، اس لئے خواتین کو محرم کے بغیر سفر

حج سے گریز کرنا چاہئے ، کیونکہ عبادتوں کا اصل مقصود اللہ تعالی کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنا ہے ، اور حدیث شریف میں ایک بات سے منع کیا گیا ہو تو اس کے ارتکاب کی وجہ سے بجائے ثواب کے گناہ ہی کا اندیشہ ہے ۔

شرعی اور فقہی نقطۂ نظر سے ہٹ کر عملی طور سے بھی سفر حج میں خواتین کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروری ہے، آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتی ہے ، مقام کی اجنبیت ازدحام اور زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے خواتین کو بار بار مدد کی ضرورت پیش آتی ہے ، بہت سی جگہ طویل قیام کرنا پڑتا ہے ، بہت سی دشوار قانونی کارروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے ، ان مواقع پر محرم رشتہ دار یا شوہر کا قدم قدم پر تعاون مطلوب ہوتا ہے (کتاب الفتاوی۴،۴۴-۴۳) ۔

نیز ایک بات یہ بھی ہے کہ زوج یا محرم کی شرط ہمارے نزدیک علی اختلاف الاقوال شرط وجوب ہے یا شرط اداء؟ احناف کے اس باب میں دونوں ہی قول ہیں، چنانچہ صاحب فتح القدیر نے اس کو وجوب اداء کی شرط قرار دیاہے ، لہذا اگر مرض یا خوف طریق یا شوہر ومحرم نہ ملنے کی بنیاد پر حج نہ کرسکی تو وصیت کرنا واجب ہے اوراگر کوئی محرم نہ ہو تو اس صورت میں نکاح کرنا واجب ہوگا، اور اگر محرمیت کی شرط کو شرط وجوب قرار دے دیا جاتا، جیسا کہ صاحب بحر و صاحب نہر نے اختیار کیا ہے تو پھر وصیت بانکاح کچھ بھی واجب نہیں، صاحب بدائع نے شرط اداء والے قول کو صحیح کہا، جبکہ نہایہ نے قاضی خاں کی اتباع میں اس کو شرط وجوب قرار دیا ہے :

''واختلفوا ہل وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب الأداء؟ فلأصحابنا فیہ قولان، والذی اختارہ فی فتح القدیر أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض أو خوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم ویجب علیہا التزوج عند فقد المحرم وعلی الأول لایجب شیئ من ذلک کما فی البحر وفی النہر وصحح الأول فی البدائع ورجح الثانی فی النہایۃ تبعا لقاضیخان'' (فتح الملہم۶،۲۳۲)۔

''اختلفت الروایات فی أن المحرم للمرأۃ ہل ہو شرط الوجوب أو وجوب الأداء والأصح الثانی کما صرح بہ فی غنیۃ الناسک وغیرہ واختلف فی وجوب التزوج علیہا لیحج بہا إن لم تجد محرماً فمن قال بالأول قال لایجب علیہا شیئ من ذلک ومن قال بالثانی قال وجب علیہا جمیع ذلک کذا فی الفتح'' (إعلاء السنن۱۰،۱۰ علی ہامشہ)۔

مذکورہ عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ محرم یا شوہر کی شرط یہ شرط وجوب ہے یا شرط اداء؟ بہر صورت جب تک عورت پر بغیر محرم کے حج واجب نہیں ہوتا یا اس کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، پھر حج کمیٹی یا حج ٹور کے ساتھ بھی جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس لئے کہ اکیلی ٹور یا کمیٹی میں جانے کی صورت میں بھی وہ تمام تکالیف ہیں جو اوپر کتاب الفتاوی کے حوالہ سے لکھی۔

نیز اگر یہ عورت حج کمیٹی یا ٹور سے جائے گی تو لازماًاس میں مرد بھی ہوں گے، ہوسکتاہے سفر میں کوئی مرد بازو میں بیٹھے توپھر وہی خرابیانجو فتاوی المرأة المسلمۃکے حوالہ سے سوال نمبر ۳ کے جواب کے اخیر میں تحریر کیا ، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں رہائش کے لئے جو کمرہ دیا جائے وہاں کوئی مرد بھی رہتا ہو تو اس صورت میں اجنبی کے ساتھ خلوت ہوجائے گی، جس کی حدیث پاک میں سخت ممانعت آئی ہے، بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب دو اجنبی مرد عورت تنہائی میں ہوں تو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے (خواتین کے شرعی احکام: ۴۰۶)، ''عن عمررضی اللہ تعالی عنہ عن النبی ﷺ قال لایخلونّ رجل بامرأة إلا کان ثالثہا الشیطان'' رواہ الترمذی (مشکوۃ شریف: ۲۶۹)۔

ان سب خرابیوں کی بنیاد پر محرم یا شوہر کے نہ ہونے کی صورت میں حج کمیٹی یا ٹور سے بھی حج کے لئے جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اور یہ بھی غور طلب امر ہے کہ ہمارے یہاں عورتوں کے ساتھ سفر حج میں جانے کی ممانعت اندیشۂ فتنہ کی بنیاد پر ہے ، تو ظاہر ہے کہ ٹور یا حج کمیٹی میں موجود اجنبی مردوں کے ساتھ حج کے سفر میں اور بھی زیادہ فتنہ کا اندیشہ ہے، لہذا اس طرح ٹوریا کمیٹی سے بھی بغیر محرم کے حج میں جانا جائز نہیں ہے۔

جواب (۷): رسالت مآبﷺ نے جس حدیث پاک میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کی ممانعت فرمائی ہے وہ علی الاطلاق ہے، اس میں شابہ اور عجوز کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا، اس لئے ممانعت کا حکم دونوں کو عام رہے گا، بلکہ عجوز کو اپنے ساتھ محرم یا شوہر کی زیادہ ضرورت ہے ، بنسبت جوان کے، اس لئے کہ وہ بوڑھی ہونے کی وجہ سے زیادہ محتاج ہے ، نیز جو خطرہ مردوں کی طرف سے جوان عورت کا ہے وہی عجوز کے لئے بھی ہے ، نیز اس بات سے بھی اطمینان نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے سواری پر چڑھنے یا اترنے کے بارے میں لوگ مطلع ہوپائیں گے ، ہوسکتا ہے کبھی سواری پر چڑھ ہی نہ پائے یا چڑھ گئی ہے تو ضرورت کے موقع پر اتر نہ پائے ، یہ ممکن ہے ، اس لئے عجوز کو بھی بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں دی جاسکتی: ''سواء کانت المرأةشابۃ أو عجوزا أنہا لاتخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روینا من الحدیث لایفصل بین الشابۃ والعجوز وکذا المعنی لایوجب الفصل بینہما لما ذکرنا من حاجۃ المرأة إلی من یرکبہا و ینزلہا بل حاجۃ العجوز إلی ذالک أشد لأنہا أعجز وکذا یخاف علیہا من الرجال وکذا لایؤمن علیہا من أن یطلع علیہا الرجال حال رکوبہا ونزولہا فتحتاج إلی الزوج أو إلی المحرم لیصونہا عن ذلک''، واللہ أعلم (بدائع الصنائع۲،۳۰۰) ۔

اللجنۃ الدائمۃ للافتاء سے ایک پچاس سالہ عورت جس نے سوال میں خود اپنی عمر ''أنا امرأة فی الخمسین من عمری'' کہہ کر ظاہر کی، جس کا کوئی محرم یا شوہر اس کے

ساتھ جانے کو تیار نہیں تھا تو ایسی عورت کے حج سے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: ‘‘إذا كان الواقع من عدم تيسر سفر زوجک أو محرم لک معک لتأدية فريضة الحج فلا يجب عليک ما دمت على هذه الحال لأن صحبة الزوج أو المحرم لک فی السفر للحج شرط فی وجوبہ عليک الخ’’ (اللجنة الدائمة للافتاء ، فتاوى المراة المسلمة: ٢٣٧)۔

دیکھئے یہاں پچاس سالہ عورت سوال کررہی ہے، لیکن اس کوبھی اجازت نہ دے کر کہا جارہا ہے کہ تمہارے لئے بھی شوہر یا محرم کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے، معلوم ہوا کہ اگر معمر خاتون ہے تو بھی سفر میں شرط محرمیت کے سلسلے میں اس میں اور جوان عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اسی طرح شیخ محمد بن صالح العثیمین نے ایک عورت جو صلاح و تقوی میں مشہور ہے ، اور شیخوخہ کے قریب ہے ، وہ بغیر محرم اپنے علاقہ کے ایسے لوگوں کے ساتھ حج کو جانا چاہتی ہے جو مرد خود بھی صلاح و تقوی میں مشہور ہے ، تو کیا اس کے لئے جانا جائز ہے ؟ تو علامہ نے اس کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت کے لئے بھی بغیر محرم کے حج کرنا جائز نہیں، بھلے اس کے ساتھ نیک مرد و زن موجود ہوں، پھر آپ نے اس پر دلیل پیش کی ہے کہ جب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘لاتسافر امرأة إلا مع ذی محرم’’ تو ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی حج کو جارہی ہے ، اور میں نے فلاں فلاں غزوہ میں نام لکھوایا ہے ، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو، دیکھئے اس میں آپ ﷺ نے یہ نہیں معلوم کیا کہ آپ کی بیوی معتمد ہے یا نہیں؟ نیز اس کے ساتھ جانے والے لوگ (مرد و زن) قابل اطمینان ہیں یا نہیں؟ یہ کوئی سوال نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ نے سیدھے یہی ارشاد فرمایا: ‘‘انطلق وحج مع امرأتک’’ معلوم ہوا کہ عورت قابل اطمینان ہو یا نہ ہو، ساتھ جانے والے حضرات معتمد ومامون ہوں کہ نہ ہوں بہر صورت عورت کے لئے بغیر محرم کے حج میں جانا جائز نہیں ہے (دیکھئے: فتاوى المرأة المسلمة: ٢٤١)۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:‘‘ومنها المحرم للمرأة شابة كانت أو عجوزة إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام’’ (عالمگیری١،٢١٨)۔

‘‘فلا يجوز لامرأة بالغة ولو عجوزا ولو معها غيرها نساء ثقات والرجال الصالحون أن تخرج للحج مسيرة سفر بغير محرم أو زوج وكره أبو حنيفةؒ وأبو يوسفؒ خروجها مسيرة يوم واحد بغير محرم أو زوج لفساد الزمان’’ (الفقہ الحنفی وادلتہ١،٣٥٠)۔

ان تمام عبارات اور علماء کرام کے فتاوی، نیز نصوص سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت معمر ہو تو بھی اس کے لئے بغیر محرم کے سفرحج درست نہیں ہے ۔

بغیر محرم کے خواتین کا سفر کرنا

مولانا مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی•

١۔ الجواب: حامدا ومصلیا ومسلما أمابعد: خوا تین کا محرم کے بغیر سفر نہ کرنے کے سلسلے میں متعدد روایتیں کتب صحاح میں ہیں، بعض میں تین دن، بعض میندو دن اور بعض میں ایک دن یا ایک رات یا ایک دن ورات کی مدت کا بیان ہے اور بعض روایتیں ایسی میں جن میں مسیرۃ کا لفظ آ یا ہے، اسی طرح بعض روایا ت میں برید کا لفظ آیا ہے جو مسافت کو بتلا تے ہیں، ذیل میں تینوں قسم کی روایات نقل کی جاتی ہیں، اور وہ روایات بھی جن میں وقت کے سا تھ مسیرۃکا لفظ آیا ہے۔

تین دن کے سفر پر مما نعت کی روایا ت:

''عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن النبی ﷺ قال :لا تسافر المرأۃ ثلا ثۃ أیام إلا مع ذی محرم'' (بخا ری١٫١٤٧، رقم الحدیث: ١٠٨٧، مسلم، رقم الحدیث: ٣٢٦٩، ٣٢٥٨، ٣٢٦٣، ابوداؤد، رقم الحدیث: ١٧٢٧)۔

''عن نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: لایحل لامرأۃ تؤ من باللہ والیوم الأٰخر أن تسافر ثلاثۃ لیال إلا معھا ذو محرم'' (مسلم١٫٤٤٣، مسند احمد،رقم الحدیث: ٣٢٦٤، ٢٣٣٨، ابن ماجہ: ٢٨٩٨)۔

''عن النبی ﷺ أنہ قال: لاتسافر امرأۃ ثلاثۃ أیام إلا ومعھا محرم أو زوج'' (بخاری باب کم یقصر الصلاۃ، رقم الحدیث: ١٠٨٨، مسلم باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ، رقم الحدیث: ١٣٣٩)۔

''عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ ﷺ : لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الأٰخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا إلاومعھا أبوھا أو أخوھا أو زوجھا أو ابنھا أو ذو محرم منھا'' (مسلم، رقم الحدیث: ٣٢٧٠،وترمذی، رقم الحدیث: ١١٦٩،ابوداوود، رقم الحدیث: ١٧٢٦)۔

دو دن کے سفر کی ممانعت سے متعلق روایات:

''عن مولی زیاد قال:سمعتُ أبا سعید خدری رضی اللہ عنہ یحدث بأربع عن النبی ﷺ فاعجبنی وآنقننی، قال:لاتسافر المرأۃ یومین إلا معھا زوجھا أو ذومحرم'' (مسلم، رقم الحدیث:

• خادم الافتاء شہر مہدیپور ضلع اجین، ایم پی۔

۱۱۹۷، بخاری: ۱۹۹۵، ۳۰۰۶، ۳۲۶۲)۔

ایک دن ورات سفر کی ممانعت:

''عن أبی هریرة رضی الله عنہ قال: إن رسول الله ﷺ قال: لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الأٰخر تسافر یوم ولیلة إلا مع ذی محرم علیها'' (مسلم، رقم الحدیث: ۳۲۶۸، ترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۶۹، مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۳۳۷، مشکوة، رقم الحدیث: ۲۵۱۵)۔

''عن أبی هریرة رضی الله عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: لا تسافر امرأة مسیرة یوم ولیلة إلا ومعها ذو محرم، قال أبو موسی هذا حدیث حسن صحیح'' (ترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۷۰، مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۳۳۹)۔

''عن أبی سعید بن سعید، عن أبیہ أن أبا هریرة، قال:قال رسول الله ﷺ: لا یحل لامرأة مسلمة تسافر مسیرة لیلة إلا ومعها رجل ذو محرم منها'' (ابوداود، رقم الحدیث: ۱۷۲۳، ۱۷۳۴، مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۳۴۰)۔

''عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال : لایحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الأٰخر أن تسافر مسیرة یوم واحد لیس لها ذو حرمة'' (ابن ما جہ، رقم الحدیث: ۲۸۹۹)۔

مطلقا بغیر محرم کے سفر کی ممانعت:

''عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال النبی ﷺ: لاتسافر المرأة إلا مع ذی محرم'' (بخاری، رقم الحدیث: ۲۶۸۱، مسلم برقم الحدیث۲۷۲۳، مسند احمد برقم الحدیث۶۳۳۲، مشکوة برقم الحدیث۳۱۵۲،) ۔

حدیث میں منزل اورمسافت کی صراحت:

اوپر کی روایا ت میں متعدد روا یتوں میں مسیرة کا لفظ آ یا ہے ، جس سے سفر کی بنیاد مسافت کی تعیین ہوتی ہے، کچھ مزید روایات ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

''عن نافع ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: لایحل لامرأة تؤ من بالله والیوم الأٰخر تسافر مسیرة ثلا ثة لیال إلا معها ذو محرم'' (مسلم۱،۳۳۴)۔

اما م نوویؒ نے ان تمام روایا ت کو نقل کرتے ہو ئے فرما یا :

''وهذه روایا ت مسلم وفی روایة لا بی داؤد :لا تسافر بریداً و البرید مسیرة نصف یوم'' (حاشیة النووی علی الصحیح لمسلم ۱،۲۳۴)۔

سفر شرعی کی بنیاد مسافت پر ہے نہ کہ مدت پر:

محرم کے ساتھ سفر نہ کرنے کے سلسلے میں مندرجہ بالا روایتوں میں بعض سے معلوم ہو تا ہے کہ سفر شرعی کی بنیاد ''مدت ''ہے، لیکن جن روایا ت میں لفظ ''مسیرة''آ یاہے، وہ دوسری روایات میں بیان فرمودہ وقت اور مدت کو مسا فت کے ساتھ مقید کرتا ہے، یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مسیرة والی روایت مسافت کے ساتھ وقت اور مدت کی

وضا حت کرتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر وقت اور مدت کو سفر کی بنیاد قرار دیا جائے تو سفر شرعی کا تحقق بھی مشکل ہو جائے گا، کیوں کہ اس دور میں برق رفتار مراکب کی ایجا دات کے ذریعہ متعینہ مدت مینپوری دنیا کا چکر لگانا ممکن، بلکہ معتادبن گیا ہے، اسی لیے وقت کے بجائے مسافت کو معیار قر ار دے کر علماء احناف نے اسرع مرکب کے بجائے متوسط رفتار کے مرکب کی چال کا اعتبار کرتے ہوئے منزلوں کی مسافت پر حکم سفر جاری فرما یا ہے ۔

''إنما قدرنا بسير الإبل ومشى الأقدام لأنہ الوسط، لأن إبطاء السير سير العجلۃ، والأسرع سير الفرس والبريد، فكان أوسط أنواع السير سير الإبل ومشى الأقدام، وقد قال النبى ﷺ: ''خير الأمور أوساطها، ولأن الأقل والأكثر يتجاذبان فيستقر الأمر على الوسط؛ وعلى هذا يخرج ماروى عن أبى حنيفۃ فيمن سار فى الماء يوما، وذٰلک فى البر ثلا ثۃ أيام أنہ يقصر الصلوۃ لأنہ لا عبرۃ للأسرع۔

وكذا لو سار فى البر إلى مو ضع فى يوم أو يومين، أنہ بسير الإبل والمشى المعتا د ثلاثۃ أيام يقصر اعتبارا للسير المعتاد، وعلى هذا إذاسافر فى الجبال والعقبات أنہ يعتبر مسيرۃ ثلاثۃ أيام فيها لا فى السهل، فالحاصل أن التقدير مسيرۃ ثلا ثۃ أيام أو بالمراحل فى السهل والجبال والبر والبحر، ثم يعتبر فى كل ذٰلک السير المعتا د فيہ، وذٰ لک معلوم عند الناس فيرجع إليہ عند الاشتباہ، والتقدير بالفراسخ غير سديد، لأن ذلک يختلف باختلا ف الطريق۔

وقال أبوحنيفۃ: إذا خرج إلى مصر فى ثلا ثۃ أيام وأمكنہ أن يصل إليہ من طريق آخر فى يوم واحد قصر'' (بدائع الصنائع ١٫٢٦٣، زكريا)۔

''السفر الذى يتغير بہ الأحكام هو أن يقصد الإنسان موضعا بينہ وبين المقصد مسيرۃ ثلاثۃ أيام بسير الإبل ومشى الأقدام، ولا معتبر فى ذلک بالسير فى الماء'' (قدورى باب صلوۃ المسافر،٤٣، مكتبہ النور ديوبند)۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ سفر شرعی کی بنیاد مسافت پر ہے، نہ کہ مدت پر، جن روایتوں میں محض مدت کا بیان ہے، وہ مسافت سفر کے لیے بطور تعبیر بیان ہے، جن کی وضا حت دوسری روایات میں مسیرۃ کے لفظ سے ہوتی ہے۔

احناف کے یہاں مسافت سفر:

جواب نمبر ۲۔ احناف کے یہاں مسافت سفرکے اندر اندر خا تون ضرورت کے تحت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، البتہ علا مہ شامیؒ نے شرح اللباب کے حوا لہ سے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ فتنوں کے دور میں تین دن کے بجا ئے ایک دن کی مسافتِ سفر کے اندر سفر کی اجازت ہے ، ایک دن سے زائد تین دن سے کم مسافت میں بلا محرم سفرکرنا مکروہ قرار دیا گیا ہے، شیخین کے اس قولِ کراہت پر صحیحین کی ایک دن را ت کے سفر کی مما نعت وا لی روایت کو نقل کیا ہے۔

''قولہ فی سفر۔۔ الخ ھو ثلاثۃ أیام ولیالیھا فیباح لھا الخروج إلی ما دونہ لحاجۃ بغیر محرم، وروی عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف کراھۃ خروجھا وحدھا مسیرۃ یوم واحد، وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان، شرح اللباب۔ ویؤید حدیث الصحیحین، لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم علیھا، وفی لفظ لمسلم 'مسیرۃ لیلۃ' وفی لفظ (یوم)'' (رد المحتار مع الدرالمختار۳، ۵۶۴،زکریا)۔

یعنی فتنوں سے حفاظت کی صورت میں بغیر محرم کے تین دنونکی مسافت کا سفر جائز ہے، البتہ صحیحین کی روایات میں ایک دن رات کی صراحت ہے، اس لیے ایک دن رات سے زائد مدت کی مسافت کو شیخینؒ نے مکروہ کہا ہے، کچھ علماء احناف کہتے ہیں کہ فسادِ زمان کی وجہ سے عام اسفار میں ایک دن را ت سے زائد مسافت میں بلا محرم سفر کرنے سے خواتین کو منع کیا جائے۔

شوافع کا موقف:

شوافع کے یہاں تین دن کی قید کے بغیر ہر خروج جس پر سفر کا اطلاق ہوگا اُس میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، تین دن، دو دن، ایک دن رات، ایک رات، ایک دن، نصف دن کی روایتوں سے استدلال کرتے ہوئے امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''ھذا کلہ صحیح ولیس فی ھذا کلہ تحدید لأقل ما یقع علیہ اسم السفر ولم یرد ﷺ تحدید أقل ما یسمی سفرا، فالحاصل أن کل ما یسمی سفرا تنھی عنہ المرأۃ بغیر زوج أو محرم سواء کان ثلثۃ أیام أو یومین أو یوما أو بریدا أو غیر ذٰلک لروایۃ ابن عباسؓ المطلقۃ وھی آخر روایات مسلم السابقۃ : لاتسافر امرأۃ إلا مع ذی محرم؛ وھذا یتنا ول جمیع ما یسمی سفرا، واللہ أعلم'' (شرح النووی علی حاشیۃ مسلم۱، ۴۳۲، مکتبہ ملت دیوبند)۔

لیکن سفر کی یہ تعریف اور اس پر کوئی حکم لگا نا مبہم بات ہے، تین دن کی مسافت کی تعریف میں تمام روایا ت پر عمل ہو رہا ہے، اسی طرح ایک دن رات کی روایات کو سامنے رکھتے ہو ئے ایک دن رات کی مسا فت کو مکروہ قرار دینے سے تین دن رات کی مسا فت والی روایات کا ترک لازم نہیں آ تا ہے، بلکہ آ خری حد تین دن رات کی مسافت سفر کی ممانعت ہے۔

امام نوویؒ آگے فرماتے ہیں؛

''واختلف أصحابنا فی خروجھا لحج التطوع وسفرالزیارۃ والتجارۃ ونحو ذٰلک من الأسفار التی لیست واجبۃ فقال بعضھم یجوز لھا الخروج فیھا نسوۃ ثقات کحجۃ الإسلام، وقال بعضھم لا یجوز إلا مع زوج أو محرم، وھذا ھو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ، وقد قال القاضی واتفق العماء علی أنہ لیس لھا أن تخرج فی غیر الحج والعمرۃ إلا مع ذی محرم إلا الھجرۃ من دارالحرب، فاتفقوا علی أن علیھا أن تھاجر منھا إلی دار الإسلام وإن لم یکن معھا محرم ۔۔۔ الخ'' (شرح النووی علی حا شیۃ المسلم۱، ۴۳۳،مکتبہ ملت دیوبند)۔

احناف کے نزدیک فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے بغیر محرم کے ثقہ خوا تین کی رفاقت مینسفر کرنا جائز نہیں ہے ،بلکہ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے محرم کی شرط لگا تے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے علا وہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ،ایک قو ل میں امام احمد ابن حنبلؒ حجِ فرض کی ادائیگی کے لیے ثقہ خوا تین کی رفاقت کو جائز قرار دیتے ہیں، ائمہ ثلاثہ بھی فرض کے علاوہ نفلی حج کے لیے معتبر خواتین کی رفاقت میں سفر کی اجا زت نہیں دیتے ہیں (جیسا کہ سوال نمبرپنجم کے جوا ب میں معلوم ہوگا)، اسی طرح دوسرے امور کے لیے بھی ان ائمہ کے نزدیک مسافت سفر مینبلا محرم سفر کی اجا زت نہیں ہے ، گویا تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بلا محرم خا تو ن کاسفر کرنا جائز نہیں ہے ۔

جواب نمبر۳۔ یہاں مسئلہ خاتون کا بلا محرم سفر کر نے کا ہے ، دہلی سے ریاض تک کا سفر بلا محرم ہو گا، اس لیے ایسا سفر کرنا جائز نہیں ہے، گناہ ہے، جیسا کہ بلا محرم سفر کی مما نعت پر جواب نمبر ۱ کے ذیل میں روایا ت جواب نمبر دو کے ذیل میں فقہاء کے اقوال نقل کرچکا ہوں۔

جواب نمبر۴۔ دوسرے ائمہ صرف حجِ فرض کی ادائیگی کے لیے رفقتمامونہ کی معیت میں سفر کی اجازت دیتے ہیں، اور نفلی حج کے لیے خوا تین کی جما عت کے ساتھ بھی سفر کی اجازت نہیں دیتے ہیں اور احناف کے یہاں حج فرض کی ادائیگی کے لیے بھی خوا تین کے لئے اس قسم کا سفر ممنوع ہے، عمرہ تو فرض نہیں ہے ، اس لیے بیان کردہ صورت میں اس طرح کے سفر کی اجازت امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے ائمہ کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتی ہے، جیسا کہ سوال نمبر ۵ کے جوا ب کے ذیل میں دلا ئل نقل کے جا رہے ہیں ۔

احناف کا موقف:

جواب نمبر۵ : احنا ف کے یہاں (مسافت سفر میں رہنے والی)خواتین کے لیے حج کے وجوب کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ اس کو محرم یا شوہر کی رفاقت دستیاب ہو، اور اس خا تون کے پا س اپنے نفقہ اور خرچہ کے علا وہ محرم کے اخراج سفر وغیرہ بھی دستیاب ہوں۔

‘‘والمرأة فی وجو ب الحج علیها، کالرجل غیر أن لها شرطین شابۃ کانت أو عجوزا: أحدهما أن یکون خروجها مع زوجها، أو مع ذی رحم محرم’’ (الفتا وی تاتارخا نیہ ۳،۴۷۵، زکریا)۔

امام ابو بکر جصاص حنفیؒ نے احکام القر آ ن میں لکھا ہے :

‘‘وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج لما روی عن النبی ﷺ أنہ قال : لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الاٰخر أن تسافر سفرا فوق ثلاث إلا مع ذی محرم أو زوج’’ (احکام القر آن۲،۸۰۳)۔

ہدایہ میں ہے: ‘‘یعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج بہ أو زوج’’ (الہدایہ

۱،۲۱۳-۲۱۴)۔

بعض علماء احناف محرم کی شرط کو وجوب حج کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں اور بعض وجوب ادا کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں :

''ثم المحرم أو الزوج: إنما يشترط إذا كان بين المرأة وبين مكة ثلاثة أيام فصاعدا، فإن كان أقل من ذلک حجت بغير محرم، لأن المحرم يشترط للسفر ومادون ثلا ثة أيام ليس بسفر، فلا يشترط فيه المحرم،كما لا يشترط للخروج من محلة إلى محلة، ثم الزوج أو المحرم شرط الواجب؟ أم شرط الجواز؟ فقط اختلف أصحابنا فيه كما اختلفوا فى أمن الطريق، والصحيح أنه يشترط الوجوب كما ذكرنا فى أمن الطريق، والله أعلم'' (بدائع الصنائع ۲،۳۰۲-۳۰۳ زکریا)۔

حنابلہ کا موقف:

مشہور حنبلی فقیہ علا مہ ابن قدامہؒ نے الکافی میں لکھا ہے:

''وفى حج المرأة ثلاثة أمور: أحدها: لا يحل لها السفر إليه بغير محرم لما روى أبو هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ:لا يحل لامرأة تؤمن باللّٰه واليوم الأٰخر أن تسافر مسيرة يوم إلا ومعها ذومحرم'' (الکافی۱،۳۸۴)۔

علا مہ ابن تیمیہ حنبلیؒ فرماتے ہیں :

''إن المرأة لايجب عليها أن تسافر للحج ولا يجوز لها ذٰلک إلا مع زوج أو ذى محرم، لما روى ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم--- فهذه نصوص من النبى ﷺ فى سفر المرأة بغير محرم، ولم يخصص سفرا من سفر مع أن سفر الحج من أشهرها وأكثرها''(شرح العمدة۲،۱۷۴-۱۷۶)۔

ایک قول امام احمد بن حنبلؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ معتبر خوا تین کے ساتھ فرض حج کے لیے عورت جا سکتی ہے :

''لايشترط المحرم فى الحج الواجب، قال أحمدؒ لأنها تخرج مع النساء ومع كل أمنة''(الفروع لاثرم ۳،۱۷۷، الانصاف للمرادوی۳،۴۱۱)۔

گویا ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک خا تون بغیر محرم کے، حج فر ض ادا کرنے کے لیے ثقہ خواتین کے ساتھ سفر حج پر جاسکتی ہے۔

مالکیہ کا مسلک:

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ خواہ مردوں کی جما عت ہو یا صرف خواتین کی جما عت ہو، دونوں میں کسی کے ساتھ عورت سفر حج کرسکتی ہے،ابو القاسم العبدری الما لکیؒ نقل کرتے ہیں:

''لها أن تخرج للفرض بلا إذن الزوج وإن لم تجد محرما ولا بد فى التطوع من إذنه والمحرم، وقال خليل فى مناسكه: ليس من شروط استطاعة المرأة وجود زوج أو محرم على

المشهور، بل یکتفی بالرفقۃ المأمونۃ، ھذا فی الحج الفریضۃ، وأما فی النافلۃ فلا''(التاج والاکلیل۲،۵۲۱)۔

مالکیہ کی مشہور کتا ب مواھب الجلیل میں ہے:

''ویشترط فی وجوب الحج علی المرأۃ أیضا وجود زوج أو محرم، فإن لم یکن لھا محرم ولا زوج، فیجب علیھا الخروج للحج فی الفرض فی الرفقۃ المأمونۃ''(المواھب الجلیل۲،۵۲۱)۔

الفوا کہ الدوانی میں ہے :

''وعلی کل حال لابد فی سفرھا من محرم أو زوج أو رفقۃ مأمونۃ فإنھا تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرھما، لکن فی حج الفرض دون النفل''(الفواکہ الدوانی ۱،۳۶۳)۔

الغرض مالکیہ کے یہاں خا تون کومحرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنا منع ہے، البتہ فرض حج کی ادائیگی کے لیے سفر کرنا اس عام حکم سے مستثنی ہے، اگر محرم یا شوہر نہ بھی ہو تو حجاج کے قافلہ مینمعتبر افراد (خوا ہ مرد ہو ں یا خوا تین) کے ساتھ حج فرض ادا کرنا ضروری ہے، البتہ بلا محرم یا بغیر شوہر کے نفلی حج وغیرہ کے لیے نا محرم رفقاء یا خوا تین کے ساتھ سفر کی اجا زت نہیں ہوگی۔

امام شافعیؒ کا موقف:

المھذب میں امام شیرازیؒ لکھتے ہیں :

''وإن کا نت امرأۃ لم یلزمھا إلا أن تأمن علی نفسھا بزوج أو محرم أو نساء ثقات'' (المھذب ۱،۱۹۷)۔

امام نوویؒ شرح مھذ ب میں فرماتے ہیں:

''فأی ھذا الثلاثۃ وُجِدَ لزمھا الحج بلاخلاف، وإن لم یکن شیئٌ من الثلاثۃ لم یلزمھا الحج علی المذھب، سواء وجدت امرأۃ واحدۃ أم لا'' (المجموع شرح مھذب ۷،۵۵)۔

علامہ زین العابدین ملیباری شافعی '' فتح المبین '' میں لکھتے ہیں:

''وشرط للواجب علی المرأۃ مع ما ذکر أن یخرج معھا محرم أو زوج أو نسوۃ ثقات'' (فتح المبین،۳۸۳)۔

علا مہ نوویؒ فرما تے ہیں کہ محرم یا شوہر یا ثقہ خوا تین کی جما عت کے بجائے ایک ہی ثقہ خا تون ہم سفر ہوتو اس پر حج لازم نہیں ہو گا ، البتہ ایک ہی خا تون کی رفاقت میں حج کا سفر کرلے تو حج ادا کرنا جائز ہو گا۔

''فلو وجدت امرأۃ واحدۃ ثقۃ لم یلزمھا لکن یجوز لھا الحج ھو الصحیح وقال بعض أصحابنا یلزمھا بوجود نسوۃ أو امرأۃ واحدۃ۔۔ والمشھور من نصوص الشافعی وجماھیر أصحابہ ھو الأول'' (نووی علی حاشیۃ مسلم ۱،۴۳۳)۔

''واختلف أصحابنا فی خروجھا لحج التطوع وسفر الزیارۃ والتجارۃ ونحو ذٰلک من الأسفار التی لیس لھا واجبۃ؛ فقال بعضھم یجوز لھا الخروج فیھا مع نسوۃ ثقات کحجۃ الإسلام، وقال الجمھور: لا یجوز إلا مع زوج أو محرم وھذا ھو الصحیح للأحادیث الصحیحۃ''(نووی

علی حا شیۃ مسلم ۱،۴۳۳)۔

محرم یا شوہر کے نہ ہونے کی صورت میں امام مالکؒ کے بر خلاف امام شافعی کے نزدیک مردوں کے بجائے صرف ثقہ خوا تین کی معیت میں حج کے لیے خوا تین سفر کرسکتی ہیں ، اگر محرم یا شوہر نہ ہوں اور ثقہ خوا تین کی رفاقت دستیا ب ہو تو خا تون پر حج ادا کرنا فرض ہو گا۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حج فرض ونفل یا کسی بھی سفر کے لیے محرم یا شوہر کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے، امام احمدؒ کے مشہور قول کے مطابق محرم یا شوہر کے بغیرعورت کو سفر حج کرنا جا ئز نہیں ہے، اگر چہ نفسِ وجوب پا لیا جائے گا، جیسا کہ احناف کا موقف ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے ایک دوسرے قول کے مطابق حج فرض کے لیے شوہر یا محرم کی عدم دستیا بی کی صورت میں معتبر خوا تین کی معیت میں سفر کی اجا زت ہے، نفلی حج کے لیے ایسی اجا زت نہیں ہے، امام احمد بن حنبلؒ اس قول میں احناف سے الگ ہوجاتے ہیں۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک محرم یا شوہر کی عدم دستیا بی کی صورت میں بھی خا تون کو حج فرض ادا کرنے کے لیے رفقاء سفر کی رفاقت میں سفر حج کرنا ضروری ہے، البتہ امام ما لکؒ معتبر رفقاء سفر میں مرد اور خا تون دونوں کی اجازت دیتے ہیں ،جب کہ اما م شافعیؒ مرد کے بجائے صرف خوا تین کی رفاقت کی اجا زت دیتے ہیں، یعنی سفر حج میں امام ابو حنیفہؒ محرم کو شرط وجوب قرار دیتے ہیں ، اور دووسرے ائمہ شرط وجوب کی نفی کرتے ہوئے، حجاج کے قافلہ میں معتبر لوگوں کی رفاقت میں ادائیگی کی اجازت دیتے یا ضروری قرار دیتے ہیں ۔

جواب نمبر۶۔ حج بیت اللہ کے سفر کے لیے خاتون جس محرم کوا پنے ساتھ لے جا ئے گی، اس کے اخرجاتِ سفر وغیرہ کی استطاعت کی صورت میں ہی خا تون پر حج فرض ہوگا، اگر تنہا اس کے لیے اخراجات سفر کا انتظام ہے ،لیکن ہم سفر محرم کے لیے انتظام نہیں ہے، تو اس پر حج فرض نہیں ہے ۔

''وفی الدر المختار:(مع) وجوب النفقۃ لمحرمها (علیها) لأنہ محبوس (علیها) لامرأۃ حرۃ''۔

''وفی رد المحتار: قولہ مع وجوب النفقۃ الخ أی فیشترط أن تکون قادرۃ علی نفقتها ونفقتہ، قولہ لمحرمها...الخ قید بہ لأنہ لو خرج معها زوجها فلا نفقۃ لہ علیها بل هی لها علیہ النفقۃ؛ وإن لم یخرج معها فکذٰلک عند أبی یوسفؒ، وقال محمد: لا نفقۃ لها لأنها مانعۃ نفسها بفعلها'' (رد المحتار مع الدر الختار۳،۴۶۴، کتاب الحج، زکریا)۔

''وفی تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین: (قولہ فیشترط أن تکون قادرۃ علی نفقتها ونفقتہ) وفی مناسک ابن امیر حاج:هل تجب علیها نفقۃ المحرم والقیام براحلتہ؟ اختلفوا فیہ، وصححوا عدم الوجوب، ووافق فی السراج بأنہ إذا قال: لا اخرج إلا بالنفقۃ وجبت علیها،

وإذا خرج بلا اشتراط لم تجب اھ سندی'' (وفی تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین ۱۵۷٫۳، زکریا)۔

اس لیے سوال نامہ میں بیان کردہ صورت میں محرم یا زوج کی عدم دستیا بی کی صورت میں بھی وہ حج کمیٹی یا قافلہ حج ٹور کے ساتھ حج کے لیے نہیں جاسکتی ہے، امداد الفتاوی میں ایسی صورت کے تعلق سے حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر روپیہ کی مقدار اتنی ہے کہ صرف اس عورت کو کا فی ہوجا ئے، تب تو حج فرض ہی نہیں ہے، درمختار میں ہے: ''مع زوج أو محرم بالغ عاقل ۔ إلی قولہ ۔۔۔ مع وجوب نفقۃ لمحرمھا'' ۔۔۔ اگر دو شخصوں کے لائق خرچ ہے، تونفس وجوب تو اس پر ہوگیا ہے، وجوب ِادا نہیں ہوا، بوجہ محرم نہ ہونے کے ، اس لیے اس کو اجنبی کے ساتھ سفر کرنا تو جائز نہیں، لیکن روپیہ محفوظ رکھے، شاید کوئی محرم میسر ہوجائے، اور اگر اخیر عمر تک میسر نہ ہو تو وصیت کر جاوے(یا قبل موت ایسی حا لت ہوجائے کہ اگر محرم مل بھی جائے تب بھی سفر نہ کرسکے،تب بھی حج بدل کراسکتی ہے، ۱۲ منہ) کہ مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرادیا جائے، رد المحتار مینہے: ''والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإیصاء'' (۲۳۵٫۲، ۔ ۲۲ رجب ۰۳۳۱ھ، امداد الفتاوی۱۵۶٫۲ زکریا)۔

جواب نمبر۷۔ ''أما العجوز التی لا تشتھی فلا بأس بمصافحتھا ومس یدھا إذا أمن، ومتی جاز المس جاز سفرہ بھا، ویخلو إذا أمن علیہ وإلا لا''(الدرالمختار مع الرد المحتار۵۲۹٫۹ زکریا)۔

حتمی طور پر عمر کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی ہے ،البتہ ساٹھ سال کے بعد عام طورپر ایسی حا لت ہو جاتی ہے، ایضاح المناسک۶۳٫، اور فتاوی دارالعلوم۵۳۴٫۶، اور امداد الفتاوی ۲۰۱٫۲ سے استیناس کر تے ہو ئے مفتی محمد سلمان منصور پوری دامت برکاتہم نے تحریر فرمایا:

''تاہم بعض اکا بر مفتیان کی عبارا ت سے ۶۰۔۷۰٫ سال کی بوڑھی عورت کا بلا محرم قابل اعتما د لوگونکے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لیے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی ''(کتاب النوازل ۶۲۱٫۷٫ مکتبہ جاوید دیوبند، سنہ اشاعت فروری ۲۰۱۵ء)۔

الغرض اگر کوئی خا تون بیما ری یاکسی وجہ سے اس عمر (۶۰۔۷۰٫سال) سے قبل ہی ایسی پو زیشن میں آ جائے،جس میں فتنوں کا خوف کم ہو جا ئے، (جیسا کہ الدر المختار اور رد المحتار مینلفظ شوھاء سے ظاہر ہوتا ہے، جس کا مطلب بد صورت ، بدشکل ، مسخ شدہ خاتون ہے) تو اس کے لیے بھی سفر کی گنجا ئش ہے۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر- شریعت کی روشنی میں

مفتی محمد اکرام سعادتی•

عورت معاشرے کامہتم بالشان حصہ ہے، بلکہ اس کی بنیاد ہے،اس لیے معاشرے کی تطہیر عورتوں کی عصمت کے تحفظ کے بغیر ہر گز نہیں ہو سکتی ہے،عورتوں پر اسلام کا یہ احسان ہے کہ جب انھیں محض ایک حیوان سمجھا جا رہا تھا ،دنیا کی متمدن قومیں انھیں لعنت کا باعث گردان رہی تھیں،اور معاشرے میں ان کے مقام کوپامال کیا جارہاتھا ،عین اُس وقت اسلام نے صنفِ نازک خواتین کے تقدس کی پرزور صدا لگائی جس کی گونج اطرافِ عالم میں سنی گئی ،اور ایسے احکامات جاری کیے جو عورتوں کے مقام کو بلند کرتے ہیں ،معاشرے میں ان کی اہمیت کو باور کراتے ہیں اور ان کی پاک دامنی کے تحفظ کا سامان فراہم کرتے ہیں،ان احکامات میں سے ایک حکم یہ تھا کہ عورت اپنے شوہر یا محرم کی رفاقت کے بغیر لمبا سفر نہ کرے، کیونکہ شوہر یا محرم کے بغیر لمبا سفر کرنے پر عورت کی عزت داؤ پر لگ سکتی ہے اور اس کی پاک دامنی خطرے میں پڑسکتی ہے۔

دوسری طرف دورِ حاضر کی سائنسی ایجادات اور ترقیات نے بہت سی پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں، کئی ہزار کلومیٹر کی مسافت صرف تین چار گھنٹوں میں طے ہوجاتی ہے اور حکومت اور ایئر لائنز کی جانب سے حفاظت کا اچھا خاصا انتظام بھی ہوتاہے ،تو اس وجہ سے کچھ تخفیف کی گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟اس تناظر میں سوال نامے میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں درجِ ذیل سطروں میں ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اللہ پاک صحیح حل تک رسائی کی توفیق ارزانی فرمائے،آمین ۔

جواب ۱۔خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے باب میں حکم کی بنیاد سفر شرعی ہے،احادیث نبویہ میں جس سفر سے عورت کو منع کیا گیا ہے اس کی مقدا راحادیث میں مختلف آئی ہے ،احناف نے ‘‘ثلاثۃ أیام ’’ والی روایت کو مستدل بنایا ہے اور تین دن کی مسافت کو سفرِ شرعی قرار دیاہے جو تغیرِاحکام میں مؤثرہوتاہے،اصل یہی ہے ،اس کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ ؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ تین مرحلوں کاسفر سفرِ شرعی ہے،در حقیقت تین دن کی مسافت سفرِ شرعی کا معیارتھی ،اور یہی ظاہر الروایۃ ہے ،لیکن چوں کہ

• مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم جودھپور، راجستھان۔

نصف یوم میں معتدل چال سے ایک مرحلہ طے ہوتا ہے ،اور تین دن میں تین مرحلے طے ہونگے، اس طرح تین مرحلے تین دن کے برابرہوئے ،اس لیے تین شب وروز اور تین مرحلوں کے اطلاق میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے، پھرمشائخِ احناف نے فرسخ کے ذریعے بھی تحدید کی کوشش کی ہے،اور اس میں بھی اختلا ف ہوا ہے، علامہ بنوریؒ معارف السنن میں لکھتے ہیں :

''فاعلم أن مسافة القصرعندنا مسيرة ثلاثة أيام بسير وسط، وعن أبی حنيفة فی الهداية قدر ثلاثة مراحل، وأما أقوال المشائخ الحنفية فكثيرة...منها خمسة عشر فرسخا، ومنها ثمانية عشرفرسخا، وقول اٰخر فی العمدة وفتح القدير والعناية:أحدوعشرون فرسخا وعلى كل أفتى،ففی النهاية:على ثمانية عشر، وفی المجتبى:من فتوى أكثر أئمة خوارزم على خمسة عشر فرسخا،والتقدير بالمراحل الثلاثة والسير ثلاثة أيام كلاهما متقارب، وقال أبو يوسف:يومان وأكثر، وهی رواية الحسن عن أبی حنيفة وابن سماعة عن محمدوبالجملة ظاهر الرواية عند الحنفية هو التقدير بمسيرة الأيام الثلاثة''(معارف السنن۴؍۴۷۳)۔

شامی سے مزید وضاحت ہوتی ہے:

''مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة، ولايشترط سفر كل يوم إلى الليل بل إلى الزوال، ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب، بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة''(رد المحتارمع الدرالمختار۲؍۷۲۶)۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں :

''وأما التقديربثلاثة أيام فهو ظاهر المذهب وهو الصحيح''(البحر الرائق۲؍۲۲۷)۔

بہرکیف یہ بات ثابت ہے کہ تین شب وروز کی مسافت یا تین مرحلوں کی مسافت قطع کرنے پر آدمی مسافرِ شرعی بن جاتاہے ،اور اس پر سفر کے مخصوص احکام لاگو ہوجاتے ہیں ،سفر چاہے زیادہ مدت میں طے ہو یا کم مدت میں ،سال کے چھوٹے دنوں میں صبح سے زوال تک معتاد استراحت کے ساتھ معتدل رفتار سے چل کر آدمی جتنی مسافت طے کر سکتا ہے، اتنی مسافت طے کرنے پر وہ مسافر بن جاتا ہے اور اس مسافت کا تخمینہ تین مرحلوں سے لگایا گیا ہے،بہر حال اتنی مسافت ایک دن میں یا ایک دو گھنٹے میں طے ہوجائے تب بھی آدمی شریعت کی نگاہ میں مسافر بن جائے گا ،اور سفر کی مراعات اسے حاصل ہوں گی ۔

علامہ ابن نجیم مصری اور علامہ ابن عابدین شامیؒ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

''وفي السراج الوهاج:إذا كانت المسافة ثلاثة أيام بالسيرالمعتاد فسارإليها على البريد سيرا مسرعا أوعلى الفرس جرياحثيثا فوصل في يومين قصر''(البحر الرائق۲؍۲۲۹،۲۲۸)۔

''حتى لو أسرع فوصل في يومين قصر (وفی الشامية تحته)وظاهره أنه كذلک لو وصل إليه فی زمن يسير بكرامة لٰكن استبعده فی الفتح بانتفاء مظنة المشقة وهی العلة فی القصر''

(شامی ۲،۷۲۶)۔

اس عبارت میں اگرچہ نماز کے قصر کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے،لیکن قصرِ نماز کا مسئلہ اور عورت کے لیے محرم کے بغیر سفر کی حرمت کا مسئلہ سفر شرعی سے وابستہ ہے، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے،سفر شرعی جن احکام میں مؤثر ہوتاہے فقہاء نے ان احکام کو شمار کراتے ہوئے قصرِ نماز اور وجودِ محرم کے مسئلے کو ایک ساتھ بیان کیا ہے، صاحبِ کفایہ لکھتے ہیں :

''والأحکام التی تتغیر بالسفرهی قصرالصلوٰة،وإباحةالفطر،وامتدادمدة المسح إلی ثلاثة أیام،وسقوط وجوب الجمعة،والعیدین والأضحیة،وحرمة الخروج علی الحرة بغیر محرم''(کفایة بهامش فتح القدیر ۲،۲۸،۲۷)۔

ان مندرجات سے معلوم ہوا کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلے میں حکم کی بنیاد تین شب وروز کی مسافت یا تین مرحلوں کی مسافت ہے،جس کو سفر شرعی بھی کہتے ہیں، اگر جدید ذرائع سے یہ مسافت مختصر وقت میں طے کر دی جائے تو بھی سفر شرعی کے احکام اس پر نافذ ہوجائیں گے، ان احکام میں سے ایک حکم آزاد عورت کے لیے محرم یا شوہر کے بغیر سفر کا حرام ہوناہے، اور اگر تین مرحلوں سے کم مسافت ہے تو پھر سفر شرعی کے احکام جاری نہیں ہونگے، یعنی محرم شرط نہیں ہے، اسی لیے سفرِ شرعی سے کم مسافت پرحرم واقع ہو تو عورت پر محرم کے بغیر حج فرض ہو جاتاہے اورشوہر کو روکنے کاحق بھی نہیں ہے،حج کے علاوہ کسی دوسری ضرورت کے لیے بھی نکل سکتی ہے، البتہ شیخین سے ایک دن کی مسافت کے سفر کی کراہت منقول ہے اور علامہ شامیؒ نے شرح اللباب کے حوالے سے لکھاہے کہ فسادِ زمانہ کے باعث اس پر فتوی دینا مناسب ہے، شامی میں ہے :

''في سفر:هو ثلاثة أیام ولیالیها،فیباح لها الخروج إلی مادونه لحاجة بغیرمحرم، بحر-وروی عن أبی حنیفة وأبی یوسف کراهة خروجها وحدها مسیرة یوم واحد، وینبغی أن یکون الفتوی علیه لفساد الزمان..... قال فی الفتح:ثم إذاکان المذهب الأول،فلیس للزوج منعها إذاکان بینها وبین مکة أقل من ثلاثة أیام'' (شامی،کتاب الحج۳،۵۳۳)۔

صاحبِ بدائع مزید وضاحت کرتے ہیں :

''ثم المحرم أو الزوج إنما یشترط إذاکان بین المرأة وبین مکة ثلاثةأیام فصاعدا فإن کان أقل من ذلک حجت بغیر محرم، لأن المحرم یشترط للسفر وما دون ثلاثة أیام لیس بسفر، فلایشترط فیه المحرم کما لایشترط للخروج من محلة إلی محلة''(بدائع الصنائع۲،۳۰۱،۳۰۰)۔

جواب۲۔ سب سے پہلے یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ حج فرض کے سفراور دوسرے سفر کے درمیان کچھ فرق ہے یانہیں ؟فرق ہے تو کیا ہے اور کن کے نزدیک ہے؟ ذیل کی سطروں میں سب سے پہلے حج فرض کے سفر سے متعلق گفتگو ہے،

پھر عام سفر سے متعلق گفتگو ہوگی ۔

احناف اورحنابلہ:

احناف کے یہاں عورت پر حج واجب ہونے کے لیے شوہریامحرم شرط ہے ،پھر شوہر یا محرم کی معیت نفسِ وجوبِ حج کے لیے شرط ہے یا وجوبِ ادا کے لیے؟ اس بابت دونوں طرح کی آرا ء موجود ہیں،امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں :

''والمرأة في وجوب الحج عليها كالرجل إذاكان معها زوج أوذو رحم محرم، فان لم يكن معها ولا أحد من هٰذين لم تخرج''(شرح مختصر الطحاوی:کتاب المناسک،باب وجوب الحج۲،۴۸۳)۔

ملک العلماء علامہ کاسانیؒ رقم طراز ہیں :

''وأما الذي يخص النساء فشرطان:أحدهماأن يكون معها زوجهاأومحرم لها فإن لم يوجد أحدهما لايجب عليها الحج، وهٰذا عندنا''(بدائع الصنائع،کتاب الحج۲،۲۹۹)۔

محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے ،امام نخعی ،حسن بصری، امام ثوری، ابو ثور، امام احمد بن حنبل اوراسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں، امام شافعیؒ کا ایک قول بھی یہی ہے ،ابن منذر کہتے ہیں کہ عورت کے لیے محرم سبیل میں داخل ہے، شوافع میں سے علامہ بغویؒ فرماتے ہیں کہ محرم کی شرط کا قول اولی ہے ۔

''وفي البناية:قال محب الدين الطبري:وافق أباحنيفة في اشتراط المحرم أو الزوج أصحاب الحديث، وهو قول النخعي والحسن البصري والثوري،وأبي ثور وابن حنبل واسحاق بن راهوية وأحد قولى الشافعي، وقال ابن المنذر: المحرم لها من السبيل۔ وقال البغوي من الشافعية: القول باشتراط المحرم أولى'' (أوجز المسالک، کتاب الحج، باب حج المرأة بغير ذي محرم ۸،۶۵۰)۔

عند الاحناف عورت پر وجوبِ حج کے لیے محرم یاشوہر کی رفاقت ضروری ہے، تاہم عورت اگر بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلیتی ہے تو کراہتِ تحریمی کے ساتھ اس کا حج ادا ہوجائے گا اور اس کے ذمہ سے فریضہ بھی ساقط ہوجائے گا، شامی میں ہے:

''ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة أى:التحريمية للنهى في حديث الصحيحين: لاتسافر امرأة ثلاثا إلا ومعها محرم''(ردالمحتار مع الدر المختار،کتاب الحج۳،۵۳۳)۔

امام احمد بن حنبلؒ سے اس باب میں تین روایتیں منقول ہیں :

۱۔عورت کے لیے محرم کا ہونا نفسِ وجوبِ حج کی شرط ہے، لہٰذا جس کا محرم نہ ہو اس پر حج واجب نہیں ؛یہی ان کا مذہب ہے اور اسی پر عمل ہے، اس طرح احناف اور حنابلہ کا موقف ایک ٹھہرا۔

۲۔ محرم کی شرط لزومِ سعی الی الحج کے لیے ہے،نفسِ وجوب کے لیے نہیں ؛لہٰذا شرائط کی تکمیل کے بعد مرض یا موت کے سبب حج فوت ہونے کی صورت میں حج اس کے ذمہ واجب رہے گا۔

۳۔ واجب حج کی ادائیگی کے لیے محرم شرط نہیں ہے۔

صاحبِ اوجز لکھتے ہیں:

''قال الخرقي:وحكم المرأة إذاكان لها محرم كحكم الرجل.وقال الموفق:ظاهره أن الحج لايجب على التي لامحرم لها،وقد نص عليه أحمد،فقال أبوداود:قلت لأحمد:امرأة موسرة لم يكن لها محرم هل يجب عليهاالحج؟قال:لا،وقال أيضا:المحرم من السبيل ..... وعن أحمدأن المحرم من شرائط لزوم السعى،دون الوجوب،فمتى فاتها الحج بعد كمال الشرائط بموت أومرض لايرجى برؤه أخرج عنها حجة؛لأن شروط الحج المختصة به قد كملت،وإنماالمحرم لحفظها، وعنه رواية ثالثة:أن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب، قال الأثرم: سمعت أحمد يسأل هل يكون الرجل محرما لأم امرأته يخرجها إلى الحج؟ فقال:أما في حجة الفريضة فأرجو؛لأنها تخرج إليهامع النساء ومع كل من أمنته،وأما في غيرها فلا، والمذهب الأول، وعليه العمل''(أوجز المسالک،کتاب الحج،باب حج المرأة بغير ذى محرم۸،۶۴۸)۔

شوافع اور مالکیہ:

شافعیہ سے ایک روایت احناف کے مثل منقول ہے، لیکن مالکیہ اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ عورت پر وجوبِ حج کے لیے محرم یا شوہر شرط نہیں ہے، بلکہ فتنے سے مامون ہونا شرط ہے، اور فتنے وابتلا سے امن جس طرح شوہر یا محرم کی رفاقت سے ہوجاتا ہے، اسی طرح ثقہ عورتوں کی رفاقت سے بھی امن ہوجاتاہے؛ پھر اس کی تفصیل میں قدرے اختلاف ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت کو امن عورتوں کی جماعت سے ملتا ہے، لہٰذا عورتوں کی جماعت کے ساتھ نکلے گی ،ایک عورت سے اطمینانِ نفس نہیں ہوتا اس لیے ایک عورت کے ساتھ حجِ فرض کے لیے نکلنا واجب نہیں ہوگا، شوافع کہتے ہیں کہ محرم یا شوہر کی طرح دو یا دو سے زائد ثقہ عورتوں کی وجہ سے بھی فتنے سے امن ہوجاتاہے ،اس لیے بااعتماد عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج فرض کے لیے نکلنا واجب ہوگا؛خواہ جماعت دو عورتونہی پر مشتمل ہو، اور ایک عورت کے ساتھ نکلنا واجب نہیں ہوتاہے ،تاہم نکلناچاہے تو نکل سکتی ہے ،بلکہ وہ تنہا بھی نکل سکتی ہے ،بعض شوافع ایک عورت کی معیت میں بھی لزومِ حج کے قائل ہیں ،لیکن صحیح یہ ہے کہ واجب نہیں؛جائز ہے، البتہ نفل حج کے لیے محرم یا شوہر کا ہوناشرط ہے، علامہ شبیراحمد عثمانیؒ ''فتح الملہم'' میں لکھتے ہیں:

''وقال عطاء وسعيد بن جبير وابن سيرين ومالک والأوزاعي والشافعي في المشهور عنه: لايشترط المحرم، بل يشترط الأمن على نفسها، قال أصحابنا:يحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوة ثقات، ولايلزمها الحج عندنا إلابأحد هٰذه الأشياء،فلو وجدت امرأة واحدة ثقة لم يلزمها،لٰكن يجوز لها الحج معها، هٰذا هو الصحيح، وقال بعض أصحابنا: يلزمها بوجود نسوة أو امرأة واحدة وقد يكثر الأمن ولاتحتاج إلى أحد بل تسيروحدها في جملة القافلة وتكون اٰمنة،

والمشهورمن نصوص الشافعي، وجماهيرأصحابہ هو الأول''(موسوعۃ فتح الملهم،کتاب الحج، باب سفرالمرأة مع محرم الی حج وغیرہ ۴۸۷،۶)۔

مزید وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

''فقد قال الشافعیۃ:یشترط لوجوب الحج علیهاأن یخرج معهازوج أو محرم أو نسوة ثقات، ولو اثنتین،ولایجب الخروج مع امرأة،لٰکن یجوز؛وکذالک یجوز لهاأن تخرج للحج وحدها إذا أمنت، وهٰذا کلہ في حج الفریضۃ، أما التطوع، فلابد من محرم أو زوج''(مغنی المحتاج ۴۶۷،۱، فتح الوہاب۱۳۶،۱ بحوالۂ حاشیۃ علی شرح مختصر الطحاوي ۴۸۵،۲)۔

دیگر ائمہ کا مذہب:

ابنِ سیرینؒ کہتے ہیں کہ عورت ایک مسلمان آدمی کے ساتھ نکل سکتی ہے،اس میں کوئی حر ج نہیں ہے،امام اوزاعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ عورت عادل لوگوں کے ساتھ نکل سکتی ہے ۔

''قال ابن سیرین:تخرج مع رجل من المسلمین لابأس بہ .....وقال الأوزاعي:تخرج مع قوم عدول''(أوجز المسالک إلی مؤطا مالک۶۴۸،۸)۔

یہ ساری گفتگو عورت کے حجِ فرض کے سفر سے متعلق تھی،سفر برائے حجِ نفل وعمرہ یا تجارت وسیاحت وغیرہ اسی کے مثل ہے یا اس میں کچھ فرق ہے ؟درجِ ذیل سطروں میں ملاحظہ فرمائیں :

احناف اور حنابلہ :

کتبِ حنفیہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نوعیت کا اثرسفر کے حکم پر نہیں پڑتا ہے ،سفر چاہے حجِ فرض کے واسطے ہو یا حجِ نفل کے لیے ؛تجارت کے لیے ہو یا کسی اور غرض کی خاطر؛ حکم یکساں رہے گا کہ عورت محرم یا شوہر کے بغیر سفر شرعی نہیں کرے گی ۔

کفایہ میں ہے :

''والأحکام التی تتغیر بالسفر هی قصر الصلوٰۃ وإباحۃ الفطر وامتداد مدۃ المسح إلی ثلاثۃ أیام وسقوط وجوب الجمعۃ والعیدین والأضحیۃ وحرمۃ الخروج علی الحرۃ بغیرمحرم'' (کفایۃ بهامش فتح القدیر۲۷،۲۸،۲)۔

اس میں سفر مطلق ہے، سفر خواہ کوئی بھی ہو، مؤثر ہے یعنی محرم کے بغیر عورت کے لیے سفرشرعی کرنا جائز نہیں ہے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں :

''اتفقت هٰذہ الآثار کلها عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم في تحریم السفر ثلاثۃ أیام علی المرأة بغیر محرم''(شرح معانی الآثار ۱۱۴،۱۱۵،۲بحوالۂ بذل المجهود ۱۶،۷)۔

امام احمد بن حنبلؒ ایک غیر معمول بہ روایت میں حج فرض کے لیے تومحرم کو

شرط نہیں مانتے ہیں ،لیکن غیرواجب کے لیے وہ بھی شرط مانتے ہیں، ـاس سے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب بھی احناف کے مثل ہے ۔

''وعنہ روایۃ ثالثۃ:أن المحرم لیس بشرط في الحج الواجب، قال الأثرم:سمعت أحمدیسأل ھل یکون الرجل محرما لأم امرأتہ یخرجھا إلی الحج؟ فقال:أما في حجۃ الفریضۃ فأرجو؛لأنھا تخرج إلیھامع النساء ومع کل من أمنتہ،وأما في غیرھا فلا،والمذہب الأول،وعلیہ العمل'' (أوجز المسالک،کتاب الحج ،باب حج المرأۃ بغیر ذی محرم۸؍۶۴۸)۔

''وھٰذا کلہ في حج الفریضۃ،أماالتطوع فلابد من محرم أو زوج'' (مغنی المحتاج۱؍۴۶۷، فتح الوھاب ۱؍۱۳۶بحوالۂ حاشیۃ شرح مختصر الطحاوی۲؍۴۸۵)۔

مالکیہ اور شافعیہ :

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ حج فرض اورحج نفل کے سفر میں فرق کرتے ہینکہ حج فرض کے لیے تو محرم شرط نہیں ہے، لیکن حجِ نفل وغیرہ کے لیے محرم شرط ہے، صاحبِ اوجز صاحبِ بنایہ کے حوالے سے لکھتے ہیں :

''واتفقواعلی أنھا لاتخرج بغیر محرم فیغیر الفرض .....أما سفرھا وإن قصرأو کانت شوھا بغیر فرض کالتطوع بالإحرام من العمرۃ من التنعیم فحرام ولو مع النسوۃ، فقدحمل الشافعي النھی عن سفرھا بریدا إلا مع الزوج أو المحرم علی السفر غیرالواجب''(اوجز المسالک ۸؍۶۵۱،۵۰)۔

خلاصہ یہ نکلا کہ فرض حج کے لیے سفر میں امام مالک اور امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کے لیے محرم شرط نہیں ہے،اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک محرم شرط ہے، فرض حج کے علاوہ کے سفر میں اتفاق ہے کہ محرم شرط ہے۔

اور اگر محرم ساتھ نہ ہو ،لیکن ثقہ عورتوں کی جماعت ساتھ ہو توکیا اس کو کافی قرار دیا جاسکتاہے؟ اوپر کے مندرجات سے اصل مذہب تو سامنے آگیا کہ محض عورتوں کی جماعت کو کافی نہیں مانا جا سکتا ہے،محرم شرط ہے، محض عورتونکا وجودفتنے سے امن کا ضامن نہیں ہوتا ہے ،بلکہ خالص عورتوں کا اجتماع فتنے کے امکانات زیادہ پیدا کرتا ہے، علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

''ولأنھا إذا لم یکن معھا زوج ولامحرم لایؤمن علیھاإذالنساء لحم علی وضم إلا ماذب عنہ،ولھٰذا لایجوز لھا الخروج وحدھا،والخوف عند اجتماعھن أکثر، ولھٰذا حرمت الخلوۃ بالأجنبیۃ وإن کان معھا امرأۃ أخری''(بدائع الصنائع ۲؍۲۹۹)۔

لیکن جب کوئی مجبوری ہو اور ایسی عورتیں ساتھ ہوں جن پر اعتماد ہو تو اس وقت محض عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی جاسکتی ہے،''الحرج مدفوع'' اور''الضرورات تبیح المحظورات'' جیسے فقہی قواعدسے اس کی تائید معلوم ہوتی ہے، عام حالات میں کلی طور پر تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے،یہ چیز شریعت کے مقاصد اور اسلام کے

مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے، لیکن مخصوص حالات میں اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، مجبوری سمجھ کرہی سہی ۔

جواب ۳۔ حنفیہ کے اصل مذہب کے نقطۂ نظر سے اس طرح کی صورت جائز نہیں ہوگی کہ ایک عورت کو اس کے محرم رشتے دار ایک جگہ سے سوار کرادیں اور دوسری جگہ سے اس کا شوہر یا اس کے محرم رشتے دار اسے لے لیں،بات در اصل یہ ہے کہ مذہبِ اسلام معاشرے کو پاکیزہ بنانے اور اس کی پاک بازی کو برقرار رکھنے کے لیے بے حد حساس واقع ہواہے ،خواتین کی عصمت وآبرو کے تحفظ کا مکمل سامان کیاہے ،اور جوہرِ حیا کی نگہبانی پر پور ا زور دیاہے،جن جن راہوں سے آبرو پر حملے کا امکان تھا اور عزت مآب خواتین کے دامن پر داغ لگنے کا خدشہ تھا اسلام نے بڑی حکمت اور مستعدی کے ساتھ ان راہوں پر بندش لگادی، بلکہ اُن راہوں کے قریب جانے سے بھی منع کردیا۔

شوہر یا محرم کے بغیر طویل (شرعی)سفر میں عورت کی عزت کے داغ دار ہونے کا خطرہ رہتاہے ،اس کے علاوہ روز مرہ کی کئی ضروریات ایسی ہوتی ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے قدم قدم پر قریبی شخص کی ضرورت ہوتی ہے ،اس لیے اسلام نے ایسی ہدایات دی جن سے مذکورہ مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے، اس تناظر میں دیکھا جائے تو احکام کی ایک طویل فہرست سامنے آئے گی،رضاعی بھائی ،مجوسی محرم اور فاسق شوہریا محرم کے ساتھ فقہاء نے عورت کو سفر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے ،کیوں کہ خود ان کی ذات سے ابتلائے معصیت کا اندیشہ رہتاہے یا پھر ان کی بے غیر تی سے عورت کی عزت کو بٹہ لگا سکتا ہے ؛حالاں کہ یہ وہ محارم ہیں جن کے ساتھ سفر کرنااصل قانون وقاعدے کی رو سے جائز تھا ،لیکن شریعت نے اس کے باوجود سدا للباب منع کیا، فقہاء کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں :

''نقل السید أبو السعود عن نفقات البزازیۃ:لاتسافر بأخیھا رضاعا فی زماننا، أی لغلبۃ الفساد، قلت: ویؤیدہ کراھۃ الخلوۃ بھا کالصھرۃ الشابۃ ''(شامی ۳،۵۳۲)۔

''ومع زوج أو محرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولافاسق لعدم حفظھما[تحتہ فی الشامیۃ]لأن المجوسی یخشی علیھا منہ لاعتقادہ حل نکاح محرمہ،والفاسق الذی لامروئۃ لہ کذالک ولو زوجا'' (شامی۳،۵۳۲)۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسفؒ قولِ غیر مشہور میں محرم کے بغیرعورت کے ایک دن کی مسافت کے سفرکو بھی مکروہ کہتے ہیں ،اور بعد کے فقہاء کرام نے اس قول پر فتوی دینے کو محتاط اوراولی قرار دیا ہے، جیسا کہ پیچھے گذرا، بہرحال ان گزارشات سے مسئلے کی نزاکت کا اندازہ ہوتا ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت ایک خارجی قباحت (ابتلائے معصیت)کی وجہ سے ہے ،فی نفسہ سفر میں کوئی قباحت نہیں ہے ،یہی وجہ ہے کہ محرم کی معیت مینعورت

سفرکر سکتی ہے،لہٰذا خارجی قباحت کی شدت اور تخفیف کا اثر اس مسئلے کے حکم پر پڑے گا، اس بات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام یہ دستور اور مزاج دینا چاہتاہے کہ عام ماحول میں عورت کومحرم کے بغیر تنہا سفر کرنے کی اجازت نہ دی جائے ،مخصوص حالات میں اگر کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرتی ہے جس میں ابتلائے معصیت کا اندیشہ نہ ہو اور امن بھی ہوتو اس کو شجرہ ٔ ممنوعہ نہ سمجھا جائے، اس نقطۂ نظر سے حضرت عدی بن حاتم کی روایت کا مفہوم بھی فہم سے قریب ہوجاتا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ : وہ وقت قریب ہے کہ '' حیرہ '' سے ایک عورت تنِ تنہا بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے نکلے گی ،اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا، حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک عورت '' حیرہ '' سے نکلتی ہے،بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور اس کو اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہینہوتا ہے ۔

''عن عدی قال بینا أنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذ أتاہ رجل فشکا إلیہ الفاقۃ، ثم جاءہ اٰخر فشکا إلیہ قطع السبیل، فقال یا عدی! ھل رأیت الحیرۃ؟ قلت:لم أرھاوقد أنبئت عنھا،قال:فإن طالت بک حیاۃ لترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃحتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف أحدا إلا اللہ، قلت فیما بینی وبین نفسی:فأین دعار طیئ الذین قد سعروا البلاد.....قال عدی:فرأیت الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف إلا اللہ تعالی'' (صحیح البخاری،کتاب المناقب،باب علامات النبوۃ۱؍۵۰۸،۵۰۷، رقم الحدیث: ۳۴۶۸)۔

جب کبھی صورتِ حال ایسی ہوکہ عورت کو اپنے نفس پر اعتماد ہو، اپنی ضروریات خود پوری کر سکتی ہو،اور خارج میں امن وسلامتی کی یہ فضا ہو کہ کسی کی جانب سے فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو اس وقت اگر کوئی عورت بلامحرم سفر کرتی ہے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث کے اسلوب سے مترشح ہورہاہے۔

علامہ ابوالولید باجی مالکی فرماتے ہیں کہ بلامحرم عورت کے سفر کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ وہ اکیلی ہو یا چند افراد کے ساتھ ہو، بڑے بڑے قافلے ہمارے نزدیک شہروں کے مانندہیں،جس طرح شہر میں عورت دوسری عورتوں اور محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہے،اسی طرح ان قافلوں کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے۔

''قال الباجی: وھٰذا عندی فی الانفراد والعدد الیسیر، وأما القوافل العظیمۃ فھی عندنا کالبلاد تسافر فیھا دون نساء ودون محرم، وقال غیرہ:ھٰذا فی الشابۃ، وأما المتجالۃ فتسافر کیف شاءت فی الفرض والنفل دون ذی محرم''(أوجز المسالک۸؍۶۵۲)۔

موصوف اگرچہ مسلکِ مالکی کے پیروکار ہیں، لیکن زیرِ بحث مسئلے میں ان کی رائے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، ہوائی جہاز میں سوار لوگوں کو بڑا قافلہ مانا جاسکتا ہے، بڑے قافلے کے جو فوائد ہوتے ہیں کہ کسی کو معصیت یا چھیڑچھاڑ کا موقع نہیں

ملتاہے وہی فوائد یہاں بھی ہیں ۔

ماضی قریب کے نام ور محدث اور فقیہ خاتمۃ المحدثین حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا موقف یہ تھا کہ فتنے سے امن اور اعتماد کی شرط کے ساتھ عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے، حضرت '' فیض الباری '' میں فرماتے ہیں:

''وفي كتب الحنفية عامة عدم جواز السفر إلا مع محرم، قلت:ويجوزعندی مع غير محرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنة، وقد وجدت له مادة كثيرة فی الأحاديث، أما فی الفقه فهو من مسائل الفتن'' (فیض الباری ۲،۵۳۴) ۔

عصرِ حاضر کے جید اوربالغ نظرعالمِ دین حضرت مولانامفتی شبیر احمد صاحب صدر مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد چند شرائط اور قیودات کے ساتھ اس کی اجازت دیتے ہیں (انوارِ مناسک : ۱۷۹۔۱۸۰)۔

جواب ۴۔تیسرے سوال کے جواب میں مفصل گفتگو ہو چکی ہے ،یہاں صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ عام حالات میں وسیع پیمانے پر خواتین کے ساتھ عورت کو عمرے کے لیے سفر کرنے کی اجازت دینا مفاسد کا دروازہ کھولناہے،اور یہ چیز اسلام کی روح سے میل کھاتی نظر نہیں آتی ہے،ہاں کوئی عورت عمرے کی حد درجہ مشتاق ہو ،اور اشتیاق اضطراب کی حد تک پہنچ چکاہو اور جن خواتین کے ساتھ جانے کا ارادہ ہے ،وہ خواتین خیر خواہ اور قابلِ اعتماد ہوں اور ان کے ساتھ اپنے محارم یا شوہر موجودہوں ،اور فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور خود اس قدر تجربہ کار اور ہوشیارہو کہ غیرمحرم مردوں کے سہارے کی محتاج نہ ہو؛تو پھر اس کو اجازت دی جاسکتی ہے،جیسا کہ علامہ ابو الولید باجی اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا موقف ہے ۔

جواب ۵۔ عورت کے سفرِ حج کے لیے شوہر یا محرم کی شرط کی حیثیت میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے :

شرط کے لغوی معنی ہیں : وہ چیز جس کا التزام کیاجائے،صاحب معجم الوسیط اس کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''الشرط:(فی الفقہ)مالا یتم الشئ إلا بہ،ولایکون داخلا في حقیقتہ''(المعجم الوسیط : ۴۹۸)۔

الفاظ کے قدرے تغیر کے ساتھ صاحبِ منار نے اس طرح تعریف کی ہے :

''الشرط:وھو مایتعلق بہ الوجود دون الوجوب، ویکون خارجا عن ماھیتہ''(نور الانوار: ۲۷۸)۔

مالکیہ اور شافعیہ تو سفرِ حج (فرض) کے لیے محر م کی شرطیت کے قائل ہی نہیں ہیں، ان کے نزدیک ابتلائے معصیت سے امن وسلامتی شرط ہے،اور عصمت کا تحفظ شوہر اور محرم کی طرح عورتوں کی جماعت یامشترکہ قافلے سے بھی ہوجاتاہے،رہی بات احناف اور حنابلہ کی تو وہ محرم کی شرطیت کے قائل ہیں ،پھر مشائخِ احناف کے مابین اختلاف ہے کہ محرم نفسِ وجوب کی شرط ہے یا وجوبِ ادا کی ؟ بعض نے پہلے خیال کو

ترجیح دی ہے اور بعض نے دوسرے خیال کو راجح قرار دیا ہے، اگر شوہر یا محرم کو نفسِ وجوب کی شرط مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت حج کرنے سے پہلے مرجائے یا ایسی بیمارپڑ جائے کہ حج نہ کرسکے تو اس پر حج کی وصیت کرنا واجب نہیں ہوگا، اسی طرح محرم کا نفقہ بھی اس پر واجب نہیں ہوگا ،محرم کی عدمِ موجودگی میں اس پر نکاح کرنا بھی ضروری نہ ہوگا، اور اگر وجوبِ ادا کی شرط مانیں تو حج نہ کرپانے کی صورت میں وصیت کرنا ضروری ہوگا ،فقدانِ محرم کی صورت میں نکاحِ جدید لازم ہوگا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے اس بارے میں کوئی صراحت منقول نہیں ہے ،مشائخِ احناف کے درمیان اختلاف ہے، بعض شرط برائے نفس وجوب کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ دوسرے بعض مشائخ شرط برائے وجوبِ ادا کو راجح قرار دیتے ہیں، قاضی خان،صاحبِ فتح القدیر علامہ ابن ہمام اور حسن بن علی شرنبلالی نے وجوبِ ادا کی شرط کو ترجیح دی ہے ،اور ملک العلماء علامہ کاسانیؒ اور علامہ ابن نجیم مصریؒ نے نفسِ وجوب کی شرط کو ترجیح دی ہے، فقہاء کی تصریحات پیش ہیں :

''وجود المحرم للمرأة من شرائط الوجوب أو الأداء، فعلى قول من يجعلها من شرائط الوجوب إذا مات قبل الحج لايلزمہ الإيصاء، وعلى قول من يجعلهامن شرائط الأداء يلزمہ، وهٰذا ظاهر فى أن الروايتين عن أبى حنيفة رحمہ الله لم يثبتا تنصيصا بل تخريجا،أو أن كل طائفة من هٰؤلاء المشائخ اختاروارواية، وإذا اٰل الحال إلى اختلاف المشائخ فى المختار من الروايتين أو تخريجهما، قلنا نحن أيضا أن ننظر فى ذلک والذى يترجح كونها شروط الأداء بماقلناه اٰنفا أن هٰذه العبادة مماتأدى بالنائب''(فتح القدیر ۲؍۴۲۲) ۔

وشروط وجوب الأداء خمسة على الأصح .....وخروج محرم ولو من رضاع أو مصاهرة مسلم مامون،عاقل،بالغ أو زوج لامرأة في سفر''(نور الایضاح : ۱۶۵،۱۶۶)۔

علامہ کاسانی رقم طراز ہیں :

''والصحيح أنہ شرط الوجوب لما ذكرنا في أمن الطريق ''۔

علامہ شامی صاحبِ لباب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک عورت کے لیے محرم وجوبِ ادا کی شرط ہے، لیکن اس کے باوجودحج کرنے کے لیے نکاح کرنا ضروری نہیں ہے، صاحب جوہرہ اور ابن امیر حاج نے اس کو ترجیح دی ہے،علامی شامی فرماتے ہیں :

''قلت:لٰكن جزم في اللباب بأنہ لايجب عليها التزوج مع أنہ مشى على جعل المحرم أو الزوج شرط أداء، ورجح هٰذا في الجوهرة وابن امير حاج في المناسک''(شامی ۳؍۵۳۳)۔

جواب ۶۔کسی عورت کی مالی حیثیت ایسی ہے کہ اس پر حج فرض ہوجاتاہے، لیکن کوئی محرم میسرنہینہے ،جس کو وہ اپنے ساتھ لے جاسکے ،یا استطاعت اتنی ہے کہ اپنی

ذات کا خرچ خود برداشت کر سکتی ہے ،اپنے محرم یا اپنے شوہر کے اخراجات نہیں اٹھا سکتی ہے، ایسی صورت میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پر حج فرض بھی ہے یانہیں ؟جن علماء کے نزدیک وجودِ محرم نفسِ وجوب کی شرط ہے ان کے نزدیک اس صورت میں عورت پر حج سرے سے واجب ہی نہیں ہے ،جیسا کہ علامہ کاسانی اور ابن نجیم مصری کاموقف ہے، اور جن علماء کے نزدیک محرم وجوبِ ادا کی شرط ہے ، ان کے یہاں محرم یا شوہر کے سفر کے اخراجات عورت پر واجب ہونگے، امام قدوری کہتے ہیں کہ شوہر یا محرم کے سفرکے اخراجات عورت پر اٹھانا واجب ہے ،اور قاضی خان کے نزدیک واجب نہیں ہے،علامہ رافعی نے سراج الوہاج کے حوالے سے تطبیق نقل کی ہے کہ شوہر یا محرم اگر شرط لگادے تو واجب ہے اور اگر ویسے ہی ساتھ چلنے پر رضامند ہوجائے تو واجب نہیں۔

تفصیل فقہاء کی عبارات میں ملاحظہ فرمائیں :

''وعبارة المجمع أولى وهى:ويشترط في حج المرأة من سفر زوج أو محرم بالغ، عاقل، غير مجوسى ولافاسق مع النفقة عليه''(البحر الرائق ٢،٥٥٢)۔

''وثمرة الاختلاف تظهر في وجوب الوصية وفى وجوب نفقةالمحرم وراحلته إذا أبى أن يحج معها إلا بهما ..... فمن قال هو شرط الوجوب قال لايجب عليها شئ من ذلک لأن شرط الوجوب لايجب تحصيله .....ومن قال إنه شرط وجوب الأداء وجب جميع ذلک''(البحر الرائق٢،٥٥٣)۔

''فإن امتنع الزوج أو المحرم عن الخروج لايجبران على الخروج،ولو امتنع من الخروج لإرادةزاد وراحلة هل يلزمها ذلک، ذكر القدورى فى شرحه مختصر الكرخى أنه يلزمها ذلک ويجب عليها الحج بنفسها، وذكر القاضى فى شرحه مختصر الطحاوى أنه لايلزمها ذلک ولايجب عليها الحج، وجه ماذكره القدورى:أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجها بمنزلة الزاد والراحلة إذ لايمكنها الحج بدونه، كما لايمكنها الحج بدون الزاد والراحلة، ولايمكن إلزام ذلک الزوج أ و المحرم من مال نفسه فيلزمها ذلک له كما يلزمها الزاد والراحلة لنفسها، وجه ماذكره القاضى:أن هٰذا من شرائط وجوب الحج عليها ولايجب على الإنسان تحصيل شرط الوجوب، بل إن وجد الشرط وجب وإلا فلا، ألا ترى أن الفقيرلايلزمه تحصيل الزاد والراحلة فيجب عليه الحج، ولهٰذا قالوا فى المرأة التى لازوج لهاولامحرم أنه لايجب عليها أن تتزوج بمن يحج بها، كذا هٰذا''(بدائع الصنائع٢،٣٠٠،٢٩٩)۔

''قال الرافعي:وفى منسک ابن أمير حاج:وهل تجب عليها نفقة المحرم والقيام براحلته، اختلفوا فيه، وصححوا عدم الوجوب،ووفق فى السراج:بأنه إذا قال:لاأخرج إلا بالنفقة وجبت عليها ، وإذا خرج بلااشتراط لم تجب''(تقريرات الرافعى بهامش الشامية٣،٥٣٢)۔

بہرکیف مذکورہ صورت میں عورت پر واجب نہیں ہوگا کہ وہ حج کمیٹی یا ٹور کے

ساتھ حجِ فرض ادا کرے،تاہم اگر حج کرنا چاہتی ہے تو عام حالات میں اس کے خروج کے جواز کا فتوی نہیں دیاجائے گا، مخصوص حالات میں چند شرائط کے ساتھ اجازت کی گنجائش معلوم ہوتی ہے ،مزید تفصیل کے لیے تیسرے سوال کے جواب کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے ۔

(١)فتنہ وفساد سے کامل اطمینان ہو۔

(٢)حج کا شوق اضطراب کی حد تک پہنچ گیاہو۔

(٣)حج کمیٹی یا ٹور کے قافلے میں ایسے بااعتماد مرد وخواتین ہوں جو اس کے ضروری کام کاج سنبھال سکیں۔

عورت اگر بوڑھی ہے تو اس باب میں نرمی کا پہلو غالب رہے گا اور اگر جوان ہے تو پھر کچھ سختی سے کام لیاجائے گا، اس مسئلے پر غور کرتے وقت یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ سفر میں شوہر یا محرم مرد کی ضرورت کس قدر شدید ہوتی ہے ،خاص کر حج کے سفر میں جو کئی دنونپر مشتمل ہوتاہے، اس میں محرم کی احتیاج دو بالا ہوجاتی ہے ،حج وعمرہ کی سعادت پانے والونکا تجربہ ہے کہ محرم یا شوہرکے بغیر عورت کو کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ تاہے، اس لیے اس پہلو پر نظر رکھنا ضروری ہے ۔

جواب ٧۔احناف کے یہاں اس باب میں شابہ اور عجوز کے مابین فرق نہیں ہے ،دونوں کے لیے محرم یاشوہر کی شرط یکساں ہے،علامہ کاسانی ؒلکھتے ہیں:

''وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا أنها لا تخرج إلابزوج أو محرم لأن ماروينا من الحديث لايفصل بين الشابة والعجوز، وكذا المعنى لايوجب الفصل بينهما لماذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها وينزلها، بل حاجة العجوز إلى ذلک أشد لأنها أعجز، وكذا يخاف عليها من الرجال، وكذا لايؤمن عليها من أن يطلع عليها الرجال حال ركوبهاونزولهافتحتاج إلى الزوج، أو إلى المحرم ليصونها عن ذٰلک، والله أعلم''(بدائع الصنائع،كتاب الحج٢،٣٠٠)۔

لكل ساقطة في الحى لاقطة وكل كاسدة يوما لها سوق

لیکن احناف کے یہاں اتنا ضرور ہے کہ شابہ کے مقابلے میں عجوز کے تئیں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاتاہے،کئی احکام میں جوان اور بوڑھی عورت کے بیچ فرق شریعت میں موجود ہے، کتاب الحظروالاباحۃ میں صاحب ِدرمختار علامہ حصکفی ؒنے عجوز کے لیے محرم کے بغیر سفر کی اجازت دی ہے ۔

''هٰذا في الشابة، أما العجوز التى لاتشتهى فلابأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بهاويخلو إذا أمن عليه وعليهاوإلا لا''(شامی،كتاب الحظر والاباحة،فصل فى النظر والمس٩،٦٠٧)۔

دوسرے ائمہ کے یہاں شابہ اور عجوز کے سفر میں فرق ہے:

''وقال غيره:هٰذا فى الشابة، وأما المتجالة فتسافر كيف شاءت فى الفرض والنفل دون ذى

محرم" (اوجز المسالک۸؍۶۵۲)۔

ماضی قریب کے اکابر علماء میں سے حکیم الامت ،مجدد الملۃحضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بوڑھی عورت کے لیے گنجائش دی ہے، ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ،سوال وجواب دونوں درجِ ذیل ہیں:

سوال: سفرمرأۃ کے لیے محرم کا شرط ہونا:فقہاء کہتے ہیں شابہ وعجوزہ کی تعمیم بھی کتب فقہ میں مصرح ہے ،فتح پور میں شاہ لطف رسول صاحب کی زبانی معلوم ہواکہ جناب نے فرمایاہے کہ عجوزہ کے لیے ضرورت نہینہے،اس کو سندامکرر مراجعت کتب فقہ کی گئی ،شامی ،فتح ،بحر،عالمگیری ؛سب میں عجوز کی تصریح ہے ،اگر جزئی نظر اقدس سے گذری ہو اطلاع سے عزت افزائی فرمائی جائے ۔

الجواب :فی الدر المختار أما العجوز التی لاتشتھی فلابأس بمصافحتھاومس یدھا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بھا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیھاوإلا لا ھ وتکلم فیہ صاحب رد المحتار بشئ [۶۰۷؍۹] میں نے شاید درمختار کے اسی جزئیے پر کہاہوگا،گو اچھی طرح یاد نہیں،بہرحال گنجائش ضرورہے "(امداد الفتاوی۴؍۲۰۱)۔

معمر خواتین کے حق میں فتنے کا اندیشہ کم ہوجاتاہے ،لیکن بہ وقتِ ضرورت مدد حاصل کرنے کی احتیاج تو بہر حال رہتی ہے، اس ضرورت کی تلافی کے ساتھ محرم کی شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاسکتاہے ،بشرطیکہ فتنے سے امن ہو ،جیسا کہ مندرجہ بالا نصوص سے واضح ہے ،اور اس کے لیے کسی خاص عمر کی حد مقرر کرنا مشکل ہے ،فقہاء کرام نے اس قسم کے موقع پر شہوت کو مدار بنایا ہے ،اور بقائے شہوت کی عمر جسمانی صحت ،علاقہ اور غذا وغیرہ کی وجہ سے متفاوت ہوتی ہے ،بعض عورتیں پچاس ،پچپن برس کے بعد بھی مشتہاۃ رہتی ہیں اور بعض اس سے پہلے غیر مشتہاۃ ہوجاتی ہیں،اس لیے مسئلے کا مدار بقائے شہوت وزوالِ شہوت پر رکھا جائے۔ ھٰذا ما ظھر لفھمی العاجز واللہ تعالی أعلم بالصواب، وعلمہ أتم وأحکم۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا مقیم احمد ندوی•

دیباچہ:

اسلام میں عفت وپاکدامنی کا کیا مقام ہے؟ اس کا بخوبی اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے عصمت کے خواستگاروں کو خوشحال اور آسودہ حال بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

''وأنكحوا لأيامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم، وليستعفف الذين لا يجدون نكاحاً حتى يغنيهم الله من فضله'' (نور: ٣٢-٣٣)۔

(تم میں جو (مرد یا عورت) غیر شادی شدہ ہیں اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں جو نیک صالح ہیں، ان کی شادی کرادو، اگر وہ تنگ دست ہوں (تو اس کی وجہ سے تاخیر نہ کرو) اللہ تعالی ان کو اپنے فضل وکرم سے آسودہ حال بنا دے گا، اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا اور بڑا علم والا ہے اور جو شادی کا انتظام ابھی نہیں کرسکتے، انہیں اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرنی چاہئے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالی ان کی تنگ دستی دور کردے (تو انہیں شادی کرلینی چاہئے)۔

نیز ایسے لوگوں کے لئے دنیا کی آسودگی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی پیارے آقا ﷺ نے جنت کی ذمہ داری لی ہے، چنانچہ بخاری نے حضرت سہل بن سعد سے ایک روایت نقل کیا ہے جو اس کی بین دلیل ہے:

''عن سهل بن سعدؓ عن رسول اللهﷺ قال: من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له بالجنة'' (بخاری، باب حفظ اللسان، رقم: ٦٤٧٤)۔

(حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والے اعضاء کی ذمہ داری دے دے (کہ وہ زبان اور شرمگاہ کا غلط استعمال نہیں کرے گا) تو میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں)۔

اور حدیث پاک کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پاکدامنی کی خاطر نکاح کرنے والوں کی مدد کی ذمہ داری اللہ تعالی نے لی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے

• ساکن ہتھ گگراہا، پوسٹ ہتھ، تھانہ پیر، ضلع مظفرپور، بہار۔

روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ثلاثۃ حق علی اللہ عونہم: المجاہد فی سبیل اللہ، والمکاتب الذی یرید الأداء، والناکح الذی یرید العفاف'' (نسائی، رقم: ۳۲۱۸، نسائی، السنن الکبری، رقم: ۵۰۱۴، ترمذی، رقم: ۱۶۵۵، بیہقی، السنن الکبری، رقم الحدیث: ۲۱۴۰، صحیح ابن حبان ، حدیث نمبر: ۴۰۳۰ اور یہ حدیث حسن درجہ کی ہے)۔

(تین لوگوں کی مدد اللہ تعالی کے ذمہ ہے: (۱) اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) مکاتب جو بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہونا چاہتا ہے، (۳) اور وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہے)۔

حال یہ ہے کہ اسی عفت وپاکدامنی سے ''خواتین کا بلا محرم سفر'' بھی متعلق ہے۔

لہذا اس مختصر سی تمہید کے بعد سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں:

سوال (۱)کا جواب:

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت یا تین شب وروز کی مدت حکم کی بنیاد نہیں ہے، بلکہ عصمت کے تارتار (داغدار) ہونے کا خطرہ حکم کی اصل بنیاد ہے، اس لئے کہ جہاں تک سوال ہے مدت کا تو اس سلسلہ میں کئی آراء ہیں، جس کی صراحت کرتے ہوئے علامہ ابن ہمامؒ رقمطراز ہیں:

''فی الصحیحین عن أبی سعید الخدری مرفوعاً:''لا تسافر المرأۃ یومین إلا ومعہا زوجہا أو ذو المحرم منہا، وأخرجا عن أبی ہریرۃ مرفوعاً:لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم علیہا، وفی لفظ لمسلم مسیرۃ لیلۃ، وفی لفظ:یوم، وفی لفظ لأبی داؤد:بریداً، وہو عند ابن حبان فی صحیحہ، والحاکم، وقال:صحیح علی شرط مسلم، وللطبرانی فی معجمہ:ثلاثۃ أیام'' (ابن ہمام، فتح القدیر۲؍۴۲۱-۴۲۲ بیروت، دار الفکر)۔

(بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوع روایت منقول ہے کہ ''خاتون دو دن کا سفر بھی نہ کرے، مگر اس حال میں کہ اس کا شوہر یا اس کا محرم رشتہ دار اس کے ساتھ ہو اور انہی دونوں حضرات حضرت ابوہریرہؓ سے تخریج کیا ہے (اور یہ بھی مرفوع روایت ہے) کہ کسی ایسی خاتون کے لئے جو اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے، مگر یہ کہ محرم رشتہ دار اس کے ساتھ ہو، اور مسلم کے الفاظ ہیں: ''ایک رات کی مسافت '' اور دوسرے لفظ میں ہے: ''ایک دن کی مسافت (کا سفر کرے) اور ابوداؤد کے الفاظ میں لفظ ''بریداً '' (۱۲؍میل) مذکورہ ہے، اور یہ لفظ صحیح ابن حبان اور حاکم میں ہے، اور حاکم نے اسے مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور طبرانی کی ''معجم'' میں تین دن ہے)۔

اس مندرجہ بالا بیان وتوضیح سے معلوم ہوا کہ حکم کی اصل بنیاد عصمت کے

داغدار ہونے پر ہے اور اس کے خطرہ پر ہے، خواہ مسافت مختصر ہو یا طویل، چنانچہ علامہ ابن ہمام (و: ۸۶۱ھ) اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''وحاصلہ أنہ نبہ بمع الخروج أقل کل عدد علی منع خروجہا عن البلد مطلقاً إلا بمحرم أو زوج، وقد صرح بالمنع مطلقاً، إن حمل السفر علی اللغوی فی الصحیحین عن أبی معبد عن ابن عباسؓ مرفوعاً لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، والسفر لغۃ ینطلق علی ما دون ذلک'' (ابن ہمام، فتح القدیر ۲،۴۲۲)۔

(اس کا ماحصل یہ ہے کہ ہر کم سے کم تر عدد میں نکلنے کی ممانعت کے ذریعہ بغیر محرم یا شوہر کے عورتوں کو شہر سے نکلنے کی ممانعت پر تنبیہ کی گئی ہے، اور صحیحین میں مطلقاً ممانعت کی صراحت (بھی) کی گئی ہے اگر سفر کو لغوی سفر پر محمول کیا جائے، حضرت ابومعبد سے مروی ہے، وہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ ''خاتون محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے '' اور لغت میں سفر کا اطلاق اس سے بھی کم مسافت پر ہوتا)۔

حاصل یہ کہ مسافت کے طویل، قصیر کی تفصیل کے بغیر عورتوں کے لئے ہر ایسی جگہ جانے کی ممانعت ہے جہاں اس کی عصمت کے داغدار ہونے کا خدشہ اور اندیشہ ہوسکتا ہو۔

سوال ۲ کا جواب:

سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کی شرط کے مسئلہ میں فقہاء کے مذاہب مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فقہ مالکی:

ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر بھی خاتون کے لئے محرم کے بغیر ناروا ہے، چنانچہ علامہ صالح بن عبد السمیع آبی ازہری مالکیؒ (و: ۱۳۳۵ھ) رقمطراز ہیں:

''ولا ینبغی أن تسافر المرأة مع غیر ذی محرم منہا سفر یوم ولیلۃ فأکثر'' (آبی، الثمر الدانی ۱،۷۰۹، بیروت، المکتبۃ الثقافیہ) (عورت کے لئے درست نہیں ہے کہ غیر محرم کے ساتھ ایک شب وروز سے زیادہ کا سفر کرے)۔

۲۔ فقہ شافعی:

اتنی مسافت جسے عرف میں سفر سمجھا جائے اس کا سفر خاتون کے لئے بغیر محرم کی معیت کے نادرست ہے، چنانچہ شیخ زین الدین بن عبد العزیز ملیباری شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وذلک لحرمۃ سفرہا وحدہا وإن قصر'' (ملیباری، فتح المعین بشرح قرۃ العین ۲،۲۸۳، بیروت دار الفکر) (سفر حج میں محرم یا شوہر یا قابل اعتماد خواتین کی شرط اس لئے ہے کہ عورتوں کا تنہا سفر حرام ہے، خواہ سفر مختصر ہی کیوں نہ ہو)۔

۳۔ فقہ حنفی:

عورتیں تین دن اور رات کی مسافت کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہیں کرسکتی ہے، چنانچہ علامہ زیلعی رقمطراز ہیں:

''وہو مسیرة ثلاثة أیام فصاعداً'' (زیلعی، تبیین الحقائق۲؍۵، قاہرہ دار الکتاب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ) (جس سفر میں شوہر یا محرم کی شرط ہے وہ تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہے)۔

البتہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ خاتون کے لئے محرم کے بغیر ایک دن کی مسافت کا سفر بھی مکروہ ہے، جیسا کہ ابن ہمامؒ تحریر فرماتے ہیں:

''وقد روی عن أبی حنیفة وأبی یوسف کراہة الخروج لہا مسیرة یوم بلا محرم'' (ابن ہمام، فتح القدیر۲؍۴۲۲)۔

اگرچہ اصل مذہب حنفی تو یہی ہے کہ تین دن ورات یا اس سے زیادہ کی مدت میں شوہر یا محرم شرط ہے، اس سے کم میں نہیں، اس لئے علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

''ثم إذا کان المذہب إباحة خروجہا ما دون الثلاثة بغیر محرم، فلیس للزوج منعہا إذا کان بینہا وبین مکة أقل من ثلاثة أیام، إذا لم تجد محرماً'' (ابن ہمام، فتح القدیر۲؍۴۲۲)۔

(پھر جب کہ مذہب یہی ہے کہ تین دن سے کم کی مسافت میں عورتوں کا محرم کے بغیر نکلنا روا ہے تو شوہر کو بیوی کے روکنے کا حق نہیں ہے، جب کہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن سے کم کی مسافت ہو، اس صورت میں جب کہ اسے محرم نہ ملے)۔

۴۔ فقہ حنبلی:

خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ بغیر محرم کے ایک دن اوررات کا سفر کرے، ابن مفلح حنبلی (و: ۷۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''عن أبی ہریرة مرفوعاً:لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة لیس معہا محرم'' (ابن مفلح، الفروع ۵؍۲۴۱، ط: ۱، بیروت، موسسة الرسالة، ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳ء)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو روا نہیں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کا سفر اس حال میں کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو)۔

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ حدیث میں تو مختلف مدت وارد ہے اور بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں کوئی مدت ذکر ہی نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''لا تسافر قلیلاً ولا کثیراً إلا مع ذی محرم'' (زرکشی حنبلی، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی۱؍۴۵۷، بیروت العلمیہ، ۱۴۲۳ھ) (خواتین بلا محرم کے نہ ہی قلیل مسافت کا سفر

کریں اور نہ ہی کثیر)۔

عورتوں کو چونکہ زمانۂ قدیم میں باندیاں بنالیا جاتا تھا اور موجودہ دور میں بھی وہ آئے دن فتنہ کشی کا شکار ہوتی رہتی ہیں، اس لئے سفر میں محرم ساتھ نہ ہو، حتی کہ ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ہو تو بھی یہ کافی نہ ہوگا، کیونکہ عورتیں عموماً خوف زدہ ہوجاتی ہیں، اور اپنی دفاع پر قادر نہیں ہوتی ہیں، خواہ تعداد کتنی ہی ہو۔

سوال ۳ کا جواب:

اگر نظام سفر محفوظ ومامون ہو، مثلاً کوئی شخص سعودی میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے بلانا چاہے جس کی صورت یہ ہو کہ عورت کو کوئی محرم ایئرپورٹ پر پہنچا دے اور جہاز پر سوار کردے اور وہ شوہر ایئرپورٹ آکر اپنی بیوی کو ریسو کرلے تو اس کی گنجائش ہے، چنانچہ حضرت عدیؓ کی حدیث ہے جس میں آپ ﷺ کی پیشیں گوئی ہے کہ عنقریب امن وامان کی ایسی فضا ہوگی کہ ایک عورت عراق سے بیت اللہ جاکر بلا خوف وخطر طواف کرے (مسند احمد، رقم: ۱۸۲۶۰، اور یہ حدیث درجہ صحیح کی ہے)۔

جہاں تک امام ابن ہمامؒ کا اس حدیث کو امن وامان کے عام ہونے پر محمول کرنے کا تعلق ہے، جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں:

‘‘وأما حديث عدی بن حاتم، فليس فيه بيان الخروج، فيه ما هو ولا يستلزمه، بل بيان انتشار الأمن’’ (ابن ہمام، فتح القدیر ۲، ۴۲۱)۔

(بہرحال عدی بن حاتم کی حدیث تو اس میں عورت کے نکلنے کے حکم کا بیان نہیں ہے، بلکہ اس میں تو محض نکلنے کا ذکر ہے، اور حدیث حکم کے بیان کو مستلزم بھی نہیں ہے، بلکہ اس امن عامہ کا بیان ہے)۔

تو اس سلسلہ میں حقیر کا خیال یہ ہے کہ یہاں ابن ہمام کی رائے مضمحل معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ امن وامان کا عام ہونا اور عورت کا اپنی عصمت کے بارے میں مطمئن ہونا تو اسی بات کا مدعی اور متقاضی ہے کہ وہ بلا محرم نکل سکے، ورنہ تو حدیث میں عورت کے نکلنے کی مذمت بھی مصرح ہوتی اور یوں کہہ دیا جاتا کہ اس امن عام کی صورت میں بھی اس کے لئے بلا محرم بیت اللہ جاکر طواف کرنا روا نہیں ہے۔

سوال ۴ کا جواب:

اگر کوئی عورت عمرہ کی شائق ہو اور اس کے شوہر کی وفات بھی ہوچکی ہو، اور کوئی محرم بھی ساتھ چلنے کو راضی نہ ہو یا وہ رفیق سفر کے اخراجات برداشت کرنے کی متحمل نہ ہو، تو اس کے لئے دوسری خواتین کے ساتھ مل کر عمرہ پر جانے کی گنجائش ہے، کیونکہ اگر خاتون خود پاکدامن ہو تو محفوظ نظام سفر کی وجہ سے اس کی عصمت کے داغدار ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے، نیز عمرہ کے سفر کا تقدس وپاکیزگی

ایسے نادر الوجود قسم کے حالات پیدا ہونے کو مسترد بھی کرتا ہے، اور بعض شوافع کے نزدیک نفل حج وعمرہ کے لئے عورتوں کا قابل اعتماد خواتین کے ساتھ نکلنے کا جواز مذکور ہے، جیسا کہ امام نووی رقمطراز ہیں: ‘‘یجوز مع نسوة أو امرأة ثقة’’ (نووی، المجموع ۲۴۳،۸، بیروت دار الفکر ۱۹۹۷ء)۔

(قابل اعتماد خواتین یا ایک قابل اعتماد خاتون کے ساتھ نکلنا جائز ہے)۔

فی زمانہ شوافع کے اس مسلک کو اپنانے کی احقرکے نزدیک گنجائش ہے۔

سوال ۵ کا جواب:

۱۔ فقہ حنفی اور فقہ حنبلی:

سفر حج کے لئے محرم کا ہونا حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق وجوب ادا کی شرط ہے، چنانچہ علامہ سرخسی رقمطراز ہیں:‘‘المرأة لا یجوز لہا أن تخرج لسفر الحج إلا مع محرم أو زوج عندنا’’ (سرخسی، المبسوط۱۰۰،۴، بیروت، دار لفکر)، ہمارے نزدیک عورت کے لئے جائزنہیں ہے کہ وہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج کے لئے نکلے)۔

اور مرداوی حنبلیؒ رقمطراز ہیں: ‘‘وعنہ أن المحرم من شرائط لزوم الأداء وجزم بہ فی الوجیز’’ (مرداوی حنبلی، الانصاف۲۹۱،۳، بیروت، دار الاحیاء)۔

(اور امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ محرم کا ہونا ادا ء حج کے لزوم کے شرائط میں سے ہے اور ‘‘وجیز’’ میں اس کو قطعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے)۔

نیز ابن مفلح حنبلیؒ کا بیان ہے:

‘‘ویشترط لوجوب الحج علی المرأة وجود محرمہا، نقلہ الجماعة وہو المذہب’’ (ابن مفلح، المبدع ۴۰،۳) (خواتین پر حج کے وجوب کے لئے اس کے محرم کا ہونا شرط ہے، ایک جماعت نے اسی کو نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے)۔

۲۔ فقہ شافعی:

فرضیت حج کے لئے محرم یا شوہر کا وجود شرط نہیں ہے، بلکہ قابل اعتماد خواتین کا ہونا کافی ہے، اگرچہ سفر پر قدرت رکھنے والا شوہر یا محرم رشتہ دار موجود ہی کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ ایک عورت قابل اطمینان عورت کے ساتھ فرض حج ادا کرنے کے لئے جاسکتی ہے۔

چنانچہ امام شافعی کا قول صاحب ہدایہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

‘‘وقال الشافعی: یجوز لہا الحج إذا خرجت فی رفقة ومعہا نساء ثقات محصول الأمن بالمرافقة’’ (ہدایہ۲۳۳،۱، فیصل دیوبند)، نیز عبد الکریم رافعی اس کی تفصیل میں رقمطراز ہیں:‘‘وإن وجدت نسوة ثقات یخرجن فعلیہاأن تحج معہن... وإن لم تجد نسوة ثقات لم یلزمہا الحج، ہذا ظاہر المذہب ووراء ہ قولان: أحدہما:أن علیہا أن تخرج مع المرأة الواحدة،

والثانی:واختارہ جماعۃ من الأئمۃ أن علیہا أن تخرج وحدہا، إذا کان الطریق مسلوکاً" (رافعی، فتح القدیر، شرح الوجیز۷،۲۲-۲۳، بیروت، دار الفکر)۔

(اور اگر قابل اعتماد خواتین ہوں جو حج کے لئے نکلیں، تو عورت پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ حج کرے، اور اگر بھروسہ مند خواتین نہ پائے تو اس پر حج لازم نہیں ہے، یہی ظاہر مذہب ہے، اور اس کے بعد دو اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک عورت کے ساتھ بھی نکلے، اور دوسرا قول جسے ائمہ کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ عورت تنہا بھی نکل سکتی ہے بشرطیکہ راستہ پرامن ہو)۔

۳۔ فقہ مالکی:

نزد مالکیہ محرم کے بغیر بھی حج فرض ہوجاتا ہے، جبکہ بھروسہ مند رفقاء کی معیت حاصل ہو، اور قابل اعتماد رفقاء میں نیکوکار مرد یا نیکو کار عورتیں داخل ہیں اور دونوں صنف جمع ہوں تو (اور بھی) افضل ہے، چنانچہ محمد عبد الوہاب ثعلبی بغدادی مالکیؒ (و: ۴۲۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"فإن وجدت رفقۃ مأمونۃ لزمہا الحج رجالاً کانوا أو نساء" (ثعلبی مالکی، الثقلین فی الفقہ المالکی۱،۷۹) (سو اگر قابل اعتماد ساتھی مل جائیں تو عورت پر حج لازم ہے، خواہ مرد ہو یا عورت)۔

دلائل:

حنفیہ اور حنابلہ کی دلیل بخاری کی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی ایک حدیث ہے جس میں آقاﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال:یا رسول اللہ، إن امرأتی خرجت حاجۃ، وإنی اکتتبت فی غزوۃ کذا وکذا؟ قال:انطلق فحج مع امرأتک" (بخاری، رقم: ۳۰۰۶، صحیح مسلم: ۱۳۴۱) (خاتون محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے، سو ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میری بیوی تو حج کے لئے نکلی اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جاچکا ہے، توآپﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو)۔

یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ سفر حج میں بھی خاتون کے ساتھ محرم یا شوہر کا وجود ضروری ہے۔

۲۔ مالکیہ اور شوافع کی دلیل یہ ہے کہ محرم کی شرط خاتون کی عصمت کی حفاظت کی خاطر ہے، اور قابل اطمینان مردوں کی جماعت (بقول مالکیہ) یا قابل اطمینان خواتین کی جماعت اس چیز کو فراہم کردیتی ہے، لہذا فرض کا سقوط محض محرم یا شوہر کی معدومیت کی وجہ سے نہ ہوگی، چنانچہ مغنی المحتاج میں ہے:

"وقال الأذرعی:قضیۃ کلام الأکثریین الإکتفاء بالمرأتین، لأنہن یصرن ثلاثاً، وہذا ظاہر

لانقطاع الأطماع عنہن عند اجتماعہن" (شربینی، مغنی المحتاج۱؍۴۶۷، بیروت، دار الفکر)۔

(فقیہ اذرعی شافعی کا کہنا ہے کہ اکثر شوافع کے کلام کا تقاضا دو عورتوں پر اکتفا کرنا ہے، کیونکہ وہ تین ہوجائینگی، اور یہ ظاہر ہے، کیونکہ خواتین کے اجتماع کے وقت بدقماشوں کی بدقماشی ختم ہوجاتی ہے)۔

ترجیح:

مذکورہ بیان میں مالکیہ اور شوافع کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ اگر امن وامان ہو اور عصمت وپاکدامنی کے داغدار ہونے کا اندیشہ لاحق نہ ہو تو محض محرم یا شوہر کی عدم موجودگی کی بنیاد پر فرضیت حج کا سقوط مستبعد معلوم ہوتا ہے، جہاں تک حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث کا تعلق ہے جس میں آپﷺ نے سائل کو جہاد چھوڑ کر خاتون کے ساتھ جانے کا حکم دیا، تو اس کا تعلق عام حالات سے ہے، جہاں عورت کی عصمت کے داغدار ہونے کا خطرہ ہو، بایں سبب کہ امن وامان کی فضا بالعموم ہموار نہ ہو، اور نہ ہی محفوظ سفر کا انتظام وانصرام ہو، اور اس کی تائید حضرت عمرؓ سے مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے : ''لأن عمرؓ أذن لأزواج النبیﷺ فی آخر حجۃ حجہا، یعنی فی الحج، وبعث معہن عبد الرحمن بن عوف، وعثمان بن عفان" (صحیح البخاری ۴؍۵۱۳، تعلیقاً رقم الحدیث: ۱۸۶۰)۔

(حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج کے موقع پر ازواج مطہرات کو حج کی اجازت دے دی اور ان کے ساتھ عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان کو بھیجا)۔

معلوم یہ ہوا کہ گویا ان تینوں صحابہ کا محرم کے بغیر حج کے لئے عورتوں کے نکلنے پر اتفاق ہے، اور مزید یہ کہ کسی صحابی نے ان پر نکیر بھی نہیں کی، لہذا یہ اجماع سکوتی ہوا اس بات پر کہ خاتون بغیر محرم کے حج کو جاسکتی ہے۔

مزید اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عبادات کے برعکس معاملات میں مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں، اور محفوظ سفر کی صورت میں مقصد عصمت کی حفاظت حاصل ہے، نیز جو چیز سد ذریعہ کے طور پر حرام ہو وہ بموقع حاجت مباح ہوجاتی ہے، اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ محرم کے بغیر خاتون کے سفر کی ممانعت سد ذریعہ کے طور پر ہے، لہذا فی زمانہ سہولیات کو دیکھتے ہوئے قابل اعتماد خواتین کے ساتھ عورت کا حج کے لئے نکلنا ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

سوال ۶ کا جواب:

حج کے لئے مالی استطاعت رکھنے والی خاتون کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کو جائے، کیونکہ ایام گذشتہ کی طرح موجودہ زمانہ کا سفر نہیں، طریقے بدل گئے، حالات مختلف ہوگئے، اس

زمانہ میں سفر مختلف خطرات سے پر ہوتا تھا، اس لئے اس وقت جنگلوں او ربیابانوں کو پار کرنا پڑتا تھا، اس لئے جان ومال اور عزت وآبرو کا زیادہ خطرہ لگا رہتا تھا۔

اور اس زمانہ میں چونکہ سفر بالعموم مامون ہوتا ہے، کیونکہ اولاً تو جنگلوں کا راستہ نہیں رہا، لہذا اس کے اثر سے ہونے والے خطرات ختم ہوگئے، ثانیاً یہ کہ ہر جگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے، سیکورٹی اور حفاظتی دستے ہر پرازخطرات مقام پر فراہم ہوتے ہیں، عورت کے اوپر ہر خطرہ کا سختی سے نپٹارے کی شکل موجود ہوتی ہے، عورت خود بھروسہ مند ہوتی ہے، اسے اپنے اوپر اعتماد ہوتا ہے، وہ بے خوف ونڈر ہوتی ہے، اس لئے کہ اب وہ کہیں بھی پہلے کی طرح تنہا یابیابان میں نہیں ہوتی ہے، لہذا سفر حج کی عظمت وتقدس کے پیش نظر جہاں روحانیت کی گرم بازاری ہوتی ہے نفسیات بجھی بجھی سی ہوتی ہے، بایں سبب مکمل احتیاط کے ساتھ عورت کے لئے یہ درست ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ فرض حج کی ادائیگی کے لئے بغیر محرم کے سفر کرے۔

سوال ۷ کا جواب:

معمر خاتون کے حق میں محرم یا شوہر کی معیت کی شرط کے سلسلہ میں فی زمانہ نرمی برتی جاسکتی ہے، کیونکہ ان کے حق میں فتنہ کا اندیشہ یا تو نہیں ہے یا نہ کے برابر ہے، جو کہ حکم کی اصل بنیاد ہے اور مقدس سفر حج میں بروقت ضرورت نصرت ومعاونت کے لئے بہت سے افراد تیار رہتے ہیں۔

جو سہولت اور مدد بہم پہنچانے کا کام کرتے ہیں، او ریہ بات بھی واضح ہے کہ سد ذریعہ کے موقع پر اس قدر زیادہ مبالغہ کہ حاجتوں کو بھی نظر انداز کردیا جائے مناسب نہیں ہے۔

البتہ عمر دراز خاتون کے لئے عمر کی ایک حد بندی مناسب ہے، جس میں اغلب یہ ہو کہ فتنے مخمور ہوجائیں اور وہ حد پچپن (۵۵) سال مناسب معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ اس عمر میں خواتین کا حسن عام طور پر ڈھل جاتا ہے اور ان کے اندر جنسی خواہشات ختم ہوجاتی ہے اور وہ محل شہوت بھی نہیں رہ جاتی ہیں، اور یہ اس لئے بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی صراحت علامہ زیلعی نے بھی کی ہے، چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں: ‘‘آسیۃ بنت خمس وخمسین علی الأظہر’’ (زیلعی، تبیین الحقائق ۱۶۳،۶) (صحیح قول کے مطابق حیض سے ناامید خاتون پچپن سال کی ہوتی ہے)۔

* * *

تیسرا باب

مختصرتحریریں

خواتین کا محرم کے بغیر سفر- شرعی وفقہی نقطہ نظر

قاری ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی•

اس کے پہلے کہ جوابات دیئے جائیں چند احادیث وروایات گوش گزار فرمائیں: ''عن أبی ہریرۃؓ قال قال النبیﷺ: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معہا حرمۃ'' (بخاری شریف: ١٠٨٨)۔

دوسری روایت حضرت ابن عمرؓ سے یوں ہے: ''عن ابن عمرؓ عن النبیﷺ قال: لا تسافر المرأۃ ثلاثاً إلا مع ذی محرم'' (بخاری شریف: ١٠٨٢)۔

''عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہﷺ قال:لا تسافر المرأۃ بریداً إلا مع ذی محرم'' (صحیح ابن حبان: ٢٧٢٧)۔

''عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہﷺ: لا تسافر امرأۃ فوق یومین إلا ومعہا زوجہا أو ذو رحم منہا'' (مسند احمد: ١١٥٩٣)۔

ایسی بھی روایتیں ہیں جن میں تین راتوں یا تین دن کی کوئی قید نہیں مطلق سفر (خواہ طویل ہو یا مختصر) محرم کے بغیر نہیں کرسکتی، اب عرض ہے کہ حنفیہ کے نزدیک محرم کے بغیر تین دن اور تین رات یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا جائز نہیں، اکثر حنفیہ نے نہی کی علت اسی مقدار کو، بلکہ سفر شرعی اسی مقدار کو قرار دیا ہے اور اس سے کم مقدار کے لئے اصل مذہب میں ممانعت کا حکم نہیں لگایا ہے، امام ابویوسفؒ کی ایک روایت کے مطابق عورت کا محرم کے بغیر ایک دن کا سفر بھی مکروہ ہے، اسی کو بعض متاخرین فقہاء نے فساد زمان کے باعث عام حالات میں اختیار کیا ہے، لیکن حنفیہ کا اصل مذہب تین دن والا ہی ہے۔

''وقال الفقیہ أبوجعفر: اتفقت الروایات فی الثلاث....'' (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی ٣٩٤،٥)۔

''قال أبویوسف رحمہ اللہ تعالی أکرہ لہا أن تسافر یوما بغیر محرم'' (حوالہ سابق)۔

روایتوں کے باہم متعارض ہونے کے سبب (گو کہ ہر ایک میں تطبیق دی جاسکتی ہے) فقہاء کی دوجماعتیں ہوگئی ہیں: بعض حضرات نے مسافت کی مقدار کو زمانے کے ساتھ مقرر کیا ہے، یعنی جس سفر میں تین دن اور تین رات یا دو دن دورات یا ایک دن یا

• سابق شیخ الحدیث وپرنسپل دار العلوم مئو، یوپی۔

ایک رات یا پورے ایک دن یا پوری ایک رات کا زمانہ خرچ ہو اس کا محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں، حافظ ابن حجرؒ لکھتےہیں: ‘‘ولذلک اختلفت الألفاظ فی ذلک ویؤید ذلک أن الحکم فی نہی المرأۃ عن السفر وحدہا متعلق بالزمان ولو قطعت مسیرۃ ساعۃ واحدۃ مثلاً فی یوم تام لتعلق بہا النہی’’ (فتح الباری۲،۷۲۱، اشرفیہ)۔

دکتور وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: ‘‘وقال الجمہور غیر الحنفیۃ: السفر الطویل المبیح للقصر المقدر بالزمن’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۲،۲۸۸ تھانویہ)۔

‘‘ولا یتوقف امتناع سیر المرأۃ علی مسافۃ القصر خلافاً للحنفیۃ’’ (اعلاء السنن۱۰،۱۳-۱۴)۔

عورت کے باہر نہ نکلنے کی بنیاد قصر کی مسافت پر موقوف نہیں ہے، لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک اسی پر موقوف ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد۱،۲۳۷ سلمان عثمان کمپنی دیوبند)۔

بعض دوسرے حضرات نے ممانعت کی مقدار کو مکان کے ساتھ مقید کیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ جو سفر چار برید (یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کی مسافت پر مشتمل ہو، جس پر آج کل عام طور پر فتوی دیا جاتا ہے کی ممانعت اس صورت میں ہے اور بعض حضرات کا قول اس سے بھی مختلف ہے، علامہ بدر الدین عینی نے ‘‘فی حکم المرأۃ التی تسافر’’ قائم کرکے پانچ مذاہب نقل کئے ہیں:

‘‘الأول:مذہب الحسن البصری والزہری وقتادۃ، فإنہم قالوا لا یجوز للمرأۃ أن تسافر لیلتین بلا زوج أو محرم، الثانی مذہب إبراہیم النخعی والشعبی وطاؤس والظاہریۃ فإنہم قالوا لا یجوز للمرأۃ أن تسافر مطلقاً سواء کان السفر قریباً أو بعیداً إلا إذا کان معہا زوج أو ذو محرم لہا، الثالث:مذہب عطاء وسعید بن کیسان وقوم من الطائفۃ الظاہریۃ فإنہ قالوا یجوز سفر المرأۃ فیما دون البرید فإن کان بریداً فصاعداً فلیس لہا أن تسافر إلا بمحرم، الرابع:مذہب الأوزاعی واللیث ومالک والشافعی فإنہم قالوا للمرأۃ أن تسافر فیما دون الیوم ابلا محرم وفیما زاد علی ذلک لا إلا بزوج أو محرم، لکن عند مالک والشافعی لہا أن تسافر للحج الفرض بلا زوج ومحرم، الخامس:مذہب الثوری والأعمش وأبی حنیفۃ وأبی یوسف ومحمد فإنہم قالوا لیس للمرأۃ أن تسافر مسافۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا مع زوج أو محرم’’ (عمدۃ القاری۵،۵۷۹ زکریا)۔

حضرت مولانا محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

‘‘اور آج کل جہاز وغیرہ کے ذریعہ اور مختلف گروپوں کی شکل میں جو قافلے سفر کرتے ہیں اور اس میں مختلف مرد اور عورتیں ہوتی ہیں اور کسی فتنہ کے لازم آنے کا اندیشہ نہیں ہوتا تو شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک اگر عورت پر حج فرض ہو یا شافعیہ کے نزدیک عمرہ فرض ہو تو فرض حج یا شافعیہ کے نزدیک فرض عمرہ کے لئے عورت کو اس طرح کے سفر میں محرم کے بغیر بھی جانا ضروری ہوگا، مگر عورت کو نامحرم سے خلوت وغیرہ اختیار کرنے اور نامحرم کے سامنے کشف عورت سے بچنا ضروری ہوگا’’ (محرم کے بغیر سفر کا حکم،۵۲۰)۔

ان تحریروں کی روشنی میں احقر کو سمجھ میں آتا ہے (جیسا کہ ہمارے اکابرین کی رائے ہے) کہ بنیادی چیز راستہ کا مامون ہونا اور عصمت کی حفاظت ہے، اس لئے محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہونا چاہئے۔

جواب ۲۔ ''أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا'' (بدائع الصنائع۲،۲۹۹ زکریا، رد المحتار علی الدر ۳،۴۶۴ زکریا)۔

''ویشترط (فی المرأۃ) لوجوب الحج علیہا (أن یخرج معہا زوج أو محرم) بنسب أو غیر نسب (أو نسوۃ ثقات) تأمن علی نفسہا (والأصح أنہ لا یشترط وجود محرم لإحداہن) لأن الأطماع تنقطع بجماعتین الخ'' (کنز الراغبین۱،۵۰۹، تنویر الحوالک للسیوطی،۴۳۱)۔

''وإن کانت امرأۃ لم یلزمہا إلا أن تأمن علی نفسہا بزوج أو محرم أو نساء ثقات'' (المہذب۱،۶۵۵، القدس ، مغنی المحتاج۲،۶۶۰ ، القدس قاہرہ)۔

''وزیادۃ محرم أو زوج لہا کرفقۃ أمنت بفرض'' (مختصر خلیل،۸۶ ، القدس قاہرہ)۔

''ومن المرأۃ أن یکون معہا أیضا محرم بالغ عاقل أو مرافق مأمون غیر فاسق برحم أو صہریۃ أو زوج تحج بہا علی نفقتہا'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۹۴ تہانویہ)۔

''فلم یجز بغیر محرم کحج التطوع والزیارۃ والتجارۃ (وکذا یعتبر) المحرم (لکل سفر یحتاج فیہ محرم) أی لکل ما یعد سفرا عرفاً'' (کشاف القناع عن متن الاقناع فصل ما یشترط لوجوب الحج علی المرأۃ)۔

علامہ موفق الدین ابو محمد المقدسی تحریر فرماتے ہیں: ''وحدیث عدی یدل علی وجود السفر لا علی جوازہ ولذلک لم یجز فی غیر الحج المفروض ولم یذکر فیہ خروج غیرہا معہا'' (المغنی ابن قدامہ۵،۳۲ مکتبہ الہجرہ القاہرہ)۔

''فإن سفرہا سفر ضرورۃ لا یقاس علیہ حالۃ الاختیار ولذلک تخرج فیہ وحدہا، وقال الشیخ تقی الدین تحج کل امرأۃ أمنتہ مع عدم المحرم وقال ہذا متوجہ فی کل سفر طاعۃ'' (الانصاف مع المقنع ۸،۷۹)۔

''وذکر ابن رشد روایۃ أن جماعۃ النساء بمنزلۃ ذی المحرم، قال الدسوقی: إن السفر إذا کان فرضاً جاز لہا أن تسافر مع المحرم والزوج والرفقۃ، وقال النووی: فلا یجب علی المرأۃ حتی تأمن علی نفسہا بزوج أو محرم أو نسوۃ ثقات'' (اوجز المسالک۳،۷۳۸)۔

محرم کے سلسلہ میں مختلف مذاہب کے فقہاء کے آراء معلوم ہوئے، اب حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور دکتور یوسف قرضاوی کی تحریر پیش ہے، اولا تو شاہ صاحب نے العرف الشذی ۲،۴۰۷ میں کہا ہے کہ یہ بات جان لینا چاہئے کہ سفر کے مسئلہ کی حدیث حج کے سفر کے علاوہ ہے، مگر علماء نے سفر حج کے مسئلہ کو ان احادیث کے تحت ذکر کردیا جو عام اسفار کی ممانعت سے تعلق رکھتی ہیں۔

''اعلم أن الحدیث فی السفر غیر سفر الحج وأما العلماء فیذکرون مسئلۃ سفر الحج تحت

ہذہ الأحادیث وکذلک الطحاوی وغیرہ''۔

علامہ انظر شاہ مسعودی اپنے والد کی فقہی خدمات پر ایک بسیط مقالہ لکھتےہیں جس میں والد مرحوم کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

''امام بخاری نے بھی ایسا ہی کیا، مگر میرے نزدیک یہ صحیح نہیں، امام ترمذی ممانعت سفر کی حدیث ''لا تسافر الخ '' ابواب الرضاع میں لائے ہیں، کتاب الحج میں ذکر نہیں کیا، جبکہ بخاری نے اسی حدیث کو ابواب سفر اور کتاب الحج دونوں میں ذکر کیا، امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے اس حدیث ممانعت سفر کو حج کے سفر پر اثر انداز نہیں سمجھا اور غالباً ان محدثین نے بھی جو اس حدیث ممانعت کو تحت کتاب الحج ذکر کررہے ہیں، مالک، احمد اور الشافعی نے حج تطوع اور عام اسفار پر محمول کیا ہے، اس سے میں سمجھتا ہوں کہ امام اعظمؒ کا مسلک بھی یہی ہوگا، میں نے احادیث ممانعت سفر بلا محرم کو حج فرض سے غیر متعلق قرار دیا اور ابواب حج کے تحت ان احادیث کے ذکر کو بے محل سمجھا، میرے پاس ایسی احادیث کثیرہ کا ذخیرہ ہے جن سے میں ثابت کرسکتا ہوں کہ احادیث ممانعت سفر کا تعلق سفر فرض حج سے نہیں ہے اور مدار مسئلہ فتنہ وعدم فتنہ ہے، آنحضورﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کے شوہر ابو العاص کو مکہ معظمہ بھیجا کہ وہ حضرت زینب کو کسی کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیں، زینبؓ کا یہ سفر غیر محرم کےساتھ ہوا '' (سہ ماہی فکر اسلامی ، معاصر فقہ اسلامی نمبر،١١١)۔

دکتور یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

''ولا غرور إن وجدنا بعض الأئمۃ یجیزون للمرأۃ أن تحج بلا محرم ولا زوج إذا کانت مع نسوۃ ثقات أو فی رفقۃ مأمونۃ وبکذا حجت عائشۃوطائفۃ من أمہات المومنین فی عہد عمر ولم یکن معہن أحد من المحارم بل صحبن عثمان بن عفان وعبد الرحمن بن عوف ..... بل قال بعضہم تکفی امرأۃ واحدۃ ثقۃ وقال بعضہم تسافر وحدہا إذا کان الطریق آمنا وصححہ صاحب المہذب من الشافعیۃ'' (محرم کے بغیر سفر کا حکم،٥٤٣)۔

بڑے ادب کے ساتھ ارباب فقہ وافتاء وقضاء سے درخواست ہے کہ اس کے مثبت پہلو پر غور کریں، جبکہ سعودیہ حکومت نے محرم کا لزوم ختم کردیا ہے، ورنہ خواتین بغیر محرم سفر حج کرتی رہینگی اور گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی رہینگی۔

جواب ٣۔ ماقبل کی تحریروں سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ یہ درست ہے کہ محرم رشتہ دار دہلی میں سوارکرادیں اور ریاض میں اس کا شوہر آکر لے لے، ''قال الباجی..... وأما القوافل العظیمۃ فہی عندنا کالبلاد تسافر فیہا دون نساء ودون محرم'' (اوجز المسالک ٣،٧٣٨، مکتبہ علمیہ سہارنپور)۔

جواب٤۔ اولا عمرہ کے وجوب وعدم وجوب کے سلسلہ میں ائمہ کے اقوال تحریر ہیں: ''وقد بقی من ہذا الباب القول فی حکم النسک الذی ہو العمرۃ فإن قوماً قالوا إنہ واجب وبہ

قال الشافعی وأحمد وأبوثور وأبو عبید والثوری والأوزاعی وہو قول ابن عباس من الصحابۃ وابن عمر وجماعۃ من التابعین وقال مالک وجماعۃ ہی سنۃ وقال أبوحنیفۃ ہی تطوع وبہ قال أبو ثور وداؤد" (بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۲؍۱۰۶)۔

مولانا محمد رضوان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ شافعیہ کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے، لہذا جس پر عمرہ فرض ہونے کی شرائط پائی جائیں (جس کا ذکر ماقبل میں ہوچکا ہے) اس کو بھی شافعیہ کے نزدیک (مندرجہ بالا تفصیل، مثلاً دویا زیادہ ثقہ عورتیں) کے مطابق محرم کے بغیر عمرہ پر جانا جائز ہوگا..... بعض مالکیہ کے نزدیک جو سفر بڑے قافلوں اور آباد علاقوں میں کیا جائے جہاں نہ تو کشف عورت کی خرابی اور نہ ہی عورت کی نامحرموں سے خلوت لازم آتی ہو اور نامحرم لوگوں اور خود عورت کی طرف سے بھی فتنہ لازم نہ آتا ہو وہاں عورت کو بغیر محرم کے غیر واجب یعنی مندوب اور مباح سفر کرنا بھی جائز ہے، جس میں نفلی حج وغیرہ کا سفر بھی داخل ہے " (محرم کے بغیر سفر کا حکم۵۱۹-۵۲۲)۔

ابو اسحاق شیرازی لکھتے ہیں:

"الحج فرض وفی العمرۃ قولان:أصحہا أنہ فرض" (التنبیہ۱۵۲ ، القدس بالقاہرہ)۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

"عمرہ شوافع وحنابلہ کےیہاں واجب ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے، تاہم احناف کے یہاں بعض مشائخ نے عمرہ کو واجب بھی قرار دیا ہے، علامہ کاسانی نے اس کو واجب کہا ہے، صاحب جوہرہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے، تاہم احناف کے یہاں فتوی عمرہ کے سنت مؤکدہ ہونے پر ہے (قاموس الفقہ۴؍۴۱۳)۔

احقر کے نزدیک عمرہ کے لئے دوسری خواتین کے ساتھ ملاکر جانے کی اجازت میں کلام ہے، کیوں کہ جن لوگوں نے رفقہ امنتہ، ثقات نساء کے ساتھ حج فرض میں اجازت دی ہے ان میں سے بھی بعض لوگوں نے سفر مندوب عمرہ وغیرہ میں اجازت نہیں دی ہے۔

جواب ۵۔ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

"اختلفوا ہل من شرط وجوب الحج علی المرأہ أن یکون معہا زوج أو محرم منہا فقال مالک والشافعی لیس من شرط الوجوب ذلک ..... وقال أبوحنیفۃ وجماعۃ:وجود ذی المحرم ومطاوعتہ لہما شرط فی الوجوب..... فقال أبوداؤد قلت لأحمد امرأۃ موسرۃ لم یکن لہا محرم ہل یجب علیہا الحج قال لا وقال أیضاً المحرم من السبیل وہذا قول الحسن والنخعی وإسحاق وابن المنذر وأصحاب الرأی وعن أحمد أن المحرم من شرائط لزوم السعی دون الوجوب ..... قال محب الدین الطبری وافق أباحنیفۃ فی اشتراط المحرم أو الزوج أصحاب الحدیث وہو قول النخعی والحسن البصری والثوری وأبوثور وابن حنبل وإسحاق بن راہویہ وأحد قولی الشافعی" (اوجز المسالک۳؍۷۳۷-۷۳۸ مکتبہ علمیہ سہارنپور)۔

ماقبل میں سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت کے تعلق سے ائمہ کے مذاہب معلوم ہوچکے، البتہ امام احمد کی ایک رائے یہ ہے کہ حج فرض میں محرم کی شرط شرط وجوب نہیں اور امام مالک وغیرہ کے یہاں تو محرم کی شرط کسی حال میں نہیں، ''وقال مالک وابن سیرین والأوزاعی والشافعی لیس المحرم شرطا فی حجہا بحال'' (اوجز المسالک ۷۳۷،۳)۔

لیکن اکمال الاعمال کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی کے یہاں بھی عورت کے حج کے سلسلہ میں محرم کی شرط ہے:

''وفی إکمال الإکمال أبوحنیفۃ والشافعی یشترطان فی وجوب الحج علی المرأۃ وجود ذی محرم'' (اوجز ۷۳۸،۳)۔

اس اعتبار سے امام مالکؒ کے ماسوا دیگر ائمہ کے یہاں محرم کی شرط ہوئی۔

۶۔ جی ہاں وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے ساتھ جاسکتی ہے بدون محرم کے، اس کے جواز کے دلائل نمبر ۲ کے ذیل میں مفصلاً لکھے جاچکے ہیں۔

۷۔ اکثر فقہاء کرام نے شابہ اور عجوزہ میں فرق نہیں کیا ہے، کیوں کہ حدیث میں سفر کی ممانعت کے ذیل میں امرأۃ کا لفظ ہے، لیکن بعض مشائخ مالکیہ نے عجوزہ کو جو محل شہوت نہ ہو اس حکم سے مستثنی رکھا ہے، ''وظاہر الحدیث شمول للشابۃ والمتجالۃ وقیدہ بعض الشیوخ لابن رشد بالشابۃ وأما المتجالۃ فیجوز لہا ذلک وینبغی حملہ علی التی انقطع إرب الرجال منہا جملۃ وسافرت مع من مثلہ لا یتوہم میلہ إلیہا'' (الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی۳۳۷،۲)۔

''وقیدنا بالشابۃ احترازاً من المتجالۃ فإنہا یجوز لہا ذلک'' (کفایۃ الطالب الربانی علی رسالۃابن ابی زید القیروانی ۴۲۶،۴، القدس القاہرہ)۔

وہ دلائل جن میں مطلقاً اجازت نہیں ہے (خواہ بوڑھی ہو یا جوان) پیش کئے جارہے ہیں، علامہ ابن عابدینؒ ، علامہ علاء الدین حصکفی کی عبارت''ولو عجوزاً فی سفرۃ'' کے تحت ایک شعر نقل کرتے ہیں:

''لکل ساقطۃ فی الحی لاقطۃ، وکل کاسدۃ یوما لہا سوق'' (رد المحتار علی الدر ۴۶۵،۳ زکریا)، معمولی اور گھٹیا چیز کو بھی لقطہ بنا لیا جاتا ہے، گئی گذری چیزوں کی بھی مارکٹ میں کچھ نہ کچھ قیمت ہوتی ہے۔

علامہ ابوبکر کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

''سواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزاً لا تخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روینا من الحدیث لا تفصیل بین الشابۃ والعجوز وکذا المعنی لا یوجب الفصل بینہما لماذکرنا من حاجۃ إلی من یرکبہا وینزلہا بل حاجۃ العجوز إلی ذلک أشد لأنہا أعجزالخ'' (بدائع الصنائع۳۰۰،۲، زکریا)۔

بعینہ یہی بات شرح فتح القدیر علی الہدایہ ۱۲۹،۲ دار عالم الکتب ریاض پر بھی ہے،

نیز دیکھئے فرید الدین اندرپتی دہلوی کی فتاوی تاتارخانیہ ۴۷۴٫۳ مسئلہ ۴۸۸۵، ابن نجیم کی البحر الرائق ۵۵۲٫۲ تھانویہ، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵۸۶٫۱، دار القدس قاہرہ وغیرہ میں ہے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

''شرعی اور فقہی نقطہ نظر سے ہٹ کر عملی طور پر بھی سفر حج میں خواتین کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا نہایت ضروری ہے، آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بار بار طبیعت خراب ہوتی ہے، مقام کی اجنبیت، ازدحام اور زبان کی عدم واقفیت کی وجہ سے خواتین کو بار بار مدد کی ضرورت پیش آتی ہے، بہت سی جگہ طویل قیام کرنا پڑتا ہے اور بہت سی دشوار قانونی کارروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے، ان مواقع پر محرم رشتہ دار یا شوہر کا قدم قدم پر تعاون مطلوب ہوتا ہے'' (کتاب الفتاوی ۴۳٫۴-۴۴)، فتاوی ہندیہ ۲۱۸٫۱-۲۱۹، دار الکتاب دیوبند میں بھی شابۃاور عجوزہ کے درمیان کوئی فرق نہیں:

''ومنہا المحرم للمرأۃ شابۃ کانت أو عجوزا إذا کانت بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام ہکذا فی المحیط''۔

بعض مالکیہ کا مسلک ماقبل میں ذکر کیا جاچکا ہے، مزید ان کے دلائل پیش کئے جارہے ہیں:

''أجاز الشاذلی من المالکیۃ خلوۃ الشیخ الہرم بالمرأۃ الشابۃ أو متجالۃ وخلوۃ الشاب بالمتجالۃ وضابط الخلوۃ اجتماع لا تومن معہ الریبۃ عادۃ''۔

اس عبارت کے ایک سطر قبل ہے:

''وذہب الحنفیۃ إلی جواز الخلوۃ بالعجوز الشوہاء ..... أما إذا کانت عجوزا فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا لانعدام خوف الفتنۃ بہذا صرح صاحب الہدایۃ من الحنفیۃ ..... وتعقبوہ بأن لکل ساقطۃ لاقطۃ، المتعقب راعی الأمر النادر وہو الاحتیاط''۔

مذکورہ تمام اقتباسات محرم کے بغیر سفر کا حکم کے حاشیہ ۵۳۲٫-۵۳۳ سے منقول ہیں، ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عجوزہ کا حکم الگ ہے اور اس میں فتنہ کا اندیشہ برائے نام ہے، اس لئے محرم کی شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن کسی عمر کی تحدید نہیں کی جاسکتی، فقہی نظائر سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ وہ عمر کی اس منزل پر پہنچ چکی ہو کہ مردوں کا میلان اور خود اس کا میلان ایک دوسرے کی طرف نہ ہو۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر - احکام ومسائل

مولانا بدر احمد مجیبی•

جواب (١): محرم کے بغیر عورت کے سفر کی ممانعت حدیث نبوی سے ثابت ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''عن ابن عمر رضی اللہ عنھما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلامع ذی محرم'' (صحیح البخاری ، باب فی کم یقصر الصلاۃ)۔

''عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتسافر المرأۃ ثلاثا إلا مع ذی محرم '' (صحیح مسلم، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج اوغیرہ)۔

''عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لایحل لامرۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ ثلاث لیال إلا ومعھا ذو محرم'' (صحیح مسلم، باب سفر المرأۃ مع محرم الی حج اوغیرہ)۔

حدیث سے تین شب وروز کے سفرمیں خواتین کے ساتھ محرم کے ہونے کا وجوب ثابت ہوتا ہے، کیونکہ بغیر محرم کے ایسے سفر سے ممانعت کی گئی ہے اور اس کو '' لایحل'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تین شب وروز سے مراد تین شب وروز کی مسافت ہے اور یہ اونٹ کی رفتار یا پیدل چلنے کی رفتار کے اعتبار سے تین شب وروز کی مسافت ہے، تین شب وروز کی مدت مراد نہیں ہے، اس کی دلیل مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں جن میں ''مسیرۃ ثلاث'' کہا گیا ہے، مسیرت مسافت کو کہتے ہیں، اسی لئے فقہاء کرام اس کی مقدار فراسخ ، مراحل، برید اور میل سے طئے کرتے ہیں۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

''ومن مشائخنا من قدرہ بخمسۃ عشر فرسخاوجعل لکل یوم خمسۃ فراسخ ومنھم من قدرہ بثلاث مراحل، وقال مالک :أربعۃ برد ، کل برید إثنا عشر میلا، واختلفت أقوال الشافعی فیہ، قیل: ستۃ وأربعون میلا، وھو قریب من قول بعض مشائخنا، لأن العادۃ أن القافلۃ لاتقطع فی یوم أکثر من خمسۃ فراسخ'' (بدائع١٫٢٦٢،٢٦١) ۔

محیط برھانی میں ہے:

''وعامۃ مشائخنا قدروہ بالفراسخ أیضا، واختلفوا فیما بینھم، بعضھم قالوا:أحد وعشرین

• استاذ المعہد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء، پھلواری شریف، پٹنہ۔

فرسخاً، وبعضهم قالوا:ثمانية عشر فرسخاً، أدنى مدة السفر ثمانية عشر فرسخاً، وبعضهم قالوا:خمسة عشر، والفتوى على ثمانية عشر لأنها أوسط الأعداد" (المحيط البرهانى ٢، ٨٣)۔

امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سمندر یا دریا میں ایک دن کے سفر میں اتنی مسافت طئے کرلے جو خشکی کے سفر میں تین دن کے سفر میں طئے ہوتی ہے تو اس پر شرعی مسافر کے احکام ثابت ہوجائیں گے اور وہ نما زمیں قصر کرے گا، اسی طرح کوئی شخص خشکی میں (تیز رفتارسوار ی سے) کسی جگہ ایک دن یا دو دن میں پہنچ جاتا ہے جہاں عام طور سے اونٹ سے یا پیدل چلنے سے تین دن میں پہنچاجاتاہے تواس پر بھی شرعی مسافر کے احکام ثابت ہوں گے اور وہ نماز میں قصر کرے گا۔

''وعلى هذا يخرج ماروى عن أبى حنيفة فى من سار فى الماء يوما، وذلک فى البر ثلاثة أيام أنه يقصر الصلاة، لأنه لاعبرة للإسراع ، وكذا لو سار فى البر إلى موضع فى يوم أو يومين وأنه بسير الإبل والمشى المعتاد ثلاثة أيام يقصر اعتبارا للسير المعتاد" (بدائع ١،٢٦٣)۔

جواب (٢)۔ سفر کی دو قسمیں ہیں: (الف)سفر مباح : خاتون اپنی کسی حاجت کے لئے یا تجارت کے لئے یاسیاحت، طلب علم یا نفلی حج کے لئے سفر کررہی ہے تو اس میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ اس کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری ہے، موسوعہ فقہیہ میں ہے:

''ذهب الفقهاء إلى أنه ليس للمرأة أن تسافر لغير الفرض كحج التطوع والزيارة والتجارة والسياحة وطلب العلم ونحو هذامن الاسفار التى ليست واجبة إلا مع زوج أو محرم ، قال النووى: اتفق العلماء على أنه ليس لها أن تخرج فى غير الحج والعمرة إلا مع ذى محرم" (الموسوعة الفقهية ٣٦،٢٠٦)۔

''قالوا :فإن كان الحج تطوعا لم يجز أن تخرج فيه إلا مع محرم وكذا السفر المباح كسفرالزيارة والتجارة لايجوز خروجها فى شيئى من ذلک إلا مع محرم أو زوج" (المجموع شرح المهذب ٨،٣٤١)۔

(ب) حج فرض کے لئے سفر: اگر خواتین حج فرض کے لئے سفر کرنا چاہتی ہیں تو اس میں بھی خواتین کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا احناف کے نزدیک شرط ہے،محرم یا شوہر کے بغیر سفر کرنے سے وہ گنہگار ہوں گی، اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی واجب ہے۔

''وأماالذى يخص النساء فشرطان:أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها، فإن لم يوجد أحدهما لايجب عليها الحج، وهذا عندنا" (بدائع ٢،٢٩٩)۔

''قال:(لاتحج المرأة إلا بزوج أومحرم إذا كان سفراً)لقوله عليه الصلاة والسلام لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر ثلاثة أيام فما فوقها إلا ومعها زوجها أو ذو رحم محرم منها" (الاختيار ١،١٥١)۔

‘‘مسألۃ قال:(و حکم المرأۃ إذا کان لھا محرم کحکم الرجل) ظاھر ھذا أن الحج لایجب علی المرأۃ التی لا محرم لھا لأنہ جعلھا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج فمن لامحرم لھا لاتکون کالرجل، فلایجب علیھا الحج، وقد نص علیہ أحمد، فقال أبوداؤد: قلت لأحمد: امرأۃ موسرۃ لم یکن لھا محرم، ھل یجب علیھا الحج، قال :لا’’ (المغنی لابن قدامۃ ۲۹۸،۶)۔

‘‘ویشترط لوجوبہ أی الحج والعمرۃ علی المرأۃ وجود محرمھا لحدیث ابن عباس ‘‘ لاتسافرامرأۃ إلامع محرم ولایدخل علیھارجل إلاومعھا محرم’’، رواہ أحمد بإسناد صحیح’’ (الروض المربع شرح زادالمستنقع لمنصور بن یونس البھوتی ۱۷۳،۱)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی خاتون حج فرض کے سفر میں اپنے شوہر یا محرم کے علاوہ کسی ثقہ عورت کے ساتھ بھی جاسکتی ہے، یعنی شوہر یا محرم نہ ہو یا حج میں ساتھ نہیں جارہاہو تو کسی ثقہ عورت کے ساتھ وہ حج فرض کا سفر کرسکتی ہے، امام مالکؒ کے نزدیک بھی سفر حج کے لئے جب کسی خاتون کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو تو عورتوں کی جماعت کے ساتھ وہ حج کا سفر کرسکتی ہے۔

‘‘وحاصلہ أنہ یجوز الخروج للحج الواجب مع زوج أو محرم أو امرأۃ ثقۃ، ولایجوز من غیر ھؤلاء وإن کان الطریق آمناً’’(المجموع شرح المھذب ۳۴۲،۸)۔

‘‘وأما سفرالحج فإنھا تسافر مع جماعۃ النساء إذا لم یکن لھا محرم’’ (مواھب الجلیل ۴۹۲،۳)۔

‘‘واختلفوا من ھذا الباب ھل من شرط وجوب الحج علی المرأۃ أن یکون معھا زوج أو ذو محرم منھا یطاوعھا علی الخروج معھا إلی السفر للحج، فقال مالک والشافعی:لیس من شرط الوجوب ذلک وتخرج المرأۃ إلی الحج إذا وجدت رفقۃ مأمونۃ، وقال أبوحنیفۃ وأحمد وجماعۃ:وجود ذی المحرم ومطاوعتہ لہا شرط فی الوجوب’’ (بدایۃ المجتہد۱/۳۲۲)۔

خلاصہ یہ ہے کہ احناف اور حنابلہ کے نزدیک محرم یا شوہر کے بغیر کسی خاتون کا حج فرض یا کسی بھی سفر شرعی میں جانا جائز نہیں ہے، شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایسی صورت میں جب محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو تو ثقہ عورتوں کے ساتھ وہ حج فرض کے سفر پر جاسکتی ہے،خواتین کو حج فرض کے علاوہ دوسرے اسفار پر جانے کے لئے ان ائمہ کے نزدیک بھی محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

جواب (۳)۔ اصلاً تو خواتین کے لئے تمام سفر شرعی کا ایک ہی حکم ہے کہ بغیر محرم کے جانا جائز نہیں ہے، خواہ واجب سفر ہو یا مباح سفر ہو، کیونکہ اس کی ممانعت حدیث سے مطلقا ثابت ہے، یہ عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت کے اعتبار سے بھی ضروری ہے،زمانہ کے حالات بھی اس کے متقاضی ہیں کہ سفر میں عورت کے ساتھ محرم ضروری ہے۔

البتہ فقہاء کرام نے دارالکفر سے ہجرت کے لئے اس کی شر ط نہیں رکھی ہے،

کیونکہ اس کی حیثیت اضطراری ہوتی ہے،اسی طرح قید سے نکلنے والی عورت بھی بغیر محرم کے سفر کرکے اپنے وطن تک جاسکتی ہے،یعنی مہاجرہ اور مأسورہ عورت اس حکم سے مستثنی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دارالکفر میں اپنے ایمان اور اپنی جان کی حفاظت دشوار ہوجاتی ہے، اس لئے اضطرار کی وجہ سے عورت محرم کے بغیر سفر کرکے دارالاسلام آسکتی ہے، علامہ ابن ہمام ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ولو سلم ثبوت سفرها فهو للاضطرارلأن الفتنة المتوقعة فی سفرها أخف من المتوقعة فی إقامتها فی دار الحرب، فكان جوازه بحكم الإجماع على أن أخف المفسدتين يجب ارتكابها عند لزوم أحدهما، فالمؤثر فی الأصل السفر المضطر إليه دفعاً لمفسدة تفوق مفسدة عدم الزوج أو المحرم فی السفر فی دارالإسلام'' (فتح القدیر، کتاب الحج)۔

علامہ ابن الھمام کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ مہاجرہ اور مأسورہ عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ دارالحرب میں رہکر اپنی عفت وعصمت کی حفاظت زیادہ دشوار ہے اور اس کے ضیاع کا زیادہ اندیشہ ہے بہ نسبت عام حالات میں تنہاسفر کرنے کے،اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دو مفسدہ میں سے کسی ایک مفسدہ کا ارتکاب ضروری ہوجائے تو ایسی صورت میں کم خرابی والے مفسدہ کا ارتکاب کرکے زیادہ خرابی والے مفسدہ سے بچنا ضروری ہوجاتا ہے: ''إذا تعارض مفسدتان روعی أعظمهما ضررا بارتكاب أخفهما''، اس لئے مہاجرہ اور مأسورہ کو محرم کے بغیر سفر کی اجازت دی گئی ، کیونکہ دارالحرب میں رہنے کی بہ نسبت بغیر محرم کے سفر میں کم خرابی ہے۔

اسی طرح اس صورت میں کہ شوہر دوسرے ملک میں ہے وہاں سے آکر بیوی کو ساتھ لے جانا اس کے لئے دشوار ہو ، وطن میں بیوی بچوں کے رہتے ہوئے اس کے لئے حقوق زوجیت کی ادائیگی اور بچوں کی تربیت ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر بیوی کے محرم آکر بیوی کو ایر پورٹ تک پہنچادیتے ہیں اور وہ فلائٹ سے بغیر کسی پریشانی کے دوسرے ملک کے ایرپورٹ تک چلی جاتی ہے جہاں اس کا شوہر اس کو لینے کے لئے موجود ہوتو اس صورت میں بھی اخف المفسدتین پر عمل ہوگا، اس لئے اس کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

جواب (۴)۔ جب احناف کے نزدیک حج فرض کے سفر شرعی پر محرم یا شوہر کے بغیر کوئی عورت نہیں جاسکتی تو عمرہ جو احناف کے نزدیک زندگی میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے اس کو انجام دینے کے لئے کیسے سفر شرعی کرسکتی ہے؟ اس لئے کسی خاتون کو محرم کے بغیر عمرہ کے سفر پر جانے کی شرعا اجازت نہیں ہے۔

جواب (۵)۔ اگراس سوال کا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی خاتون محرم کے بغیر سفر شرعی کرکے حج کرلے تو اس کا حج ہوگا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حج

کراہت کے ساتھ ہوجائے گا، یعنی اس کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہوجائے گی، البتہ حدیث کی ممانعت کے خلاف کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگی۔

''ولوحجت بلا محرم جازت مع الکراھۃ'' (الدرالمختار)۔

اگر اس سوال کا یہ مطلب ہے کہ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط وجوب ہے یا شرط اداء؟ تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے، بعض مشائخ کے نزدیک عورت کے ساتھ محرم کا ہونا نفس وجوب کے لئے شرط ہے، اس لئے اگر کسی مالدار خاتون کوسفر کے لئے کوئی محرم میسر نہیں ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوگا اور اس کو وفات سے قبل حج بدل کرانے کی وصیت کرنا بھی لازم نہیں ہوگا، بعض دوسرے مشائخ کے نزدیک محرم کا ہونا وجوب ادا ء کے لئے شرط ہے، اس لئے کسی خاتون کو سفر حج کے لئے محرم نہیں مل سکا تو اس کو وفات سے پہلے حج بدل کرانے کی وصیت کرنا ہوگا۔

علامہ کاسانی تحریر کرتے ہیں:

''والآیۃ لاتتناول النساء حال عدم الزوج أوالمحرم معھا لأن المرأۃ لاتقدر علی الرکوب والنزول بنفسھا فتحتاج إلی من یرکبھا وینزلھا ولایجوز ذلک لغیر الزوج والمحرم فلم تکن مستطیعۃ فی ھذہ الحالۃ فلایتناولھا النص'' (بدائع ۲، ۲۹۹)۔

''والصحیح أنہ شرط الوجوب لما ذکرنا فی أمن الطریق'' (بدائع ۲،۳۰۱) ۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

''وأن وجود الزوج أوالمحرم شرط وجوب أو شرط وجوب أداء والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق أولم یوجد زوج ولامحرم، ویجب علیھا التزوج عند فقدالمحرم وعلی الأول لایجب شیئی من ذلک کما فی البحر، وفی النھر وصححہ الأول فی البدائع ورجح الثانی فی النھایۃ تبعا لقاضی خان واختارہ فی الفتح'' (ردالمحتار، کتاب الحج)۔

فتح القدیر، شرح لباب المناسک اور دیگر کتابوں میں خواتین کے لئے محرم کو وجوب اداء کے لئے شرط مانا ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے، اس لئے یہی راجح قول ہے۔

جواب (۶)۔ احناف کا مسلک یہی ہے کہ عورتیں محرم یا شوہر کے بغیر حج فرض کے سفر پر نہیں جاسکتی ہیں، یہ سفر محرم کے بغیر ان کے لئے جائز نہیں ہے، خواہ وہ حج کمیٹی سے جائیں یا حج ٹور سے جائیں۔

جواب (۷)۔ اصلاً تو حکم سب کے لئے یکساں ہے خواہ جوان خاتون ہوں یا بوڑھی، سفر شرعی میں سب کے لئے محرم کی شرط ہے۔

''والمحرم فی حق المرأۃ شرط شابۃ کانت أو عجوزاً إذاکان بینھا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام'' (المحیط البرھانی ۲،۶۹۱)۔

''وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنھا لاتخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روینا من

الحديث لايفصل بين الشابة والعجوز، وكذاالمعنى لايوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها وينزلها، بل حاجة العجوز إلى ذلک أشد، لأنها أعجز" (بدائع ٣٠٠،٢) ۔

البتہ فقہ کی بعض کتابوں میں بہت معمر اور بوڑھی خاتون کے لئے یہ سہولت دی ہے کہ ان کا ہاتھ چھو سکتے ہیں ،ان سے مصافحہ کیا جاسکتاہے، اسی کے پیش نظر علامہ حصکفی لکھتے ہینکہ جب ان کے ہاتھ کو چھوناجائز ہے تو ان کے ساتھ سفر بھی کیا جاسکتا ہے،یعنی ایسی معمر خواتین محرم کے بغیر کسی کے ساتھ سفر بھی کرسکتی ہیں۔

''أما العجوز التی لاتشتهی فلابأس بمصافحتها ومس یدها إذا أمن ، ومتی جاز المس جاز سفره بها، ویخلو إذا أمن علیه وعلیها وإلا لا" (الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس)۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

''قال فی الذخیرة:وإن کانت عجوزا لاتشتهی فلابأس بمصافحتها أومس یدها، وکذلک إذاکان شیخاً یأمن علی نفسه وعلیها فلا بأس بأن یصافحها، وإن کان لایأمن علی نفسه أو علیها فلیجتنب، ثم إن محمدا أباح المس للرجل إذا کانت المرأة عجوزاً، ولم یشترط کون الرجل بحال لایجامع مثلہ" (ردالمحتار للشامی کتاب الحظروالاباحة، باب النظر والمس) ۔

علامہ حصکفی اور علامہ شامی کی اس وضاحت سے اس کی کچھ گنجائش نکلتی ہے کہ معمر خواتین محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہیں، فقہاء کرام نے اس کی وضاحت تو نہیں فرمائی ہے کہ کس عمر کی خواتین کو یہ سہولت مل سکتی ہے، البتہ قابل شہوت نہ ہونے کی صراحت کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساٹھ ستر سال کی عمر کی خواتین کے لئے یہ حکم ہوسکتاہے، ہذا ماظهر لی، واللہ تعالی أعلم۔

شریعت میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا نور الحق رحمانی•

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین، سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین۔

خواتین کا محرم کے بغیر لمبا سفر کرنا جسے سفر شرعی کہاجاتاہے، جمہور ائمہ کے نزدیک جائز نہیں ہے، سفر شرعی وہ جس میں نماز قصر کرنے اوررمضان کے دنوں میں روزہ افطارکرنے کی جازت ہوتی ہے۔

ظاہر یہ کے نزدیک مسافت کی کوئی تحدید نہیں ہے، جس مسافت پر بھی لغت اورعرف میں سفر کا اطلاق ہوتاہو اس میں قصر وافطار کی اجازت ہوگی، خواہ وہ مختصر اورمعمولی سفر ہو جیسے چارپانچ میل کی مسافت، ان کی دلیل یہ ہے کہ ظاہر قرآن سے یہی سمجھ میں آرہاہے،چنانچہ روزہ والی آیت میں مطلق مرض اورسفر کی بناپر افطار کی اجازت دی گئی،لہذا مطلق کو اس کے اطلاق پر باقی رکھا جائے گا۔

''استدل أهل الظاهر بعموم الآية الكريمة(فمن كان مريضا أو على سفر) حيث أطلق اللفظ ولم يقيد المرض بالشديد ولا السفر بالبعيد،فمطلق المرض والسفر يبيح الإفطار۔۔ وقال داؤد:الرخصة حاصلة فى كل سفر، ولوكان السفر فرسخا لأنہ يقال لہ: مسافر، وهذا مادل عليہ ظاہر القرآن'' (روائع البيان،تفسير آيات الاحكام للصابونى ١،٢٠٢)۔

لیکن جمہور فقہاء نے اس رخصت اوراجازت کو مرض شدید اورسفر طویل کے ساتھ مقید کیا،اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رخصت کی علت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتاہے، تنگی نہیں چاہتا اورآسانی کا ارادہ وہاں کیاجائے گا،جہاں مشقت اورضررہو اورمرض اگر معمولی ہو جیسے دانت کادرد یا سر اورانگلی کا درد یا دوچار میل کا سفر تواس میں کوئی مشقت ہی نہیں ہے کہ اسے دور کرکے آسانی پیدا کی جائے۔

''استدل جمہورالفقہاء على أن المرض اليسير الذى لاكلفة معہ لايبيح الإفطار لقولہ تعالىٰ فى آية الصيام(يريدالله بكم اليسر ولايريد بكم العسر)، فالآية دلت على أن الغرض من الترخيص دفع المشقة والضرر، فإذا كان المرض خفيفا والسفر قريبا فلايقال أن هناك مشقة رفعت عن الصائم، فأى مشقة من وجع الإصبع والضرس؟'' (روائع البيان،تفسير آيات الاحكام للصابونى ١،٢٠٢)۔

• استاذ المعہد العالی لتدریب القضاء والافتاء پھلواری شریف ، پٹنہ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز قصر کرنے کے سلسلے میں باب قائم کیا ہے: باب فی کم یقصر الصلاۃ؟ یعنی مسافر کتنی مسافت کے سفر پر قصر کرے گا، اوراس باب کے تحت درج ذیل تین حدیثیں ذکر کی ہیں:

''عن ابن عمرؓ أن النبی ﷺ قال:لا تسافر المرأۃ ثلاثا إلا مع ذی محرم'' (بخاری، حدیث: ١٠٨٦)۔

''عن ابن عمررضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتسافر المرأۃ ثلاثا إلا مع ذی محرم'' (بخاری ،حدیث نمبر: ١٠٨٦)۔

ان دونوں روایات میں عورت کو بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

''عن أبی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم الآخرأن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معھا حرمۃ'' (بخاری شریف: ١٠٨٨)۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اورقیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، یہ جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اوررات کا سفر کرے)۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ان احادیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''یرید بیان المسافۃ التی إذا أراد المسافر الوصول إلیھا ساغ لہ القصر، ولایسوغ لہ فی أقل منھا'' (فتح الباری ٢،٧٢٠)۔

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں اس مسافت کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر مسافر وہاں تک پہونچنا چاہتاہے تواس کے لئے نماز میں قصر کی گنجائش ہے، اوراس سے کم مسافت پر اس کے لئے قصر کی اجازت نہیں ہے، اورعورت کے لئے اس طرح کا لمباسفر محرم کے بغیر جائز نہیں ہے، اوراس کے بعد امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمر اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنھم کا یہ اثر نقل کیاہے کہ وہ دونوں حضرات چار برید یعنی سولہ فرسخ میں قصر کیاکرتے تھے اورروزہ افطار کرتے تھے۔

''وکان ابن عمروابن عباس یقصران ویفطران فی أربعۃ برد وھو ستۃ عشر فرسخا'' (بخاری، باب فی کم یقصر الصلاۃ)۔

ایک برید چار فرسخ کا اورایک فرسخ تین میل کا ہوتاہے، اس طرح سولہ فرسخ کے اڑتالیس میل ہوئے اوریہی جمہور فقہاء کا مذہب ہے، کہ ٨٤میل کا سفر ہوتو اس میں قصر ہوگا اورروزہ افطار کیا جائے گا، اس سے کم میں نہیں۔

''اختلف الفقھاء فی مسافۃ السفر الذی تتغیر بہ الأحکام، فذھب جمہور الفقھاء _ المالکیۃ والشافعیۃ والحنابۃ إلی أن مسافۃ السفر التی تتغیر بھا الأحکام أربعۃ برد لماروی ابن عباس رضی اللہ عنھما أن النبی ﷺ قال ''یا أھل مکۃ لا تقصروا فی أقل من أربعۃ برد من مکۃ إلی

عسفان" وكان ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنهم يقصران فی أربعة برد وذلک إنما يفعل عن توقيف، وكل بريد أربعة فراسخ، والفرسخ ثلاثة أميال هاشمية، فهی ثمانية وأربعون ميلا" (الموسوعة الفقهية ٢٥،٢٨-٢٩۔

(فقہاء کرام کا اس سفر کی مسافت میں جس کی وجہ سے احکام بدلتے ہیں اختلاف ہے، جمہور فقہاء (مالکیہ، شافعیہ اورحنابلہ) کا مذہب یہ ہے کہ جس سفر کی وجہ سے احکام بدلتے ہیں اس کی مسافت چار برید (٨٤،میل)ہے، اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اہل مکہ! تم چار برید سے کم میں قصر نہ کرو، ہاں مکہ سے عسفان کا سفر ہوتوقصر کرو، اورابن عمرؓ اورابن عباسؓ چار برید کے سفر میں قصر کرتے تھے، اوریہ اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے، جب کہ انہیں حدیث سے اس کی واقفیت ہو، اورہربرید کے چار فرسخ ہوتے ہیں، اورفرسخ تین ہاشمی میل ہے، اس طرح یہ اڑتالیس میل ہوگئے)۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین دن تین رات کا سفر،سفر شرعی ہے، تقصیر صلاۃ کے باب کے شروع کی دونوں روایتوں میں تین دنوں کاتذکرہ ہے، یعنی عورت کو تین دن کا سفر محرم کے بغیر کرنے سے منع کیا گیا ہے تو گویا تین دن کے ساتھ حکم شرعی متعلق ہے، لہذا نماز میں قصر اورافطار میں اسی کا لحاظ کیا جائے گا، تین دن کے سفر پر روزہ میں افطار کا حکم ان احادیث سے ثابت ہے اوریہ متفق علیہ ہے اوراس سے کم کی مدت مختلف فیہ ہے، لہذا احتیاط کا تقاضایہ ہے کہ تین دن سے کم کے سفر میں روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے۔

اسی طرح خفین پر مسح کے سلسلے میں حدیث ہے کہ مقیم ایک دن ایک رات مسح کرے گا اورمقیم تین دن تین رات اوررخصت کا علم شریعت ہی سے ہوسکتا ہے،لہذا تین دن کو سفر شرعی قراردیاجائے گا۔

لیکن مسافت کی تعیین کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں، البتہ متاخرین حنفیہ نے چار برید اورسولہ فرسخ یعنی ٤٨،میل کے قول کو ترجیح دی ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اورحضرت ابن عمرؓ وابن عباسؓ کے اثر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے چار برید (اڑتالیس میل) پر فتوی دیا ہے، چنانچہ فتاوی رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: کتنی مقدار مسافت سفر میں نماز قصر کرنی چاہئے ،حسب احادیث صحیحہ؟

جواب: چاربرید جس کی سولہ سولہ منزلیں ہوتی ہیں،حدیث موطا امام مالک سے ثابت ہوتی ہیں، مگر مقدار میل کی مختلف ہے، لہذا تین منزل جامع سب اقوال کو ہوجاتی ہے (فتاوی رشیدیہ ،٤٣٧)۔

جنا ب مفتی سعیداحمد پالنپوری مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:اس لئے ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عمرؓ اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آثار لئے ہیں، وہ دونوں حضرات چاربرید کے سفر میں قصر کیا کرتے تھے، چاربرید کے سولہ فرسخ یعنی اڑتالیس میل بنتے ہیں، ائمہ اربعہ نے اسی کو اختیار کیا (تحفۃ القاری،شرح صحیح البخاری ۳؍۴۲۰)۔

گویا اس وقت اڑتالیس میل کے سفر شرعی اورمسافت قصر ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

مذکورہ موضوع سے متعلق جوابات بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں:

جواب (۱): سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے، تین شب وروز کی مدت نہیں۔

چنانچہ حدیث اورفقہ کی کتابوں میں اس کی صراحت ملتی ہے، مثلا شرح بخاری فتح الباری میں ہے:

''بخلاف المسافر فإنہ لوقطع مسیرۃ نصف یوم مثلا فی یومین لم یقصر'' (فتح الباری حدیث نمبر ۱۰۸۸)۔

(یعنی اگر مسافر نصف دن کی مسافت کو دودنوں میں طے کرے تووہ نماز میں قصر نہیں کرے گا)۔

''حتی لوکانت المسافۃ ثلاثا بالسیر المعتاد فسار إلیھا علی الفرس جریا حثیثا فوصل فی یومین أو أقل قصر'' (الموسوعۃ الفقھیۃ ۲۵؍۳۰)۔

(یعنی اگر عام رفتار کے لحاظ سے مسافت تین دن کی ہو،لیکن ایک شخص نے تیز رفتار گھوڑے پر سفر کیا اوروہ صرف دودن یا اس سے بھی کم مدت میں پہنچ گیا تووہ قصر کرے گا)۔

''وقد صرح الشافعیۃ والحنابلۃ بأنہ لایضر قطع المسافۃ فی زمن یسیر، فلو قطع الأمیال فی ساعۃ مثلا لشدّۃ جری السفینۃ بالھواء ونحوہ أو قطعھا فی البر فی بعض یوم علی مرکوب جواد تغیرت الأحکام فی حقہ لوجود المسافۃ الصالحۃ لتغیر الأحکام، ولأنہ صدق علیہ أنہ سافر أربعۃ برد'' (الموسوعۃ الفقھیہ ۲۵؍۳۰)۔

(شافعیہ اورحنابلہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ تھوڑے وقت میں مسافت سفر کا طے کرنا نقصان دہ نہیں ہے، مثلا اگر کسی شخص نے ایک گھنٹے میں میلوں کا سفر طے کرلیا،مثلا دریا میں کشتی موافق ہوا وغیرہ کی وجہ سے بہت تیز چلی یااس مسافت کو کسی نے خشکی کے سفر میں تیز رفتار اورعمدہ سواری پر دن کے بعض حصہ میں طے کرلیاتواس کے حق میں احکام بدل جائیں گے، اس لئے کہ احکام کی تبدیلی کے موافق مسافت پائی گئی اوراس لئے کہ اس کے حق یہ بات صادق آتی ہے کہ اس نے چار برید یعنی اڑتالیس میل کا سفر کیا)۔

دنوں کی بات تواس زمانہ کی ہے جب عام طورپر اونٹ اوردیگر جانوروں کے

ذریعہ سفر ہوتاتھا اورآج جبکہ ریل، موٹر اورہوائی جہاز وغیرہ کے ذریعہ سفر ہوتاہے تو چند گھنٹوں میں لمبی مسافت طے ہوجاتی ،لہذا اگر تین یا دو ایک شب وروز کا اعتبار کیا جائے تو ہزار کیلو میٹر کا سفراس سے کم وقت میں ہوجائے گا، پھر تو نمازیں قصر اورروزہ میں افطار کی نوبت بہت کم آئے گی۔

''وأما إذا كان السفر بالطائرة أو بالسيارة كما فى زماننا فإن المسافة إذا كانت أكثر من ثمانين كيلو مترا يحق لہ الإفطار وقصرالصلوة، فهذه المسافة هى السفر الشرعى'' (روائع البيان للصابونى ١٨٨،١، آية الصيام)۔

(لیکن اگر سفر ہوائی جہاز یا بس سے ہو جیساکہ ہمارے اس زمانے میں ہے تواگر سفر کی مسافت اسی کیلو میٹر سے زیادہ ہوتوایسے مسافر کے لئے افطار کرنا اورنماز میں قصر کرنا جائز ہوگا، پس یہ مسافت ہی سفر شرعی ہے، عورت کے لئے ایسا طویل سفر محرم کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے)۔

جواب (٢): اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر سفر شرعی (طویل سفر) کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ متعدد احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

''اتفق الفقهاء على أنہ يحرم على المرأة أن تسافر بمفردها، وأنہ لابد من وجود محرم أو زوج معها، لقول النبى ﷺ:لايحل لامرأة تومن باللّٰہ واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معهاحرمة ولحديث ابن عباسؓ مرفوعا: لا تسافر المرأه إلا مع ذى محرم، ولايدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل: يا رسول اللّٰہ إنى أريد أن أخرج فى جيش كذا وكذا وامرأتى تريد الحج، فقال:اخرج معها'' (الموسوعة الفقهية ٣٧،٢٥)۔

(فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کے لئے تنہا سفر کرنا حرام ہے، اوریہ کہ سفر میں اس کے ساتھ محرم کا یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ نبیﷺ کا فرمان ہے، کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اورقیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک دن اورایک رات کا سفراس حال میں کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو، اوراس لئے کہ حضرت ابن عباسؓکی حدیث مرفوع ہے: عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ اورکوئی مرد اس کے پاس نہ آئے مگر اس حال میں کہ اس کے پاس محرم ہو، ایک شخص نے کہا یارسول اللہ !میں فلاں لشکر کے ساتھ جہاد میں نکلنا چاہتاہوں اور میری بیوی حج کرنا چاہتی ہے توآپ نے فرمایا: اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لئے جائو)۔

عام حالات میں عورت کے لئے لمباسفر بغیر محرم کے کرنا جائز نہیں ،یہ سارے ائمہ کا مذہب ہے،البتہ مالکیہ اورشافعیہ نے حج فرض کو اس سے مستثنی قراردیاہے کہ وہ ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ حج فرض کے لئے جاسکتی ہے، لیکن حنفیہ اورحنابلہ

حج فرض کے لئے بھی اس کی اجازت نہیں دیتے اورمحرم کو لازم قراردیتے ہیں۔

البتہ چند صورتیں تمام ائمہ کے نزدیک ممانعت کے اس قاعدے سے مستثنی ہیں:

ایک وہ خاتون جس نے دارالحرب میں اسلام قبول کیا ہوتو اس پر وہاں سے ہجرت کرکے دارالاسلام آنا لازم ہے خواہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔

اسی طرح وہ عورت جسے کفار نے قید کرلیاہو اوروہ وہاں سے بھاگ سکتی ہے تووہ محرم کے بغیر بھی بھاگ کر دارالاسلام آسکتی ہے۔

مالکیہ فرماتے ہیں کہ ہروہ سفر جو کسی عورت کے لئے واجب ہو بغیر محرم کے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ وہ سفر کرسکتی ہے (حوالہ سابق)۔

اسی طرح اگر سفر کے دوران عورت پر عدت واجب ہوجائے تومحرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے: ''كما أجاز الفقهاء للمرأة التى وجبت عليها العدة أن تسافر بغير محرم'' (الموسوعة الفقهية ۳۸،۲۵)۔

جواب (۳): فقہ کی کتابوں میں جوا س مسئلے سے متعلق جزئیات مذکور ہیں اس کی روسے اس کی گنجائش نکلتی ہے۔

''وقال الباجى:ولعل هذا الذى ذكره بعض أصحابنا إنما هو فى الانفراد والعدد اليسير، فأما القوافل العظيمة والطرق المشتركة العامرة المأمونة فإنها عندى مثل البلاد التى يكون فيها الأسواق والتجار، فإن الأمن يحصل لها دون ذى محرم ولا امرأة وقد روى هذا عن الأوزاعى'' (الموسوعة الفقهيه ۳۸،۲۵)۔

(باجی مالکی فرماتے ہیں کہ عورت کے تنہاسفرکرنے کی ممانعت اس صورت میں ہے جب وہ اکیلی ہو اورسفر میں لوگوں کی تعداد تھوڑی ہو،لیکن اگر بڑے بڑے قافلے ساتھ چل رہے ہوں اورسڑکیں عام مشترک اورمامون ومحفوظ ہوں تو یہ ان شہروں کی طرح ہے جس میں بازار ہو اورتجار ہوں کہ اس صورت میں محرم کے بغیر بھی امن وسلامتی حاصل ہے، اور یہ امام اوزاعی سے مروی ہے)۔

لہذا اس صورت میں ممانعت کا حکم نہ ہوگا، اس لئے سوال نامہ میں جس صورت کا ذکر کیا گیاہے شرعا اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، ایئر لائنس میں اس کامحفوظ نظم ہوتاہے، اس لئے یہ ممانعت کے دائرہ میں نہیں آئے گا۔

جواب (۴): حنفیہ اورحنابلہ نے توحج فرض کے لئے بھی محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں دی ہے، اس لئے کہ مسئلہ صرف سفر کا نہیں ہے، بلکہ لگ بھگ چالیس بیالیس دنوں کا یہ سفر حج کمیٹی وغیرہ کے تحت ہوتا ہے، اوراس میں بہت سے مواقع پر مرد کے ساتھ تخلیہ کی نوبت آتی ہے، اوراجنبیہ کے ساتھ تخلیہ حرام ہے، اوربسااوقات مد د کی ضرورت بھی پیش آتی ہے، جن حضرات فقہاء نے حج فرض کے لئے ثقہ عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے، یعنی مالکیہ اورشافعیہ ،نفلی حج کے لئے

انہوں نے بھی محرم کے بغیر سفر کی اجازت نہیں دی ہے۔

''أما سفر التطوع والمباح فلایجوز لها الخروج فیہ إلا مع محرم أو زوج'' (الموسوعۃ الفقهیۃ ٣٠،٢٢)۔

اور ظاہر ہے کہ عمرہ کا سفر نہ فرض ہے، نہ واجب، بلکہ نفل ہے، لہذا اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ، فقہاء کی صراحت کے مطابق عورت ایسے سفر کی وجہ سے گنہ گار ہوگی۔

''أما حج النفل فلایجوز للمرأة السفرلہ إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا ولایجوز لها السفر بغیرهما بل تأثم بہ'' (الموسوعۃ الفقهیۃ ٣٦،٢٢)۔

جواب (٥):حج کی فرضیت کے لئے پانچ شرائط ذکر کئے گئے ہیں: اسلام، عقل، بلوغ، استطاعت اور عورت کے ساتھ محرم کا ہونا۔

''شروط وجوب الحج خمسۃ وهی:١۔الاسلام،٢۔العقل۔٣۔البلوغ۔٤۔الاستطاعۃ۔٥ ۔وجود محرم مع المرأة'' (روائع البیان١،٣٨٧)۔

حنفیہ اورحنابلہ کے نزدیک حج کی فرضیت کے لئے عورت کے واسطے شوہر یا محرم کا ہونا لازمی شرط ہے، اوراس کی دلیل وہ صحیح احادیث ہیں جن میں صاحب ایمان عوت کو محرم کے بغیر تین دن کا سفر کرنے سے منع کیا گیا، جیساکہ ہم نے مقالہ کے شروع میں بخاری کے حوالہ سے متعدد احادیث ذکر کی ہیں، بعض فقہاء کی عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حنفیہ اورحنابلہ کے علاوہ شافعیہ اورمالکیہ کے نزدیک یہ بھی شرط وجوب حج ہے ،البتہ اگر محرم میسر نہ ہویا وہ ساتھ چلنے کے لئے تیار نہ ہوتو صالح مرد وعورت رفقاء کی جماعت محرم کے قائم مقام ہوجائے گی۔

''أما المرأة فلایجب علیها الحج ولایجوز لها السفر إلامع محرم أو زوج ---وهذا محل اتفاق بین الفقهاء'' (الموسوعۃ الفقهیۃ ٣٠٠،٢٣)۔

(عورت پر محرم یا شوہر کے بغیر نہ حج واجب ہے اورنہ اس کے لئے اس مقصد کے واسطے سفر کرنا جائز ہے، اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے)۔

''یشترط أن یصحب المرأة فی سفرالحج زوجها أو محرم منها، إذا کانت المسافۃ بینها وبین مکۃ ثلاثۃ أیام،وهی مسیرة القصر فی السفر، وإلی هذا ذهب الحنفیۃ والحنابلۃ، وذهب الشافعیۃ إلی أنها إن وجدت نسوة ثقات، اثنتین فأکثر تأمن معهن علی نفسها کفی ذلک بدلا عن المحرم أو الزوج بالنسبۃ لوجوب حجۃ الإسلام علی المرأة'' (الموسوعۃ الفقهیۃ ٣٠٠،٢٣)۔

(عورت کے حج کے لئے یہ شرط ہے کہ سفر حج میں اس کاشوہر یا محرم ساتھ ہو، جب کہ اس کے درمیان اورمکہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہو اوریہ سفرمیں قصر کی مسافت ہے، حنفیہ اورحنابلہ کا مذہب یہی ہے اورشافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ ثقہ عورتوں کو پالے دویا دوسے زیادہ کو،اوران کے ساتھ جانے میں اپنے کو مامون سمجھے

اورکوئی خطرہ محسوس نہ ہوتو یہ محرم یاشوہر کے بدلہ میں کافی ہے، یہ حج فرض کے واجب ہونے کے لحاظ سے شرط ہے)۔

''وقال المالكية:إذالم تجد المرأة محرما ولا زوجا تخرج معه أو امتنعامن الخروج معهاجاز أن تخرج للسفر الواجب مع رفقة مأمونة، وقالوا:والرفقة المأمونة رجال صالحون أو نساء صالحات وأولٰى إن اجتمعا''(الموسوعة الفقهية ٢٣،٣٠٠)۔

(مالکیہ فرماتے ہیں کہ عورت اگر محرم یا شوہر کو نہ پائے جس کے ساتھ وہ سفر میں جاسکے یاوہ ساتھ جانے سے انکار کردیں تووہ واجب سفر کے لئے وہ بھروسا کے قابل رفقاء کے ساتھ نکل سکتی ہے، اوروہ فرماتے ہیں کہ بھروسا کے قابل رفقاء صالح مر دیا صالح عورتیں ہیناوراگر دونوں ہونتو زیادہ بہتر ہے)۔

لیکن دلائل کی روشنی میں ان ائمہ کرام کا قول راجح معلوم ہوتاہے، جو شوہر یا محرم کے بغیر عورت کو حج کے لئے جانے کی اجازت نہیں دیتے، چنانچہ بخاری کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺنے ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایاکہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، تو ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے فلاں غزوہ میں شرکت کے لئے اپنا نام لکھادیاہے، اورمیری بیوی حج کا ارادہ رکھتی ہے، تورسول اللہﷺ نے اپنے اس صحابی کو یہ حکم دیاکہ جہاد چھوڑ دو اوراپنی بیوی کے ساتھ حج کے لئے جائو، حالانکہ جہاد بھی فرض ہے، تو اگرصالح رفقاء محرم کا بدل بن سکتے تھے توحضور اپنے اس صحابی کو جہاد ترک کرنے کا حکم نہ دیتے اوربیوی کے ساتھ سفر کا حکم نہ دیتے،بلکہ عوتوں کی جماعت یاصالح رفقاء کے ہمراہ سفر میں جانے کا حکم دیتے)۔

جواب (۶): صرف مالی استطاعت حج کی فرضیت کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ محرم کا میسرہونا بھی شرط ہے،اوراگر اس کے پاس اتنی مالی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اورشخص کے اخراجات کو برداشت کرسکے توپھر استطاعت ہی متحقق نہیں ہوتی، پھرتواس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے، حنفیہ اورحنابلہ کے مذہب کے مطابق جوراجح مذہب ہے، البتہ مالکیہ اورحنابلہ کے قول کی روسے وہ حج کمیٹی یاحج ٹور کے قافلہ کے ساتھ محرم کے بغیر حج کے لئے جاسکتی ہے، حنفیہ کے قول کی روسے وہ انتظار کرے، شاید کہ آئندہ کوئی محرم مل جائے،ورنہ وہ حج بدل کی وصیت کرجائے اوراس کی وفات کے بعد کوئی اس کے مال سے حج بدل کرلے۔

جواب (۷): شریعت کے احکام جس طرح جوان خواتین کے لئے ہیں، اسی طرح معمر خواتین کے لئے بھی ہیں، صرف پردہ کے سلسلے میں بوڑھی عورتوں کے ساتھ کچھ تخفیف اوررعایت ملحوظ رکھی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

‘‘والقواعد من النساء اللآتی لایرجون نکاحا فلیس علیھن جناح أن یضعن ثیابھن غیر متبرجات بزینۃ وأن یستعففن خیرلھن’’ (سورۃ النور: ۶۰)۔

(اوربوڑھی عورتیں جن کو نکاح میں آنے کی امید باقی نہ ہو،ان کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنے (ضروری کپڑوں سے زائد)کپڑے اتاردیں، البتہ زیبائش وآرائش ظاہر نہ کریں اوراس سے اجتناب کریں توان کے حق میں بہت بہتر ہے)۔

معمر خواتین کے حق میں فتنہ کے اندیشہ کے کم ہونے کی وجہ سے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار نہیں کیاجاسکتا، اس لئے کہ حج کے احکام دونوں کے حق میں مساوی ہیں، فقہاء نے اس حکم میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کیاہے: ‘‘ویعتبرفی المرأۃ وإن کانت عجوزا (أن یکون لھا محرم) کابن أو عم، وکما یشترط المحرم کذا یشترط عدم العدۃ، وقالوا فی الصبیۃ التی لم تبلغ حد الشھوۃ تسافر بغیر محرم فإذا بلغت لا تسافر إلا بہ’’ (فتح القدیر ۲،۴۲۶)۔

‘‘وأما الذی یخص النساء فشرطان:أحدھما أن یکون معھا زوجھا أو محرم لھا فإن لم یوجد أحدھما لایجب علیھا الحج وھذا عندنا’’ (بدائع الصنائع۲،۲۹۱)۔

بلکہ ‘‘لکل ساقطۃ لاقطۃ’’ کا قاعدہ ذکر کیا ہے(فتح الباری ۴،۹۳)۔ فقط،واللہ اعلم

خواتین کا محرم کے بغیر سفر کا حکم

مفتی حبیب اللہ قاسمی•

جواب نمبر۱: خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے، نہ کہ تین دن اور تین رات کی مدت، کسی عورت کے لئے سفر شرعی کی مقدار ۴۸میل یا ۷۸ کیلو میٹر یا اس سے زیادہ محرم کے بغیر جانا جائز نہیں ہے۔

''کل ما یسمی سفراً تنہی عنہ المرأۃ بغیر زوج أو محرم'' (حاشیہ ابی داؤد۲۴۳، نیل الاوطار ۳۲۵،۴)۔

''یباح لہا الخروج إلی ما دون السفر بغیر محرم قال المرغینانی:اختلف فیما دون مسافۃ القصر'' (ہکذا فی البحر الرائق۲۶۵،۲ سعید، شامی۳۶۰،۶ کراچی، بذل المجہود ۱۳،۷)۔

جواب نمبر۲:حضرات فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ سفر شرعی کی مسافت یا اس سے زیادہ مسافت میں عورت کے ساتھ محرم ہونا شرط ہے، لیکن اگر وہ مسافت سفر شرعی کی مسافت سے کم ہو تو اس میں حضرات فقہاء کا اختلاف ہے کہ محرم ہونا شرط ہے یا نہیں۔

بعض فقہاء فرماتے ہیں اس صورت میں بھی محرم کے ساتھ ہونا شرط ہے، اور بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے۔

''وفیہ إشارۃ أن الحرۃ لا تسافر ثلاثۃ أیام بلا محرم واختلف فیما دون الثلاث، وقیل: تسافر مع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین'' (شامی۳۶۰،۶ کراچی)۔

''ویباح لہا الخروج إلی ما دون السفر بغیر محرم قال المرغینانی: واختلف فیما دون مسافۃ القصر'' (البحر الرائق۳۱۵،۲ ط سعید، ہکذا فی نیل الاوطار۳۲۵،۴، المنہل العذب لمورود ۲۶۷،۱۰، بذل المجہود۱۴،۷)۔

جواب نمبر۳: حضرات فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں کے لئے حج اور عمرہ کے علاوہ دوسرے سفر میں محرم کے بغیر نکلنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر حج یا عمرہ کا سفر ہو تو امام شافعی کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت بھی محرم کے قائم مقام ہوجائے گی۔

''قال اتفق العلماء علی أنہ لیس لہا أن تخرج فی غیر الحج والعمرۃ إلا مع ذی رحم محرم'' (حاشیہ ابی داؤد۲۴۲،۱)۔

• بانی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڑھ، یوپی۔

‘‘وعند الإمام الشافعی رحمہ اللہ: یجوز لہا المسافرۃ بغیر محرم فی رفقۃ لہا فیہا نساء ثقات’’ (فتاوی قاضیخان ۱،۲۵۱ دا ر الکتاب، نیل الاوطار ۴،۳۲۵، بذل المجہود۷،۱۴)۔

جواب نمبر ۴: صورت مسئولہ میں عورت کا سفر ضرورت کی بنیاد پر درست ہوسکتا ہے، ورنہ فقہاء حنفیہ مطلقاً عورت کے لئے شرعی سفر کی مسافت کو محرم کے بغیر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں، چاہے نظام سفر مامون ہو یا نہ ہو، البتہ دوسرے فقہاء ایسی صورت میں جائز قرار دیتے ہیں۔

‘‘کل ما یسمی سفراً تنہی عنہ المرأۃ بغیر زوج أو محرم’’ (حاشیہ ابی داؤد،۲۴۲، نیل الاوطار ۴،۳۲۵)۔

‘‘وعند الإمام الشافعی رحمہ اللہ تعالی:یجوز لہا المسافرۃ بغیر محرم فی رفقۃ لہا فیہا نساء ثقات’’ (فتاوی قاضیخان۱،۲۵۱)۔

جواب نمبر ۵ : یہ بات مخفی نہیں ہے کہ حنفی مذہب میں عورت کے لئے محرم کے بغیر حج یا عمرہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ دوسرے ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

‘‘وأما الذی یخص بالنساء فشرطان:أحدہما أن یکون معہا زوج أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج’’ (بدائع الصنائع۲،۲۹۹)۔

‘‘اختلفوا ہل یقوم غیر المحرم مقامہ کالنسوۃ الثقات فقیل یجوز لضعف التہمۃ، وقیل: لایجوز لابد من المحرم’’ (بذل المجہود۷،۱۳، ہکذا فی الشامی۶،۴۶۵ کراچی)۔

جواب نمبر ۶: سفر حج کے لئے فقہاء حنفیہ کے نزدیک عورت کے لئے محرم ہونا شرط ہے، اگر محرم نہ ہو یا ہو لیکن اس کے نفقہ پر عورت قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت پر حج واجب نہیں ہوگا۔

اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر محرم نہ ہو تو وہ عورت کی جماعت کے ساتھ سفر کرسکتی ہے اور بعض فقہاء کہتے ہیں صلحاء کے ساتھ بھی سفر کرسکتی ہے۔

‘‘فإن لم یوجد أحدہما أی الزوج أو المحرم لایجب علیہا الحج’’ (بدائع الصنائع۲،۲۹۹)۔

‘‘قال مالک: یخرج مع جماعۃ النساء’’ (اعلاء السنن)۔

‘‘وعند الإمام الشافعی:یجوز لہا المسافرۃ بغیر محرم فی رفقۃ لہا فیہا نساء ثقات’’ (قاضی خان ۱،۲۵۱)۔

‘‘قال حماد لا بأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم فی رفقۃ’’ (ہندیہ۵،۳۶۶)۔

‘‘وقیل:إنہا تسافر مع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین کما فی المحیط’’ (شامی ۶،۳۶۰ کراچی)۔

جواب نمبر ۷ : حضرات فقہاء حنفیہ کے نزدیک عورت کے لئے بغیر محرم کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے، البتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بغیر محرم کے بھی جاسکتی ہے اگر عورت محرم کے اخراجات کی متحمل نہ ہو تو ابتداءً اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔

‘‘فإن لم یوجد أحدہما أی الزوج أو المحرم لایجب علیہا الحج’’ (بدائع الصنائع۲؍۲۹۹)۔
‘‘قال مالک ویخرج مع جماعۃ النساء’’ (اعلاء السنن)۔
‘‘وعند الإمام الشافعی:یجوز لہا المسافرۃ بغیر محرم فی رفقۃ لہا فیہا نساء ثقات’’ (قاضیخان ۱؍۲۵۱)۔
‘‘قال حماد لا بأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین’’ (ہندیہ۵؍۳۶۶)۔
‘‘وقیل: إنہا تسافر مع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین’’ (شامی۶؍۳۶۰ کراچی)۔
جواب نمبر ۸ : محرم کی شرط ہر عمر کی بالغہ عورت کے لئے ہے، چاہے وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو۔
‘‘أطلق المرأۃ تشمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النصوص’’ (البحر الرائق۲؍۳۱۵ سعید)۔
‘‘مع زوج أو محرم بالغ عاقل لامرأۃ حرۃ ولو عجوزاً فی السفر’’ (شامی۶؍۳۶۴ کراچی)۔
‘‘ولا تجوز للمرأۃ أن تسافر یوماً ولیلۃ إلا إذا کان معہا محرم سواء کانت المرأۃ شابۃ أو ہرمۃ’’ (المنہل العذب المورود ۱۰؍۲۶۶)۔

موجودہ حالات میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد الاعظمی•

یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کو جن امتیازات سے نوازا ہے، اُن میں ایک عفت وپاکدامنی ہے؛ اسی لیے شریعت میں نکاح کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اور ایسے تمام مواقع سے دور رہنے کو کہا گیا ہے ، جو انسان کو فتنے میں مبتلا کر سکتے ہوں اور جن کی وجہ سے آدمی جوہر عفت سے محروم ہو جائے، یہ حکم یوں تو مردوں اور عورتوں کے لیے ہے؛ لیکن چونکہ عورتیں جسمانی طور پر کمزور ہوتی ہیں، اس لیے ان کے تحفظ کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

ان ہی تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ خواتین شوہر یا محرم کی رفاقت کے بغیر لمبا سفر نہیں کریں، خود نبی کریم ﷺ نے اس کی ہدایت دی ہے، موجودہ دور میں ہوائی جہاز کے ذریعہ طویل سفر، دو چار گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے، اس میں حکومت اور ایرلائنس کی طرف سے حفاظت کا معقول نظم ہوتا ہےاور اگر ایر لائنس والوں سے کہا جائے کہ انہیں یہاں سوار کرکے فلاں جگہ بحفاظت اتارا جائے اور اس مسافر کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے ، جو اُن کے استقبال کے لیے اُس دوسری جگہ پر آئے ہوں تو ایرلائنس اس کا خصوصی انتظام کرتی ہے، نیز حج وعمرہ پر جانے والی خواتین کے لیے پہلے سعودی حکومت کی طرف سے یہ پابندی تھی کہ وہ محرم کے ساتھ ہی سفر کریں، اس لیے حکومت ہند بھی اس کی پابندی کرتی تھی، لیکن اب سعودی عرب کی طرف سے اس کا لزوم ختم کر دیا گیا ہے، ان حالات میں درج ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:-

جواب۱: خواتین کے سفر کے لیے شریعت نے محرم یا زوج کے ساتھ ہونے کی شرط لگائی ہے؛ جیساکہ متعدد روایات میں نبی اکرم ﷺ سے اس کا بیان مصرح ہے، چنانچہ شیخین نے یہ روایت نقل فرمائی ہے:

۱- ‘‘وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ:لا تسافر المرأة ثلاثة إلا ومعها ذو محرم” (متفق علیہ/بحوالہ نیل الاوطار ۴/ ۲۹۰)۔

۲ - ‘‘وعن أبي سعيد أن النبي ﷺ نهى أن تسافر المرأة مسيرة يومين أو ليلتين إلا

• دار العلوم مئو، یوپی۔

ومعہا زوجہا أو ذو محرم " (متفق علیہ / نیل الأوطار ۴/ ۲۹۰)۔

۳ - شیخین کے علاوہ کے یہاں یہ الفاظ مروی ہیں:''وفي لفظ قال:لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثة أیام فصاعدا إلا ومعہا أبوہا أو زوجہا أوابنہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا" (رواہ الجماعة إلا البخاري والنسائي/ نیل أیضاً)۔

۴ - شیخین کی ہی روایت میں یہ الفاظ میں ملتے ہیں:''عن أبي ہریرة عن النبي ﷺ قال: لایحل لامرأة تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا مع ذي محرم علیہا" (متفق علیہ) ''وفي روایة: مسیرة یوم، وفي روایة: مسیرة لیلة، وفي روایة:لاتسافر المرأة مسیرة ثلاثة أیام إلا مع ذي محرم " (رواہن أحمد ومسلم) وفي روایة لأبي داوود : ''بریداً" (الکل في النیل۴ /۲۹۰)۔

ایک روایت میں بغیر کسی تحدیدکے، مطلق سفر سے بھی منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے : ''أنہ سمع النبي ﷺ یخطب یقول : ولا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم، فقام رجل فقال : یا رسول اللہ! إن امرأتي خرجت حاجةً وإني اکتُتِبتُ في غزوة کذا وکذا، قال:فانطلِق فحُجَّ مع امرأتک" (متفق علیہ بحوالہ نیل ۴/۲۹۰) ۔

مختلف روایات اوپر ذکر کی گئی ہیں، بعض میں تین دن، بعض میں دو دن، کسی میں ایک دن، کسی میں ایک رات اور کسی میں ایک دن کا ذکر آیا، حتی کہ مؤخر الذکر روایت میں مطلق سفر کا ذکر فرمایا گیا۔

چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں فرمایا:''وقد عمل أکثر العلماء في ہذا الباب بالمطلق لاختلاف التقدیرات" (نیل ۴/ ۲۹۰) (اکثر علماء نے اس باب میں مطلق سفر پر عمل کیا ہے، کیونکہ احادیث میں سفر کے انداز وں (تقدیرات) میں اختلاف واقع ہوا ہے (کہیں تین دن کا ذکر ہے، کسی میں دو دن، تو کسی میں ایک ہی دن کا اور کسی میں ایک برید یعنی نصف یوم کا))۔

اسی وجہ سے علامہ نووی شافعیؒ نے کہا : ''لیس المراد من التحدید ظاہرہ، بل کل ما یسمی سفرا فالمرأة منہیة عنہ إلا بالمحرم، وإنما وقع التحدید عن أمر واقع فلا یعمل بمفہومہ" (نیل ۴/ ۲۹۰) (ان روایات میں تحدید سے اس کا ظاہر مراد نہیں ہے، بلکہ وہ چلت پھرت جس کو سفر کہا جا سکتا ہو، عورت کو بدون محرم اس کے کرنے سے روک دیا گیا ہے، در حقیقت تحدید تو امر واقع کی ہوتی ہے، اس لیے اس تحدید کے مفہوم پر عمل نہیں کیا جائے گا)۔

ابن الشین نے کہا کہ یہ اختلاف، سائلین کے مختلف مقامات میں مختلف سوال کرنے کی وجہ سے ہوا ہے: ''قال ابن الشین: وقع الاختلاف في مواطن بحسب السائلین" (نیل ۴/۲۹۰)۔

ان متعدد روایات کی روشنی میں تین دن رات کی مسافت کو بنیاد بنایا گیا ہے جو کہ متیقن ہے، تین دن رات کی مسافت ۴۸ میل مانی گئی ہے جو آج کل کلومیٹر کے حساب سے

سوا ستہتر کلومیٹر (km۷۴.۲۵)ہوا کرتا ہے، محرم کے وجود کی شرط میں کم از کم اتنی مسافت کا ہونا ضروری ہے، جیسا کہ یہی مسافت نماز کے قصر کے لیے بھی بنیاد مانی گئی ہے۔

جواب نمبر ۲:

محل اتفاق : ایک بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عورت کو بدون محرم سفر کرنا بعض ناگزیر حالات میں جائز ہے، مثلاً ایک عورت دار الحرب میں مسلمان ہوئی تو اسے دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا تن تنہا لازم ہے، اسی طرح کوئی مسلمان عورت کسی کافر کی قید میں پہنچ گئی تو ایسی صورت میں اسے جب بھی موقع مل جائے، تن تنہا بدون محرم، کفار کی قید سے نکل بھاگنا واجب ہے، حتی کہ غیر محرم کے ساتھ بھی بھاگ سکتی ہو تو بھاگ نکلے، موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں یہ عبارت اس جزئیہ کی طرف مشیر ہے : "فقد اتفق الفقهاء على أن المرأة إذا أسلمت في دار الحرب، لزمها الخروج منها إلى دار الإسلام وإن لم يكن معها ذو محرم، وكذا إذا أسرها الكفار وأمكنها أن تهرب منهم، فلها أن تخرج مع غير ذي محرم" (الموسوعة ۲۵/ ۳۷-۳۸)۔

محل خلاف (۱):اگر کسی عورت پر فریضۂ حج عائد ہو چکا ہو تو کیا وہ بدون محرم فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے جا سکتی ہے؟

قول اول : نہیں جاسکتی؛ لعموم الأحاديث الواردة في هذا الباب كما مر۔

قول ثانی: جاسکتی ہے؛ مستدلاً بما جاء في حديث عدي بن حاتم مرفوعاً :أن النبي ﷺ قال له: "فإن طالت بك حياة، لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة ولا تخاف أحداً إلا الله" (رواه البخاري) فهذا الحديث وإن كان من باب الإخبار إلا أنه في سياق المدح ورفع منار الإسلام فيحمل على الجواز (انظر: عمدة القاري) ۔

لیکن علامہ ابن حجر نے اس استدلال کو جواز سفر المرأة بدون المحرم کے لیے رد فرمایا ہے، وہ کہتے ہیں : "إنه مجرد الإخبار بالوقوع لا يستدل به على الجواز ولا الحرمة، بل يطلب حكمها في دليل آخر ---- وأما القرينة التي ذكرها من استدل بالحديث على جواز سفر المرأة دون محرم إذا أمنت الطريق، وهي أن الحديث ورد في سياق المدح لحصول الأمن وارتفاع منار الإسلام فمدفوعة بالحديث المحكم الذي نهى عن سفر المرأة دون محرم مطلقا----وعليه فلا دلالة في حديث الظعينة على جواز سفر المرأة من غير محرم" (إسلام ويب، تاريخ النشر: ۳۱/۵/۲۰۱۵)۔

محل خلاف(۲): عورت کا بلا ضرورت ، بدون محرم سفر کرنے کا مسئلہ (نہ تو فریضۂ حج کی ادائیگی یا عمرہ واجبہ کے لیے سفر درکار ہو؛ بلکہ مقصد سفر یا تو تجارت ہو یا اعزہ واقارب سے ملاقات اور فقط ان کی زیارت مقصود ہو)۔

اس میں دو قول ہیں:

قول ۱:جماہیر أہل العلم: تحریم سفر المرأۃ بدون محرم لغیر ضرورۃ، وأدلتہم : تواتر الأدلۃ العامۃ علی تحریم سفر المرأۃ بلا محرم ولم تفرق بین أمن الطریق وغیرہ۔

قول ۲: ذہب آخرون إلی جواز السفر بدون محرم بشروط یمکن معہا أمن الفتنۃ والضرر کرفقۃ نساء وأمن الطریق وغیر ذلک، وہو مروي عن الحسن البصري، ویروی عن الأوزاعي وداوود الظاہري وہو قول عند الشافعیۃ وہو قول عند الحنابلۃ اختارہ شیخ الإسلام ابن تیمیۃ، وقال مالک: لا یجوز بامرأۃ ثقۃ وإنما یجوز بمحرم أو نسوۃ ثقات (ملخصا من : کشف المبہم عن حکم سفر المرأۃ بدون زوج أو محرم، تالیف: أبو عبد اللہ موسی العدوي۔ وملخصاً من : مقالۃ الشیخ عبد الرزاق العفیفي۔ وحکم سفر المرأۃ من غیر محرم : فتوی الشیخ صالح بن محمد الأسمري ملخصاً)۔

اگر محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو:

جیسا کہ دوسرے قول میں اس کے جواز کا قول موجود ہے ؛ لیکن جمہور فقہاء کے قول کی رو سے عدم جواز ہی کا قول زیادہ مناسب اور شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۳: نظام سفر کا محفوظ اور غیر محفوظ ہونا ، ایک الگ سی بات ہے، شریعت نے عورت کے سفر کے پس منظر میں محرم یا شوہر کی موجودگی کو عام حالات میں ضروری قرار دیا گیا ہے، نفسِ سفرِ شرعی اگر اس حکم کی بنیاد اور علت ہے تو پھر عورت کا سفر خواہ ہندوستان سے سعودی عرب کا ہو یا دنیا کے کسی اور خطۂ ارض کا ہو، سفر شرعی کا وجود، اس کے لیے محرم اور شوہر کی موجودگی کو لازم قرار دے گا۔ ''إن قلنا : إن العلۃ من التحریم ہي السفر فإن الحکم لا یختلف، فالحکم معلق بالسفر حتی ولو کانت الحکمۃ منہا المحافظۃ علی المرأۃ فنقول برأي الجمہور''۔

یہی رائے زیادہ معقول نظر آتی ہے؛ کیونکہ احکام کا دارومدار علتوں سے متعلق ہوا کرتا ہے، نہ کہ حکمتوں پر مبنی، اگرچہ دوسری رائے کے قائلین بھی عصر حاضر میں موجود ہیں ، وہ یہ کہ راستہ امن وامان والا اور قابل اطمینان رفقاء سفر کی موجودگی میں عورت، بذریعہ ہوئی جہاز ایک ملک سے دوسرے ملک کے سفرکی مجاز ہوگی، جبکہ شروعاتی سفر میں کوئی محرم عورت کو ایئرپورٹ پہنچا کر جہاز کے عملہ اور دیگر متعارف مسافروں کے ساتھ اُسے روانہ کر دے اور پھر منتہائے سفر پر اس کا دوسرا محرم، شوہر وغیرہ اُسے ایئرپورٹ سے لے لیں۔

معاصر فقہاء میں شیخ عبد الرزاق عفیفی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، ان کے فتووں میں یہ تحریر ملتی ہے :''ولا شک أن السفر بالطائرۃ الیوم بحیث یوصلہا المحرم إلی المطار ویرکبہا الطائرۃ فتسافر في رفقۃ من الرجال والنساء وطاقم الطائرۃ ویأخذ المحرم الآخر أو الرفقۃ المامونۃ من المطار الآخر فیہ قدر کبیر من الأمان والحفاظ علی المرأۃ، وربما أبلغ من سیرہا في طرقات

المدينة والأمور التي تحصل نادراً في المطارات والطائرات في حكم النادر والنادر لاحكم لہ" (فتاوی ورسائل الشيخ عبد الرزاق العفيفي: ١/ ٢٠١، ماخوذ من الشبكة العنكبوتية)۔

بعض دوسرے معاصر فقہاء نے مذکورہ شرطوں کے ساتھ مزید اور شرطیں بھی لگائی ہیں :

الف: سفر کی شدید حاجت ہو۔

ب: ولی امر سے عورت نے اجازت لے رکھی ہو۔

ج: شوہر یا دیگر محرم حضرات کا ساتھ میں جانا دشوار امر ہو۔

د: ہوائی سفر بدون توقف ہو، درمیان سفر میں ٹرانزٹ کی گنجائش نہ ہو۔

ھ: مزید براں یہ کہ سفر بہت طویل بھی نہ ہو اور نہ ہی انتہائی دشوار گذار سفری کارروائیوں سے گذرنے کا امکان ہو، کسٹم وغیرہ پر کاغذات اور دیگر دستاویزات کے لیے زیادہ دیر تک رکنا اور ٹھہرنا نہ ہو وغیرہ وغیرہ (دلیل الفقہاء : أحكام وتوصيات معاصرة، تحت عنوان : سفر المرأة بدون محرم)۔

دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء سے بھی اس قسم کے سوال کے جواب میں جمہور کے قول کے مطابق ہی فتوی دیا گیا ہے:

''عورت کے سفر شرعی کی مسافت یعنی سوا ستہتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شوہر یا محرم شرعی کے بغیر کرنا جائز نہیں، خواہ وہ کیسی ہی مجبوری ہو، نیز فلائٹ کا سفر ہو یا ٹرین وغیرہ کا (مستفاد از فتاوی محمودیہ -جدید، ڈابھیل:٣٣١-١/٣٣٠)۔

اور وجہ در اصل یہ ہے کہ سفر شرعی کے لیے شریعت کی نظر مینوقت کی تحدید مطلوب نہیں ہے، بلکہ مقدار مسافت یعنی سوا ستہتر کلومیٹر یا اس سے زیادہ کی مسافت معتبر ہے، اسی طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز وغیرہ کا سفر اگرچہ چند گھنٹوں کا ہو تب بھی یہ سفر شرعی ہوگا اور اسی مقدار پر سفر شرعی کے تمام احکام جاری ہوں گے " ، واللہ اعلم۔

(دار الافتاء، دار العلوم دیوبند

فتوی: N=11/1434-U/1352-1366

٢٨/ ٩/ ٢٠١٣ء)

جواب نمبر ۴ : جو جواب اس سے پہلے والے سوال میں تحریر کیا گیا ہے، بعینہ وہی آراء یہاں پر بھی منطبق ہو سکتی ہیں، نفس سفر شرعی پر جن کی نگاہ ہے ، ان کے نزدیک عمرہ کا شوق پورا کرنا بدون محرم شرعی کے درست نہیں، محرم کو ساتھ میں لے جانے کا صرفہ بھی برداشت کرنا ممکن نہیں، تو ایسی عورت اپنے شوق کو دبائے رکھے اور دوسری عبادتوں کی ادائیگی میں اپنے حوصلہ کو پورا کرے، مقصد اگر رضائے الٰہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی متعدد شکلیں - عمرہ کے بدون بھی - عمل میں لائی جا

سکتی ہیں، اور اگر فقط زیارت حرمین شریفین پیش نظر ہے تو اس وقت تک انتظار کرے، جب تک کہ کوئی محرم ساتھ میں جانے کو تیار نہ ہو جائے، یا یہ کہ اس کے پاس اتنی مزید رقم ہو جائے جس کے ذریعہ وہ کسی عزیز یا محرم کو ساتھ مینلے کر جا سکتی ہو۔

جواب نمبر ۵: عورت کے سفر حج کے لیے محرم کی شرط کے سلسلے میں فقہاء کرام کے دو قول ہیں:

ا - محرم کی شرط، شرط وجوبِ ادا ہے۔

ب- محرم کی شرط، شرطِ وجوب ہے۔

پہلا قول صاحب قدوری کا ہے، جسے علامہ کاسانی نے بدائع میں نقل کیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں: "ولو اقتنع (الزوج أو المحرم) من الخروج لإرادة زاد وراحلة هل يلزمها ذلک، ذكر القدوري في شرح مختصر الكرخي أنه يلزمها ذلک ويجب عليها الحج بنفسها" (بدائع الصنائع۲/۲۹۹)۔

جبکہ دوسرا قول قاضی خان کا ہے، جسے انہوں نے مختصر الطحاوي کی شرح میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں عورت پر حج نہ تو لازم ہوگا اور نہ ہی واجب: ''وذكر القاضي في شرح مختصر الطحاوي أنه لايلزمها ذلک ولايجب الحج عليها" (بدائع الصنائع۲/ ۲۹۹)۔

علامہ شامیؒ نے تحریر فرمایا ہے : ''قولان: هما مبنيان على أن الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء" (۳/ ۴۶۵) ۔

علامہ شامی آگے تحریر فرماتے ہیں: ''والذي اختاره في الفتح أنه مع الصحة وأمن الطريق شرط وجوب الأداء فيجب الإيصاء إن منع المرض وخوف الطريق أو لم يوجد زوج ولامحرم ويجب عليها التزوج عند فقد المحرم، وعلى الأول لا يجب شيء من ذلک كما في البحر وفي النهر، وصحح الأول في البدائع ورجح الثاني في النهاية تبعاً لقاضي خان واختاره في الفتح" (شامی۳/ ۴۶۵، زکریا)۔

علامہ وہبہ زحیلیؒ بھی ''الفقہ الاسلامی وأدلتہ'' میں رقم طراز ہیں:

''وجود المحرم شرط وجوب، وقيل : شرط أداء" (۳/ ۲۷)۔

جواب نمبر ۶: عورت پر حج کی فرضیت کے لیے فقط مالی استطاعت ہی کافی نہیں ہے؛ بلکہ علاوہ ازیں اس پر حج کی فرضیت کے لیے وجود محرم یا شوہر کا ہونا شرط ہے، جیسا کہ اوپر پانچویں سوال کے جواب میں ذکر کیا گیا کہ وجودِ محرم ، عورت کے حق میں شرط وجوبِ حج ہے، ''ويزاد في حق المرأة أن يكون معها زوج أو محرم بنسب أو رضاع أو صهرية من محارمها" (الفقہ الاسلامي وأدلتہ۳/ ۲۹)۔

علامہ کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں: "أن هذا من شرائط وجوب الحج ولايجب على الإنسان تحصيل شرط الوجوب بل إن وجد الشرط وجب، وإلا لا"(۲/ ۳۰۰)۔

وجود محرم کو شرط وجوب قرار دیئے جانے کی صورت میں عورت پر حج فرض

ہی نہیں ہوتا کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کی معیت میں بدون محرم جائے۔

دوسری جگہ بدائع میں ہے: "وأما الذي يخص النساء فشرطان:

أحدهما: أن يكون معها زوجها أو محرم لها، فإن لم يوجد أحدهما، لا يجب عليها الحج، وهذا عندنا" (بدائع۲/ ۲۹۹)۔

یہ حنفیہ کا مسلک ہے، جیسا کہ علامہ کاسانی نے تحریر فرمایا، وہ آگے تحریر فرماتے ہیں : "وعند الشافعي : هذا ليس بشرط ويلزمها الحج والخروج من غير زوج ولا محرم إذا كا ن معها نساء في الرفقة ثقات" (بدائع۲/۲۹۹)۔

معلوم ہوا کہ شوافع کے مسلک میں بدون محرم سفر حج میں ثقہ عورتوں کی معیت میں جانا درست ہے۔

جواب نمبر ۷: معمر خواتین کے حق میں بھی محرم کے وجود کی شرط میں کوئی لچک نہیں پیدا کی جا سکتی، کیونکہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے حکم کو عام رکھا ہے، عورت، عورت ہےخواہ جوان ہو یا معمر؛ "لماروی عن ابن عباس عن النبي ﷺ أنه قال: ألا لاتحجن امرأة إلا ومعها زوج أو محرم" (أخرجه البزار فی مسنده، والدارقطنی فی سننه، والطبرا نی فی الكبير، والبيهقی فی الكبير، بحواله بدائع۲/ ۲۹۹)۔

اسی وجہ سے علامہ کاسانی اس سلسلےمیں رقم طراز ہیں : "وسواء كانت المرأةُ شابةً أو عجوزةً أنها لاتخرج إلا بزوج أو محرم لما روينا من الحديث أنه لايفصل بين الشابة والعجوز" (۲/ ۳۰۰)۔

اور جس حدیث کا حوالہ علامہ کاسانی اس عبارت میں دے رہے ہیں وہ حضرت ابن عباسؓ والی مذکورہ بالا روایت ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہر دو جوان وعجوز عورت کے لیے محرم کی شرط لگائی گئی ہے:

"وفيها :المحرم للمر أة:شابة كانت أو عجوزاً إذا كانت بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام، هكذا في المحيط" (فتاوى الهندية، كتاب المناسک ۳/ ۱۹۵)۔

در مختار میں بھی معمر خواتین کے حق میں محرم کی شرط لگائی گئی ہے، چنانچہ صاحب در مختار تحریر فرماتے ہیں : "ولو عجوزاً في سفر" علامہ شامی ولو عجوزاً کے تحت تحریر فرماتے ہیں : "أی لإطلاق النصوص، بحر، قال الشاعر: لكل ساقة في الحي لاقطة - وكل كاسدة يوماً لها سوق" (شامی مع الدر، زکریا۳/ ۴۶۵)۔

آگے علامہ شامیؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کا قول نقل فرماتے ہیں: "وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها (العجوز) وَحدَها مسيرة يوم واحد وينبغي الفتوى عليها لفساد الزمان" (۳/۴۶۵)۔

معلوم ہوا کہ بوڑھی عورت کو تین دن رات کی مسافت تو در کنار، ایک دن رات کی

مسافت (۱۶ میل) بھی بدون محرم کے طے کرنا مکروہ ہوگا، چہ جائے کہ وہ ہزاروں میل کا سفر کر کے حج کے لیے جائے۔

علامہ شامی اسی قول پر فتوی دینے کا مشورہ دے رہے ہیں اور علت میں "لفساد الزمان" ذکر فرما رہے ہیں، علامہ شامی اگر آج کے حالات دیکھتے تو نہ جانے کیا فتوی صادر فرماتے۔

مزید برآں "لکل ساقطۃ لاقطۃ" کا مقولہ یا شاعر کا قول، اسی رجحان کی پوری پوری تائید کر رہا ہے۔ ہذا ما عندي والله أعلم بالصواب۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر

مفتی شاہد علی قاسمی•

جواب، سوال:۱

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کی بنیاد مسافت شرعی ہے یاکچھ اور؟

احادیث مبارکہ میں واضح طورپر ہدایت ہے کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، بعض روایات میں تین دن اورتین رات کی مسافت کی بات ہے،اوربعض روایات میں ایک دن اورایک رات کا ذکرہے، نیز بعض روایات میں دودنوں کی بھی بات ہے؛بلکہ بعض احادیث میں صرف ایک رات اوربعض میں ایک برید کا ذکرہے،جیساکہ امام نووی فرماتے ہیں:

''لا تسافر المرأة ثلاثا إلا ومعها ذو محرم، وفي رواية فوق ثلاث، وفي رواية ثلاثة، وفي رواية لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة ثلاث ليال إلا ومعها ذو محرم، وفي رواية لا تسافر المرأة يومين من الدهر إلا ومعها ذو محرم منها أو زوجها، وفي رواية نهى أن تسافر المرأة مسيرة يومين، وفي رواية لا يحل لامرأة مسلمة تسافر مسيرة ليلة إلا ومعها ذو حرمة منها، وفي رواية لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر مسيرة يوم إلا مع ذي محرم، وفي رواية مسيرة يوم وليلة، وفي رواية لا تسافر امرأة إلا مع ذي محرم، هذه روايات مسلم وفي رواية لأبي داود:ولا تسافر بريدا، والبريد مسيرة نصف يوم'' (شرح النووی علی مسلم ۹،۱۰۲)۔

حنفیہ نے تین دن اور تین رات والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے ہوئے مسافت شرعی تین دن اور تین رات قرار دیاہے،یعنی پیدل یاجانور پر سوار ہوکر درمیانی رفتار سے چلتے ہوئے اورآرام کرتے ہوئے جومسافت طے کی جائے،وہی مسافت شرعی ہے،تین دن تین رات والی حدیث کے علاوہ احادیث کی مناسب تاویل کی گئی ہے۔

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت کیلئے محرم کی شرط کی بنیاد نفس سفر ہے،یعنی مسافت شرعی کاپایاجانا،خواہ ہزاروں کیلومیٹر کی مسافت چند گھنٹوں میں طے کرلی جائے ،تین دن تین رات کا پایاجاناضروری نہیں ہے، یعنی اگر کم ازکم اڑتالیس میل کی مسافت کا قصد ہوتوعورت کے ساتھ محرم یاشوہر کا ہوناضروری ہے، خواہ اڑتالیس میل کا سفر ایک گھنٹہ میں طے کرلیاجائے ۔

''اختلف الفقهاء في تقدير مسافة السفر التي يقصر فيها، فقال الحنفية : أقل ما تقصر فيه

• استاذ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

الصلاة مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة في البلاد المعتدلة ، بسير الإبل ومشي الأقدام، ولا يشترط سفر كل يوم إلى الليل، بل أن يسافر في كل يوم منها من الصباح إلى الزوال (الظهر)، فالمعتبر هو السير الوسط مع الاستراحات العادية، فلو أسرع وقطع تلك المسافة من أقل من ذلك كما في وسائل المواصلات الحديثة، جاز له القصر. فإذا قصد الإنسان موضعاً بينه وبين مقصده مسيرة ثلاثة أيام، جاز له القصر، فإن لم يقصد موضعاً، وطاف الدنيا من غير قصد إلى قطع مسيرة ثلاثة أيام لا يترخص بالقصر" (الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی ۱۳۴۲،۲)۔

گوکہ اس عبارت میں نماز میں قصر کے احکام ہیں، تاہم اس سے واضح ہے کہ اگرتین دن کاسفر چند ساعتوں میں طے کرلیاجائے تو بھی سفر کے احکام جاری ہوں گے،اورسفر کے احکام میں یہ بھی ہے کہ عورت تنہاسفر نہ کرے،نیز مسلم شریف کی ایک روایت میں مطلق بات آئی ہے کہ عورت محرم کے ساتھ ہی سفر کرے:

''وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ''(صحیح مسلم۹۷۸،۲)۔

اس حدیث میناشارہ موجود ہے کہ جب بھی سفرپایاجائے،توساتھ میں محرم ضرور ہو،اس لئے خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کی بنیاد پر مسافت شرعی کا پایاجاناہے،نہ کہ تین شب وروز کی مدت ۔

جواب، سوال:۳،۲

سفر میں محرم کی شرط کی بابت ائمہ اربعہ کا موقف؟

چاروں ائمہ متبوعین کے نزدیک عام اسفار میں عورت کے ساتھ محرم یاشوہر کا ہوناضروری ہے،بغیر محرم یاشوہر کے عورت کا سفر کرناحکم شرعی کی خلاف ورزی سمجھی جائے گی،شوافع اورمالکیہ کے نزدیک صرف حج وعمرہ کی ادائیگی میں اتنی گنجائش ہے کہ اگرعورت کے ساتھ محرم یاشوہر نہ ہو ،البتہ عورتوں کا قافلہ میسر ہو اورقافلہ مامون ہوتو عورت ایسے قافلہ کے ساتھ سفر حج کرسکتی ہے،حنفیہ کا موقف پیش کرتے ہوئے علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

''(و) مع (زوج أو محرم) ولو عبدا..... (مع) وجوب النفقة لمحرمها (عليها) لأنه محبوس (عليها)..... ولو عجوزا في سفر''(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین،رد المحتار۴۶۴،۲)۔

مالکیہ کے نزدیک گوکہ جواز اورعدم جوازدونوں طرح کا قول ملتاہے،تاہم مشہور قول عدم جواز ہی کاہے، جیساکہ صاحب مواہب الجلیل فرماتے ہیں:

''وَالْمَشْهُورُ تُسَافِرُ فِي الْفَرِيضَةِ خَاصَّةً ثُمَّ قَالَ: وَنَقَلَ صَاحِبُ الْإِكْمَالِ الِاتِّفَاقَ عَلَى الْمَنْعِ فِي غَيْرِ الْفَرِيضَةِ'' (مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل۵۲۳،۲)۔

اس سلسلے میں امام نوویؒ مسلک شافعی کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(وَأَمَّا) حَجُّ التَّطَوُّعِ وَسَفَرُ الزِّيَارَةِ وَالتِّجَارَةِ وَكُلُّ سَفَرٍ لَيْسَ بِوَاجِبٍ فَلَا يَجُوزُ عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ الْمَنْصُوصِ إلَّا مَعَ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ'' (المجموع شرح المہذب، باب الفوات

والاحصار ۳۴۲،۸)۔

حنابلہ کے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے شارح مقنع رقمطراز ہیں:

''وَلِأَنَّهَا أَنْشَأَتْ سَفَرًا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ، فَلَمْ يَجُزْ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ كَحَجِّ التَّطَوُّعِ، وَالزِّيَارَةِ وَالتِّجَارَةِ. وَظَاهِرُهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْعَجُوزِ، وَالشَّابَّةِ، لَكِنَّ شَرْطَهُ أَنْ يَكُونَ لِعَوْرَتِهَا حُكْمٌ، وَهِيَ بِنْتُ سَبْعٍ''(المبدع فی شرح المقنع ۹۵،۳)۔

نیز الموسوعۃ الفقہیہ میں مسالک اربعہ کی ترجمانی یوں کی گئی ہے:

''ذَهَبَ الْفُقَهَاءُ إِلَى أَنَّهُ لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تُسَافِرَ لِغَيْرِ الْفَرْضِ كَحَجِّ التَّطَوُّعِ وَالزِّيَارَةِ وَالتِّجَارَةِ وَالسِّيَاحَةِ وَطَلَبِ الْعِلْمِ، وَنَحْوِ هَذَا مِنَ الأَسْفَارِ الَّتِي لَيْسَتْ وَاجِبَةً إِلاَّ مَعَ زَوْجٍ أَوْ مَحْرَمٍ.قَال النَّوَوِيُّ: اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي غَيْرِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلاَّ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ'' (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ ۲۰۶،۳۶)۔

امام نوویؒ نے حج وعمرہ کے علاوہ اسفار کیلئے اہل علم کا اتفاق نقل کیاہے کہ عورت محرم یاشوہر کے بغیر سفر نہ کرے، اس لئے اگرثقہ عورتوں کا قافلہ بھی میسر ہو توبھی محرم یاشوہر کے بغیر سفر کی اجازت نہیں ہوگی،گوکہ بعض مالکی فقہاء نے بوڑھی عورت کے لئے اجازت دی ہے،جیساکہ موسوعہ میں ہے:

''وَاسْتَثْنَى بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ الْمُتَجَالَّةَ أَيْ الْعَجُوزُ الَّتِي لاَ تُشْتَهى فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَ كَيْفَ شَاءَتْ'' (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۲۰۶،۳۶)۔

فی زمانہ لمبی مسافت طئے کرنے کیلئے تیز رفتار سواریاں موجود ہیں، اور مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوجاتا ہے، جیساکہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سرعت کے ساتھ مسافر منزل تک پہنچ جاتاہے،توکیااس بات کی اجازت ہوگی کہ عورت اپنے قریبی ایئرپورٹ جیسے دہلی کی رہنے والی عورت دہلی ایئرپورٹ سے پرواز کرے، اور اپنی منزل جیسے ریاض ایئرپورٹ تنہاپہنچ جائے،اوراس کاشوہر یامحرم عورت کوریاض ایئر پورٹ سے ساتھ لے لے؟تواس سلسلے میں بھی حکم وہی ہے جواوپرگزرا کہ اس کی اجازت نہیں ہوگی،کیونکہ سفرشرعی کا وجود کافی ہے،جوپایاجارہاہے،خواہ لمبی مسافت چند ساعت میں طے ہوجائے،نیز راقم الحروف کے علم کے مطابق معاصر علماء نے اپنے فتاویٰ میں تیز رفتار سواریوں پر سفر کرتے ہوئے حکم میں تبدیلی کی کوئی بات نہیں کہی ہے ----- ہاں!یہ ضرور ہے کہ جمہور سے ہٹ کر بعض اہل علم نے عام حالات میں بھی عورت کیلئے بغیرمحرم کے سفر کی اس شرط کے ساتھ اجازت دی ہے کہ راستہ پرامن ہو، فتنہ کااندیشہ نہ ہو،اورساتھ میں عورتوں کا قافلہ ہو،جیساکہ علامہ ابن تیمیہ نے مجموع الفتاویٰ میں امام حسن بصری،امام اوزاعی اوردائود ظاہری رحمہم اللہ کاقول نقل کیاہے (دیکھئے:المجموع۸/۳۴۲)؛ لیکن یہ قول مرجوح ہے،اس پر عمومی فتویٰ نہیں دیاجاسکتا۔

یہ تفصیلات عام حالات سےمتعلق ہیں، اگر عورت کے ساتھ خصوصی نوعیت کی

کوئی حالت پیش آجائے ،جیسے کسی خاص مرض کے علاج کیلئے فوری ڈاکٹر کے پاس جاناضروری ہو ،جوکافی فاصلہ پر ہو،توجان کے تحفظ کیلئے عورت تنہاسفرکرسکتی ہے، بہ شرطیکہ محرم یاشوہر دستیاب نہ ہو، جیساکہ فقہی قاعدہ ہے: ''المشقۃ تجلب التیسیر، الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف'' (الاشباہ)، جان کا تحفظ ایسی مصلحت ہے کہ جس کی خاطر اس سے کمتر محظور کو گواراکیاجاسکتاہے،بغیر محرم کے سفر کمتر محظور ہے،جان کی ہلاکت بڑامحظور ہے،اس لئے بڑے محظور سے بچتے ہوئے چھوٹامحظور گواراکیاجائے گا،نیز جیساکہ اہل علم نے لکھاہے کہ عورت قید خانہ سے یا دارالکفر سے دارالاسلام جانے کی سبیل پاتی ہوتو وہ تنہابھی نکل سکتی ہے(فتح الباری۴/۷۶)۔

خلاصہ یہ ہے کہ غیرمعمولی حالات میں عورت کے تنہاسفر کی اجازت ہوگی،عام حالات میں نہیں،خواہ دہلی ایئرپورٹ سے پروازکرنے والی عورت ریاض جائے،اوروہاں ایئرپورٹ پر اس کا شوہر یامحرم موجود ہو۔

جواب، سوال نمبر:۴

عورت کا بغیر محرم کے سفر عمرہ:

اس سلسلے میں احناف کا موقف واضح ہے کہ عورت محرم یاشوہر کے بغیر عمرہ کیلئے سفر پر نہیں نکل سکتی، جیساکہ حج کے مسئلہ میں صراحت ہے کہ وہ محرم یاشوہر کے بغیر نہیں نکل سکتی،علامہ کاسانی فرماتے ہیں :

''فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم؛ لأن ما روينا من الحديث لا يفصل بين الشابة، والعجوز، وكذا المعنى لا يوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها، وينزلها بل حاجة العجوز إلى ذلك أشد؛ لأنها أعجز'' (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲،۱۲۴)۔

حج ایک فرض عبادت ہے،اورعمرہ کرنا سنت موکدہ ہے، اورجب فرض عبادت کیلئے عورت کا نکلنا جائز نہیں ہے، تو سنت عبادت کیلئے بدرجۂ اولیٰ نکلنا جائز نہیں ہوگا۔

مالکیہ اورشوافع اس سلسلے میں قدرے نرم گوشہ رکھتے ہیں ،جیساکہ ماقبل میں امام نووی ؒ کی عبارت گزری،یعنی سفر مامون ہو،فتنہ کا اندیشہ نہ ہو،توسفر کی اجازت ہوگی:

''قَال النَّوَوِيُّ:اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي غَيْرِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلاَّ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ'' (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۳۶،۲۰۶)۔

لیکن حنفی نقطۂ نظر سے اس کا جواز فراہم نہیں ہوگا؛کیونکہ دوسرے مسلک کی طرف عدول کی اجازت حاجت وضرورت کے وقت ہوتاہے ،یہاں ایسی کوئی حاجت وضرورت شرعیہ نہیں ہے،جیساکہ واضح ہے کہ عمرہ ایک سنت عبادت ہے اور عورت کا محرم کے بغیر سفر حرام ہے، توایک سنت کی مصلحت کی خاطر حرام کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہوگی..... جہاں تک خاتون کے اشتیاق اورعمرہ کی شدید چاہت کی بات ہے تو اسے حکم شرعی کے سامنے اپنی چاہت کو قربان کردیناچاہئے، ان شاء اللہ اچھی

نیت کی بنیاد پر اسے عمرہ کا ثواب مل جائے گا،،جیساکہ رسول اللہﷺ نے فرمایاہے:
''مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا، كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ'' (صحيح مسلم ۱۱۸،۱، رقم الحديث: ۲۰۶، كتاب الايمان)۔
جواب، سوال:۵
سفر حج کیلئے محرم کی شرط کی حیثیت:
حنفیہ کے نزدیک عورت کے سفر حج کیلئے محرم یاشوہر کا ہوناضروری ہے،اگرعورت محرم کے سفر حج کیلئے اخراجات پر قادر نہ ہو،یاقادر ہو ؛لیکن کوئی محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہوتاہے، گویامحرم یا شوہر کی رفاقت ضروری ہے،چنانچہ علامہ ابن نجیم مصریؒ شرائط وجوب حج پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :
''وعدم قيام العدة في حق المرأة وخروج الزوج، أو المحرم معها'' (البحر الرائق شرح ككنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطورى ۳۳۱،۲)۔
حنابلہ کے مشہور قول کے مطابق حنفیہ کی طرح عورت پر حج فرض ہونے کیلئے محرم یاشوہر کا ہوناضروری ہے، یہی راجح اورمفتیٰ بہ قول ہے،امام احمدؒ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نفس وجوب کیلئے محرم ہوناضروری نہیں ہے،بلکہ سعی الی الحج یعنی سفر حج پر نکلنے کیلئے محرم ضروری ہے،جب کہ تیسرا قول یہ ہے کہ نفس وجوب اورسعی الی الحج کیلئے بھی محرم ہوناضروری نہیں ہے ؛بلکہ خواتین کے قافلہ کے ساتھ وہ حج کرے گی ؛لیکن حنابلہ کا اصل مسلک پہلا والا قول ہے،جوکہ حنفیہ کے مطابق ہے؛چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں:
''أن الحج لا يجب على المرأة التي لا محرم لها؛..... وقد نص عليه أحمد .....وعن أحمد، أن المحرم من شرائط لزوم السعي دون الوجوب،. .....وعنه رواية ثالثة، أن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب..... لأنها تخرج إليها مع النساء، ومع كل من أمنته، وأما في غيرها فلا والمذهب الأول، وعليه العمل''(المغنى لابن قدامہ ۲۲۸،۳ كتاب الحج۔
مالکیہ اورشوافع کے نزدیک عورتوں کی جماعت کے ساتھ عورت حج کیلئے نکل سکتی ہے؛چنانچہ صاحب مواہب الجلیل مالکی فرماتے ہیں:
''إِذَا كَانَتْ فِي رُفْقَةٍ مَأْمُونَةٍ ذَاتِ عَدَدٍ وَعُدَدٍ أَوْ جَيْشٍ مَأْمُونٍ مِنْ الْغَلَبَةِ وَالْمَحَلَّةِ الْعَظِيمَةِ فَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ سَفَرِهَا مِنْ غَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ'' (مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل ۵۲۴،۲)۔
امام نوویؒ مسلک شوافع کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''جواز حج المرأة بلا محرم إذا أمنت على نفسها وهو مذهبنا'' (شرح النووي على مسلم ۹۸،۹، باب الحج عن العاجز لزمانة وہرم ونحوہما أو للموت)۔
ان سب عبارات سے یہ واضح ہے کہ عورت کے سفر حج میں محرم یاشوہر کا ضروری ہونا حنفیہ اورحنابلہ کے نزدیک ہے، جب کہ مالکیہ اورشوافع کے نزدیک

ضروری نہیں ہے، تاہم یہ بات بھی اہم اورقابل ذکر ہے کہ اگر ایک حنفی عورت عورتوں کے قافلہ کے ساتھ سفرحج کرلےاورحج اداکرلے تواس کا حج کراہت کے ساتھ اداہوجائے گا، یعنی اسے محرم کے بغیر سفر کا گناہ ہوگا،علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

''ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة'' (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، رد المحتار ۴۶۵،۲، كتاب الحج)۔

کراہت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''(قوله مع الكراهة) أي التحريمية للنهي في حديث الصحيحين لا تسافر امرأة ثلاثا إلا ومعها محرم، زاد مسلم في رواية أو زوج'' (الدر المختار وحاشية ابن عابدين(رد المحتار) ۴۶۵،۲)۔

گویا محرم کی شرط ایسی شرط نہیں ہے کہ محرم کے بغیر حج اداہی نہ ہو،یعنی یہ ایسی شرط نہیں ،جس کے وجود سے مشروط کا وجود موقوف ہو،درحقیقت محرم کی قید سداًللذریعہ ہے،نہی لعینہ نہیں ہے؛بلکہ اس لئے ہے کہ عورت فتنہ میں مبتلانہ ہو،اس کی عزت وعصمت پر کوئی آنچ نہ آئے،اسے تحفظ فراہم ہو،اسی لئے مالکیہ اورشوافع نے خواتین کی جماعت کے ساتھ عورت کے سفر حج کی اجازت دی ہے کہ اس صورت میں عام طورپر فتنہ پیدانہیں ہوتاہے۔

جواب ،سوال:۶

عورت کا حج کمیٹی یاحج ٹور سے سفر:

مالکیہ، شوافع اورحنابلہ کی ایک روایت کے مطابق عورت کا خواتین کے قافلہ کے ساتھ سفر حج کرنادرست ہے،جیساکہ ماقبل میں تحریر کیاگیا،حج کمیٹی اور حج ٹور میں عورتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے، اس لئے مذکورہ مسالک میں جواز کی بات واضح ہے، حنفیہ اورحنابلہ کے مشہور مسلک کے مطابق اس کی اجازت نہیں ہے،علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

''فإنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم'' (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱۲۴،۲، كتاب الحج)۔

اکابر کے فتاویٰ میں دوطرح کی باتیں آئی ہیں: ایک یہ ہے کہ عورت خواہ جوان ہو، یابوڑھی،محرم یاشوہر کی معیت کےبغیر سفر جائز نہیں ہے،سابق مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ رقمطراز ہیں:

''بغیر محرم کے عورت کو حج کیلئے جانانہیں چاہئے،اگرچہ بوڑھی عورت ہو'' (کفایت المفتی۴/۳۴۱)۔

مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''ایسی عورت جاناہی چاہتی ہے توہندوستان سے اپنے ساتھ کسی محرم کو لے کر یاپھر خود لڑکا(یاجوبھی محرم ہو، وہ) آکر والدہ کو ساتھ لے جاوے،اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہے'' (فتاویٰ رحیمیہ۸/۶۶)۔

اس کے مقابلہ میں بعض اکابر بوڑھی عورت کیلئے محرم کے بغیرسفرحج کی اجازت دیتے ہیں،مفتی سلمان منصورپوری دامت برکاتہم امداد الفتاویٰ اورایضاح المناسک کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''اگرفتنہ اورمعصیت کا اندیشہ نہ ہوتو ۷۰؍سال کی بوڑھی عورت غیرمحرموں کے ساتھ سفر حج پر جاسکتی ہے ''(کتاب النوازل۷؍۶۲۳)۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب الفتاویٰ الہندیہ میں بھی اسی طرح کی عبارت موجود ہے:

''لا بأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين''(الفتاوى الهندية ۵؍۳۶۶)۔

ان تفصیلات کی روشنی میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ عورت خواہ جوان ہو،یابوڑھی، بہرصورت اسے محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع کرناچاہئے،تاہم ایسی بوڑھی عورت جو مشتہاۃ نہ ہو، اوراس کے ساتھ حج پر جانے والی ایسی عورت بھی ہو جو بوقت ضرورت اس کی خدمت کرسکے،توایسی صورت میں حج کمیٹی یاحج ٹور میں اسے جانے کی گنجائش ہوگی۔

جواب، سوال :۷

معمر خواتین کا محرم کے بغیر سفر:

سوال نمبر :۲کے جواب میں یہ بات آچکی ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک بلاتحدید عمر عورت کیلئے بغیر محرم کے سفر درست نہیں ہے؛بلکہ امام نوویؒنے شرح مسلم میں اس پر اہل علم کا اتفاق نقل کیاہے:

''قَال النَّوَوِيُّ: اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي غَيْرِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلاَّ مَعَ ذِي مَحْرَمٍ'' (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۶؍۲۰۶)۔

تاہم امام نوویؒ کا دعویٰ اتفاق محل نظر ہے،جیساکہ شوافع کا خود ایک قول جواز کاہے،اورامام نوویؒ ہی نے المجموع شرح مہذب (۷؍۷۰)میں امن کی شرط کے ساتھ اس کی اجازت نقل کی ہے،اوراسے متعدد اہل علم کا نقطۂ نظر قرار دیا ہے، عبارت کچھ یوں ہے:

''فِيهِ وَجْهَانِ وَحَكَاهُمَا الشَّيْخُ أَبُو حَامِدٍ وَالْمَاوَرْدِيُّ وَالْمَحَامِلِيُّ وَآخَرُونَ مِنْ الْأَصْحَابِ فِي بَابِ الْإِحْصَارِ'' (المجموع شرح المهذب ۷؍۸۷)۔

بہرحال جمہور کا قوی قول یہی ہے کہ عورت خواہ کسی عمر کی ہو، محرم کے بغیر سفر کرنادرست نہیں ہے،تاہم معمر خواتین کیلئے کچھ گنجائش کی بات بھی نظرآتی ہے؛چنانچہ مشہور حنفی فقیہ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

''أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا'' (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)۶؍۳۶۸)۔

اسی طرح بعض مالکی فقہاء نے بوڑھی غیرمشتہاۃ کوبغیر محرم سفر کی اجازت دی ہے:

''وَاسْتَثْنَى بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ الْمُتَجَالَّةَ أَيْ الْعَجُوزَ الَّتِي لاَ تُشْتَهَى فَلَهَا أَنْ تُسَافِرَ كَيْفَ شَاءَتْ''

(الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ۲۰۶،۳۶)۔

ان عبارات کی روشنی میں راقم کا خیال ہے کہ معمرخواتین کی بابت قدرے نرم گوشہ اختیار کرنے میں مضائقہ نہیں ہے، یعنی اگر وہ مامون الشہوۃ ہوں، راستہ پرامن ہو، فتنہ کااندیشہ نہ ہو، تومحرم کے بغیر سفر کی اجازت ہوگی ----- جہاں تک عمر کی تحدید کی بات ہے تو مناسب ہوگاکہ ساٹھ سال کی تحدید ہو، یعنی اس سے کم میں اجازت نہ ہو، اور ساٹھ سال سے زیادہ میں اجازت ہو، جیساکہ سفر حج کے مسئلہ میں بعض اکابر نےساٹھ ستر سال کی بوڑھی عورت کیلئے محرم کے بغیر سفر کی اجازت دی ہے (کتاب النوازل۷ ،۶۲۳)۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مفتی محمد عفان منصورپوری•

جواب۱: خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں اصلاً حکم کی بنیاد تین شب و روز کی مدت ہے، جیسا کہ فقہاءکرام نے سفرِ شرعی کی مسافت کے حوالہ سے احادیث کی روشنی میں یہ بات کہی ہے کہ متوسط چال کے اعتبار سے تین دن کی مسافت سفرِ شرعی کی مقدار ہے؛ خواہ یہ انسان کی چال ہو یا اونٹ وغیرہ کی اور مستقل چلنا بھی مراد نہیں؛ بلکہ صبح سے دوپہر تک چلے، پھر آرام کرلے۔

موجودہ دور میں فقہاء احناف نے مذکورہ مسافت کا اندازہ ۴۸؍ میل سے لگایا ہے جو کہ تقریباً ۷۸؍ کلو میٹر بنتا ہے اور اس مسئلہ میں درجہ ذیل نصوص سے استدلال کیا جاتا ہے:

''عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: لاتسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذی محرم'' (صحیح بخاری رقم: ۱۰۳۶)۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :''قلت: أرأيت المسافر هل يقصر الصلٰوة فی أقل من ثلاثة أيام قال : لا قلت: فإن سافر مسيرة ثلاثة أيام فصاعدًا قال : يقصر الصلٰوة حين يخرج من مصره قلت ولم وقت له ثلاثة أيام لأنه جاء أثر عن النبی ﷺ أنه قال: لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا ومعها ذو محرم فقست على ذٰلک'' (المبسوط۱؍۲۶۵)۔

(میں نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ تین دن سے کم سفر میں مسافر قصر کر سکتا ہے؟ فرمایا : نہیں، میں نے پوچھا اگر وہ تین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرے ؟ فرمایا : اپنے شہر سے نکلنے کے بعد قصر کرنا شروع کردے ، میں نے پوچھا تین دن کے تعین کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: حدیث میں ہے : کوئی عورت تین دن کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے، میں نے اس مسئلہ کو عورت کے سفر پر قیاس کیا ہے) ۔

اس کے بعد یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ مسافت سفر میں یہ مراد نہیں ہے کہ دن رات سفر کرتے رہیں، کیونکہ دن سفر اور رات آرام کے لئے ہے، اگر مسافر ایسے راستہ پر چلے جو تین دن کی مسافت کا ہو؛ خواہ کسی اور راستہ سے اس مسافت کو ایک دن میں طے کرنا ممکن ہو قصر کرے، پھر تین کی مسافت کا فرسخ کی مقدار سے اندازہ کیا گیا ہے۔

''الحنفية قالو المسافة مقدرة بالزمن، وہو ثلاثة أيام من أقصر أيام السنة، ويكفی أن

• استاذ حدیث وفقہ جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ۔

یسافر فی کل یوم منها فی الصباح إلی الزوال۔ والمعتبر السیر الوسط أی سیر الإبل۔ ومشی الأقدام فلو بکر فی الیوم الأول ومشی إلی الزوال وبلغ المرحلۃ ونزل وبات فیہا ثم بکر فی الیوم الثانی وفعل ذلک ثم فعل ذلک فی الیوم الثالث أیضًا" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱؍۴۳۸)۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں : ''عن محمد ولم یریدوا بہ السیر لیلًا ونہارًا، لأنہم جعلوا النہار للسیر واللیل للاستراحۃ ولو سلک طریقًا ہی مسیرۃ ثلاثۃ أیام وأمکنہ أن یصل إلیہا فی یوم من طرق أخریٰ قصر ثم قدروا ذٰلک بالفراسخ فقیل أحدٌ وعشرون فرسخًا وقیل ثمانیۃ عشر وعلیہ الفتویٰ وقیل خمسۃ عشر فرسخًا، وإلی ثلاثۃ أیام ذہب عثمان بن عفان وابن مسعودٍ وسویدبن غفلۃ والشعبی والنخعی والثوری وابن حیی وأبو قلابۃ وشریک بن عبید اللہ وسعید بن جبیر ومحمد بن سیرین'' (عمدۃ القاری ۷؍ ۱۱۹بیروت) ۔

بعض احادیث میں چار برید مسافت کا بھی ذکر آیا ہے ۔

''عن ابن عباسؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: یا أہل مکۃ لا تقصروا الصلوٰۃ فی أدنیٰ من أربعۃ برد من مکۃ إلی عسفان" (المعجم الکبیر للطبرانی رقم : ۱۱۱۶۲)۔

اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ چار برید برابر ہے سولہ فرسخ کے۔

''کان ابن عمر وابن عباس یقصران ویفطران فی أربعۃ برد وہی ستۃ عشر فرسخًا" (صحیح البخاری ۱؍۳۶۸بیروت)۔

جواب۲: سفر میں محرم کے ساتھ کی شرط ہونے کےسلسلے میں حضرات ائمہ کے اقوال:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بغیر محرم کے سفر شرعی کے بقدر عورتوں کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

''ولاتسافر المرأۃ بغیر محرم ثلاثۃ أیام فما فوقہا" (المحیط البرہانی ۸؍ ۱۱۴) ۔

''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم" (فیض الباری۲؍ ۳۹۷) ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض سفر کے علاوہ مندوب اور مستحب میں محرم کا ہونا لازم اور ضروری ہے ،البتہ اگر فرض سفر جیسے سفر حج تو اس میں ثقہ عورتوں کی ایک جماعت کافی ہو جائے گی ۔

''وقال البغوی علی الشافعیۃ القول باشتراط المحرم أولی۔ واتفقوا علی أنہا لا تخرج بغیر محرم فی غیر الفرض" (اوجز المسالک ۳؍ ۷۳۸) ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مندوب اور مستحب سفر میں محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے ، البتہ فرض سفر مینثقہ عورتوں کی جماعت کافی ہو جائے گی۔

''ومالک لا یشترطہ ویحمل حدیث النہی عن سفر المرأۃ علی سفر التطوع" (اوجز المسالک ۳؍۷۳۸)۔

‘‘وقال الدسوقی قولہ کرفقۃ أمنت حاصلہ أن السفر إذا کا ن فرضًا لہا أن تسافر مع المحرم والزوج والرفقۃ وإن کا ن مندوبًا جا ز لہا السفر مع الزوج والمحرم دون الرفقۃ’’ (اوجز المسالک ۳، ۷۳۸)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہینکہ عورت فرائض کی ادائیگی مثلاً فرض حج کے لئے جانے والے سفر کے علاوہ کوئی بھی سفر محرم یا خاوند کے ساتھ کرے گی ، البتہ کوئی غیر مسلم خاتون کسی دار الحرب میں مسلما ن ہو جائے یا ان کی قید سے آزاد ہوجائے تو وہ اکیلی سفر کر سکتی ہے، اس پر اہل علم اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون اپنے رفقاء سے بچھڑ جائے اور اسے کوئی قابل اعتما د شخص ملے تو وہ ان کے ساتھ اپنے رفقاء تک پہنچ سکتی ہے (فتح الباری ۴،۷۶)۔

احناف کے نزدیک عام حالات میں تو اس کی پابندی کرنی چاہئے کہ عورت مسافت قصر والا سفر محرم کے بغیر نہ کرے، البتہ اگر کہیں شدید ضرورت ہو اور محرم میسر نہ تو عورت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ محرم کے بغیر بھی سفر کرنے کی گنجائش ہے:

(۱) راستہ پر امن ہو ، اور عورت شرعی پردہ کااہتمام کرے ۔

(۲) نہ عورت کی طرف سے فتنہ کا خطرہ ہو، نہ دوسری جانب سے ۔

(۳) کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت لازم نہ آئے ، بلکہ سفر اجتماعی قافلہ کی شکل میں ہو یا کوئی ذمہ دار خاتون ساتھ ہو (مستفاد از قرار داد ‘‘ المجلس العلمی ’’ راولپنڈی)۔

جواب۳: یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ بر بنائے ضرورت سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک کے لئے ملازمت پر رہتے ہیں ، اور ان پر ایسی پابندیاں عائد کردی جاتی ہیں کہ وہ جب چاہیں وطن نہیں آسکتے، اور ان کی آمدنی اتنی نہیں ہوتی کہ جس سے بار بار وطن آسکے، اور ان کی بیویاں وطن میں تجرد کی زندگی گزار رہی ہوتی ہیں، بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ بھی سامنے آجاتا ہے، اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دوری کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں، اور عورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تو اپنے اخراجات کے ساتھ محرمِ شرعی کا خرچ بھی برداشت کرنا بہت دشوار اور بارِ گراں ہے جو برداشت سے باہر ہے، تو ایسے پریشان کن حالات میں میاں بیوی دونوں چاہتے ہیں کہ عورت وطن سے محرم کے ساتھ ایئرپورٹ تک پہونچ جائے اور ادھر سے ایئرپورٹ سے بیوی کو شوہر یا محرم ساتھ لےلے، اور درمیان میں چار پانچ گھنٹہ کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابلِ اعتماد لوگوں کی معیت میں ہوگا۔

مسلکِ حنفی کے شہرۂ آفاق محدث کبیر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ قابلِ اعتماد لوگوں کے ساتھ عورت اتنا لمبا سفر بلا محرم کر سکتی ہے ۔

قیودات و شرائط یہ ہیں :

۱۔ ایسی قابلِ اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں ۔

۲۔ ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

۳۔ ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ نہ ہو۔

۴۔ عورت اپنے یہاں کے ایئر پورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے ۔

۵۔ دوسری طرف کے ایئر پورٹ پر شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے۔

''قال حماد رحمہ اللہ تعالی:لا بأس للمرأة أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین'' (فتاویٰ عالمگیری ۵،۵۶۶)۔

''ویجوز عندی مع غیر محرم أیضا بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہٗ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث'' (فیض الباری ابوب التقصیر ۲، ۳۹۷)۔

جواب۴ :صورت مسئولہ مینعورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ انتظار کرے، یہاں تک کے محرم کا بندو بست ہو جائے یا محرم کے اخراجات کا انتظام ہو جائے ۔

اس لئے احناف کے یہاں خواتین کے لئے حج فرض کے واسطے محرم کے بغیر سفر کی جو گنجائش حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر دی گئی ہے سفر عمرہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ سفر عمرہ، مسنون ہے اور مسنون اور مندوب سفر کے لئے تمام ائمہ کے نزدیک خواتین کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے ۔

''وقال البغوی علی الشافعیۃ القول باشتراط المحرم أولی، واتفقوا علی أنہا لا تخرج بغیر محرم فی غیر الفرض'' (اوجز المسالک ۳، ۷۳۸) ۔

''ولاتسافر المرأة بغیر محرم ثلاثۃ أیام فما فوقہا'' (المحیط البرہانی ۸، ۱۱۴) ۔

''ومالک لا یشترطہ ویحمل حدیث النہی عن سفر المرأة علی سفر التطوع'' (اوجز المسالک ۳،۷۳۸)۔

''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم''(فیض الباری۲، ۳۹۷) ۔

''قال الدسوقی قولہ کرفقۃ أمنت حاصلہ أن السفر إذا کا ن فرضًا لہا أن تسافر مع المحرم والزوج والرفقۃ وإن کا ن مندوبًا جا ز لہا السفر مع الزوج والمحرم دون الرفقۃ'' (اوجز المسالک ۳، ۷۳۸) ۔

جواب۵:عورتوں کے حج پر جانے کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ مکہ مکرمہ سے مسافت سفر کی مقدارپر ہوں تو اس کے ساتھ شوہر یا کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، محرم کے بغیر عورتو ں کا سفر کرناجائز نہیں ہے، امام ابوحنیفہ اور امام احمدبن حنبل رحمہا اللہ کا یہی مذہب ہے، جب کہ حضرت امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی ،امام محمد بن سیرین اور امام حماد رحمہم اللہ کے نزدیک اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو

قابل اعتماداور نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ یا قابل اعتماد عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلا محرم عورت کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔

''وأما الذی یخص النساء فشرطان:أحدهما أن یکون معها زوجها أو محرم لها، فإن لم یوجد أحدهما لا یجب علیها الحج، وہذا عندنا'' (بدائع ۳۰۰،۲ زکریا) ۔

''والمعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج بہ أو زوج ولا یجوز لها أن تحج بغیرهما'' (ہدایہ ۲۳۳،۱)۔

''قال ابن رشد اختلفوا أہل من شرط وجوب الحج علی المرأة أن یکون معها زوج أو محرم منہا؟ فقال مالک و الشافعی لیس من شرط الوجوب ذلک وتخرج المرأة إلی الحج إذا وجد ت رفقة مأمونة وقال أبو حنیفہ وأحمد وجماعة: وجود ذی المحرم ومطاوعتہ لها شرط فی الوجوب'' (اوجز المسالک۳، ۷۳۷ مکتبہ علمیہ سہارن پور)۔

''وقال مالک رحمہ اللہ یلزمہا إذا کان معها جماعة النساء وقال الشافعی رحمہ اللہ تعالٰی یلزمہا إذا کا ن معہا امرأة ثقة، وقال الشمنی:مذہب مالک إذا وجدت المرأة صحیحة مأمونة لزمہا الحج لأنہ سفر مفروض کالهجرة ومذہب الشافعی إذا وجدت سفرة ثقات فعلیها أن تخرج معہن'' (مرقات المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح کتاب المناسک الفصل الاول ۳۸۲، ۵)۔

فقہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر فقہ حنفی میں کسی مسئلہ میں سختی ہو اور امام مالک کے مذہب میں سختی نہ ہو تو حنفی امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دے سکتا ہے، جیساکہ مفقود الخبرکے مسئلہ میں مذہب حنفی کے خلاف مذہب مالکی پر حنفی علماء فتویٰ دیتے ہیں۔

''فالأولی الجمع بین مذہبین مذہب أبی حنیفة ومذہب مالک رحمهما اللہ تعالٰی لأنہ کالتلمیذ لأبی حنیفة رحمہ اللہ تعالٰی لذا مال أصحابنا إلی بعض أقوال مالک رحمہ اللہ تعالٰی ضرورة'' (درمختار باب الرجعة ۴۱۱،۳) ۔

''وقد قال فی البزازیة : الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک''(در مختار کتاب المفقود۲۹۶،۴)۔

''ویراد فی حق المرأة أن یکون معہا زوج أو محرم من محارمہا أو رفقة مأمونة'' (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۵۷۴، ۱) ۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں چند قیودات کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ ، امام شافعیؒ ، امام محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ اور امام حماد کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے ۔

قیودات و شرائط یہ ہیں :

۱۔ ایسی قابلِ اعتماد جماعت کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں ۔

۲۔ ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن عورتوں کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔

۳۔ ہوائی جہاز کے سفر میں کسی غیر مرد کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ اور شبہ نہ ہو۔

۴۔ عورت اپنے یہاں کے ایئر پورٹ تک محرم کے ساتھ پہنچے۔

مذکورہ بالا تمام شرائط و قیودات کے پائے جانے کےبعد مذہب حنفی کی پیروکار عورتو نکے لئے سفر حج کے سلسلے میں مذکورہ ائمہ کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہٰذا عورتیں ان قیودات کے پائے جانے کے بعد بغیر محرم کے سفر حج کرسکتی ہیں۔

جواب۶: اس سوال کا جواب بھی بالکل وہی ہے جو سوال نمبر ۵ میں گزرا۔

جواب۷:محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کی شرط اور مقصد دورانِ سفر ابتلاء معصیت اور فتنہ سے حفاظت ہے، لہٰذا بوڑھی عورت جس میں ابتلاء معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو اس کا غیر محرم کے ساتھ سفر حج کو جانا جائز ہے، چنانچہ فتنہ کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے حضرت تھانوی قدس سرہ نے بھی بوڑھی عورت کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے، اس لئے شوہر یا محرم کی معیت کی شرط سے ساٹھ ستر سالہ عورت مستثنیٰ ہوگی۔

‘‘أما العجوز التی لا تشتھی فلا بأس بمصا فحتھا، ومس یدھا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بھا ویخلو إذا أمن علیہ و علیھا، وإلا لا’’ (شامی ۹ٖ ۵۲۹) ۔

بغیر محرم کے عورتوں کا سفر

مولانا نثار احمد گودھروی•

جواب(۱):عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت سے متعلق احادیث وروایات میں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لئے حضرات فقہاء کے یہاں بھی اختلاف کا پایا جانا لا بدی ہے۔

احناف کے یہاں عورت کا محرم کے بغیر تین دن اور تین رات یا اس سے زیادہ دنوں کا سفر کرنا جائز نہیں اور مشائخ احناف نے ممانعت کی علت اس مقدار کو، بلکہ سفر شرعی بھی اسی مقدار کو قرار دیا اور اس سے کم مقدار کے لئے اصل مذہب میں ممانعت کا حکم نہیں لگایا گیا۔

احناف نے اس سلسلہ میں وارد مختلف روایات کو دیکھتے ہوئے ان میں اعلی اور یقینی بیان کرنے والی احادیث کو متعین ممانعت کے حکم پر محمول کیا ہے اور اس سے کم مقدار والی روایات کو شک کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر مدت متعین ہے اور اقل مدت مشکوک ہو گئی، جس کا تقاضہ یہ ہے کہ تین دن کا سفر یقیناً ممنوع ہے اور اس سے کم میں منع غیر یقینی ہے ۔

اس لئے احناف کے اصل مذہب کے مطابق عورت کو محرم کے بغیر تین دن تین رات سے کم کا سفر کرنا حرام نہیں، البتہ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت کے مطابق ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر مکروہ ہے اور بعد میں بعض حضرات نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے عورت کو محرم کے بغیر ایک دن کے سفر کو بھی عام حالات میں مکروہ قرار دیا۔

احناف کا اصل مذہب تین شب و روز کی مدت ہے۔

‘‘ولا تسافر المرأة من غير محرم ثلاثة أيام فما فوقها، اختلف الروايات فيما دون ذلک، قال أبو يوسفؒ أكره لها أن تسافر يومًا بغير محرم وهكذا روى عن أبى حنيفةؒ، قال الفقيه أبو جعفر اتفق الروايات فى الثلاث، فأما ما دون ذلک هو أهون من ذلک’’ (محیط برھانی ۳۹۴،۵)۔

‘‘وهو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروى عن أبى حنيفة وأبى يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغى أن يكون الفتوى عليه لفساد الزمان’’ (شامی ۴۶۲،۲)۔

بعض حضرات نے ممانعت کی مقدار کو زمانہ کے ساتھ مقرر کیا ہے، یعنی سفر

• جامعہ رحمانیہ وناکپور گودھرا، گجرات۔

زمانی کو بنیاد بنایا اور فرمایا کہ جس سفر میں تین دن تین رات یا دو دن دو رات اور ایک دن ایک رات کا وقت و زمانہ میں خروج ہو تو عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی ممانعت اور اس سے کم زمانہ ہو تو ممانعت نہیں۔

جبکہ بعض حضرات نے ممانعت کی مقدار کو مکان یعنی سفر شرعی کی مسافت کو بنیاد بنایا کہ جو سفر چار برید، یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو ممانعت میں داخل ہے، اور اس سے کم ممانعت میں داخل نہیں ہے، نیز بعض حضرات مطلق سفر یعنی شرعی کی قید لگائے بغیر عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اس سلسلہ میں لغوی سفر مراد لیتے ہیں۔

جواب(۲) : شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں مطلق سفر جائز نہیں، خواہ مسافت قصیر ہو یا طویل۔

احناف اور مالکیہ کے یہاں اس میں سفر شرعی معتبر ہے جس کی مقدار ثلاثۃ ایام، یعنی تین دن ہے اور مالکیہ کے یہاں یوم و لیلۃ وغیرہ، مالکیہ کے یہاں حج کے علاوہ جو سفر عورت پر واجب ہو وہ مأمون ثقہ رفیق عورتوں کے ساتھ جائز ہے۔

اجماع اس بات پر ہے کہ عورت کے لئے بلا محرم سفر جائز نہیں، البتہ بعض فقہاء نے اپنے اپنے انداز پر عورت کے لئے کسی محافظ کا ذکر کیا ہے، جیسے قابل اعتبار عورتوں یا مأمون مردوں کا ہونا وغیرہ اور اس کے بغیر سفر سے منع کیا ہے، لیکن شریعت نے شرط لگائی کہ عورت کے ساتھ شوہر یا اس کا محرم ہو وہ احق واوثق ہے ۔

حضرات فقہاء کی عبارات سے حضرت امام صاحبؒ اور امام احمدؒ اور ان کے متبعین کا مسلک معلوم ہو گیا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کر سکتی خواہ وہ عام سفر ہو یا حج کا سفر ہو۔

البتہ مالکیہ اور شوافع کے یہاں معتبر لوگوں کی جماعت کے ساتھ عورت کے لئے سفر درست ہے، پھر مالکیہ کے یہاں مردوں کی جماعت یا عورتوں کی جماعت یا دونوں کا مجموعہ ہو، البتہ شوافع کے یہاں ثقہ عورتوں کی جماعت کافی ہے ۔

المہذب میں ہے :

‘‘وإن كانت امرأة لم يلزمها إلا أن تأمن على نفسها بزوج أو محرم أو نساء ثقات’’.

الفوا کہ الدوانی میں ہے :

‘‘وعلى كل حال لا بد فى سفرها من محرم أو زوج أو رفقة مأمونة فإنها تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرهما وغيره’’.

جواب(۳) : مذکورہ صورت میں شرائط کے ساتھ گنجائش دی جا سکتی ہے، اس طرح کہ جس میں فتنہ سے حفاظت کے شرائط کا لحاظ ہو، مثلا اجازت اور گنجائش مجبوری اور مخصوص صورت تک محدود کی جائے اور اس کو عام رواج نہ دیا جائے،

دوسری یہ کہ عورت کو پردہ کا اہتمام اور کشف عورت سے اجتناب کی تاکید کی جائے، تیسری یہ کہ راستہ پر امن ہو، عورت کی طرف سے کسی بھی فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت لازم نہ آتی ہو اور وہ سفر اجتماعی قافلہ کی شکل میں ہو یا آباد علاقوں میں ہوں، نیز تین دن اور تین رات سے زیادہ پر مشتمل نہ ہو، خواہ یہ سفر فرض و واجب یا مندوب و مباح ہو۔

آج کل جو سفر جہاز یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ کئے جاتے ہیں، ان میں عام طور پر ایک ساتھ بڑا قافلہ ہوتا ہے، اگر چہ وہ باہم متعارف نہیں ہوتے اور یہ سفر چند گھنٹوں کا ہوتا ہے، نیز اس میں حفاظتی گا رڈ اور سیکورٹی کا بھی پورا نظم ہوتا ہے، اس لئے اس کو مأمون قافلہ کا درجہ دیا جا سکتا ہے، اس لئے گنجائش کے دائرہ کو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ محدود رکھا جائے تو اس میں سلامتی اور عافیت ہے اور فتنہ کا سد باب بھی ہے ۔

ضرورت و مجبوری کی استثنائی صورت میں گنجائش نہ دینا اور مجتہد فیہ فروعی مسائل میں نکیر کرنا اور جمود و خمود رکھنا شریعت کے مزاج مذاق سے میل نہیں کھاتا، اس کے نظائر و امثال شریعت میں موجود ہیں: ‘‘الدین یسر، الضرر یزال، الأمر إذا ضاق اتسع، والحرج مدفوع شرعًا۔’’ وغیرہ۔

جواب(۴) : اگر عورت کی جماعت سفر عمرہ پر جا رہی ہو تو احناف کے یہاں اس طرح عورت کی جماعت کا محرم کے بغیر سفر کرنا درست نہیں، البتہ ایک محرم کے ساتھ دوسری محرم عورتیں جا سکتی ہیں، ہر عورت کے لئے الگ سے محرم ہونا ضروری نہیں، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بغیر محرم کے عورت پر فتنہ کا خوف و اندیشہ ہے اور غیر ساتھ ہو تو مزید فتنہ بڑھ جاتا ہے، غرض احناف کے یہاں عورت دوسری ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر عمرہ پر نہینجا سکتی ہے، جبکہ ان عورتوں کے ساتھ ان کا محرم نہ ہو۔

البتہ حضرات مالکیہ اور شوافع کے یہاں اور ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ کے یہاں فریضۂ حج میں معتبر وکامل وثوق، دیندار عورتوں کی جماعت کے ساتھ جانے کی گنجائش ہے، جس میں پردے کا پورا اہتمام ہو،جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے ۔

خلاصہ یہ کہ عورت کو کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے یا فریضۂ حج کی بنا پر سفر کرنا پڑے اور اس کو سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے محرم میسر نہ ہو یا محرم کے ساتھ جانے میں قانونی و غیر قانونی معقول عذر ہو تو عورت کو بلا محرم سفر کرنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ عورت کسی نامحرم کے ساتھ خلوت و تنہائی اختیار نہ کرے اور اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کرے، نیز کسی قسم کا فتنہ لازم نہ آئے ۔

رہا سفر عمرہ تو یہ کوئی واجب اور ضروری نہیں، عمرہ سنت ہے ، اس لئے محرم کے بغیر نہ جانا اور بچنا ہی اولی ہوگا۔

جواب(۵) : محرم کے شرط ہونے پر فقہاء کی تصریحات

احادیث و روایات کی روشنی میں احناف اور حنابلہ نے عورت کے لئے سفر حج میں محرم کا شرط ہونا اخذ کیا ہے ۔

احکام القرآن للجصاص میں ہے:

''وعندنا أن وجود المحرم للمرأة من شرائط الحج لما روى عن النبى ﷺ أنہ قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر سفراً فوق ثلاث إلا مع ذى محرم أو زوج۔

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی فرماتے ہیں :

''يعتبر فى المرأة أن يكون لها محرم تحج بہ أو زوج---- ونفقة المحرم عليها'' (ہدایہ)۔

اسی طرح در مختار ، شامی، البحر الرائق ، الجوھرہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ بات مصرح ہے کہ عورت کے حق میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم بھی سفر کرے اور اس پر اپنے شوہر اور محرم کا خرچ بھی لازم ہوگا۔

فقہاءِ حنابلہ میں ابن قدامہ نے الکافی میں ذکر فرمایا:

''فى حج المرأة ثلاثہ أمور:أحد لا يحل لها السفر إليہ بغير محرم لما روى أبو هريرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم إلا ومعها ذو محرم''۔

ابن قدامہ نے اپنی دوسری کتاب المغنی میں تصریح فرمائی ہے :

جس عورت کو محرم میسر نہ ہو اس پر حج فرض نہیں ہوتا، چنانچہ حضرت امام ابو داؤد سجیستانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس مسئلہ کی بابت خود امام احمدؒ سے پوچھا جو عورت مالدار ہو اور اس کا محرم نہ ہو تو کیا اس پر حج واجب ہے ؟ فرمایا نہیں ، ابن قدامہ نے اسی کو امام احمدؒ کا مذہب قرار دیا۔

ابن تیمیہ حنبلی فرماتے ہیں:

''إن المراة لا يجب عليها أن تسافر للحج ولا يجوز لها ذلک إلا مع زوج أو ذى محرم لما روى ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ: لا تسافر المرأة ثلاثًا إلا ومعها ذى محرم''۔

پھر آگے روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''فهذه نصوص من النبى ﷺ فى سفر المرأة بغير محرم، ولم يخصص سفرا من سفر مع أن سفر الحج من أشهرها وأكثرها''۔

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ نے بغیر محرم کے عورت کے سفر کرنے کے بارے میں تصریحات فرمائی ہیں اور کسی بھی سفر کی تخصیص نہیں کی جبکہ سفر حج زیادہ مشہور اور زیادہ پیش آنے والا ہے ۔

مذکورہ بالا وضاحت سے احناف اور حنابلہ اور ان کے متبعین کا مسلک معلوم ہو گیا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی، خواہ وہ عام سفر ہو یا حج کا سفر ہو، اس

کے لئے جائز نہیں ہے، اب تک ہمارے اکابر مفتیان نے اپنے فتاوی میں عدم جواز ہی کو نقل کیا ہے ۔

مالکیہ کی معروف کتاب مواہب الجلیل میں ہے :

''ویشترط فی وجوب الحج علی المرأة أیضا وجود زوج أو محرم فإن لم یکن لها محرم ولا زوج فیجب علیها الخروج للحج فی الفرض فی الرفقة المأمونة''۔

الفواکہ الدوانی میں ہے:

''وعلی کل حال لا بد فی سفرها من محرم أو زوج أو رفقة مامونة فإنها تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرهما لکن فی حج الفرض دون النفل''۔

خلاصہ یہ کہ مالکیہ کے یہاں یہ بھی تصریح ہے کہ محرم یا شوہر نہ ہونے کی صورت میں رفقہ کی جماعت ان کے قائم مقام ہوتی ہے، لہذا اگر محرم اور شوہر میسر ہو تو ان کے نزدیک بھی بلا محرم جانے کی اجازت نہ ہوگی۔

شوافع کی کتاب المہذب میں ہے :

''وإن کانت امرأة لم یلزمها إلا أن تأمن علی نفسها بزوج أو محرم أو نساء ثقات''۔

امام نوویؒ شرح مہذب میں مذکورہ قول کے بعد ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

''فأی هذه الثلاثة وجد لزمها الحج بلا خلاف وإن لم یکن شیء من الثلاثة لم یلزمها الحج علی المذهب سواء وجدت امرأة واحدة أم لا''۔

زین الدین شافعی فتح المعین میں فرماتے ہیں:

''وشرط للوجوب علی المرأة مع ما ذکر أن یخرج معها محرم أو زوج أو نسوة ثقات''۔

مالکیہ اور شوافع کے مسلک کے درمیان صرف یہ فرق ہے کہ مالکیہ عورتوں کی جماعت کی قید نہیں لگاتے اور امام شافعیؒ عورتوں کی قید لگاتے ہیں، لیکن مالکیہ کے مسلک میں اکثر علماء کا رجحان اس طرف ہے کہ عورتوں کی جماعت ہونی چاہیے۔

امام احمدؒ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے :

معتبر لوگوں کے ساتھ حج فرض کے لئے عورت جا سکتی ہے ۔

''لا یشترط المحرم فی الحج الواجب قال أحمدؒ لأنها تخرج مع النساء ومع کل أمنة''۔

خلاصہ یہ ہی نکلتا ہے کہ متعدد ائمہ کے یہاں محرم یا شوہر میسر نہ ہو تو حج ہی فرض نہیں ہوتا، احناف نے شرائط حج میں عورت کے حق میں دو شرطیں خاص کی ہیں: ا۔ شوہر یا محرم کا ہونا، ۲۔ اپنے اخراجات کے علاوہ محرم کا بھی خرچ ہو۔

البتہ پہلی شرط یعنی سفر میں محرم کا ساتھ ہونا اس سلسلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ وہ شرط وجوب یا شرط ادا ہے، بعض نے اس کو شرط وجوب قرار دیا اور بعض نے شرط ادا قرار دیا، رہا یہ سوال کہ ان دونوں میں صحیح اور راجح قول کونسا ہے ؟ اس میں بھی اختلاف ہے، علامہ کاسانیؒ نے بدائع میں شرط وجوب والے قول کو صحیح

قرار دیا، اور ابن ھمام ، قاضی خان اور صاحب نہایہ نے شرط ادا والے قول کو صحیح اور راجح قرار دیا۔

جواب(۶) : مالی استطاعت کے علاوہ احناف کے یہاں حج کے فرض ہونے کے لئے مزید دو شرطیں ضروری ہیں: ایک محرم کا ساتھ ہونا اور دوسرا محرم کے اخراجات کا ہونا، محرم کے بارے میں تفصیلات اوپر ذکر کر دی گئیں۔

دوسری شرط کے متعلق بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، بعض فقہاء نے محرم کے اخراجات کو عورت کے ذمہ کیا ہے اور بعض نے عورت کے ذمہ نہیں، پھر صحیح قول میں بھی اختلاف ہے ، علمائِ احناف نے اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے ان دونوں قولوں کے درمیان اس طرح تطبیق دی کہ اگر محرم نے اخراجات کی شرط لگائی ہو تو عورت کے ذمہ ہوگا اور شرط نہ ہو تو عورت پر واجب نہ ہوگا۔

اس تطبیق کا ذکر حدادی نے الجوھرۃ النیرۃ میں اور علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں کیا ہے۔

تطبیق کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت کے پاس اتنی گنجائش ہے کہ وہ خود حج کر سکتی ہے، دوسرے کو ساتھ لے جانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، تو اگر کوئی محرم اپنے خرچہ سے خود اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو جائے تو اس پر حج فرض ہوگا اور اگر خود تیار نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہ ہوگا، جب تک اتنی رقم جمع نہ ہو جائے کہ جس سے وہ محرم کو ساتھ لے جا سکے، اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر محرم یا شوہر نہ ہو تو عورت کے ذمہ حج کی ادئیگی لازم نہیں، بلکہ وہ انتظار کرے کہ یہ میسر آ جائے، اگر اس کے باوجود میسر نہ آئے تو اپنا حج بدل کرانے کی وصیت کردے۔

احناف کا اصل مذہب یہی ہے۔

البتہ امام مالکؒ ، امام شافعیؒ، امام اوزاعیؒ، امام محمد سیرینؒ، امام حمادؒ وغیرہ کے نزدیک اگر فتنہ اور معصیت کا اندیشہ نہ ہو تو قابل اعتماد نیک لوگوں کے قافلہ کے ساتھ یا قابل، بھروسہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہوگا (انوار مناسک ۱۷۸)۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا بلا کراہت جائز ہے:

‘‘ویجوز عندی أیضا مع غیر محرم بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث’’ (فیض الباری /ملفوظات محدث کشمیری)۔

جواب(۷): اکثر فقہاء نے محرم کے بغیر سفر کی ممانعت کا حکم بیان کرتے وقت جوان اور بوڑھی عورت یعنی شابہ وعجوزہ کے درمیان فرق نہیں کیا ہے، احادیث میں مطلق امرأۃ کے الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس حکم میں شابہ کے ساتھ عجوزہ کو بھی

شامل کیا ہے ، البتہ بعض مشائخ مالکہ نے ایسی معمر عجوزہ کو جو محل شہوت نہ ہو اس حکم سے مستثنی کیا ہے ۔

اسی لئے بعض حضرات نے ممانعت کا دار و مدار فتنہ پر رکھا ہے، چنانچہ جن صورتوں میں فتنہ لازم نہ آئے ان کی گنجائش ہے ۔

ابن عبد البر المالکیؒ فرماتے ہیں:

''یجمع معانی الآثار فی هذا الباب وإن اختلفت ظواهرها الخطر علی المرأة أن تسافر سفرًا یخاف علیها الفتنة بغیر محرم قصیرًا کان أو طویلًا''۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی اعتماد اور فتنہ سے امن کی صورت میں بلا محرم سفر کرنے کی گنجائش دی ہے ۔

اور فرمایا: ''أما فی الفقه من مسائل الفتن'' یعنی یہ مسئلہ فقہی اعتبار سے مسائلِ فتن سے تعلق رکھتا ہے ۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی رائے اور ان کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے ۔

مفتی شبیر احمد مرادآبادی انوار مناسک میں تحریر فرماتے ہیں:

محرم یا شوہر کے ساتھ سفر کی شرط اور مقصد اصلی اثنائے سفر ابتلائے معصیت اور فتنہ سے حفاظت ہے، لہذا عجوزہ اور بوڑھی عورت جس میں ابتلائے معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو اس کا غیر محرم کے ساتھ سفر حج کو جانا درست ہے، عجوزہ سے ایسی بوڑھی عورت مراد ہے جس میں کسی طرح کا اشتہا نہ پایا جائے اور نہ اس کے ساتھ رہنے والے کو اس کو دیکھنے سے اشتہا نہ ہو، اس لئے فقہاء نے ایسی عجوزہ کے ساتھ مصافحہ اور اس کے ہاتھ چھونے میں گنجائش دی ہے ، عمر کی کوئی قید نہیں۔

''أما العجوزة التی لا تشتهی فلا بأس بمصافحتها ومس یدها إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفره بها ویخلو إذا أمن علیه وإلا فلا''(در مختار)۔

چنانچہ حضرت تھانویؒ نے بھی فتنہ کا خطرہ نہ ہونے کی صورت میں عجوزہ کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے، اس لئے محرم یا شوہر کی معیت کی شرط سے ۶۰ساٹھ سالہ ، ۷۰سالہ مستثنی ہو گئی، مگر عجوزہ کی خدمت اور سہارے کے لئے کسی کا ساتھ ہونا ضروری ہے،اس اعتبار سے اگر محرم ساتھ ہو تو اچھی بات ہے ۔

شیخ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں:

عورت کو محرم کے بغیر سفر کرنے کی اس ممانعت کے پیچھے علت در اصل عورت پر اس کے تنہا بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنے میں خوف ہے جو اس زمانہ میں پایا جاتا تھا، لیکن جب حالت متغیر ہوجائے، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں جہاز اور ریل گاڑی وغیرہ میں سیکڑوں مسافر ہوتے ہیں، اس میں خوف اور فتنہ کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے، اس کو بغیر محرم کے سفر کرنے میں حرج نہیں،حالات بدلنے سے احکام میں تبدیلی اور تخفیف

ہوتی رہتی ہے ۔

حاصل کلام یہ کہ جو لوگ ممانعت کی علت کا مدار فتنہ اور خوف پر رکھتے ہیں قطع نظر سفر کے کم یا زیادہ ہونے کے محرم کے بغیر عورت کے لئے وہ سفر اور خروج تو منع ہوگا جس میں فتنہ لازم آتا ہو اور جس سفر اور خروج میں فتنہ لازم نہ آتا ہو خواہ وہ مسافت طویل ہو یا مختصر گنجائش ہوگی۔

ہمارے نزدیک بوقت ضرورت قیودات اور شرائط کے ساتھ اس قول پر عمل کر لینا درست ہوگا۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر

مفتی نذیر بن یوسف کرجیکر•

اسلام میں عورت کوجواحترام اور عزت دی گئی ہے اس کی بہت سی مثالوں کے ساتھ ساتھ عورت کے لئے سفر کے جواحکام عطاکئے گئے ہیں یہ احکام عورت کی عزت واحترام کی سب سے بڑی دلیل ہے،اس لئے کہ اسلامی احکامات کی پابندی کے ساتھ ہی عورت حضر کی طرح سفر میں ہرفتنہ وخطرہ سے مامون رہ سکتی ہے،اللہ تعالی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے ذمہ داران کو جزائے خیر عطافرمائے کہ ان حضرات نے موجودہ زمانہ میں حالات کی تبدیلی کے مدنظر خواتین کے سفر کے احکامات کوتحقیق وبحث کاموضوع بنایا،بندہ نے بھی فقہ شافعی کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات مرتب کرنے کی کوشش کی ہے ،امید ہے کہ ان مسائل کوحل کرنے میں دبستان فقہ شافعی سے بھی تعاون اور مددحاصل ہوگی۔

جواب نمبر(۱):

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن سفر نہ کرے (الصحیح لمسلم: ۵۶۴، الحدیث: ۳۲۵۸)، اور متعدد روایات میں تین سے زیادہ یادو دن یا ایک دن یا آدھا دن وغیرہ بھی فرمایا: ان روایات کی بنا پرفقہاء نے فرمایا ہے کہ اختلاف روایات اختلاف سائلین اور اختلاف مواطن کے وجہ سے ہے، لہذا سفر میں خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے سلسلے میں سفر طویل ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ تین یا دودن کے بقدر سفر ضروری ہے، بلکہ محرم کی شرط مسافت شرعی سے کم اور تین یا دودن سے کم سفر میں بھی ہے، البتہ وہ سفر اتنی مسافت کے بقدر ہوکہ اسے سفر کہاجاسکے۔

امام دمیری فرماتے ہیں:

‘‘وفي المرأة أن يخرج معها زوج أو محرم سواء كان من نسب أو رضاع أو مصاهرة؛ بأن سفرها وحدها حرام وإن كانت في قافلة لخوف خديعتها واستمالها إلا مع زوج أو محرم ..... قلنا:ذكر بعض أفراد العموم لا يخصص، هذا منه، فلذلك منعت من كل ما يسمى سفرا’’(النجم الوہاج۳؍۴۱۲، المجموع ۷؍۲۴۳، حاشیۃ الترمشی۶؍۵۷، حاشیۃ ابن حجر الہیتمی علی شرح الایضاح؍۱۱۳)۔

• جامعہ حسینیہ عربیہ شریوردھن۔

جواب نمبر(۲):

ائمہ اربعہ اور دیگر علماء عرب کاموقف یہ ہے کہ عورت کے لیے حج تطوع، تجارت اور زیارت یا اس کے علاوہ کسی اور قصد سے بغیر محرم کے نکلنا جائز نہیں ہے، البتہ شوافع کا مرجوح قول یہ ہے کہ عورت ایک یا چند ثقہ عورت کے ساتھ نکل سکتی ہے، نیز شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں کہ اگر عورت کو بغیر محرم کے سفر کی ضرورت ہو تو ''الضرورات تبیح المحظورات''کے تحت نکل سکتی ہے۔

علامہ نووی فرماتےہیں:

''وأماحج التطوع وسفر الزيارة والتجارة وكل سفر ليس بواجب فلا يجوز على المذهب الصحيح المنصوص إلا مع زوج أو محرم وقيل يجوز مع نسوة أو امرأة كالحج الواجب" (المجموع ۸؍۲۴۳)۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

''وقد أورد الأترازي بحديث أبي هريرة المذكور سوالا وهو:أنه يدل على خروجها إلى السفر بغير محرم لا يجوز''(البنایہ شرح الہدایہ۴؍۱۵۱)۔

شیخ قیرانی رقم طراز ہیں:

''ولا ينبغي أن تسافر المراة إلا مع غير ذي محرم منها سفر يوم وليلة فأكثر إلا في حج الفريضة خاصة في قول مالك في رفقة مأمونة وإن لم يكن معها ذو محرم فذلك لها" (الرسالۃ للقیروانی؍۱۶۵)، ''لا يجوز سفر المرأة لحج التطوع ولعامة أمورها إلامع زوج أو محرم منها'' (کتاب المغنی علی متن المقنع؍۱۹۴)۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

''سفر المرأة بدون محرم لايجوز ...و لكن إذا وجدت ضرورة ملحة لسفرها بدون محرم فإن الضرورات تبيح المحظورات" (الاسلامی سوال وجواب: ۱۸۱۳۴۳ info-islamic) ۔

شیخ محمد بن ابراہیم رقمطراز ہیں:

''لا يجوز سفر المرأة مع شرطي ولا غيره ممن ليس محرما لها منفردين بل لا بد من محرم" (فتوی المرأة المسلمہ؍۵۴۲)۔

علامہ محمد بن عثیمن نے فرمایا:

''قال النبي صلى الله عليه وسلم:لا تسافر امرأة إلا ذي محرم فدل ذلك علي عموم النهي عن سفر المرأة بلا محرم" (فتوی المرأة المسلمہ: ۵۴۳)۔

علامہ ابن باز فرماتےہیں:

''لا بد من محرم لقول النبي صلى الله عليه وسلم لا تسافر امرأة إلا مع ذي محرم'' (فتوی الدروس)۔

شیخ صالح بن فوزان فرماتےہیں:

‘‘تمنع المرأة أن تسافر إلا مع ذي محرم يصونها ويحميها من أطماع العابثين...’’ (فتوى المرأة المسلمہ: ۵۴۴)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک رات کے بقدر سفر کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا محرم مرد ہو، اس حدیث سے فقہاء کرام استدلال کرتے ہیں کہ اگر سفر میں محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو ان کا ساتھ ہونا سفر کے جواز کے لئے کافی نہیں ہوگا ۔

‘‘لا تخرج في السفر المباح إلا مع محرمها ولا تخرج مع النسوة الثقات نصّ عليه’’ (صحيح مسلم : ۴۷۷، ۱۳۳۹، بحر المذہب ۳۱٫۵)۔

‘‘وهل لها الخروج إلى سائر الأسفار مع النساء الخلص؟ الأصح لا يجوز’’ (روضه الطالبين ۲۸۴٫۲، السراج الوهاج ۱۴۷٫۱، العزيز ۲۹۰٫۳)۔

جواب نمبر(۳):

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت سفر نہیں کرے گی مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو(صحیح البخاری، باب جزاء الصید الاحوذی: ۲۶۳)، اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کے تحت شوافع کا مشہور قول یہ ہے کہ عورت کے لئے بغیر محرم یا بغیر ثقہ عورتوں کے کوئی سفر کرنا جائز نہیں ہے،البتہ بعض اہل علم نے مذکورہ روایات میں عورت کے تنہا سفر کرنے کی ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے، اس اعتبار سے اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہے اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہے اور اس عورت کے رشتے دار اس کو ممبئی سے سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہر اس کو آکر لے لے تو ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کے محفوظ اور اطمینان بخش ہونے کی صورت میں کراہت کے ساتھ اس کی گنجائش ہوگی۔

‘‘والمشهور عند الشافعية اشتراط الزوج أو المحرم أو النسوة الثقات، وفي قول تكفي امرأة واحدة ثقة، وفي قول نقله الكرابيسي وصححه في المذهب تسافر وحدها إذا كان الطريق آمنا وهذا كله في الواجب من حج أو عمرة وأغرب القفال فطرده في الأسفار كلها واستحسنه الرويانى قال:إلا أنه خلاف النص’’ (البيان ۳۰٫۴)۔

‘‘والعمل على هذا عند أهل العلم:يكرهون للمرأة أن تسافر إلا مع ذى محرم’’ (فتاوى المرأة المسلمہ: ۲۸۹)۔

جواب نمبر(۴) :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرمایا: ‘‘اللہ کے خاطر لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا واجب ہے ’’ (سورہ آل عمران: ۹۷)، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے:‘‘عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر اپنی ذی محرم کے ساتھ

’’(صحیح مسلم: ۳۲۵۸)، فقہاء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ سفر کرے مگر محرم کے ساتھ، لیکن مذکورہ آیت کے عموم کی وجہ سے امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ عورت پر فرض حج کرنا واجب ہے، جب کہ استطاعت رکھتی ہو، لہٰذاعورت کے لئے تنہاء یاصرف ایک عورت کے ساتھ سفرحج جائز ہے، البتہ اگر عورت محرم یا زوج اور ثقہ عورتوں کے ذریعہ راستہ کا امن پایے تو ان پر فرض حج وعمرہ واجب ہوتا ہے، لہذا کوئی عورت حج وعمرہ کرنا چاہتی ہو اور اس کا شوہر انتقال ہوچکا ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے تیار نہ ہو یا وہ کسی محرم کو اپنے ساتھ لے جانے کےاخراجات ادا کرنے کی متحمل بھی نہ ہو، لیکن وہ ان عورتوں کو پایے جو حج وعمرہ کے لئے جارہی ہیں تو اس عورت پرواجب ہے کہ فرض حج وعمرہ ان عورتوں کے ساتھ کرے۔

امام ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

‘‘ویشترط في الوجوب على المرأة لافي الأداء.....أونسوةثقات أى بالغات متّصفات بالعدالة ولو إماء..... لأنّهن إذا كثرن وكنّ ثقات انقطعت الأطماع عنهن..... إنما هو للوجوب، أمّا الجواز فلها أن تخرج لأداء فرض الإسلام مع امرأة ثقة..... ولها أيضاً أن تخرج له وحدها إذا تيقنت الأمن على نفسها هذا كله في الفرض ولو نذرا أوقضاء على الأوجه’’ (تحفۃ المحتاج۲؍۱۱)۔

امام نووی ؒ فرماتے ہیں:

‘‘فالحاصل أن كل ما يسمى سفراً تنهى عنه المرأة بغير زوج أو محرم سواء كان ثلاثة أيام أو يومين أو يوماً أو بريداً أو غير ذلك لرواية ابن عباس المطلقة، وأجمعت الأمة على أن المرأة يلزمها حجة الإسلام إذا استطاعت لعموم قوله تعالى: ولله على الناس حج البيت، وقوله ﷺ: بنى الإسلام على خمس الحديث، والشافعى فى المشهور عنه لا يشترط المحرم بل يشترط الأمن على نفسها، قال أصحابنا يحصل الأمن بزوج أو محرم أو نسوة ثقات ولا يلزمها الحج عندنا إلا بأحد هذه الأشياء فلو وجدت امرأة واحدة ثقة لم يلزمها لكن يجوز لها الحج معها هذا هو الصحيح’’ (المنہاج شرح مسلم ۳؍۴۶۶، مغنى المحتاج۲؍۶۶۰-۶۶۱، النجم الوہاج ۳؍۴۱۲-۴۱۳، حاشیۃ الترمشی۶؍۶۰-۶۱)۔

جواب نمبر(۵):

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ‘‘ایک عورت تین دن سفر نہ کرے، لیکن ذی محرم کے ساتھ سفر کرے ’’ (صحیح البخاری: ۳۳۵، ۱۰۸۴)۔

اور رسول اللہ ﷺنے فرمایا: ‘‘ایک عورت تین دن سفر نہ کرے، یا حج نہ کرے ، لیکن اپنے شوہر کے ساتھ ’’ (صحیح البخاری: ۷۲۷، ۳۵۹۵)۔

اور حضرت عدی بن حاتم نے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ایک عورت عنقریب حیرہ سے تنہا سفر کرےگی، یہاں تک وہ بیت اللہ کا طواف کر ے گی ''(سنن الدارقطنی٣،٣١١)۔

فقہائے کرام نے ان احادیث سے استدلال کیا ہےکہ عورت کے لئے تنہا سفر حج جائز ہے، البتہ شوافع اور مالکیہ اور شیخ البانی کے نزدیک عورت اپنی ذات پر امن محسوس کرتی ہو، شوہر کے ذریعہ سے یامحرم نسبی یا غیر نسبی یا ثقات عورتوں کے ذریعہ سے، تو اس پر حج کرنا لازم ہوگا ، اور حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک عورت کے لئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج جائز نہیں ہے، بلکے سفر حج کے جواز کے لیے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا شرط ہے، جب اس عورت اور مکہ کے درمیان کا فاصلہ تین دن کی مسافت کے بقدر ہو۔

علامہ نووی فرماتے ہیں:

''لا يلزم المرأة الحج إلا إذاأمنت على نفسهابزوج أومحرم نسبي أوغيرنسبي أو نسوة ثقات فأي هذه الثلاثة وجد لزمها الحج بلا خلاف، وإن لم يكن شيء من الثلاثة لم يلزمها الحج على المذهب''۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک حکم یہ ہے :

''ويعتبرفي المرأة أن يكون لهامحرم تحج به أو زوج،ولا يجوز لهاأن تحج بغيرهما إذا كان بينها وبين مكة مسيرة ثلاثة أيام'' (المجموع٧،٥٦)۔

اسی طرح مالکیہ کے نزدیک حکم یہ ہے:

''لا تتحقق الاستطاعة في المرأة زيادة على ماذكر إلا بشرطين:الأول:أن يرافقها الزوج أو محرم بنسب أو رضاع أورفقة أمنت، والثاني :أن يكون الحج عليها فرضا'' (البنایہ٤،١٤٩)۔

اسی طرح حنابلہ کے نزدیک حکم یہ ہے:

'' أن الحج لا يجب على المرأة التي لا محرم لها، لأنه جعلها بالمحرم كالرجل في وجوب الحج، والمحرم:زوجهاأومن تحرم عليه على التأبيد بنسب أوسبب مباح كأبيها وابنها وأخيها من نسب أو رضاع'' (الخلاصۃ الفقہیہ: ١٦٨) ۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتےہیں:

''إن كانت من القواعداللاتي لم يحضن، وقد يئست من النكاح، ولا محرم لها، فإنه يجوز في أحد قولي العلماء أن تحج مع من تأمنه'' (المغنی لابن قدامہ٤،٣٣٤-٣٣٦) ۔

شیخ البانیؒ فرماتے ہیں:

''كون المحرم مع المرأة للحج شرط وجوب، وإن لم يجد معها محرم حجت فحجها صحيح'' (مجموع الفتاوی، كتاب الحج: ٨، موسوعۃ الاحکام والفتاوی الشرعیہ: ٦٥٣)۔

جواب نمبر(۶) :

مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک عورت پر حج فرض ہے، لیکن محرم میسر نہیں ہے جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے یا اتنی استطاعت بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات کو برداشت کر سکے ایسی صورت میں حج کمیٹی یا ٹور کے ساتھ وہ عورت بغیر محرم کے حج کے لیے جا سکتی ہے، چونکہ حج ٹور اور حج کمیٹی میں ثقہ عورتیں بھی موجود رہتی ہیں، لہذا اس صورت میں عورت کے لیے حج کے لئے جانا واجب ہے ۔

‘‘المرأة كالرجل في أن الحج يلزمها إذا وجدت الشرائط التي ذكرناها في الرجل، فإذا وجدت الاستطاعة والأمن وجب الحج عليها، و لها أن تحج من غير محرم، واشترط الشافعي وصحبة النساء الثقات في حقها، إذا كان الطريق آمنا جاز لها أن تخرج وحدها” (بحرالمذهب، كتاب الحج ۳۰،۵)۔

‘‘وإن لم تجد محرماً ، ولم يساعدها زوج ، واتفق جمع من النسوة الثقات يصطحبن ، فذلك يبعدهن من تقدير الطمع فيهن ، فمن أصحابنا من أوجب عليهن الخروج في رفقة مأمونة، ومنهم من لم يوجب ذلك ، حتى يكون مع واحدة فيهن محرم” (نهاية المطلب، كتاب الحج ۳۰،۴، الديباج في توضيح المنهاج، كتاب الحج ۳۰۴،۱، مغنى المحتاج، كتاب الحج ۶۵۱،۲، عمدة المحتاج، كتاب الحج ۳۳۳،۵)۔

جواب نمبر(۷)

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو ، تو ایک آدمی کھڑا ہوا اورکہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھایا ہے اور میری عورت حج کے لیے نکلی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنی عورت کے ساتھ حج کرو (البخاری: ۳۰۰۶)،فقہاء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ سفر میں عورت کے لئے شرط لگائی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا کوئی محرم نکلے، تاکہ فتنہ سے اس کی حفاظت ہو اور ضرورت کے موقع پر اس سے مدد حاصل ہوسکے ،اس کے علاوہ سفر کی مشکلات میں اس کی مدد کریں، لیکن جب سفر امن والا ہو تو عورت کے لیے جائز ہے کہ واجب حج اور عمرے کے لیے تنہا سفر کرے، نیزمعمر خواتین جو شہوت سے خالی ہو تو اس کے لیے بغیر شوہر اور بغیر محرم کے مطلقاسفر میں نکلنا جائز ہے جب کہ سفر ضروری ہو، ورنہ جائز نہیں ہے ۔

‘‘أنه يجب أن تخرج للحج وحدها إذا كان الطريق مسلوكا، كما يلزمها..... وهذا القول هو اختيار المصنف..... وهو المشهور من نصوص الشافعي” (المجموع۵۵،۷،الام۲۹۱،۳)۔

‘‘ویجوز لها أن تسافر لنفل الحج والعمرة مع زوج أو محرم لا مع نسوة و إن کثرن وکذا سائر الأسفار غیر الواجبة.....’’ (فتح العلام۴،۱۶۵)۔

‘‘وأما الکبیرة غیر المشتهاة فتسافر کیف شاءت في کل الأسفار بلا زوج ولا محرم وهذا الذي قاله الباجي لا یوافق علیه لأن المرأة مظنة الطمع فیها ومظنة الشهوة ولو کانت کبیرة، وقد قالوا:لکل ساقطة لاقطة’’ (شرح صحیح مسلم۷،۴۶۷)۔

عورت کے لئے سفرمیں محرم کی عمر کی تحدید :

عورت کے لیے محرم کے ساتھ حج یا اس کے علاوہ کا سفر کرنا جائز ہے، البتہ بطور محرم بچے کا ساتھ ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ وہ کم از کم سن بلوغ سے قریب ہو اور پیش آنے والے حالات سے نمٹنے پر قدرت رکھتا ہو اور عورت اپنے آپ کو اس کے ساتھ مامون و محفوظ سمجھے،تو محرم کی شرط مکمل ہونے کے لئے محرم کی عمر کم سے کم سن بلوغ یا اس سے زیادہ ہو۔

‘‘ وینبغی ما قالہ بعض المتاخرین عدم الاکتفاء بالصبی، إذ لا یحصل لها معہ الأمن علی نفسها إلا فی مراہق ذی وجاہۃ بحیث یحصل معہ الأمن لاحترامہ’’ (مغني المحتاج ۲،۶۶۱، تحفۃ المحتاج ۲،۱۱، حواشی شیروانی ۴،۲۴، حاشیۃ الجمل ۴،۲۵، نہایۃ المحتاج ۳،۲۵۰)۔

بغیر محرم کے اپنے ہی شہر میں علاج ودیگر ضروریات کے لئے سفر:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:‘‘کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے ’’ (صحیح مسلم: ۱۳۳۸)اور ایک دوسری حدیث میں دو دن کا ذکر ہے (ابوداؤد: ۱۷۳۵) اور تیسری حدیث میں ایک دن کا ذکرہے، ان تمام روایات سے فقہاء نے استدلال کیا ہےکہ بغیر محرم کے تنہا سفر کرنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے اور یہ تمام روایات صحیح ہیں، چوں کہ اقل سفر کا نام جس پر صادق آتا ہے ایسی کوئی مقدار حدیث میں وارد نہیں ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ جس پر سفر کا نام صادق آتا ہے اس سفر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے، لیکن اپنے گاؤں یا شہر میں علاج اور دیگر ضروریات کے لئے آمدورفت کو سفر نہیں کہا جاتا ہے، کیو نکہ ابو داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ برید سے کم مقدار عورت تنہا سفر نہ کرے اور برید کا اطلاق آج کل کے حساب سے تقریبا ۱۸ کلو میٹر ہوتا ہے تو عورت کو اتنی مقدار کے بقدر تنہا سفر کرنے کی گنجائش ہوگی ۔

امام نووی فرماتے ہیں:

‘‘فأدی کل منهم ما سمعه، وما جاء منها مختلفا عن روایة واحد فسمعه في مواطن، فروی تارة هذا، وتارة هذا، وکله صحیح، ولیس في هذا کله تحدید لأقل ما یقع علیه اسم السفر، ولم یرد ﷺ تحدید أقل ما یسمی سفرا، فالحاصل أن کل ما یسمی سفرا تنهی عنه المرأة بغیر

زوج أو محرم، سواء كان ثلاثة أيام أو يومين أويوما أو بريدا أو غير ذلك.... وهذا يتناول جميع مايسمى سفرا، الله أعلم بالصواب اليوم" (شرح مسلم۳،۴۶۶)۔

دمیری نے لکھا ہے:

"إن السفر إذا كان أقل من بريد كحج المكية.. لا يشترط فيه ما ذكر من الزوج أو المحرم ولا النسوة" (النجم الوہاج۳،۴۱۲)۔

خواتین کا بغیر محرم سفرکرنے کا تفصیلی حکم

مفتی جنید محمد پالنپوری•

حامداً ومصلیاً ومسلماً

۱۔ فقہاء کرام نے مسافت ہی پر حکم کی بنیاد رکھی ہے، اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ فقہاء کے نزدیک سفر شرعی کے لئے تین دنوں کی مدت مطلوب نہیں ہے، بلکہ اتنی مسافت مطلوب ہے جس کو انسان پیادہ رفتار میں تین دنوں میں طے کرسکے، اس طرح ظاہر ہے کہ ہوائی جہاز کا یہ سفر گوکہ چند گھنٹوں کا ہے مگر وہ ہوگا سفر شرعی، یہی وجہ ہے کہ اس مختصر وقت میں بھی نمازوں میں قصر کیا جائے گا اور رمضان المبارک میں روزہ افطار کرنا جائز ہوگا، اس قلیل عرصہ میں بھی خواتین کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر سفر درست نہیں۔

اس تفصیل سے معلوم یہ ہوا کہ فقہاء نے مسافت ہی پر حکم کی بنیاد رکھی ہے، نہ کہ تین شب وروز کی مدت پر۔

''ومعتبر فی حق المرأة أن یکون لہا محرم یحج بہا أو زوج ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہماإذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً الخ'' (مختصر القدوری،۵۶، جدید فقہی مسائل)۔

۲۔ سفر حج کے علاوہ دیگر اسفار میں چاہے وہ سفر کتنا ہی مہتم بالشان ہی کیوں نہ ہو، کسی بھی امام کے نزدیک بغیر شوہر وبغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ وہ ائمہ جو فرض حج میں بلا زوج ومحرم، ثقہ عورتوں اور ثقہ مرد یا ان دونوں کے مجموعہ کے ساتھ ان کی شرط کے ساتھ اجازت دیتے ہیں، جیسے امام شافعی اور امام مالکؒ ،یہ حضرات بھی فر ض حج کے علاوہ نفل حج میں اجازت نہیں دیتے ، لہذا مطلق سفر میں تو گنجائش کا سوال ہی نہیں ہوتا۔

''عن عبد اللہ بن عمرؓ قال رسول اللہﷺ: لا تسافر المرأة ثلاثۃ أیام إلا مع ذی محرم'' (بخاری۱،۱۴۷، مسلم۱،۴۳۳، ابوداؤد۱،۲۴۲، طحاوی۱،۳۰۲)۔

''عن أبی سعید الخدریؓ قال رسول اللہﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا وأخوہا أو زوجہا أو ابنہا أو ذو محرم منہا'' (مسلم۱،۴۳۴، ترمذی۱،۲۲۰، ابوداؤد ۱،۲۴۲، طحاوی۱،۳۰۲)۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر

• دار الافتاء والارشاد مجلس البرکۃ، ممبئی۔

محرم کے نہیں کرسکتی، یہ اس کے لئے حلال وجائز نہیں، اور تین دن کی مسافت تقریباً اڑتالیس میل یا سوا ستر کلو میٹر ہوتی ہے، جیسا کہ اپنی جگہ اس کی تفصیل وتحقیق موجود ہے۔

''قال الشافعیۃ: لا یجب الحج علی المرأۃ إلا إذا وجدت من یخرج معہا للحج من محرم لہا أو زوج أو نسوۃ ثقاۃ.....إلی أن قال: وہذا الجواز فی فریضۃ الحج، أما فی حج التطوع فلا بد لہا من زوج أو محرم ولا تکفی رفقۃ النساء علی الصحیح فی مذہب الشافعیۃ'' (الام للشافعی۲؍۱۱۷، المجموع ۷؍۶۴-۶۶، نہایۃ المحتاج ۳؍۲۴۳، مغنی المحتاج ۱؍۴۶۷، المفصل فی احکام المرأۃ والبیت المسلم فی الشریعۃ الإسلامیۃ۲؍۱۶۵)۔

''وقال المالکیۃ: یشترط لوجوب الحج علی المرأۃ أن تجد محرماً من محارمہا یسافر معہا للحج أو یخرج معہا زوجہا إن کانت ذات زوج ویقوم مقام المحرم الرفقۃ المأمونۃ فی سفر الفرض فقط والرفقۃ المأمونۃ قد تکون من النساء فقط أو من الرجال فقط أو من الرجال والنساء'' (حاشیۃ الصاوی۱؍۲۶۳، حاشیۃ الدسوقی۲؍۱۰۰۹، المفضل فی احکام المرأۃ والبیت المسلم فی الشریعۃ الاسلامیہ۲؍۱۶۶)۔

''وعلی کل حال لا بد فی سفرہا من محرم أو زوج أو رفقۃ مأمونۃ فإنہا تقوم مقام المحرم أو الزوج عند تعذرہما، لکن فی حج الفرض دون النفل'' (الفواکہ الدوانی۱؍۳۶۳)۔

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ شوافع ومالکیہ کے یہاں بھی ثقات عورتیں اور مرد ساتھ ہوں تو صرف فرض حج میں اجازت ہوگی، نفل حج میں قطعاً نہیں۔

لہذا ان حضرات کے یہاں بھی فرض حج کے علاوہ کسی بھی سفر میں عورت کے لئے بلا زوج ومحرم اجازت نہ ہوگی۔

البتہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ بلا محرم سفر کی ممانعت کی تمام احادیث مبارکہ کو فتنہ کی علت کے ساتھ معلوم فرماتے ہیں کہ جہانعلت پائی جائے گی وہاں ممنوع ہوگا ورنہ محرم کی ضرورت نہیں، نیز اس میں مسافت اور ایام کی بھی کوئی قید نہ ہوگی۔

''واعلم أن الحدیث فی السفر غیر سفر الحج وأما العلماء فیذکرون مسألۃ سفر الحج تحت ہذا الأحادیث وکذلک الطحاوی وغیرہ فعل مثل ہذا أی ذکر سفر الحج تحت ہذہ الأحادیث ثم ورد فی الأحادیث''لا تسافر المرأۃ فوق ثلاثۃ أیام'' وفی بعض الروایات سفر یوم وفی بعض الروایات سفر یوم ولیلۃ وغیرہا من الألفاظ، ومذہب أبی حنیفۃ أن سفر الحج إن کان ثلاثۃ أیام فلا تسافر إلا ومعہا محرم... إلی أن قال: ...والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی النفقۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام، وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد'' (العرف الشذی)۔

بڑی وضاحت سے حضرت شاہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس میں ایام کی بھی کوئی تحدید نہیں ہے، لہذا مسافت سفر سے کم کا سفر ہے، مگر فتنہ کا خوف ہے تو سفر کرنا ممنوع ہوگا، محرم ہونا لازم ہے اور اگر مسافت سفر سے زیادہ کا سفر ہے مگر

فتنہ کا خوف نہیں ہے تو زوج یا محرم کی ضرورت نہیں۔

البتہ اس مسئلہ میں شاہ صاحبؒ کا تفرد ہے، ان کے علاوہ ائمہ کرام، مجتہدین، ودیگر فقہاء میں سے کسی نے بھی اس کی اجازت نہیں دی۔

۳۔ جواب نمبر دو کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس طرح بلا محرم سفر کرنا چاہے کتنا ہی مامون کیوں نہ ہو، کسی بھی امام کے نزدیک درست نہیں۔

البتہ علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فتنہ سے امن کی صورت میں بغیر محرم سفر کرنے کی گنجائش لکھی ہے۔

لہذا ناگزیر حالات میں حضرت علامہ شاہ صاحبؒ کے قول کے مطابق عمل کی گنجائش دی جائے تو حرج نہیں، البتہ ناگزیر حالات کیا ہونگے؟ مبتلا بہ کسی مفتی سے رجوع ہوکر معلوم کریں، خود کوئی فیصلہ نہ کریں۔

۴۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک صرف سفر حج فرض میں اختلاف ہے کہ محرم نہ ہونے کی صورت میں ثقہ عورتوں ، ثقہ مرد اوران کے مجموعہ کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ دیگر اسفار دینیہ وغیر دینیہ میں سب کا اتفاق ہے کہ زوج یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، خواہ عمرہ کا سفر ہی کیوں نہ ہو۔

''ہذا ویلاحظ أن الخلاف بین الشافعیۃ والمالکیۃ وبین باقی الفقہاء محصور فی سفر الفریضۃ ومنہ سفر الحج، فلا یقاس علیہ سفر الاختیار بالإجماع، خطب النبیﷺ فقال: لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ومعہا ذو محرم، ولا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال: یا رسول اللہ! إن امرأتی حاجۃ وإنی اکتبتت فی غزوۃ کذا وکذا، فقال: انطلق، فحج مع امرأتک'' (متفق علیہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۵)۔

۵۔ عورت کے لئے سفر میں زوج ومحرم کے ساتھ ہونے سے متعلق جو روایات آئی ہیں ان کی روشنی میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبلؒ نے عور ت کے لئے سفر حج میں محرم کا شرط ہونا اخذ کیا ہے۔

امام ابوبکر جصاص حنفیؒ ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں:

''وعندنا أن وجود المحرم للمرأۃ من شرائط الحج لما روی عن النبیﷺ أنہ قال: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً فوق ثلاث إلا مع ذی محرم أو زوج'' (۳۰۹،۲)۔

علامہ برہان الدین مرغینانیؒ ''ہدایہ'' میں رقم طراز ہیں:

''یعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج، ولایجوز لہا أن تحج بغیرہما'' (ہدایہ۱،۲۳۲)۔

اسی طرح درمختار، شامی، البحر الرائق، الجوہرۃ النیرۃ وغیرہ کتب فقہ میں تصریح موجود ہے کہ عورت کے حق میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم بھی

سفر کرے اور یہ کہ اس پر اپنے شوہر یا محرم کے سفر کا خرچ بھی ہو۔

اور فقہاء حنابلہ میں سے مشہور فقیہ علامہ ابن قدامہؒ نے ''الکافی '' میں لکھا ہے:

''فی حج المرأة ثلاثة أمور، أحدہا: لا یحل لہا السفر إلیہ بغیر محرم لما روی أبو ہریرةؓ قال قال رسول اللہﷺ: لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر مسیرة یوم إلا ومعہا ذو محرم'' (١،٣٨٤)۔

علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ فرماتے ہیں:

''أن المرأة لا یجب علیہا أن تسافر للحج ولا یجوز لہا ذلک إلا مع زوج أو ذی محرم، لما روی ابن عمر قال قال رسول اللہﷺ: لا تسافر المرأة ثلاثاً إلا ومعہا ذو محرم''۔

آگے مزید احادیث ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:

''فہذہ نصوص من النبیﷺ فی سفر المرأة بغیر محرم ولم یخصص سفراً من سفر مع أن سفر الحج من أشہرہا وأکثرہا'' (شرح العمدة٢،١٧٤)۔

بس یہ رسول اللہﷺ کی جانب سے بغیر محرم کے عورت کے سفر کرنے کے بارے میں تصریحات ہیں، آپ نے کسی سفر کی اس سے تخصیص نہیں کی جبکہ سفر حج زیادہ مشہور بھی ہے اور زیادہ پیش آنے والا بھی۔

ان عبارات سے احناف وحنابلہ کا مسلک معلوم ہوا کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی، خواہ وہ عام سفر ہو یا حج کا سفر ہو، یہ اس کے لئے ناجائز ہے اور جس کو محرم میسر نہ ہو اس پر یا تو حج ہی فرض نہیں ہوتا یا فوری طور پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی۔

شوہر یا محرم کا ہونا شرط وجوب ہے یا شرط ادا؟ اس میں علماء احناف میں بھی دو قول ملتے ہیں، اور علماء حنابلہ میں بھی دورائیں ہیں، بعض نے شرط وجوب کو راجح قرار دیا ہے اور بعض نے شرط ادا کو راجح قرار دیا ہے۔

علامہ کاسانیؒ نے ''بدائع '' میں شرط وجوب والے قول کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ابن ہمام، قاضی خان اور صاحب نہایہ نے شرط ادا والے قول کو راجح اور صحیح قرار دیا ہے (شامی)۔

امام مالک اور امام شافعی بھی ان احادیث کی وجہ سے فی الجملہ اس کے قائل ہیں کہ عورت کے سفر کے لئے محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، البتہ اگر محرم یا شوہر نہ ہو یا ساتھ نہ جائے تو کیا معتبر لوگوں کی جماعت کے ساتھ عورت کو حج کے لئے سفر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو یہ دونوں حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں۔

ان دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک ثقہ عورتوں کی جماعت ہونا چاہئے اور اما م مالکؒ کے نزدیک صرف ثقہ مرد، صرف ثقہ عورتیں یادونوں

کے مجموعہ کے ساتھ جانے کی اجازت ہوگی۔

یہ اجازت صرف فرض حج میں ہے، نفل حج میں محرم یا زوج کا ہونا ضروری ہے۔

''وأوجب الشافعیۃ علی المرأۃ الحج مع نسوۃ ثقاۃ، لا مع واحد فقط وأوجب المالکیۃ علیہا الحج مع رفقۃ مأمونۃ مع النساء فقط أو الرجال فقط أو المجموع من الجنسین، ودلیل الشافعیۃ والمالکیۃ عموم آیۃ: وللہ وعلی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلاً، فإذا أمنت المرأۃ الفساد علی نفسہا لزمہا الحج'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۳۵)۔

ایک قول امام احمد بن حنبلؒ سے بھی یہی نقل ہوا ہے کہ معتبر لوگوں کے ساتھ حج فرض کے لئے عورت جاسکتی ہے، چنانچہ اثرم نے نقل کیا ہے:

''لا یشترط المحرم فی الحج الواجب، قال أحمد:لأنہا تخرج مع النساء ومع کل من أمنتہ'' (الفروع۳،۱۷۷، الانصاف للمرداوی۳،۴۱۱)۔

۶۔ فقہاء حنفیہ کی عبارات سے یہ واضح ہے کہ شرائط حج میں سے عورت کے لئے دو شرطیں خاص ہیں، یعنی ان دوشرطوں کا تعلق صرف عورت سے ہے، اول یہ کہ شوہر یا محرم کا ہونا، دوم یہ کہ عورت کے پاس اپنے اخراجات کے علاوہ محرم کا حرج بھی ہونا۔

معلوم ہوا کہ عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کے ساتھ میں نہ ہونے یا اس کا خرچہ پاس میں نہ ہونے کی صورت میں عورت پر حج فرض ہی نہ ہوگا۔

''قال النبیﷺ: لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا زوج'' (رواہ الدار قطنی وصححہ ابوعوانہ، نیل الاوطار۴،۴۹۱)۔

''وأما الذی یختص النساء فشرطان:أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا، إلی قولہ ۔ أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ'' (بدائع الصنائع۲،۱۲۲ قدیم)۔

اور فقہاء احناف میں سے بعض فرماتے ہیں کہ حج تو فرض ہوجائے گا، مگر محرم یا اس کا خرچ نہ ہونے کی وجہ سے ادائیگی لازم نہ ہوگی، مگر موت کے وقت حج کی وصیت کرجانا ضروری ہوگا (ابن ہمام، قاضی خان)۔

حاصل یہ کہ عند الاحناف عورت کے لئے محرم نہ ہونے کی صورت میں صرف عورتوں یا مردوں یا ان دونوں کے مجموعہ کے ساتھ حج میں جانا جائز نہ ہوگا، اور یہ احناف کا متفق علیہ مسئلہ ہے۔

البتہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ فتنہ سے امن کی صورت میں بلا محرم اوروں کے ساتھ جانے کی اجازت دیتے ہیں۔

''وفی کتب الحنفیۃ عامۃ عدم جواز السفر إلا مع محرم، قلت:ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن من الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث، أما فی الفقہ فہو من مسائل الفتن'' (فیض الباری علی صحیح البخاری)۔

مگر یہ حضرت کے تفردات میں سے ہے، اس مسئلہ میں کوئی ضرورت اشد ہے، نہ ابتلائے عام، لہذا ایک حنفی مقلد کے لئے اس پر عمل کرنا درست نہ ہوگا، بلکہ احناف کے متفق علیہ مسئلہ پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔

۷۔ ساٹھ، ستر سالہ عورت ہو اور قافلہ کے ساتھ بلا محرم جانے میں کوئی فتنہ کا خوف نہ ہو تو حج کے لئے جانے کی گنجائش ہوگی، اسی طرح کوئی عورت جو ساٹھ سال سے کم عمر کی ہے جو بالکل آئسہ ہوگئی ہے، صحت کے اعتبار سے ساٹھ، پینسٹھ سالہ عورت کی طرح کمزور ضعیف ہے کہ بلا محرم قافلہ کے ساتھ جانے میں کسی قسم کا فتنہ اور معصیت میں پڑنے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے لئے بھی گنجائش ہوگی۔

‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا’’ (شامی۹؍۵۲۹)۔

‘‘لابأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین’’ (ہندیہ۹؍۵۲۹، کما فی کتب الفتاوی)۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر - احکام ومسائل

مولانا حفیظ الرحمن اعظمی مدنی خیرآبادی•

الحمد للّٰہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلوۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، محمد وعلی آلہ وأصحابہ، ومن اقتدیٰ بقدوتہم، واتبع آرائہم، بإحسان إلی یوم الدین، أما بعد:

تمہید:

اسلام ایک دائمی مذہب ہے، امن وعافیت کا ضامن ہے، اور زندگی کے تمام شعبوں میں صحیح اور صالح طریقۂ زندگی کی تعلیم دیتا ہے، اور ساتھ ہی معاشرتی زندگی میں چھوٹے، بڑے، مرد، عورت ہر ایک کے لیے دائرۂ کار کے قوانین واحکام عطا کرتا ہے؛ تاکہ ہر ایک کی عزت وآبرو محفوظ رہ سکے اور عفت وپاک دامنی سے مزین صالح معاشرہ وجود میں آئے، اور جہاں اس میں خلل واقع ہو تو پابندی عائد کرتا ہے، اگر ایک طرف مردوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ {قل للمؤمنین یغضوا من أبصارہم} تو دوسری طرف عورتوں کو بھی حکم ہے کہ {قل للمؤمنات یغضضن من أبصارہن} [سورۂ نور]۔

اس کے اوپر سورۂ نور میں پردہ اور خصوصی وعمومی استیذان کی آیات اور سورۂ احزاب میں پردہ کی آیات دلالت کرتی ہیں، اور عفت وپاک دامنی ہی کی حفاظت کے لیے زنا کے دواعی واسباب پر پابندی لازم کی گئی، نیز اسی مرکزی اصول کی بنا پر عورتوں کے لیے بغیر محرم کے سفر کرنے پر پابندی عائد کی گئی، اب اس میں شوہر تو اپنی بیوی کی عزت وآبرو کا ذمہ دار ہوتا ہی ہے، اس کے علاوہ ایسے اقارب جن سے نکاح کرنا اس کے لیے ابدی ودائمی طور پر حرام ہے، ان کا مزاج باری تعالیٰ نے فطری طور پر ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے محرمات کی عزت وناموس کی حفاظت اپنا فریضہ سمجھتے ہیں؛ حتی کہ کوئی مسلم ہو یا غیرمسلم، اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کا ضیاع گوارا کرلیتا ہے، لیکن اپنے محرمات کی آبرو پر دست درازی برداشت نہیں کرسکتا، اسی فطری مزاج کی وجہ سے شوہر یا محارم کے رہتے ہوئے عورت کے اوپر فتنہ کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

اور اسی کے ساتھ سفر میں نکلنے والا ظاہری سہاروں سے منقطع ہوجاتا ہے اور مشقتوں کا سامنا بھی ہوتا ہے؛ اس لیے سفر کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور خاص طور پر اس کے لیے شریعت میں بہت سے احکامات بیان کئے گئے ہیں، زمانۂ نبوت میں پیدل یا اونٹوں کے ذریعہ سفر رائج تھا؛ اس لیے کہ تیز رفتار سواریاں تقریباً ناپید اور مفقود تھیں؛ اسی

• استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ، مئو یوپی۔

لیے تین دن پیدل یا اونٹوں کے ذریعہ چلنے کی مسافت کو سفر کا معیار قرار دیا گیا؛ لیکن زمانہ کی ترقی کی وجہ سے فقہاء نے تین دن چلنے کے اندازے سے مسافت کی مقدار متعین کردیا، جس کی بنا پر چند سوالات وجود میں آتے ہیں۔

بہرحال ان چند تمہیدی باتوں کی روشنی میں ان شاء اللہ سوالوں کے جوابات تک پہنچنے میں سہولت ہوگی۔

١۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

سفر شرعی کے سلسلے میں خواہ وہ خواتین سے متعلق ہو یا دیگر سے، تین شب وروز چلنے کی مدت اصل بنیاد ہے، لیکن عوام کی سہولت کے لیے فقہائے کرام نے مسافت کے ساتھ اس کا اندازہ متعین کیا ہے:

مدت کو اصل مانتے ہوئے صاحب البحر الرائق نے لکھا ہے:

''وأما التقدير بثلاثة أيام فهو ظاهر المذهب، وهو الصحيح؛ لإشارة قوله ﷺ: ''يمسح المقيم يوما وليلة، والمسافر ثلاثة أيام ولياليها''. ومن ضرورته عموم التقدير، وتمام تحقيقه في فتح القدير على الهداية، والمراد باليوم النهار، دون الليل؛ لأن الليل للاستراحة؛ فلايعتبر، والمراد ثلاثة أيام من أقصر أيام السنة'' (البحر الرائق ٢٤٧٢-٢٤٨، زكريا ديوبند)۔

''قال علماؤنا:أدناها مسيرة ثلاثة أيام ولياليها، والأصل في ذلك قوله عليه السلام: ''يمسح المقيم يوما وليلة، والمسافر ثلاثة أيام ولياليها'' (حاشية: أخرجه الترمذي في سننه كتاب الطهارة، المحيط البرہانی١٢٤، دارإحياء التراث بيروت)۔

''قال علماؤنا: أدناها مسيرة ثلاثة أيام ولياليها مع الاستراحات التي تكون في خلال ذلك، بسير الإبل ومشي الأقدام، وهو السير الوسط والمعتاد الغالب'' (الفتاوى التاتارخانيه ٢٠١،٢، كراچی پاكستان)۔

''أقل مسافة تتغير فيها الأحكام مسيرة ثلاثة أيام، كذا في التبيين، والمعتبر السير الوسط، كذا في السراجية، وهو سير الإبل ومشي الأقدام في أقصر أيام السنة، كذا في التبيين'' (الفتاوى العالمگيرية١٣٨،١، رشيديه كوئٹه پاكستان)۔

''الحنفية قالوا: المسافة مقدرة بالزمن وهو ثلاثة أيام من أقصر أيام السنة، ويكفي أن يسافر في كل يوم منها من الصباح إلى الزوال، والمعتبر السير الوسط أي سير الإبل ومشي الأقدام'' (الفقه على المذاہب الأربعه١،٤١٤، بيروت)۔

نصوص فقہیہ کی روشنی میں واضح ہے کہ حکم کی بنیاد اصل میں تین روز چلنا ہے؛ لیکن اس کا اندازہ مشکل ہے؛ اس لیے فقہاء نے میلوں سے اس کی تعیین کی ہے، مفتی رشید احمد صاحب احسن الفتاویٰ میں لکھتے ہیں:

''احناف کا راجح قول اگرچہ یہی ہے کہ مسافت سفر کے لیے میلوں وغیرہ سے کوئی خاص مقدار متعین نہیں ہے؛ بلکہ تین دن رات میں متوسط قوت کا آدمی پیدل جتنی

مسافت بسہولت طے کرسکے، وہ سفر شرعی کی مسافت ہے؛ مگر جس زمانے میں قافلے پیادہ یا اونٹوں وغیرہ پر چلا کرتے تھے، اس زمانہ میں اس کا اندازہ لگانا سہل تھا، موٹر، ریل اور ہوائی جہاز کے اس دور میں تین دن کی پیدل مسافت کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں؛ لہذا احکام شرع میں سہولت کے پیش نظر اب میلوں کی تعیین ضروری معلوم ہوتی ہے، میلوں کی تعیین میں مختلف اقوال احناف کے نزدیک ہیں: ۲۱؍ فرسخ، ۱۸؍ فرسخ، ۱۶؍ فرسخ، ۱۵؍ فرسخ، ۱؍ فرسخ، ۳؍ میل شرعی " (احسن الفتاویٰ ۹۳۴، دارالاشاعت دہلی)۔

یہ چاروں اقوال تعیین کے ساتھ تمام ہی فقہی مراجع میں موجود ہیں۔

''الفرسخ ثلاثة أميال، والميل أربعة آلاف ذراع -إلى قوله- ثم اختلفوا فقيل: أحد وعشرون، وقيل ثمانية عشر، وقيل: خمسة عشر، والفتوىٰ على الثاني؛ لأنه الأوسط وفي المجتبي فتوى أئمة خوارزم على الثالث، وجه الصحيح أن الفراسخ تختلف باختلاف الطريق في السهل والجبل والبر والبحر" (شامی۲؍۲۰۶زکریا دیوبند، الفتاوی التاتارخانیہ۲۰۱۲، کراچی پاکستان)۔

''وفي النهاية الفتوى على اعتبار ثمانية عشر فرسخا" (البحر الرائق۲؍۲۲۸، زکریا دیوبند)۔

''ولكن جمهور الفقهاء قدروها باعتبار المكان بأربعة برد، وهو ثمانية وأربعون ميلا استنادا إلى بعض الآثار" (الموسوعة الفقهية الكويتية۳۶؍۳۴۷)۔

''كان ابن عمر وابن عباس يقصران ويفطران في أربعة برد، وهو ستة عشر فرسخا" (صحيح البخاری، أبواب تقصير الصلوة۱؍۱۴۷،رشیدیہ دہلی] ۔

''عن ابن أبي رباح قال: قلت لابن عباس: أقصر إلى عرفة؟ فقال: لا، قلت: أقصر إلى منى؟ فقال:لا، قلت:أقصر إلى الطائف وإلى عسفان؟ قال:نعم، وذلک ثمانية وأربعون ميلا، وعقد بيده" (المصنف لابن أبي شيبہ، رقم:۸۱۳۸، ۲؍۲۰۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

ان اقوال میں سے فقہاء کا رجحان ۱۵؍ فرسخ کی طرف معلوم ہوتا ہے؛ ا س لیے کہ یہ احوط ہے اور اہل خوارزم کا فتوی بھی اسی پر ہے، جو ۴۵؍ میل شرعی کے برابر ہے، جس کا ۸۲؍ کلومیٹر ۲۹۶؍ میٹر ہوتا ہے۔

۱۶؍ فرسخ برابر ۴۸؍ میل شرعی = ۸۷؍ کلومیٹر ۷۸۲؍ میٹر

۱۸؍ فرسخ برابر ۵۴؍ میل شرعی = ۹۸؍ کلومیٹر ۷۵۵؍ میٹر

۲۱؍ فرسخ برابر ۶۳؍ میل شرعی = ۱۱۵؍ کلومیٹر ۲۱۴؍ میٹر

اور میل سے شرعی میل کا اعتبار ہوگا، نہ کہ انگریزی میل کا؛ اس کے لیے مفتی رشید احمد صاحب نے یہ دلیل دی ہے کہ جب پہاڑی علاقوں میں ۵۱؍ میل انگریزی سے کم کا کوئی قول نہیں ہے، تو میدانی علاقوں میں ۴۸؍ میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینے کی کوئی گنجائش نہیں (احسن الفتاوی۴؍۹۵)۔

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں اقل مسافت ۴۸؍ میل ہے، ان کا استدلال عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اہل مکہ! چار برید سے کم میں قصر نہ کیا

کرو، جیسے مکہ سے عسفان اور طائف، ۱ء برید ۱۲ء میل کا ہوتا ہے۔

۲۔الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کے سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے تین منزل یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، حدیث میں وارد ہے:

''عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ا: لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر، أن تسافر سفرا يكون ثلاثة أيام فصاعدا، إلا ومعها أبوها أوابنها أوزوجها أوأخوها أوذومحرم منها'' (صحيح مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره۱ء۴۳۴، رشيديہ)۔

''عن ابن عباس قال: قال النبي ا: لاتسافر المرأة إلا مع ذى محرم، ولايدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل: يا رسول الله! إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج؟ فقال: اخرج معها'' (صحيح البخارى، باب حج النساء۱ء۲۵۰، رشيديہ دہلى)۔

ان دونوں حدیثوں میں عورت کے لیے بغیر محرم کے سفر کی ممانعت ہے، چاہے سفر حج ہو یا اس کے علاوہ سفر ہو، یعنی مطلقاً عورت کا بغیر محرم سفر ممنوع ہے۔

''ولاتسافر المرأة بغير محرم ثلاثة أيام فما فوقها، واختلفت الروايات فيما دون ذلك، قال أبويوسف: أكره لها أن تسافر يوما بغير محرم، وبكذا عن أبي حنيفة'' (عالمگیری۵ء۳۶۶، کوئٹہ پاکستان)۔

اور دوسری رائے امام شافعی، امام مالک، امام محمد بن سیرین، امام اوزاعی کی ہے، ان حضرات کے نزدیک چند قیود کے ساتھ بغیر محرم کے سفر جائز ہے، دلائل یہ ہیں:

'' قال حماد: لابأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين، والفتوى على أنه يكره في زماننا'' (عالمگیری۵ء۶۶۳۳۶۶، کوئٹہ پاکستان)۔

''فقال مالک:تخرج مع جماعة النساء، وقال الشافعي:تخرج مع ثقة حرة مسلمة، وقال ابن سيرين: تخرج مع رجل من المسلمين، وقال الأوزاعي: تخرج مع قوم عدول'' (اعلاء السنن کراچی۱۰ء۱۴)۔

''إن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب، قال الأثرم: سمعت أحمد يسأل: هل يكون الرجل محرما لأم امرأته يخرجها إلى الحج؟ فقال: أما في حجة الفريضة فأرجو؛ لأنها تخرج إليها مع النساء ومع كل من أمنته۔ أما في غيرها فلا، والمذهب الأول وعليه العمل، وقال ابن سيرين ومالک والأوزاعي والشافعي: ليس المحرم شرطا في حجها بحال'' (اوجز المسالک۸ء۶۴۸، تحقيق: الشيخ تقي الدين ندوى)۔

''كما أجاز المالكية والشافعية للمرأة أن تسافر للحج الواجب مع الرفقة المأمونة ولم يقل بذلک الحنفية والحنابلة، وألحق المالكية بالحج سفرها الواجب فيجوز لها أن تسافر مع الرفقة المأمونة من النساء الثقات في كل سفر يجب عليها'' (الموسوعة الفقهية۴۵ء۳۸۰)۔

''والمحرم في المرأة شرط شابة كانت أوعجوزة، إذا كانت بينها بين مكة مسيرة ثلاثة

أيام، وفي التجريد: وإن كان أقل من ذلک لم يعتبر۔ وقال الشافعي: يجوز لها أن تخرج في رفقة معها نساء ثقات۔ والمحرم من لايجوز مناكحتها على التأبيد برضاع أوصهرية'' (الفتاوی التاتارخانیہ۲٫۴۳۴)۔

نصوص فقہیہ کی روشنی میں سمجھ میں آتا ہے کہ ثقہ عورتوں کی جماعت کافی نہیں ہے، صرف امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے، لیکن موجودہ دور شدید فتنہ کا دور ہے، لہذا بہرحال عدم جواز ہی راجح معلوم ہوتا ہے اور احناف وحنابلہ کا اسی پر اتفاق بھی ہے۔

۳۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

اگرچہ مذکورہ صورت کی طرح محفوظ نظام سفر ہو تب بھی عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے تین دن رات سے زیادہ مسافت کا سفر کرنا جائز نہیں ہے، نصوص کے مطلق ہونے کی وجہ سے:

''عن النبي ﷺ أنہ قال: لاتسافر امرأة ثلاثة أيام إلا ومعها محرم أوزوج۔ أخرجہ البخاري في صحيحہ في تقصير الصلوة، ولأنها إذا لم يكن معها زوج ولامحرم لايؤمن عليها؛ إذ النساء لحم على وضم إلا ما ذب عنہ، ولهذا لايجوز لها الخروج وحدها، والخوف عند اجتماعهن أكثر، ولهذا حرمت الخلوة بالأجنبية وإن كان معها امرأة أخرى'' (بدائع الصنائع۲٫۲۹۹، زکریا دیوبند)۔

''(محرم أوزوج لامرأة في السفر) ويشترط محرم إلى آخره كما في الصحيحين، لاتسافر امرأة ثلاثا إلا معها محرم وزاد مسلم في رواية أوزوج وروى البزار لاتحج امرأة إلا ومعها محرم'' (البحر الرائق۲٫۱۵۵، زکریا دیوبند)۔

فقیہ الامت مفتی محمودحسن گنگوہیؒ نے لکھا ہے:''بعض حضرات نے ہجرت واسارت پر قیاس کرتے ہوئے عورت کے لئے دوسری ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کی اجازت دی ہے؛ مگر حنفیہ نے اس کی تردید کی ہے کہ یہ نص کے مقابلے میں قیاس ہے، جس کی اجازت نہیں اور قیاس بھی قیاس مع الفارق ہے، جو شرعاً حجت نہیں ہے، اضطرار کا یہاں محل ہی نہیں ہے کہ حرام شئ کی حرمت مرتفع ہوجائے''(فتاویٰ محمودیہ ۱۵٫۴۰۸، مکتبہ محمودیہ میرٹھ)۔

اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ شدید فتنہ کا زمانہ ہے، اور اضطرار کی صورت ہے نہیں کہ دوسرے مسلک پر عمل کی اجازت دی جائے؛ لہذا مذکورہ صورت میں عورت کو صرف جہاز پر تنہا سفر کی اجازت دینا سمجھ میں نہیں آتا۔

۴۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

مذکورہ صورت میں جب کہ شوہر نہیں ہے اور محرم کے جانے کی صورت بھی نہیں ہے، تو دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر عمر ہ کے لیے نہیں جاسکتی ہے، اور جب حج کے فرض ہونے کی باوجود بغیر محرم کے نہیں جاسکتی تو عمرہ تو واجب بھی نہیں

ہے، اس لیے مشتاق ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں دی جاسکتی، اور حج کے وجوب کی شرائط میں امن طریق بھی ہے اور وہ بغیر شوہر یا محرم کے نہیں ہوسکتا۔

''ومنها أمن الطريق وأنه من شرائط الوجوب عند بعض أصحابنا بمنزلة الزاد والراحلة، وبكذا روى ابن شجاع عن أبي حنيفة۔ وجه قول من قال إنه شرط الوجوب وهو الصحيح، أن الله شرط الاستطاعة، ولااستطاعة بدون أمن الطريق، كما لااستطاعة بدون الزاد والراحلة، بيان كفاية ليستدل بالمنصوص عليه على غيره؛ لاستوائهما في المعنى، وهو إمكان الوصول إلى البيت۔ والآية لاتتناول النساء حال عدم الزوج والمحرم معها؛ لأن المرأة لاتقدر على الركوب والنزول بنفسها'' (بدائع الصنائع٢٩٩،٢، زكريا ديوبند)۔

''فأفاد هذا كله أن النسوة الثقات لاتكفي قياسا على المهاجرة والماسورة؛ لأنه قياس مع النص مع وجود الفارق'' (البحر الرائق٥٥١،٢، زكريا ديوبند)۔

''والمحرم في حق المرأة شرط شابة كانت أوعجوزة'' (المحيط البرہانی٣، ٩، بيروت)۔

''أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها، فإن لم يوجد أحدهما لايجب عليه الحج، وهذا متفق عليه، للحديث السابق: لاتسافر المرأة ثلاثة أيام إلا ومعها ذومحرم۔ ولحديث: لاتحجن امرأة إلا ومعها زوج'' (الفقه الاسلامی وأدلته للدكتور وهبه الزحيلي٢٠٩٢،٣، دارالفكر دمشق)۔

٥۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

سفر حج کے لیے محرم کی شرط وجوب کی حیثیت سے زاد وراحلہ کے درجہ میں ہے، جیسا کہ بدائع الصنائع کی عبارت سوال نمبر۴، کے جواب میں ج:٢، ص: ٩٩٢، کے حوالہ سے گزری اور اس میں نفس وجوب کے لیے شرط ہونا راجح ہے، نیز البحر الرائق٢، ٥٥١، اور المحیط البرہانی ٩،٣، اور الفقہ الاسلامی وادلتہ ٢٠٩٢،٣ سے بھی یہی واضح ہے۔

اختلاف ائمہ:

امام شافعیؒ کے نزدیک معتمد عورتوں کے ساتھ واجب ہے۔

دلیل: {والله على الناس حج البيت الخ} وعند الشافعي هذا ليس بشرط ويلزمها الحج والخروج من غير زوج ولامحرم، إذا كان معها نساء في الرفقة ثقات، واحتج بظاہر قوله تعالى: ولله على الناس الخ، وخطاب الناس يتناول الذكور والإناث بلاخلاف'' (بدائع الصنائع٢٩٩،٢، الفقه الإسلامی وأدلته٢٠٩٢،٣)۔

امام مالک کے نزدیک اطمینان بخش رفقاء سفر کے ساتھ حج واجب ہے۔

''وأوجب المالكية عليها الحج مع رفقة مأمونة من النساء فقط أوالرجال فقط أوالمجموع مع الجنسين۔ دليل الشافعية والمالكية عموم آية ''ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا'' (آل عمران: ٩٧) فإذا أمنت المرأة الفساد على نفسها لزمها'' (الفقه الاسلامی وأدلته٣، ٢٠٩٢) قال حماد:لابأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين'' (عالمگیری٣٦٦،٥، کوئٹہ پاکستان)، ''إن المحرم ليس بشرط في الحج الواجب'' (اوجز المسالک٦٤٨،٨، تعليق: الشيخ تقی

الدین الندوی)۔

۶۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

جس عورت کے ساتھ محرم نہیں ہے، یا اپنے علاوہ ایک شخص کا خرچ برداشت نہیں کرسکتی ہے، وہ بغیر محرم کے حج ٹور یا قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لیے نہیں جاسکتی ہے؛ اس لیے کہ اس پر حج فرض نہیں ہے؛ کیوں کہ وجوب کے لیے راستہ کا امن بھی ضروری ہے، ہدایہ میں ہے:

''ویعتبر في المرأة أن یکون لہا محرم تحج بہ أوزوج، ولایجوز لہا أن تحج بغیرہما، إذا کان بینہا وبین مکۃ ثلاثۃ أیام'' (ہدایہ کتاب الحج۱،۲۳۳، اشرفی دیوبند)۔

''إن المحرم أوالزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد واالراحلۃ إذ لایمکنہا الحج بدونہ، کما لایمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ'' (بدائع الصنائع۲،۲۹۹۔۳۰۰)۔

''ومع زوج أومحرم (إلی قولہ) مع وجوب النفقۃ لمحرمہا علیہا لأنہ محبوس علیہا'' (الدر المختار ۳،۴۶۴، زکریا دیوبند)۔

''روی الحسن عن أبي حنیفۃ في المرأۃ القادرۃ علی نفقۃ نفسہا ونفقۃ المحرم أن الحج یفرض علیہا'' (المحیط البرہانی۳،۱۰)۔

''ویجب علیہا النفقۃ والراحلۃ في مالہا للمحرم لیحج بہا، وروی الحسن عن أبي حنیفۃ في المرأۃ القادرۃ علی نفقۃ نفسہا ونفقۃ المحرم أن الحج یفترض علیہا، واضطربت الروایات عن محمد في ہذا، وأکثر المتأخرین علی أنہا إذا وجدت محرما لاتکون علیہا نفقتہ یفترض علیہا الحج وإلا فلا'' (الفتاوی التاتارخانیہ۲،۴۳۵)۔

۷۔ الجواب بتوفیق ملہم الصواب:

اگر کوئی عورت بوڑھی ہوگئی اور اس پر فتنہ کا اندیشہ بظاہر نہ ہو، اور مالی اعتبار سے فریضۂ حج کی استطاعت ہو تو ا س کے متعلق صحیح بخاری ومسلم وابوداؤد وغیرہ میں ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے اطلاق سے اور عام طور پر فقہی مراجع سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس کے لیے بھی محرم کا ہونا شرط ہے، اگر محرم یا اس کا خرچ نہ کرسکتی ہو تو حج فرض نہیں ہے۔

''والمرأۃ في وجوب الحج علیہا کالرجل غیر أن لہا شرطین شابۃ کانت أوعجوزا، أحدہما أن یکون خروجہا مع زوجہا أو مع ذی رحم محرم'' (الفتاوی التاتارخانیہ۲،۴۳۵)۔

''ومنہا المحرم للمرأۃ شابۃ کانت أوعجوزاً إذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام'' (عالمگیری۱،۲۱۸)۔

''ولو کان معہا محرم فلہا أن تخرج مع المحرم في حجۃ الفریضۃ'' (بدائع الصنائع۲،۳۰۰)۔

''ولو حجت بلامحرم جاز مع الکراہۃ أي التحریمیۃ للنہي في حدیث الصحیحین لاتسافر المرأۃ ثلاثا إلا ومعہا محرم، زاد مسلم في روایۃ أوزوج'' (شامی زکریا۳،۴۶۵)۔

لیکن بعض اکابر مفتیان کرام کے فتوی میں ہے کہ ایسی بوڑھی عورت جو قابل شہوت نہ ہو، جس کے لیے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو مکمل حفاظت کے ساتھ خاص حالات میں بغیر محرم کے قابل اعتماد لوگوں کے قافلے کے ساتھ سفر اور حج کرنے کی اجازت وگنجائش ہے۔

اور فقہی مراجع میں عجوز کا لفظ ملتا ہے، جس کا مفہوم غیر مشتہاۃ ہے، یعنی جو شہوت کے قابل نہ ہو، جس کی وجہ سے عفت وپاکدامنی کے سلسلے میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو؛ بلکہ وہ عورت قابل احترام ہو، اور وہ عموماً ساٹھ یا اس سے زیادہ عمر کو پہنچی ہوئی عورت ہوتی ہے۔

بہت بوڑھی اور عجوز عورت کے بلامحرم سفر کرنے کے بارے میں حضرت تھانویؒ نے بھی جواز کا فتوی دیا ہے، بشرطیکہ فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو (امداد الفتاوی۴،۲۰۱)۔

‘‘أما العجوز التي لاتشتهى فلابأس بمصافحتها ومس يدها، إذا أمن، ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلو إذا أمن عليه وعليها وإلا لا’’ (الدر المختار كتاب الحظر والإباحه ۹،۹۴۵)۔

‘‘قال حماد: لابأس للمرأة أن تسافر بغير محرم مع الصالحين’’ (عالمگیری۵،۳۶۶)۔

بہرحال بوڑھی عورت کے بارے میں فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہونے کی شرط کے ساتھ حفاظت اور اطمینان کی حالت میں بلامحرم معتمد قافلۂ حجاج کے ساتھ حج کرنا متعدد اور اہم اکابر سے منقول ہے؛ اس لیے اس کے جواز میں کوئی تردد کی بات نہیں سمجھ میں آتی۔

عورت کے بغیر محرم کے سفر اور حج وعمرہ کرنے کے متعلق آیت کریمہ واحادیث مبارکہ اور قدیم وجدید فقہی نصوص ومراجع کی روشنی میں یہ چند معروضات ہیں، باری تعالیٰ اس کو نافع بنائے اور قبولیت سے نوازے۔

والله الموفق والمعين، وبه تتم الصالحات، ولہ الحمد أولا وآخرا، وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

فقہ اسلامی میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا ڈاکٹر عبد المالک مغیثی•

دیباچہ:

عفت و پاکدامنی کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے عفت چاہنے والے افراد کو خوشحال بنانے کا وعدہ کیا ہے، جیساکہ ارشاد باری تعالی ہے:''وأنكحو الأيامٰى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم إن يكونوا فقراء يغنهم الله من فضله والله واسع عليم، وليستعفف الذين لا يجدون نكاحا حتى يغنيهم الله من فضله'' (نور: ۳۲-۳۳)۔

(تم میں جوغیر شادی شدہ لوگ ہیں (مرد یا عورت) اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک صالح ہیں ، ان کی شادی کردو ، اگر وہ تنگ دست ہوں (تو اس کی وجہ سے تاخیر نہ کرو) اللہ ان کو اپنے فضل سے خوشحال کردے گا، اور اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے، بڑا علم رکھتا ہے، اور جو شادی کا انتظام ابھی نہیں کرسکتے، انہیں اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرنی چاہئے، یہاں تک کہ جب اللہ ان کی تنگ دستی دور کردے (تو انہیں شادی کرلینا چاہئے)۔

اور حدیث پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتاہے کہ عفت کی خاطر نکاح کرنے والو نکی مدد کی ذمہ داری اللہ تعالی نے لی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:'' ثلاثة حق على الله عونهم: المجاهد في سبيل الله، والمكاتب الذي يريد الأداء، والناكح الذي يريد العفاف'' (نسائی حدیث نمبر ۳۲۱۸، نسائی، السنن الکبری حدیث نمبر ۵۰۱۴، ترمذی حدیث نمبر۱۶۵۵،بہیقی، السنن الکبریٰ حدیث نمبر ۲۱۴۰۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۰۳۰، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (تین اشخاص کی مدد اللہ تعالی کے ذمہ ہے:(۱) اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنے والا، (۲)مکاتب جو بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہو نا چاہتا ہے، (۳)اور نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتاہے)۔

چنانچہ اسی عفت و پاکدامنی سے (خواتین کا محرم کے بغیر سفر)مربوط ہے۔

اس مختصر دیباچہ کے بعد سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

سوال نمبر(۱) کا جواب:

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت یا تین شب و

• رئیس جامعہ رحمت، گھگرولی، ضلع سہارنپور، یوپی۔

روز کی مدت حکم کی بنیاد نہیں ہے، بلکہ عصمت پر داغ آنے کا خطرہ حکم کی بنیاد ہے، کیونکہ حدیث میں مختلف مدت وارد ہے، جس کی صراحت کرتے ہوئے علامہ ابن ہمامؒ رقمطراز ہیں:

''في الصحيحين، عن أبی سعيدالخدري مرفوعا:''لا تسافرالمرأة يومين،الاومعها زوجها أوذوالمحرم منها'' وأخرجا عن أبي ہريرة مرفوعا: ''لا يحل لامرأ ة تؤمن بالله واليوم الآخرأن تسافر مسيرة يوم وليلة إلا مع ذي محرم عليها'' وفي لفظ لمسلم مسيرة ليلة۔ وفي لفظ: يوم۔ وفي لفظ لأبي داود: بريدا، وہو عند ابن حبان في صحيحہ، والحاكم۔ وقال:صحيح على شرط مسلم۔ وللطبراني في معجمہ:ثلاثة أيام'' (ابن ہمام، فتح القدير ۲،۴۲۱۔۴۲۲، بيروت، دارالفكر)

(بخاری و مسلم میں حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے بطور مرفوع نقل ہے کہ: خاتون دو دن کا سفر بھی نہ کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا اس کا محرم رشتہ دار ہو، اور بخاری مسلم میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ: کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ ایک دن و رات کی مسافت کا سفر کرے مگر اپنے محرم رشتہ دار کے ساتھ، اور مسلم کے الفاظ ہیں: ایک رات کی مسافت اور دوسرے لفظ میں ہے، ایک دن کی مسافت (کا سفر کرے) اور ابودائود کے الفاظ (بریداً) (۱۲میل) ہے، اور یہ لفظ صحیح ابن حبان اور حاکم میں ہے، اور حاکم نے اسے مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور طبرانی کے (معجم) میں تین دن ہے)۔

اس سے معلوم ہو اکہ حکم کی بنیاد عصمت کے داغدار ہونے کا خطرہ ہے، خواہ مسافت مختصر ہو یا لمبی ہو، چنانچہ علامہ ابن ہمام (و:۸۶۱ھ)) اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''وحاصلہ أ نہ نبہ بمنع الخروج أقل كل عدد على منع خروجها عن البلد مطلقا إلا بمحرم أوزوج۔ و قد صرح بالمنع مطلقاً، إن حمل السفر على اللغوي في الصحيحين عن أبي معبد عن ابن عباس رضي الله عنہما۔ مرفوعا:''لا تسافرالمرأة إلا مع ذي محرم۔ والسفر لغة ينطلق على مادون ذلک'' (ابن ہمام، فتح القدير ۲،۴۲۲) (اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عددکے کمتر میں نکلنے کی ممانعت کے ذریعہ مطلقاً شہر سے خاتون کے نکلنے کی ممانعت پر تنبیہ کی گئی ہے،مگر یہ کہ محرم رشتہ دار یا شوہر کے ساتھ نکلے، اور صحیحین میں مطلقاً ممانعت کی صراحت کی گئی ہے، اگر سفر کو سفر لغوی پر محمول کیا جائے، حضرت ابو معبد سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ:(خاتون محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے) اور لغت میں سفر کا اطلاق اس سے بھی کم مسافت پر ہوتاہے)۔

خلاصہ یہ کہ مختصر یا لمبی مسافت کی تفصیل کے بغیر خاتون کے لئے ہر ایسی جگہ جانے کی ممانعت ہے جہاں اس کی عصمت داغ دار ہوسکتی ہو۔

سوال نمبر(۲) کا جواب:

سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کی شرط کے سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب درج ذیل ہیں:

۱۔ فقہ حنفی:

خاتون تین دن و رات کی مسافت کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہیں کرسکتی ہے، علامہ زیلعیؒ تحریر فرماتے ہیں : ‘‘وہومسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً’’(زیلعی، تبیین الحقائق ۵،۲، قاہرہ، دارالکتاب الاسلامي، ۱۳۱۳ھ، ع۔أ۔:۶) (جس سفر میں شوہر یا محرم کی شرط ہے وہ تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہے)۔

البتہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسفؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ خاتون کے لئے محرم کے بغیر ایک دن کی مسافت کا سفر کرنا بھی مکروہ ہے، علامہ ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں: ‘‘وقدروي عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف کراھۃ الخروج لھا مسیرۃ یوم بلا محرم’’ (ابن ہمام، فتح القدیر ۲، ۴۲۲)۔

(امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف سے محرم کے بغیر ایک دن کی مسافت میں بھی خاتون کے لئے نکلنے کی کراہت منقول ہے)۔

ہاں اصل مذہب حنفی یہی ہے کہ تین دن و رات یا اس سے زیادہ کی مدت میں شوہر یا محرم شرط ہے، اس سے کم میں نہیں، علامہ ابن ہمامؒ رقمطراز ہیں:‘‘ثم إذا کان المذھب إباحۃ خروجھا مادون الثلاثۃ بغیر محرم، فلیس للخروج منھا إذا کان بینھاوبین مکۃ أقل من ثلاثۃ أیام، إذا لم تجِد محرما’’(ابن ہمام، فتح القدیر ۲،۴۲۲)۔

(پھر جبکہ مذہب یہی ہے کہ تین دن سے کم کی مسافت میں عورت کا نکلنا مباح ہے محرم کے بغیر، تو شوہر کو خاتون کو روکنے کا حق نہیں جبکہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن سے کم کی مسافت ہو، جبکہ وہ محرم کو نہ پائے)۔

۲۔ فقہ مالکی:

ایک دن و رات کی مسافت کا سفر بھی خاتون کے لئے محرم کے بغیر حلال نہیں ہے، علامہ صالح بن عبدالسمیع آبی ازہری مالکیؒ (و:۱۳۳۵ھ) تحریر فرماتے ہیں: ‘‘ولا ینبغي أن تسافرالمرأۃ مع غیر ذي محرم منھا سفر یوم ولیلۃ فأکثر’’ (آبی، الثمرالداني ۱،۷۰۹، بیروت، المکتبۃ الثقافیۃ) (عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ غیر محرم کے ساتھ ایک روز و شب یا زیادہ کا سفر کرے)۔

۳۔ فقہ شافعی:

اتنی مسافت جسے عرف میں سفر سمجھا جائے اس کا سفر خاتون کے لئے محرم کی معیت کے بغیر جائز نہینہے، شیخ زین الدین بن عبدالعزیز ملیباری شافعیؒ، رقمطراز ہیں:‘‘وذلک محرمۃ سفرھاوحدھا وإن قصر’’ (ملیباری، فتح المعین بشرح قرۃ العین۲،۲۸۳، بیروت، دارالفکر، ع۔أ۔۴)(سفر حج میں محرم یا شوہر یا قابل اعتماد خواتین کی شرط اس

لیے ہے کہ خاتون کا تنہا سفر کرنا حرام ہے، خواہ سفر مختصر ہو)۔

۴۔ فقہ حنبلی:

خاتون کے لئے جائز نہیں ہے کہ ایک شب و روز کا سفر محرم کے بغیر کرے، ابن مفلح حنبلی (و:۷۶۳ھ)رقمطراز ہیں: ''عن أبي هريرة مرفوعاً:لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها محرم'' (ابن مفلح، الفروع ۲۴۱٫۵، ط: ۱، بیروت، مؤسسۃالرسالۃ، ۱۴۲۴ھ۔۲۰۰۳ء) (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ:(کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ ایک شب و روز کا سفر اس حال میں کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو)۔

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ حدیث میں مختلف مدت وارد ہے، اور بعض احادیث ایسی ہیں جن میں مدت کا کوئی ذکر نہیں ہے، ایسے وقت میں آپ کا مسلک کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''لا تسافرقليلا ولاكثيراً إلا مع ذى محرم'' (زرکشی حنبلی، شرح الزركشى على مختصر الخرقي ۴۵۷٫۱،ع۔ بیروت، العلمیۃ، ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء، أ۔۳) (خاتون کم نہ زیادہ مسافت کا سفر محرم کے بغیر کرے)۔

سفر میں محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو، تو یہ کافی نہیں ہے: کیونکہ عورتیں عام طور سے خوف و دہشت کا شکار ہوجاتی ہیں اور اپنے دفاع پر قادر نہیں ہو پاتی ہیں، قدیم زمانہ میں بھی ایسا ہی ہو تا تھا کہ خواتین کو باندیاں بنالیا جاتاتھا، اور موجودہ دور میں بھی خواتین آئے دن فتنہ کا شکار ہوتی رہتی ہیں ، ان کا تعدد ان کے دفاع کے لئے کافی نہیں ہوتا ہے۔

سوال نمبر (۳) کا جواب:

اگر محفوظ نظام سفر ہو، مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہو، تو اس بات کی گنجائش ہے کہ اس عورت کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار جہاز پر سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہر ایئر پور ٹ آکر اسے لے لے، چنانچہ حضرت عدی کی حدیث میں آپ ﷺ نے پیشینگوئی کی ہے کہ عنقریب امن و امان کی ایسی کیفیت ہوگی کہ ایک خاتون عراق سے نکل کر بیت اللہ کا طواف بے خوف کرے گی (مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۲۶۰، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امام ابن ہمامؒ نے اس حدیث کو امن وامان کے عام ہونے پر محمول کیا ہے، جیسا کہ وہ تحریر فرماتے ہیں:''وأما حديث عدي بن حاتم، فليس فيه بيانُ حكم الخروج، فيه ما هو ولا يستلزمه، بل بيان انتشار الأ من'' (ابن ہمام، فتح القدیر ۴۲۱٫۲)(بہر حال عدی بن حاتم کی حدیث تو اس مینعورت کے نکلنے کے حکم کا بیان نہیں ہے، اس میں تو محض خروج کا ذکر ہے، اور حدیث حکم کے بیان کو مستلزم بھی نہیں ہے، بلکہ اس میں امن کے عام ہونے کا بیان ہے)۔

تو احقر کہتا ہے کہ علامہ ابن ہمام کی رائے کمزور معلوم ہوتی ہے؛ اس لئے کہ امن و امان کا عام ہونا اور عورت کا اپنی عصمت کے سلسلہ میں مطمئن ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ و ہ بے محرم نکل سکتی ہے، ورنہ حدیث میں اس کے نکلنے کی مذمت ہوتی، اور یہ کہا جاتا کہ اس کیفیت کے باوجود اس کے لئے محرم کے بغیر طوافِ بیت اللہ کے لئے جانا درست نہیں ہے۔

سوال نمبر (۴) کا جواب:

اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کے شوہر کی وفات ہو گئی ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو، یا وہ اتنے اخراجات اداکرنے کی متحمل نہ ہو، تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ عمرہ پر جانے والی دوسری خواتین کے ساتھ مل کر عمرہ کے لئے جائے؛ کیونکہ اگر خاتون خود پاکدامن ہے تو محفوظ نظام سفر کی وجہ سے اس کی عصمت پر داغ آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے، اور سفر عمرہ کا تقدس نادر قسم کے حالات کو مستردکرتاہے، اور بعض شافعیہ کے نزدیک نفل حج و عمرہ کے لئے بھی قابل اعتماد خواتین کے ساتھ نکلنا جائز ہے:''یجوز مع نسوة أو امرأة ثقة'' (نووی، المجموع ۲۴۳،۸، بیروت، دارالفکر، ۱۹۹۷ء) (قابل اعتماد خواتین کے ساتھ نکلنا جائز ہے)۔

موجودہ دور میں ان بعض شوافع کے مسلک کو اپنانے کی احقر کے نزدیک گنجائش ہے۔

سوال نمبر (۵) کا جواب:

۱۔ حنفی اور حنبلی فقہ:

سفر حج کیلئے محرم راجح قول کے مطابق حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شرط و جوب اداہے، علامہ سرخسی رقمطراز ہیں: ''المرأة لا يجوز لها أن تخرج لسفرالحج إلا مع محرم أو زوج عندنا''(سرخسی، المبسوط ۱۰۰،۴، بیروت، دارالفکر، ط: ۱، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء) (ہمارے نزدیک عورت کیلئے جائز نہیں ہے کہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج کیلئے نکلے)۔

اور مرداوی حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں:''وعنه أن المحرم من شرائط لزوم الأداء، وجزم به في الوجيز'' (مرداوی حنبلی، الانصاف ۲۹۱،۳، ط:۱، بیروت، دارالاحیاء، ۱۴۱۹ھ) (اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ محرم لزوم اداء حج کے شرائط میں سے ہے، اور''وجیز'' میں اسی کو قطعیت کے ساتھ بیان کیا ہے)۔

اور ابن مفلح حنبلی (و:۸۸۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:''ويشترط لوجوب الحج على المرأة وجود محرمها، نقله الجماعة وهوالمذهب'' (ابن مفلح، المبدع۴۰،۳، ریاض، دارعالم الکتب، ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء) (خاتون پر حج کے وجوب کے لئے اس کے محرم کا وجود شرط ہے، ایک جماعت نے اسی کو نقل کیا ہے، اور یہی مذہب ہے)۔

۲۔ فقہ مالکی:

مالکیہ کے نزدیک محرم کے بغیر بھی حج فرض ہو جاتا ہے، جبکہ قابل بھروسہ رفقاء کی معیت حاصل ہو، اور قابل بھروسہ رفقاء کی جماعت میں صالح مرد یا صالحہ عورتیں داخل ہیں، اور دونوں صنف جمع ہوں تو افضل ہے، ابو محمد عبدالوہاب ثعلبی بغدادی مالکیؒ (و:۴۲۲ھ) لکھتے ہیں:''فإن وجد رفقة مأمونة لزمها الحج رجالا كانوا أونساء" (ثعلبی مالکی، التلقين في الفقه المالكي۱/۷۹، ط: ۱، بیروت، العلمۃ، ۱۴۲۵ھ۲۰۰۴ء) (سواگر قابل بھروسہ ساتھی پائے جائیں تو خاتون پر حج لازم ہے، خواہ مرد ہوں یا عورت)۔

اور احمد بن غنیم نفراوی مالکی (و: ۱۱۲۶ھ) تحریر فرماتے ہیں:''وعلى كل حال لابد في سفرها من محرم، أو زوج، أورفقة مأمونة! فإنها تقوم مقام المحرم أوالزوج عندتعذرهما" (نفراوی مالکی، الفواكه الدواني ۲/۷۹۱، ط: مكتبة الثقافة الدينية) (بہر حال خاتون کے سفر میں محرم، یاشوہر یا قابل بھروسہ رفقاء ضروری ہیں؛کیونکہ یہ رفقاء شوہر یا محرم کے دشوار ہونے کے وقت ان کے قائم مقام ہوجاتے ہیں)۔

۳۔ فقہ شافعی:

فرضیتِ حج کے لئے محرم یا شوہر کا وجود شرط نہیں ہے، بلکہ قابل بھروسہ خواتین کا وجود کا فی ہے، اگر چہ سفر پر قدرت رکھنے والا محرم رشتہ دار یا شوہر موجود ہی کیوں نہ ہو، بلکہ ایک عورت ایک قابل بھروسہ و اطمینان خاتون کے ساتھ بھی فرض حج کو جا سکتی ہے، چنانچہ عبدالکریم رافعی تحریر فرماتے ہیں: ''وإن وجدت نسوة ثقات يخرجن، فعليها أن تحج معهن ..... وإن لم تجد نسوة ثقات لم يلزمها الحج، هذا ظاهر المذهب، ووراءه قولان:أحد هما:أن عليها أن تخرج مع المرأة الواحدة..... والثاني، واختاره جماعة من الأئمة أن عليها أن تخرج وحدها، إذا كان الطريق مسلوكا" (رافعی، فتح العزيز شرح الوجيز ۷/۲۲-۲۳، بیروت، دارالفکر) (اور اگر قابل اعتماد خواتین پائی جائیں جو حج کے لئے نکلیں، تو عورت پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ حج کریں، اور اگر قابل بھروسہ خواتین نہ پائے تو اس پر حج لازم نہیں ہے، یہی ظاہر مذہب، اور اس کے بعد دو قول ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ ایک عورت کے ساتھ بھی نکلے۔ اور دوسرا قول جسے ائمہ کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے کہ عورت تنہا بھی نکل سکتی ہے جبکہ راستہ پر امن ہو)۔

ادلہ: حنفیہ اور حنابلہ کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: ''لا تسافرالمرأة الامع ذي محرم، فقام رجل، فقال:يا رسول الله! إنَّ امرأتي خرجت حاجَّة، وإني اكتُتبتُ في غزوة كذاوكذا؟ قال:انطلق فحُجَّ مع امرأتک'' (صحیح ا لبخاری حدیث نمبر۳۰۰۶، صحیح مسلم ۱۳۴۱) (خاتون محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے، سو ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول یقینا میری

بیوی حج کے لئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں اور فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جائو اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو)۔

یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ سفر حج میں بھی خاتون کے ساتھ محرم یا شوہر کا وجود ضروری ہے۔

۲۔ مالکیہ اور شافعیہ کے دلیل یہ ہے کہ محرم کی شرط خاتون کی عصمت کی حفاظت کی خاطر ہے اور قابل بھروسہ مردوں کی جماعت (بہ قول مالکیہ) یا قابل اعتماد و اطمینان خواتین کی جماعت اس بنیاد کو فراہم کردیتی ہے، لہٰذا فرض کا سقوط محض محرم یا شوہر کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوگا ''وقال الأذرعي:قضية كلام الأكثرين الاكتفاء بالمرأتين؛ لأنهن يصرن ثلاثا..... وہذا ظاہر لانقطاع الأطماع عنهن عند اجتماعهن'' (شربینی، مغني المحتاج ۴۶۷،۱، بیروت، دارالفکر، ع۔أ۔۴) (فقیہ اذرعی شافعی کا قول ہے کہ اکثر شوافع کے کلام کا تقاضا دو عورتوں پر اکتفاء کرنا ہے؛ کیونکہ و ہ تین ہو جائیں گی..... اوریہ ظاہر ہے، کیونکہ خواتین کے اجتماع کے وقت ان سے طمع منقطع ہو جاتی ہے)۔

ترجیح:

مالکیہ اور شافعیہ کا قول راجح معلوم ہوتاہے؛ کیونکہ اگر امن و امان ہو اور عصمت پر داغ آنے کا کوئی خطرہ نہ ہو تو محض محرم یا شوہر کی بنیاد پر فرض کا سقوط مستبعد معلوم ہو تاہے، جہانتک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں جہاد چھوڑکر خاتون کے ساتھ جانے کو کہا گیاہے، تو اس کا تعلق عام حالات سے ہے، جہاں خاتون کی عصمت پر داغ آنے کا اندیشہ ہو، اور امن و امان کی عمومی کیفیت نہ ہو اور نہ محفوظ سفر کا انتظام ہو، اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ''أن عمر ؓأذن لأ زواج النبي ﷺ في آخر حجّة حجّها، يعني فی الحج، وبعث معهن عبدالرحمن بن عوف، و عثمان بن عفان'' (صحیح البخاری ۵۱۳،۴ تعلیقا حدیث نمبر ۱۸۶۰) (حضرت عمرؓ نے اپنے آخری حج کے سال ازواج مطہرات کو حج کی اجازت دے دی، اور ان کے ساتھ عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان کو بھیجا)۔

تو گویا ان تینوں صحابہ کا محرم کے بغیر حج کے لئے نکلنے کے جواز پر اتفاق ہے، اور کسی صحابی نے ان پر نکیر بھی نہیں کی تو یہ اجماع سکوتی ہے کہ خاتون بغیر محرم کے حج کو جاسکتی ہے، اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عبادات کے بر خلاف معاملات میں مقاصد پیشِ نظر ہوتے ہیں، اور محفوظ سفر کی صورت میں مقصد عصمت کی حفاظت حاصل ہے، نیز جو چیز سد ذریعہ کے طور پر حرام ہو وہ حالتِ حاجت میں مباح ہوجاتی ہے، اور اس میں شک نہیں کہ محرم کے بغیر خاتون کے سفر کی ممانعت سد ذریعہ کے طور پر ہے، لہٰذا موجودہ زمانہ کی سہولیات کو دیکھتے ہوئے قابل اعتماد

خواتین کے ساتھ عورت کا حج کے لئے نکلنا ہی راجح ہے۔

سوال نمبر (۶) کا جواب:

حج کی مالی استطاعت رکھنے والی خاتون کے لئے گنجائش ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کیلئے جائے، کیونکہ کی ماضی کی طرح کا سفر موجودہ دور میں نہیں ہوتا ہے جہاں سفر مختلف خطرات سے بھرا ہواتھا، اور جنگلوں اور بیابانوں کو پار کرنا ہوتا تھا، اور جان و مال اور عزت و آبرو کا خطرہ رہتاتھا۔

اب چونکہ اس دور میں سفر عام طور سے محفوظ ہو تا ہے، ہر جگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے، سیکیوریٹی اور حفاظتی دستے ہر جگہ فراہم ہو تے ہیں، عورت پر اٹھنے والے ایک ہاتھ کے جواب میں ہزاروں ہاتھ اٹھتے ہیں، خود خاتون کو اپنی عصمت کا پورا اعتماد ہوتا ہے اور وہ اپنے بارے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتی ہے، کیونکہ وہ کہیں تنہا نہیں ہوتی ہے، لہٰذا سفر حج کے تقدس کے پیش نظر جس میں روحانیت کی گرم بازاری ہوتی ہے اور نفسیات بجھی بجھی رہتی ہے مکمل احتیاط کے ساتھ عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ فرض حج کیلئے بغیر محرم کے سفر کرلے۔

سوال نمبر (۷) کا جواب:

معمر خواتین کے حق میں محرم یا شوہر کی معیت کی شرط میں موجودہ دور میں نرمی کواختیار کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ان کے حق میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے جو حکم کی اصل بنیاد ہے، اور مقدس سفر حج میں بوقت ضرورت مدد کیلئے بہت سے افراد تیار رہتے ہیں، اور سد ذریعہ میں بہت زیادہ مبالغہ کہ حاجتوں کو نظر انداز کردیا جائے مناسب نہیں ہے۔

البتہ معمر خواتین کے لئے عمر کی حد بندی (۵۵) پچپن سال سے کی جائے گی، کیونکہ اس عمر میں عام طور سے خواتین کا حسن ڈھل جاتا ہے اور ان کے اندر جنسی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور وہ محل شہوت نہیں رہتی ہیں، علامہ زیلعیؒ تحریر فرماتے ہیں: ‘‘أیسۃ بنت خمس و خمسین علی الأظہر’’(زیلعی، تبیین الحقائق ۱۶۳،۶)، (صحیح قول کے مطابق حیض سے نا امید خاتون پچپن سال کی ہوتی ہے)۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر- شرعی نقطہ نظر

مولانا نعیم اختر قاسمی•

سفر کے دوران شریعت نے جہاں مسافر کو بعض شرعی احکام میں سہولت دی ہے وہیں پیش آنے والے خطرات وحوادث سے بچنے کے لئے بعض احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی بھی ہدایت کی ہے، انھیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی عورت کسی محرم کے بغیر لمبا سفر نہ کرے، چنانچہ مختلف احادیث میں اس کی تاکید کی گئی ہے، کیونکہ محرم کی معیت کی وجہ سے عورت کی عزت وعصمت بھی محفوظ رہے گی اور کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا، ''لأن المقصود من المحرم الحفظ والصیانۃ'' (البحر الرائق٢،٣١٥) گویا یہ ممانعت سد ذرائع کی قبیل سے ہے۔

محرم کے بغیر جائز سفر کی مقدار:

محرم کے بغیر کوئی عورت کتنے دور کا سفر کرسکتی ہے، اس سلسلہ میں مختلف احادیث میں الگ الگ مقدار بیان کی گئی ہے، چنانچہ تین دن سے زائد، تین دن، دو دن، ایک دن، آدھے دن (ایک برید) اور مطلق ممانعت کی روایات بھی منقول ہیں (دیکھئے: عمدۃ القاری٧،٥٦١ باب حج النساء)۔

اسی لئے اس مسئلہ میں ائمہ فقہ کے مختلف اقوال بھی منقول ہیں، جنھیں امام طحاویؒ نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے (دیکھئے شرح معانی الآثار ١،٣٨٤-٣٨٥)۔

البتہ تین قسم کے نقاط نظر بطور خاص قابل ذکر ہیں:

١۔ محرم کے بغیر مطلقاً سفر ممنوع ہے، یہ قول اصحاب ظواہر، امام نخعی، شعبی اور طاؤوس کی طرف منسوب ہے۔

ان حضرات کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں محرم کے بغیر عورت کو مطلقاً سفر سے منع کیا گیا ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے: ''لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم'' (بخاری١،٢٥٠ باب حج النساء)۔

٢۔ عرف میں جسے سفر سمجھا جائے وہ منع ہے، اس کے قائل جمہور ائمہ ہیں، ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مختلف احادیث میں صورت واقعہ کے اعتبار سے الگ الگ مقدار بیان کرکے اس سے منع کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیان کردہ مقدار سے کم کا سفر درست ہے، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

• مدرسہ عربیہ مصباح العلوم کوپا گنج، ضلع مئو، یوپی۔

‘‘وقد عمل أكثر العلماء فی ہذا الباب بالمطلق لاختلاف التقییدات، وقال النووی لیس المراد من التحدید ظاہرہ بل کل ما یسمی سفراً فالمرأة منہیۃ عنہ إلا بالمحرم’’ (فتح الباری۴،۶۴)۔

اس مقدار کا نام لے کر بتادیا کہ اتنی مقدار سفر بھی محرم کے بغیر جائز نہیں، ان احادیث میں سفر کی کم سے کم مقدار بیان کرنا مقصود نہیں تھا (شرح نووی علی مسلم۱،۴۳۲)۔

علامہ ابن منیر کے مختصر الفاظ میں: ‘‘وقع الاختلاف فی مواطن بحسب السائلین’’ (فتح الباری۲،۶۲)۔

گویا ان حضرات کے نزدیک اس سفر سے وہ سفر شرعی مراد نہیں ہے، جس کے اندر مسافر کو احکام میں سہولت حاصل ہوتی ہے، ‘‘ولا یتوقف امتناع سیر المرأة علی مسافۃ القصر خلافاً للحنفیۃ’’ (حوالہ مذکور)۔

۳۔ تیسرا قول ائمہ احناف کا ہے جنھوں نے سفر سے سفر شرعی مراد لیا ہے، یعنی تین شب وروز کی مسافت والا سفر، اس سے کم مقدار کےسفر کو ائمہ حنفیہ نے جائز قرار دیا ہے، ہدایہ میں ہے: ‘‘لأنہ یباح لہا الخروج إلی ما دون السفر بغیر محرم’’ (ہدایہ۱،۲۳۳)۔

مختلف روایتوں کے درمیان تین دن والی روایت کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقدار یقینی ہے اور اس سے کم میں شک ہے، لہذا یقین پر عمل کیا جائے گا (فتح الباری۴،۶۴)۔

اسی بات کو امام طحاوی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

‘‘فقد اتفقت ہذہ الآثار کلہا عن النبیﷺ فی تحریم السفر ثلاثۃ أیام علی المرأة بغیر ذی محرم واختلفت فیما دون الثلاث’’ (طحاوی۱،۳۸۵)۔

(یہ ساری روایات محرم کے بغیر عورت کے لئے تین دن کے سفر کی حرمت پر متفق ہیں اور اس سے کم مقدار میں مختلف ہیں)۔

قریب قریب یہی بات حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ بھی کہتے ہیں:

‘‘وإنما کان المذہب ہو الأول لتواتر الروایات بالثلاث، فکل من روی من الصحابۃ أقل منہا فقد روی الثلاث أیضاً’’ (اعلاء السنن۱۰،۹)۔

(تین دن والی روایات کے تواتر کی وجہ سے پہلا قول (تین شب وروز والا) ہی اصل مذہب ہے، کیونکہ جن صحابہ سے اس سے کم مقدار منقول ہے ان ہی سے تین دن والی روایت بھی منقول ہے)۔

آگے مولانا نے ان تمام روایتوں کو ذکر کرکے اس کو ثابت بھی کیا ہے (اعلاء السنن۱۰،۱۰)۔

نیز مختلف مقدار بیان کرنے کی وجہ یہ ذکر کی ہے کہ ابتداء میں مسلمان کمزور تھے، خوف کا غلبہ تھا، ایسے حالات میں آدھے دن سفر کی بھی ممانعت تھی، پھر جیسے جیسے مسلمانوں کو قوت وشوکت حاصل ہوتی گئی اور فتنہ کا اندیشہ کم ہوتا گیا سفر کا

دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا (حوالہ بالا)۔

واضح رہے کہ حضرات شیخین سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک دن کا سفر بھی محرم کے بغیر ممنوع ہے اور فساد زمانہ کی وجہ سے اسی پر فتوی دینے کی بات کہی گئی ہے، علامہ شامیؒ شرح لباب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان'' (رد المحتار۲،۱۴۶)۔

حج کے سفر میں محرم کی شرط:

اگر کوئی عورت مالی اعتبار سے حج کی استطاعت رکھتی ہو، مگر اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اس عورت پر حج فرض ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو وہ حج کا سفر کیسے کرے گی؟

اس سلسلہ میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے:

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق ایسی عورت پر حج فرض ہے۔

ان حضرات کے پیش نظر آیت قرآنی ''من استطاع إلیہ سبیلا'' کا عموم ہے، جس میں استطاعت کی تفسیر محض زاد وراحلہ سے کی گئی ہے، اور ان کا ماننا ہے کہ محرم کے بغیر سفر سے ممانعت والی حدیث کا تعلق غیر سفر حج سے ہے (عمدۃ القاری۷،۵۵۹)۔

گویا ان حضرات کے نزدیک حج کے سفر میں محرم کی شرط نہیں ہے، بلکہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے وہ قابل اعتماد عورتوں کی جماعت کے ساتھ سفر کرے گی، امام شافعی ایک قابل اعتماد عورت کی رفاقت کو بھی کافی سمجھتے ہیں، بلکہ اگر راستہ مامون ہو تو وہ تنہا بھی حج کو جاسکتی ہے، جبکہ امام اوزاعی کچھ قابل اعتماد مردوں اور ابن سیرین ایک قابل اعتبار مسلمان مرد کی معیت کو بھی کافی مانتے ہیں (المغنی۵،۳۱)۔

فقہائے حنفیہ کے نزدیک عور ت کے حج کے سفر میں محرم کی شرط ہے، چنانچہ اگر کوئی عورت مالی اعتبار سے حج کی استطاعت رکھتی ہو، مگر اس کا شوہر یا کوئی محرم نہ ہوا ور مکہ تین شب وروز کی مسافت پر ہو تو ایسی صورت میں وہ عورت غیر مستطیع سمجھی جائے گی، اور حج پر جانا اس پر لازم نہ ہوگا (ہدایہ ۱،۲۳۳)۔

پھر علماء احناف میں بعض نے محرم کے ہونے کو شرط وجوب مانا ہے، یعنی عدم محرم کی صورت میں اس عورت پر عدم استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہی نہیں ہوگا، اور اسی کو علامہ کاسانی نے صحیح قرار دیا ہے (بدائع الصنائع۲،۳۰۱)۔

جبکہ دوسرے علماء نے اسے شرط ادا مانا ہے، یعنی ایسی عورت پر فی نفسہ حج فرض ہے، البتہ ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے وفات سے قبل حج کی وصیت کرنا لازم ہوگا، اسی کو علامہ ابن ہمامؒ نے راجح قرار دیا ہے (البحر الرائق۲،۳۱۵)۔

امام احمد کی دوسری روایت احناف کے مذہب کے مطابق ہے یعنی ایسی عورت پر حج

فرض نہیں ہے اور یہی ان کا اصل مذہب ہے اور اسی پر ان کا عمل بھی ہے (المغنی ۳۰،۵)۔

خلاصہ یہ کہ احناف کے نزدیک حج اور غیر حج کے سفر میں کوئی فرق نہیں، دونوں میں محرم کی رفاقت ضروری ہے اور سفر سے سفر شرعی مراد لیتے ہیں، جس کی مقدار تین شب وروز ہے، اس سے کم کی اجازت دیتے ہیں۔

اور دوسرے ائمہ حج کے علاوہ عام سفر میں محرم کی شرط لگاتے ہیں اور مقدار سفر کی حد بندی کرنے کے بجائے عرفی سفر مراد لیتے ہیں۔

گویا حج کے علاوہ دوسرے اسفار میں محرم کی شرط پر ائمہ کا اتفاق ہے، علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

''قال البغوی لم یختلفوا فی أنہ لیس للمرأۃ السفر فی غیر الفرض إلا مع زوج أو محرم'' (فتح الباری۴،۶۴)۔

(علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ فرض سفر کے علاوہ دوسرے سفر میں شوہر یا محرم کے بغیر عورت کے سفر کے عدم جواز پر علماء کا اتفاق ہے)۔

اسی طرح عمر دراز اور جوان عورت کے درمیان بھی کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، بلکہ بوڑھی عورت تو دوران سفر محرم کے سہارے کی زیادہ محتاج ہوتی ہے (بدائع ۳۰۰،۲)۔

البتہ علامہ باجی نے غیر قابل اشتہاء معمر خاتون کو اس حکم سے مستثنی کیا ہے (فتح الباری۴،۶۴)۔

حکم کی بنیاد کیا ہے؟

فقہائے احناف کے نزدیک اس مسئلہ کا تعلق چونکہ سفر شرعی سے ہے، اس لئے موجودہ دور میں ایک اہم سوال یہ ہے کہ حکم کی بنیاد مسافت سفر (۴۸ میل = سوا ستہتر کلو میٹر) ہے یا مدت سفر (تین شب وروز)؟

پہلے زمانہ میں مسافت سفر اور مدت سفر دونوں میں یکسانیت تھی، مسافت سفر شرعی عام طور پر تین دن میں طے ہوتی تھی، اسی طرح تین دن کے سفر میں سفر شرعی کی مقدار مسافت طے ہوتی تھی، اس اعتبار سے احناف کے نزدیک قدیم زمانہ میں ایک عورت کو تین دن سے کم مدت کا سفر محرم کے بغیر کرنے کی اجازت تھی۔

پھر زمانہ تیز رفتاری کا آیا اور پیدل یا اونٹ وغیرہ کے ذریعہ سفر کا تصور ختم ہوگیا تو ایک اہم سوال یہ پیدا ہوا کہ اب احکام سفر کی بنیاد مدت سفر پر رکھی جائے یا مسافت سفر پر؟

جن مسائل میں مسافر کو سہولت دی گئی ہے اس کا مقصد چونکہ مسافر کو حرج اور مشقت سے بچانا ہے، اس لئے محض دوری اور مسافت شرعی کو حرج اور مشقت کا سبب مان کر اسی کو حکم کی بنیاد قرار دیا گیا، کیونکہ اس میں کوئی اہم مسئلہ پیدا نہیں ہوتا تھا، اور اس سلسلہ میں ایک فقہی جزئیہ بھی موجود تھا کہ اگر کوئی مسافت عام رفتار

سے تین دن میں طے کی جانے والی ہو، مگر وہ ایک یا دو ہی دن میں طے کرلی جائے تو وہ مسافر شرعی سمجھا جائے گا اور نماز میں قصر کرے گا (بدائع ۲۶۳،۱)۔

اس کے بجائے اگر حکم کی بنیاد مدت سفر کو بنایا جائے تو موجودہ تیز رفتار دور میں ہزاروں کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے باوجود آدمی مسافر شرعی نہیں ہوپائے گا اور کسی مسافر کا شرعی مسافر ہونا ہی مشکل ہوجائے گا۔

زیر بحث مسئلہ یعنی محرم کا بغیر عورت کے سفر کے مسئلہ کو بھی دور حاضر کے علماء احناف نے عام طور پر مسافت سفر شرعی (۴۸ میل ۔ سوا ستہتر کلو میٹر) سے متعلق کیا ہے او راس سے کم مسافت کے سفر کو عورت کے لئے محرم کے بغیر جائز قرار دیا ہے۔

لیکن یہاں چند باتیں قابل غور ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

۱۔ یہ مسئلہ ائمہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔

۲۔ اڑتالیس میل کی مسافت کا قول ائمہ احناف کا اصل مذہب نہیں ہے، بلکہ یہ امام مالکؒ کے نزدیک مسافت شرعی کا پیمانہ ہے (بدائع ۲۶۱،۱)، اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسی کو فتوی کے لئےاختیار کیا ہے۔

۳۔ محرم کی شرط کا مقصد عورت کی حفاظت اور فتنہ کا سد باب ہے جس کی حضرات فقہاء نے مختلف مواقع پر رعایت کی ہے اور جہاں یہ مقصد حاصل نہیں ہورہا تھا وہاں محرم کے باوجود سفر سے منع کیا ہے، چنانچہ محرم کے ناقابل اعتبار یا پاگل یا ناسمجھ بچہ یا بدعقیدہ مجوسی ہونے کی صورت میں عورت کو سفر کی اجازت نہیں دی ہے (البحر الرائق۳۱۵،۲)۔

اسی طرح حج کے سفر میں دیگر ائمہ بھی قابل اطمینان رفاقت کا لحاظ کرتے ہیں۔

امام مالک شوہر کے بیٹے کے ساتھ عورت کو سفر کی اجازت نہیں دیتے لفساد الناس (عمدۃ القاری۵۵۸،۷)۔

اسی طرح فتنہ کا اندیشہ نہ ہونے کی بنا پر علامہ باجیؒ نے معمر خاتون کو محرم کے بغیر بھی سفر کی اجازت دی ہے (فتح الباری۶۴،۴)۔

۴۔ علت ممانعت (عدم تحفظ وخوف فتنہ) کا زمانے اور حالات سے گہرا تعلق ہے، اسی لئے فقہائے متاخرین نے امام ابوحنیفہ وابویوسف سے منقول ایک دن والی روایت کو فساد زمانہ کی وجہ سے مفتی بہ ہونے کی تجویز پیش کی ہے (رد المحتار۱۴۶،۲)۔

ان معروضات کی روشنی میں اس مسئلہ میں حکم کی بنیاد مسافت سفر یا مدت سفر کو قرار دینے کے بجائے ممانعت کی اصل علت کو بنانا زیادہ مناسب ہے، اور کسی قسم کی حد بندی کرنے کے بجائے اسے رائے مبتلی بہ کے حوالے کردینا زیادہ بہتر ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی رائے:

حدیث وفقہ میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا جو مقام ہے وہ محتاج اظہار نہیں، زیر بحث مسئلہ سے متعلق تمام احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے وہ جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اس کی وضاحت وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''والمحقق فیہا أن یدار الأمر علی الفتنۃ وعدمہا ویحول الأمر إلی رأی من ابتلی بہ ولا یکون فیہ تحدید الأیام، وہذا ما تحقق لی من المذہب وإن لم یصرح بہ أحد'' (العرف الشذی مع الترمذی۱،۲۲۱)۔

(تحقیقی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کا مدار فتنہ وعدم فتنہ پر رکھا جائے اور جسے سفر درپیش ہو اسی کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں ایام کی حد بندی نہ ہو، مذہب حنفی کی تحقیق سے یہی معلوم ہوا ہے، اگرچہ کسی نے اس کی صراحت نہیں کی ہے)۔

نیز وہ لکھتے ہیں:

''ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ وقد وجدت لہ مادۃ کثیرۃ فی الأحادیث'' (فیض الباری۲،۳۹۷)۔

(میرے نزدیک غیر محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اعتماد اور فتنہ سے اطمینان ہو، اور میں نے ذخیرۂ احادیث میں اس کی بہت ساری مثالیں بھی پائیں)۔

خلاصہ یہ کہ اگر ہر طرح کا اطمینان ہو تو محرم کے بغیر طویل سفر کی بھی اجازت ہونی چاہئے اور اگر اطمینان نہ ہو تو محرم کے بغیر تھوڑی دیر اور تھوڑی دور کے سفر کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

لہذا سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے، جس میں دونوں طرف محرم موجود ہو یعنی کوئی محرم عورت کو سوار کرادے اور دوسرا محرم اسے وصول کرلے اور چند گھنٹوں کا یہ سفر نہایت محفوظ اور اطمینان بخش ہو تو یہ وہ صورت ہے جس کا قدیم زمانے میں تصور نہیں تھا، اس لئے علت ممانعت اور مقصد شرط محرم کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی اجازت ہونی چاہئے، اس صورت میں پیش آنے والے کسی خطرہ کا امکان اس سے بہت کم ہوتا ہے جتنا کہ قدیم زمانہ میں کسی عورت کو کم سے کم مدت جواز کا سفر کرنے کے دوران پیش آتا۔

البتہ حج وعمرہ کی ادائیگی کے دوران محرم کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس میں ایک لمبے عرصے تک قیام کرنا پڑتا ہے، نیز زبردست ازدحام کی وجہ سے ہر موقع پر محرم کے سہارے کی اشد ضرورت پیش آتی ہے، اس کے بغیر مناسک کی ادائیگی میں کافی دقت پیش آسکتی ہے، اس لئے محرم کا ہونا ضروری ہے۔

اور صرف عورتوں کی جماعت کا ہونا کافی نہیں ہے، ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول میرا نام ایک غزوہ میں لکھا جاچکا ہے اور میری بیوی

حج کو جارہی ہے میں کیا کروں؟ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا: ‘‘حج مع امرأتک ” (بخاری۱،۲۵۰ باب حج النساء) (جاؤ اپنی بیوی کو حج کراؤ)۔

یہی حدیث ایک دوسرے طریق سےبھی مروی ہے جس میں محرم کے بغیر سفر کرنے کے بجائے محرم کے بغیر حج کرنے سے ممانعت بیان کی گئی ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ‘‘وقد روی الدار قطنی وصححہ أبوعوانۃ حدیث الباب من طریق ابن جریج عن عمرو بن دینار بلفظ لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا ذو محرم” (فتح الباری ۴،۶۴)۔

خلاصہ:

۱۔۲۔ مسافت سفر یا مدت سفر میں سے کسی ایک کو حکم کی بنیاد کے بجائے ممانعت کی اصل علت یعنی عدم تحفظ اور خوف فتنہ کو حکم کی بنیاد بنانا اور اسے رائے مبتلی بہ کے حوالے کردینا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیری کی رائے ہے۔

۳۔ اس صورت کی گنجائش ہے۔

۴،۶۔ سفر خواہ عام قسم کا ہو یا حج کا سفر ہو عورت کی حفاظت کے تعلق سے ہر قسم کا مکمل اطمینان ہونے کی صورت میں محرم کے بغیر بھی کیا جاسکتا ہے، مگر حتی الامکان ایسا کرنے سے گریز کیا جائے، البتہ حج وعمرہ کی ادائیگی چونکہ محرم کے بغیر بہت دشوار ہوتی ہے، نیز ایک طویل عرصے تک قیام بھی کرنا پڑتا ہے، اس لئے ادائیگی کے لئے محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہوتا ہے، تاکہ ہر موقع پر اس کو سنبھالے اور اس کا سہارا بنے۔

۵۔ امام مالک وشافعی وامام احمد کی ایک روایت کے مطابق عورت پر حج فرض ہونے کے لئے اس کے کسی محرم رشتہ دار کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے، چنانچہ اسی عورت قابل اطمینان رفاقت سے حج کا سفر کرے گی۔

البتہ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے دوسرے قول کے مطابق جو ان کا مفتی بہ قول ہے ایسی عورت پر حج فرض نہیں ہے۔

۷۔ محرم کی شرط کا مقصد عورت کو فتنہ سے بچانے کے علاوہ اس کی دیکھ ریکھ اور حفاظت کرنا بھی اور معمر خاتون دیکھ بھال اور سہارے کی زیادہ محتاج ہوتی ہے، البتہ اگر نظام سفر ایسا آرام دہ اور اطمینان بخش ہو کہ اس میں کسی قسم کے سہارے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے تو گنجائش ہوسکتی ہے، فقط

موجودہ دور میں خواتین کا بغیر محرم سفر حج

مفتی عبد الحمید قاسمی •

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ أجمعین۔

(١) سفر شرعی کا اعتبار مسافت سفر سے ہے نہ کہ تین دن تین رات کی مدت، لہذا عورت کے لئے یہ درست نہیں کے وہ سفر شرعی کی مسافت جو کہ اڑتالیس میل ہے بلا محرم کے قطع کرے، گرچہ بعض اہل علم نے اس کو تین دن تین رات کے ساتھ مقید کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے اگر عورت تین دن اور تین رات سے کم سفر کرے تو اس کے لئے محرم کی شرط نہیں ہے، چاہے وہ پوری دنیا کی سیاحت کر آئے، کیوں کہ آج کل تین دن تین رات سے کم وقت میں آدمی بذریعہ ہوائی جہاز پوری دنیا کا سفر کرسکتا ہے، لیکن جمہور کی رائے اس کے خلاف ہے، ان کے یہاں عورت کے واسطے محرم کی شرط مسافت سفر کے لئے ہے نہ کہ تین دن تین رات کے لئے ، شریعت نے اگرچہ سفر کے باب میں تین دن تین رات کا ذکر کیا ہے اور اس کو معیار بنایا ہے، لیکن شریعت کی مراد زمانۂ سفر یعنی تین دن تین رات نہیں، بلکہ اس مدت میں طے ہونے والی مسافت اور اس میں درمیانی رفتار مراد ہے اور ظاہر ہے کہ اس زمانے میں ٹرین یا جہاز موٹر کار یا دیگر تیز رفتار سواریاں تو تھیں نہیں، اس لئے رائج الوقت سواری کا ہی اعتبار کیا ہے اور فقہاء نے تین دن اور تین رات میں پڑاؤ اور استراحت کے ساتھ جتنی مسافت طے کی جاسکتی ہے، اس کو متعین کردیا ہے، اب یہ مسافت چاہے منٹوں میں طے ہو یا گھنٹوں اور دنوں میں اسی کا اعتبار ہے، چنانچہ نامور فقہاء صاحب بدائع الصنائع ،تبیین الحقائق ،بنایہ وغیرہ نے اس سلسلے میں سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''اختلفوا فی تحدید المسافۃ التی تقطع فی الأیام الثلاثۃ بالسیر المعتاد قدیما ما بین٨٣ کلو میتر أو ١٠٠ کلو میتر وعلی ماقیل فی تقدیرھا ١٢٠ کلو میتر'' (بدائع الصنائع٣، ١٠٩، تبین الحقائق ١، ٤١٠، البنایہ٣،٤)۔

(اس مسافت کے سلسلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے جو تین دن تین رات میں طے کی جاسکتی ہے، مناسب رفتار کے ساتھ ٨٣ اور سو کلو میٹر کے درمیان اور زیادہ سے زیادہ اندازہ ایک سو بیس کلو میٹر سے لگایا گیا ہے)۔

• خادم حدیث وافتاء ادارہ فیض القرآن اتر دیناجپور، مغربی بنگال۔

مندرجہ ذیل عبارت سے مزید اس با ت کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ تین شب وروز مراد نہیں، بلکہ مسافت مراد ہے:

''والمقصود مسافۃ یُسار فیھا ھذ السیر، فلو أسرع فیھا ووصل فی یومین قصر'' (اور مقصود وہ مسافت ہے جو اس مدت میں طے کی جائے، لہذا اگر کسی نے اپنی سواری تیز کردی اور وہ تین دن کے بجائے دوہی دن میں پہنچ گیا تو قصر کرےگا)، معلوم ہوا کہ تین دن تین رات کی مدت مراد نہیں، بلکہ مسافت مراد ہے (دیکھئے الدرالمختار۲،۱۲۳، بدائع ۱،۹۳)۔

(۲) عورت کے سفر کے لئے محرم یا شوہر کی شرط :

اگر عورت سفر شرعی پر جانا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا شوہر یا کوئی ایسا محرم ساتھ ہو جس کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو، جیسے باپ، چچا، ماموں، بھتیجہ، بھانجہ، رضاعی بھائی وغیرہ اس کے بغیر عورت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، عورت کے سفر کے لئے محرم کی شرط اس قدر مؤکد ہے کہ اس کے بغیر وہ حج جیسے فریضے کو بھی ادا نہیں کرسکتی، چنانچہ اس پر حج فرض ہونے کے لئے دہری استطاعت ضروری ہے، خود اپنا صرفہ اور ساتھ میں کسی محرم کا صرفہ، اگر وہ خود اپنے صرفہ کی مالک ہے، لیکن مزید کسی محرم کا صرفہ ا س کے پاس نہیں ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں ،عورت کے لئے حج میں محرم کی شرط شرط وجوب ہے، یعنی جب تک محرم کا انتظام نہ ہو اس وقت تک اس پر حج کا فریضہ عائد ہی نہیں ہوتا، غنیۃ الناسک میں لکھا ہے:''الرابع المحرم أوالزوج لامرأۃ بالغۃ ولو عجوزاً'' (چوتھی شرط بالغ عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ہونا چاہے وہ بوڑھی کیوں نہ ہو)۔

(۴۔ب) ثقہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ عورت کا بلا محرم سفر حج پر جانا:

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ عورت کے لئے بلا محرم سفر پر جانا درست نہیں تو یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ عورتوں کے قافلے کے ساتھ بلا محرم کے وہ سفر پر نہیں جاسکتی، شریعت کے کسی حکم پر عمل ترک کرنے کی اجازت اسی وقت ہو سکتی ہے، جب کہ اس کا شدید داعیہ ہو، بہ الفاظ دیگر اضطراری کیفیت ہو، جب محرم نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہی نہیں ہوا تو زیادہ سے زیادہ اس کی حیثیت نفل کی رہ جاتی ہے اور کسی نفل پر عمل کرنے کے لئے شریعت کے حکم کو ٹالا نہیں جاسکتا، احادیث میں بڑی تاکید کے ساتھ یہ بات بتائی گئی ہے، عورت بلا محرم سفر نہ کرے ،بے شک احکام شرع مصالح اور حکم پر مبنی ہوتے ہیں اور ہر حکم کوشرعی حکم کی علت قرار نہیں دیا جاسکتا، مثلا: سفر میں قصر اور دوسری سہولیات دفع حرج کے لئے ہیں، چونکہ سفر کی زندگی جہد سے بھری ہوتی ہے، اسی لئے شریعت نے اس میں کچھ سہولیات اور رعایتیں فراہم کی ہیں، لیکن یہ مصالح اور حکم قصر یا دوسری سہولیات کے لئے علت نہیں کہ جب سفر آرام دہ ہو جائے اور حضر سے بھی زیادہ پر تعیش ہو (جیسا کہ آج کل مشاہد

ہے) تو قصر کا حکم ختم ہوجائے ایسا نہیں، کیوں قصر وغیرہ کی علت در اصل سفر ہے نہ کہ دفع حرج۔

اسی طرح عورت کے سفر کے لئے محرم کی شرط میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں، مثلا: اس کی جان، مال ،عزت وآبرو کی حفاظت، بوقت ضرورت اس کی مدد وغیرہ ،لیکن یہ مصالح اور حکم شرعی حکم (شرط محرم) کے لئے علت نہیں کہ جب سفر پُرامن ہوجائے اور جان ،مال، عزت وآبرو محفوظ رہنے کا امکان قوی ہو تو عورت کے سفر کے لئے یہ شرط مفقود ہوجائے،جس قدر سہولیات ہیں اسی قدر اندیشے بھی ہیں، اس لئے ثقہ عورتوں کے قافلہ کے ساتھ بھی بلا محرم عورت کو سفر کی اجازت نہ ہوگی: ''روی ابن عباس عن النبی ﷺ أنہ قال: لا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم فقام رجل فقال یا رسول الله أ کتتبت فی غزوة کذا وکذا وخرجت امرأتی حاجة قال اذہب فحج معها'' (البخاری)۔

(حضرت ابن عباس ؓ حضرت نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی عورت ہر گز ہرگز بلا محرم کے سفر نہ کرے، اتنے میں ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ فلاں فلانغزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے جارہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرآؤ)۔

عورت کا بلا محرم سفر کرنا بالکل حرام ہے :

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا یحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا مع ذی محرم علیها'' (کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز ہی نہیں ہے کہ وہ بلا محرم ایک دن ایک رات کا بھی سفر کرے)۔

غور طلب بات یہ ہے کہ جہاد جیسے اہم فریضہ کے مقابلے میں آپ ﷺ نے اس شرط کا لحاظ فرمایا اور شوہر کو بیوی کے ساتھ جانے کا حکم دیا، نیز سفر شرعی تین دن تین رات میں طے ہونے والی مسافت ہے، مگر یہاں آپ نے ایک دن ایک رات میں طے ہونے والی مسافت کے لیے بھی محرم کو شرط قرار دیا اور صاف فرمایا کہ عورت کے لئے حلال ہی نہیں کہ وہ بلا محرم سفر کرے، البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر ثقہ عورتوں کی جماعت ہو اور ہر طرح سے امن اور اطمنان ہو تو بلا محرم کے بھی سفر حج پر جاسکتی ہے، امام مالکؒ کے اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے بعض دیگر علماء نے بھی اس کی اجازت دی ہے، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مسلک غیر پر فتوی کی اجازت کب ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کی اجازت اسی وقت ہے جب کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، حرج عظیم لازم آتا ہو، مثلا مفقود الخبر شوہر کے سلسلے میں فقہاء احناف نے چند شرائط کے ساتھ امام مالکؒ کے مسلک پر فتوی دیا ہے، لیکن یہاں اس طرح کی

ضرورت نہیں ہے کہ اپنے مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسلک پر عمل کیا جائے، کیوں کہ محرم کے بغیر تو حج فرض ہی نہیں تو یہاں کونسی ضرورت پیش آگئی، لہذا بلا ضرورت شدیدہ اپنے مسلک کو چھوڑ کر دوسرے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت نہ دی جائے اورحج کے بجائے دوسرے اعمال صالحہ بہت سے ہیں ،خواتین انہیں بجا لائیں ،حج کا مقصد گناہ معاف کرانا ہے، اب گناہوں کو معاف کرانے کے لئے خود گناہ ہی کا راستہ اختیار کیا جائے، یہ کہاں کی دانشمندی ہے؟

(۳)محفوظ نظام سفر کی صورت میں بھی عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے:

جب عورت کے سفر کے لئے محرم کا ہونا نص صریح سے ثابت ہے تو پھر چاہے سفر محفوظ ہو یا مخدوش بہر صورت محرم کا ہونا ضروری ہے، بغیر شوہر یا محرم کے اگر عورت سفر پر جائے گی تو گنہ گار ہوگی، چاہے حرمین کاہی سفر کیوں نہ ہو، یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کل گزشتہ زمانے کے بالمقابل سفر محفوظ ہوچکا ہے اور ایسا بہت ہوتا ہے کہ مثلا ہندوستان میں کسی خاتون کے رشتہ دار جہاز پر سوار کرادیتے ہیں اور اُدھر دوسرے ملک یادوسرے شہر میں اس کا شوہر اسے لے لیتا ہے، لیکن جب یہ بات طے ہوگئی کہ سفر میں محرم کا ہونا لابدی شرط ہے تو پھر اس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا، رہی بات کہ آج کل سفر محفوظ ہوگیا ہے اور عورت ہر طرح سے محفوظ رہ سکتی ہے کافی حد تک درست ہے، لیکن خطرات اور اندیشے اب بھی باقی ہیں اور آئے دن اخبارات ورسائل میں اس طرح کی خبریں شائع ہوتی ہیں کہ آج ایرپورٹ میں یا دوران پرواز جہاز میں فلانی خاتون کو جنسی ہراسانی کا نشانہ بنایا گیا، نیز عورت کے تنہا سفر کی صورت میں ناجائز تعلقات کا قوی امکان رہتا ہے، جیسا کہ آئے د ن اس طرح کے ناخوشگوار واقعات پیش آتے رہتے ہیں، بے شک رشتہ دار وں نے جہاز پر بٹھادیا، بلکہ ایر پورٹ پر چھوڑ آئے اس کے بعد بھی بہت سے مراحل ہوتے ہیں، ایسابہت ہوتا ہے کہ لڑکی رشتہ داروں سے چھپا کر اپنا نظام مرتب کرتی ہے اور اپنے آشناؤں سے تعلقات استوار کرتی ہے، یوں بھی جب عورت نکلتی ہے تو شیطان اسے تاک جھانک کرتا ہے ،اس کے دل میں وساوس اور غلط خیالات ڈالتے رہتا ہے، ایسے میں اگر کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو تو کچھ بھی ہوسکتا ہے، عورت کا بلا محرم سفر کرنا بالکل حرام ہے، اس سلسلے میں کافی احادیث صحیحہ موجود ہیں، مثلا صحیح بخاری میں ہے: ‘‘لاتسافر امرأة ثلاثا إلا ومعها محرم ’’ ۔

(۴۔ الف) عمرہ کی مشتاق خاتون کا بلا محرم سفر پر جانا:

حج جو کہ ایک فریضہ ہے جب اس کے لئے محرم کی شرط رکھی گئی اور محرم کی استطاعت نہ رکھنے کی صورت میں اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا تو عمرہ تو ایک نفلی عمل ہے، اس کے لئے ایک حکم صریح کو توڑنے کی اجازت کس طرح ہوگی، ایک نفلی عبادت کے لئے ایک صریح حرام کا ارتکاب نہ تو عقلا درست ہے اور نہ ہی شریعت

اس کی اجازت دیتی ہے، شوق بھی وہی معتبر ہے جو دائرہ شرع میں ہو، غیر شرعی شوق اورخواہش چاہے وہ عبادت ہی کی قبیل سے ہو، شریعت کی خاطر چھوڑ دینی چاہیے، اگر خود اپنا صرفہ خاتون اٹھاسکتی ہے محرم کی نہیں اور عمرہ کی فضیلت وبرکت بھی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ کسی کو عمرہ کے لئے بھیج دے، اس طرح عمرہ کا ثواب بھی مل جائیگا اور شریعت کا حکم بھی اپنی جگہ برقرار رہے گا، حدیث شریف میں آتا ہے: ''لاتسافر امرأة إلا مع ذی محرم'' ۔

علامہ ابن بازؒسے پوچھا گیا کہ اگر خاتون کو ا س کے رشتہ دار ایر پورٹ پر لا کرچھوڑ دیں اور مطلوبہ ایرپوٹ سے اس کا شوہر یا کوئی محرم آکر اس کو لے لے تو کیا اس صورت میں عورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے، اس پر آپ نے جو جواب لکھا ہے وہ قابل توجہ ہے، وہ فرماتے ہیں:''السفر بغیر محرم ولو کان معها من یوصلها إلی المطار ومن یتلقاها فی المطار والمقصود أن السفر ممنوع إلا بمحرم والخطر علی النساء إذا ذہبن بغیر محرم خطر کبیر والذی یتلقاها فی المطار قد لا یتلقاها قد یکون معها مواعید فی الطائرة مع بعض الناس'' (فتاوی الامام ابن باز)۔

(۵) سفر حج کے لئے محرم کی شرط کی حیثیت اور ائمہ کا اختلاف:

یہ بات بڑی تفصیل سے آچکی ہے کہ احناف کے یہاں سفر شرعی کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے: چاہے عورت سفر حج کرے یا کوئی اور سفر، اس سلسلے میں احادیث اور فقہاء کے اقوال تفصیل سے موجود ہیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ سطور بالا میں آچکا ہے ، البتہ حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے یہاں اس سلسلے میں قدرے تسہیل ہے اور وہ قابل اطمنان خواتین کے قافلہ کے ساتھ عورت کے بلا محرم بھی سفر کو درست قرار دیتے ہیں،ہمارے یہاں تو محرم دستیاب نہ ہونے یا اس کا صرفہ نہ ہونے کی صورت میں عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، لیکن امام مالکؒ کے یہاں نہ صرف عورت قابل اطمنان عورتوں کے قافلے کے ساتھ سفر کر سکتی ہے، بلکہ عورت کی جماعت کی صورت میں اس پر حج لازم ہوگا ،امام شافعیؒ کے یہاں اگر کوئی ایک قابل بھروسہ خاتون مل گئی تو اس پر حج لازم ہوجاتا، چنانچہ شارح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب مرقات المفاتیح میں فرماتے ہیں: ''وقال مالکؒ یلزمها إذا کان معها جماعة النساء وقال الشافعیؒ یلزمها إذا کان معها امرأة ثقة''۔

لیکن شمنی نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا مسلک ایک ہی لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: ''مذہب مالک: إذا وجدت المرأة صحبة مأمونة لزمها الحج لأنہ سفرمفروض کالہجرة ومذہب الشافعی:إذا وجدت سفرة ثقات فعلیها أن تحج معهن'' (المرقات۵؍۳۸۶)۔

(۶) حج کمیٹی یا ٹور کے قافلے کے ساتھ بلا محرم حج کے لئے جانا :

بنیادی شرط عورت کے سفر کے لئے محرم کا ہونا اس میں کوئی شک نہینکہ حج کمیٹی یا حج ٹور والے کے اپنے انتظامات ہوتے ہیں ،عورت کی جان ،مال، عزت وآبرو

کے سلسلے میں خطرات نہیں ہوتے ہیں، لیکن حدیث شریف میں عورت کے لئے بلا محرم سفر کو مطلقا حرام قرار دیا گیا ہے، اس میں اس طرح کی کوئی قید نہیں کہ اگر خطرات ہوں تو بلا محرم سفر کی اجازت نہیں اور خطرات نہ ہوں تو اجازت ہے اور بلا ضرورت واقتضاء کے حدیث شریف کے اطلاق کو ختم کر کے اسے مقید کرنا شرعا درست نہینہے، اس لئے اگر عورت حنفی مسلک پر عمل کرتی ہے تو اسے بلا محرم سفر کرنے سے گریز کرنا چاہیے ورنہ وہ گنہ گار ہوگی، غنیۃ الناسک میں اس بات کی صراحت موجود ہے: ‘‘الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزا أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين’’(چوتھی چیز محرم کا ہونا ہے یا شوہر کا ایسی عورت کے لئے جو بالغ ہوچکی ہو چاہے وہ بوڑھی ہو اور اس کے ساتھ ثقہ عورتوں اور نیک مردوں کی جماعت ہو)۔

(۷) بوڑھی عورت کا بلا محرم سفر حج کے لئے جانا:

بلوغت کے بعد عورت عمر کے جس مرحلے میں بھی ہو اس کے لئے بلا محرم سفر شرعی کی اجازت نہیں ہے، خطرات کا ناپید ہونا یا کم ہونا اس حکم کی علت نہیں ہے، لہذا چاہے خطرات ہوں چاہے نہ ہوں عورت کے لئے بلا محرم سفر کی اجازت نہیں ہے، علامہ ابن نجم مصریؒ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں: ‘‘وأطلق المرأة فشمل الشابة والعجوز لإطلاق النصوص’’ (البحر، کتا ب الحج)۔

نیز علامہ کاسانی نے بھی اس بات کی پوری وضاحت فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں:‘‘وسواء كانت المرأة شابة أو عجوزا أنها لا تخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روينا لا يفصل بين الشابة والعجوز’’ (بدائع الصنائع، کتاب الحج) (یعنی چاہے عورت جوان ہو چاہے بوڑھی کوئی فرق نہیں ہے، وہ شوہر یا محرم کے بغیر نہیں نکلے گی، کیوں کہ جو حدیث ہم نے روایت کی اس میں جوان اور بوڑھی کے درمیان کو ئی تفصیل نہیں ہے)۔

صاحب البحر الرائق نے اس سلسلے میں فقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں:‘‘وأجمعوا على أن العجوز لا تسافر بغير محرم ولا تخلو برجل شابا كان أو شيخا’’ (فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بوڑھی (بھی) بغیر محرم کے سفر نہیں کرے گی اور نہ ہی کسی جوان یا بوڑھے کے ساتھ تخلیہ) (البحر۱،۸۷)، البتہ فقہاء کرام نے ایسی خاتون کے لئے یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے صرفہ کے ساتھ محرم کا صرفہ نہ ہونے کی وجہ سے جو حج نہ کر سکی تو کسی کو وصیت کرجائے اور اس کے ثلث مال سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیج دیا جائے ،علامہ علاء الدین حصکفیؒ فرماتے ہیں :‘‘فيجب الإيصاء إن منع المرض أو خوف الطريق أولم يوجد زوج ولا محرم ، وفى الفتاوى الخانية على هامش الهندية۱،۳۰۸، المرأة إذا لم تجد محرما لا تخرج إلى الحج إلا أن تبلغ الوقت الذى تعجز عن الحج فحينئذ تبعث من يحج عنها وأما قبل ذلک لا يجوز الحج لتوهم وجود المحرم’’ واللہ اعلم بالصواب۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر

مولانا مظاہر حسین عماد قاسمی•

جواب (۱): مسافت حکم کی بنیاد نہیں ہے:

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلے میں حکم کی بنیاد مسافت نہیں ہے، بلکہ تین شب وروز، یا دو شب وروز یا ایک شب وروز کی مدت ہے۔

احناف کی رائے:

ہدایہ میں ہے:

''عورت کے معاملے میں اس بات کا اعتبار کیا جائے گا کہ اس کے لئے ایک محرم ہو، یا اس کا شوہر ہو، جس کے ساتھ وہ حج کرے، اگراس عورت اور مکہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہو تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے حج کرے۔

اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ عورت کے لئے حج کرنا جائز ہے، اگر وہ جماعت کے ساتھ نکلے، اور اس جماعت کے ساتھ قابل بھروسہ عورتیں ہوں، اس لئے کہ قابل بھروسہ عورتوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے امن حاصل ہوجاتا ہے۔

اور ہماری دلیل نبیﷺ کا قول ہے ''عورت بغیر محرم کے سفر حج نہ کرے ''۔

اور اس لئے کہ بغیر محرم کے عورت پر فتنے کا خوف ہے، اور یہ فتنہ بڑھ جاتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی اور مل جائے، اور اسی لئے اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے، اگرچہ اس کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی اور ہو۔

برخلاف اس کے جب اس کے اورمکہ کے درمیان تین دنوں سے کم کی مسافت ہو، اس لئے کہ اس صورت میں عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر کرے '' (ہدایہ، کتاب الحج۱،۱۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)۔

البحر الرائق میں ہے:

''اور (ان کا قول عورت کے لئے سفر میں محرم یا شوہر کا ہونا) یعنی محرم یا شوہر کی شرط کے ساتھ عورت کے لئے سفر حج جائز ہے (یعنی بغیر محرم یا شوہر کے سفر حج کرنا جائز نہیں ہے) جیسا کہ صحیحین میں ہے: ''کوئی عورت بغیر محرم کے تین دنوں کا سفر نہ کرے۔

اور سفر کے ساتھ مقید کیا، اور وہ (یعنی سفر) تین دن اور تین راتیں ہیں، اس لئے

• جامعہ اسلامیہ شانتاپورم کیرالہ۔

کہ کسی ضرورت کے تحت بغیر محرم کے تین دنوں اور تین راتوں سے کم کے سفر میں عورت کا نکلنا جائز ہے۔

یعنی اگر عورت معتدہ نہ ہو تو تین دنوں اور تین راتوں سے کم کے سفر میں بغیر محرم کے نکلنا جائز ہے۔

اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک دن کی مسافت کے لئے بھی بغیر محرم کے نکلنا مکروہ ہے۔

زمانے (دسویں صدی ہجری میں تقریبا پانچ سو سال پہلے) میں فساد کی وجہ سے مناسب یہی ہے کہ اسی پر فتوی دیا جائے " (البحر الرائق مع متن کنز الدقائق۲،۵۵۲، طبع زکریات بک ڈپو دیوبند)۔

مالکیہ کی رائے:

حاشیۃ الدسوقی میں نقل کیا ہے:

''اور اس کا حاصل یہ ہے کہ استطاعت جو حج کے واجب ہونے کی شرط ہے، وہ نفس (یعنی جان) اور مال کی حفاظت کے ساتھ بغیر بڑی تکلیف کے (مکہ تک) پہنچنے کے امکان سے عبارت ہے۔

اور عورت کے حق میں ایک اضافی شرط ہے کہ وہ اپنے محارم میں سے کسی محرم کو پائے جو اس کے ساتھ سفر کرے، یا اس کا شوہر اس کے ساتھ سفر کرے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے" (رواہ البخاری فی کتاب تقصیر الصلاۃ، حاشیۃ الدسوقی۲،۲۰۹، دار لکتب العلمیہ بیروت)۔

شوافع کی رائے:

مغنی المحتاج شرح منہاج الطالبین میں ہے:

''اور عورت کے مسئلے میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم نکلے، یا قابل بھروسہ عورتیں نکلیں (منہاج الطالبین)۔

اس لئے کہ اس کا اکیلے سفر کرنا حرام ہے، اگرچہ وہ قافلے میں ہو، اس لئے کہ (بغیر شوہر، یا بغیر محرم یا بغیر قابل بھروسہ عورتوں کے سفر میں) خود عورت کے (کسی مرد کی طرف) مائل ہوجانے، اور (کسی مرد کی طرف سے) فریب خوردہ ہونے کا ڈر ہے۔

اور صحیحین میں ہے: ''کوئی عورت دو دن کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا شوہر یا ذو محرم ہو " اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے ''عورت سفر نہ کرے مگر ذو محرم کے ساتھ " (مغنی المحتاج شرح منہاج الطالبین۱،۲۶۷، طبع بیروت)۔

حنابلہ کی رائے:

المغنی میں ہے:

‘‘ہماری دلیل وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے بغیر محرم ایک دن کی مسافت کا سفر کرنا حلال نہیں ہے ’’ (المغنی لابن قدامہ۳؍۲۳۷، بیروت)۔

جواب (۲): حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک زوج یا محرم کا ہونا ضروری ہے:

احناف وحنابلہ کے نزدیک سفر میں عورت کے ساتھ زوج یا محرم کا ہونا ضروری ہے، زوج یا محرم کی معیت کے بغیر نہ سفر حج واجب ہوگا اور نہ ہی یہ سفر جائز ہوگا۔

احناف علماء کی رائے:

(۱) ‘‘یشترط أن یصحب المرأة فی سفر الحج زوجہا أو محرم منہا، إذا کانت المسافة بینہا وبین مکة ثلاثة أیام، وہی مسیرة القصر فی السفر، وإلی ہذا ذہب الحنفیة والحنابلة’’ (الموسوعة الفقہیہ ۱۷؍۳۵، کویت)۔

(شرط یہ ہے کہ سفر حج میں عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا کوئی محرم ہو، اگر اس کے اور مکہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہو، اور وہ سفر میں قصر کی مسافت ہے، حنفیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے)۔

۲۔ ‘‘ویعتبر فی المرأة أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما إذا کان بینہا وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام’’ (الہدایہ۱؍۱۳۳، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبان، الطبعة ۱۴۱۵ھالموافق۱۹۹۵ء)۔

(عورت کے معاملے میں اس بات کا اعتبار کیا جائے گا کہ اس کے لئے ایک محرم ہو یا اس کا شوہر ہو جس کے ساتھ وہ سفر حج کرے، اگر اس عورت اور مکہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہو)۔

حنابلہ کی رائے:

‘‘وحکم المرأة إذا کان لہا محرم کحکم الرجل’’ (متن المقنع)۔

‘‘ظاہر ہذا أن الحج لا یجب علی المرأة لا محرم لہا لأنہ جعلہا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج، فمن لا محرم لہا لا تکون کالرجل، فلا یجب علیہا الحج، وقد نص علیہ أحمد، فقال أبوداؤد:قلت لأحمد: امرأة موسرة لم یکن لہا محرم ہل یجب الحج؟ قال: لا ، العبارة للمغنی’’ (المقنع والمغنی والشرح الکبیر۳؍۱۹۲ دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة ۱۹۸۴ء)۔

(عورت کا حکم مرد کے حکم کی طرح ہے، اگر عورت کے لئے محرم ہو (امام خرقی کی کتاب مقنع کا متن)۔

اس (عبارت) کا ظاہر یہ ہے کہ اس عورت پر حج واجب نہیں ہے جس عورت کے پاس کوئی محرم نہ ہو، اس لئے کہ انہوں نے (امام خرقی نے) حج کے واجب ہونے میں اس عورت کو مرد کی طرح بنا دیا ہے جس عورت کے پاس کوئی محرم ہو۔

اور اس (مسئلے) میں امام احمد بن حنبل کی صراحت موجود ہے، امام ابوداؤدنے فرمایا کہ میں نے امام احمد سے کہا ''ایک مالدار عورت ہے جس کے پاس محرم نہیں ہے، کیا اس پر حج واجب ہے، تو امام احمدؒ نے فرمایا نہیں)۔

مالکیہ کی رائے:

مالکیہ بھی عورت کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ سفر میں اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، یا شوہر ہو، مگر اگر کوئی محرم نہ ہو اور شوہر نہ ہو، یا محرم اور شوہر بیماری وغیرہ کی وجہ سے سفر کرنے کے لائق نہ ہو، یا محرم اور شوہر اجرت دینے پر بھی سفر کے لئے تیار نہ ہو تو مالکیہ رفقۂ مامونہ (قابل اعتماد ساتھیوں کی جماعت) کے ساتھ عورت کو سفر کی اجازت دیتے ہیں:

''والحاصل أن السفر إذا كان فرضاً جاز لها أن تسافر مع المحرم والزوج والرفقة۔

وأما لو امتنع الزوج والمحرم من السفر معها إلا بأجرة لزمتها وحرم عليها حينئذ السفر مع الرفقة المأمونة، وأكثر ما نقله أصحابنا اشتراط النساء للرفقة المامونة'' (حاشیہ الدسوقی۲،۲۱۰، دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان)۔

شوافع کی رائے:

''وفی المرأة أن يخرج معها زوج أو محرم أو نسوة ثقات'' (منہاج الطالبین، مغنی المحتاج مع متنہ منہاج الطالبین۱،۲۶۷، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان)۔

(اور عورت کے مسئلے میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا کوئی محرم سفر میں نکلے، یا اس کے ساتھ قابل اعتماد خواتین سفر میں نکلیں)۔

ثقہ عورتوں کے ساتھ سفرحج کاحکم:

احناف اور حنابلہ کے نزدیک محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج نہ واجب ہے اورنہ جائز ہے، مگر مالکیہ اور شوافع کے نزدیک ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر حج جائز ہے، احناف اور حنابلہ نے ان احادیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے جن میں عورتوں کو بغیر محرم کے تین دن، یا دو دن یا ایک دن کا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، یا اس سفر کو غیر حلال کہا گیا ہے، جب کہ مالکیہ اورشوافع نے ان احادیث کے ظاہر پر توجہ کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد پر توجہ مبذول کی ہے۔

چونکہ مرد وعورت میں جنسی کشش فطری ہے اور احادیث میں بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کی ممانعت کا جو مقصد ہے، وہ عورت کی عصمت کی حفاظت ہے۔

شوافع کو نسوۃ ثقات (قابل اعتماد عورتیں) اور مالکیہ کو رفقۃ مامونۃ (قابل اعتماد جماعت) کی شکل میں عورت کی حفاظت کا مقصد پورا ہوتا نظر آیا، اس لئے شوافع نے قابل اعتماد عورتوں اور مالکیہ نے قابل اعتماد جماعت کے ساتھ عورت کو سفر حج کرنے کی اجازت دی ہے۔

میری رائے:

موجودہ حالات میں جب کہ دنیا کے کسی بھی کونے سے مکہ ایک دن سے کم میں پہنچا جاسکتا ہے، اور احادیث میں بھی یہ نہیں ہے کہ سولہ فرسخ یا اڑتالیس میل کی مسافت کا سفر عورت کے لئے بغیر محرم کے جائز نہیں ہے، بلکہ تین دنوں کی مسافت، دو دونوں کی مسافت اور ایک دن کی مسافت کا ذکر ہے، جب کہ عہد رسول میں جانوروں کی پیٹھ پر یا پیدل سفر ہوتا تھا، جبکہ آج کا سفر اے سی بس اور ہوائی جہاز سے ہوتا ہے، آج جدہ سے مکہ ننانوے کلو میٹر کا سفر اے سی بس سے صرف سوا گھنٹے میں ہوجاتا ہے، جب کہ عہد رسول ﷺ میں اتنی مسافت کے لئے دویا تین دن لگتے تھے۔

لہذا میری رائے یہ ہے کہ موجودہ حالات میں اگر عورت خود عقلمند اور ہوشیار ہو، پڑھی لکھی ہو، تو اس کو ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر حج کرنا جائز ہے۔

عقلمند، ہوشیار اور پڑھی لکھی کی شرط واجبی نہیں ہے، بلکہ ایسی عورت ہر وقت دوسروں کی محتاج نہیں ہوگی، وہ خود سے اکیلے طواف وسعی کرسکتی ہے، حرمین کے مختلف متبرک جگہوں میں عبادت کرسکتی ہے، اگر کبھی اکیلے پڑجائے تو اپنی قیام گاہ پر بآسانی پہنچ سکتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس عورت کے مامون ومحفوظ ہونے کا ظن غالب ہو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر حج کرے۔

جواب (۳):

مندرجہ بالا صورت میں عورت کا بغیر محرم کے سفر جائز ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورت کو بغیر محرم کے ایک تا تین شب وروز کی مدت سے منع کیا ہے، اور بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان سے سعودیہ کا سفر دس گھنٹے سے کم کا ہے، دہلی تا جدہ کی مسافت پونے چھ گھنٹے اور دہلی تا ریاض کی مسافت چھ گھنٹے دس منٹ کی ہے۔

دلائل کے لئے سوال (۱) اور سوال (۲) کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

مگر اس صورت میں عورت کا بغیر محرم کے سفر کراہت اور اندیشوں سے خالی نہیں ہے، اس صورت کو بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہی استعمال کرنی چاہئے۔

اس طرح کے سفر کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ معاشی اعتبار سے اس قدر کمزور ہو کہ شوہر یا محرم کے اخراجات سفر برداشت کرنا ممکن نہ ہو، یا بہت مشکل ہو۔

۲۔ مرد چار ماہ سے زیادہ بیوی سے دور رہتا ہو، اور اس کے لئے ہر چار ماہ میں بیوی سے ملنا ناممکن ہو، یا بہت مشکل ہو۔

۳۔ بیوی یا خاوند کے بہک جانے کا ڈر ہو۔

۴۔ عورت کو سسرال یا میکے میں باعزت زندگی گذارنا ممکن نہ ہو۔

دلائل:

۱۔ ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’۔

۲۔ ‘‘المشقۃ تجلب التیسیر’’۔

۳۔ ‘‘بخلاف ما إذا کان بینہا وبین مکۃ أقل من ثلاثۃ أیام لأنہ یباح لہا الخروج إلی ما دون السفر بغیر محرم’’ (الہدایہ۱،۱۳۳)۔

میری رائے یہ ہے کہ تین شب وروز یا اس سے زیادہ کا سفر بغیر محرم کے جائز نہیں ہے، اور اگر محفوظ نظام سفر ممکن ہو تو بقدر ضرورت بوقت ضرورت تین شب وروز سے کم کی مدت کا سفر بغیر محرم کے جائز ہے۔

جواب (۴):عمرہ کا حکم:

مالکیہ اور اکثر حنفیہ کے نزدیک زندگی میں ایک بار مستطیع کے لئے عمرہ سنت مؤکدہ ہے، بعض احناف کے نزدیک واجب ہے، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک فرض ہے۔

بغیر محرم کے عمرے کے سفر کا حکم:

احناف اور حنابلہ کے نزدیک بغیر محرم کے حج فرض کا سفر بھی جائز نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک رفقہ مامونہ کے ساتھ صرف فرض حج کا سفر کرنا جائز ہے، شوافع کے نزدیک دو یا دو سے زیادہ ثقہ عورتوں کی موجودگی میں حج فرض کا سفر کرنا واجب ہے، اور ایک ثقہ عورت کی موجودگی میں حج فرض کا سفر کرنا جائز ہے۔

ان تمہیدات کی روشنی میں عمرہ کی بہت مشتاق، بیوہ محرم سے محروم اور محرم کے اخراجات عمرہ ادا کرنے سے مجبور عورت صرف شوافع کے مسلک کے حساب سے ثقہ عورتوں یا ایک ثقہ عورت کے ساتھ سفر عمرہ کرسکتی ہے۔

میری رائے:

اگر دوسری عورتیں رشتہ دار یا جان پہچان کی ہوں، اور وہ قابل بھروسہ ہوں، اور بغیر محرم کے سفر کرنے والی عورت کو اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کا مکمل یقین ہو، تو عمرہ کی بہت مشتاق، بیوہ، محرم سے محروم اور محرم کے اخراجات عمرہ ادا کرنے سے مجبور خاتون دوسری خواتین کے ساتھ مل کر عمرہ کے لئے جاسکتی ہیں۔

دلائل:

احادیث میں اکیلے سفر کرنے والے ایک مرد، یا ایک ساتھ سفر کرنے والے دو مردوں کو شیطان کہا گیا ہے، مگر چونکہ مرد کو صرف جان کا خطرہ ہوتا ہے، عصمت کا خطرہ نہیں ہوتا، اس لئے احادیث میں لا یحل (حلال نہیں ہے) کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، عورت چونکہ طبعی طور سے کمزور بھی ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ عصمت وعفت ضائع ہوجانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے، اس لئے اسے بغیر محرم کے ایک دن تا تین دن کے

سفر کرنے سے منع کردیا گیا۔

عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی ممانعت کا مقصد صرف اور صرف اس کی عصمت کی حفاظت ہے۔

لہذا وہ سفر عمرہ جس میں رشتہ دار اور جان پہچان کی عورتیں ہوں، اور گھر سے لے کر حرمین تک، ایئرپورٹ، اور مکہ اور مدینہ کے ہوٹل وغیرہ میں خواتین کے لئے مناسب انتظامات ہوں، اور عورت کی عصمت کی حفاظت کا مکمل یقین ہو تو خاتون کو بغیر محرم کے سفر کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

جواب (۵):

''اختلفوا فی الزوج أو المحرم ہل ہو شرط وجوب، أو شرط للزوم الأداء بالنفس، ذہب المالکیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ فی الراجح عندہم، وہو روایۃ عن أبی حنیفۃ إلی أن المحرم شرط وجوب الحج، ویحل محلہ عند فقدہ الرفقۃ المأمونۃ عند الشافعیۃ والمالکیۃ۔

والراجح عند الحنفیۃ أن الزوج أو المحرم شرط للزوم الأداء بالنفس'' (الموسوعۃ ۳۶،۱۷، الطبعۃ الرابعہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، الکویت)۔

(سفر حج کے لئے محرم کی شرط شرط وجوب ہے یا شرط ادا ؟ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا راجح مذہب یہ ہے کہ یہ شرط وجوب حج ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک محرم نہ ہونے کے وقت رفقہ مامونہ اس کا قائم مقام ہوجاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک راجح مذہب یہ ہے کہ زوج یا محرم کی شرط لزوم ادائیگی کی شرط ہے)۔

میری رائے:

سفر حج کے لئے محرم کی شرط لزوم ادائیگی کی شرط ہے۔

جواب (۶): حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر:

محرم سے محروم، یا محرم کے اخراجات حج ادا کرنے سے مجبور، اور حج کی استطاعت رکھنے والی خاتون، حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلے کے ساتھ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر حج کرسکتی ہے:

۱۔ رشتہ دار اور جان پہچان کی کم از کم ایک ثقہ عورت قافلے کے ساتھ ہو، اگر دو یا زیادہ ہو تو بہت بہتر ہے۔

۲۔ حج کمیٹی اور حج ٹور والے یہ گارنٹی دیں کہ عورتوں کو ہوائی جہاز اور ہوٹلوں میں مردوں کے ساتھ نہیں رکھا جائے گا۔

۳۔ سفر حج تین دن اور تین رات سے کم کا ہو۔

۴۔ جان وآبرو کی حفاظت کا مکمل یقین ہو۔

۵۔ حج کمیٹی اور حج ٹور کے افراد قابل اعتماد ہوں۔

جواب (۷):معمر خواتین اور شرط محرم:

محرم کی شرط کے سلسلہ میں معمر خواتین اور نوجوان خواتین کے درمیان فرق نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ خود نبیﷺ نے ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے، خاتون معمر ہو یا نوجوان کم وبیش دونو نکے ساتھ فتنہ کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔

معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، مگر ضعف اور کمزوری کے سبب دوسروں کی مدد کی ضرورت بڑھ جاتی ہے، اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ معمر اور غیر معمر خواتین میں کوئی فرق نہیں ہے، اور تین دن اور تین رات سے زیادہ کے سفر کے لئے محرم کا یا شوہر کا سفر میں ہونا ضروری ہے، اگرچہ سفر مامون ہو، اور پہلے سے خطرہ معلوم نہ ہو، عام طور سے ہوائی جہاز کا سفر مامون ہوتا ہے۔

اور اگر حالات کشیدہ ہوں، اور فتنے میں پڑجانے کا اندیشہ ہو تو عورت کو بغیر محرم کے گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں ہے، ‘‘ولا تلقوا بأیدیکم إلی التہلکۃ’’ (البقرہ: ۱۹۵) (اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو)۔

سفر حج میں شرط محرم اور معمر خواتین:

سفر حج چونکہ ایک پاکیزہ اور مقدس جذبے کے تحت ہوتا ہے، اور مکہ تک کا سفر بھی ہوائی جہاز اور تیز رفتار بسوں اور کاروں سے چند گھنٹوں میں ہوجاتا ہے، ایسی صورت حال میں اگر حج کمیٹی، اور حج وعمرہ ٹور کے افراد یہ یقین دہانی کرائیں کہ ہوٹلوں میں عورتوں کے قیام کا انتظام الگ کمروں میں ہوگا، اور حج کمیٹی اور حج وعمرہ ٹو ر کے افراد پر بھروسہ بھی ہو، تو محرم، شوہر اور ثقہ عورت میسر نہ ہونے کی صورت میں پینتالیس سال یا اس سے زیادہ عمر کی معمر خواتین سفر حج اور سفر عمرہ کرسکتی ہیں۔

اسلام میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنا

مولانا عبد المنان قاسمی•

تمہید:

خواتین کا سفر شرعی کے لئے محرم یا شوہر کا ہمراہ ہونا مندرجہ ذیل روایات کی بنیاد پر شرط ہے:

* ‘‘عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہﷺ : لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو أخوہا أو زوجہا أو ابنہا أو ذو محرم منہا’’ (بخاری، رقم الحدیث: ۱۱۹۲، مسلم: ۸۲۷، ابوداؤد: ۱۷۲۶)۔

* ‘‘عن ابن عباسؓ قال قال النبیﷺ: لا تسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم ولا یدخل علیہا رجل إلا ومعہا محرم فقال رجل یا رسول اللہ إنی أرید أن أخرج فی جیش کذا وکذا وامرأتی ترید الحج فقال: اخرج معہا’’ (بخاری شریف، باب حج النساء ۱/۲۵۰، مسلم شریف ۱/۴۳۲)۔

* ‘‘عن ابن عباسؓ قال لا تحجن المرأۃ إلا ومعہا ذو محرم’’ (دارقطنی۱/۱۹۹)۔

* ‘‘عن أبی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہﷺ: لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ إلا مع ذی محرم علیہا’’ (موطا امام مالک، صحیح البخاری ومسلم، ابوداؤد)۔

مذکورہ روایات کی بنیاد پر حنفی مذہب کے فتاوی:

* ‘‘المحرم فی حق المرأۃ شابۃ کانت عجوزاً إذا کانت بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام’’ (الفتاوی التاتارخانیہ۳/۴۷۴ زکریا)۔

* ‘‘ویعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما’’ (ہدایہ، کتاب الحج، اشرفی دیوبند)۔

* ‘‘وأما الذی یختص النساء فشرطان:أحدہما:أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا ...إلی ... أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ’’ (بدائع قدیم ۲/۱۲۲)۔

* ‘‘النوع الثانی:شروط الأداء وہی التی إن وجدت بتمامہا مع شروط الوجوب وجب أداءہ بنفسہ، إن فقد بعضہا مع تحقق شروط الوجوب فلا یجب الأداء وہی خمسۃ ...إلی ... والمحرم أو الزوج للمرأۃ’’ (شامی کتاب الحج۳/۴۵۶ زکریا)۔

* ‘‘ومنہا للمرأۃ شابۃ کانت أو عجوزا إذا کانت بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام’’ (فتاوی

• استاذ دار الحدیث پرمائی وٹی، آسام۔

ہندیہ۱،۱۸)۔

* ‘‘فلو کان معہا محرم فلہا أن تحج مع المحرم فی الحجۃ الفریضۃ’’ (بدائع۲،۳۰۰، فتاوی تاتارخانیہ ۴۷۵،۸)۔

* ‘‘ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراہۃ ، وفی الشامیۃ: أی التحریمیۃ للنہی فی حدیث الصحیحین، لا تسافر امرأۃ ثلاثاً إلا معہا محرم’’ (شامی کراچی۲،۴۶۵، زکریا۳،۴۶۵)۔

* ‘‘والمرأۃ فی وجوب الحج علیہا کالرجل غیر أن لہا شرطین شابۃ کانت أو عجوزاً:أحدہما أن یکون خروجہا مع زوجہا أو مع ذی رحم محرم’’ (فتاوی تاتارخانیہ۳،۴۷۵ زکریا)۔

* ‘‘أو زوج بالغ أو محرم بالغ عاقل مع وجوب النفقۃ لمحرمہا علیہا ... وہل یلزم التزوج؟ قولان (درمختار) وفی الشامیۃ قولہ مع زوج أو محرم ہذا وقولہ مع عدم عدۃ علیہا، شرطان مختصان بالمرأۃ وقولہ ہل یلزم التزوج قولان: ہما مبنیان علی أن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب الأداء ، والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض أو خوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم ویجب علیہا التزوج عند فقد المحرم وعلی الأول لایجب شئی من ذلک کما فی البحر وصحح الأول فی البدائع ورجح الثانی فی النہایۃ تبعاً لقاضی خان واختارہ فی الفتح’’ (درمختار مع الشامی۲،۴۶۴ کراچی، ۳،۴۶۴ زکریا)۔

* ‘‘ثم صفۃ المحرم أن یکون ممن لا یجوز لہ نکاحہا علی التأبید أما بالقرابۃ أو الرضاع أو الصہریۃ، لأن المحرمۃ المؤبدۃ تذیل التہمۃ فی الخلوۃ’’ (بدائع الصنائع، کتاب الحج فصل فی شروط الوجوب قدیم۲،۱۲۴، جدید زکریا ۲،۳۰۰)۔

ان احادیث وروایات اور تصریحات فقہاء کے ذکر کے بعد بالترتیب سوالات کے جوابات رقم کئے جاتے ہیں:

جواب نمبر ۱ : خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیا دہے۔

جواب نمبر ۲ : سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کے سلسلہ میں فقہاء کرام کے مذاہب مندرجہ ذیل ہیں:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر شرعی میں عورت کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے، جیسے ہدایہ میں ہے: ‘‘ویعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما’’ (ہدایہ۱،۲۳۳ ، اشرفی، مزید دلائل اوپر گذر چکے ہیں)۔

امام مالکؒ، امام شافعی، امام اوزاعی، امام حمادؒ، امام محمد بن سیرینؒ و غیرہ کے نزدیک قابل اعتماد لوگونکے ساتھ عورت کے لئے بلا محرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے:‘‘قال مالکؒ تخرج مع جماعۃ النساء، قال الشافعی تخرج مع ثقۃ حرۃ مسلمۃ، قال ابن سیرین: تخرج مع رجل من المسلمین، قال الأوزاعی:تخرج مع قوم عدول’’۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بلا محرم یا بلا شوہر عورتوں کی جماعت کے ساتھ یا قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے: ‘‘وإن المحرم لیس بشرط فی الحج الواجب قال الأثرم: سمعت أحمد یسئل ہل یکون الرجل محرماً لأم امرأتہ یخرجہا إلی الحج فقال أما فی الحجۃ الفریضۃ فأرجو: لأنہا تخرج مع النساء من کل من أمنتہ وأما فی غیرہا فلا’’ (اوجز المسالک قدیم۳،۷۳۷)۔

اس سلسلہ میں شریعت کا اصل حکم احناف کے نزدیک یہی ہے کہ بغیر محرم یا شوہر مشتہاۃ عورت کے لئے تین منزل (جس کی مسافت شرعی میل کے اعتبار سے ۴۸ میل ہے اور موجودہ زمانہ میں کلو میٹر کے حساب سے ۸۷ کلو میٹر ۷۸۲ میٹر ۴۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے) یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر کرنا جائز نہیں، لیکن باقی ائمہ کرام کے نزدیک اگر محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتونکی ایک جماعت ساتھ ہو اس کو کافی قرار دیا جاسکتا ہے۔

جواب ۳ : یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے لوگ سعودی عرب میں لمبے زمانہ تک ملازمت پر رہتے ہیں اور اس پر ایسی پابندیاں ہیں کہ جب چاہے نہیں آسکتے یا اتنی آمدنی نہیں ہے کہ بار بار وطن آسکے اور ان کی بیویاں تجرد کی زندگی گزار رہی ہیں، بعض دفعہ فتنہ اور معصیت کا اندیشہ سامنے آتا ہے، اور میاں بیوی دونوں دیرینہ ملاقات اور دوری کی وجہ سے پریشان ہیں اور عورت اگر محرم کے ساتھ سفر کے لئے جاتی ہے تو اس کا خرچ بھی برداشت کرنا بہت دشوار ہے تو ایسے پریشان کن حالات میں میا نبیوی دونو نچاہتے ہیں کہ حج کے موسم میں عورت وطن سے محرم کے ساتھ ایئرپورٹ تک پہنچ جائے ادھر سے جدہ یا مدینہ ایئرپورٹ سے بیوی کو شوہر یا محرم ساتھ لے لے اور درمیان کے چار پانچ گھنٹے کا سفر بلا محرم ہوگا، مگر قابل اعتماد لوگوں کے معیت میں ہوگا، اس طرح سے دو کام اور دو فائدے حاصل ہوجائیں گے:

۱۔ میاں بیوی دونوں آپسی ملاقات جس کی وجہ سے فتنہ عظیم اور معصیت سے حفاظت ہوجائے گی۔

۲۔ ایک حج بھی کرلینگے، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر حج کے لئے بھی اتنی لمبی مسافت کا سفر بغیر محرم یا شوہر کے عورت کے لئے جائز نہیں، لیکن امام مالکؒ، امام شافعیؒ، محمد بن سیرینؒ، امام اوزاعیؒ، امام حمادؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قابل اعتماد ثقہ لوگوں کے ساتھ عورت کے لئے بلامحرم اتنا لمبا سفر کرنا جائز ہے، لہذا اوپر ذکر کردہ خاص عذر اور شدید مجبوری میں چند قیودات وشرائط کے ساتھ حنفی مسلک کی عورتوں کے لئے حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعی، امام محمد بن سیرین، امام اوزاعی، اور امام حماد کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

قیودات وشرائط یہ ہیں:

۱۔ میاں بیوی طول فراق کی وجہ سے پریشان ہوں۔
۲۔ ایسی قابل اعتماد لوگوں کے ساتھ سفر ہو جس میں عورتیں بھی ہوں۔
۳۔ ایسی قابل اعتماد عورتوں کے ساتھ جائے جن کے محرم یا شوہر ساتھ ہوں۔
۴۔ ہوائی جہاز کے سفر میں غیر کے ساتھ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔
۵۔ عورت اپنے یہاں کے ایئر پورٹ تک محرم کے ساتھ ہو۔
۶۔ دوسری طرف کے ایئرپورٹ سے شوہر یا محرم لینے کے لئے آجائے پھر ان کے ساتھ حج کرے (انوار مناسک، ملخص)۔

جواب نمبر ۴ : اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو، اس کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو، کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہ ہو یا محرم کے اخراجات کی متحمل نہ ہو تو ایسی عورت حنفی مسلک کے مطابق بلا محرم عمرہ کے لئے نہیں جاسکتی۔

جواب نمبر ۵ : سفر حج کے لئے محرم کی شرط، شرط کی حیثیت رکھتی ہے، ''والذی یختص النساء فشرطان: أحدہما: أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لا یجب علیہا الحج وہذا عندنا ... إلی قولہ ... إن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ'' (درمختار کراچی ۴۶۴،۲)۔

عورت پر حج فرض ہونے کے لئے اپنے ذاتی صرفہ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی مہیا کرنا لازم ہے، ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا یا عورت کے ساتھ عورت کا شوہر سفر حج کو جائے تب لازم ہے، ورنہ نہیں، لہذا اگر محرم یا شوہر عورت کے ساتھ سفر کے لئے میسر نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اگر عورت پر حج فرض ہوچکا ہو اور محرم شرعی کا پورا خرچ بھی مہیا ہوگیا ہو، مگر شوہر عورت کو حج فرض کو جانے سے منع کررہا ہو تو ایسی صورت میں عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حج کا فریضہ ادا کرنے کے لئے محرم کے ساتھ سفر کو جانا جائز ہے (مستفاد: انوار مسالک)۔

جواب نمبر۶: مالی استطاعت کے اعتبار سے ایک عورت پرحج فرض ہے، لیکن کوئی محرم میسر نہیں جس کو وہ اپنے ساتھ لے جائے یا اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے علاوہ ایک اور شخص کے اخراجات برداشت کرسکے، ایسی صورت میں وہ حج کمیٹی یا ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی، چونکہ وجوب ادا کے لئے محرم یا زوج کا ساتھ ہونا احناف کے نزدیک شرط ہے۔

''والذی یختص النساء فشرطان:أحدہما أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج وہذا عندنا'' (درمختار کراچی)۔

''والنوع الثانی: شروط الأداء، وہی التی إن وجدت بتمامہا مع شروط الوجوب وجب أداءہ بنفسہ، وإن فقد بعضہا مع تحقق شروط الوجوب فلا یجب الأداء وہی خمسۃ.....إلی ..... والمحرم أو الزوج للمرأۃ'' (شامی کتاب الحج۴۵۶،۳)۔

‘‘فلو کان معہا محرم فلہا أن تحج مع المحرم فی الحجۃ الفریضۃ’’ (بدائع۲،۳۰۰، فتاوی تاتارخانیہ۸،۴۷۵)۔

لہذا حج کمیٹی یا ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے عورت کاجانا جائز نہیں ہوگا۔

‘‘قال الشافعی یجوز لہا أن تحج بغیرہما إذا خرجت فی رفقۃ ومعہا نساء ثقاۃ لحصول الأمن بالمرافقۃ’’ (ہدایہ۱،۲۳۳)، ‘‘وقال مالک تخرج مع جماعۃ النساء وقال حماد لا بأس للمرأۃ تسافر مع الصالحین بغیر محرم’’، مذکورہ ائمہ کرام کچھ شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں (اوجز المسالک قدیم۳،۷۳۷، نووی۱،۴۳۳ حاشیہ ابوداؤد۱،۲۴۲، مستفاد انوار المسالک)۔

جواب ۷ : محرم یا شوہر ساتھ رہنے کی شرط عورت کو فتنہ سے بچانے اور ہر وقت ضرورت ومدد حاصل کرنے کے لئے ہے، لیکن معمر خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں ان کے لئے اس شرط میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

‘‘وأما العجوز التی لا تشتہی لا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا’’ (الدر المختار کراچی۶،۳۶۸)۔

چنانچہ فتنہ کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے بوڑھی عورت کے لئے گنجائش نقل فرمائی ہے، حضرت تھانویؒ نے اس لئے محرم یا شوہر کی معیت کی شرط سے ساٹھ ستر سالہ عورت کو مستثنی قرار دیا ہے، مگر بوڑھی کمزور عورت کی خدمت کے لئے کسی کا ساتھ میں ہونا ضروری ہے (مستفاد ، امداد الفتاوی۴،۲۰۱)۔

نیز مسلک حنفی کے شہرہ آفاق محدث علامہ انور شاہ کشمیری کی رائے بھی یہی ہے کہ اگر فتنہ اور معصیت کا خطرہ نہ ہو تو بلا محرم سفر کرنا عورت کے لئے بلا کراہت جائز ہے، شاہ صاحب کی عبارت: ‘‘ویجوز عندی مع غیر محرم أیضاً بشرط الاعتماد والأمن عن الفتنۃ’’ (فیض الباری۲،۳۹)۔

‘‘لا بأس للمرأۃ أن تسافر بغیر محرم مع الصالحین’’ (الفتاوی الہندیہ۵،۳۶۶)۔

جبکہ عورت کی عمر ساٹھ ستر کی ہو تو بغیر محرم کے سفر کی گنجائش ہے، جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (امداد الفتاوی۴،۲۰۱، فتاوی دارالعلوم ۶،۵۳۴، ایضاح المناسک،۶۴، کتاب النوازل)، واللہ اعلم۔

خواتین اسلام کا محرم کے بغیر سفر

مولانا محمد شفیق ابن عبد الشکور فلاحی مظاہری•

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد! فقد قال الله تعالىٰ:وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (اٰل عمران ۹۷)، وقال النبی ﷺ : اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاء إِلَّا الْجَنَّةَ ۔

شریعت اسلامیہ نے جو احکام عطاکئے ہیں ،عام طور پران میں مردوعورت دونوں مراد ہوتے ہیں، عام احکام بحیثیت انسان یا مومن نازل ہوتے ہیں، نہ کہ بحیثیت مرد یاعورت جیسے نماز روزہ زکاۃ اورحج وغیرہ کے احکام، یہ عبادتیں جس طرح مردوں کیلئے ہیں، اسی طرح خواتین کیلئے بھی ہیں، البتہ بعض حالات میں عورتوں کی طبیعت ومزاج ، ان کی ساخت فطری کمزوری اور ان کی ساتھ مخصوص بعض احوال کی وجہ سے ان کے لئے بعض عبادتوں میں رخصت ہوتی ہے، جیسے حیض سے بہت سی عبادتوں اوراحکام میں عورتوں کیلئے رخصت ہوتی ہے، اسی طرح بعض عبادتوں کی ادائیگی کی کیفیت میں بھی مردعورت کے امتیاز سے فرق پڑتا ہے، جیسے نمازمیں خواتین کے کھڑے ہونے کی حالت میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ، سجدہ کی ادائیگی کی کیفیت وغیرہ مردوں سے مختلف ہوتی ہے، ایسے تمام حالات میں شریعت نے خواتین کے صنفی خواص کا لحاظ رکھا ہے، اوران کی صنف کے ساتھ جوعوارض مخصوص ہیں ان کی وجہ سے عبادتوں میں سہولت یا بالکل رخصت عنایت کی گئی ہے، اور یہ اس لئے ہے کہ دینِ اسلام دین فطرت ہے، اس میں کوئی بھی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے، لھذا صنف عورت کی فطرت کا تقاضہ یہی ہے کہ مردوں کی طرح خاص مشقت کا انہیں مکلف نہ بنایاجائے، بلکہ ان کے ساتھ خصوصی مراعات ہوں، اسی طرح اللہ تعالی نے ہر صاحب استطاعت پر حج فرض قرار دیا ہے، خواہ وہ مرد ہو یاعورت، فرمان الہی ہے:''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً'' (آل عمران: ۹۷)، اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالی نے مرد وخواتین دونوں پر حج فرض کیا ہے، کیونکہ لفظ ناس جواس آیت میں استعمال ہوا ہے، یہ مذکرومؤنث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے، لھذا صاحب استطاعت خواہ مرد ہو یاعورت دونونپر حج فرض ہے اور صاحب استطاعت وہ ہے جو زاد وراحلہ پر قادر ہو، جیساکہ سنن ترمذی (حدیث نمبر: ۲۹۹۸) میں وارد ہوا: ''فقام رجل فقال : ما السبيل يا رسول الله ؟ قال الزاد والراحلة '' زاد (توشہ) یعنی

• خادم التفسیر والحدیث والفقہ دار العلوم سیندھوا ضلع بڑوانی مدھیہ پردیش الہند۔

انسان کے پاس اتنا مال کہ حج کا پوراخرچہ برداشت کرسکے اور جتنی مدت لگے گی اس مدت کا اہل وعیال کا بھی نفقہ برداشت کرسکے اور راحلہ (سواری) یعنی مکہ معظمہ جانے آنے کیلئے سواری کانظم ہو،اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ صاحب استطاعت وہ ہے کہ جس کے پاس زاد وراحلہ ہو اس پر حج فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

اگر عورت کے پاس یہ چیزیں ہیں تو اس پر بھی حج فرض ہوگا، لیکن اس کے ساتھ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت اگر مکہ سے دور سفر شرعی کی مسافت پر رہتی ہے تو اس کے لئے مذکورہ چیزوں کے ساتھ محرم کا ہونا بھی ضروری ہے، گویا عورت کا راحلہ محرم کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''لا یحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم الآخرۃ أن یسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا إلا معھا أبوھا أو ابنھا أو زوجھا أخو ھا أو ذو محرم منھا'' (صحیح مسلم کتاب الحج باب سفر المرأۃ مع المحرم الی الحج وغیرہ حدیث نمبر: ۹۳۳۱) (ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، تین دن سے یا زیادہ کا سفر کرے؛ مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اسکے والد ، بیٹا ، شوہر ، اسکا بھائی یا کوئی اور محرم ہو)، اس طرح کی احادیث متعدد صحابہ سے مروی ہیں، ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفرنہیں کرسکتی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کسی بھی روایت میں سفر حج کو مستثنی نہیں کیا گیا ہے، جس کا صاف مطلب ہے کہ کوئی بھی سفر ہو خواہ حج کا ہو یا اسکے اس کے علاوہ کسی بھی سفر مینعورت تنہا گھر سے نہیں نکل سکتی، اسکے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث جن میں نبی ﷺ نے صراحت فرمائی ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہیں کرسکتی اور ان احادیث میں کسی سفر کی تخصیص نہیں کی گئی ہے، حالانکہ زیادہ تر سفر حج کا ہی ہوتا تھا، لھذاممکن نہیں کہ آپ ﷺ اسکی طرف سے غفلت برتتے یا اس کو چھوڑ دیتے یا صرف دل میں اسکی نیت کرلیتے اور الفاظ میں بیان نہیں کرتے ، بلکہ آ پ ﷺ کی ان نصوص سے صحابہ نے بھی یہی سمجھا تھا کہ حج کا سفر بھی اس ممانعت میں داخل ہے، جب ہی تو اس حدیث کے بعد ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ! میں جہاد کیلئے تیارہوں اور میری بیوی حج کو جارہی ہے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا : تم بھی بیوی کے سا تھ جاؤ اور جہاد کا ارادہ ابھی ترک کردو اور علامہ نے آگے یہ بھی تحریر کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں عورتیں شاذونادر ہی تجارت یا جہاد کا سفر کرتی تھیں، ان کے بیشتر اسفار حج و عمرہ کے ہی ہوتے تھے، لھذا ان تمام ا حادیث میں حج کا سفر اولین درجہ میں مراد ہوگا (المقطع شرح الحزمی۲؍ ۵۸۳۰، المغنی۵؍ ۳۱ ، الفروع۵؍ ۲۴۲)۔

اسکے علاوہ بہت سی روایتوں میں آپ ﷺ نے خاص طورپرسفر حج کے تعلق سے بھی ارشاد فرمایاہے کہ عورت کا یہ سفر محرم کے بغیر نہیں ہوناچاہیے: ''لا تحجن امرأة إلا و معها ذو محرم'' (سنن دار قطنی، کتاب الحج حدیث نمبر: ۲۴۴۰ عن ابن عباس)۔
''لا تسافر إمرأة سفرا ثلاثة أيام أو تحج إلاومعها زوجها'' (سنن دار قطنی، حدیث: ۲۴۴۲ عن أبی أمامة)۔

ان حادیث سے واضح طور پرمعلوم ہوتا ہے کہ اگرعورت کعبۃ اللہ سے دور رہتی ہے اور حج کرنا چاہتی ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اپنے ساتھ شوہر کو لے یا کسی اور محرم کے ساتھ ہی سفر حج کوجائے، تنہا ہر گز سفر نہ کرے۔

بعض روایتوں میں اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ وہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے جہاد میں جانے کیلئے نام لکھوا دیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ میں نے جہاد میں جانے کی نذر مانی ہے، ان سب روایات کے الفاظ کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ میں جانا ان صحابی کیلئے واجب ہوگیا تھا، کیونکہ انھوں نے نام لکھوادیا تھا اور اس کی نذر مان لی تھی اس کے باوجود آپ ﷺ نے انکو اس واجب پر عمل کرنے اور اپنی نذر پوری کرنے سے منع فرمایا اورحج پرجانے والی بیوی کے ساتھ جانے کا حکم دیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کیلئے سفر حج میناس کے شوہر یا محرم کا ہوناضروری ہے، اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو حضور ﷺ ان کو جہاد میں شریک ہونے سے نہ روکتے۔

نیز یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے ان صحابی سے دریافت نہیں کیا کہ آپ کی بیوی تنہا جارہی ہے یا چند قابل اطمینان خواتین اور پرہیزگار مردوں کے ساتھ جارہی ہے جس سے یہ پتہ چلتا کہ کوئی عورت دیگر قابل اطمینان خواتین یا متقی اور پرہیزگار مردحضرات کے ساتھ بھی سفرنہیں کرسکتی، یہ کافی نہیں، بلکہ محرم کا ہونا ضروری ہے جبکہ حضور ﷺ کے زمانے میں اکثرخواتین قابل اطمینان تھیں، بلکہ سب قابل اطمینان تھینیہ کہا جائے تو بھی غلط نہیں ہوگا اورمرد حضرات کا بھی یہی حال تھاوہ حضور ﷺ کے صحابہ تھے اورغالب یہی ہے کہ انکی بیوی تنہا نہیں جارہی ہونگی، بلکہ دیگر خواتین ہی کے ساتھ جارہی ہونگی اورشریعت کا یہ حکم کہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ بالکل عقل و خرد کے موافق ہے، کیونکہ عمومی احوال میں اور خواتین کی عمومی ساخت ، انکے مزاج اور حالات وکیفیات کو سامنے رکھا جائے تو عورت کے سفر کا انتظام محرم کے بغیر مکمل نہینہوتا، قدم قدم پر ایسے مراحل سامنے آتے ہیں جن مینعورت کوکسی مرد کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ تمام ضرورتینتنہا عورت سے پوری نہینہوسکتی، خواتین کو بھی چاہیئے کہ وہ اسلام کے اس

قانون کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھیں۔

خواتین کا محرم کے بغیر سفر:

جواب۱۔ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت ہی حکم کی بنیاد ہے، نہ کہ تین شب و روز کی مدت ، جیساکہ نماز کے قصرو اتمام کے مسئلہ میں مسافت سفر بنیاد ہے، خواہ سفر کیسی ہی تیز رفتار سواری کے ذریعہ کتنی ہی کم مدت طے کیا جائے ۔

چنانچہ متون کی عبارتونمیناحکام کی تبدیلیوں کے سلسلہ میں مسافت ہی کا تذکرہ ملتا ہے: ''السفر الذی یتغیر بہ الأحکام أن یفصل الإنسان مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیھا مسیرۃ الإبل ومشی الأقدام''(ہدایہ باب صلاۃ المسافر)۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین دن رات پیدل یا اونٹ کی رفتا رکے اعتبار سے جتنی مسافت طے کی جائے، لھذا اگر وہی مسافت تیزرفتار سوای کے ذر یعہ کم وقت میں طے کرلی جائے تو جیسے نماز میں قصر کا حکم اس سفر پر مرتب ہوتا ہے خواتین کے سفر کے سلسلہ میں بھی اسی مسافت کا اعتبار کیا جائے گا، جیساکہ امدادالفتاوی میں ایک سوال کے جواب میں مسافت کا اعتبار مذکور ہے (۲،۵۳۹)۔

نیز انوار مناسک : میں بدائع جلد ۲ ص ۱۲۴ قدیم اور غنیۃ جدید۲۹کے حوالے سے حضرت مفتی شبیر صاحب نے یوں ذکرفرمایا ہے کہ اگر سفر شرعی اورتین دن یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر ہے، یعنی ۸۲ کلو میٹر ۲۹۶میٹر سے زیادہ کا ہے تو حنفی مسلک کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کاسفر طے کرکے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے (انوار مناسک،۱۸۰)۔

جواب ۲۔ سفر میں محرم کے ساتھ کی شرط ہونے میں فقہاء کے مذاہب:

مذاہب احناف :(۱) محرم یا شوہر کا ہونا بھی ضروری ہے خواہ وہ عورت نوجوان ہو یا بوڑھی ہو، بشرطیکہ اس کے اور مکہ معظمہ کے درمیان تین دن یا اس سے زائد مسافت ہو ، ہاں مسافت اس سے کم ہو تو پھرعورت پر حج کی ادائیگی فرض ہوگی، خواہ اس کے ساتھ محرم ہو یا شوہر ہو یا نہ، نیز محرم میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ قابل اطمنان ہو، عاقل و بالغ ہو، صرف عورتوں کے قافلہ کاساتھ ہونا معتبر نہیں ، موجودہ زمانے کا ماحول دین بیزاری اور فحاشی کے اسباب کی کثرت کے سبب حیا ء سوزاور اخلاق سوز ہوچکا ہے، لھذا عام حالات میں تو عورتوں کی جماعت کو کافی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، لیکن اگرحج پرجانے والی خاتون معمر ہو اورکوئی محرم نہیں مل پارہا ہو توپھر ثقہ عورتو نکا ساتھ مل جائے تو گنجائش دی جاسکتی ہے۔

والدلیل علی ما قلنافی الھدایۃ: ''ویعتبر فی المرأۃ أن یکون لھا محرم تحج بہ أو زوج ولایجوز لھا أن تحج بغیرہما إذا کان بینھا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ أیام، ولنا قولہ علیہ السلام :

لاتحجن امرأة إلا ومعها محرم بزار فی مسندہ ، دارقطنی فی سننہ ، الطبرانی فی الکبیر ، بیہقی فی سنن الکبری" (۱۳۸،۳)۔

‘‘ولأنها بدون المحرم یخاف علیها الفتنۃ و تزداد بإنضمام غیرها إلیها ولذا تحرم الخلوۃ وإن کان معها غیرها بخلاف ما إذاکا ن بینها وبین مکۃ أقل من ثلثۃ أیام لأنہ یباح لها الخروج إلی مادون السفر بغیر محرم إذاکا ن الحاجۃ " (فتح القدیر، ہدایہ ۲۳۳)۔

کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعہ میں ہے:

‘‘ثالثها:وجود زوج أو محرم للمرأة لا فرق بین أن تکون المرأة شابۃ أو عجوزا إذا کان بینها وبین مکۃ ثلاثۃ أیام فأکثر أما إذاکا نت المسافۃ أقل من ذلک فیجب علیها أدا ء الحج وإن لم یکن معهامحرم ولازوج والمحرم هو الذی لا زواجها بسب النسب أو المصاہرۃ أو الرضاع ویشترط فیہ أن یکون مامونا عاقلا بالغا ولایشترط کونہ مسلما" (کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعۃ للشیخ عبدالرحمن بن محمد قوض الجزیری ۱۳۶۰ ھ ۱،۵۵۰)۔

‘‘مذہب الشوافع : والد لیل علی ما قلنا ما فی الهدایۃ: وقال الشافعی : یجوز لہا الحج إذا خرجت فی رفقۃ ومعها نساء ثقات لحصول الأمن بالمرافقۃ’’ (ہدایہ۲۳۳)۔

الفقہ علی المذاہب الأربعہ میں ہے: ‘‘خامسا أن یکون مع المرأة زوجها ،أو محرمها أونسوۃ یوثق بهن، اثنتان فأکثر، فلو وجدت امرأة واحدۃ، فلا یجب علیها الحج،وإن جازلها أن تحج معها حجۃ الفریضۃ بل یجوز لها أن تخرج وحدها لأداء الفریضۃ عند الأمن أما فی النفل فلایجوز الخروج مع النسوۃ ولوکثرت" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱،۵۵۳)۔

امام شافعی ؒ کا مستدل عمومات نصوص ہیں، جیسے ‘‘وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا" (آل عمران)، نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘ حَجُّوْا" (مسلم شریف من حدیث ابی هریرۃ)، نیز حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ والی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:‘‘یوشک أن تخرج الظعینۃ من الحیرۃ تؤم البیت لاجوار معها لاتخاف إلااللہ، قال عدی رأیت الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لاتخاف إلااللہ" (بخاری) نہ یہاں شوہر کا تذکرہ ہے نہ ہی محرم کا۔

احناف کی جانب سے امام شافعی ؒ کو جواب یہ دیا جاتاہےکہ یہ عمومات نصوص بالاتفاق بعض دیگر شرائط جیسے راستہ کا پرامن ہونا وغیرہ کے ساتھ مقید ہیں تو صحیحین کی احادیث کی بنا پر محرم والی شرط سے بھی اس کو مقید کیا جاسکتا (فتح القدیر ۴۲۶،۲)۔

مذہب مالکیہ : امام مالک ؒ فرماتے ہیں کہ عورت کے ساتھ محارم میں سے کسی محرم یا شوہر یاقابل اعتماد جماعت کا ہونا ضروری ہے، اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو عورت پر حج فرض نہیں ہوگا۔

‘‘والدلیل علی ما قلنا:ویزاد فی الحق المرأة أن یکون معهازوج أومحرم من محارمها أو

رفقۃ مأمونۃ فإذا فقد جمیع ذلک فلایجب علیھا الحج" (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ۵۵۱) ۔

مذھب حنابلہ: عورت پرحج کی فرضیت کیلئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اسکے محارم میں سے کوئی موجود ہو۔

"والدلیل علیہ:أما المرأۃ فإنہ لایجب علیھاالحج إلا إ ذاکان معھازوجھا أو أحد من محارمھا کأخ أوابن أوعم أو اب أو نحوھم ممن لاتحل لہ " (الفقہ علی المذاھب الأربعہ)۔

جواب ۳۔ حضرات شوافع کے یہاں عورت کے حج کی فرضیت کے لئے شرط یہ ہے کہ عورت کے ساتھ یاتواس کا شوہر ہویا محرم ہویا قابل اطمینان دویادوسے زیادہ عورتیں ہوں، اگر اس کو صرف ایک ہی قابل اعتماد عورت مل پارہی ہے تواس پر حج فرض نہیں ہوگا، اگرچہ اس کے لئے یہ جائز ہوگا کہ حج فرض کی ادائیگی کے لئے ایک عورت کے ساتھ ہی چلی جائے ،بلکہ اگرماحول پرامن ہوتو اس کے لئے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے نکلنا بھی جائز ہے،ہاں اگر نفل حج ہوتوپھر عورتوں کے قافلہ کے ساتھ اس کا نکلنا جائز نہیں ہوگا، خواہ عورتیں کثیرتعداد میں ہی کیوں نہ ہو۔

جواب ۴۔ حج وعمرہ کا شوق ہرمومن کے دل میں ہوتا ہے ، اور ہر ایک حرمین شریفین کی حاضری کے شرف سے مشرف ہونا چاہتا ہے، خواہ مردہویا عورت، لیکن شریعت نے عورتوں کی عصمت کی حفاظت اور بوقت ضرورت مدد حاصل کرنے کے پیش نظر محرم کوشرط قرار دیا ہے ،حج میں جوکہ فرض عبادت ہے استطاعت کی صورت میں اور بعض فقہاء کے نزدیک عبادت فرض ہی نہیں ہوپاتی،عمرہ تو سنت ہے فرض عبادت مینپھربھی ثقہ عورتوں کے ساتھ معمرعورتوں کو اجازت دی جاسکتی ہے، لیکن عمرہ میں یہ اجازت نہ دی جائے ورنہ تو فتنے کا اندیشہ قوی تر ہوتاچلا جائے گا۔

جواب ۵۔ سوال ۵ اور سوال ۲ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ،بجز اس کے سوال نمبر ۵ میں محرم کی حیثیت کے بارے میں سوال کیا گیا ہے ، پھراس کا جواب بھی یہیں ذکر کرتے ہوئے حیثیت کو واضح کیا جارہاہے، جس طرح راستہ کے پرامن ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں حضرات فقہاء کا اختلاف ہےکہ امن طریق یہ شرط وجوب ہے یا شرط ادا؟

"ولابد من أمن الطریق لأن استطاعۃ لایثبت دونہ ثم قیل (قالہ أبوشجاع ورواہ عن أبی حنیفۃ وبہ قال الشافعی وکرخی من أصحابنا) ھو شرط الوجوب حتی لایجب علیہ الإیصاء وھو مروی عن أبی حنیفۃ وقیل (قائلہ أبو حاتم وبہ قال أحمد وھو الصحیح أنہ شرط الوجوب لما ذکرنا فی أمن الطریق" (بدائع۲ ،۳۰۱)، "ھو شرط الأداء دون الوجوب لأن النبیﷺ فسر الاستطاعۃ بالزاد والراحلۃ لا غیر" (ہدایہ ،۲۳۳)۔

اسی طرح محرم کے بارے مینبھی حضرات فقہاء کا اختلاف ہے کہ محرم شرط وجوب ہے یاشرط اداء؟

جواب ۶۔ عورت پرحج فرض ہو نے کے لئے مالی استطاعت کا فی نہیں، محرم کا

ہونا بھی شرط ہے، ہاں شرط وجوب اورشرط اداء ہونا مختلف فیہ ہے، بہت معمر عورت کیلئے گنجائش ہوسکتی ہے شابہ کیلئے نہیں ۔

جواب۷۔ ‘‘وفی الدر المختار أما العجوز التی لاتشتہی فلابأس بمصافحتھا ومس یدھا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بھا ویخلوا إذا أمن علیہ وعلیھا وإلالا وتکلم فیہ صاحب ردالمحتار بشئ’’ (۳۶۲،۵، احکام پردہ عقل ونقل کی روشنی میں،۹۶)۔

‘‘والقواعدمن النساء’’الأٰیۃ ۔

یہ بات تومتفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی ، لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنے کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوگیا ہو تو اس کے بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے ، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلامحرم سفر حج کر نے سے منع لکھاگیا ہے: ‘‘والمرأۃ عجوزاً کانت المرأۃ أو شابۃ ’’ (مناسک ملا علی قاری ۵۶) ‘‘والرابع المحرم أو الزوج لامرأۃ بالغۃ أوعجوزاً أومعھا غیرھا من النساء الثقات والرجال الصالحین’’ (غنیۃ الناسک،۲۶، رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ حج ،۲۹۳)، تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاوی سے ۶۰ یا۷۰ سال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے ،اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالت میں اس کی گنجائش ہوتی ہے:‘‘أما العجوز التی’’اوپروالی عبارت در مختار، امداد الفتاوی ، نیز فیض الباری ۳۹،۲، انوارمناسک، ۱۷۷۔ ۱۷۸ کی وجہ سے۔

نوٹ: لیکن سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی ہو وہ بغیر محرم یا بغیرشوہر کے سفر حج کا ارادہ نہ کرے (مستفاد فتح الملھم۳،۲۷۶ ، کتاب المسائل ۹۳،۳)۔

خواتین اسلام کا محرم کے بغیر سفر کرنے کے شرعی احکام

مفتی ابو حماد غلام رسول منظور القاسمی پہراوی•

خالق ارض وسماء اللہ رب العزت والجلال نے ہم مسلمانوں کو جو دین اپنے پاک نبی حضرت محمد مصطفیﷺ کے توسط سے عطا فرمایا ہے وہ اسلام ہے جو بالکل سچا اور کامل ومکمل مذہب ہے،اسلام صرف عقائد، عبادات،نماز، روزہ اور حج زکوۃ سے عبارت نہیں، بلکہ اسلام تو ایک آفاقی دائمی اور سماوی مذہب ہے،جو انسانی زندگی کے ہر شعبے سے بحث کرتا ہے اور ہر میدان میں اپنی جوہر تعلیمات سے ہدایت دیتا ہے،اور انسانی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کا شافی اورکافی حل پیش کرتا ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کاجائز اور قابل قبول حل اسلامی تعلیمات میں موجود نہ ہو،ہر مسئلے اور ہر نوایجاد مسائل کا جائز حل قرآن وسنت اور فقہ اسلامی میناحسن انداز میں موجود ہے ،دنیا ہر صبح وشام ایک نئی کروٹ لیتی ہے اورارباب فقہ وفتاویٰ کے سامنے ہر روز کا طلوع ہونے والا سورج ایک نیا مسئلہ لے کرنمودار ہوتا ہے ،اس ٹکنالوجی کے دور میں آئے دن نت نئے مسائل شریعت اسلامیہ کو چیلنج کرتے ہوئے سامنے آتے ہیں، لیکن بحمدہ تعالی کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل اور گرہ کشائی فقہاء اسلام نے اصولی طور پرنہ کی ہو، ہر پیچیدہ سے پیچیدہ اور مشکل سے مشکل مسئلے کے الجھے ہوئے گیسو کو سلجھا نے کے لیے ہر زمانے میں فقہاء اسلام اور علماء کرام نے سعی جمیل کی ہیں، آج بھی اس قحط الرجال کے دور میں ایسے باسعادت، مؤفق من اللہ اور خوش بخت باکمال فقہاء موجود ہیں جو امت اسلامیہ کے در پیش مسائل کے حل کے لیے ہروقت کمر بستہ رہتے ہیں،ان ہی با کمال اور مؤفق من اللہ علماء میں سے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا سے مربو ط علماء اور فقہاء ہیں، بالخصوص فقیہ عصر حضرت مولانا خالدسیف اللہ صاحب رحمانی مد ظلہ العالی ہیں جو اس اکیڈمی کے روح رواں اور میر قافلہ فقیہ النفس حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب نور اللہ مرقدہ کے سچے جانشیں ہیں جو اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے جھنڈے تلے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام اور دانش وران قوم وملت کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر نہایت حساس اور انتہائی اہمیت کے حامل مسائل پر اجتماعی غور وفکر کے لیے مدعو کرتے ہیں اور بر وقت صحیح رہ نمائی کرتے ہیں، فجزاہ اللہ أحسن الجزاء۔

• بانی وناظم جامعہ اسلامیہ دار الفلاح للبنات پہراگریڈیہہ جھارکھنڈ، انڈیا۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کی جانب سے اس سال احقر کے ذمہ جو موضوع حوالہ کیا گیا ہے وہ ‘‘خواتین کا محرم کے بغیر سفر ’’ ہے، اس موضوع پر متقدمین ومتاخرین فقہا ء نے خوب سیر حاصل گفتگو کی ہے، مذہب اسلام نے عورتوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے ہرجہات سے ہرممکن کوشش کی ہے اور اس کی ناموس وعزت کی حفاظت کے لئے سداً للذریعہ بہت سی چیزوں سے منع کیا ہے اور ایسے بہت سے مقامات و مواقع سے دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے جہاں ان کی عزت وناموس کو خطرہ لاحق ہوسکتا تھا،اور جہاں جوہر عصمت وعفت تارتار ہوسکتا تھا، نیز رسول اللہﷺ نے بھی عورتوں کو بغیر محرم کے سفرکرنے سے سخت منع فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث نبویہ اس پر شاہد وناطق ہیں۔

١۔ سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیا دہے:

آج کل مہینوں کا سفردنوں اور گھنٹوں میں بہ آسانی طے کرلیا جاتا ہے، تیز رفتارسواریاں، گاڑیاں اور ہوائی جہاز موجود ہے، آدمی اپنے عزیز کو ایرپورٹ چھوڑنے جاتا ہے اور لوٹ کر ابھی اپنا روم نہیں آپاتا ہے اور اس سے پہلے اس کا عزیز دوسرے ملک پہنچ جاتاہے ،اور ایک طویل المسافت سفرطے کرلیتا ہے ، جبکہ رسو ل اللہﷺ کے زمانے میں اس قدر برق رفتار سواریا ں اور گاڑیاں نہ تھیں،اس لئے آپ نے فرمایا کہ تین دن اور تین رات کا سفر کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر نہ کرے:

‘‘عن أبی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ :لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافرسفرا فوق ثلاثۃ أیام فصاعدا إلاومعہا أبوہا أوأخوھا أوزوجہا أو ابنہاأو ذومحرم منہا’’ (ابوداؤد باب فی المرأۃ تحج بغیر محرم ١،٢٤٩)۔

(حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: جوعورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے یہ بات جائز ہی نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر اپنے باپ،یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کسی محرم رشتہ دار کے بغیر کرے)۔

عام طور پر اس زمانے میں تین دن میں اڑتالیس میل یعنی ستہتر کیلو میٹرکی مسافت سفر طئے ہوتا تھا، اس لئے حضور اکرم ﷺنے تین دن کی قید لگائی ہے، لہذا عورتوں کے ساتھ محرم کے ہونے کے سلسلے میں سفرشرعی کی مسافت ہی حکم کی بنیاد ہوگی،نہ کہ تین روز وشب کی مدت،تین روز وشب یاسفر شرعی کی مسافت کی قید لگا نے کا شریعت اسلامیہ کا مقصدعورتوں کی عزت وناموس کی حفاظت ہے ،لہذا ہر ایسے مقامات ومواقع کا سفر کرنایا اتنے دورمحرم شرعی کے بغیر سفرکرناکہ عزت وعفت پر کوئی حرف آئے اور پاکدامنی کو خطرات درپیش ہوں جائزنہینہے۔

٢۔سفرمیں محرم کے شرط ہونے کے بارے میں فقہائے امت کے مذاہب:

عورت کے ساتھ سفرشرعی میں محرم شرعی کی شرط ہونے اور نہ ہونے کے سلسلے میں حضرات فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور اس بارے میں کل تین مذاہب ہیں :

(۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک عورتوں کے لئے محرم شرعی کے بغیر سفر کرنا از روئے شرع قطعا ناجائز ہے، خواہ عورت بوڑھی ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر صحبت مامونہ میسرہوتو محرم شرعی کے بغیر بھی عورت کیلئے سفر حج کرنا جائز ہے، حضرت امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے،یہ دونوں حضرات حج فرض میں سفر کرنے کے لئے محرم کا اعتبار نہیں کرتے ہیں۔

(۳) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کے حج کے لئے اس کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اگر ثقہ عورتوں کی جماعت حج کے لئے جارہی ہو تو ان کے ساتھ حج فرض کے لئے جانا لازم ہے (مستفاد تنظیم الاشتات۲،۷۳، ہدایہ۱،۲۱۳)۔

دلائل ائمہ کرام :

عورتوں کے لئے محرم شرعی یا شوہر کے بغیر سفر شرعی کے عدم جوازپر اما م اعظم ابو حنیفہ اور علمائے احناف وحنابلہ رسول اللہ ﷺ کی درج ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں:

(۱) ‘‘عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :لایحل لإمرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافرسفرا فوق ثلاثۃ أیام فصاعدا إلاومعہا أبوہا أوأخوھا أوزوجہا أو ابنہا أو ذومحرم منہا’’ (ابوداؤد باب فی المرأۃ تحج بغیر محرم۱،۲۴۹)۔

(۲) ‘‘عن ابن عمرعن النبی ﷺ قال: لاتسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلامع ذی محرم’’ (بخاری شریف ص۱۴۷)۔

(۳) ‘‘عن أبی ہریرۃؓ قال قال النبی ﷺ: لایحل لإمرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاخرأن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃلیس معہا حرمۃ’’ (بخاری ص۱۴۸)۔

(۴) ‘‘عن ابن عباس عن النبی ﷺ أنہ قال: ألا لاتحجن امرأۃ إلاومعہا محرم’’ (اخرجہ البزارفی مسندہ بحوالہ بدائع الصنائع۲، ۲۹۹)۔

رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالاارشادات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے مسافت شرعی کا سفر محرم یا شوہر کے بغیر طئے کرنا جائز نہیں ، خواہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو۔

حضرت امام مالک اور ایک قول میں حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک صحبت مامونہ میسر ہونے کی صورت میں عورتوں کے لئے شوہر اور محرم شرعی کے بغیر بھی

سفر کرنا جائز ہے،یہ حضرات حج فرض کے سفرمیں محرم کے ساتھ ہونے کا اعتبار نہیں کرتے ہیں،ان ائمہ اعلام کی دلیل قرآن کریم کی آیت کریمہ ‘‘ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا’’ کا اطلاق ہے،قرآن کریم کی آیت مبارکہ مطلق ہے کہ جو لوگ بیت اللہ جانے کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر بیت اللہ کا حج فرض ہے، لہذا محرم کی شرط کے ساتھ مشروط کرنا کتاب اللہ کے اطلاق کو مقید کرنا ہے جو اصول فقہ کے اعتبار سے درست نہیں ہے: ‘‘المطلق یجری علی إطلاقہ’’ کے اصول کے مطابق عورتوں کے لئے محرم کی شرط لگانا درست نہیں ہے ۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے سفر حج میں جانے کے واسطے شوہر یا کسی محرم شرعی کا ہونا شرط نہیں ہے، اگر ثقہ اور معتمد عورتوں کی کوئی جماعت حج کے لئے جارہی ہو تو اس کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے، حضرت امام شافعیؒ کا استدلال بھی قرآن مجید کی اسی آیت کریمہ سے ہے :‘‘ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا’’،یہاں خطاب الناس سے ہے اور ناس عام ہے جو بلاکسی اختلاف کے جنس مذکر اور مونث دونوں کو شامل ہے،لہذا عورت اگر زاد وراحلہ کا مالک ہے تو شریعت کی نظرمیں وہ مستطیعہ ہوگی،اور اگر کوئی ایسی ثقہ اور معتمد عورتوں کی جماعت جارہی ہو جہاں اس کی عصمت وعفت کو کوئی خطر لاحق نہ ہو تو اس کے ساتھ سفرکرکے حج فرض ادا کرنا لازم ہے،علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں : ‘‘وعند الشافعی ہٰذا لیس بشرط ویلزمہا الحج، والخروج من غیر زوج ولامحرم إذا کان معہا نساء فی الرفقۃ ثقات، واحتج بظاہر قولہ تعالیٰ، ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا، وخطاب الناس یتناول الذکور والإناث بلاخلاف، فإذا کان لہا زاد وراحلۃ کانت مستطیعۃ، وإذا کان معہا نساء ثقات یؤمن الفساد علیہا فیلزمہا فرض الحج’’(بدائع الصنائع۲،۲۹۹)۔

آج کل فتنہ وفساد کا زمانہ ہے، ہر چہار طرف شیطانی یلغار ہے، عریانیت وفحاشی کا دوردورہ ہے ،گھرمیں رہتے ہوئے بھی عزت وآبرو محفوظ نہیں، جیسا کہ آئے دن اخبارات میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں، عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے، اور لوگوں کو دعوت نظارہ دیتا رہتا ہے،اور بازاری قسم کے لوگ حرص وہوس اور بری نظراور للچائی ہوئی نظر سے دیکھتے رہتے ہیں،اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شرعی وسماجی خرابیاں تنہا سفرکرنے میں موجود ہیں، غور طلب امر یہ ہے کہ ایک طرف تواس کی اجازت ہے کہ سفر شرعی کی مسافت سے کم میں عورت محرم کے بغیر سفر کرسکتی ہے، جب کہ دوسری جانب شریعت نے اس عورت کو محلے کی مسجد میں جاکر باجماعت نماز اداکرنے کو پسند نہیں کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے محرم شرعی کے بغیر تنہا سفر کرنا جائزنہیں ہے، خواہ معتمدعلیہا اور ثقہ عورت کی جماعت کے ساتھ سفر کیوں نہ ہو،اور اس بارے میں علمائے

احناف کا مذہب ہی قابل ترجیح اور مبنی براحتیاط ہے،صاحب ابداء الدیباجہ لکھتے ہیں:''والراجح ماذہب إلیہ أبوحنیفۃ وأحمد رحمہما اللہ لموافقۃ ظاہرالحدیث، قال ابن قدامۃ فی المغنی: ظاہرہذا أن الحج لایجب علی المرأۃ التی لامحرم لہا،لأنہ جعلہا بالمحرم کالرجل فی وجوب الحج،فمن لامحرم لہا لاتکون کالرجل فلایجب الحج، وقدنص علیہ أحمد فقال أبوداؤد قلت لأحمد،امرأۃ موسرۃ لم یکن لہا محرم ہل یجب علیہا الحج، قال:لا'' (ابداء الدیباچۃ۴؍۱۵۷)۔

۳۔ محفوظ اور مامون نظام سفر کی صورت میں عورت کے تنہا سفر کرنے کا حکم شرعی:

قرآن وحدیث اور فقہائے کرام کی عبارات سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کے لئے محرم کے بغیر سفرشرعی کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں ہے،سوال نمبر تین میں جو صورت نقل کی گئی ہے وہ بھی روح شریعت کے منافی اور ناجائز ہے، اس لئے کہ ہندوستان سے ریاض تک کا جوہوائی سفرہے وہ بغیر محرم کے ہے،ہوائی جہازکے اندر جانا پھر اپنی سیٹ پر بیٹھنا اور مدت سفر نیز ہوائی جہاز سے اترنا اور ائیرپورٹ سے باہر آنا سب بغیر محرم کا ہے جو درست نہیں ہے،بغیر محرم کے سفرکرنے کا گناہ ہرحال میں اس کو ہوگا،نظام سفر خواہ کتنا ہی زیاد ہ محفوظ اور مامون ہو، بہرحا ل خطرہ موجود ہے، اس لئے مذکورہ صورت میں بھی جائز نہیں ہوگاجیسا کہ درج ذیل احادیث سے معلوم ہوتا ہے:

(۱) ''عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:لایحل لإمرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافرسفرا فوق ثلاثۃ أیام فصاعدا إلاومعہا أبوہا أوأخوہا أوزوجہا أو ابنہاأو ذومحرم منہا'' (ابوداؤد باب فی المرأۃ تحج بغیر محرم۱؍۲۴۹)۔

(۲) ''عن ابن عمرعن النبی ﷺ قال:لاتسافر المرأۃ ثلاثۃ أیام إلامع ذی محرم'' (بخاری؍۱۴۷)۔

(۳) ''عن أبی ہریرۃؓ قال قال النبی ﷺ:لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخرأن تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ لیس معہا حرمۃ''(بخاری؍۱۴۸)۔

(۴) ''عن ابن عباس عن النبی ﷺ أنہ قال: ألا لاتحجن امرأۃ إلاومعہا محرم''(اخرجہ البزارفی مسندہ بحوالہ بدائع الصنائع۲؍۲۹۹، مستفاد فتاویٰ رحیمیۃ ۸؍۵۰۶،آپ کے مسائل اور ان کا حل۵؍۲۹۶)۔

رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالاارشادات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے مسافت شرعی کا سفر محرم یا شوہر کے بغیر طئے کرنا جائز نہیں ، خواہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو، اور نظام سفر محفوظ ومامون ہی کیوں نہ ہو،کیوں کہ آپ نے مطلقا محرم شرعی کے بغیر سفرسے تاکید کے ساتھ منع فرمایا، لہذا اس میں نرمی کا پہلو اختیار کرنا درست نہیں ۔

۴۔ عمرہ کے بہت شوقین عورت کو محرم شرعی کے بغیر عور توں کے قافلہ کے

ساتھ سفر کرنے کا حکم:

جب شریعت اسلامیہ نے عورتوں کے لئے محرم یا شوہر کے بغیر سفر شرعی کو ناجائز قراردیا ہے تو پھر عورت کو عمرہ کرنے کا خواہ کتنا ہی شوق ہو،اور حرمین کی زیارت کا خواہ کتنا ہی اشتیاق ہو بغیر محرم کے سفر عمرہ پر جانا شرعا جائز نہ ہوگا، جہاں تک عمرہ پر جانے والی عورتوں کے ساتھ مل کر جانے کی بات ہے تو یہ بھی ناجائز ہوگا، کیونکہ دین شوق پورا کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ حکم الٰہی کو بجالانے کا نام دین ہے، بہت ساری عورتوں کا ایک ساتھ جمع ہونا یا عورتوں کے قافلے کے ساتھ سفر کرنا بھی فتنہ وفساد سے خالی نہیں، علامہ برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں : ''ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ، وإن کان معہا غیرہا'' (ہدایہ ۲۱۳،۱، البحرالرائق۵۵۱،۲)، امداد لاحکام میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ اپنے لے پالک کے ساتھ یا ہمسایہ عورتوں کے ساتھ جانا جائز نہیں (مستفاد امدادالاحکام ۱۵۷،۳)۔

۵۔عورت کے لئے سفر میں محرم کے ہونے کی شر ط کی حیثیت:

عورت کے ساتھ سفر میں محرم کی شرط ہونے کی حیثیت کیا ہے؟ اس سلسلے میں حضرات علمائے کرام کے مابین اختلاف ہے،بعض اہل علم حضرات کی رائے گرامی یہ ہے کہ عور ت پر حج کے فرض ہونے کیلئے محرم شرعی یا شوہر کا رفیق سفر ہونا لازم ہے، اگرعورت مال دارہے اور حج کی استطاعت رکھتی ہے، بیت اللہ تک آمد ورفت کے اخراجات اس کے پاس موجود ہیں، لیکن ساتھ میں جانے کے لئے کو ئی بھی محرم نہیں مل رہا ہے تواس پر حج ہی فرض نہ ہوگا، گویا کہ فرضیت حج کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے، نیز محرم کے سفر کے جملہ اخراجات بھی عورت ہی کے ذمہ ہوں گے، اگر عورت اپنے محرم کے سفر کے اخراجات کے متحمل نہیں ہے توبھی اس پر حج فرض نہ ہوگا ۔

جب کہ بعض دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ عورت کے ساتھ سفر میں محرم شرعی کا ہونافرضیت حج کی شرط نہیں ہے، بلکہ وجوب ادا کی شرط ہے،یعنی عورت پر بغیر محرم کے بھی حج فرض ہوجائے گا،اگر وہ صاحب استطاعت ہے ،ہاں البتہ اگر وہ حج ادا کرنے کے لئے جانے کا ارادہ کرے گی اور فریضہ حج کو ادا کرنے کے لئے جانے لگے گی تو اب ساتھ میں محرم شرعی یا شوہر کا ہونا ضروری ہے، بغیر محرم کے سفرحج پر جانا جائز نہ ہوگا، بلکہ حج بدل کرانا لازم ہوگا اور مرنے سے قبل وصیت لازم ہوگی، اور جن اہل علم نے وجوب حج کے لئے محرم کو لازم قراردیا ہے ان کے نزدیک عند فقدان المحرم وصیت لازم نہ ہوگی، فتاویٰ کی مشہور معروف کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے: ''ووجود المحرم للمراۃ شرط لوجوب الحج أم لأدائہ بعضہم جعلوہا شرطا للوجوب،وبعضہم شرطا للأداء وہو الصحیح، وثمرۃ الخلاف فیما إذا مات قبل الحج فعلی قول

الأولین لاتلزمہ الوصیۃ،وعلی قول الأٰخرین تلزمہ، کذافی النہایۃ'' (فتاویٰ ہندیہ ۱،۳۱۹)۔

اور ہدایہ میں ہے : ''واختلفوا فی أن المحرم شرط الوجوب أو شرط الأداء علی حسب اختلافہم فی أمن الطریق'' (ہدایہ ۱ ، ۲۱۴، البحرالرائق۲،۵۵۱)۔

۶۔ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنا :

اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قدرتی اورفطری طور پر مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا میلان مرد کی طرف رکھاہے اور شیطان لعین بھی معاصی اور گناہ میں مبتلا کرنے کے لئے پوری طاقت جھونک دیتا ہے اور اس کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتارہتا ہے، حدیث شریف میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ خطرنا ک اور مضرت رساں فتنہ کوئی نہیں ہے،''عن أسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ:ماترکت بعدی فتنۃ أضرعلی الرجال من النساء'' متفق علیہ (مشکوٰۃالمصابیح ۲۶۷)، اور رسول اللہ ﷺ نے مردوں کوتنبیہ فرمائی ہے کہ عو رتوں کے فتنہ سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل کی تباہی کا باعث سب سے پہلاعورتوں ہی کی صورت میں تھا۔

''عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:واتقوا النساء فإن أول فتنۃ بنی إسرائیل کانت فی النساء'' (صحیح مسلم) اور ایک حدیث میں حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس شخص پرلعنت ہو جو بلاکسی عذر شرعی کے عورت کو دیکھے:''عن الحسن مرسلا قال بلغنی أن رسول اللہ ﷺ قال: لعن اللہ الناظر والمنظور إلیہ'' (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ۲۷۰)۔

ضرورات شرعیہ میں سے ایک ضرورت حج فرض کی ادائے گی بھی ہے ،جس کے لئے اصول شرعی اور فتنہ وفساد سے حفاظت کی ایک زائد احتیاطی تدبیر یہ ہے کہ عورت کے ساتھ سفر حج میں کوئی دین دار محرم شرعی یا شوہر موجود ہو،جو اس کو دوران سفر مکمل طور پرحفاظت کرسکے، ورنہ اس مقدس اور پاکیزہ سفر کی بھی اجازت نہ ہوگی، اگر حکم شرعی کی خلاف ورزی کرتی ہوئی سفر حج کو جائے گی اور حج فر ض اداکرے گی توفریضہ حج ذمہ سے ساقط توہوجائے گا، لیکن بدون محرم سفر کرنے کا گناہ ہوگا، وہ توبہ واستغفار کرے۔

سفرکی حالت میں عورتوں کی عزت وعصمت کی حفاظت جس قدر شوہر اور دیندار محرم کرسکتا ہے، عورتیں اور ٹور والے نہیں کرسکتے ہیں،بلکہ عورتیں تو خود اپنی عصمت وناموس کی حفاظت کے لئے دوسرے کے محتاج ہیں،اور حدیث پاک کے رو سے عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں تو وہ دوسری عورتوں کی عصمت وناموس اور دین کی حفاظت کما حقہ نہیں کرپائے گی، بلکہ اندیشہ فتنہ میں مزید اضافہ ہوگا اور صرف عورتیں

ہی عورتیں ہونے کی صورت میں فتنہ کا خوف اور بڑھ جائے گا،علامہ برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں :''ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ، وإن کان معہا غیرہا'' (ہدایہ ۱،۲۱۳، البحرالرائق ۲،۵۵۱)۔

عورت کے حق میں محرم کی شرط اور ضرورت حج سے محرومی کا باعث نہیں ہے، بلکہ اس کی عصمت وناموس کی حفاظت ، اور بدگمانی وبدنامی اور تہمت سے بچانے کے لئے ہے،جس کے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں، لہذاعورتوں کو چاہئے کہ احکام شرعیہ کی قدر کریں اور شریعت کو محسن سمجھیں، اور بغیر شوہر یا محرم کے حج کمیٹی یا ٹور کے ساتھ سفرحج نہ کریں، بلکہ محرم نہ ملنے کی صورت میں حج بدل کرالیں، پورا ثواب ملے گا، اور شرعی حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے اجرعظیم اور مزید ثواب کے مستحق ہوگی (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ۸،۳۱۲، آپ کے مسائل اوران کا حل،۲۹۶)۔

۷۔ معمر خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنے کا شرعی حکم:

شریعت مطہرہ نے ہرممکن عورت کی عزت وناموس اور جوہر عصمت کی حفاظت کی کوشش کی ہے، اور اس کے لئے احتیاطی تدابیر اپنانے کی ہدایت دی ہے، محرم شرعی اور شوہر کے بغیر سفر کرنے کی جو ممانعت عور ت کے لئے آئی ہے وہ بھی فتنہ وفساد کے سد باب اور ضرورت کے وقت عورت کو سفر میں مدد فراہم کرنے کے لئے ہے ،اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ سن رسیدہ خواتین کے حق میں فتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، لیکن یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ بالکلیہ طور پر فتنہ کا اندیشہ ختم نہیں ہوجاتا ہے، بلکہ فی نفسہ اندیشہ باقی رہتا ہے، اور ادھر رسول اللہﷺ کا ارشاد مبارک : ''ألا لا تحجن امرأۃ إلاومعہا محرم''(اخرجہ البزارفی مسندہ بحوالہ بدائع الصنائع۲،۲۹۹) عام ہے، حدیث میں لفظ إمرأۃعام ہے جو نوجوان اور بوڑھی ،معمر اور غیر معمر دونوں کو شامل ہے ،لہذا جس طرح جوان عورت کے لئے بغیر محرم شرعی کے سفر کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح بوڑھی عورت کے لئے بھی محرم شرعی یا شوہر کے بغیر سفر کرنا جائز نہ ہوگا، فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر ہے کہ :بوڑھی عورت کو بھی بغیر شوہر یا کسی محرم کے سفرنہیں کرنا چاہئے: ''ویشترط فی حج المرأۃ من سفرزوج،أو محرم بالغ.....وأطلق المرأۃ فشمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النصوص'' (البحرالرائق۲،۵۵۲)، علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں: ''وسواء کانت المرأۃ شابۃ أو عجوزا أنہا لاتخرج إلابزوج أو محرم، لأن ما روینا من الحدیث لایفصل الشابۃ والعجوز'' (بدائع الصنائع،۳۰۰، فتاویٰ محمودیہ۱۰، ۳۲۹)۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں:''خواتین کو خواہ وہ کتنی ہی معمرہوں، محرم کے بغیر سفر پر جانا جائز نہیں، اور اگر ان پر حج فرض ہے

اور کوئی محرم ا ن کے ساتھ جانے والا نہیں تو وصیت کرجائیں کہ ان کا حج بدل کرادیا جائے(آپ کے مسائل اور ان کا حل۵؍۳۰۰)، ''ویعتبر فی المرأة أن یکون لها محرم تحج به أو زوج سواء کانت عجوزا أو شابة'' (الجوہرة النیرة۱؍۱۵۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۶؍۵۳۲)۔

حضرت مولانا ومفتی رشید احمد صاحب صاحب احسن الفتاویٰ میں تحریر کرتے ہیں: ''عورت خواہ کتنی ہی بوڑھی ہو اس کے لئے بلامحرم سفرحج حرام ہے، اگرچہ اس کے ساتھ دوسری عورتیں بھی اپنے محارم کے ساتھ ہوں،توبھی جائز نہیں، اگر مرتے دم تک محرم میسرنہ ہو تو اس پر حج بدل کی وصیت فرض ہے '' (احسن الفتاویٰ۴؍۵۳۲)۔

فقہاء کرام کی عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معمرخواتین کے لئے بھی اس معاملے میں نرمی کا پہلو اختیار نہیں کیا سکتا ہے،بالخصوص جبکہ زمانہ فتنہ وفساد اور حرص وہوس کا ہے ،جب فقہائے کرام نے اپنے زمانے میں سن رسیدہ اور معمرخواتین کے لئے بلامحرم سفر حج کو ناجائز قراردیا ہے تو اس دورفساد وفتنہ میں توبدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا، اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ فقہاء احناف کے قول کو اپنایا جائے اور اسی کو مفتیٰ بہ قراردیا جائے اور تجویز مینپاس کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

محرم کے بغیر خواتین کا سفر کے شرعی احکام

مولانا رفیق احمد قاسمی•

جواب (۱): خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں بھی سفر شرعی کی مسافت ہی حکم کی بنیاد ہے، یعنی ۴۸؍میل (سوا ستتر کلو میٹر) یا اس سے زیادہ سفر پر احکام سفر لاگو ہوجائینگے، مذکورہ مقدار سفر میں وقت چاہے کتنا ہی صرف ہو، کیونکہ وقت ومدت حقیقۃ حکم کی بنیاد نہیں ہے، لہٰذا جن احادیث ونصوص میں تین شب وروز کا ذکر ہے اس سے مراد تین شب وروز کی مسافت ہے،چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

''عن أبی ہریرۃؓ قد روی عنہ الطحاوی بأسانید عدیدۃ صحاح قال:قال رسول اللہ ﷺ لایحل لامرأۃ أن تسافر مسیرۃ ثلاثۃ أیام إلا مع رجل یحرم علیہا نکاحہ''۔

اور دوسری حدیث ہے: ''روی عنہ (عن أبی ہریرۃ) الطحاوی بسند صحیح مرفوع لاتسافر المرأۃ سفر ثلاثۃ أیام فصاعدا إلا ومعہا زوجہا أو ابنہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا'' (اعلاء السنن ۱۰؍۱۱،ط،مکتبہ اشرفی دیوبند)۔

تیسری حدیث: ''عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرۃ ثلاثۃ لیال إلاومعہا ذومحرم'' (رواہ مسلم، ۱؍۴۳۳ ط مکتبہ بلال دیوبند)۔

ان احادیث کے علاوہ متعدد احادیث میں ''مسیرۃ'' کا لفظ وارد ہوا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ تین دن تین رات کی مسافت مراد ہے، جس کا اندازہ اور تحدید فقہاء کرام نے ۴۸؍میل (سوا ستتر کلو میٹر) سے فرمائی ہے، بعینہ تین دن تین رات مراد نہیں ہے، ورنہ بہت سی احادیث میں دو دن دو رات، ایک دن ایک رات اور صرف ایک دن اور صرف ایک رات ہی وارد ہوئے ہیں، اگر ان سب احادیث مبارکہ کا ظاہر مراد لیا جائے تو احادیث میں تعارض لازم آئے گا اور اگر مسافت مراد لی جائے تو کسی قسم کا کوئی تعارض نہیں ہوگا، کیونکہ جو مسافت پیدل تین دن تین رات میں طے کی جاتی ہے وہ اونٹ سے کم وقت میں، دو دن یا اس سے بھی کم وقت میں طے ہو سکتی ہے، گھوڑے سے اور کم ایک دن یا اس سے بھی کم مدت میں اور آج کل کی سواریوں سے گھنٹوں میں اور ہوائی جہاز سے منٹوں میں طے کی جا سکتی ہے۔

اور جن احادث مبارکہ میں لفظ ''مسیرۃ '' کے بغیر مطلق تین شب وروز کا ذکر ہے،

• دار العلوم حسینیہ، مانڈی کھیڑہ، ضلع نوح، ہریانہ۔

وہاں بھی تعارض نصوص کو ختم کرنے کیلئے لفظ ‘‘مسیرۃ ’’ مقدر مانا جائے گا، یعنی مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

جواب (٢): حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک محرم یا شوہر ہی کا ہونا شرط ہے، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک محرم یا شوہر شرط نہیں ہے، بلکہ شوافع کے نزدیک فرض حج کے سفر میں دو یا دو سے زیادہ ثقہ عورتوں کا ساتھ ہونا کافی ہے اور مالکیہ کے نزدیک جب عورت کو حج فرض کیلئے بطور اجرت بھی کوئی محرم یا شوہر نہ ملے تو عورتوں یا نیک مردوں کی مامون جماعت کے ساتھ سفر حج کیلئے جا سکتی ہے، رہی بات حج نفل، عمرہ یا عام سفر کی تو وہ شوہر یا محرم کے بغیر بالاتفاق ناجائز اور گناہ ہے۔

‘‘یشترط أن یصحب المرأة فی سفر الحج زوجہا أو محرم منہا، إذا کانت المسافة بینہا وبین مکة ثلاثة أیام، وہی مسیرة القصر فی السفر، وإلی ہذا ذہب الحنفیة والحنابلة واستدلوا بحدیث ابن عمر أن رسول اللہ ﷺ قال:‘‘لاتسافر المرأة ثلاثا إلا ومعہا ذو محرم وتوسع الشافعیة والمالکیة فسوغوا الاستبدال بالمحرم، ذہب الشافعیة إلی أنہا إن وجدت نسوة ثقات إثنتین فأکثر تأمن معہن علی نفسہا کفی ذلک بدلا عن المحرم أو الزوج بالنسبة لوجوب حجة الإسلام علی المرأة، وعندہم ‘‘الأصح أنہ لایشترط وجود محرم لإحداہن، لأن الأطماع تنقطع بجماعتہن فإن وجدت امرأة واحدة ثقة فلایجب علیہا الحج، لکن یجوز لہا أن تحج معہا حجة الفریضة أو النذر، بل یجوز لہا أن تخرج وحدہا لأداء الفرض أو النذر إذا أمنت وزاد المالکیة توسعا فقالوا: المرأة إذا لم تجد المحرم أو الزوج ولوبأجرة تسافر لحج الفرض أو النذر مع الرفقة المأمونة، بشرط أن تکون المرأة بنفسہا ہی مأمونة أیضا، والرفقة المامونة جماعة مأمونة من النساء، أو الرجال الصالحین، قال الدسوقی: وأکثر ما نقلہ أصحابنا اشتراط النساء، أما حج النفل فلایجوز للمرأة السفر لہ إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقا، ولایجوز لہا السفر بغیرہما، بل تأثم بہ” (الموسوعة الفقہیة، ٢٢، ٢٥، ٢٧٫ ١٧ ط اشرفی دیوبند)۔

‘‘الشروط الخاصة بالنساء :أما الشروط الخاصة بالنساء فہی إثنان تفہم مما سبق بیانہ فی المذاہب وہما:أحدہما:أن یکون معہا زوجہا أو محرم لہا، فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج۔ وہذا متفق علیہ للحدیث السابق: لاتسافر المرأة ثلاثة إلا ومعہا ذو محرم ولحدیث: لاتحجن امرأة إلا ومعہا زوج وأوجب الشافعیة علی المرأة الحج مع نسوة ثقات، لامع واحدة فقط، وأوجب المالکیة علیہا الحج مع رفقة مأمونة من النساء فقط أو الرجال فقط، أو المجموع من الجنسین ودلیل الشافعیة والمالکیة عموم آیة: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا (آل عمران، ٩٧٫٣) فإذا أمنت المرأة الفساد علی نفسہا لزمہا الحج” (الفقہ الاسلامی وأدلتہ، ٣٫٢٠٩٢ ط مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ)۔

ان عبارات کی روشنی میں عند الحنفیہ ثقہ عورتوں کی جماعت شوہر یا محرم کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کو جواز سفر کیلئے کافی قرار دیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ غنیۃ الناسک میں ہے:''الرابع:المحرم أو الزوج لامرأۃ بالغۃ ولو عجوزا ومعہا غیرہا من النساء الثقات والرجال الصالحین (کبیری) فی مسیرۃ سفر أما فی أقل منہا فیجب علیہا الحج والخروج إلیہ بغیر محرم أوزوج إذا لم تکن معتدۃ، وروی عن أبی حنیفۃ وأبی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کراہۃ خروجہا مسیرۃ یوم واحد وینبغی أن یکون الفتوی علیہ لفساد الزمان'' (غنیۃ الناسک، ۳۰ ط یادگار شیخ سہارنپور)۔

جواب (۳): ہندوستان سے ریاض تک کا سفر سفر شرعی ہے، خواہ وہ چند گھنٹوں میں طے ہوجائے اور چاہے ہوائی جہاز کا سفر کتنا ہی مامون ہو، بہرحال بغیر محرم یا شوہر کے جائز نہیں ہے، کیونکہ احادیث ونصوص میں مسافت مراد ہے، جیسا کہ بعض پیش کردہ نصوص میں اس کی صراحت ہے، وقت مراد نہیں ہے، لہٰذا مذکورہ بالا نصوص کی روشنی میں ایسے سفر کی بھی قطعاً اجازت نہیں ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''لاتسافر المرأۃ ثلاثۃ إلا ومعہا ذو محرم'' (متفق علیہ)۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:''لاتحجن امرأۃ إلا ومعہا زوج'' (رواہ الدار قطنی وصحّحہ ابوعوانۃ، نیل الأوطار ۴،۴۹۱)۔

اور تیسری حدیث میں ہے:''خطب النبی ﷺ فقال:لایخلون رجل بامرأۃ إلا ومعہا ذو محرم، ولاتسافر المرأۃ إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال: یارسول اللہ، إن امرأتی خرجت حاجۃ، وإنی اکتبتت فی غزوۃ کذا وکذا، فقال: انطلق، فحج مع امرأتک'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ۳،۲۰۹۳ ط رشیدیہ، کوئیٹہ، پاکستان)۔

اور چوتھی حدیث میں ارشاد فرمایا: ''لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفرا یکون ثلاثۃ أیام فصاعدا، إلاومعہا أبوہا، أو ابنہا، أو زوجہا، أو أخوہا، أو ذو محرم منہا'' (صحیح مسلم ۱،۴۳۴)۔

لہٰذا جن اقوال ائمہ سے اس کی گنجائش نکلتی ہے وہ اقوال مذکورہ نصوص صریحہ کے خلاف ہیں، ان کے مطابق فتوی نہیں دیا جا سکتا ہے۔

جواب (۴): عمرہ چونکہ فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ نفل اور اختیاری ہے، جس کیلئے سفر بغیر شوہر یا محرم کے جائز نہیں ہے، اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

''أما حج النفل فلایجوز للمرأۃ السفر لہ إلا مع الزوج أو المحرم فقط اتفاقاً ولایجوز لہا السفر بغیرہما بل تأثم بہ'' (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ ۱۷،۳۶ ط اشرفی دیوبند)۔

''ہذا ویلاحظ أن الخلاف بین الشافعیۃ والمالکیۃ وبین باقی الفقہاء محصور فی سفر الفریضۃ ومنہ سفر الحج فلایقاس علیہ سفر الاختیار بالإجماع'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۲۰۹۳ ط رشیدیہ، کوئیٹہ، پاکستان)۔

جواب (۵): مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے راجح قول کے مطابق محرم یا شوہر کی شرط عورت کیلئے نفس وجوب حج کی شرط ہے اور احناف کے راجح قول کے مطابق

وجوب ادا کیلئے شرط ہے:''اختلفوا فی الزوج أو المحرم ہل ہو شرط وجوب أو شرط للزوم الأداء بالنفس، ذہب المالکیۃ والشافعیّۃ والحنابلۃ فی الراجح عندہم وہو روایۃ عن أبی حنیفۃ إلی أن المحرم شرط لوجوب الحج، ویحل محلہ عند فقدہ الرفقۃ المأمونۃ عند الشافعیۃ والمالکیۃ علی الوجہ الذی ذکرناہ والراجح عند الحنفیۃ أنّ الزوج أو المحرم شرط للزوم الأداء بالنفس" (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ ١٧، ٣٦، ط اشرفی دیوبند)۔

''(الرابع) أن من شرائط الأداء فی خصوص حق النساء، المحرم الأمین أو الزوج للمرأۃ إذا کانت علی مسافۃ السفر من مکۃ'' (ارشاد السّاری،٧٦ ط لبنان)۔

''قولہ:(قولان) ہما مبنیّان علی أنّ وجود الزوج أو المحرم شرط وجوب أم شرط وجوب أداء والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحّۃ وأمن الطریق شرط وجوب الأداء" (رد المحتار٣،٤٦٥، ط زکریا دیوبند)۔

جواب (۶): محرم میسر نہ آنے یا اس کے اخراجات سفر کے انتظام نہ ہونے کی صورت میں احناف کے نزدیک عورت کے ذمہ حج کی ادائیگی ہی واجب نہیں ہے، لہٰذا جب تک محرم کا کوئی انتظام نہ ہو تب تک حج کے موخر کرنے کی وجہ سے عورت کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا، بس وہ ایسی صورت میں بغیر محرم کے حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ حج کیلئے نہیں جا سکتی ہے، اگر اس نے بغیر محرم کے سفر کر لیا تو وہ احادیث صریحہ کی مخالفت کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

''فقال علیہ الصلوۃ والسلام: لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر أن تسافر سفراً یکون ثلاثۃ أیام فصاعداً إلا ومعہا أبوہا أو ابنہا أو زوجہا أو أخوہا أو ذو محرم منہا" (مسلم١،٤٣٤)۔

''وأما الذی یخص النساء فشرطان:أحدہما:أن یکون معہا زوجہا، أو محرم لہا، فإن لم یوجد أحدہما لایجب علیہا الحج، وہذا عندنا إلی أن المحرم أو الزوج من ضرورات حجہا بمنزلۃ الزاد والراحلۃ إذ لایمکنہا الحج بدونہ کما لایمکنہا الحج بدون الزاد والراحلۃ'' (بدائع الصنائع٢،١٢٣، جدید، زکریا، دیوبند)۔

جواب (۷): عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہو یا کم، بہرحال نصوص کے اطلاق کی وجہ سے بغیر محرم یا شوہر کے سفر حج کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اگر عورت کی اتنی حیثیت ہے کہ خود ہی حج کر سکتی ہے، محرم کو ساتھ لے جانے کی استطاعت نہیں تو ایسی عورت پر حج فرض نہیں ہے، درمختار میں ہے: محرم کو لے جانے کی سکت ہو تو حج فرض ہوجائے گا، لیکن جب تک خاوند یا محرم ہمراہ نہ ہوگا وجوب ادا نہ ہوگا اور خود کو حج کیلئے تنہا جانا ضروری نہیں (شامی)۔

کیونکہ نفس وجوب کے بعد وجوب ادا کیلئے خاوند یا محرم کا میسر ہونا شرط ہے، لہٰذا حج کیلئے نہ جائے گی تو گنہگار نہ ہوگی، بلکہ بدون شوہر یامحرم حج کیلئے جائے گی تو فرمان نبویﷺ اور قانون شرع کی خلاف ورزی کے باعث گنہگار ہوگی، گو

فریضہ حج بکراہت تحریمی ادا ہوجائے گا، آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:''لایحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلة إلا مع ذی محرم علیہا'' (رواہ أبو ہریرة، مسلم شریف۱/۴۳۴، باب سفر المرأة مع محرم الی حج غیرہ)۔

محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حالت میں درست نہ ہو، محرم کیسا ہو؟ اس کیلئے بھی شرطیں ہیں، ایک حدیث میں ہے: ''لاتحجن امرأة إلاومعہا محرم'' (ہرگز ہرگز کوئی عورت حج کیلئے نہ نکلے مگر اس حالت میں کہ اس کے ساتھ محرم ہو) اور فتاوی عالمگیری میں ہے: ''(ومنہا المحرم للمرأة) شابة کانت أو عجوزة إذا کانت بینہا وبین مکة مسیرة ثلاثة أیام، ہکذا فی المحیط'' (۱/ ۲۱۸) (کتاب المناسک) ۔

''ویشترط فی حج المرأة من سفر زوج، أو محرم بالغ ..... وأطلق المرأة، فشمل الشابة والعجوز، لإطلاق النصوص'' (البحر الرائق، کتاب الحج ۲/۵۵۲، رشیدیہ)۔

''وسواء کانت المرأة شابة أو عجوزا، أنہا لاتخرج إلا بزوج أو محرم، لأن مارویناہ من الحدیث لایفصل بین الشابة والعجوز، الخ'' (بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی شرائط فرضیة، ۳/۵۶، دار الکتب العلمیة)۔

یعنی وجوب ادا کے شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ اگر عورت اور مکہ معظمہ کے درمیان تین دن (تین منزل) کا فاصلہ ہو تو محرم کا ہمراہ ہونا ضروری ہے، عورت معمرہ (بڑھیا) ہو یا جوان (ج۱، ص۲۱۸) اور فتاوی قاضی خاں میں ہے: ''وأجمعوا علی أن العجوز لاتسافر بغیر محرم ولاتخلو برجل شابا کان أو شیخا ولاتصافح الشیوخ'' (فقہاء کا اجماع ہے کہ بوڑھی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور مرد جوان ہو یا بوڑھا تنہائی میں نہ بیٹھے اور نہ بوڑھوں سے مصافحہ کرے)، مگر جبکہ جانبین میں شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو مصافحہ کی اجازت ہے،ہدایہ (نیز دیگر کتب فقہ) میں ہے:''ولنا قولہ علیہ السلام: لاتحجن امرأة إلا ومعہا محرم ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنة وتزداد بانضمام غیرہا إلیہا'' (۱/۲۱۳، کتاب الحج، تحت قولہ ویعتبر فی المرأة الخ) (یعنی بدون خاوند یا محرم کے سفر کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے اور یہ فتنہ اس صورت میں زیادہ بڑھ جاتا ہے جبکہ اس کے ساتھ صرف عورتیں ہوں)۔

ہماری دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت حج نہ کرے مگر اس صورت میں کہ محرم ساتھ ہو اور اس کی علت یہ بھی ہے کہ محرم کے بغیر فتنہ کا خوف ہے اور دوسری عورت کے ساتھ ہونے سے اس فتنہ میں اضافہ ہی ہوجاتا ہے۔

حضرت شیخ نصیر آبادی سے کہا گیا کہ لوگ نامحرم عورتوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری نظرپاک ہے، آپ نے فرمایا:''مادامت الأشباح باقیة فإن الأمر والنہی باق والتحلیل والتحریم مخاطب بہ'' (جب تک پرچھائیاں (انسانی جسم) باقی ہیں، امر و نہی

(احکام شرعیہ) بھی باقی ہیں اور یہ ان احکام کے مخاطب بھی ہیں، خطاب بھی باقی ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ بدون خاوند ومحرم حج کیلئے جانے کی کوئی صورت نہیں ہے، جانا ہی ہے تو نکاح کرے، پھر شوہر کے ہمراہ جا سکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی، حج کے لئے نہ جا سکے تو حج بدل کی وصیت ضروری ہے۔

البتہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ اور بعض دوسرے اکابر نے شامی کی ایک عبارت سے استدلال کرتے ہوئے بوڑھی عورت کے لئے بغیر شوہر ومحرم کے سفر کی گنجائش دی ہے، جبکہ فتنہ کا بالکل اندیشہ نہ ہو۔

‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلابأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا’’ (شامی۹، ۵۲۹ط زکریا، دیوبند)، فقط واللہ اعلم بالصواب۔

موجودہ دور میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر

مولانا محمد ثناء اللہ غفر لہ•

حامداً ومصلیاً أما بعد!

نمبر وار سوالوں کے جوابات تحریر کئے جارہے ہیں، تاکہ ہر ہر مسئلہ کا حکم علاحدہ علاحدہ معلوم ہوجائے:

جواب (١): اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد ہے، نہ کہ تین شب وروز کی مدت اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے:''لا تسافر المرأة ثلاثة أيام إلا مع ذی محرم'' (بخاری١/١٤٧)۔

دوسری حدیث ہے: ''لا تسافر المرأة مسيرة يومين ليس معها زوجها أو ذو محرم'' (بخاری١/٢٥١)۔

تیسری حدیث ہے:''لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة ليس معها حرمة'' (بخاری١/١٤٨)۔

اور چوتھی حدیث ہے جس پر شیخین نے اتفاق کیا ہے:''لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم فقال رجل يا رسول الله اكتبت فی غزوة كذا وكذا وخرجت امرأتی حاجة قال:اذهب فاحجج مع امرأتک'' (متفق علیہ، مشکوۃ/٢٢١)۔

پہلی حدیث میں تین دن، دوسری حدیث میں دو دن، تیسری حدیث میں ایک دن ایک رات اور چوتھی حدیث میں مطلقاً عورتوں کو بغیر محرم کے سفر سے منع کیا جارہاہے اور اس حدیث میں یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنا نام فلاں غزوہ میں لکھوا دیا ہے، جبکہ میری بیوی حج کے لئے نکل رہی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جااپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

ان روایات کے درمیان ترجیح یا تطبیق کا جو طریقہ محدثین نے اختیار فرمایا ہے وہ اپنی جگہ ہے، مگر قدر مشترک کے طور پر شارع علیہ السلام کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے جو ہر عفت وعصمت اور خلقی کمزوریاں جو ان کی غرض تخلیق کی ..... کے اعتبار سے یقینا محاسن اور قیمتی سرمایہ ہیں، جس کی حفاظت اس بات کی مقتضی ہے کہ حکم کی بنیاد تین شب وروز کی مدت کے لئے اس مدت میں طے کی جانے والی مسافت ہو، خواہ وہ مسافت تیز رفتار سواری کے ذریعہ چند گھنٹوں میں طے کرلی

• مدرسہ محبوبیہ مظفر پور، بہار۔

جائے اور ممانعت کی روایات تو تین دن سے کم کی، بلکہ مطلق بھی ہیں، مگر امام ابوحنیفہ کا مذہب تین شب وروز والی روایت کے لائق ہی ہے، جیسا کہ رد المحتار میں ہے:''قا ل فی الفتح:ثم إذا کان المذہب الأول فلیس للزوج منعہا إذا کان بینہا وبین مکۃ أقل من ثلاثۃ'' (رد المحتار٢٫٤٦٥)۔

ذیل میں چند مسائل درج کئے جاتے ہیں جن سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے، صاحب درمختار فرماتے ہیں:

''مسیرۃ ثلاثۃ أیام ولیالیہا'' ..... (بالسیر الوسط مع الاستراحات المعتادۃ) حتی لو أسرع فوصل فی یومین قصر'' (الدر لمختار علی رد المحتار٢٫١٢٣) (یعنی آرام کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے تین دن رات چلنا مراد ہے، لہذا اگر دوڑ کر چلے اور تین دن کی مسافت دو دن میں ہی طے کرلے تو وہ قصر کرے گا)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: ''ولو کانت المسافۃ بالسیر المعتاد فسار إلیہا علی الفرس جریا حثیثا فوصل فی یومین أو أقل قصر کذا فی الجوہرۃ النیرۃ'' (الفتاوی الہندیہ١٫١٣٩)۔

یعنی عادتاً تین دنوں میں طے کی جانے والی مسافت تیز رفتا رگھوڑے کے ذریعہ دو دن یا اس سے بھی کم مدت میں طے کرلے تو بھی قصر کرے گا، اور ''سیر معتاد '' سے مراد اونٹوں کے ذریعہ چلنا یا پیادہ یا چلنا ہے، جس کا اس زمانہ میں رواج تھا، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے:''سبب الرخصۃ وہو قطع مسافۃ ثلاثۃ بسیر الإبل ومشی الأقدام'' (فتح القدیر١٫٥٠٢)، یعنی اگر اس طرح تیز چلا کہ تین دنوں کی مسافت دو راتوں میں یا اس سے کم میں طے کرلی تو بھی نماز میں قصر کرے۔

ان تینوں مسئلوں سے خوب واضح ہوجاتا ہے کہ خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت ہی حکم کی بنیا ہے، نہ کہ تین شب وروز کی مدت اور تینوں مسئلوں میں گو قصر صلاۃ کا حکم مذکور ہے، مگر قصر کی بنیاد سفر شرعی کا تحقق ہے، جب سفر شرعی متحقق ہوگیا تو سفر سے متعلق دوسرے احکام بھی جاری ہونگے، جن میں خواتین کے لئے محرم کا موجود ہونا بھی ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''الأحکام التی تتغیر بالسفر ہی قصر الصلاۃ وإباحۃ الفطر وامتداد مدۃ المسح إلی ثلاثۃ أیام وسقوط وجوب الجمعہ والعیدین والأضحیۃ وحرمۃ الخروج علی الحرۃ بغیر محرم کذا فی العتابیہ'' (الفتاوی الہندیہ١٫١٣٨)۔

جواب (٢): اس سلسلہ میں (الف) حنابلہ کا مذہب ہے کہ سفر میں عورتوں کے لئے شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے، بغیر اس کے عورتوں پر حج فرض ہی نہیں ہوتا ہے۔

چنانچہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے:

''الحنابلۃ قالوا ..... أما المرأۃ فإنہ لا یجب علیہا الحج إلا إذا کان معہا زوجہا أو أحد

من محارمہا" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱،۵۷۴)۔

نیز علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

"وتمسک أحمد بعموم الحدیث فقال إذا لم تجد زوجاً أو محرماً لا یجب علیہا الحج ہذا ہو المشہور عنہ" (فتح الملہم۳،۳۷۶)۔

(ب) مالکیہ کے یہاں شوہر یا محرم ہی کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ثقہ عورتوں کی جماعت بھی ان کے نزدیک کافی ہے۔

چنانچہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے:

"المالکیۃ قالوا: .....ویزاد فی حق المرأۃ أن یکون معہا زوج أو محرم من محارمہا أو رفقۃ مأمونۃ" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱،۵۷۳۔۵۷۴)۔

(ج) شوافع کے نزدیک مشہور قول کے مطابق شوہر یا محرم یا ثقہ عورتوں کی جماعت کا ہونا شرط ہے۔

چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

"والمشہور عند الشافعیۃ اشتراط الزوج أو المحرم أو النسوۃ الثقات" (فتح الملہم۳،۳۷۶)۔

جبکہ ایک قول کے مطابق اگر راستہ پر امن ہو تو تنہا بھی حج فرض کی ادائیگی کے لئے عورت سفر کرسکتی ہے، فتح الملہم میں ہے:

"وفی قول نقلہ الکرابیسی وصححہ تسافر وحدہا إذا کان الطریق آمنا وہذا کلہ فی الواجب من حج أو عمرۃ" (فتح الملہم۳،۳۷۶)، اور نفلی حج یا عمرہ کے لئے تو عورتوں کی جماعت بھی کافی نہیں ہے۔

الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے:

"الشافعیۃ قالوا ..... یجوز لہا أن تخرج وحدہا لأداء الفریضۃ عند الأمن أما فی النفل فلا یجوز الخروج مع النسوۃ ولو کثرت" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ۱،۵۷۵)۔

(د) رہا سوال احناف کا تو احناف کے نزدیک عورتونکے لئے محرم یا شوہر کا ہونا شرط ہے، بغیر ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ ہوئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، اور ثقہ عورتوں کی جماعت کافی نہیں ہے۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"ویعتبر فی المرأۃ أن یکون لہا محرم تحج بہ أو زوج ولا یجوز لہا أن تحج بغیرہما إذا کان بینہا وبین مکۃ ثلاثۃ أیام ..... لنا قولہ علیہ السلام لا تحجن امرأۃ إلا ومعہا محرم ولأنہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزاد بانضمام غیرہا إلیہا" (ہدایہ۱،۲۱۳)۔

صاحب البحر الرائق فرماتے ہیں:

"قولہ (ومحرم أو زوج لامرأۃ فی سفر) أی وبشرط محرم إلی آخرہ لما فی الصحیحین لا تسافر امرأۃ إلا ومعہا محرم فقال رجل: یا رسول اللہ إنی اکتبت فی غزوۃ وامرأتی حاجۃ قال

ارجح فحج معہا فأفاد ہذا کلہ أن النسوۃ الثقات لا تکفی قیاسا علی المہاجرۃوالمأسورۃ لأنہ قیاس مع النص مع وجود الفارق" (البحر الرائق٢،٥٥١)۔

جواب (٣): سوال نمبر ایک کے جواب میں محقق ہوچکا کہ حکم کی بنیاد مسافت شرعی ہے اور دہلی سے ریاض تک کے سفر میں یقینا مسافت شرعی کو طے کرنا ہے، لہذا اس دوران بھی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہوگا اور تنہا سفر کی اجازت نہ ہوگی۔

فتاوی ہندیہ کے حوالہ سے عبارت گذر چکی ہے:

"الأحکام التی تتغیر بالسفر ہی قصر الصلاۃ إلی قولہ وحرمۃ الخروج علی الحرۃ بغیر محرم" (الفتاوی الہندیہ١،١٣٨)۔

یعنی سفر کی وجہ سے جو احکام بدل جاتے ہیں ان میں نماز کا قصر کرنا اور بغیر محرم کے عورت کا نکلنا بھی ہے۔

اور دراصل عورت کے لئے وہی سفر محفوظ ہے جس میں اس کا محرم یا شوہر محافظ موجود ہو اور جس سفر میں محرم یا شوہر ہمراہ نہ ہو تو شریعت کی نظر میں وہ سفر غیر محفوظ ہے۔

جواب (٤): سفر شرعی میں شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، جیسا کہ احادیث میں صراحتاً مذکور ہے اور عورتوں کی جماعت شوہر یا محرم کا بدل نہینبن سکتی، جیسا کہ البحر الرائق میں مذکور ہے: "إن النسوۃ الثقات لا تکفی" (البحر الرائق٢،٥٥١)۔

لہذا ایسی عورت جس کا شوہر وفات پاچکا اور کوئی محرم رشتہ دار ساتھ چلنے کو تیار نہیں یا وہ اتنے اخراجات کی متحمل نہیں دوسری خواتین کے ساتھ عمرہ کے لئے نہیں جاسکتی ہے۔

جواب (٥) (الف): احناف کے نزدیک سفر حج میں محرم کا ہونا شرط ہے، البتہ نفس وجوب کے لئے شرط ہے یا وجوب ادا کے لئے، اس بارے میں اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ وجوب اداء کے لئے شرط ہے۔

چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"ورجح المحقق فی فتح القدیر أنہما مع الصحۃ شروط وجوب الأداء" (البحر الرائق ٢،٥٥٣)۔

محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس کو راجح قرار دیا ہے کہ صحت کے ساتھ وہ دونوں چیزیں یعنی راستہ کا امن اور محرم کا ہمراہ ہونا وجوب اداء کی شرطیں ہیں۔

اور علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں:

"والذی اختارہ فی الفتح أنہ مع الصحۃ وأمن الطریق شروط وجوب الأداء فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم" (رد المحتار٢،٤٦٥)۔

فتح القدیر میں جس رائے کو پسندیدہ قرار دیا ہے وہ یہی ہے کہ صحت کے ساتھ

محرم اور راستہ کا امن وجوب اداء کی شرطیں ہیں، لہذا مرض اور راستہ کا پرخطر ہونا یاِشوہر اور محرم کا نہ پانا سفر حج سے رکاوٹ بن جائے تو عورت کے لئے حج کی وصیت کرنا واجب ہوگا۔

حضر ت تھانویؒ نے امداد الفتاوی (١٥٦،٢) میناور مفتی محمود صاحبؒ نے فتاوی محمودیہ ١٦٢،١٣) میں اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے فتوی دیا ہے کہ اخیر عمر تک اگر شوہر یا محرم میسر نہ ہو تو حج بدل کر جانا عورت پر لازم ہے۔

(ب) جہاں تک سوال ہے اس سلسلہ میں ائمہ کے اختلاف کا تو سوال نمبر دو کے جواب میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے جس کا خلاصہ ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر، کوئی محرم یا لائق اعتماد عورتوں کی جماعت کا ہونا شرط ہے۔

''ویزاد فی حق المرأة أن یکون معہا زوج أو محرم من محارمہا أو رفقة مأمونة'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ١،٥٧٤)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک حج فرض کی ادائیگی کے لئے راستہ پرامن ہو تو عورت تنہا بھی سفر کرسکتی ہے۔

''یجوز لہا أن تخرج وحدہا لأداء الفریضة عند الأمن'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ١،٥٧٥)۔

امام احمدؒ کے نزدیک سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے، بغیر اس کے حج فرض ہی نہ ہوگا۔

''والحنابلة قالوا: ..... أما المرأة فإنہ لا یجب علیہا الحج إلا إذا کان معہا زوجہا أو أحد من محارمہا'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ١،٥٧٤)۔

احناف کے یہاں عورت کے لئے سفر حج میں محرم یا شوہر کا ہونا شرط ہے:

''قولہ: (ومحرم أو زوج لامرأة فی سفر) أی وبشرط محرم إلی آخرہ'' (البحر الرائق٢،٥٥١)۔

جواب (۶): سفر میں عورت کے ساتھ محرم کا ہونا شرط ہے، لہذا جب کوئی محرم میسر نہیں یا اس کے اخراجات کی متحمل نہیں تو حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے سفر کرنا اس کے لئے ممنوع ہوگا، وہ نہیں جاسکتی ہے، اور محرم کا ہونا وجوب ادا کی شرط ہے جس کا مطلب ہے کہ محرم نہ ہونے کی صورت میں حج فرض کی ادائیگی کے لئے جانا شرعاً واجب بھی نہیں، لیکن جماعت کی وجہ سے چونکہ حج فرض ہوچکا ہے، لہذا اخیر وقت میں اس پر حج بدل کی وصیت کرنا واجب ہوگا۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

''فیجب الإیصاء إن منع المرض وخوف الطریق أو لم یوجد زوج ولا محرم'' (رد المحتار٢،٤٦٥)۔

جواب (۷): بغیر شوہر یا محرم کے سفر کی ممانعت والی حدیثوں میں ''لا تسافر المرأة'' (بخاری١،٢٥١) مطلقاً آیا ہے جو جوان اور بوڑھی تمام عورتوں کو شامل ہے۔

چنانچہ صاحب بحر فرماتے ہیں:

‘‘وأطلق المرأة فشمل الشابۃ والعجوز لإطلاق النص’’ (البحر الرائق۲؍۵۵۲)۔

اور بدائع الصنائع میں ہے:

‘‘سواء کانت المرأة شابۃ أو عجوزاً أنہا لا تخرج إلا بزوج أو محرم لأن ما روینا من الحدیث لا یفصل بین الشابۃ والعجوز’’ (بدائع الصنائع۲؍۳۰۰)۔

یہ صحیح ہے کہ معمر خواتین کے اند رفتنہ کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے، مگر مدد کی ضرورت یقینا بڑھ جاتی ہے اور شوہر یا محرم جیسی مدد کرسکتے ہیں دوسرا نہیں کرسکتا، اس لئے معمر خواتین کے لئے بھی بغیر شوہر یا محرم کے سفر کرنا درست نہیں، عام فقہاء کی رائے یہی ہے۔

لیکن صاحب در مختار فرماتے ہیں کہ جب نفس پر اطمینان ہو اور بوڑھی عورت اتنی بوڑھی ہو کہ جماع کی خواہش اس کے اندر سے ختم ہوچکی ہو ایسی عورت سے مصافحہ کرنے اور اس کا ہاتھ پکڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جب ہاتھ پکڑنا جائز ہوا تو اس کے ساتھ سفر کرنا بھی جائز ہوگا اور خلوت بھی اختیار کرسکتا ہے، بشرطیکہ اپنے اوپر اور اس کے اوپر اطمینان ہو، ان کی عبارت ہے: ‘‘أما العجوز التی لا تشتہی فلا بأس بمصافحتہا ومس یدہا إذا أمن، ومتی جاز المس جاز سفرہ بہا ویخلو إذا أمن علیہ وعلیہا وإلا لا’’ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۶؍۳۶۸)۔

اور حضرت تھانویؒ اسی عبارت کی روشنی میں بوڑھی عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: ‘‘بہرحال گنجائش ضرور ہے ’’ (امداد الفتاوی۴؍۲۰۱)۔

تو بوقت ضرورت اس گنجائش پر عمل کیا جاسکتا ہے، البتہ بوڑھاپے کی اس حد کو پہنچنا افراد اور علاقہ کے اعتبار سے مختلف عمروں میں ہونا عین ممکن ہے، اس لئے عمر کی تحدید نہیں کی جاسکتی، مبتلی بہ بوقت ضرورت حالات بتا کر اپنے علاقہ کے کسی واقف مفتی سے حکم دریافت کرکے عمل کرے ، فقط واللہ تعالی اعلم۔

خواتین کا بغیر محرم سفر حج - شرعی احکام

مولانا محمد مغفور باندوی•

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد:

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، جس پر اعمال کی تکمیل ہوتی ہے، حج کے بے شمار فضائل ومناقب کتاب وسنت میں موجود ہیں، اور حج کے فرض ہونے کے بعد حج کی ادائیگی میں تاخیر پر سخت وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

مرد اگر صاحب استطاعت ہے تو دور حاضر میں حج کی ادائیگی اس کیلئے کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے، البتہ عورت کے صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں شریعت نے اس کیلئے شوہر یا محرم کے ساتھ ہونے کو شرط قرار دیاہے، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک ان دونوں کے نہ ہونے کی صورت میں عورت کو غیر مستطیع قرار دیا۔

مگرجب سے سعودی حکومت نے عورت کو تنہا سفر حج کی اجازت دی ہے اس وقت سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوگئے ہیں، اسی لئے مجمع الفقہ الاسلامی بالہند نےاپنے انتیسویں فقہی سمینار کے لئے اس موضوع کو منتخب کیا، تاکہ امت کے سامنے اس قضیہ کا واضح حل آجائے، راقم نے حد الوسع ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی ہے، واللہ الموفق والمعین

١۔ سفر شرعی کی مسافت:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سفر شرعی کی حد تین دن اور تین رات کی مسافت تھی اور فقہاء اسلام نے اسی کو بنیاد بناکر اس مدت میں کی جانی والی مسافت پر مسائل سفر کو متفرع کیاہے، چنانچہ پہلے اس مسافت کی تحدید ''میل ''سے اور پھر ''کلو میٹر '' سے کی گئی ،چنانچہ فقہاء نے اصل ''دن ورات ''کی جگہ ''مسافت ''کو قرارد یا۔

امام ابوحنیفہؒ سے منقول ایک قول جسے صاحب بدائع نےنقل کیاہے:

''روي عن أبی حنیفۃ فیمن سار في الماء یوماً وذلک في البر ثلاثۃ أیام أنہ یقصر الصلاۃ لأنہ لا عبرۃ للإسراع''(بدائع الصنائع ١،٢٦٣)۔

(امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ جو شخص پانی میں ایک دن میں اتنی مسافت طے کرلے جتنی خشکی میں تین دن میں طے ہوتی ہو وہ نماز قصر کرے گا، یعنی یہ سفر سفر شرعی ہے اور وہ شرعاً مسافر ہے، اس پر مسافر کے احکام جاری ہوں گے)۔

• خادم الحدیث جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ باندہ، یوپی۔

آگے فرماتے ہیں:

‘‘وكذا لو سار في البر إلى موضع في يوم أو يومين و أنہ يسير بالإبل والمشي المعتاد ثلاثۃ أيام يقصر اعتباراً للسير المعتاد’’ (بدائع الصنائع ٢٦٢،١)۔

(یہی حکم اس شخص کا ہے جو خشکی میں کسی جگہ ایک یا دو دن میں پہونچ جائے جہاں جانے میں اونٹ اوردرمیانی رفتار سے تین دن لگتے ہوں وہ نماز قصر کرے گا)۔

ان دونوں عبارتوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اصل سفر کی مسافت میں تین دن میں اونٹ یا درمیانی چال سے طے ہونے والی مسافت ہے، نہ کہ تین دن اور تین رات کا وقت ، لہذا احکام کا ترتب مسافت پر ہوگا اور سفر کے تمام مسائل اسی پر متفرع ہوں گے اور سفر حج بھی ایک مبارک سفر ہے اور اس میں بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

چنانچہ صاحب بدائع علامہ کا سانیؒ اوردوسرے فقہاء نے سفر حج میں محرم کی شرط کے طور پر جس روایت کو نقل کیا ہے وہ مطلق سفر سےمتعلق ہے، اسی روایت سے فقہاء نے عام سفرکی ‘‘مسافت ’’کی تحدید کی ہے اور اسی سے سفر حج کی بھی۔

‘‘لاتسافر امرأۃ ثلاثۃ أيام إلا و معها زوج أو محرم ’’۔

راقم کی رائے ہے کہ سفر شرعی کی مسافت حکم کی بنیاد پر ہے ۔

٢۔ سفر حج میں عورت کیلئے شوہر یا محرم کی شرط کے سلسلہ میں فقہاء کی آراء:

فقہائے حنفیہ کے نزدیک عورت کے ساتھ سفر حج میں محرم یا شوہر کا ہونا واجب ہے:

‘‘أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لايجب عليها الحج’’ (بدائع الصنائع ٢٩٩،٢)۔

(عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ساتھ نہیں ہے تو عورت پر حج واجب نہیں ہوگا)۔

امام شافعی کے نزدیک شوہر یامحرم یاثقہ عورتوں کی جماعت کاہونا واجب ہے۔

‘‘لايلزم المرأۃ الحج إلا إذا أمنت على نفسها بزوج أو محرم نسبی أو غير نسب، أو نسوۃ ثقات فأی هذه الثلاثۃ وجد لزمها بلا خلاف و إن لم يكن شیء من الثلاثۃ لم يلزمها الحج على المذهب’’ (المجموع شرح المهذب ٨٦،٧)۔

(عورت پر حج لازم نہیں ہے، مگر جب کہ وہ اپنے نفس پر پرامن ہوشوہر یا محرم نسبی یا غیر نسبی (رضاعی یا سسرالی) یا ثقہ عورتوں کی جماعت کے ذریعہ، تو اس پر حج لازم ہے، ورنہ اس پر حج لازم نہیں ہے)۔

امام مالک کے نزدیک عورت کیلئے سفر حج میں محرم یا شوہر کا ہونا واجب ہے اور اگر کسی عورت کو شوہر یا محرم میسر نہیں ہے اور اس پر حج فرض ہوچکا ہے تو وہ اپنے سفر پرجانے کیلئے پر امن رفاقت اختیار کرے گی ۔

‘‘ويشترط في وجوب الحج على المرأۃ أيضا وجود زوج أو محرم فإن لم يكن لها محرم

و لا زوج فيجب عليها الخروج للحج في رفقة مامونة'' (مواهب الجليل لشرح لمختصر الخليل ٢،٥٢١)۔

(عورت پر حج کے فرض ہونے کیلئے محرم یا شوہر کا ہونا شرط ہے، اگر عورت کا کوئی محرم یا شوہر موجود نہیں ہے تو عورت پر فرض حج کی ادائیگی کیلئے پر امن لوگوں کی رفاقت میں حج پر جانا واجب ہوگا)۔

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک عورت کیلئے سفر حج میں محرم یا شوہر کا ہونا واجب ہے۔

''إن الحج لايجب على المرأة التي لامحرم لها لأنہ جعلها بالمحرم كالرجل..... فمن لامحرم لها لاتكون كالرجل'' (المغنی ٥،٣٠)۔

(حج اس عورت پر واجب نہیں ہے جس کا کوئی محرم یا شوہر نہ ہو، اس لئے کہ ان دونوں کے ذریعہ عورت حج کی ادائیگی میں مرد کے حکم میں ہوجائے گی اور جس کا محرم یا شوہر نہیں وہ اس حکم میں نہیں ہے)۔

ابن سیرینؒ، اوزاعیؒ کے نزدیک حج میں محرم کا ساتھ ہونا شرط نہیں ہے، ابن سیرین مزید فرماتے ہیں کہ عورت کسی بھی مسلمان مرد کے ساتھ بھی حج کی ادا کرسکتی ہے۔

''قال:ابن سيرين و مالک و الأوزاعي و الشافعي ليس المحرم شرطاً في حجها بحال، قال:ابن سيرين تخرج مع رجل من المسلمين لابأس بہ و قال مالک:تخرج مع جماعة النساء و قال الشافعي:تخرج مع حرة مسلمة ثقة و قال الأوزاعی: تخرج مع قوم عدولٍ'' (المغنی ٥،٣١)۔

علامہ کرابیسی نے نقل کیا ہے : اگر راستہ پرامن ہو تو عورت تنہا سفر حج کو جاسکتی ہے اور تنہا مناسک کی ادائیگی بھی کرسکتی ہے۔

دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک عورت کے تنہا مقام ''حیرہ ''سے حج پر آنے اور مناسک کی ادائیگی کے بعد پرامن طریقہ سے واپس جانے کی خبردی تھی:

''و روي الكرابيسي عنہ إذا كان الطريق آمناً جاز من غير نساء وهو الصحيح لما روي عدي ابن حاتم أن النبي ﷺ قال:حتى ليوشک الظعينة أن تخرج منها بغير جوار حتى تطوف بالكعبة قال عدي: فلقد رأيت الظعينة تخرج من الحيرة حتى تطوف بالكعبة بغير جوارٍ لأنها تصير مستطيعة'' (المجموع شرح المهذب ٧،٨٦)۔

(کرابیسی نقل کرتے ہیں کہ اگر راستہ پرامن ہو تو عورت کیلئے تنہا حج کرنا جائز ہے، اس حدیث کی وجہ سے جسے حضرت عدی ابن حاتم نے نقل کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: ایک عورت تنہا بیت اللہ آئے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی، حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایسی عورت کو دیکھا ہے ؛وہ مقام حیرہ (عراق کے قریب ایک شہر)سے تنہا سفر کرکے آئی اوربیت اللہ کا طواف کیا،

اس لئے کہ وہ مستطیعہ تھی)۔

ترجیح:

راقم کی رائے میں احناف کامذہب زیادہ راجح ہے۔

١۔ ''لاتسافر امرأة ثلاثة أيام إلا ومعها محرم أو زوج''۔

٢ ۔''ألا لا تحجنَّ امرأة إلا و معها محرم''۔

ہرگروپ میں عورتوں کے ساتھ ان کے مرد حضرات بھی ساتھ ہوتے ہیں ، اب اگر کوئی عورت کسی گروپ میں شامل ہوتی ہے تو:

پہلا سوال:- یہ ہوتا ہے کہ وہ اس گروپ والوں سے کسی حدتک شناسائی رکھتی ہے کہ ان کے ثقہ ہونے کا یقین کس حد تک ہے؟

دوسرا سوال:- یہ اٹھتا ہے کہ پردہ کی کیا شکل ہوگی ، چونکہ رہائش کا نظام گروپ کے اعتبار سے ایک ساتھ ہوتا ہے۔

فقہاء کرام کے دور میں سفرحج کی نوعیت الگ ہوتی تھی جو آج کی نوعیت سے بالکل مختلف ہے۔

لہذا راقم کی رائے میں محرم یا شوہر کی عدم موجودگی عورت کو کسی گروپ(ثقہ لوگوں) کے ساتھ سفرحج پرجانا جائز نہیں ہے۔

٣۔ عورت کا سفر(سفرحج) تنہا کرنا اور ادائیگی مناسک شوہر یا محرم کے ساتھ کرنا:

اگر عورت تعلیم یافتہ ہے کہ وہ ایئر پورٹ کے مراحل ''امیگریشن '' وغیرہ کو با آسانی انجام دے سکتی ہے اور اس کاشوہر یا محرم اسے جدہ یا مدینہ کے ایئر پورٹ پر اسے رسیو کرکے مناسک و ارکان کی ادائیگی میں اس کا رفیق رہے تو عورت کیلئے سفر حج پر جانے کی گنجائش ہے، البتہ یہ شکل بھی کراہت سے خالی نہیں۔

''و لو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة'' (الدر المختار على هامش رد المحتار ٤١٢،٣)۔

٤۔ عورت کا بغیرشوہر اور محرم کے دوسری خواتین کے ساتھ عمرہ کرنا:

عورت کا اپنے شوہر اور محرم کے نہ ہونے کی صورت میں دوسری خواتین کے ساتھ عمرہ پر جانا جائز نہیں ہے۔

''أما شرائط وجوبها فهي شرائط وجوبه الحج لأن الواجب ملحق بالفرض في حق الأحكام'' (بدائع الصنائع باب العمرة ٤٧٩،٢)۔

(امام شافعی حج فرض میں تو ثقہ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ حج پر جانے کی اجازت دیتے ہیں، مگر نفلی حج یا دوسرے مقاصد مثلاً زیارت، تجارت وغیرہ کیلئے اس کے جواز کے قائل نہیں ہیں)۔

''هل يجوز للمرأة أن تسافر لحج التطوع أو لسفر زيارة و تجارة و نحوها مع نسوة ثقات أو امرأة ثقة فيه وجهان وحكاهما الشيخ أبو حامد والماوردي والمحاملي وآخرون من الأصحاب

في بابہ الإحصار وحكاهما القاضي حسين و البغوي والرافعي وغيرهم۔

أحدهما يجوز كالحج والثاني و هو الصحيح باتفاقهم وهو المنصوص في الأم وكذا نقلوه عن النص لايجوز لأنہ سفر ليس بواجب" (المجموع شرح المهذب ٨٧،٧)۔

(کیا عورت نفلی حج یا زیارت ، تجارت وغیرہ ثقہ عورتوں کی جماعت یا ایک ثقہ عورت کے ساتھ کرسکتی ہے ؟ .....تو اس سلسلہ میں دو قول ہیں):(١) جائز ہے، کرسکتی ہے،(٢) نہیں کرسکتی، یہ راجح اور زیادہ صحیح ہے (کتاب الام)، یہی رائے متفق علیہ ہے اور اسی طرح فقہاء نے نقل کیا ہے، اس لئےکہ یہ واجب سفر نہیں ہے۔

راقم الحروف کی رائے میں عورت کیلئے شوہر یا محرم کے بغیر عورتوں کی جماعت کے ساتھ عمرہ پر جانا جائز نہیں ہے۔

۵۔ سفر حج میں عورت کیلئے محرم یا شوہر کی شرط کی حیثیت:

عورت کیلئے سفر حج میں محرم کی شرط کی دو حیثیتیں ہیں: (١) شرط وجوب، (٢) شرط وجوب اداء، حنفیہ میں دونوں کے قائلین موجود ہیں۔

١۔ شرط وجوب :جس طرح عام مسلمانوں پر حج کے فرض ہونے کیلئے توشہ اور سواری شرائط وجوب حج میں سے ہیں کہ ان کے حصول کے بغیر کسی مسلمان پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اسی طرح عورت کے حق میں ان دونوں کے ساتھ ایک تیسری شئی بھی شرط ہے اور وہ ہے وجود محرم یا شوہر، لہذا عورت میں جب تک یہ تین شرطیں موجود نہ ہوں عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوگا، شرط وجوب کے حصول کا بندہ مکلف نہیں ہوتا، بلکہ یہ من جانب اللہ ہوتی ہے۔

٢۔ وجوب اداء: جس طرح حج کے فرض ہونے کیلئے عام مسلمانوں کےحق میں دو شرطیں ہیں؛اسی طرح عورت کے حق میں بھی حج کے فرض ہونے کیلئے یہی دو چیزیں شرط ہیں، البتہ ادائیگی کیلئے ایک تیسری شیء عورت کے حق میں شرط ہے اور وہ ہے محرم یا شوہر کا پایاجانا۔

ثمرۂ اختلاف:

وجوب شرط کی صورت میں عورت پر حج کیلئے شادی کرنا یاحج کی وصیت کرنا یا نیابۃً کسی دوسرے کو حج کرانا ضروری نہیں ہوگا اور وجوب اداء کی صورت میں عورت پر نکاح کرنا یا حج کی وصیت کرنا لازم ہوگا۔

فقہاء کی آراء وترجیحات:

''إن وجود الزوج أو المحرم شرط وجوبہ أم شرط أداء والذي اختاره في الفتح أنہ مع الصحۃ و أمن الطريق شرط وجوب الأداء ..... و يجب عليها التزوج عند فقد المحرم.

وعلى الأول لايجب شيء من ذلک كما في البحر والنهر و صح الأول في البدائع و رجح الثاني في النهايۃ''(رد المحتار ٤١٢،٣)۔

(شوہر یا محرم کا وجود شرط وجوب میں سے ہے یا شرط اداء میں سے؟ تو راستہ کے پرامن ہونے اور صحت مند ہونے کی صورت میں یہ شرط اداء میں سے ہے اور محرم کے نہ ہونے کی صورت میں عورت پر شادی کرنا لازم ہوگا اور شرط وجوب کی صورت میں یہ کچھ بھی لازم نہ ہوگا، جیسا کہ بحر الرائق اور النہر الفائق میں ہے اور پہلی صورت کو صاحب بدائع اور صاحب نہایہ نے اختیار کیا ہے)۔

اور علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

''إن هذا من شرائط وجوب الحج و لايجب على الإنسان تحصيل شرائط الوجوب بل إن وجد الشرط وجب و إلا فلا ألا ترى إن الفقير لايلزمه تحصيل الزاد و الراحلة فيجب عليه الحج ولهذا قالوا في المرأة التي لازوج لها و لا محرم إنه لا يجب عليها أن تزوج بمن يحج بها'' (بدائع الصنائع ٢،٣٠٠)۔

(یہ حج کے واجب ہونے کی شرط ہے اور انسان پر شرائط وجوب کا حاصل کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر شرط پائی جائے گی تو وجوب ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، مثلاً فقیر پر سواری اور توشہ کا حصول واجب نہیں ہے کہ اس پر حج فرض ہو، چنانچہ اس وضاحت کی بنیاد پر فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ وہ عورت جس کا کوئی محرم یا شوہر نہ ہو اس پر نکاح کرنا واجب نہیں ہے، تاکہ وہ اس کو حج کرائے)۔

راقم الحروف کی رائے میں صاحب بدائع کا قول زیادہ راجح ہے، یعنی محرم یاشوہر عورت کے حق میں شرائط وجوب میں ہے ، علامہ شامیؒ نے بھی اسی کو اختیار کیاہے۔

٦۔ عورت کا حج کمیٹی یا ٹور کے ساتھ بغیر محرم کے حج پر جانا:

فقہی اعتبار سے غریب محرم کا نفقۂ حج اورخرچہ عورت کے ذمہ ہے، اگر عورت خود تو صاحب استطاعت ہے مگر مزید ایک فرد کا خرچ اٹھانے کی متحمل نہیں ہے تو وہ تنہا ٹور کے ساتھ یا حج کمیٹی کے ذریعہ حج پر نہیں جاسکتی۔

''و يجب عليها النفقة و الراحلة للمحرم ليحج بها'' (خانية على هامش هنديه ١،٢٨٣)۔

عورت کا بغیر محرم کے سفرحج کے دلائل پیچھے گذر چکے ہیں، مزید برآں اس آسانی اور ترقی کے دور میں بھی سفر حج اور ارکان ومناسک کی ادائیگی ایک مشکل مسئلہ ہے جس میں حاجی کو بنا کسی تعاون کےخود انجام دینا ہوتا ہے،حج کمیٹی اور ٹور وغیرہ اگرچہ سفر کے انتظامات قیام وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں، اس کے علاوہ بھی اور دوسرے بہت سے امورہوتے ہیں جنہیں حاجی کو خود انجام دینا ہوتا ہے ۔

''لأن المرأة على الركوب والنزول بنفسها فتحتاج إلى من يركبها وينزلها ولا يجوز ذلك لغير الزوج'' (بدائع الصنائع ٢،٢٩٩)۔

راقم کے نزدیک عورت کا تنہا ٹوریاحج کمیٹی کے ذریعہ سفر حج پرجاناجائز نہ ہوگا۔

۷۔ معمر خواتین کا تنہا سفر حج:

عورت کو تنہا سفر حج کی اجازت نہ دینا صرف فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس کے علاوہ اور بھی دوسری وجوہات ہیں:

(۱)نصوص کی مخالف۔

(۲) حالت سفر میں محرم یا شوہر کی ضرورت۔

(۳)دور حاضر میں اژدحام کثیر کا ہونا۔

(۴) غیر ملکی قوانین کا حدسے زیادہ سخت ہونا۔

(۵)مناسک کی ادائیگی میں تنہا ہونے کی صورت میں دشواری کا درپیش ہونا وغیرہ۔

''سواء كانت المرأة شابة أو عجوزة لأنها لاتخرج إلابزوج أو محرم لأن ما روينا من الحديث لايفصل بين الشابة والعجوز و كذا المعنى لايوجب الفصل بينهما لما ذكرنا من حاجة المرأة إلى من يركبها وينزلها بل حاجة العجوز إلى ذلک أشد لأنها أعجز" (بدائع الصنائع ۲،۳۰۰)۔

(عورت چاہے بوڑھی ہو یا جوان دونوں میں کوئی فرق نہیں، اس لئے کہ حدیث میں مطلق عورت کا لفظ ہے جو بوڑھی اور جوان دونوں کو شامل ہے ، نیز عورت سواری پر سوار ہونے میں کسی نہ کسی کی محتاج ہے جو اسے سواری پر سوار کرائے اور سواری سے اتارے اور بوڑھی عورت اس کی زیادہ ضرورت مند ہے، اس لئے کہ وہ زیادہ کمزور ہے)۔

راقم کی رائے میں بوڑھی عورت کو بھی تنہا سفر حج کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسلام میں خواتین کا محرم کے بغیر سفر کرنا

مولانا عطاء اللہ بخاری•

سوال ۱ کا جواب:

خواتین کے ساتھ محرم کی شرط کے مسئلہ میں سفر شرعی کی مسافت یا تین شب وروز کی مدت حکم کی بنیادنہیں ہے، بلکہ عصمت پر داغ آنے کا خطرہ حکم کی بنیاد ہے، کیونکہ حدیث میں مختلف مدت وارد ہے جس کی صراحت کرتے ہوئے علامہ ابن ہمامؒ رقمطراز ہیں:

''بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے بہ طور مرفوع نقل ہے کہ خاتون دو دن کا سفر بھی نہ کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا اس کا محرم رشتہ دار ہو، اور بخاری ومسلم میں ہی حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ: ''کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت سفر کرے مگر اپنے محرم رشتہ دار کے ساتھ، اور مسلم کے الفاظ میں: ایک رات کی مسافت، اور دوسرے لفظ میں ہے: ایک دن کی مسافت، (کا سفر کرے) اور ابوداؤد کے الفاظ میں ہے ''بریداً '' (۱۲؍میل) ہے اور یہ لفظ صحیح ابن حبان اور حاکم میں ہے اور حاکم نے اسے مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور طبرانی کی ''معجم '' میں تین دن ہے '' (ابن ہمام، فتح القدیر ۲؍۴۲۱-۴۲۲، بیروت دار لفکر)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم کی بنیاد عصمت کے داغدار ہونے کا خطرہ ہے، خواہ مسافت مختصر ہویا لمبی، چنانچہ علامہ ابن ہمام (و:۸۶۱ھ) اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عدد میں کمتر میں نکلنے کی ممانعت کے ذریعہ مطلقاً شہر سے خاتون کے نکلنے پر ممانعت پر تنبیہ کی گئی ہے مگر یہ کہ محرم رشتہ دار یا شوہر کے ساتھ نکلے، اور صحیحین میں مطلقاً ممانعت کی صراحت کی گئی ہے اگر سفر کو سفر لغوی پر محمول کیا جائے، حضرت ابو معبد سے مروی کہ وہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ ''خاتون محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے، اور لغت میں سفر کا اطلاق اس سے بھی کم مسافت پر ہوتا ہے'' (ابن ہمام، فتح القدیر۲؍۴۲۲)۔

خلاصہ یہ ہے کہ مختصر یا لمبی مسافت کی تفصیل کے بغیر خاتون کے لئے ہر

• مدرسہ تجوید القرآن جامع مسجد مونگیر، بہار۔

ایسی جگہ جانے کی ممانعت ہے جہاں اس کی علت داغدار ہوسکتی ہو۔

سوال ۲ کا جواب:

سفر میں محرم کے ساتھ ہونے کی شرط کے سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب درج ذیل ہیں:

۱۔ فقہ حنفی:

خاتون تین دن اور رات کی مسافت کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہیں کرسکتی ہے، علامہ زیلعی فرماتے ہیں:

''وہو مسیرۃ ثلاثۃ أیام فصاعداً'' (زیلعی، تبیین الحقائق۲،۵، قاہرہ دار الکتاب الاسلامی)۔

البتہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ خاتون کے لئے محرم کے بغیر ایک دن کی مسافت کا سفر بھی مکروہ ہے، علامہ ابن ہمامؒ تحریر فرماتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے محرم کے بغیر ایک دن کی مسافت میں بھی عورتوں کے نکلنے کی کراہت منقول ہے '' (ابن ہمام، فتح القدیر۲،۴۲۲)۔

یہاں اصل مذہب حنفی یہی ہے کہ تین دن ورات یا اس سے زیادہ کی مدت میں شوہر یا محرم شرط ہے اس سے کم میں نہیں، علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

''پھر جب کہ مذہب یہی ہے کہ تین دن سے کم کی مسافت میں عورتوں کا محرم کے بغیر نکلنا روا ہے تو شوہر کو بیوی کے روکنے کا حق نہیں ہے، جب کہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دن سے کم کی مسافت ہو اس صورت میں جب کہ اسے محرم نہ ملے ''(ابن ہمام، فتح القدیر۲،۴۲۲)۔

۲۔ فقہ مالکی:

ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر بھی خاتون کے لئے محرم کے بغیر ناروا ہے، چنانچہ علامہ صالح بن عبد السمیع آبی ازہری مالکیؒ (و: ۱۳۳۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ غیر محرم کے ساتھ ایک شب وروز سے زیادہ کا سفر کرے'' (آبی، الثمرالدانی۱،۷۰۹، بیروت، المکتبۃ الثقافیہ) ۔

۳۔ فقہ شافعی:

اتنی مسافت جسے عرف میں سفر سمجھا جائے اس کا سفر خاتون کے لئے بغیر محرم کی معیت کے نادرست ہے، چنانچہ شیخ زین الدین بن عبد العزیز ملیباری شافعیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''سفر حج میں محرم یا شوہر یا قابل اعتماد خواتین کی شرط اس لئے ہے کہ عورتوں کا تنہا سفر حرام ہے، خواہ سفر مختصر ہو '' (ملیباری، فتح المعین بشرح قرۃ العین ۲،۲۸۳، بیروت دار الفکر) ۔

۴۔ فقہ حنبلی:

خاتون کے جائز نہیں ہے کہ بغیر محرم ایک دن اوررات کا سفر کرے، ابن مفلح

حنبلی (و: ۷۶۳ھ) رقمطراز ہیں:

''حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کسی خاتون کے لئے جو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ ایک شب اور ایک دن کا سفر اس حال میں کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو ''(ابن مفلح، الفروع ۲۴۱،۵، ط: ۱، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۴ھ۲۰۰۳ء)۔

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ حدیث میں تو مختلف مدت وارد اور بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن میں کوئی مدت کا ذکر ہی نہیں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''لا تسافر قلیلاً ولا کثیراً إلا مع ذی محرم'' (زرکشی حنبلی، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی۴۵۷،۱، بیروت العلمیہ، ۱۴۲۳ھ) (خاتون کم نہ زیادہ مسافت کا سفر محرم کے بغیر کرے)۔

سفر میں محرم ساتھ نہ ہو، لیکن ثقہ عورتوں کی ایک جماعت ساتھ ہو تو یہ کافی نہیں کیونکہ عورتیں عام طور سے خوف ودہشت کا شکار ہوجاتی ہیں اور اپنے دفاع پر قادر نہیں ہوپاتی ہیں، قدیم زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوتا تھا کہ خواتین کو باندیاں بنالیا جاتا تھا اور موجودہ دور میں بھی خواتین آئے دن فتنہ کا شکار ہوتی رہتی ہیں ان کی تعداد ان کے دفاع کے لئے کافی نہیں ہوتی ہے۔

سوال ۳ کا جواب:

اگر محفوظ نظام سفر ہو، مثلاً کوئی شخص ریاض میں رہتا ہو اور وہ اپنی بیوی کو ہندوستان سے وہاں بلانا چاہتا ہو تو اس بات کی گنجائش ہے کہ اس عورت کو دہلی سے اس کے محرم رشتہ دار جہاز پر سوار کرادیں اور ریاض میں اس کا شوہر ایئرپورٹ آکر اسے لے لے، چنانچہ حضرت عدی کی حدیث میں آپﷺ نے پیشینگوئی کی ہے کہ عنقریب امن وامان کی ایسی کیفیت ہوگی کہ ایک خاتون عراق سے نکل کر بیت اللہ کا طواف بے خوف کرے گی(مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۲۶۰، او ریہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امام ابن ہمامؒ نے اس حدیث کو امن وامان کے عام ہونے پر محمول کرنے کا تعلق ہے، جیسا کہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

''بہرحال عدی بن حاتم کی حدیث تو اس میں عورت کے نکلنے کے حکم کا بیان نہیں ہے، بلکہ اس میں تو محض خروج کا ذکر ہے، اور حدیث حکم کے بیان کو مستلزم بھی نہیں ہے بلکہ اس امن عامہ کا بیان ہے'' (ابن ہمام، فتح القدیر۴۲۱،۲)۔

تو احقر کہتا ہے کہ علامہ ابن ہمام کی رائے کمزور معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ امن وامان کا عام ہونا اور عورت کا اپنی عصمت کے سلسلہ میں مطمئن ہونا تو اسی بات کا متقاضی ہے کہ وہ بے محرم نکل سکتی ہے، ورنہ حدیث میں اس کے نکلنے کی مذمت ہوتی، اور یہ کہا جاتا کہ اس کیفیت کے باوجود اس کے لئے محرم کے بغیر طواف بیت اللہ کے لئے جانا درست نہیں ہے۔

سوال ۴ کا جواب:

اگر کوئی عورت عمرہ کی بہت مشتاق ہو اور اس کے شوہر کی وفات ہوچکی ہو، کوئی محرم رشتہ دار چلنے کو تیار نہ ہو یا وہ اتنے اخراجات ادکا کرنے کی متحمل نہ ہو تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ عمرہ پر جانے والی دوسری عورت کے ساتھ مل کر عمرہ پرجائے، کیونکہ اگر خاتون خود پاکدامن ہے تو محفوظ نظام سفر کی وجہ سے اس کی عصمت پر داغ آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے، اور سفر عمرہ کا تقدس مادر قسم کے حالات کو مسترد کرتا ہے، اور بعض شافعیہ کے نزدیک نفل حج عمرہ کے لئے بھی ''یجوز مع نسوة أو امرأة ثقة'' (نووی، المجموع ۲۴۳٫۸، بیروت دار الفکر ۱۹۹۷ء) (قابل اعتماد خواتین یا ایک قابل اعتماد خاتون کے ساتھ نکلنا جائز ہے)، موجودہ دور میں ان بعض شوافع کے مسلک کو اپنانے کی احقرکے نزدیک گنجائش ہے۔

سوال ۵ کا جواب:

۱۔ حنفی اور حنبلی فقہ:

سفر حج کے لئے محرم کا ہونا حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک راجح قول کے مطابق وجوب ادا کی شرط ہے، چنانچہ علامہ سرخسی رقمطراز ہیں:''ہمارے نزدیک عورت کے جائز نہیں ہے کہ وہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر حج کے لئے نکلے'' (سرخسی، المبسوط ۱۰۰٫۴، بیروت، دار الفکر، ط: ۱، ۱۲۴۱ھ۲۰۰۰ء)۔

اور مرداوی حنبلیؒ تحریر فرماتے ہیں :

''اور امام احمدؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ محرم لزوم اداء حج کے شرائط میں سے ہے اور ''وجیز '' میں اسی کو قطعیت کے ساتھ بیان کیا ہے ''۔

اورابن مفلح حنبلیؒ (و: ۸۸۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''خاتون پر حج کے وجوب کے لئے اس کے محرم کا ہونا شرط ہے، ایک جماعت نے اسی کو نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے '' (ابن مفلح، المبدع ۴۰٫۳، ریاض، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ۲۰۰۳ء)۔

۲۔ فقہ مالکی:

مالکیہ کے نزدیک محرم کے بغیر بھی حج فرض ہوجاتا ہے جبکہ بھروسہ مند رفقاء کی معیت حاصل ہو، اور بھروسہ مند رفقاء کی جماعت میں صالح مرد یا صالحہ عورتیں داخل ہیں اور دونوں صنف جمع ہوں تو افضل ہے، ابومحمد عبد الوہاب ثعلبی بغدادی مالکیؒ (و: ۴۲۲ھ) لکھتے ہیں:

''فإن وجد رفقة مأمونة لزمها الحج رجالاً كانوا أو نساء'' (ثعلبی مالکی، الثقلین فی الفقہ المالکی۷۹٫۱، ط: ۱، بیروت، العلمیہ ۱۴۲۵ھ۲۰۰۴ء) (سو اگر قابلِ اعتماد ساتھی پائے جائیں تو خاتون پر حج لازم ہے، خواہ مرد ہوں یا عورت)۔

اور احمد بن غنیم نفراوی مالکی (و: ١١٢٦ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''بہرحال خاتون کے سفر میں محرم یا شوہر یا قابل اعتماد رفقاء ضروری ہیں، کیونکہ یہ رفقاء شوہر یا محرم کے دشوار ہونے کے وقت ان کے قائم مقام ہوجاتے ہیں'' (نفراوی مالکی، الفواکہ الدوانی٢٫٧٩١، ط: مکتبہ الثقافۃ الدینیہ)۔

٢۔ فقہ شافعی:

فرضیت حج کے لئے محرم یا شوہر کا وجود شرط نہیں ہے، بلکہ بااعتماد خواتین کا وجود کافی ہے، اگرچہ سفر پر قدرت رکھنے والا محرم رشتہ دار یا شوہر موجود ہی کیوں نہ ہو، بلکہ ایک عورت ایک قابلِ اعتماد واطمینان خاتون کے ساتھ بھی فرض حج کو جاسکتی ہے، چنانچہ عبد الکریم رافعی تحریر فرماتے ہیں:

موجود ہی کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ ایک عورت قابل اطمینان عورت کے ساتھ فرض حج کو ادا کرنے کے لئے جاسکتی ہے۔

''اور اگر قابل اعتماد خواتین پائی جائیں جو حج کے لئے نکلیں، تو عورت پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ حج کریں، اور اگر قابل اعتماد خواتین نہ پائے تو اس پر حج لازم نہیں ہے، یہی ظاہر مذہب ہے، اور اس کے بعد دو قول ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری ہے کہ ایک عورت کے ساتھ بھی نکلے، ...اور دوسرا قول جسے ائمہ کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے کہ عورت تنہا بھی نکل سکتی ہے جبکہ راستہ پرامن ہو'' (رافعی، فتح القدیر، شرح الوجیز٧٫٢٢۔٢٣، بیروت، دار الفکر)۔

ادلہ:

حنفیہ اور حنابلہ کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

''لا تسافر المرأة إلا مع ذی محرم، فقام رجل، فقال: یا رسول الله، إن امرأتی خرجت حاجة، وإنی اکتتبت فی غزوة کذا وکذا؟ قال: انطلق فحج مع امرأتک'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر : ٣٠٠٦، صحیح مسلم: ١٣٤١) ۔

٢۔ مالکیہ اور شوافع کی دلیل یہ ہے کہ محرم کی شرط خاتون کی عصمت کی حفاظت کی خاطر ہے، اور قابل اطمینان مردوں کی جماعت (بہ قول مالکیہ) یا قابل اعتماد واطمینان خواتین کی جماعت اس بنیاد کو فراہم کردیتی ہے، لہذا فرض کا سقوط محض محرم یا شوہر کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوگا۔

''فقیہ اذرعی شافعی کا کہنا ہے کہ اکثر شوافع کے کلام کا تقاضا دو عورتوں پر اکتفا کرنا ہے، کیونکہ وہ تین ہوئینگی، ... اور یہ ظاہر ہے کیونکہ خواتین کے اجتماع کے وقت ان سے طمع منقطع ہوجاتی ہے '' (شربینی، مغنی المحتاج١٫٤٦٧، بیروت، دارالفکر)۔

ترجیح:

مالکیہ اور شافعیہ کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اگر امن وامان ہو اور عصمت پر داغ آنے کا کوئی خطرہ نہ ہو تو محض محرم یا شوہر کی بنیاد پر فرض کا سقوط مستبعد معلوم ہوتا ہے جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں جہاد چھوڑ کر خاتون کے ساتھ جانے کو کہا گیا ہے تو اس کا تعلق عام حالات سے ہے جہاں خاتون کی عصمت پر داغ آنے کا اندیشہ ہو اور امن وامان کی عمومی کیفیت نہ ہو اور نہ محفوظ سفر کاانتظام ہو اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ :

''أن عمرؓ أذن لأزواج النبیﷺ فی آخر حجۃ حجہا، یعنی فی الحج، وبعث معہن عبد الرحمن بن عوف وعثمان بن عفان'' (صحیح البخاری ۴؍۵۱۳، تعلیقات، حدیث نمبر: ۱۸۶۰)۔

(عمرؓ نے اپنے آخری حج کے سال ازواج مطہرات کو حج کی اجازت دے دی اور ان کے ساتھ عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان کو بھیجا)، گویا ان تینوں صحابہ کا محرم کے بغیر حج کے لئے نکلنے کے جواز پر اتفاق ہے اور کسی صحابی نے ان پر نکیر بھی نہیں کی، تو یہ اجماع سکوتی ہے کہ خاتون بغیر محرم کے حج کو جاسکتی ہے)۔

اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عبادات کے برخلاف معاملات میں مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں، اور محفوظ سفر کی صورت میں مقصد عصمت کی حفاظت حاصل ہے، نیز جو چیز سد ذریعہ کے طور پر حرام ہو وہ حالت حاجت میں مباح ہوجاتی ہے، اور اس میں شک نہیں ہے کہ محرم کے بغیر خاتون کے سفر کی ممانعت سد ذریعہ کے طور پر ہے، لہذا موجودہ زمانہ کی سہولیات کو دیکھتے ہوئے قابل اعتماد خواتین کے ساتھ عورت کا حج کے لئے نکلنا ہی راجح ہے۔

سوال ۶ کا جواب:

حج کی مالی استطاعت رکھنے والی خاتون کے لئے گنجائش ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ بغیر محرم کے حج کے لئے جائے، کیونکہ ماضی کی طرح کا سفر موجودہ دور میں نہیں ہوتا ہے جہاں سفر مختلف خطرات سے بھرا ہوا تھا اورجنگلوں اور بیابانوں کو پار کرنا ہوتا تھا جان ومال اور عزت وآبرو کا خطرہ رہتا تھا۔

اب چونکہ اس دور میں سفر عام طور سے محفوظ ہوتا ہے، ہر جگہ لوگوں کی بڑی کثرت ہوتی ہے، سیکوریٹی اور حفاظتی دستے ہر جگہ فراہم ہوتے ہیں، عورت پر اٹھنے والے ایک ہاتھ کے جواب میں ہزاروں ہاتھ اٹھتے ہیں، خود خاتون کو اپنی عصمت کا پوراعتماد ہوتا ہے اور وہ اپنے بارے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتی ہے، کیونکہ وہ کہیں تنہا نہیں ہوتی ہے، لہذا سفر حج کے تقدس کے پیش نظر جس میں روحانیت کی گرم بازاری ہوتی ہے اور نفسانیت بجھی بجھی رہتی ہے مکمل احتیاط کے ساتھ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ حج کمیٹی یا حج ٹور کے قافلہ کے ساتھ فرض حج کے لئے بغیر محرم کے

سفر کرے۔

سوال ۷ کا جواب:

معمر خواتین کے حق میں محرم یا شوہر کی معیت کی شرط میں موجودہ دور میں نرمی کو اختیار کیاجاسکتا ہے کیونکہ ان کے حق میں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے جو حکم کی اصل بنیاد ہے، اور مقدس سفر حج میں بہ وقت ضرورت مدد کے لئے بہت سے افراد تیار رہتے ہیں اور سد ذریعہ میں بہت زیادہ مبالغہ کہ حاجتوں کو نظر انداز کردیا جائے مناسب نہیں ہے۔

البتہ معمر خواتین کے لئے عمر کی ایک حد بندی پچپن (۵۵) سال سے کی جائے گی کیونکہ اس عمر میں عام طور سے خواتین کا حسن ڈھل جاتا ہے اور ان کے اندر جنسی خواہشات ختم ہوجاتی ہیں اور وہ محل شہوت نہیں رہتی ہیں، علامہ زیلعی تحریر فرماتے ہیں: ''آسیۃ بنت خمس وخمسین علی الأظہر'' (زیلعی، تبیین الحقائق ۱۶۳،۶) (صحیح قول کے مطابق حیض سے ناامید خاتون پچپن سال کی ہوتی ہے)۔

* * *

چوتھا باب

مناقشہ

مناقشہ:

خواتین کا بغیر محرم کے سفر

مولانا مصطفی عبد القدوس ندوی :

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو تین باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنی ہے، پورا مقالہ ہم نے سنا ہے، آپ حضرات نے بھی سنے ہیں، سوال ۵ او راس کے بعد پھر سوال ۷ کے اندر بحث آئی ہے اور دو رائیں آئی ہیں، بعض حضرات سفر حج کے لئے محرم کو شرط قرار دیتے ہیں اور وجوب حج کے لئے شرط قرار دیتے ہیں اور بعض ادا کے لئے شرط قرار دیتے ہیں، اس میں اصولی طور پر دیکھنے کی جو بات ہے اور غور کرنے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ بعض حضرات سے خلط مبحث ہورہا ہو، مطلق سفر کا حکم الگ ہے اور سفر حج کا حکم الگ ہے، مطلق سفر جو حج کا سفر نہ ہو وہاں پر آپ بنیاد فتنہ کو قرار دے سکتے ہیں اور اس بنیاد پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے، لیکن سفر حج کے اندر فتنہ کو بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ وہاں پر حدیث موجود ہے اور وہ حدیث دارقطنی کے اندر بھی ہے اور دوسری کتابوں کے اندر بھی ہے کہ محرم رشتہ دار کے بغیر عورت سفر حج نہیں کرے گی، اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ محرم رشتہ دار کا ہونا یہ وجوب حج کے لئے ہے، یہ حدیث گواہ کہ اس کی سند پر کلام کیا گیا ہے، لیکن اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ تمام اسناد کو جمع کرنے کے بعد بہرحال یہ حدیث حسن کے درجہ کو پہنچ ہی جاتی ہے، اس لئے سفر حج کے لئے محرم کا ہونا اس کو شرط کے درجہ میں رکھا جانا چاہئے اور فتنہ کو بنیاد قرار نہیں دینا چاہئے، اس لئے کہ حدیث شریف صاف موجود ہے اور جو لوگ محرم رشتہ دار کے ساتھ ہونے کو ادا کے لئے شرط مانتے ہیں وجوب کے لئے نہیں مانتے ہیں ان کی طرف سے اس حدیث کا کیا جواب ہے وہ تو عرض مسئلہ میں پیش نہیں آیا، ہوسکتا ہے ضرورت محسوس نہیں کی گئی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ سوال نمبر ۱ کے اندر جو بھی اختلافات نقل کئے گئے ہیں اور جو بھی احادیث اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں وہ باتیں آچکی ہیں کہ بعض احادیث میں تین دن کی، بعض احادیث میں دو دن کی، بعض میں ایک دن کی اور بعض میں تو مسافت کی تعیین بھی ہے، برید کا ذکر بھی آتا ہے اور بعض احادیث مطلق ہیں، مجھے صرف یہ بات کہنی ہے کہ جیسے احناف کی رائے اور مذہب بھی ہے کہ تین دن کو بنیاد قرار دیا جائے گا، وہ عرض مسئلہ میں عبارت آنی چاہئے، ہوسکتا ہے کہ تلخیص کے پیش نظر وہ چھوڑ دیئے ہوں، آخر احناف جس میں دو دن کا ذکر ہے یا ایک دن کا ذکر ہے اس کا کیا

جواب دیتے ہیں، یہ بات نہ آسکی یا ممکن ہے تلخیص کے پیش نظر چھوڑ دیئے ہوں، لیکن چونکہ اہل علم کی محفل ہے اس میں جواب آنا چاہئے، تاکہ مناقشہ کے اندر آسانی ہوتی۔

سوال نمبر ۲ کے اندر ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کے تعلق سے جو بات آئی تھی اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ثقہ عورتوں کے ساتھ سفر کیا جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے، یہ شاید کتابو نکی حد تک تو صحیح ہے، لیکن ہمارے سامنے جو حالات ہیں، جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، چاہے سو عورتیں کیوں نہ ہوں، بلکہ تجزیہ نگار یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ جتنی عورتیں زیادہ ہونگی اتنا ہی فتنہ بڑھے گا، یہ کہنا کہ عورتیں زیادہ ہونگی تو فتنہ نہیں بڑھے گا یہ غلط فہمی ہے یا ان کے سامنے حالات کا صحیح اندازہ نہیں کہ دنیا کے اند رکیا ہورہا ہے،تو ہم جو گفتگو کررہے ہیں دور حاضر کو سامنے رکھ کر، یہ قید لگادیں کہ دو رحاضر کے اندر یہ حکم ہوگا، آئندہ ایسے حالات پیدا ہوجائیں (اللہ کرے) تو پھر جائز ہونا چاہئے، بہرحال یہ دوتین باتیں جو ذہن میں آئیں عرض کردیا۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا عثمان بستوی صاحب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، پہلا جو عرض مسئلہ پیش ہوا اس میں تھوڑا سا خلط مبحث ہے کہ سفر کی ممانعت کی علت فتنہ ہے یا فتنہ نہیں ہے اور اسی میں تمام اسفار کو شامل کرلیا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سفر کی دوقسمیں ہیں، ایک سفر ضرورت اور مجبوری، دوسرا سفر مباح یا سفر طلب نفع تو پہلے قسم کے سفر میں یعنی سفر ضرورت میں کون سی چیزیں داخل ہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہوگیاہے کہ سفر حج ضرورت میں داخل ہے یا نہیں، حضرات احناف اور حنابلہ کے نزدیک یہ سفر ضرورت میں داخل نہیں ہے اور سفر ہجرت یہ سفر ضرورت میں داخل ہے اور سفر مباح کے بارے میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ بلا محرم کے سفر کی اجازت نہیں، تو وہاں فتنہ کو مدار رکھنا اور نہ رکھنا یہ سب علتیں بلاوجہ کی ہوگئیں، جب ائمہ کا اتفاق ہوگیا کہ سفر مباح جو بلاضرورت کے ہو اس کےلئے محرم یا زوج کا ہونا شرط ہے، اس کے بغیر سفر کی اجازت نہیں ہے، اس لئے جب حج کا سفر ہو، اس میں ائمہ اور فقہاء کا اختلاف ہے، پھر اس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس میں عدول عن المذہب کی ضرورت ہے یا نہیں اور عدول عن المذہب ضرورتاً کیا جاتا ہے یا بلا ضرورت کیا جاتا ہے، یہ سب چیزیں غور کی جائینگی، یہ الگ مسئلہ ہے، لیکن جہاں اتفاق ہے اس میں یہ علت نکالنا کہ فتنہ ہے یا فتنہ نہیں ہے، یہ چیزیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا خالد قاسمی نیموی:

دو باتیں توجہ طلب ہیں : پہلی بات یہ ہے کہ سفر اور سفر حج کے مابین جو تفریق کی جارہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جو صحیحین کی روایت ہے اس میں عام سفر کی

ممانعت کی گئی ہے کہ جو بھی خاتون اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہے وہ ہرگز سفر نہ کرے محرم کے بغیر، اس کے علاوہ سنن دارقطنی اور مسند احمد بن حنبل کی جو روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے، حضرت ابوامامہؓ سے، اس میں دونوں کو شامل کیا گیا ہے، ایک روایت میں ہے: ''ألا لا تحجن امرأة إلا ومعہا محرم'' کہ محرم کے بغیر سفر حج نہ کرے۔ اور حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں دونوں کو جمع کیا گیا ہے کہ کوئی سفر نہ کرے چاہے وہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو، تو اپنی طرف سے یہ فرق تلاش کرلینا جب کہ روایت میں دونوں ہی کو جمع کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ثقہ عورت کے بارے میں پورے عرض میں یہ بات کہیں نہیں آئی کہ ثقہ کا مطلب کیا ہے، ایک ثقہ ہے جس کو رواۃ کے ضمن میں پڑھتے ہیں کہ راوی کی صفت کہ عدل ہو، تام الضبط ہو، اخلاق وکردار کا اعلی معیار ہو،خاتون سے کونسی صفات مطلوب ہیں، ان کے ثقہ ہونے کے لئے کیا محض ان کی ظاہری صالحیت کافی ہے، ایک کمزور عورت ایک جوان عورت کے لئے، وہ کمزور عورت چاہے کتنی ہی ثقہ ہو وہ کیا حفاظت کرسکے گی، اصل مسئلہ ہے عزت وناموس کی حفاظت ، کیا عزت وناموس کی حفاظت چند کمزور خواتین کرپائیں گی، یہ وہ اسباب ہیں کہ اگر اس معاملے پر یہ پہلو سامنے آتا ہے تو اس کو واضح کرنا چاہئے کہ ثقہ کا مطلب کیا ہے، یہ دو امور تھے جن کی طرف میں نے توجہ دلائی۔

صدارتی خطاب: مولانا عتیق احمد بستوی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ابھی جو موضوع آپ کے سامنے پیش ہوا ہے ''خواتین کا محرم کے بغیر سفر ''، اس میں سات سوالات رکھے گئے تھے اور دو عرض تھے، دونوں عرض پیش ہوچکےہیں اور اس سے پہلے آپ کو تلخیص دیدی گئی تھی فائل میں، تلخیص میں بہت تفصیل ہے، آراء کی بھی تفصیل ہے، دلائل کی بھی تفصیل ہے اور ابھی آپ نے مناقشہ بھی کچھ اس موضوع پر کیا، ظاہر ہے کہ ایک خاص پس منظر میں یہ سوال رکھا گیا ہے، ایک دو چیز جس کی طرف مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے اشارہ کیا کہ پچھلے دنوں یہاں کی حکومت نے اپنے ایک کارناموں میں اس بات کو شمار کیا کہ ہم نے محرم کے بغیر تنہا سفر کا راستہ کھول دیا، اب راستہ انہوں نے کیا کھولا، ظاہر ہے کہ سعودی والے فقہ حنبلی پر کاربند ہیں، جیسے تھے پہلے سے اسی پر کاربند ہونگے، ان کے یہاں شرط محرم کی ہوگی، تو یہاں کی حکومت، کہیں کی بھی حکومت ہو وہ اس میں کچھ دخل اندازی نہیں کرسکتی ہے، جب بھی حج کا سفر ہو یا عمرہ کا سفر ہو،اس میں دیکھا جاتا ہے کہ محرم ساتھ میں ہے یا نہیں، شوہر ہے یا نہیں ہے؟ تو اس کو اجازت نہیں ملتی، تو اب یہ تحقیق کی بات ہے کہ وہاں شاید کچھ تبدیلی موقف میں آئی، یہ گنجائش پیدا کی گئی وہاں کی حکومت میں کہ محرم کے بغیر بھی کچھ عورتیں وہاں آسکتی ہیں، مطلق سفر کے لئے

اجازت دی گئی ہے یا اس میں کچھ خاص تفصیل ہے، میرے علم میں نہیں ہے جو لوگ وہاں کے حالات اور قانون سے واقف ہیں وہ بتاسکتے ہیں، یہ بات واضح ہے کہ ایک مسئلہ سفر حج اور سفر عمرہ کا ہے اور ایک مسئلہ دوسرے اسفار کا ہے، اور خاص طور سے آج جو صورت حال ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کی فیملیاں یہاں بھی ہیں، سعودیہ میں بھی ہیں، امریکہ میں ہیں، برطانیہ میں ہیں، اس میں بعض دفعہ عورتوں کو سفر کی ضرورت ہوتی ہے، ہر بار عورت کے ساتھ کسی کا آنا یا کسی کا جانا دشواری کا باعث بنتا ہے، وہ الگ مسئلہ ہے، اس پر الگ سے ہمیں غور کرنا چاہئے، یہ جو سفر حج کا مسئلہ ہے اس حوالہ سے کچھ خاص چیز غور کرنے کی ہے، یہاں جو مسالک کی تفصیل آپ کے سامنے آئی کہ شافعیہ اور مالکیہ یہ دونوں احادیث وآثار کو مضبوطی سے پکڑنے میں بہت مشہور ہیں، ان کے یہاں کچھ گنجائش ہے، جواز کی بات ہے، ادھر حنفیہ جو بدنام ہیں کہ یہ تو اصحاب الرائے ہیں، احادیث کو چھوڑ دیا کرتے ہیں، ان کاواضح طو رپر ایک موقف ہے ، اس کے علاوہ فقہ حنفی میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ محرم کے بغیر یہ سفر جو تین دن کا ہوتا ہے، تین رات کا ہوتا ہے وہ نہیں ہوسکتا ہے کسی عورت کا، تو میں نوجوانوں کو خاص طور سے متوجہ کرتا ہوں کہ یہ جو بات کہی جاتی ہے کہ حنفیہ تو بس قیاس اور رائے کو اختیار کرکے بہت سی جگہوں پر احادیث وآثار کو چھوڑ دیا کرتےہیں، آپ کو بہت سے ایسے مسئلے ملینگے جہاں حنفیہ احادیث وآثار کے تمسک میں گویا زیادہ مضبوط ہیں دوسرے مسالک کے مقابلہ میں۔

دوسری بات میں یہ عرض کرونگا کہ اگر ہمیں یہ لگتا ہے کہ دوسری احادیث موجود ہیں اس حدیث کے موجود ہوتے ہوئے بھی، کوئی امام کوئی دوسری رائے ظاہر کرتا ہے تو بسااوقات اس پر ہم نقد کرنے میں کچھ زیادہ آگے بڑھ جاتے ہیں، اس حدیث کے ہوتے ہوئے اتنی صریح حدیث ہے کیسے فلاں صاحب یہ بات فرمارہے ہیں، امام شافعیؒ کیسے یہ بات فرمارہے ہیں، امام مالک کیسے یہ بات فرمارہے ہیں، وہ حدیثیں ان کے سامنے تھیں جن حدیثوں کا ہم حوالہ دے رہے ہیں، ان سے وہ بے خبر نہیں تھے، اس کے باوجود بھی جب مسائل پر غور کیا جاتا ہے جو فقہی آراء قائم کی جاتی ہیں، ایک حدیث کے ظاہر کے ہوتے ہوئے ایک امام محسوس کرتا ہے کہ اس حکم کی بنا اس علت پر ہے اور اس علت کو وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ علت فلاں صورت میں نہیں پائی جاتی ہے تو پھر وہ دوسرا حکم جو علت نہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے وہ جاری کرتا ہے، یہاں مسئلہ یہی ہے کہ امام مالکؒ ہوں یا امام شافعیؒ ہوں ان حضرات نے گویا جو اس مسئلہ میں گنجائش کا راستہ اپنایا ہے اپنے یہاں، تو ان کو ہم متہم کریں، اس طرح کی بات کریں کہ اتنی صریح حدیث موجود ہوتے ہوئے کیسے گنجائش ہوسکتی ہے، ان کا ایک فہم ہے، انہوں نے ایک رائے محسوس کی تو اس حدیث کا ظاہر اگرچہ یوں ہے، لیکن ان کے ذہن

کے اعتبار سے اس حدیث کی بناء، اس حکم کی بناء ایک خاص علت پر ہے اور علت فلاں صورت میں نہیں ہے، لہذا یہ حکم نہیں ہوگا، تو حنفیہ کے یہاں تو یہ مانوس چیز ہے کہ بہت سے مسائل میں آپ ظاہر حدیث کو چھوڑ کر اس کی علت کی بنیا دپر دوسرا حکم جاری کرتے ہیں، تو اس سے ہمیں یہ سبق لینا چاہئے اور یہ بات ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ کوئی بھی ائمہ اربعہ ہوں یا دوسرے ائمہ ہوں جن کی امامت مسلم ہے اور وہ کسی مسئلہ میں کوئی ایسی بات فرمارہے ہوں جو بظاہر کسی ظاہر حدیث کے مخالف نظر آتی ہے وہ ٹھیک ہے، ان کی رائے کو ہم قبول نہیں کریں، ہمارے نزدیک جو حدیث ہے، نص ہے، ظاہر ہے، وہی بہتر ہے، حالات کے اعتبار سے وہی اوفق، مصالح شرع کے اعتبار سے وہی زیادہ مناسب ہے، اس پر ہم جمیں، لیکن ان پر ترجیح اور تنقید اس سلسلہ میں کہ اتنی صریح حدیث موجود ہوتے ہوئے کیسے کوئی دوسری بات کہی جاسکتی ہے، یہ طریقہ ہمارا نہیں ہونا چاہئے، تو یہاں پر جو چیزیں ہمارے سامنے آئی ہیں الحمد للہ عارضین نے تمام مقالات کو پڑھ کر خلاصہ پیش کیا، اس سے بھی پہلے ملخصین نے تمام چیزوں کو جمع کیا ہے تو مسئلہ کوئی ایسا ڈھکا چھپا نہیں ہے، اس مسئلہ میں دونوں طرف فقہی آراء موجود ہیں، میرے خیال میں ہماری اس نشست میں شافعی علماء بھی یہاں موجود ہیں، ان کو بھی اظہار خیال کرنا چاہئے، اپنی بات رکھنی چاہئے اور حنابلہ کے بارے میں جہاں تک بات پیش ہوئی جیسا کہ حنفیہ کا یہی موقف ہے کہ اس میں گنجائش نہیں ہے محرم کے بغیر سفر کی، چاہے وہ سفر حج ہو یا غیر سفر حج ہو، حنابلہ کے یہاں اور شاید کوئی اور قول مل جائے، ان کے یہاں کئی اقوال ہوتے ہیں، چاہے ان کے یہاں کوئی گنجائش ہو اور اسی بنیا دپر حکومت نے وہاں کوئی نرمی اختیار کی ہے، یا تو دوسرے ائمہ کے مسلک کو لے کر کیا ہو یا فقہ حنبلی میں کوئی ایسا قول موجود ہو جس کی بنیاد پر وہاں گنجائش کا راستہ اختیار کیا گیا ہو، مجھے اس کی تحقیق نہیں ہے، بہرحال میں یہ عرض کرونگا کہ ایک تو حج وعمرہ کا مسئلہ ہے، اس مسئلہ میں یہ جو موضوع اٹھا تو یہ حکومت کے اس بیان کے بعد اٹھا، خاص طور سے جس کو اس نے کامیابی میں شمار کیا کہ ہم نے اس کو کرادیا، اس نے کچھ نہیں کرایا ہے وہاں ڈھیل ہوئی ہوگی، اس کی بنیاد پر یہ راستہ کھلا ہے، اگر وہاں کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور گنجائش قانونی اعتبار سے ہوگئی کہ محرم کے بغیر عورت جائے، شرطوں کے ساتھ ہو یا بغیر شرطوں کے ہو تو ظاہر ہے کہ ہم تو پابندی لگا نہیں سکتے، بہت سی عورتیں جو آپ کے فتوی کا لحاظ بھی نہیں کرتی ہیں، اگر ان کو معلوم ہوجائے کہ گنجائش ہے اور وہ آپ کے مسلک کو نہیں مانتی تو ان کا تو کام بن گیا، اس لئے ہمیں اپنا موقف واضح کردینا چاہئے کہ حج وعمرہ کے تعلق سے خاص طور سے، محض دینی جذبہ ہوتا ہے کچھ عورتوں کا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں، ہم روزہ رکھتے ہیں، ایک فریضہ حج ہے تو ہم اس سے محروم کیوں رہیں،

اب کوئی محرم نہیں ہے ان کا، یا محرم ہے مگر تیار نہیں ہے جس کی بنیاد پر وہ فریضہ حج ادا نہیں کرپارہی ہے، حرمین کی زیارت نہیں کرپارہی ہے؛ تو ان کو شوق ہوتا ہے، خاص طور سے جو دیندار ہوتی ہے، شوق کی بنیاد پر اگر ان کو منع کرینگےآپ اور کہیں گے کہ گنجائش نہیں ہے، آپ کیوں جارہی ہیں، محرم کے بغیر جانا آپ کے لئے ثو اب کی بات نہیں ہے اور ایسا کام کرنے سے کیا فائدہ جس پر ثواب ہی نہیں ملتا ہو، تو جو موقف ہم سمجھتے ہیں وہ دیانتداری کے ساتھ ہم واضح کردیں کہ اس کی گنجائش نہیں ہے یا ہے جو بھی ہے، فقہ حنفی کے اعتبار سے بات واضح ہے اور فقہ حنبلی میں تقریبا یہی بات ہے کہ گنجائش نہیں ہے محرم کےبغیر سفر حج پر جانے کی، باقی اور جو حالات ہوتے ہیں گویا جو بین ممالک تعلقات کی وجہ سے جو اسفار ہوتے ہیں عورتوں کے، تو بعض دفعہ کئی کئی مرتبہ جانا پڑتا ہے عورتوں کو، ہر وقت کوئی محرم ساتھ جائے اچھا لمبا خرچ بھی ہوتا ہے اور مسائل دوسرے بھی پیدا ہوتے ہیں، اگر واقعی ضرورت اس طرح کی ہے، مجبوری ہے تو کیا اس طرح کی صورت حال میں گنجائش ہے، اگر گنجائش ہم سمجھتے ہیں کہ گویا ان ائمہ کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے یا علامہ کشمیری نے یا حضرت تھانویؒ نے جو رائے ظاہر کی ہے اس کی بنیاد پر گنجائش اگر ہے اس مسئلہ میں تو اس کا بھی اظہار کردینا چاہئے، تاکہ واقعی جو لوگ تنگی میں ہوتےہیں، جن کے رابطے کئی ملکوں سے ہیں، کچھ ضروریات یہاں ہیں، کچھ وہاں ہیں، مختلف اسباب کی بنیاد پر یہاں وہاں جانا پڑتا ہے، اگر گنجائش شرعاً ہے تو اس کا اظہار یہاں ہونا چاہئے، تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں، بہرحال مجھے بہت خوشی ہے کہ الحمد للہ بڑی محنت کے ساتھ عرض تیار ہوا اور یہاں پیش ہوا، کچھ حضرات نے اظہار خیال کیا، تو ان شاء اللہ جو کمیٹی بنے گی وہ کمیٹی تمام بحثوں کا خیال کرتے ہوئے تجاویز مرتب کرے گی، جو بھی تجاویز ہونگی شریعت کےمنشاکا اظہار بھی ہوگا اور احتیاط بھی ہوگی اور ان ساری ضروریات کا خیال بھی ہوگا، ان ہی کلمات کے ساتھ میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں، اس لئے کہ اس کے بعد دوسرا موضوع بھی ہے، عرض بھی سننا ہے، اظہار خیال بھی کرنا ہے، وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

گفتگو: مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اس اکیڈمی کے تحت، اس ادارہ کے تحت جو سمینار ہوئے، ابتداء ہی میں یہ بات بہت واضح طور سے ہوگئی کہ جو ائمہ اربعہ ہیں، عدول عن المذہب کی بات آئے گی تو ان میں کسی ایک کو اختیار کیا جاسکتا ہے، ویسے جو اپنی جگہ پر کررہا ہے وہی صحیح ہے، وہاں پر جاکرکے ہم کو اس میں مداخلت نہیں کرنی ہے، ان کو یہانپر مداخلت نہیں کرنی چاہئے، جیسے حضرت عمر ابن خطابؓ کے زمانے میں مختلف ممالک میں مختلف طریقہ تھا، اس میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے تو بہت سی

جگہوں پر متفق کردیا، بہت سی جگہوں پر متفق نہیں کیا اور اس مسئلہ کو امام لیث نے امام مالکؒ سے بہت واضح طور سے بیان کیا، امام لیث ان لوگوں میں سے ہیں جن سے امام مالکؒ کی دوستی ایسی تھی جو ایک چھوٹے بھائی کی بڑے سے ہوتی ہے، امام مالک کی وہ تعظیم کرتے تھے مگر ان کا تعلق ایسا ہی تھا، یہاں تک کہ امام مالکؒ کو اپنی شادی کی ضرورت ہوئی تو ان سے زعفران کے لئے کہا کہ زعفران بھیج دیجئے، انہوں نے بہت زیادہ زعفران آپ کو بھیج دیا، جو شادی کے پورے خرچ کے بعد بھی بچ گیا، بہرحال امام لیث نے فتوی دیا کہ یہ تو ان لوگوں میں سے تھے کہ امام مالک بھی علم حاصل کرتے امام زہری سے، زہری سے یہ بھی علم حاصل کررہے ہیں وہ بھی کررہے ہیں، اور دوسرے لوگ ہیں، بہرحال امام مالکؒ جو فتوی دیا کرتے تھےا س کے خلاف انہوں نے مصر میں فتوی دیا، امام مالک نے ان کو خط لکھا کہ آپ ایسے ویسے ہیں، آپ کو اللہ تعالی نے ایسا بنایا ہے اور آپ اہل مدینہ کے فتوی کے خلاف فتوی دیتےہیں تو امام مالکؒ کو خط لکھا ہے امام لیث نے اور وہ بہت تفصیل کے ساتھ قاضی عیاض نے جو کتاب لکھی ہے موالک کے رجال کے سلسلہ میں اس میں اس کا تذکرہ ہے، اور استدلال اسی بات سے کیا ہے کہ عمر ابن الخطابؓ نے ان تمام لوگوں کو جیسے عمل ہوتا رہا اس سے واقف تھے اور اس کو برقرار رکھا اور اس کے بعد عمر بن عبد العزیز جو مدینہ کے گورنر تھے، شام کے اندر وہ خلیفہ تھے جب تک وہ مدینہ میں تھے شہادت کے سلسلہ میں ایک مسئلہ ہے بڑا اختلافی مسئلہ ہے، وہ یہ کہ مدعی جو دو گواہ پیش کرے، اگر اس کے پاس دو گواہ نہیں ہے ایک گواہ ہے تو کیا مدعی ایک گواہ اور مدعی سے قسم لے کر کے مدعی کے مطابق فیصلہ کردیا جائے یا نہیں کیا جائے؟ احناف نہیں کرتے ہیں اور وہ لوگ کرتے ہیں تو انہوں نے استدلال میں پیش کیا کہ جب تک عمر بن عبد العزیز یہاں تھےاہل مدینہ کا جو طریق تھا اسی طریقہ پر چلتے تھے، ملک شام میں اس طرح کا فیصلہ نہیں تھا ویسا فیصلہ تھا جو حنفیہ کرتے ہیں وہاں پر، ان سے کہا بھی گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ فیصلہ وہاں کے لئے ہے یہ فیصلہ یہاں کے لئے ہے، اسی طریقہ سے اسی بنیاد پر جو جہاں کا طریقہ ہے عمل ہوتا رہا ہے، لوگوں کو اسی پر عمل کرتے رہنا چاہئے، ہمارے یہاں تو مشہور ہے، شاہ اسماعیل شہیدؒ کا رسالہ بھی ہے ، مسئلہ رفع یدین کے سلسلہ میں انہو ننےتقریر کی اور بیان کی اس سے لوگوں کو پریشانی ہوئی، ہنگامہ بھی ہوا، لوگوں نے شاہ عبد العزیز صاحبؒ سے ذکر کیااور کہا کہ آپ ان کو منع کردیجئے یہ سب تقریریں نہ کیا کریں، تو شاہ صاحب نے بطور مزاح کے کہا کہ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں تم اسماعیل سے مناظرہ کرلو، جو مناظرہ میں کامیاب ہوگا میں اسی کے ساتھ رہونگا، یہ روایت آپ کے امین الروایات کے اندر موجود ہے، لیکن اس کے ساتھ ان لوگوں کو یقین تھا کہ شاہ عبدالعزیز ان سے کہینگے تو براہ راست ان سے کہنے کےبجائے انہوں نے شاہ عبد القادر سے کہا کہ بھائی ان کو منع

کردو، شاہ عبد القادر صاحب نے براہ راست ان سے نہیں کہا، شاہ اسحاق صاحب کے بھائی مولانا یعقوب سے کہا کہ یہ کیا دھندا آپ نے کررکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی رفع یدین نہیں کرتا ہے کہ یہ سنت ہے اور کوئی سنت کو زندہ کرتا ہے تو اس کو سوشہیدوں کا ثواب ملتا ہے، یہ جواب شاہ یعقوب صاحب نے جو شاہ اسحاق صاحب کے بھائی تھے، شاہ عبد العزیز کے نواسے ہیں یہ دونوں جاکر کے شاہ عبد القادر صاحب سے کہا، شاہ عبد القادر صاحب سرپر ہاتھ رکھ کرکے کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ اسماعیل مولوی ہوگیا ہے مگر اسماعیل ابھی مولوی نہیں ہوا ہے، اس حدیث کا مطلب اب تک نہیں سمجھ پایا، یہ تو اس وقت میں ہے جب سنت کے مقابلہ میں بدعت ہو اور جب سنت کے مقابلہ میں سنت ہو تو پھر؟، بہرحال یہ تو قصہ ہے، لیکن سب سے پہلے میں نے اس کو ''الاستذکار '' میں دیکھا اور تمام لوگوں کو دکھلایا اور اس کے بعد تمام لوگوں کی زبان پر یہ تھا، پھر اس کو نقل کیا ابن عبد البر نے ہمارے استاذ ایسے تھے اور ویسے تھے، بڑے عالم تھے رفع یدین کے اندر رفع یدین کو ترجیح دیتےتھے، ہم نے ان سے کہا کہ حضرت آپ ترجیح اس کو دیتے ہیں تو آپ رفع یدین کیجئے، ہم آپ کے ساتھ رہینگے اور ہم رفع یدین نہیں کرینگے تو انہوں نے کہا نہیں یہاں رفع یدین نہیں ہوتا، جب ہم رفع یدین کرینگے تو فتنہ پیدا ہوگا، اس لئے جو لوگ بڑے ہیں ان کو نہیں کرنا چاہئے، وہی بات ہوئی جو شاہ عبد القادر صاحب نے کی، یہ بھی ٹھیک ہے وہ بھی ٹھیک ہے، لہذا اگرچہ وہ بہتر ہے لیکن آپ کے کرنے سے اگر فتنہ پیدا ہوتا ہے تو نہیں کرنا چاہئے، جیسے نبی کریمﷺ نے خانۂ کعبہ کو بناء ابراہیمی پر خواہش ظاہر کی اگر یہ لوگ نئےنئے مسلمان نہیں ہوئے ہوتے اور ان کے گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہوتا، میں اس کو بناء ابراہیمی پر بناتا، اس میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ سے جاؤ، ایک دروازہ سے نکلو اور ان لوگوں نے جو بنایا تو دروازہ اوپر کردیا اور ایک دروازہ بند کردیا اور جس کو چاہینگے اس میں داخل کرائینگے اور جس کو چاہیں گے نہیں کرائینگے، نبی کریمﷺ کی یہ خواہش تھی مگر آپﷺ نے کہا کہ اگر میں ایسا کرونگا تو ابھی ابھی یہ نو مسلم ہیں، میرے اوپر اعتراض کرینگے کہ دیکھو اس نے کعبہ پر بھی ہاتھ صاف کردیا، تو میرے اس عمل پر ان کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے اور یہ بنانا کوئی ضروری نہیں ہے مستحب ہے تو ایک مسئلہ کو آدمی بہتر سمجھتا ہے مگر اس کی وجہ سے فتنہ کا اندیشہ ہے جو واجب ہے اسے تو کرنا ہے، لیکن جو مستحب ہے، سنت کے درجہ کی ہے اور اس سے بڑا فتنہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو نہیں کرنا چاہئے، حضرت عمرؓ کے زمانے سے ہی یہ چیز چلی آرہی ہے، اس واسطے اہل حدیث لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے یہ نہیں کرنا چاہئے، اب آدمی جب آگے بڑھتا ہے تو صراط مستقیم پر باقی نہیں رہتا ہے، دیکھئے امام مالک نے اس

سے سبق لیا ہے کہ کہا کہ وہ چاہتے تھے کہ اہل مدینہ کے مذہب کے خلاف فتوی نہ دیا جائے، کہاں مدینہ ہے اور کہاں مصر ہے کتنی دوری پر ہے، لیکن ان کے خط کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان بادشاہوں نے ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنی تمام مملکت کے اندر اس کو لازم قرار دیں کہ تمام لوگ مؤطا مالک پر عمل کریں، امام مالکؒ نے کہا نہیں، پہلے جو چلا آرہا ہے جو جس طریقے پر عمل کررہا ہے اسی پر عمل کریں، اس کے بارے میں ایک مرتبہ تو یقینی ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ دو مرتبہ ایسا ہوا، اور ہر مرتبہ امام مالکؒ نے اس سے پہلے کو راستہ بنایا، تو ہمارا ذہن اس مسئلہ میں پہلے سے صاف ہے اور سب کا ذہن صاف رہنا چاہئے، ضرورت پڑنے پر دوسرے مذہب کو اختیار کیا جانا چاہئے، میں نے ذکر کیا کہ ہم کو ہدایت دینی چاہئے نام لکھنے والوں کو بھی اور جو لوگ اس کی تردید کرتےہیں کہ مذہب ہر ایک کا نقل کرینگے اور ان کے دلائل کو نقل کرینگے، اس مذہب سے اگر کسی نے اختلاف کیا ہے تو وہیں پر نقل کریں، جیسے شاہ صاحب نے یہاں پر کیا، حنفی مذہب تھا وہیں پر اس کو نقل کرنا چاہئے الگ سے نقل کرنا یہ آپ کی زیادتی ہے، دوسرے کا مذہب، اس کے مذہب کے اندر رخصت کی بات ہے اس پر اطمینان ہوگا کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوگا اور پڑھنے والے کو بھی اس سے اطمینان ہوگا، یہ میں نے مولانا کو لکھ کرکے دیا کہ اس کا خیال کرنا چاہئے، مسئلہ مذکورہ حج کے سلسلہ میں مسئلہ جو ہے جس کے اوپر اتنی سکت ہوگئی ہے، لیکن اتنی سکت نہیں ہے کہ اپنے محرم کو بھی لے جائیں تو محرم کی یہ شرط وجوب ادا ہے یا وجوب فرض ہے، حنفیہ کے درمیان اختلاف ہے، دونوں طرف دلائل ہیں آپ کے فرض قرار دینے کی صورت میں مصیبت جو پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو مرتے وقت میں وصیت کرنا ہوگا، اس کے پاس کہاں سے اتنا پیسہ ہوگا، ہوسکتا ہے نہ ہو، اس لئے وہ چاہتی ہے کہ میں خود ہی ادا کرلوں، تو ہمارے یہاں دونوں طرف بڑے بڑے لوگ ہیں، وجوب ادا کہنے والے وجوب فرض کہنے والے، شرط فرض اور شرط ادا، شرط فرض ہے سرے سے واجب ہی نہیں ہوگا، بہت سے مقالہ نگاران نے اسی طرح بیان کیا، تو عورت کو یہ سمجھانا ہوگا کہ تمہارے ذمہ حج فرض نہیں ہے، تم اگر جاؤگی تو الٹے گناہ ہوگا، کتنا ثواب ملے گا کتنا گناہ ہوگا اس کو ہم نہیں بتاسکتے، لیکن بہرحال ظاہر بات ہے جب وہ جائے گی تو فرض تو ادا ہوجائے گا، لیکن کتنا گناہ ہوگا اس کو سمجھانا چاہئے، تم کو اتنا شوق نہیں کرنا چاہئے، اور دوسرا ہے سفر کرنا، بعض شوہر سعودیہ میں ہے، بیٹا سعودیہ میں ہے، وہ چاہتا ہے کہ میری بیوی، میری ماں آجائے ان کو حج کرادوں اور اس زمانے میں سہولت تھی، تو یہ تھا کہ ہوائی اڈے تک کوئی پہنچاتا پھر وہاں پر وہ لڑکا موجود ہوتا وہ اس کو لے جاتا تو یہ الگ مسئلہ بیان کرنا چاہئے، دوسرے پہلے اتنے لمبے چوڑے سفر کی ضرورت نہیں تھی، لوگوں کے عزیز ورشتہ دار وہ قریب قریب تھے میل دو میل چار میل، بہت سے لوگ جو

پرانے زمیندار تھے وہ مختلف شہروں میں منتقل ہوگئے، مگر اپنے خاندانوں میں وہ رشتہ کرتے ہیں اور وہیں کے وہ لوگ ہوجاتے ہیں، لیکن جو دوسرے لوگ تھے وہاں کے باشندے نہیں بنتے ہیں، کسی وقت بھی سفر کی بات آسکتی ہے۔

تیسرا مسئلہ ہے آج لڑکیوں کے پڑھنے کا رواج ہوگیا، لڑکی کو جانا ہے جامعہ ملیہ میں، دوسری اور جگہوں پر جس میں غیر مسلم لوگوں کی زیادتی ہے، ہر ایک مسئلہ کو الگ الگ رکھنا چاہئے اور اپنے اوپر بوجھ نہیں لادنا چاہئے، لوگ پوچھینگے تو اس کو مقامی رہنے دینا چاہئے، یہ جذبہ کہ ہم ہی سب مسئلے کو حل کرتے رہیں، میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے، پہلے لوگ اپنے اوپر نہیں اوڑھتے تھے، جتنا ضروری ہے اتنا کرتے تھے، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

* * *